NOT TO BE ISSUED
کتاب
التکمیل
یعنی
HYDERABAD STATE LIBRARY

تقریظ

حضرت حجۃ الاسلام المسلمین نجم الملۃ والدین شمس العلماء مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ بانی مدرسۃ الواعظین

باسمہ سبحانہ

تاریخی واقعات کا دیانت کیساتھ اصول مسلمہ پر جائزہ لینا ان کے اطراف و جوانب پر فلسفیانہ نظر کرنا اور مختلف واقعات کو سنجیدہ طور سے ترتیب دیکر جدید نتائج کا استخراج کرنا نہ صرف ممدوح ہی ہے بلکہ ایک مورخ کے اعلے کمال کی دلیل بھی ہے لیکن اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ کسی خاص مقصد کو پہلے ہی سے پیش نظر رکھکر کتب تاریخ کی ورق گردانی کیجائے اور تائید کیلئے اقوال شاذہ کی تلاش میں ناروا کوششیں کیجائیں یا واقعات کو توڑ مروڑ کر حسب منشا و مقصود بنا کر پیش کیا جائے اور پھر انکو صحیح ثابت کرنے میں صرف قوت انشا پردازی کا سہارا کافی سمجھا جائے اور دلنشین کرنے کی غرض سے شوخی تحریر کا رنگ بھر کر اطمینان کر لیا جائے جیسا کہ ہمارے ملک کے بعض مشہور مصنفین کی عام عادت تھی۔ اور وہ انہیں نازیبا تصرفات کو اپنے لئے سرمایۂ ناز بلکہ معراج کامیابی تصور کرتے تھے۔

واقعہ غدیر خم بھی جو اسلامی واقعات میں ایک خاص اہمیت مالک ہے انہی ستم ظریفوں کے ہاتھوں مجروح ہوئے بغیر نہ رہ سکا چنانچہ نزول آیہ اکمال دین کا شرف غدیر خم سے چھین کر عرفات کو دیدیا گیا اور بجائے پنجشنبہ واقعہ غدیر جمعہ کے دن لکھدیا گیا۔ اسی قسم کی بعض فریب کاریوں کی قلعی کھولنے کیلئے جناب مستطاب سلالۃ الاطیاب حکیم سید مرتضی حسین صاحب ساکن برایان ہادا نے کمال عرقریزی و جانفشانی سے یہ لطیف و منقح کتاب تصنیف فرمائی ہے میں نے اسکے بعض مقامات پڑھوا کر سنے مجھے قوی امید ہے کہ جن مسائل پر اس میں بحث کیگئی ہے انکی تنقیح و تحقیق اور دوراز کار دلائل کے رد و ابطال میں یہ کتاب کافی و وافی ہوگی۔ خداوند عالم جناب مصنف کو جزائے خیر دے آپنے باوجود دیگر مشاغل ضروریہ کے اپنا معتد بہ وقت اس کتاب کی ترتیب و تصنیف میں صرف کیا ہے۔

نجم الحسن عفی عنہ

تقریظ

سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام السید العلماء آقا مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہت سے مذہبی حقائق ایسے ہیں جنکی بنیاد تاریخی معلومات پر ہے اور اس بنا پر ایک غلط فہمی یا مغالطہ جو تاریخی واقعہ کو مشتبہ بنادے ایک عظیم حقیقت کے پامال ہوجانے کا ذریعہ ہوسکتا ہے ایک مورخ کا فرض ہے کہ وہ واقعات کی چھان بین بالکل تاریخی اعتبار سے کرے اور اسمیں ذاتی جذبات یا اپنے مذہبی

نظریات کی روشنی میں نگاہ کرتے ورنہ تاریخ تاریخ نہیں ہے۔

شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کو اس حیثیت سے پہچانا جاتا ہے کہ وہ ہمیشہ تاریخ و مذہب کی حیثیت سے بیشتر [illegible] تاریخی مسائل کے حقیقی حل سے زیادہ مقدم سمجھتے ہیں۔ وہ اکثر اپنے مسلکی نقطہ نظر کی تائید کو پیش نظر رکھتے ہوئے تاریخی حقائق [illegible] کر ڈالتے ہیں تاکہ کسی نہ کسی طرح اپنا پیش نظر مطلب حاصل ہو جائے۔

آیۂ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول مستند تصریحات کے مطابق روز غدیر یعنی ۱۸ ذی الحجہ کو غدیر خم میں امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام کے اعلان کے موقع پر تھا لیکن مولانا شبلی نے آیۂ مذکورہ کے نزول کو یوم عرفہ جمعہ ۹ ذی الحجہ کو بتایا جس کو بعض مفسرین نے ایک کمزور قول کہہ کر صحیح قرار دیا ہے۔ اور اسکے یوم نزول سے تا وفات ۸۱ یوم زندہ رہنا جناب رسالتمآب کا ثابت کیا ہے اور اس سلسلہ میں جنتری تقویمی نقشوں سے اسکی جد و جہد کی ہے کہ آیۂ اکمال دین کا نزول یوم عرفہ ہی صحیح قرار پائے اور چونکہ ۹ ذی الحجہ یوم جمعہ کی مراجعت سے ۲۶ ذی القعدہ کو یوم شنبہ واقع ہوتا ہے اسلئے حضرت کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی تاریخ بھی ۲۶ ذی القعدہ یوم شنبہ قرار دی ہے۔

زیر نظر کتاب میں اسکے مصنف جناب سید مرتضیٰ حسین صاحب ساکن قصبہ [illegible] نے تاریخی حیثیت سے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش اور مولانا شبلی کے بیانات پر محققانہ انداز سے تبصرہ کیا ہے میں نے اس کتاب کے اکثر مقامات دیکھے اور مصنف کتاب کی جانفشانی و عرقریزی کی قدر کی۔ اس کتاب کا سرسری بھی مطالعہ کرنے والا اس بات کا اندازہ کر سکتا ہے کہ مصنف نے بہت کافی وقت اس کتاب کی تصنیف اور تتبع کتب میں صرف کیا ہے اور کامل محنت و جانفشانی سے اس فرض کو انجام دیا ہے۔ امید ہے کہ تحقیق پسند افراد اس کتاب کا مطالعہ کرینگے اور اس سے بہرہ مند ہونگے۔ جزاہ اللہ عن العلم خیر الجزاء

سید علی نقی النقوی عفی عنہ

تقریظ حضرت حجۃ الاسلام عمدۃ العلماء مولانا سید کلب حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر مد ظلہ

باسمہ سبحانہ

دنیائے تصنیف و تالیف میں قدم رکھنا جسقدر آسان ہے اسیقدر دیانت و انصاف سے قلم اٹھانا مشکل ہے مصنفین کی فہرست میں اپنا نام شمار کرا دینے کا شوق اکثر ہمیشہ [illegible] نتائج و عواقب سے اکثر لوگوں کو بے خبر رکھتا ہے زبان کی غلطیاں اور بیان کی [illegible] کی عیب پوشی میں سعی کیجائے مگر کتابت کا ثبات ہمیشہ ان لغزشوں کی یاد تازہ کرتا رہتا ہے جو کسی مصنف کے قلم کو پیش آئی ہوں۔ اسمیں شبہ نہیں کہ شبلی نعمانی نے اپنے خیالات کو حق کا لباس پہنانے کے واسطے ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیا اور تاریخی میدان میں بھی اپنے عقائد کے جذبات سے متاثر ہو کر قلم کو صراط مستقیم سے برگشتہ ہی رکھا۔ کبھی روایات ضعیفہ سے تمسک کر کے معصومین کو گنہگار ثابت کیا اور حساب کے گورکھ دھندے میں پھنسا کر جاہل گروہ کو بہکانا چاہا۔ شاید ذکا یہ خیال تھا کہ تمام دنیا بصارت سے بے بہرہ ہونیکی وجہ سے انکے قلم کی لغزشوں سے غافل رہے گی مگر یہ انکا خیال ہی تھا جس کا بین ثبوت وہ پے در پے تصانیف ہیں جو صاحبان حق کی طرف سے ظلمت ضلالت مٹانے کے واسطے درخشاں ستاروں کی طرح افق صداقت پر ظاہر ہوتے رہے ہیں کتنی کتابیں ہی مقصد کو ادا کرتے ہوئے اہل ایمان کی نظر سے گذر چکی ہیں اور انشاء اللہ آئندہ پیش نگاہ آتی رہینگی اسی سلسلہ کی بے نظیر کڑی یہ جدید کتاب ہے جو تکمیل کے نام سے موسوم ہے لیکن تکمیل ابطال ہے اور نیز درست ہے کیونکہ جنکو جناب شبلی نے اپنے استحکام کیساتھ منظر عام پر پیش کیا تھا میں نے اس کتاب کو بعض مقامات سے دیکھا اور میں نتیجہ کو پہنچا ہوں کہ جناب سید مرتضیٰ حسین صاحب نے اس کتاب کی تالیف اور تصنیف میں اپنے بیش قیمت اوقات کو صرف کر کے صاحبان ایمان و انصاف کے واسطے ایسا گرانبہا ذخیرہ فراہم کر دیا ہے جو دنیا کی زحمت کے بعد بھی بدقت فراہم ہوگا۔ اور علامہ شبلی نعمانی نے جو گرد مضلات افق حق پر پھیلا دی تھی اسکو تحقیق کے ٹھنڈے چھینٹوں سے یوں دبا دیا ہے کہ پھر اٹھنے کے قابل نہ رہی خداوند عالم موصوف کو اجر جمیل اور مومنین کو اس بے نظیر کتاب سے استفادہ کرنے کی توفیق عنایت کرے واللہ الموفق۔

سید کلب حسین

کتاب التکمیل اور اسکے بعض اقتباسات

۱- سیرۃ النبی شبلی کے آیہ تکمیل یوم عرفہ جمعہ اور ۲۶ ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ تاریخ سفر حجۃ الوداع پر تقویمی نقشہ پنج ماہا وغیرہ سے ابطال
حاشیہ ص۱۴ و ۱۲ و ص۱۸ و ۲۰ و حاشیہ ص۲۳ و ۳۵ و ۳۷ و ص۲۴۳ و ۲۴۴

۲- الفاروق شبلی کے تاریخ مرض النبی کے مراجعت سے ۱۸ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ یوم غدیر پنجشنبہ (عشیہ جمعہ) کو آیہ تکمیل کا نزول اور ۲۵ ذیقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع کا صحیح حدیثوں سے اثبات
ص۸ و ۱۰ و ۱۴ و ۳۰ و ۳۱ مع حاشیہ ۳۹ و ۴۴ و ۶۲ و ۶۳ و حاشیہ ص۲۲ و ص۲۳۶

۳- ۱۸- ذیحجہ پنجشنبہ سے ۲۹ صفر پنجشنبہ تک ستر ۷۰ یوم کا ارباب سیر و محدثین سے تطبیق اور گیارہ ۱۱ ربیع الاول دوشنبہ پر اکیاسی ۸۱ یوم کی تصحیح
حاشیہ ص۸ و ص۸ و ۱۶۶ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۸۶ و ۲۵۰ و ۲۵۴ و ۲۵۵

۴- گیارہ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کی شام شب بارہویں ۱۲ ربیع الاول سے بائیسویں ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ دو ۲ سال تین ۳ مہینہ دس ۱۰ راتوں تک ابوبکر کے زندہ رہنے کی مطابقت۔
ص۱۴ و حاشیہ ص۵۵ ص۱۰۱ و ۱۶۲ و ۲۰۴ و ۲۴۳ و ۲۴۹

۵- بارہ ۱۲ تاریخ گذر کر شب تیرہویں ۱۳ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ سے بائیسویں ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ دو ۲ سال تین ۳ مہینہ نو ۹ شبوں تک مدت خلافت ابوبکر میں روایۃً و درایۃً موافقت
ص۱۱۸ و ۲۰۳ و ۲۳۹

۶- بارہ ۱۲ ربیع الاول کا شبانہ روز یعنی بیاسیواں ۸۲ دن جناب امیرؑ کی اصل خلافت و امامت اور رسول خدا کے غسل و کفن میں حضرت جبرئیلؑ کی شرکت و اعانت سے ایک تاریخی خصوصیت
ص۱۷۰ و ۳۳۲

۷- یکم صفر پنجشنبہ بارہ ۱۲ صفر دوشنبہ پھر یکم ربیع الاول پنجشنبہ بارہ ربیع الاول دوشنبہ سے سنہ ۱۱ھ کا سال گیارہ ۱۱ مہینے سے محدثین کی تخلی۔
حاشیہ ص۱۲۸ و ۲۲۹ و ص۲۳۴ و ۲۵۵ و ۲۷۹ و ۲۸۴

۸- پنجشنبہ کا اکاسیواں ۸۱ دن دوشنبہ بیاسیواں ۸۲ دن شنبہ اور جمعہ کا اکاسیواں ۸۱ دن شنبہ بیاسیواں ۸۲ دن چہار شنبہ ہونیکی حقیقت۔ ص۹ و ۱۶۷ و ۲۴۵

۹- گیارہ ۱۱ ربیع الاول دوشنبہ سے تین مہینہ قبل نو ۹ ذیحجہ عرفہ کو سہ شنبہ ۸۰ یوم قبل ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر خم کو پنجشنبہ ہونیکی واقعیت ص۱۹ و ۲۲۴ و ۲۴۹ و ۲۵۰

۱۰- طلب قرطاس سے ۹۰ دن پہلے آیہ تکمیل کے نزول کی تغلیط اور اکاسی یوم پہلے روایت صحیحہ سے تصدیق ص۱۷۰ و ص۲۳۶ و ۲۳۷

۱۱- واقعہ قرطاس سے تین ۳ مہینہ پہلے یوم عرفہ کو مہر ختم وحی کی آیہ تکمیل پر غلط تعبیر اور اکاسی ۸۱ یوم قبل یوم غدیر کو مہر ختم وحی احکامی کی صحیح تطبیق
ص۱۷۰ و ۱۹۷

۱۲- طلب قرطاس پیغمبر سے اکاسی ۸۱ یوم قبل ۱۸ ذیحجہ (یوم غدیر) کو کامل سورہ مائدہ اور اس کے اٹھارہ ۱۸ احکام کا نزول۔
حاشیہ ص۲۳ و ۶۷ و ص۱۸ و ۱۹۱ و ۲۸۵ تا ص۲۸۸

نمبر (٣) ابن اسحاق

نمبر (٤) امام مالک

نمبر (۵) واقدی

ترجمہ واقدی

فہرست اُن کتابوں کی جن کا مضمون خود دیکھ کر اس کتاب تکمیل میں لکھا گیا علاوہ موجودہ کتب کے مختلف کتبخانوں سے مدد لی گئی مثل کتبخانہ نواب احمد حسین خان صاحب رئیس پرپانوان ضلع پرتاب گڈھ و کتبخانہ خدا بخش خان صاحب کبیل مرحوم بانکی پور پٹنہ و کتبخانہ مولوی عبد الباری صاحب مرحوم و کتبخانہ مولوی عبد الحی صاحب مرحوم فرنگی محل لکھنؤ و کتبخانہ ندوۃ العلما لکھنؤ و کتبخانہ ممتاز العلما سید محمد تقی صاحب طاب ثراہ و کتبخانہ مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ (شمس العلما) لکھنؤ اور کتبخانہ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ وغیرہ۔

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۱	مناقب آل ابیطالب عربی	ابن شہر آشوب	بمبئی
۲	چہار باب فارسی	شاہ اہل اللہ برادر شاہ ولی اللہ محدث	محمود نگر لکھنؤ ۱۲۵۸ھ
۳	سبل الہدیٰ والرشاد المعروف بہ سیرت شامی عربی	شیخ شمس الدین محمد بن یوسف دمشقی صالحی	قلمی
۴	قاموس عربی	.	مطبوعہ
۵	منتہی الارب عربی	عبد الرحیم بن عبد الکریم	لاہور
۶	زرقانی علی المواہب عربی	محمد بن عبد الباقی	مصر ۱۲۷۸ھ
۷	تفسیر درمنثور سیوطی عربی	جلال الدین سیوطی	مصر ۱۳۱۴ھ
۸	تفسیر جلالین عربی	جلال الدین محلی	بمبئی ۱۲۹۴ھ
۹	اسباب النزول عربی	امام واحدی	مصر ۱۳۱۵ھ
۱۰	تفسیر ثعلبی عربی	ابو اسحٰق	قلمی نوشتہ ۷۱۹ھ
۱۱	تفسیر معالم التنزیل عربی	امام محی السنۃ حسین بن مسعود بغوی	بمبئی ۱۳۰۹ھ
۱۲	تفسیر لباب التاویل عربی	علاء الدین خازن	مصر
۱۳	تفسیر مدارک التنزیل عربی	عبد اللہ بن احمد نسفی	دلیا لی
۱۴	تفسیر سراج المنیر عربی	خطیب شربینی	مصر
۱۵	تفسیر کشاف عربی	علامہ جار اللہ زمخشری	”
۱۶	تفسیر بیضاوی عربی	ناصر الدین عبد اللہ بن عمر	اسلامبول
۱۷	تفسیر جامع البیان عربی	ابن جریر طبری	مصر ۱۳۲۱ھ
۱۸	تفسیر مجمع البیان عربی	علامہ شیخ امین الدین طبرسی	طہران
۱۹	تفسیر مفاتیح الغیب المشتہر بالتفسیر الکبیر عربی	علامہ فخر الدین رازی	مصر ۱۳۰۸ھ
۲۰	تفسیر اتقان فی علوم القرآن	شیخ جلال الدین سیوطی	مصر ۱۳۰۶ھ
۲۱	تفسیر فتح القدیر عربی	قاضی شوکانی یمنی	قلمی نوشتہ ۱۲۴۸ھ در عہد مصنف

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۲۲	تفسیر فتح البیان عربی	نواب صدیق حسن خاں	مصر ۱۳۰۱ھ
۲۳	تفسیر حافظ ابن کثیر عربی	ابن کثیر شامی	مصر ۱۳۰۱ھ
۲۴	تفسیر غرائب القرآن عربی	نظام الدین حسن بن محمد	مصر ۱۳۲۱ھ
۲۵	تفسیر احمدی عربی	ملا احمد ملا جیون	کلکتہ ۱۲۶۳ھ
۲۶	تفسیر بحر مواج فارسی	شہاب الدین عمر دولت آبادی	نولکشور ۱۲۹۰ھ
۲۷	تفسیر مواہب علیہ معروف بہ تفسیر حسینی فارسی	کمال الدین حسین	کلکتہ ۱۲۳۸ھ
۲۸	تفسیر منہج الصادقین فارسی	ملا فتح اللہ کاشانی	طہران
۲۹	تفسیر فتح الرحمٰن فارسی	شاہ ولی اللہ محدث	دہلی و میرٹھ
۳۰	تفسیر فتح العزیز فارسی سورۂ بقر	شاہ عبد العزیز	چھاپہ محمدی ۱۲۶۴ھ
۳۱	تفسیر فتح العزیز پارہ ۲۹ فارسی	”	لاہور
۳۲	تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ اردو	”	محمود نگر لکھنؤ ۱۲۶۶ھ
۳۳	تفسیر موضح القرآن اردو	شاہ عبد القادر دہلوی	دہلی ۱۳۰۸ھ و کانپور ۱۳۴۴ھ
۳۴	تفسیر تنویر البیان اردو ترجمہ خلاصۃ المنہج		آگرہ
۳۵	قرآن مجید مترجم متوسط اردو		دہلی ۱۳۴۵ھ
۳۶	تفسیر عمدۃ البیان اردو	مولوی عماد علی صاحب مرحوم	دہلی
۳۷	مناقب مرتضوی ترجمہ خصائص نسائی	مولوی ابو الحسن مصنف فیض الباری اردو	لاہور ۱۳۱۰ھ
”	خصائص	امام نسائی	کلکتہ ۱۳۰۳ھ
۳۸	الفاروق	شبلی نعمانی	کانپور و لکھنؤ و دہلی ۱۸۹۹ء و ۱۳۲۵ھ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۳۹	العارق	مرزا حیرت دہلوی	دہلی سنہ ۱۸۹۶ء
۴۰	سیرت النبی	شبلی نعمانی اعظم گڈھی	کاپچہ اعظم گڈھ
۴۱	سیرت ابن ہشام	عبدالملک	مصر سنہ ۱۲۹۵ھ
۴۲	طبقات ابن سعد ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸ جلدیں	محمد ابن سعد کاتب واقدی	لیڈن یورپ
۴۳	مسند امام احمد	احمد بن حنبل	مصر سنہ ۱۳۱۳ھ
۴۴	صحیح بخاری	محمد بن اسمعیل بخاری	مصر سنہ ۱۳۱۲ھ
۴۵	تاریخ معارف	ابن قتیبہ	فرنگستان
۴۶	〃	〃	مصر سنہ ۱۳۱۳ھ
۴۷	صحیح مسلم مع شرح نووی	مسلم بن الحجاج	دہلی سنہ ۱۳۰۲ھ
۴۸	سنن	امام نسائی	مصر و دہلی
۴۹	تاریخ الرسل والملوک	ابن جریر طبری	لیڈن یورپ
۵۰	الارشاد	علامہ محمد بن محمد بن نعمان الشیخ المفیدؒ	لکھنؤ
۵۱	تاریخ ابن خلدون	قاضی عبدالرحمن بن محمد الحضرمی المالکی	مصر سنہ ۱۲۸۴ھ
۵۲	فتح الباری شرح صحیح بخاری	حافظ ابن حجر عسقلانی	دہلی سنہ ۱۳۰۷ھ
۵۳	ارشاد الساری شرح صحیح بخاری	امام قسطلانی	مصر سنہ ۱۳۰۷ھ
۵۴	عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری	امام عینی حنفی	مصر سنہ ۱۳۰۸ھ
۵۵	تحفہ اثنا عشریہ	شاہ عبدالعزیز	ثمر ہند لکھنؤ سنہ ۱۲۹۶ھ
۵۶	ہادی التواریخ	محمد ابن محمد الہمدانی	لکھنؤ سنہ ۱۳۱۰ھ
۵۷	روض الانف	عبدالرحمن سہیلی	مصر سنہ ۱۳۳۲ھ
۵۸	سرور المحزون	شاہ ولی اللہ محدث	مطبع محمدی سنہ ۱۲۵۷ھ
۵۹	قرۃ العیون شرح سرور المحزون	نواب محمد علی خاں والی ٹونک	آگرہ
۶۰	انسان العیون حلبی	علی بن ابراہیم حلبی	مصر سنہ ۱۳۰۸ھ
۶۱	عقد الفرید	شہاب الدین احمد	مصر سنہ ۱۲۹۳ھ
۶۲	تاریخ کامل	ابن اثیر جزری	مصر سنہ ۱۳۰۳ھ
۶۳	اسد الغابہ فی الصحابہ	〃	مصر سنہ ۱۲۸۶ھ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۶۴	تاریخ المختصر فی اخبار البشر	ملک ابی الفدا	لیڈن یورپ
۶۵	تاریخ تتمہ المختصر	شیخ زین الدین عمر بن مظفر الوردی	مصر
۶۶	قصیدۂ عظمیٰ	مولانا امین اللہ	دہلی سنہ ۱۳۰۳ھ
۶۷	بحار الانوار آخر حصہ ششم	علامہ محمد باقر مجلسیؒ	طہران
۶۸	سیرت دمیاطی	حافظ عبدالمومن	قلمی پٹنہ سنہ ۱۰۸۰ھ
۶۹	سیرت مغلطائی	حافظ علاء الدین	مصر سنہ ۱۳۲۶ھ
۷۰	مواہب لدنیہ	امام قسطلانی	قلمی پٹنہ سنہ ۹۹۸ھ
۷۱	ینابیع المودۃ	شیخ سلیمان قندوزی بلخی	اسلامبول سنہ ۱۳۰۱ھ
۷۲	صحیح ترمذی اردو	امام ابو عیسیٰ ترمذی	نولکشور سنہ ۱۳۱۹ھ
۷۳	معارج النبوۃ	مولانا معین الدین	لاہور سنہ ۱۲۹۲ھ
۷۴	〃	〃	نولکشور سنہ ۱۸۸۵ء
۷۵	عین العیون ترجمہ اردو سرور المحزون	ابو القاسم لکھنوی	لکھنؤ سنہ ۱۳۱۷ھ
۷۶	ناسخ التواریخ	مرزا محمد تقی سپہر مستوفی کاشانی	طہران سنہ ۱۲۷۳ھ
۷۷	تاریخ احمدی	شیخ احمد حسین خاں	لکھنؤ
۷۸	صواعق محرقہ	ابن حجر مکی	مصر
۷۹	سر الشہادتین	شاہ عبدالعزیز	لکھنؤ
۸۰	الاکمال فی اسماء الرجال	مشکوٰۃ	دہلی
۸۱	تاریخ یعقوبی	ابن واضح کاتب عباسی	لیڈن یورپ سنہ ۱۸۸۳ء
۸۲	ریاض النضرہ	محب الدین طبری	مصر سنہ ۱۳۲۷ھ
۸۳	عبقات الانوار غدیریہ	علامہ سید حامد حسین صاحب	لودھیانہ و لکھنؤ
۸۴	عبقات الانوار حدیث	〃	لکھنؤ
۸۵	استقصاء الافحام فی نقض منتہی الکلام	〃	لودھیانہ
۸۶	جواہر العقدین	علامہ سمہودی	
۸۷	منصب امامت	محمد اسمعیل شہید دہلوی	فاروقی دہلی
۸۸	تذکرہ خواص الامۃ	سبط ابن جوزی	قلمی پٹنہ سنہ ۱۰۷۲ھ
۸۹	تاریخ مرآۃ الزمان	〃	قلمی پٹنہ سنہ ۸۰۰ھ
۹۰	تاریخ بدایہ والنہایہ	حافظ ابن کثیر	قلمی پٹنہ کتابت سنہ ۸۹۲ھ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۹۰	تاریخ بدایۃ والنہایۃ	حافظ ابن کثیر	لکھنو کتابت سنہ [illegible]
۹۱	ازالۃ الخفا	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	بریلی سنہ ۱۲۸۶ھ
۹۲	کشف الظنون	مصطفی ابن عبداللہ القسطنطینی	مصر
۹۳	اصابہ فی تمیز الصحابہ	حافظ ابن حجر عسقلانی	کلکتہ سنہ ۱۸۸۸ء
۹۴	روضۃ الندیہ	سید محمد بن اسمعیل صنعانی	دہلی سنہ ۱۳۲۲ھ
۹۵	مشکوۃ المصابیح	ولی الدین خطیب	دہلی سنہ ۱۳۲۷ھ
۹۶	مودۃ القربیٰ	سید علی ہمدانی	بمبئی سنہ ۱۳۱۰ھ
"	"	"	قلمی
۹۷	زاد العقبیٰ اردو ترجمہ مودۃ القربیٰ	مترجمہ مولوی سید شریف حسین	لاہور
۹۸	غنیۃ الطالبین	شیخ عبدالقادر جیلانی	لاہور سنہ ۱۳۰۹ھ
۹۹	المامون	شبلی نعمانی	دہلی
۱۰۰	ما نزل من القرآن	حافظ ابونعیم صاحب حلیہ	قلمی
۱۰۱	انتباہ فی سلاسل اولیا	شاہ ولی اللہ محدث	.
۱۰۲	نفحات الانس	ملا عبدالرحمن جامی	قلمی
۱۰۳	منہج المقال	.	طہران
۱۰۴	طبقات الحفاظ	امام سیوطی	قلمی
۱۰۵	تاریخ حبیب السیر	غیاث الدین	بمبئی سنہ ۱۸۵۷ء
۱۰۶	ارجح المطالب	مولوی عبیداللہ بسمل امرتسری	لاہور
۱۰۷	حجج الکرامہ فی آثار القیامہ	مولوی صدیق حسن خان	بھوپال سنہ ۱۲۹۱ھ
۱۰۸	جامع عباسی	علامہ بہاء الدین محمد عاملی	نولکشور سنہ ۱۳۱۹ھ
۱۰۹	عبقات الانوار منزلت	علامہ سید حامد حسین صاحب رح	لکھنو
۱۱۰	کتاب المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار	مقریزی	مصر
۱۱۱	تاریخ اعثم کوفی اردو	اعثم	یوسفی دہلی سنہ ۱۹۱۰ء
۱۱۲	کنز العمال	شیخ علاء الدین علی بن متقی	حیدرآباد دکن سنہ ۱۳۱۰ھ
۱۱۳	تاریخ مرآۃ الجنان	یافعی	حیدرآباد دکن سنہ ۱۳۳۸ھ
۱۱۴	تاریخ دول الاسلام ذہبی	علامہ ذہبی	" سنہ ۱۳۳۷ھ
۱۱۵	مسند ابو داود	حافظ ابو داود طیالسی	سنہ ۱۳۲۱ھ
۱۱۶	تاریخ روضۃ المناظر	ابن شحنہ حلبی	مصر سنہ ۱۳۰۳ھ
۱۱۷	السراج المنیر شرح جامع الصغیر حاشیہ شیخ محمد بن سالم حفنی	شیخ علی بن احمد الشہیر بالعزیزی	مصر سنہ ۱۳۰۵ھ
۱۱۸	تاریخ روضۃ الصفا	محمد بن خاوند شاہ بن محمود	بمبئی سنہ ۱۲۶۶ھ
"	"	"	نولکشور لکھنو سنہ ۱۸۹۱ء
۱۱۹	عیون الاثر حصہ اول	حافظ فتح الدین ابن سید الناس	قلمی
۱۲۰	تاریخ الخلفا عربی	جلال الدین سیوطی	مصر سنہ ۱۳۰۵ھ
۱۲۱	ترجمہ اردو تاریخ الخلفا		لاہور سنہ ۱۳۲۳ھ
۱۲۲	فصول المہمہ	ابن صباغ مالکی	طہران سنہ ۱۳۰۲ھ
۱۲۳	روضۃ الشہدا	کمال الدین حسین	بمبئی سنہ ۱۳۰۹ھ
	"	"	نولکشور لکھنو سنہ ۱۸۷۳ء
۱۲۴	گلزار الشہدا	مترجمہ نورالدین	بمبئی سنہ ۱۳۰۳ھ
۱۲۵	حیوۃ الحیوان	علامہ دمیری شافعی	مصر
۱۲۶	تاریخ خمیس	شیخ حسین دیاربکری	مصر سنہ ۱۳۰۲ھ
۱۲۷	نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض	شہاب الدین خفاجی	مصر سنہ ۱۲۶۷ھ
۱۲۸	تاریخ وفیات الاعیان	قاضی ابن خلکان	مصر سنہ ۱۳۱۰ھ
۱۲۹	مطالب السؤل فی مناقب آل رسول	محمد بن طلحہ	لکھنو سنہ ۱۳۰۲ھ
۱۳۰	نظم درر السمطین	شیخ جمال الدین محمد بن یوسف	قلمی
۱۳۱	المنتقی من سیرۃ المصطفیٰ	سعید کازرونی	قلمی پٹنہ سنہ ۱۲۵۰ھ
۱۳۲	تاریخ صغیر	محمد بن اسمعیل بخاری	الہ آباد سنہ ۱۳۲۵ھ
۱۳۳	روضۃ الاصفیا فی ذکر الانبیا	محمد طاہر صاحب	نولکشور سنہ ۱۸۷۰ء
۱۳۴	دہ مخزن	حکیم نصراللہ صاحب	دہلی سنہ ۱۳۰۳ھ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۱۳۵	تقریب التہذیب	حافظ ابن حجر عسقلانی	دہلی
۱۳۶	تہذیب التہذیب	"	حیدرآباد دکن
۱۳۷	استیعاب	ابوعمر ابن عبدالبر	۱۳۱۹ھ
۱۳۸	مرقاۃ المفاتیح	ملا علی قاری	مصر
۱۳۹	خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال	صفی الدین خزرجی	۱۳۰۱ھ
۱۴۰	تذکرۃ الحفاظ	حافظ ابوعبداللہ ذہبی	حیدرآباد
۱۴۱	انساب سمعانی	حافظ عبدالکریم	یورپ
	بستان المحدثین	شاہ عبدالعزیز	.
۱۴۳	تدریب الراوی	سیوطی	.
۱۴۴	غیاث اللغات		
۱۴۵	وسیلۃ النجاۃ	ملا مبین سہالوی لکھنوی	لکھنؤ ۱۳۱۳ھ
۱۴۶	وجیزہ	علامہ سبحان علی خان	نولکشور لکھنؤ ۱۲۹۹ھ
۱۴۷	احیاء المیت	سیوطی	لاہور
۱۴۸	کتاب الارشاد الی سبیل الرشاد فی امر التقلید والاجتہاد	حکیم ابویحییٰ محمد	دہلی ۱۳۱۹ھ
۱۴۹	شواہد النبوۃ	عبدالرحمن جامی	بمبئی ۱۸۸۶ء
۱۵۰	رسالہ حج	حاجی علیم الدین	لکھنؤ ۱۸۹۲ء
۱۵۱	گیارھویں نامہ	عابد علی فتحپوری	جمن پریس فتحپور ۱۹۲۹ء
۱۵۲	حدیقۃ الحقیقۃ	حکیم سنائی	نولکشور لکھنؤ ۱۸۸۴ء
۱۵۳	تہذیب الاسماء	علامہ محی الدین نووی	گوٹنگن
۱۵۴	سنن ابن ماجہ	قزوینی	دہلی ۱۳۳۳ھ
۱۵۵	کتاب وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ	علامہ سید سمہودی	مصر ۱۳۲۶ھ
۱۵۶	کشف الغطاء ترجمہ کتاب موفق	.	دہلی ۱۲۹۶ھ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ یا قلمی
۱۵۷	تقویم الحسنین	آخوند ملا حسن کاشی	قلمی
۱۵۸	احتجاج	ابومنصور علامہ طبرسی	طہران و قلمی
۱۵۹	کتاب فہرست	ابن الندیم	یورپ
۱۶۰	مدارج النبوۃ	عبدالحق محدث دہلوی	نولکشور ۱۲۹۵ھ
۱۶۱	اشعۃ اللمعات	"	" ۱۳۰۸ھ
۱۶۲	شرح وقایہ ترجمہ اردو نور الہدایہ	.	کانپور مطبع نظامی
۱۶۳	مستدرک	حاکم	قلمی کمتر
۱۶۴	ملل ونحل	محمد بن عبدالکریم شہرستانی	مصر ۱۲۶۳ھ
۱۶۵	امامۃ والسیاسۃ	ابن قتیبہ	مصر ۱۳۲۲ھ
۱۶۶	حلیۃ الاولیاء	حافظ ابونعیم	قلمی
۱۶۷	میزان الاعتدال علی نقد الرجال	حافظ ابوعبداللہ ذہبی	لکھنؤ ۱۳۱۱ھ
۱۶۸	مفتاح الرشاد	مسیح الدین خاں بہادر	کلکتہ ۱۲۶۲ھ
۱۶۹	مثنوی	مولانا روم	بمبئی
۱۷۰	روضۃ الاحباب	محدث شیرازی	انوار محمدی لکھنؤ ۱۳۱۱ھ
۱۷۱	"	"	امین آباد لکھنؤ ۱۲۹۷ھ
"	"	"	قلمی
۱۷۱	رجال نجاشی	"	بمبئی
۱۷۲	تمدن عرب	ترجمہ سید علی بلگرامی	.
۱۷۳	عربی کی دوسری کتاب درس ہائی اسکول	شمس العلماء قاضی میر حسین رضوانی	لاہور ۱۹۲۴ء
۱۷۴	تنقید المطاعن	علامہ محمد قلی خاں	لودھیانہ ۱۳۰۹ھ لکھنؤ
۱۷۵	حملہ حیدری	ملا باذل	لکھنؤ
۱۷۶	نہایہ	ابن الاثیر جزری	مصر
۱۷۷	تاریخ الانبیاء	شیخ احمد صاحب دیوبندی	لکھنؤ ۱۳۱۰ھ
۱۷۸	معجم صغیر	سلیمان بن احمد طبرانی	دہلی ۱۳۱۱ھ

داخلہ نمبر ۲۱۰۳۷

۲۱۰۳۷
الف ۲۷

الحمد للہ کما ھو اھلہ و مستحقہ والصلوٰۃ والسلام علی محمد المصطفیٰ و آلہ الاصفیاء

اما بعد عبد خاکسار سید مرتضیٰ حسین ابن حکیم سید بدعلی مرحوم و مغفور متوطن قصبۂ ایرایان سادات ضلع فتح پور
قسمت آلہ باد غفر اللہ عنہ و عن والدیہ خدمت مین حضرات ناظرین کے عرض کرتا ہے کہ۔
شمس العلما شبلی نعمانی مولف سیرۃ النبی نے آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت
لکم الاسلام دینا۔ کا نزول یوم عرفہ جمعہ ۹۔ ذی الحجۃ ۱۰ھ قرار دیا ہے اور روایات صحیحہ و احادیث موثقہ مستندہ سے
قطع نظر کرکے یوم نزول سے تا وفات النبیؐ اکاسی یوم زندہ رہنا رسول اللہ صلعم کا دکہایا ہے اور اسی ضمن مین ایک نقشہ
سہ ماہا ذیحجہ، محرم، صفر تا ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ بصورت مفروضہ آٹھ اقسام کا تیار کرکے اپنے نقطۂ نظر سے بیان کیا ہے جسمین
مولف موصوف نے ہر ممکن طریقہ سے کوشش کی ہے کہ آیہ اکمال دین کا نزول یوم عرفہ بقید جمعہ صحیح قرار پاجائے اور اپنے خیال مین
نقشۂ مفروضہ کو صحیح ثابت کیا ہے، اور جسکی ابتدا حضرتؐ کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی ۲۶ ذیقعد یوم شنبہ سے کی ہے کیونکہ ۹ ذیحجہ
یوم جمعہ کی مراجعت سے ۲۶ ذیقعدہ کو یوم شنبہ واقع ہوتا ہے۔
اسلئے اس کتاب مین مولف سیرت النبی کے اسی حصہ پر تبصرہ کیا گیا ہے جو کہ حقیقت مین آیہ شریفہ موصوفہ اکمال دین
واتمام نعمت و انتخاب دین اسلام کا نزول بمقام غدیر خم[1] ۱۸ ذیحجہ ۱۰ھ یوم پنجشنبہ[2] صحیح الاسناد احادیث و روایات موثقہ سے ثابت ہے
جبکہ سرور کائنات علیہ السلام کی واپسی حجۃ الوداع بیت اللہ سے بعد گزرنے تیسری منزل حجفہ[3] مابین مکہ و مدینہ کے آیہ یا ایہا
یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس سورہ مائدہ کے

---

[1] قال فی القاموس غدیر خم موضع بالجحفۃ بین الحرمین ۱۲۔
[2] مناقب آل ابیطالب (للعلامہ ابن شہر آشوب رح) ج ۲ ص ۲۳ مطبوعہ بمبئی فی روایۃ الخدری (انہ کان یوم الخمیس یعنی ابو سعید خدری کے
روایت سے (۱۸ ذیحجہ غدیر خم مین) پنجشنبہ تھا۔
[3] جحفہ جائے است میان مکہ و مدینہ کہ میقات اہل شام باشد و کانت قریۃ علی اثنین و ثمانین میلاً (منتہی الارب) جحفہ بتقدیم جیم برحاے حطی برسہ منزل از
مکہ میقات شامیان است (ص ۲۳ کتاب حیارہ باب شاہ ولی اللہ برادر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مطبوعہ مطبع مصطفائی محمودنگر لکھنؤ ۱۲۵۸ھ)
الجحفۃ بالضم الجیم وسکون الحاء المہملۃ والفاء قریۃ کبیرۃ علی خمس مراحل ونحو ثلثی مرحلۃ من المدینۃ الشریفۃ یعنی جحفہ جس کے حرف جیم کو
ضمہ اور حاے حطی ساکن ہے یہ ایک بڑا قصبہ ہے جو مدینہ منورہ سے کچھ اوپر پانچ مرحلہ پر واقع ہے۔ (منقول از سیرت شامیہ ج ۲۔ الباب السادس سریۃ سعد بن ابی وقاص)

نازل ہوا اور حضور سرور عالم بفور نزول وحی مذکورہ ہین فروکش ہوکر بتعمیل حکم رب جلیل بمقام خم غدیر جو منزل حجفہ سے
تین میل پر واقع ہے تشریف لاکر ایک لاکھ بیس ہزار [۱۲۰۰۰۰] اصحابہ حجاج مہاجرین و انصار کے مجمع مین باظہار ولایت جناب علی علیہ السلام
بحدیث مشہور من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث وحدیث ثقلین[۱] وخلیفتین الحدیث وحدیث لا یؤدی عنی الا انا او علی[۲]
یا قال[۲] ھذا ولیی والمؤدی عنی الحدیث وغیرہ باہتمام مخصوص عمل مین لائی گئی جس آخری جلسہ پر آیۂ مبارکہ الیوم اکملت
لکم دینکم نازل ہوا اور حضرت صلعم اس عبارت سے شکریہ اکمال دین و اتمام نعمت بجا لائے اللہ اکبر الحمد للہ علی اکمال الدین
واتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی من بعدی جس کے بعد اکیاسی شبانہ روز رسول اللہ زندہ رہے جس
اکیاسی[۸۱] یوم کی روایت کو ہمارے علمائے اعلام کثر اللہ امثالھم نے احادیث و روایات کے ہوتے ہوئے توجہ نہین فرمائی اس لئے
اس کتاب مین اسی روایت اکیاسی[۸۱] یوم کے مطابق تحقیقات کی گئی ہے تاکہ ارباب سیر و اصحاب تفاسیر کا بیان روایات
صحیحہ کے استناد کے ساتھ تاریخ وفات النبی بقید دوشنبہ بعد نزول آیہ اکمال دین سے اکیاسیوین روز صحیح صحیح آجائین اور
ساتھ ہی اس کے ارباب سیر اور شبلی صاحب کے اول تصنیف الفاروق سے ابتداء مرض النبی اخیر[۳] ماہ صفر اور سیرت النبی[۴]
یوم چہارشنبہ اور تیرہ[۱۳] دن علیل رہ کر وفات فرمانا۔ آغاز علالت سے ایک روز پہلے اسامہ بن زید کا جنگ روم پر جانے کے لئے
سردار فوج ہوکر مامور ہونا سب کا سب مطابق واقعہ کے پایا جائے۔

پس نوعیت مذکورہ کے موافق جس روایت سے ۹ ذی الحجہ عرفہ جمعہ کے دن آیہ شریفہ الیوم اکملت لکم دینکم کا یوم نزول بتایا جاتا ہے
اگر بصورت مذکورہ بعد نزول آیہ موصوفہ تا وفات النبی اکیاسی[۸۱] روز بقید دوشنبہ پورے نہ آوین گے اور عشرۂ ثالثہ ماہ صفر کا آخری
چہارشنبہ جسمین تیرہ[۱۳] دن شامل کرنے سے اکیاسی دن مطابق نہ ہون گے تو وہ روایت یوم عرفہ والی قطعی وضعی متصور ہوگی
جوکہ آیہ یا ایھا الرسول بلغ اور آیہ اکمال دین یہ دونون سورہ مائدہ کی ہیں سورہ[۵] مائدہ کے آخر نزول کی ہے جس کے بعد احکام شرعیہ مین

---

[۱] معنی حدیث زید بن ارقم السابق قریبا ﴿والثقلین﴾ الروایۃ ثقلین بدون آل وفی روایۃ خلیفتین در زرقانی۔ ج ہفتم ص۸ مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ)
ایضاً تفسیر درمنثور سیوطی جزو الثانی سورہ آل عمران ص۶۰ بتفسیر آیہ قولہ تعالیٰ (واعتصموا بحبل اللہ جمیعا) اخرج احمد عن زید بن ثابت قال قال رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم
خلیفتان کتاب اللہ عزوجل حبل ممدود ما بین السماء والارض وعترتی اہلبیتی وانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض تفسیر درمنثور سیوطی مین بتفسیر آیہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا
کے امام احمد نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ مین تم لوگون مین دو خلیفہ چھوڑتا ہون ایک کتاب اللہ قرآن مجید جو ایک مضبوط رسی درمیان آسمان اور زمین
کے ہے دوسرے عترت اہلبیت میرے اور یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہ ہون گے تا آنکہ حوض کوثر پر وارد ہون سلا مطبوعہ مصر ۱۳۱۴ھ)

[۲] عن عائشہ بنت سعد عامر بن سعد عن سعد ان رسول اللہ صلعم خطب فقال اما بعد ایھا الناس فانی ولیکم قالوا صدقت ثم اخذ بید علی فرفعھا ثم قال ھذا ولیی
والمؤدی عنی الحدیث۔ ایضاً عن عائشہ بنت سعد قالت سمعت ابی یقول سمعت رسول اللہ صلعم یوم الجحفۃ واخذ بید علی فخطب فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ایھا الناس
انی ولیکم قالوا صدقت یا رسول اللہ ثم اخذ بید علی فرفعھا فقال ھذا ولیی والمؤدی عنی الحدیث (خصائص نسائی حدیث نمبر ۹۲ حدیث نمبر ۸

[۳] الفاروق ج۔ اول مطبوعہ نامی پریس کانپور ۱۸۹۹ء ص۶۰ مین ہے۔ ماہ صفر مین آنحضرت نے رومیون کے مقابلہ کے لئے اسامہ بن زید کو مامور کیا اور تمام اکابر صحابہ کو حکم دیا
کہ ان کے ساتھ جائین لوگ تیار ہو چکے تھے کہ اخیر صفر مین آنحضرت بیمار ہو گئے اور یہ تجویز ملتوی رکھی گئی ٭ آنحضرت بروایت مشہور تیرہ[۱۳] دن بیمار رہے۔ اور اسی کتاب کے ص۶۰ مین ہے کہ
آنحضرت نے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ مین دوشنبہ کے دن دوپہر کے وقت حضرت عائشہ کے گھر انتقال فرمایا۔ شنبہ کو دوپہر ڈھلنے پر مدفون ہوئے۔" اور ص۶۲ مین ہے کہ حضرت ابوبکر کے
خلافت کی مدت سوا دو برس ہے کیونکہ انہون نے جمادی الثانی ۱۳ھ مین انتقال کیا لیکن ۔ وفی فتح الباری ستتن وثلاثۃ اشھر ودایاما یعنی فتح الباری مین دو سال تین
مہینہ اور چند روز ہین زرقانی ج۔۲ ص۳۵)

[۴] سیرت شبلی ج۔ ثانی ص۱۳۱ مین ہے۔ آغاز علالت سے ایک روز پہلے آپ نے اسامہ بن زید کو مامور کیا کہ وہ فوج لیکر جائین اور ان شریرون سے اپنے باپ کا انتقام لین الخ

[۵] تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی ص۲۵۲ مین ہے۔ اخرج ابو عبید عن محمد بن کعب القرظی قال نزلت سورۃ المائدۃ علی رسول اللہ صلعم فی حجۃ الوداع فیما بین مکۃ والمدینۃ
الحدیث یعنی ابو عبید نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ رسول اللہ صلعم پر حجۃ الوداع مین درمیان مکہ اور مدینہ کے نازل ہوا۔"

کسی قسم کی ترمیم یا تنسیخ نہین ہوئی اسلیے سعظم مقاصد کتاب ہذا شبلی صاحب کے فرضی یوم جمعہ ۹ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ اور نزول آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم مقام عرفات عین خطبہ یا ختم خطبہ بعد نماز عصر قطعاً غلط اور غیر صحیح دکھانا ہے چونکہ نعمانی صاحب آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم کے نزول کو وفات النبی تک اکیاسی یوم دوشنبہ پر قبول کیا ہے اس لئے نزول آیہ موصوفہ سے تا وفات اور یوم دفن تک کے واقعات لازم ملزوم قرار پاتے ہین یہی وجہ ہے کہ کتاب ہذا مین درمیانی حالات مع اُن واقعات کے جو مؤلف سیرۃ النبی اور الفاروق نے کتمان حق مین کی ہین ضبط تحریر مین لائے گئے

اور جو اصول شبلی نعمانی نے متعلق وفات النبی قائم کئے یا ازین قسم ظاہر و تسلیم کئے ہین وہ سب بغرض تسلیم مان کر اُنکی تردید احسن و اکمل وجوہ کے ساتھ بحجت ظاہرہ و ادلۂ باہرہ کیگئی ہے۔

اس تحقیق مین چند اقسام کے نقشے جنتری نما ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ لغایت ربیع الاول پنج ماہا دئے گئے ہین ازآن جملہ پہلا نقشہ جنتری نمبر ایک علامہ ابن سعد صاحب طبقات کے بیان و روایت دو، دو خانون سے ہے جسکا پہلا خانہ تاریخ سفر حجۃ الوداع ۲۵ ذیقعدہ سے ۱۲ ربیع الاول تک بروئیت ایک مہینہ ۳۰ اور ایک ۲۹ کے ہے اور دوسرا خانہ انھین ابن سعد کے مخرجہ روایت ابتداء مرض النبی کے تاریخ سے پلٹ کر تا یوم ابتداے سفر حجۃ الوداع اور تاریخ مرض النبی سے بارہ ربیع الاول تک ہے۔

اور نقشہ جنتری نمبر (ایک) مذکورہ کے ہر دو خانون کا تائیدی نقشہ ایک مہینہ ۳۰ اور ایک ۲۹ جو کثیر الوقوع مسلمہ شبلی صاحب ہے وفات حضرت ابوبکرؓ تک کا ہے نقشہ اوّل پہلے خانہ کا مؤید ہے اور نقشہ دوم دوسرے خانہ کا تائید کنندہ ہے اور ہر دو نقشون سے چھ ماہ پر وفات جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے تاریخ بقید دن کے اور ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ تاریخ وفات حضرت ابوبکرؓ بقید دن کے مطابق ہر دو نقشون کے صحیح یا غیر صحیح ہونا ظاہر ہوگا۔ واقدی کی تحقیق تیسری ماہ رمضان یوم شنبہ پر جمہور ارباب سیر و محدثین نے اتفاق کیا ہے قطع نظر مدت وفات جناب موصوفہ کے جسمین سخت اختلاف ہے لیکن یہی ایک تاریخ ہے جس کے دن مین باہم ارباب سیر و حفاظ حدیث کے کچھ اختلاف نہین ہے۔

دوسرا نقشہ جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع مرتبہ شبلی صاحب ہے جسکا پہلا خانہ ۲۶۔ ذیقعدہ یوم (دوشنبہ) ایک مہینہ ۳۰ اور ایک ۲۹ کے ہے اور دوسرا خانہ الفاروق شبلی سے ابتداے مرض النبی اخیر صفر یعنی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) سے پلٹتے ہوئے اُنکی تاریخ معینہ ۲۶ ذیقعدہ سفر حجۃ الوداع تک ہے اور ۲۸ صفر سے ۱۲ ربیع الاول تک کا ہے جسکا پہلا خانہ صفحہ ۱۵ سیرت شبلی کے نمبر ۳، ۴، ۵ کے مطابق یکم، ۸، ۱۵ ربیع الاول (دوشنبہ) ہے۔

تیسرا نقشہ جنتری حرف (ب) ممکن الوقوع مجوزہ شبلی صاحب ہے جسمین ذوقعدہ ۳۰ اور ذیحجہ ۲۹ محرم ۳۰ اور ماہ صفر ۳۰ کا

(۱) سیرت النبی صفحہ ۱۵۱ مین ہے "یہین اسوقت جب آپ فرض نبوت ادا کر رہے تھے یہ آیت اتری الیوم اکملت لکم دینکم خطبہ سے فارغ ہو کر آپنے حضرت بلال کو اذان کا حکم دیا اور ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا کی پھر ناقہ پر سوار ہو کر موقف تشریف لائے اور وہان کھڑے ہو کر دیر تک قبلہ رو دعامین مصروف رہے جب آفتاب ڈوبنے لگا تو آپنے وہان سے چلنے کی تیاری کی" لیکن جمہور مفسرین ثعلبی۔ واحدی۔ بغوی۔ خازن۔ مدارک التنزیل۔ سراج المنیر۔ حسینی وغیرہ سب کے سب شبلی صاحب کے خلاف آیہ موصوفہ کا نزول بعد عصر کے اور ناقہ قصوا پر لکھتے ہین جس سے دونون بیان ایک دوسرے کو باطل کرتے ہین۔ نیز یوم (جمعہ) کا اکیاسیوان دن (روز دوشنبہ) ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع مرتبہ شبلی کا پہلا خانہ جسمین یکم ربیع الاول (دوشنبہ) ۸۰ دن پر اور دوسری ربیع الاول (سہ شنبہ) اکیاسی دن پر پہونچتا ہے اور دوسری ربیع الاول کو (دوشنبہ) فرض کرنے سے مراجعت مین ۹ ذیحجہ عرفہ اور ۱۵ ذیقعدہ کو پنجشنبہ اور ۲۶ ذیقعدہ کو (جمعہ) ہوتا ہے۔ دیکھو نقشہ جنتری حرف (جیم) مسلم کا پہلا خانہ اس لئے یہی دونون بیان غلط اور باطل ہین تفصیل آگے آئیگی۔

لیکر، و ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) صلاً ۱۳ سیرت النبی کے نمبر ۶، ۷، ۸ کے مطابق ہے یہ جنتری کا پہلا خانہ ہے جو ۱ ربیع الاول
یوم دوشنبہ پر ختم ہے یہی خانہ نقشہ جنتری نمبر (ایک) کا پہلا خانہ جو کثیر الوقوع ہے ۷، ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) ہی جسکی تائید
امام سہیلی کے قول سے ۶، ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع ہے اور ۷، ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) کثیر الوقوع ہے جو
وفات حضرت ابوبکر تک مطابق ہوتا ہے یہ دوسرا خانہ ہے جو ۲۵ ذوقعدہ یوم شنبہ سے بنایا گیا ہے جس کا فائدہ شبلی صاحب کے حسب
فرضی ۲۶ ذوقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع کو غلط اور باطل کرتا ہے

چوتھا نقشہ جنتری حرف (ج) دو خانوں سے ہے جسکا پہلا خانہ ۲۹، ۲۹ سے اور دوسرا خانہ ۳۰، ۳۰ کے
رویت سے ہی یہ نقشہ مفروضہ مرتبہ شبلی ص ۱۲۵ کے نمبر شمار ایک و دو کے مطابق ہے چنانچہ نمبر شمار ایک میں ہی کہ ذیحجہ، محرم، صفر
سب ۳۰ کے ہوں تو ۶، ۱۳ دوشنبہ (اسی کو امام سہیلی نے ممکن الوقوع سے بیان کیا ہے اور جسکا حساب ۲۵ذوقعدہ شنبہ
سفر حجۃ الوداع ۲۹۔ ذوقعدہ (چہار شنبہ)، ۳۰۔ ذوقعدہ (پنجشنبہ) سے ہوتا ہے جسکو شبلی صاحب ۲۶ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع
قرار دیکر ۳۰ ذوقعدہ (چہار شنبہ) لائے ہیں یہ ۳۰ ذیقعدہ کا (چہار شنبہ) اہل مکہ و مدینہ کی رو سے غلط ہے۔ کیونکہ ارباب سیر اور
محدثین نے اسکا بھی ذکر کیا ہے۔ کہ اہل مکہ نے ۲۹۔ ذیقعدہ (چہار شنبہ) شب پنجشنبہ میں ہلال دیکھا اور اہل مدینہ نے ۳۰ ذیقعدہ
(پنجشنبہ) شب جمعہ کو ہلال دیکھا پس تاریخ سفر حجۃ الوداع ۲۵۔ ذوقعدہ اس قول سے صحیح اور ۲۶۔ ذوقعدہ غلط ہی پس چار دن
مہینے ذوقعدہ، ذیحجہ، محرم، صفر سب ۳۰ کے ہوں تو ۵ و ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) جس سے یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) ہوتا ہے۔
اگر چار دن مہینے ۲۹، ۲۹ کے ہوں تو ۲، ۹، ۱۶ ربیع الاول دوشنبہ ہوگا۔ اس نمبر شمار ۲ سے بھی شبلی صاحب کا

سلہ اصل تاریخ سفر حجۃ الوداع کی ۲۵ ذوقعدہ ہے جبکہ ذوقعدہ کی پانچ راتیں باقی تھیں چنانچہ امام زہری موسیٰ ابن عقبہ۔ ابن اسحاق۔ امام مالک۔ واقدی
حافظ ابن ہشام۔ ابن سعد۔ امام احمد۔ بخاری مسلم۔ ابن قتیبہ صاحب معارف۔ امام نسائی۔ ابن جریر طبری۔ جناب شیخ مفید رح فی الارشاد۔ تاریخ ابن خلدون
(خمس لیال بقین من ذی القعدۃ) یعنی ۲۵ ذوقعدہ جب اس تاریخ سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو (جمعہ) نہیں آیا تو لوگوں نے اختلاف طالع کا حساب پیش کر دیا جس میں ۲۵ ذوقعدہ
کو سنیچر رکھکر ۲۹ ذوقعدہ چہار شنبہ کی رویت اہل مکہ سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو جمعہ اور واپسی پر اہل مدینہ کے رویت ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ سے یکم ذیحجہ کو جمعہ جس سے ۹ ذیحجہ عرفہ
کو سنیچر ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو (دوشنبہ) اگر تینوں مہینے ۳۰، ۳۰ کے ہوں تو ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) ہوتا ہے۔
چنانچہ فتح الباری شرح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی ج ۱۰۔ باب مرض النبی میں ہے وقد استشکل ذلک السہیلی ومن تبعہ اعنی کونہ مات یوم الاثنین
ثانی عشر شہر ربیع الاول وذلک انہم اتفقوا علی ان ذی الحجۃ کان اولہ یوم الخمیس فمہما فرضت الشہور الثلاثۃ توام او نواقص او بعضہا لم یصح وھو ظاہر
لمن تامل واجاب البارزی ثم ابن کثیر باحتمال وقوع الاشہر الثلاثۃ کوامل وکان اہل مکۃ والمدینۃ اختلفوا فی رویۃ ہلال ذی الحجۃ فراہ اہل
مکۃ لیلۃ الخمیس ولم یراہ اہل المدینۃ الا لیلۃ الجمعۃ فحصلت الوقفۃ برویۃ اہل مکۃ ثم رجعوا الی المدینۃ فارخوا برویۃ اہلہا فکان
اول ذی الحجۃ الجمعۃ واخر السبت واول المحرم الاحد واخرہ الاثنین واول الصفر الثلاثاء واخرہ الاربعاء واول ربیع الاول الخمیس فیکون ثانی
عشرہ الاثنین۔ لیکن امام سہیلی اور ان کے تابعین نے اس قول پر کہ حضرت کی وفات ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ ہوئی بڑا بھاری اشکال وارد کیا ہے کیونکہ اس پر
تو سب کا اتفاق ہے کہ غرہ ذیحجہ پنجشنبہ تھا اگر تینوں مہینے پورے ۳۰ کے لئے جائیں یا ۲۹ کے یا بعض ۳۰ کا اور بعض ۲۹ کا تو کسی صورت سے تاریخ و دن ٹھیک نہیں
ہوتا شیخ بارزی اور حافظ ابن کثیر نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ ہو سکتا ہے تینوں مہینے پورے ۳۰ دن کے ہوں مگر اہل مکہ و مدینہ میں اختلاف ہوا ہو بایں طور کہ
اہل مکہ نے ۲۹ ذیقعدہ (چہار شنبہ) کے شام سب پنجشنبہ میں ذیحجہ کا چاند دیکھا ہو اور اہل مدینہ نے ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ کے شام شب جمعہ کو تو بسبب رویت اہل
مکہ تردد ہوا جب مدینہ آئے تو یہاں کی رویت سے جمعہ پہلی ذیحجہ قرار پائی (۸ ذیحجہ جمعہ ۹ ذیحجہ سنیچر) ۲۹ ذیحجہ جمعہ ۳۰ ذیحجہ سنیچر یکم محرم یکشنبہ ۳۰ محرم (دوشنبہ)
اول صفر (سہ شنبہ) ۳۰ صفر (چہار شنبہ) یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) ۱۲ ربیع الاول (روز دوشنبہ) ہوا لیکن یہ بھی صحیح نہیں ہے علاوہ خلاف اصول ہونیکے یکم ربیع الاول کا پنجشنبہ
۲۹ صفر کا تھا۔ چنانچہ تحفہ اثناعشریہ باب دہم میں ہے دو بست وششم صفر روز دوشنبہ آنحضرت امر فرمود مردم را کہ ساختگی لشکر کنند برائے جنگ رومیان وانتقام زید بن حارثہ
و در روز سہ شنبہ اسامہ بن زید را امیر لشکر ساخت در روز چہار شنبہ بست و نہم صفر مذکور آنحضرت را مرض طاری شد

۲۶ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کو غلط کرتا ہے۔

پانچوان سادہ نقشہ حرف (د) جو پہلے خانہ نقشہ جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع کے مائید مین ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ وفات حضرت ابوبکر تک کا بنایا گیا ہے جس سے ۲۵ ذوقعدہ (جمعہ) ۲۹ صفر (یکشنبہ) یکم ربیع الاول (دوشنبہ) کو غلط کرتا ہے

چھٹوان نقشہ جنتری حرف (میم) مسلم اور حرف (نون) نووی شارح مسلم سے پہلا خانہ ہے جسکا تائیدی نقشہ (سیوم) ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ تک کا ہے اور خانہ (دوم) موافق روایت مخرجہ ابن سعد جس کو علامہ زرقانی نے شرح مواہب مین اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے جس کا تائیدی نقشہ (دوم) ہے۔

ساتوان نقشہ جنتری حرف (طا) طبری نمبر (۱۷) تاریخ وتفسیر میں دو دو خانون سے مرتب ہے جسکا پہلا خانہ ۲۵ ذوقعدہ یوم (دوشنبہ) سے ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) تک اور دوسرا خانہ ۲۵ ذوقعدہ (سہ شنبہ) ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) تک کا ہے۔

نمبر مذکورہ کے پہلے خانہ کا تائیدی نقشہ (چہارم) ۲۵ ذوقعدہ (دوشنبہ) سے تا وفات حضرت ابوبکر یعنی ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ تک کا ہے اور جسکے دوسرے خانہ کا تائیدی نقشہ (دوم) ہے اسی خانہ دوم کے ۱۸ ذی الحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) تک (۷۰ دن) اور گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) تک اکیاسی روز ہوئے جس کی آنے والی شب سہ شنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ سے ۱۲ ربیع الاول ۱۳ھ دو سال تا ۱۲ جمادی الثانی تین مہینے تا ۲۲ جمادی الثانی دس راتین کل مدت خلافت حضرت ابوبکر کی مطابق روایت کے ٹھیک ٹھیک مل جاتی ہے۔

توضیح

ناظرین کو تعجب ہوگا کہ آیہ موصوفہ اکمال دین یوم عرفہ مین نازل ہوا یا یوم غدیر خم کو ہر دو صورت سے تکمیل دین کا اظہار ہوتا ہے اسقدر طوالت سے تحقیق کی کیا ضرورت تھی نہیں ایسا نہین ہے بلکہ یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا اپنے ہر سہ مطالب کے ساتھ خاص غدیر خم ۱۸ ذی الحجہ مین بالکل جناب امیر المومنین وامام المتقین علی ابن ابیطالب کی شان مین تکمیل ولایت وتتمیم نعمت پہ نازل کی گئی جسکی تصدیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث شکریہ اور آیہ موصوفہ کے مفہوم اور الیوم کی تخصیص سے یعنی آج کے روز تبلیغ رسالت اور تتمیم نعمت اور اظہار ولایت علی علیہ السلام پہ خداوند عالم راضی وخوشنود ہوا اسلیے یوم غدیر خم بہت بڑی عید ہے۔

اسی تاریخی دن کو رب العزت نے جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کی فضیلت جلیلہ اور منقبت رفیعہ اور منزلت مخصوصہ قرار دی ہے اسیوجہ سے رسول اللہ نے حاضرین جلسہ سے عموماً اور امہات مومنین سے خصوصاً ولایت علی علیہ السلام پہ سلام اور مبارکبادی خیمہ خاص مین بھجوا کر دلائی ہے اور خود جناب سرور عالم علیہ الصلوۃ والسلام نے ملک الشعرا حسان بن ثابت سے اشعار تہنیت سماعت فرمائے ہین۔

یہ صرف مبارکبادی نہین تھی بلکہ یہ اوس قسم کا عہد وقرار تھا جیسا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے

اپنے آخر عمر[۱] میں اسی ۱۸ ذیحجہ[۲] کو بنی اسرائیل سے وصایت اور خلافت جناب یوشع علیہ السلام میں لیا تھا جسکی آیت ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی عشر نقیباً شاہد ہے جو اسی سورۂ مائدہ میں ہے اور جو اٹھارہ[۳] فریضہ یا احکام پر مشتمل ہے جس اثنا عشر نقیباً کے اول نقیب جناب یوشع علیہ السلام جو خلیفہ اور وصی جناب موسی علیہ السلام ہیں۔ ویسے ہی جناب علی علیہ السلام وصی اور خلیفہ جناب احمد مصطفی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اثنا عشر ائمہ اہل بیت علیہم السلام میں اول نقیب یا وصی یا خلیفہ بلکہ ابو الائمۃ الطاہرین ہیں اُسی طرح عہد و قرار امت اور حاضرین جلسہ غدیر خم سے بتاریخ ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ کے دن لیا بعد نازل ہونے آیہ مبارکہ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس کے لیا گیا جس عہد و قرار کے بعد اٹھارھواں فریضہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم سے پورا کردیا گیا اور اسی روز کے اہمیت جلیلہ کو خیال کرتے ہوئے یوم عرفہ کو آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا یوم نزول بتایا جاتا ہے جسکی نسبت یہ نکتہ فرضی قرار دیا جاتا ہے کہ یوم عرفہ کو دین کا اکمال اور قرآن مجید کا اتمام ہو چکا جسکے بعد واجبات باقی نہیں رہے اور قصۂ غدیر خم محض شکایت بریدہؓ اور بعض اصحاب متعینہ یمن جو ماتحتی جناب امیر علیہ السلام متعین کیے گئے تھے کہا جاتا ہے کہ رسول خداؐ نے صرف تاکید محبت علی علیہ السلام میں خطبہ ارشاد فرما دیا۔

یہی وجہ ہے کہ شمس العلما شبلی نعمانی نے یوم غدیر خم کا خطبہ الوداعی آخر عمر والا جو مجموعی خطبہ عرفات وغیرہ سے کم نہ تھا ایک سطر بھی نہیں بیان کی صرف حدیث ثقلین کی عبارت ایک جز اور اسی کے ضمن میں حدیث غدیر کا ایک حصہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ نقل کردیا۔

اسی سلسلہ میں حضرت عمر کا وہ مشہور قول حسبنا کتاب اللہ جو عین وفات النبی کے روز طلب

---

[۱] اُردو ترجمہ قرآن مجید موسوم موضح القرآن شاہ عبد القادر محدث دہلوی مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور ۱۳۴۴ھ کے صفحہ ۱۰۱ میں تفسیر آیہ لقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنا عشر نقیباً کے مرقوم ہے۔ یہ بنی اسرائیل سے عہد لینے کا حضرت موسیٰ کے آخر عمر میں یہ قرار لیے میں یہ سورت (مائدہ) حضرت کے آخر عمر میں نازل ہوئی الخ

ایضاً سورۂ اعراف صفحہ ۱۹۹ بہ تفسیر آیہ ومن قوم موسیٰ امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون اور موسیٰ کی قوم میں ایک فرقہ راہ بتاتی ہے حق کی اور وسی پر انصاف کرتے ہیں اور مشہور یہ ہے کہ بعد وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور بعد وفات خلیفہ اُنکے کے کہ یوشعؑ تھے بنی اسرائیل میں ہرج و مرج ظاہر ہوا اور بہت قتل کرے پیغمبروں کے اور اقسام گناہوں کے مشغول ہوئے۔

[۲] ہادی التواریخ مطبوعہ مطبع اثنا عشری لکھنؤ ۱۹۲۳ء اٹھارھویں ذیحجہ از روے کتاب تاریخ شیخ مفیدؒ اس تاریخ حضرت موسیٰؑ ساحروں پر غالب آئے اور احزاب کفر و ضلال فرعون مخذول و مغلوب ہوے اور حضرت ابراہیم پر آتش نمرود سرد ہوئی اور حضرت موسیٰؑ نے یوشعؑ کو اپنا وصی کیا اور فضائل اُن کے ظاہر کیے اور حضرت عیسیٰ نے شمعون الصفا کو وصی ظاہر کیا اور سلیمانؑ بن داوٗد نے آصف بن برخیا کو ظاہر کیا اور فضائل ظاہر کیے۔

[۳] تفسیر معالم التنزیل امام محی السنۃ بغوی تفسیر سورہ مائدہ یہ حدیث مرقوم ہے۔ روی عن ابی میسرۃ قال انزل اللہ تعالی فی ھذہ السورۃ ثمانیۃ عشر حکما لم ینزلھا فی غیرھا۔

ایضاً تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی مطبوعہ مصر صفحہ ۲۹۸ میں ہے (فائدہ) روی عن ابن مسعود قال انزل اللہ تعالی فی ھذہ السورۃ ثمانیۃ عشر حکماً لم ینزلھا فی غیرھا تفسیر معالم التنزیل میں ابو میسرہ سے اور تفسیر سراج المنیر میں ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ سورۂ مائدہ میں اٹھارہ فریضے یا احکام ہیں جو دوسرے سورہ میں نہیں نازل ہوئے۔

ایضاً تفسیر احمدیہ ملا احمد الشہیر ملا جیون مطبوعہ اخوان بصفا کلکتہ ۱۲۶۳ھ صفحہ ۱۲۱ میں ہے وعن ابی میسرۃ فیھا ثمانی عشرۃ فریضۃ ولیس فیھا منسوخ (ماحصل ترجمہ)

قرطاس کے مقدمہ مین ٹھیک اکیاسوین روز زبان سے جاری ہوا تھا جسکے بجاے تین[۵] مہینے یعنی (۹۰ دن) کی فرضی مدت بلا سند آنحضرت صلعم کے آخر عمر کی بتائی جاتی ہے کیونکہ اکیاسی[۸۱] دن مین نو دن شامل کرنے سے نوّے[۹۰] دن کی مدت ہوجاتی ہے پس اس تحقیق اور تنقید مین ارباب سیر اور احادیث کے دفتر کے چھان بین کی ضرورت ہوئی جس سے حق و باطل راست و دروغ اور صراط مستقیم کا صحیح مفہوم واضح ہوگا حتی الامکان خالص بے طرفداری کا لحاظ کرتے ہوے واقعات صحیحہ کو مسانید و تفاسیر اور سیر معتبرہ سے منتہائی کوشش کے ساتھ تلاش کیا گیا ہے انشاءاللہ ناظرین مطلع ہونگے۔
وما توفیقی الّا باللہ علیہ توکلت والیہ امنیب۔

قبل اس کے دیباچہ کے حاشیہ مین الفاروق شبلی سے رسولخدا کا اخیر صفر میں علیل ہونا اور ۱۳ دن بیمار رہکر ۱۲ ربیع الاول کو وفات فرمانا اور سہ شنبہ کے دن دوپہر ڈھلنے پر مدفون ہونا نقل ہوچکا ہے۔ اسی اخیر صفر یوم چہارشنبہ کو ابتدائی شکایت ہونا شبلی صاحب کے رفیق سفر مولوی امین اللہ عظیم آبادی نے فرمائی ہے (جو مصنف سیرت منظوم موسومہ قصیدہ عظمیٰ ہین) جس سے ۲۸ صفر چہارشنبہ کے دن حضرت کے بیمار ہونے کی تائید ہوتی ہے جو ذیل کی اُردو کتابون سے بھی ۲۸ صفر چہارشنبہ کا دن مؤید ہوتا ہے۔

چنانچہ روضۃ الاصفیا فی ذکر الانبیا اُردو قصص الانبیا مولفہ محمد طاہر صاحب مطبوعہ نولکشور ۱۲۸۷ء صفحہ ۱۵۱ مین ہے۔

چارشنبہ کے دن اٹھائیسوین تاریخ صفر کی حضرت کے درد سر شدت ہوا چودہ روز حضرت صلعم بیمار رہے دو روز ماہ صفر کے بارہ روز ماہ ربیع الاول کے (یہ کل ۱۴ دن ہوئے۔

ایضاً دہ مخزن مولفہ حکیم نصر اللہ خان متخلص بوصال ابن حکیم ثناء اللہ خان مطبوعہ مطبع محمدی محمد مرزا خان دہلی ۱۲۹۹ھ صفحہ ۴۰ مین ہے۔ اٹھائیسوین صفر کو بدھ کے دن آنحضرت صلعم کے مرض لاحق ہوا یعنی تپ اور درد سر عارض ہوا اکثر یہ کہتے ہین کہ تیرہ[۱۳] دن بیمار رہے۔ بعضے کہتے ہین چودہ دن۔ تاریخ مولف (غم یار ۱۲۵۶ھ)۔

مذکورہ بالا کتابون سے الفاروق شبلی کے اخیر صفر یعنی (۲۸ صفر چہارشنبہ کو) حضرت صلعم کے بیمار ہونے کی تائید ہوگئی

باقی حاشیہ صفحہ گزشتہ - ابی مرۃ سے مروی ہے کہ (سورۂ مائدہ) مین اٹھارہ فریضے ہین اور اسمین کچھ منسوخ نہین ہے۔

۱۔ ایضاً بہ تفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کی ہے وعاش علیہ السلام بعدہ احدی وثمانین لیلۃ (حاصل ترجمہ) یعنی رسولخدا علیہ السلام بعد نزول آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اکیاسی رات زندہ رہے۔

۲۔ تفسیر فتح القدیر شوکانی مین ہے۔ فمکث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد نزول ھذہ الآیۃ احدی وثمانین یوماً ثم قبضہ اللہ تعالیٰ (حاصل ترجمہ تفسیر فتح القدیر شوکانی مین ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اکیاسی[۸۱] روز ٹھہرے پھر وفات ہوئی۔

۳۔ تفسیر بحر مواج علامہ شہاب الدین شمس عمر دولت آبادی مطبوعہ نولکشور ۱۲۹۰ھ صفحہ ۶۵۲ مین ہے بعد نزول این آیت پیغمبر صلعم ہشتاد و یکشب یا ہشتاد و دو شب درحیات بود۔ روایت ہے کہ بعد نازل ہونے آیہ موصوفہ کے رسولخدا ۸۱ یا ۸۲ شب زندہ رہے۔

۴۔ تفسیر مفاتیح الغیب المشتہر بالتفسیر الکبیر ج ۳ صفحہ ۳۵۵ مین ہے۔ قال اصحاب الآثار انہ لما نزلت ھذہ الآیۃ علی النبی صلعم لم یعمر بعد نزولھا الا احدا وثمانین یوماً او اثنین وثمانین یوماً۔ اصحاب حدیث نے کہا ہے کہ جب آیہ مذکورہ نازل ہوا تو رسولخدا نہین زندہ رہے مگر ۸۱ یا ۸۲ روز۔

ع۵ تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے باب دہم قصہ طلب قرطاس مین ہے قبل ازین واقعہ بسہ ماہ آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل شدہ بود یعنی رسالتمآب صلعم طلب قرطاس کے دن سے تین مہینے یعنی ۹۰ روز پہلے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوچکی تھی۔

جس کے پلٹنے سے ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم کو پنجشنبہ اور ۹ ذیحجہ اور ۲۵ ذوقعدہ کو سہ شنبہ ہوا یہی سہ شنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو آتا ہے کیونکہ ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کا تیرھوان دن گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) اور چودھوان دن ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) ہوا کیونکہ ہر چہارشنبہ کا پندرھوان روز چہارشنبہ چودھوان روز سہ شنبہ تیرھوان روز دوشنبہ ہونا بدیہات سے ہے۔
اور ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) تک ستر دن جسمین گیارہ ربیع الاول کے گیارہ روز شامل کرنے سے ۸۱ شبانہ روز کامل ہوتے ہین۔

تنبیہ واضح ہو کہ ہر پنجشنبہ کی اکیاسوین رات دوشنبہ جسکی صبح یوم دوشنبہ اور ہر جمعہ کی اکیاسوین شب شب سہ شنبہ جسکی صبح یوم سہ شنبہ ہونا بھی بدیہی ہے۔

اور ۹ ذیحجہ عرفہ اور ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر مین نو راتون کا فصل ہے جب ۱۸ ذیحجہ مین ۹ دن کم کیے جائین تو ۹ ذیحجہ ہوگا ایسے ہی ۲۸ صفر مین ۹ دن گھٹا دینے سے ۱۹ تاریخ صفر کی ہوگی۔

لیکن شبلی صاحب نے اپنی مصنفہ کتاب الفاروق کے خلاف سیرۃ النبی جلد ثانی مطبوعہ معارف اعظم گڈھ کے صـ۱۳۴ مین رسول اللہ کا بیمار ہونا اسطرح تحریر فرمایا ہے۔

"(۱۸ یا ۱۹) صفر ۱۱ھ مین آدھی رات کو آپ جنۃ البقیع مین (جو عام مسلمانون کا قبرستان تھا) تشریف لیگئے وہان سے واپس تشریف لائے تو مزاج ناساز ہوا (یہ حضرت میمونہ کے باری کا دن تھا اور روز چہارشنبہ تھا) پانچ دن تک آپ اس حالت مین بھی ازراہ عدل وکرم باری باری ایک ایک بیوی کے حجرے مین تشریف لیجاتے رہے)

پھر اسی عبارت کے زیر حاشیہ نمبر ۱ مرقوم ہے۔ آنحضرت صلعم کے ابتداے مرض کے دن یا مدت علالت اور تاریخ وفات کے تعین مین روایات مختلف ہیں، امر مختلف فیہ سے پہلے اُن امور کو بتادینا چاہیے جنپر تمام روایات کا اتفاق ہے اور جنپر گویا تمام محدثین اور ارباب سیر کا اجماع عام ہے اور وہ یہ ہین۔

(۱) سال وفات ۱۱ھ ہجری ہے۔

(۲) مہینہ ربیع الاول کا تھا۔

(۳) یکم سے ۱۲ تک کوئی تاریخ تھی۔

(۴) دوشنبہ کا دن تھا (صحیح بخاری ذکر وفات کتاب الجنائز) زیادہ تر روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کل ۱۳ دن بیمار رہے، اس بنا پر اگر یہ تحقیقی طور سے متعین ہوجائے آپ نے کس تاریخ کو وفات فرمائی تو تاریخ آغاز مرض بھی متعین کیجاسکتی ہے حضرت عائشہ کے گھر بروایت صحیح آٹھ روز (ایک دوشنبہ سے دوسرے دوشنبہ تک) بیمار رہے اور یہین وفات فرمائی اسلیے علالت کی مدت آٹھ روز تو یقینی ہے، عام روایات کے رو سے پانچ دن اور رہے ہین اور یہ قرائن سے بھی معلوم ہوتا ہے اسلیے ۱۳ دن مدت علالت صحیح ہے، علالت کے پانچ دن آپ نے دوسرے ازواج کے حجرون میں بسر فرمائے اس حساب سے علالت کا آغاز چہارشنبہ سے ہوتا ہے"

لہ ۱۸ صفر (چہارشنبہ) کے لیے دیکھو نقشہ جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع مرتبہ شبلی کا پہلا خانہ —
اور ۱۹ صفر (چہارشنبہ) کے لیے دیکھو نقشہ جنتری حرف (میم) مسلم وحرف (نون) نووی شارح مسلم کا پہلا خانہ۔

تاریخ وفات کے تعین میں راویوں کا اختلاف ہے، کتب حدیث کا تمام تر دفتر چھان ڈالنے کے بعد بھی تاریخ وفات کی کوئی روایت مجھکو احادیث میں نہیں مل سکی ارباب سیر کے یہاں تین روایتیں ہیں۔ یکم ربیع الاول، دوم ربیع الاول اور ۱۲ ربیع الاول ان تینوں روایتوں میں باہم ترجیح دینے کیلئے اصول روایت و درایت دونوں سے کام لینا ہے۔"

یکم ربیع الاول کی روایت کا متقدمین میں وجود نہیں لیکن متاخرین میں بھی کوئی روایت نہیں ہے مجرد کسی کا یکم ربیع الاول کہدینا کافی نہیں ہے خود شبلی صاحب نے لفظاً تین روایتیں لکھی ہیں لیکن سند کسی روایت کی نہیں لکھی۔

پھر لکھتے ہیں:۔ روایتہ دوم ربیع الاول کی روایت ہشام بن محمد بن سائب کلبی اور ابو مخنف کے واسطہ سے مروی ہے (طبری ص۱۸۱۵) اس روایت کو اکثر قدیم مورخوں نے (مثلاً یعقوبی وغیرہ نے) قبول کیا ہے لیکن محدثین کے نزدیک یہ دونوں مشہور دروغ گو اور غیر معتبر ہیں یہ روایت واقدی سے بھی ابن سعد و طبری نے نقل کی ہے۔ (جزو وفات)"

بیشک ابن سعد نے دوسری ربیع الاول کی روایت کو واقدی سے نقل کیا ہے لیکن طبری نے اس روایت کو ابو مخنف کے واسطے سے لیا ہے چنانچہ طبری ص۱۸۱۵ میں ہے عن هشام ابن محمد بن السائب عن ابو مخنف قال ثنا الصقعب بن زهير عن فقهاء اهل الحجاز قالوا قبض رسول الله صلعم نصف النهار يوم الاثنين ليلتين مضتا من شهر ربيع الاول۔ ہشام بن محمد بن سائب نے ابو مخنف سے کہا انھوں نے بیان کیا ہم سے صقعب بن زہیر نے فقہاء حجاز سے کہا انھوں نے وفات فرمائی رسول اللہ صلعم دوسری ربیع الاول یوم دوشنبہ کو دوپہر کے وقت اور قال الواقدی توفی یوم الاثنین لثنتی عشر ليلة خلت من شهر ربيع الاول و دفن من الغد

سلہ سیرۃ النبی ج۔ اول ص۱۷ و ۱۸ میں ہے۔ محمد ابن اسحاق تابعی ہیں متعدد صحابہ کو دیکھا تھا علم حدیث میں کمال تھا۔ ابن سعد مشہور محدث ہیں۔ محدثین نے عموماً لکھا ہے کہ گو انکے استاد (واقدی) قابل اعتبار نہیں لیکن وہ خود قابل سند ہیں۔

اور المامون شبلی مطبوعہ کانگریس پریس دہلی کے ص۱۲۶ میں ہے۔ تاریخ میں اگر کوئی زمانہ اہل کمال کے پیش کرنے پر ناز کرسکتا ہے تو مامون کا عہد حکومت اس فخر میں سب سے مرجح ثابت ہوگا فقہا اور محدثین میں یحیی ابن معین، امام بخاری، محمد بن سعد کاتب واقدی × × حافظ ابن ہشام × × امام واقدی × × الخ یہ لوگ ہیں کہ آج مذہبی علوم کے ارکان انھیں کی روایتوں پر قائم ہیں اور سیرۃ النبی ج اول ص۱۹ میں ہے۔ تاریخی سلسلہ میں سب سے جامع اور مفصل کتاب امام طبری کی تاریخ کبیر ہے طبری اس درجہ کے شخص ہیں کہ تمام محدثین انکے فضل و کمال وثقہ اور وسعت علم کے معترف ہیں انکی تفسیر احسن التفاسیر خیال کی جاتی ہے پھر ص۳۶ میں لکھتے ہیں کہ سیرت پر آج بھی سیکڑوں تصنیفیں۔ موجود ہیں لیکن سب کا سلسلہ جاکر صرف تین چار کتابوں پر منتہی ہوتا ہے سیرت ابن اسحاق، واقدی، ابن سعد، طبری انکے علاوہ جو کتابیں ہیں وہ ان سے متاخر ہیں واقدی کے سوا تینوں مصنفین اعتبار کے قابل ہیں ابن سعد اور طبری میں کسی کو کلام نہیں " یہ ہیں وہ لوگ جنکی مخرجہ احادیث پر شبلی صاحب کی نظر نہیں پڑی پھر کتب حدیث کا دفتر کون سی کتابیں ہیں جنمیں وفات النبی یا مرض النبی کی تاریخ ہوتی۔ محمد ابن اسحاق نے صرف ۱۲ ربیع الاول کی روایت اخراج کی ہے۔

واقدی نے ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ دوسری ربیع الاول کا اضافہ کیا جن سے ابن سعد اور بقول خود شبلی صاحب کے طبری نے اخذ کیا لیکن یکم ربیع الاول کی روایت کا طبری تک کوئی وجود نہیں ہے۔

عسہ یہ حافظ ابن ہشام مصنف سیرۃ ابن ہشام المتوفی سنہ۲۱۳ ہجری ہیں۔ حافظ موصوف سیرۃ ابن اسحاق کے شارح ہیں جنکی توثیق شبلی صاحب نے سیرۃ النبی میں ان الفاظ سے کی ہے کہ ابن ہشام کا نام عبدالملک ہے وہ نہایت ثقہ اور نامور محدث اور مورخ تھے، جنکا حافظ (حدیث) ہونا بھی لکھ چکے جنھوں نے حضرت کا اخیر صفر کے باقی شب میں بیمار ہونے کی روایت کی ہے جو الفاروق شبلی صاحب کے تحریر کے مطابق اور مؤید ہے۔

سلہ دوم ربیع الاول کی روایت کو طبری نے واقدی سے نہیں لیا یہ شبلی صاحب کا افترا ہے چنانچہ روض الانف سہیلی ج ثانی ص۳۷۲ میں ہے وذکر الطبری عن ابن الکلبی وابی مخنف انہ توفی فی الثانی من ربیع الاول یعنی طبری نے ابن کلبی اور ابو مخنف کے واسطہ سے دوسری ربیع الاول کا ذکر کیا ہے

نصف النهار حین زاغت الشمس وذلک یوم الثلاثاء واقدی نے کہا ہے کہ وفات فرمائی رسول اللہ صلعم نے جبکہ بارہ راتین گزرین ماہ ربیع الاول کی اور دوسرے روز بروز سہ شنبہ دوپہر بعد مدفون ہوے - اسی کو شبلی صاحب نے الفاروق مین اختیار کیا ہے -

ایضاً ص ۱۷۹ مین ہے - وقال الواقدی بدی رسول اللہ صلعم وجعہ للیلتین بقیتا من صفر - اور واقدی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلعم کو شروع ہوا درد جبکہ دو راتین ماہ صفر کی باقی تھین - ان دونون قول واقدی سے حضرت کا بیمار رہنا چودہ روز ہوتا ہے -

پھر صفحہ ۱۷۹۹ مین ہے - عن ہشام بن محمد عن ابی مخنف قال ثنا الصقعب بن زہیر عن فقہاء اہل الحجاز ان رسول اللہ صلعم وجع وجعہ الذی قبض فیہ فی آخر صفر فی ایام بقین منہ - ہشام بن محمد نے ابی مخنف سے کہا اُنھون نے کہ حدیث کی ہم سے صقعب بن زہیر نے فقہاء حجاز سے کہ رسول اللہ صلعم کو درد ہوا وہ درد جسمین حضرت نے وفات فرمائی وہ ماہ صفر کی آخری دنون مین ہے اس روایت نے دوسری ربیع الاول کی روایت کو غلط کردیا اور یہ روایت شبلی صاحب کے مصنفہ کتاب الفاروق کے مطابق ہوتی ہے اور جس سے ابن اسحاق اور واقدی اور ابن سعد کے ۲۸ صفر چہارشنبہ ابتداے مرض النبی اور ۲۹ صفر پنجشنبہ کے ہونے کی تصدیق ہوتی ہے - پھر شبلی صاحب قمطراز ہین " لیکن واقدی کی مشہور ترین روایت جسکو اُس نے متعدد اشخاص سے نقل کیا ہے وہ ۱۲ ربیع الاول کی ہے " اس روایت سے واقدی کی دوسری ربیع الاول کی روایت خود واقدی کے قول سے باطل ہوگئی -

البتہ بیہقی نے دلائل مین بسند صحیح سلیمان التیمی سے دوم ربیع الاول کی روایت نقل کی ہے (نور النبراس) "

ارباب نظر شبلی صاحب کے اس دوم ربیع الاول کے صحیح السند روایت پر توجہ فرمائین جس روایت کے لکھنے پر قدیم مورخون یعقوبی و مسعودی کو دروغ گو اور غیر معتبر لکھ چکے ہین جنکی نسبت الفاروق مین لکھتے ہین " مورخ یعقوبی احمد بن یعقوب بن واضح کاتب عباسی یہ تیسری صدی کا مورخ ہے اسکی کتاب خود شہادت دیتی ہے کہ وہ بڑے پایہ کا مصنف ہے الخ "

اور مورخ مسعودی کے حال مین ہے " ابوالحسن علی بن حسین مسعودی المتوفی ۳۸۶ھ فن تاریخ کا امام ہے اسلام مین آج تک اسکے برابر کوئی وسیع النظر مورخ پیدا نہین ہوا وہ دُنیا کی اور قومون کی تواریخ کا بہت بڑا ماہر تھا "

لیکن اسوجہ سے کہ انھون نے مثل سلیمان تیمی کے دوسری ربیع الاول تاریخ وفات نقل کی تو دروغ گو ہونے کا تمغہ عطا ہو - یہ دوسری ربیع الاول دوشنبہ کی وہی روایت ہے جسکو ۱۹ صفر چہارشنبہ یعنی گیارہ راتین ماہ صفر کے باقی رہنے پر حضرت کا بیمار ہونا ہے جسمین دو راتین شامل کرنے سے تیرہ راتین حضرت بیمار رہے جسکے مراجعت سے ۱۱ صفر سہ شنبہ ۸ و یکم صفر (شنبہ) ۳۰ محرم (جمعہ) ۲۹ و یکم (پنجشنبہ) ۲۹ و یکم و ۸ ذیحجہ (چہارشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (پنجشنبہ) ۲۵ ذیقعدہ ذیقعدہ (پنجشنبہ) ۲۶ ذیقعدہ (جمعہ) ہوا اسی تاریخ کو شبلی صاحب نے حضرت کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی قرار دی ہے جس تاریخ کے سفر فرمانے کی کوئی روایت نہین ہے اور یوم (جمعہ) واقع ہوتا ہے اور ۹ ذیحجہ عرفہ سے دوسری ربیع الاول تک ۸۱ شبانہ روز ہوتے ہین

اسی دوسری ربیع الاوّل سے یکم ربیع الاول تصنیف کی گئی ہے جسکی اصل روایت طبقات ابن سعد جزو وفات
مین یہ ہے - اخبرنا محمد ابن عمر حدثنی ابو معشر عن محمد بن قیس ان رسول اللہ صلعم اشتکی
یوم الاربعاء لاحدی عشرۃ لیلۃ بقیت من صفر الخ - خبردی ہم کو محمد بن عمر واقدی نے کہا حدیث کی
مجھ سے ابومعشر نے محمد بن قیس سے کہ رسول اللہ صلعم کو شکایت ہوئی چہارشنبہ کے دن جبکہ گیارہ راتین ماہ صفر
کی باقی تھین - اس روایت مین لفظ (بقیت من صفر) ہے جسکی جگہ لفظ (مضت من صفر) یعنی گذرے ماہ صفر
کے کرکے یکم ربیع الاول دوشنبہ لایا گیا ہے تاکہ ۹ ذیحجہ (جمعہ) صحیح ہوجائے -
چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری ج - ۸ مطبوعہ دہلی سنہ ۱۳۰۲ھ باب مرض النبی کے ص ۹۹ مین ہے
وفی المغازی لابی معشر عن محمد بن قیس قال اشتکی رسول اللہ صلعم یوم الاربعاء لاحدے
عشرۃ مضت من صفر (یعنی مغازی ابومعشر مین محمد بن قیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم کو شکایت
ہوئی بروز چہارشنبہ جبکہ گیارہ گذرے ماہ صفر کے - گیارہ صفر کو (چہارشنبہ) ۱۵ صفر (یکشنبہ) ۱۶ صفر (دوشنبہ)
۱۷ صفر (سہ شنبہ) ۱۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۲ و ۲۹ صفر (یکشنبہ) یکم ربیع الاول (دوشنبہ) ہوا جسکی مراجعت سے
یکم صفر (یکشنبہ) ۳۰ محرم (شنبہ) ۲۹ و یکم محرم (جمعہ) ۲۹ و یکم ذیحجہ (پنجشنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (جمعہ) ۲۶ ذوقعدہ (شنبہ) ہوا
اسلئے شبلی صاحب نے الفاروق کے خلاف سیرت النبی مین ۱۸ یا ۱۹ صفر چہارشنبہ کو حضرت کا مزاج ناساز ہونا
درمیان مین مشتبہ لفظ (یا) سے لکھا ہے لیکن ۹ ذیحجہ عرفہ سے یکم ربیع الاول تک ۸۰ شبانہ روز ہوتے ہین اسلئے
یکم ربیع الاول کی وفات غلط اور دروغ ہے -
علاوہ اس کے اسی سیرت النبی مطبوعہ معارف اعظم گڈھ کے ص ۱۴۳ سطر ۹ مین ہے "تجہیز وتکفین کا کام دوسرے
دن سہ شنبہ ۳ ربیع الاول کو شروع ہوا" یعنی دوسری ربیع الاول (دوشنبہ) کو وفات النبی تیسری ربیع الاول
(سہ شنبہ) کو تجہیز وتکفین کے کام کا آغاز ہوا -
پھر شبلی صاحب یہ لکھتے ہین "لیکن یکم ربیع الاول کی روایت ثقہ ترین ارباب سیر موسی بن عقبہ اور مشہور محدث
امام لیث مصری سے مروی ہے (فتح الباری وفات) امام سہیلی نے روض الانف مین اسی روایت کو اقرب
الی الحق لکھا ہے (جلد دوم وفات) سب سے پہلے امام مذکور ہی نے درایۃً اس نکتہ کو دریافت کیا کہ ۱۲ ربیع الاوّل
کی روایت قطعاً ناقابل تسلیم ہے کیونکہ دو باتین یقینی طور سے ثابت ہین روز وفات دوشنبہ کا دن تھا (صحیح بخاری
ذکر وفات صحیح مسلم کتاب الصلوۃ)" بیشک ۱۲ ربیع الاول کی روایت مین ایک دن کا اضافہ ہوگیا ہے کیونکہ ۲۸
صفر (چہارشنبہ) کا چودہوان روز ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) اور تیرہوان روز ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ)
تھا اور علامہ سہیلی ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول تک تجاوز کر گئے دیکھو (جلد دوم ص ۳۷۲ روض الانف مطبوعہ سنہ ۱۳۳۲ھ سنہ ۱۹۱۴ء
پھر اسی کتاب مین امام سہیلی نے خوارزمی کے حوالہ سے وفات النبی یکم ربیع الاول کہا ہے جسکو اقرب فی القیاس
لکھا ہے - اسی فقرے کو شبلی صاحب نے ادپر اقرب الی الحق کا غلط اور دروغ لفظ اپنی طرف سے بڑھایا ہے اور سہیلی

کے جانب نسبت دی ہے

نیز امام سہیلیؒ[ك] کے ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول سے ۲۹ صفر (دوشنبہ) ہے جبکی شام کو وفات النبی فتح الباری مین ہے یہ وہی روایت ہے جسمین موسیٰ بن عقبہ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ یہ ہے عند موسیٰ بن عقبہ والليث والخوارزمی وابن زبر مات لهلال ربیع الاول یعنی موسیٰ بن عقبہ اور لیث اور خوارزمی اور ابن زبر کے نزدیک (وفات النبی) ہلال ربیع الاول کے وقت واقع ہوئی اور جو صحیح بخاری[ه] کے حدیث سفر حجۃ الوداع مین موسیٰ بن عقبہ کے واسطہ اور ابن عباس کے سند سے اور ۲۵ ذیقعدہ کو یوم شنبہ فرض کرنیسے یکم ذیحجہ (جمعہ) ۹ ذیحجہ (شنبہ) ۱۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۲۹ صفر (دوشنبہ) یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) کثیر الوقوع سے اور ۳۰ صفر (سہ شنبہ) یکم ربیع الاول (چہارشنبہ) ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع سے آتا ہے اور علامہ حلبی نے ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول تک کل مدت ۹۳ دن حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زندہ رہنے کی قرار دی ہے۔

غرضکہ ۲۹ صفر (دوشنبہ) تک ۷۹ دن اور ۱۸ ذیحجہ سے ۲۹ صفر تک (۷۰ دن) ہوئے جس سے شبلی صاحب کا یکم ربیع الاول ہر صورت سے باطل اور غلط ہوگیا۔

پھر شبلی صاحب لکھتے ہین "اس سے تقریباً تین مہینہ پہلے ذیحجہ سنہ ۱۰ھ کے نوین تاریخ کو جمعہ کا دن تہا (صحاح قصہ حجۃ الوداع صحیح بخاری تفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم) ۹ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ روز جمعہ سے ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ تک کا حساب لگاؤ ذیحجہ، محرم، صفر ان تینون مہینون کو خواہ ۲۹، ۲۹ کو خواہ ۳۰، ۳۰ خواہ بعض ۲۹ بعض ۳۰ کسی حالتین اور کسی شکل سے ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ کا دن نہین پڑسکتا اس لئے درایتہً بھی یہ تاریخ قطعاً غلط ہے دوم ربیع الاول کو حساب سے اسوقت دوشنبہ پڑسکتا ہے جب تینون مہینہ ۲۹ کے ہون"

سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ ۹ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ سے ۱۲ ربیع الاول تک کثیر الوقوع یعنی دو ۲۹ اور ایک مہینہ ۳۰ سے تین مہینہ یعنی نوے ۹۰ دنکی مدت بھی ہوتی ہے یا نہین چنانچہ علامہ حلبی نے ۱۴ ربیع الاول تک ۹۳ دن کثیر الوقوع سے حساب کیا ہے

ك امام سہیلی روضۃ الانف ج ثانی مین لکتے ہین۔ وقال اكثرهم في الثاني عشر من ربيع الاول ولا يصح ان يكون توفي صلى الله عليه وسلم الا في الثاني من الشهر او الثالث عشر او الرابع او الخامس عشر لاجماع المسلمين - حاصل ترجمہ۔ اکثر قول وفات النبی ۱۲ ربیع الاول ہے اور یہ صحیح نہین ہے مگر دوم ربیع الاول یا ۱۳ یا ۱۴ یا ۱۵ ربیع الاول اسلئے کہ اسپر اجماع مسلمین کا ہے۔ لیکن سیرت حلبی ج ۳ ص ۳۹۲ مین قول سہیلی دوم و ۱۵ ربیع الاول کو خارج کرکے لکہا ہے۔ وقال السهيلي ان يكون وفاته يوم الاثنين الا في ثالث عشر او رابع عشر لاجماع المسلمين۔ یعنی سہیلی نے وفات النبی ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول دوشنبہ کو اجماع مسلمین سے کہا ہے جس سے ۲۹ صفر (دوشنبہ) یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) کثیر الوقوع سے یکم ربیع الاول (چہارشنبہ) ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع سے ہوا جس سے یکم و دوم و ۱۵ ربیع الاول باطل ہوگئے۔

ه صحیح بخاری ج ثانی مین ہے۔ قال موسى بن عقبة قال اخبرني كريب عن عبد الله بن عباس قال انطلق النبي صلعم من المدينة لخمس بقين من ذي القعدة فقدم مكة لاربع ليال خلون من ذي الحجة (حاصل ترجمہ) موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ خبر دی مجکو کریب نے عبد اللہ بن عباس سے کہ رسول اللہ صلعم چلے مدینے سے جبکہ پانچ راتین ماہ ذیقعدہ کی باقی تہین اور مکہ معظمہ مین داخل ہوئے جبکہ چار راتین ذیحجہ کی خالی ہوچکین یعنی ۲۵ ذیقعدہ کو مدینہ منورہ سے چلے چار ذیحجہ صبح کو مکہ معظمہ پہونچے۔

جس سے گیارہ ربیع الاول کو (۹۰ دن) یعنی تین مہینہ ہوتے ہین اور جمہور مفسّرین نے دوم ربیع الاوّل کو (۸۱ دن) کہا ہے دیکھو تفسیر معالم التنزیل بغوی و لباب التاویل خازن و تفسیر فتح البیان صدیق حسن خان وغیرہ) پس دوم ربیع الاول اور (۸۱ دن) مین ۹ دن شامل کرنے سے گیارہ ربیع الاول کو (۹۰ دن) یا تین مہینے ہوئے اور ۱۲ ربیع الاول کو اکانوے دن یعنی تین مہینے ایک دن ہوتے ہین۔ جسکو نعمانی صاحب نے ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۱۲ ربیع الاول تک تین مہینہ غلط حساب کیا ہے پھر بھی ۱۲ ربیع الاول کو ۳۰، ۳۰ کے حساب سے دوشنبہ کا روز واقع ہو سکتا ہے جبکہ رسول اللہ صلعم کے سفر حجۃ الوداع کی صحیح تاریخ ۲۵ ذیقعدہ کو یوم شنبہ فرض کیا جائے جو موسی بن عقبہ کے ۲۹ صفر (دوشنبہ) کے مراجعت سے ۹ ذیحجہ اور ۲۵ ذیقعدہ کو (شنبہ) کا روز ہوتا ہے جسکو حافظ ابن کثیر وغیرہ نے بیان کیا ہے اور امام سہیلی کے ۱۴ ربیع الاول دوشنبہ کی مراجعت سے واقع ہوتا ہے۔

پہلی بات ۹ ذیحجہ کو (جمعہ) اہالی مکہ کے ۲۹ ذوقعدہ (چہارشنبہ) کے شام شب پنجشنبہ مین چاند دیکھنے سے اول ذیحجہ پنجشنبہ اور اہالی مدینہ کے ۳۰ ذوقعدہ (پنجشنبہ) کے شام شب جمعہ مین چاند دیکھنے سے اول ذیحجہ (جمعہ) ۹ ذیحجہ عرفہ کو (شنبہ) ہوا اگر تینون مہینے ۳۰، ۳۰ کے ہون تو ۵ و ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) ہوتا ہے۔

اسی طرح اہالی مکہ کے ۲۹ ذوقعدہ (چہارشنبہ) کے حساب سے یکم و ۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۹ ذیحجہ (جمعہ) سے تینون مہینے ۲۹، ۲۹ کے ہون تو دوم ربیع الاول (دوشنبہ) ہوا جو خلاف اصول ہے اور اسی دن ہونے سے یہ دونون تاریخین غلط ہین جسکو شبلی صاحب نے ۳۰ ذوقعدہ (چہارشنبہ) سے اختیار فرمایا ہے جو حدیث و روایت صحاح ستہ کے خلاف اور اہالی مکہ اور مدینہ کے مخالف ہونے سے قطعاً غلط اور دروغ ہے۔

اور ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ تین مہینے ۳۰، ۳۰ کے قرار دینے سے ۹۳ دن کی مدت ہوتی ہے ۹ ذیحجہ سے ۳۰ ذیحجہ تک (۲۱ دن)، ماہ محرم (۳۰ دن)، ماہ صفر (۳۰ دن) ربیع الاول کے (۱۲ دن) یہ کل ۹۳ دن ہوئے اور ۲۸ صفر کو بھی (دوشنبہ) آتا ہے جسکی مراجعت مین ۱۸ ذیحجہ کو (دوشنبہ) ہوا چنانچہ حضرت ابن عباس کے سند سے اس ۱۸ ذیحجہ کو سورہ مائدہ اور اسکی آیت الیوم اکملت لکم دینکم کا نازل ہونا محقق ہوتا ہے۔

جیسا کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر کے ج۔ ۱۸ صفحہ ۱۶۸ باب قولہ الیوم اکملت لکم دینکم مین ہے۔

ما اخرجہ الطبری بسند فیہ ابن لہیعۃ عن ابن عباس ان ھذہ الآیۃ نزلت یوم الاثنین۔ یعنی طبری نے ابن لھیعہ کے طریق اور ابن عباس کے سند سے کہا ہے کہ۔ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول دوشنبہ کے روز ہوا یہ دوشنبہ ۱۸ ذیحجہ غدیر خم کے روز موسی بن عقبہ کے ۲۹ صفر (دوشنبہ) اور سہیلی کے ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول کے دوشنبہ کے حساب سے آتا ہے

(دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک کا پہلا خانہ)

اور یہی حساب قرۃ العیون شرح سرور المحزون نواب محمد علی خان صولت جنگ والی ٹونک کے حصہ ششم مطبوعہ مفید عام آگرہ کے صفحہ ۱۵ سے آتا ہے

کوچ کیا حضرت نے مدینہ طیبہ سے واسطے حجۃ الوداع کے ہفتہ کے روز پچیسویں تاریخ ذوقعدہ کو دسویں سال ہجرت میں۔

لیکن حقیقت میں سورۂ مائدہ اور اسکی آیت موصوفہ کا نزول (پنجشنبہ) کے دن ۹۔۱۰ ذی الحجہ غدیر خم میں واقع ہوا اور یہی ۱۸ ذی الحجہ کا (پنجشنبہ) کثیر الوقوع سے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو ۷۰ دن پر پہونچتا ہے جسکو امام ... نے بھی ذکر کیا ہے۔ چنانچہ سیرت انسان العیون حلبی مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ ج ۳ صفحہ ۲۲۹ میں ہے

سریۃ اسامۃ بن زید الی ابنی فی کلام السہیلی رحمہ اللہ وھی قریۃ عند مؤتۃ التی قتل عندھا زید بن حارثۃ رضی اللہ تعالی عنہ لما کان یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر سنۃ احدی عشرۃ من الھجرۃ امر صلی اللہ علیہ وسلم بالتھیؤ لغزو الروم × × ×

فلما کان یوم الاربعاء بدأ بہ صلی اللہ علیہ وسلم وجعہ فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد لہ صلی اللہ علیہ وسلم لاسامۃ لواء بیدہ۔

حاصل ترجمہ۔ سریہ اسامہ ابن زید طرف مقام ابنی کے جو ایک گاؤں ہے موتہ کے قرب میں جہاں زید بن حارثہ قتل ہوئے ہیں جبکہ ۲۶ صفر سنہ ۱۱ھ (دوشنبہ) یعنی چار راتیں ماہ صفر کی باقی تھیں واقع ہوا تو رسول اللہ صلعم نے مسلمانوں کو جنگ روم کے تیاری کا حکم دیا اور جب چہارشنبہ ۲۸ صفر کا آیا تو رسول اللہ صلعم کو بخار اور درد سر شروع ہوا اور جب ۲۹ صفر (پنجشنبہ) ہوا تو حضرت صلعم نے اپنے دست مبارک سے اسامہ کیلئے جھنڈا یعنی نشان فوجی درست فرماکر مرحمت فرمایا جسکو علامہ حلبی نے امام سہیلی سے لیا ہے۔ اور سہیلی نے ابن اسحاق سے جنکی سیرت کے شارح ہیں:۔

یہ وہی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ہے جسکو شبلی صاحب نے اپنے الفاروق میں حضرت کا آخر صفر میں بیمار ہونا اور بروایت مشہور ۱۳ روز بیمار رہنا نقل کیا ہے جس سے یکم و ۸ ربیع الاول (جمعہ)، ۹ ربیع الاول (شنبہ)۔ ۱۰ ربیع الاول (یکشنبہ) ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) ہوتا ہے۔ یہی (دوشنبہ) ہے جو ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) سے ۸۱ یوم ہے اور جسکی شام کو وفات النبی اور ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کی شب سے ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۳ھ تک دو سال اور ۲۲ جمادی الآخر تک تین مہینے اور ۲۲ جمادی الآخر سنہ ۱۳ھ تک دس راتیں مدت خلافت حضرت ابوبکر کا حساب روایت میں ہے دیکھو طبقات ابن سعد عقد الفرید ابن عبد ربہ اندلسی تاریخ کامل ابن اثیر جزری و تاریخ ابو الفدا و تاریخ ابن شحنہ وغیرہ۔

اس تاریخ سے یکم اور دوم ربیع الاول دونوں کا ابطال ہوگیا اور شبلی صاحب کے اصول معینہ کے مطابق جس پر تمام روایات کا اتفاق اور تمام محدثین اور ارباب سیر کا اجماع عام ہے وہ یہی گیارہ ربیع الاول

دوشنبہ پر صادق اور مطابق ہے۔

(۱) سال وفات ۱۱ھ (۲) مہینہ ربیع الاول ہے (۳) یکم سے ۱۲ ربیع الاول تک ہے (۴) دوشنبہ (۵) عرفہ ۹ ذیحجہ سے ۱۱ ربیع الاول تک تین مہینے اور ۱۸ ذیحجہ سے ۱۱ ربیع الاول تک ۸۱ یوم اور ۲۸ صفر سے ۱۱ ربیع الاول تک ۱۳ دن اور اسی تاریخ پر ۶۳ سال عمر کے اور تبلیغ رسالت کے بیس سال کامل ہوئے یعنی اول تبلیغ ۴ سنہ نبوی سے ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) ۱ سنہ تک دس سال مکہ معظمہ مین اور گیارہ ربیع الاول ۱۱ھ یوم (دوشنبہ) تک دس سال مدینہ منورہ مین کل بیس سال کامل ہوگئے۔

اور دیباچہ کتاب ہذا مین جس نقشہ مرتبہ شبلی نعمانی مولفہ سیرت النبی جلد ثانی کے صفحہ ۱۳۵ وصفحہ ۱۳۶ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ بجنسہ نقل ہے جسکو ۲۶ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کا قرار دیکر سنیچر کے دن سے شروع کیا گیا ہے جسکی رو سے ۲۹ ذوقعدہ (سہ شنبہ) ۳۰ ذوقعدہ چہارشنبہ کامل ۳۰ یوم کا لیکر یکم ذیحجہ و ۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (جمعہ) ہوا لیکن ۲۶ ذوقعدہ یعنی ماہ ذوقعدہ کی چار راتین باقی رہنے پر حضرت کا سفر حجۃ الوداع فرمانے کی کوئی روایت نہین اور ذیحجہ و محرم و صفر سے شبلی صاحب نے دکھایا ہے جسمین ماہ ذیقعدہ کا ذکر خصوصاً تاریخ سفر حجۃ الوداع تحقیق طلب کو قطعاً چھوڑ دیا ہے جس کا یہ نقشہ ہے

قال نقشہ ذیل سے معلوم ہوگا کہ اگر ۹ ذیحجہ کو جمعہ ہو تو اوائل ربیع الاول مین اس حساب سے دوشنبہ کس کس دن واقع ہو سکتا ہے۔

اقول اگر ابن اسحاق[1] اور واقدی[2] اور ابن سعد[3] اور ابن جریر طبری[4] اور صحیح بخاری[5] اور صحیح مسلم[6] اور سنن نسائی[7] کے مطابق ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کا لیکر یوم (شنبہ) فرض کیا جائے تو کن کن تاریخون ربیع الاول کے دوشنبہ واقع ہوگا جن ہر دو نقشون مفروضہ سے یہ امر محقق ہوتا ہے کہ سفر حجۃ الوداع کا یوم مفروضہ غلط ہے جس کے ایک دن پہلے یا بعد یوم جمعہ نہین تھا۔

نمبر شمار	صورت مفروضہ (یوم شنبہ ۲۶ ذوقعدہ کامل سے ہے کل نمبرون مین کامل ذوقعدہ ہے۔	دوشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	صورت مفروضہ یوم شنبہ ۲۵ ذوقعدہ کامل سے صرف نمبر شمار (۲) مین ذوقعدہ ۲۹ کا لیا گیا ہے
۱	ذیحجہ، محرم اور صفر سب ۳۰ کے ہون	۶	۱۳	۰	ذیحجہ، محرم اور صفر سب ۳۰ کے ہون ۵-۱۲ دوشنبہ
۲	ذیحجہ، محرم اور صفر سب ۲۹ کے ہون	۲	۹	۱۶	ذلقعدہ، ذیحجہ، محرم صفر سب ۲۹ کے ہون ۲-۹-۱۶
۳	ذیحجہ ۲۹ محرم ۲۹ اور صفر ۳۰ کا ہو	۱	۸	۱۵	ذیحجہ ۲۹، محرم ۲۹، اور صفر ۳۰ کا ہو تو ۷-۱۴
۴	ذیحجہ ۳۰ محرم ۲۹ اور صفر ۲۹ کا ہو	۱	۸	۱۵	ذیحجہ ۳۰ محرم ۲۹ اور صفر ۲۹ کا ہو ۷-۱۴
۵	ذیحجہ ۲۹ محرم ۳۰ اور صفر ۲۹ کا ہو	۱	۸	۱۵	ذیحجہ ۲۹ محرم ۳۰ اور صفر ۲۹ کا ہو ۷-۱۴
۶	ذیحجہ ۳۰ محرم ۲۹ اور صفر ۳۰ کا ہو	۷	۱۴	۰	ذیحجہ ۳۰ محرم ۲۹ اور صفر ۳۰ کا ہو ۶-۱۳
۷	ذیحجہ ۳۰ محرم ۳۰ اور صفر ۲۹ کا ہو	۷	۱۴	۰	ذیحجہ ۳۰ محرم ۳۰ اور صفر ۲۹ کا ہو ۶-۱۳
۸	ذیحجہ ۲۹ اور محرم و صفر ۳۰ کے ہون	۷	۱۴	۰	ذیحجہ ۲۹ اور محرم و صفر ۳۰ کا ہو ۶-۱۳

قال ان مفروضہ تاریخوں مین ۶ - ۷ - ۸ - ۱۳ - ۹ - ۱۴ - ۱۵ خارج از بحث ہین کہ علاوہ اور وجوہ کے ان کی تائید کی کوئی روایت نہین، رہ گئین یکم اور دوم تاریخین، دوم تاریخ صرف ایک صورت مین پڑسکتی ہے جو خلاف اصول ہے یکم تاریخ تین صورتون مین واقع ہوسکتی ہے اور تینون کثیر الوقوع ہین۔ اور روایات ثقات ان کی تائید مین ہین اسلئے وفات نبوی کی صحیح تاریخ ہمارے نزدیک یکم ربیع الاول سنہ ۱۱ھ ہے اس حساب مین فقط رویت ہلال کا اعتبار کیا گیا ہے جسپر اسلامی قمری مہینون کی بنیاد ہے اصول فلکی سے ممکن ہے کہ اس پر خدشات وارد ہوسکتے ہون۔ کتب تفسیر مین تحت آیت الیوم اکملت لکم دینکم حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اس آیت کے یوم نزول (۹ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ) سے روز وفات تک ۸۱ دن ہین دیکھو (ابن جریر و ابن کثیر و بغوی وغیرہ) ہمارے حساب سے ۹ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ سے لیکر یکم ربیع الاول تک دو ۲۹، اور ایک مہینہ ۳۰ لیکر جو ہماری مفروضہ صورت ہے پورے ۸۱ دن ہوتے ہین"

شبلی صاحب لکھتے ہین کہ ابو نعیم نے بھی دلائل مین بسند یکم ربیع الاول تاریخ وفات نقل کی ہے اول تفسیر ابن جریر مین ۸۱ رات اور بعد نزول آیہ موصوفہ ہے کسی خاص تاریخ و دن کی قید نہین ہے البتہ تفسیر ابن کثیر مین بعد یوم عرفہ اور تفسیر معالم التنزیل مین بعد نزول آیت کے ۸۱ دن ہین جسکو دوسری اور ۱۲ ربیع الاول پر منحصر کیا ہے یعنی ۹ ذیحجہ عرفہ سے دوسری ربیع الاول تک یا ۸ ذیحجہ سے ۱۲ ربیع الاول تک لیکن صورت مفروضہ نمبر ۳-۴-۵ اگر اہالی مکہ کے ۲۹ ذوقعدہ (چہارشنبہ) کے شب پنجشنبہ مین چاند دیکھنے کے رو سے یوم عرفہ جمعہ فرض کیا جائے اور پھر دو ۲۹ اور ایک ۳۰ بھی اختیار ہو تو ذیحجہ و محرم و صفر یکم ربیع الاول تک ۸۹ دن جسمین ۹ دن علیحدہ کرنے سے کل ۸۰ شبانہ روز ہوئے پس صورت مفروضہ باطل اور اس سے قبل الفاروق کے سے یکم ربیع الاول جمعہ سے دوشنبہ باطل ہوچکا ہے نیز قصیدہ عظمی سے بھی یکم ربیع الاول (جمعہ) اور یکشنبہ) ہے

اور یہ کہ ہر جمعہ کے بعد ۸۰ دن پر (دوشنبہ) ہر پنجشنبہ کے بعد ۸۱ دن پر (دوشنبہ) ہر (سہ شنبہ) کے بعد ۹۰ دن پر (دوشنبہ) اور ۹۱ دن پر (سہ شنبہ) اور پنجشنبہ کے بعد بیاسی دنون پر (سہ شنبہ)۔ یہی وجہ ہے کہ اکاسی ۸۱ دن کے بجائے تین مہینے یعنی ۹۰ دن کئے گئے۔

اور فتح الباری جزو فاتح جہان سے موسی بن عقبہ اور امام لیث مصری کا ہلال ربیع الاول شبلی صاحب نے یکم ربیع الاول بیان کیا ہے اسی کے بعد علامہ رافعی کے حوالے سے ۸۰ و ۸۱ دن اور روضہ کے حوالہ سے ۹۰ یا ۹۱ دن ہین جسکو فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین ۸۱ یا ۸۲ دن اور شہاب الدین دولت آبادی نے تفسیر بحر مواج مین ۸۱ یا ۸۲ شب زندہ رہنا نقل کیا ہے جو حدیث صحیح سے ۸۱ شب ہین اور باقی سب ضعیف اور غلط ہین ہر دو نقشون مفروضہ کا صحیح نہ ہونا صریح ظاہر ہے الفاروق شبلی کی رو سے ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) تک ۷۰ دن یکم و ۸ ربیع الاول (جمعہ) ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) تک صحیح صحیح ۸۱ شبانہ روز ہوئے جو امام سہیلی کے ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کا تیرہوان روز وفات النبی محقق ہوتا ہے۔ آگے ابن اسحاق۔ واقدی۔ ابن سعد وغیرہ سے یہی تاریخ صحیح ائیگی انشاءاللہ

نقشہ جنتری بنمبر (ایک) کے پہلے خانہ کا سادہ نقشہ کثیر الوقوع ۲۵ ذوقعدہ (شنبہ) سے ایک ۳۰ ایک مہینہ ۲۹ کے رو سے ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ وفات حضرت ابوبکر تک کا ہے جسمیں یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ و ۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ کا دوشنبہ اور یکم ربیع الاول کا (سہ شنبہ) ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ کو (دوشنبہ) اور ۲۳ جمادی الثانی کو (سہ شنبہ) آیا جسمیں بعد مغرب وفات حضرت ابوبکر کا ہونا بیان کیا گیا ہے

نقشہ اول

(سنہ ۱۱ھ)

۲۵ ر ذوقعدہ (شنبہ)... ۲۹ ذیقعدہ (چہارشنبہ) ۳۰ ذیقعدہ (پنجشنبہ) یکم و ۸ ذیحجہ (جمعہ) ۹ ذیحجہ (شنبہ) ۱۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۲۹ ذیحجہ جمعہ

یکم و ۲۹ رمحرم (یوم شنبہ) ۳۰ محرم (یکشنبہ) سنہ ۱۱ھ یکم و ۲۹ صفر المظفر (دوشنبہ)

یکم و ۲۹ ربیع الاول (سہ شنبہ) ۳۰ ربیع الاول چہارشنبہ یکم و ۲۹ ربیع الثانی (پنجشنبہ)

یکم و ۲۹ جمادی الاولی (جمعہ) ۳۰ جمادی الاولی شنبہ یکم و ۲۹ جمادی الثانی (یکشنبہ)

یکم و ۲۹ ر ۵ رجب (دوشنبہ) ۳۰ رجب (سہ شنبہ) یکم و ۲۹ ماہ شعبان المعظم (چہارشنبہ)

یکم ماہ رمضان (پنجشنبہ) ۳ ماہ رمضان (شنبہ) ۲۹ (پنجشنبہ) ۳۰ ماہ رمضان (جمعہ) یکم و ۲۹ شوال المکرم یوم (شنبہ)

یکم و ۲۹ ذیقعدہ (یکشنبہ) ۳۰ ذیقعدہ (دوشنبہ) یکم و ۲۹ ذیحجہ الحرام (سہ شنبہ)

سنہ ۱۲ ہجری

یکم و ۲۹ محرم سنہ ۱۲ھ (چہارشنبہ) ۳۰ محرم (پنجشنبہ) یکم و ۲۹ صفر المظفر سنہ ۱۲ھ (جمعہ)

یکم و ۲۹ ربیع الاول (شنبہ) ۳۰ ربیع الاول (یکشنبہ) یکم و ۲۹ ربیع الثانی سنہ ۱۲ھ (دوشنبہ)

یکم و ۲۹ جمادی الاولی (سہ شنبہ) ۳۰ جمادی الاولی (چہارشنبہ) یکم و ۲۹ جمادی الآخرہ (پنجشنبہ)

یکم و ۲۹ رجب (جمعہ) ۳۰ رجب (شنبہ) یکم و ۲۹ شعبان المعظم (یکشنبہ)

یکم و ۲۹ ماہ رمضان (دوشنبہ) ۳۰ ماہ رمضان (سہ شنبہ) یکم و ۲۹ شوال المکرم (چہارشنبہ)

یکم و ۲۹ ذوقعدہ (پنجشنبہ) ۳۰ ذوقعدہ (جمعہ) یکم و ۲۹ ذیحجہ الحرام سنہ ۱۲ھ (شنبہ)

سنہ ۱۳ ہجری

یکم و ۲۹ محرم سنہ ۱۳ھ (یکشنبہ) ۳۰ محرم سنہ ۱۳ھ (دوشنبہ) یکم و ۲۹ صفر المظفر سنہ ۱۳ھ (سہ شنبہ)

یکم و ۲۹ ربیع الاول (چہارشنبہ) ۳۰ ربیع الاول (پنجشنبہ) یکم و ۲۹ ربیع الثانی (جمعہ)

یکم و ۲۹ جمادی الاول (شنبہ) ۳۰ جمادی الاول (یکشنبہ) یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ جمادی الآخرہ (دوشنبہ) ۲۳ (سہ شنبہ) ۲۹ جمادی الآخرہ (دوشنبہ)

اور نقشہ جنتری نمبر ایک کے دوسرے خانہ کا سادہ نقشہ کثیر الوقوع ۲۵ ر ذوقعدہ (شنبہ) سے ایک ۳۰ اور
ایک مہینہ ۲۹ کے روسے ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ وفات حضرت ابوبکر تک کا ہے جسمیں یکم ۸ و ۱۵ و ۲۲ و ۲۹
صفر سنہ ۱۱ھ کا (پنجشنبہ) اور یکم ربیع الاول سنہ ۱۱ کا (جمعہ) یکم ۸ و ۱۵ و ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ (پنجشنبہ) اور
۲۳ ر جمادی الثانی (جمعہ) کے مطابق وفات حضرت ابوبکر ابن اسحاق اور ابن اثیر جزری اور علامہ علینی حنفی
اور جمال الدین محدث وغیرہ کے روسے اور تیسری ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ (سہ شنبہ) وفات جناب فاطمہ
سلام اللہ علیہا واقع ہوتا ہے اس لئے یہ نقشہ صحیح آتا ہے۔

نقشہ دوم

سنہ ۱۰ھ

۲۵ ر ذیقعدہ (شنبہ) ۲۹ ر (شنبہ) ۳۰ ر ذیقعدہ (یکشنبہ) یکم و ۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۹ ر ذیحجہ عرفہ (سہ شنبہ) ۱۸ ر ذیحجہ (پنجشنبہ) ۲۹ ر ذیحجہ (دوشنبہ)

سنہ ۱۱ھ

یکم و ۲۹ ر محرم سنہ ۱۱ھ (سہ شنبہ) ۳۰ ر محرم (چہارشنبہ) یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ صفر سنہ ۱۱ھ (پنجشنبہ) ۲۹ ر صفر سنہ ۱۱ھ (پنجشنبہ)
یکم و ۸ ربیع الاول (جمعہ) ۱۱ ر ربیع الاول (دوشنبہ) ۲۹ (جمعہ) ۳۰ ر ربیع الاول (شنبہ) یکم و ۲۹ ر ربیع الثانی (یکشنبہ)
یکم و ۲۹ ر جمادی الاول (دوشنبہ) ۳۰ ر جمادی الاول (سہ شنبہ) یکم و ۲۹ ر جمادی الثانی (چہارشنبہ)
یکم و ۲۹ ر رجب المرجب (پنجشنبہ) ۳۰ ر رجب المرجب (جمعہ) یکم و ۲۹ ر شعبان المعظم (شنبہ) (شنبہ)
یکم ماہ رمضان (یکشنبہ) ۳ ر ماہ رمضان (سہ شنبہ) ۲۹ ر (یکشنبہ) ۳۰ ر (دوشنبہ) یکم و ۲۹ ر شوال المکرم (سہ شنبہ)
یکم و ۲۹ ر ذیقعدہ (چہارشنبہ) ۳۰ ر ذیقعدہ (پنجشنبہ) یکم و ۲۹ ر ذیحجۃ الحرام (جمعہ)
یکم و ۲۹ ر محرم سنہ ۱۲ھ (شنبہ) ۳۰ ر محرم الحرام (یکشنبہ) سنہ ۱۲ھ یکم و ۲۹ ر صفر المظفر سنہ ۱۲ھ (دوشنبہ)
یکم و ۲۹ ر ربیع الاول (سہ شنبہ) ۳۰ ر ربیع الاول (چہارشنبہ) یکم و ۲۹ ر ربیع الثانی (پنجشنبہ)
یکم و ۲۹ ر جمادی الاول (جمعہ) ۳۰ ر جمادی الاول (شنبہ) یکم و ۲۹ ر جمادی الثانی (یکشنبہ)
یکم و ۲۹ ر ماہ رجب المرجب (دوشنبہ) ۳۰ ر ماہ رجب المرجب (سہ شنبہ) یکم و ۲۹ ر ماہ شعبان المعظم (چہارشنبہ)
یکم و ۲۹ ر ماہ رمضان (پنجشنبہ) ۳۰ ر ماہ رمضان (جمعہ) یکم و ۲۹ ر ماہ شوال المکرم (شنبہ)
یکم و ۲۹ ر ذیقعدہ (یکشنبہ) ۳۰ ر ذیقعدہ (دوشنبہ) یکم و ۲۹ ر ماہ ذیحجہ (سہ شنبہ)

سنہ ۱۳ھ

یکم و ۲۹ ر محرم الحرام سنہ ۱۳ (چہارشنبہ) ۳۰ ر محرم الحرام (پنجشنبہ) یکم و ۲۹ ر صفر المظفر (جمعہ)
یکم و ۲۹ ر ربیع الاول (شنبہ) ۳۰ ر ربیع الاول (یکشنبہ) یکم و ۲۹ ر ربیع الثانی (دوشنبہ)
یکم و ۲۹ ر جمادی الاول (سہ شنبہ) ۳۰ ر ربیع الاول (چہارشنبہ) یکم ۸ و ۱۵ و ۲۲ جمادی الثانی (پنجشنبہ) ۲۳ ر جمادی الثانی (جمعہ) ۲۹ ر (پنجشنبہ)

نقشہ جنتری نمبر ۱ ایک کا پہلا خانہ ابن سعد صاحب طبقات کے ۲۵ ذیقعدہ یوم شنبہ کے رو سے دوسرا خانہ ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ابتداے مرض النبی صلعم صحیح الاسناد حدیث کے مراجعت سے ۲۵ ذیقعدہ (سہ شنبہ) تک بنایا گیا ہے اسی ۲۵ ذیقعدہ کا یوم سہ شنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ اور ۱۲ ربیع الاول اور تیسری ماہ رمضان مین واقع ہوتا ہے ۔

	ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ		ذیحجہ سنہ ۱۰ھ		نمبر شمار	محرم الحرام سنہ ۱۱ھ		صفر المظفر سنہ ۱۱ھ		نمبر شمار	ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	
۱	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۱	شنبہ	سہ شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۱	سہ شنبہ	جمعہ
۲			شنبہ	سہ شنبہ	۲	یکشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۲	چہارشنبہ	شنبہ
۳			یکشنبہ	چہارشنبہ	۳	دوشنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۳	پنجشنبہ	یکشنبہ
۴			دوشنبہ	پنجشنبہ	۴	سہ شنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۴	جمعہ	دوشنبہ
۵			سہ شنبہ	جمعہ	۵	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۵	شنبہ	سہ شنبہ
۶			چہارشنبہ	شنبہ	۶	پنجشنبہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۶	یکشنبہ	چہارشنبہ
۷			پنجشنبہ	یکشنبہ	۷	جمعہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۷	دوشنبہ	پنجشنبہ
۸	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۸	شنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۸	سہ شنبہ	جمعہ
۹			شنبہ	سہ شنبہ	۹	یکشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۹	چہارشنبہ	شنبہ
۱۰			یکشنبہ	چہارشنبہ	۱۰	دوشنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۱۰	پنجشنبہ	یکشنبہ
۱۱			دوشنبہ	پنجشنبہ	۱۱	سہ شنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۱۱	جمعہ	دوشنبہ
۱۲			سہ شنبہ	جمعہ	۱۲	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۱۲	شنبہ	سہ شنبہ
۱۳			چہارشنبہ	شنبہ	۱۳	پنجشنبہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۱۳		
۱۴			پنجشنبہ	یکشنبہ	۱۴	جمعہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۱۴		
۱۵			جمعہ	دوشنبہ	۱۵	شنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۱۵		
۱۶			شنبہ	سہ شنبہ	۱۶	یکشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۱۶		
۱۷			یکشنبہ	چہارشنبہ	۱۷	دوشنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۱۷		
۱۸			دوشنبہ	پنجشنبہ	۱۸	سہ شنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۱۸		
۱۹			سہ شنبہ	جمعہ	۱۹	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۱۹		
۳۰			چہارشنبہ	شنبہ	۲۰	پنجشنبہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۲۰		
۲۱			پنجشنبہ	یکشنبہ	۲۱	جمعہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۲۱		
۲۲	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۲۲	شنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۲۲		
۲۳			شنبہ	سہ شنبہ	۲۳	یکشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۲۳		
۲۴			یکشنبہ	چہارشنبہ	۲۴	دوشنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۲۴		
۲۵	شنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۲۵	سہ شنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۲۵		
۲۶	یکشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۲۶	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۲۶		
۲۷	دوشنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۲۷	پنجشنبہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۲۷		
۲۸	سہ شنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۲۸	جمعہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۲۸		
۲۹	چہارشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۲۹	شنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۲۹		
۳۰	پنجشنبہ	دوشنبہ	×	×	۳۰	یکشنبہ	چہارشنبہ	×	×	۳۰		

نقشہ جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع مرتبہ شبلی نعمانی ۲۵ ذوقعدہ جمعہ کے بعد ۲۶ ذوقعدہ سنیچر سفر حجۃ الوداع پہلا خانہ ہے جس سے ۹ ذی الحجہ عرفہ جمعہ ۱۲ ربیع الاول جمعہ یکم و ۱۵ ربیع الاول دوشنبہ دوسرا خانہ الفاروق شبلی کے اخیر صفر یعنی ۲۸ صفر چہارشنبہ مرض النبی کے رو سے ہی جسکے مراجعت سے ۲۵ ذوقعدہ (سہ شنبہ) ۲۶ ذوقعدہ (چہارشنبہ) ۹ ذی الحجہ عرفہ (سہ شنبہ) ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) ۴-۱۱ ربیع الاول دوشنبہ واقع ہوتا ہے جو ۹ ذی الحجہ عرفہ سے ۱۱ ربیع الاول تک تین مہینہ

اور ۱۸ ذی الحجہ پنجشنبہ سے ۱۱ ربیع الاول تک اکیاسی شبانہ روز کامل ہوتے ہیں۔

تاریخ	ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ		ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ		تاریخ	محرم الحرام سنہ ۱۱ھ		صفر المظفر سنہ ۱۱ھ		تاریخ	ربیع الاول ۱۱ھ	
۱	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۱	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	۱	دوشنبہ	جمعہ
۲			جمعہ	سہ شنبہ	۲	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	۲	سہ شنبہ	شنبہ
۳			شنبہ	چہارشنبہ	۳	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	۳	چہارشنبہ	یکشنبہ
۴			یکشنبہ	پنجشنبہ	۴	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	۴	پنجشنبہ	دوشنبہ
۵			دوشنبہ	جمعہ	۵	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۵	جمعہ	سہ شنبہ
۶			سہ شنبہ	شنبہ	۶	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	۶	شنبہ	چہارشنبہ
۷			چہارشنبہ	یکشنبہ	۷	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	۷	یکشنبہ	پنجشنبہ
۸	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۸	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	۸	دوشنبہ	جمعہ
۹			جمعہ	سہ شنبہ	۹	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	۹	سہ شنبہ	شنبہ
۱۰			شنبہ	چہارشنبہ	۱۰	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	۱۰	چہارشنبہ	یکشنبہ
۱۱			یکشنبہ	پنجشنبہ	۱۱	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	۱۱	پنجشنبہ	دوشنبہ
۱۲			دوشنبہ	جمعہ	۱۲	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۱۲	جمعہ	سہ شنبہ
۱۳			سہ شنبہ	شنبہ	۱۳	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	۱۳		
۱۴			چہارشنبہ	یکشنبہ	۱۴	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	۱۴		
۱۵			پنجشنبہ	دوشنبہ	۱۵	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	۱۵		
۱۶			جمعہ	سہ شنبہ	۱۶	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	۱۶		
۱۷			شنبہ	چہارشنبہ	۱۷	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	۱۷		
۱۸			یکشنبہ	پنجشنبہ	۱۸	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	۱۸		
۱۹			دوشنبہ	جمعہ	۱۹	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۱۹		
۲۰			سہ شنبہ	شنبہ	۲۰	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	۲۰		
۲۱			چہارشنبہ	یکشنبہ	۲۱	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	۲۱		
۲۲	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۲۲	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	۲۲		
۲۳			جمعہ	سہ شنبہ	۲۳	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	۲۳		
۲۴			شنبہ	چہارشنبہ	۲۴	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	۲۴		
۲۵			یکشنبہ	پنجشنبہ	۲۵	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	۲۵		
۲۶	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	۲۶	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۲۶		
۲۷	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	۲۷	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	۲۷		
۲۸	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	۲۸	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	۲۸		
۲۹	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	۲۹	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	۲۹		
۳۰	چہارشنبہ	یکشنبہ	×	×	۳۰	شنبہ	چہارشنبہ	×		۳۰		

نقشہ حرف (د) ایک ۳۰ اور ایک ۲۹ کے رو سے

۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ وفات ابوبکر تک پہلا خانہ

سنہ ۱۰ھ

۲۶ ذیقعدہ شنبہ ۲۹ سہ شنبہ ۳۰ ذیقعدہ چہارشنبہ یکم و ۲۹ ذی الحجہ پنجشنبہ

سنہ ۱۱ھ

یکم و ۲۹ محرم الحرام (جمعہ) ۳۰ محرم شنبہ ۔ یکم و ۲۹ صفر (یکشنبہ)

" ربیع الاول (دوشنبہ) ۳۰ سہ شنبہ ۔ " ربیع الثانی چہارشنبہ

" جمادی الاول پنجشنبہ ۳۰ (جمعہ) ۔ " جمادی الثانی (شنبہ)

" رجب یکشنبہ ۳۰ " (دوشنبہ) ۔ " شعبان المعظم (سہ شنبہ)

یکم رمضان چہارشنبہ سوم جمعہ ۲۹ رمضان چہارشنبہ ۳۰ پنجشنبہ ۔ " شوال المکرم (جمعہ)

یکم و ۲۹ ذیقعدہ شنبہ ۳۰ " (یکشنبہ) ۔ " ذی الحجہ (دوشنبہ)

" محرم الحرام سہ شنبہ ۳۰ چہارشنبہ سنہ ۱۲ھ ۔ " صفر المظفر (پنجشنبہ)

" ربیع الاول جمعہ ۳۰ (شنبہ) ۔ " ربیع الثانی (یکشنبہ)

" جمادی الاول دوشنبہ ۳۰ سہ شنبہ ۔ " جمادی الثانی (چہارشنبہ)

" ماہ رجب پنجشنبہ ۳۰ جمعہ ۔ " شعبان المعظم (شنبہ)

" ماہ رمضان یکشنبہ ۳۰ دوشنبہ ۔ " شوال المکرم (سہ شنبہ)

" ذیقعدہ چہارشنبہ ۳۰ پنجشنبہ ۔ " ذی الحجہ الحرام یوم (جمعہ)

سنہ ۱۳ھ

یکم و ۲۹ محرم الحرام شنبہ ۳۰ محرم یکشنبہ ۔ یکم و ۲۹ صفر المظفر دوشنبہ

" ربیع الاول سہ شنبہ ۳۰ چہارشنبہ ۔ " ربیع الثانی پنجشنبہ

" جمادی الاول جمعہ ۳۰ شنبہ یکم و ۲۲ و ۲۹ جمادی الثانی یکشنبہ

نقشہ جنتری حرف (ب) ممکن الوقوع مجوزہ مرتبہ شبلی نعمانی جو آٹھویں نمبر شمار صفحہ ۱۳۶ کے مطابق ۱۴ ربیع الاول دوشنبہ پہلا خانہ ہے۔ یہی ابن سعد اور سہیلی کا کثیر الوقوع ہے دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک کا پہلا خانہ۔

دوسرا خانہ ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع سے مطابق قول سہیلی کے ۶ ر ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع سے واقع ہوتا ہے

تاریخ	ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ		ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ		تاریخ	محرم الحرام سنہ ۱۱ھ		صفر المظفر سنہ ۱۱ھ		تاریخ	ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	
۱	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۱	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۱	سہ شنبہ	چہارشنبہ
۲			جمعہ	شنبہ	۲	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲	چہارشنبہ	پنجشنبہ
۳			شنبہ	یکشنبہ	۳	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۳	پنجشنبہ	جمعہ
۴			یکشنبہ	دوشنبہ	۴	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۴	جمعہ	شنبہ
۵			دوشنبہ	سہ شنبہ	۵	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۵	شنبہ	یکشنبہ
۶			سہ شنبہ	چہارشنبہ	۶	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۶	یکشنبہ	دوشنبہ
۷			چہارشنبہ	پنجشنبہ	۷	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۷	دوشنبہ	سہ شنبہ
۸	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۸	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۸	سہ شنبہ	چہارشنبہ
۹			جمعہ	شنبہ	۹	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۹	چہارشنبہ	پنجشنبہ
۱۰			شنبہ	یکشنبہ	۱۰	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۱۰	پنجشنبہ	جمعہ
۱۱			یکشنبہ	دوشنبہ	۱۱	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۱۱	جمعہ	شنبہ
۱۱			دوشنبہ	سہ شنبہ	۱۲	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۱۲	شنبہ	یکشنبہ
۱۳			سہ شنبہ	چہارشنبہ	۱۳	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۱۳	یکشنبہ	دوشنبہ
۱۴			چہارشنبہ	پنجشنبہ	۱۴	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۱۴	دوشنبہ	×
۱۵			پنجشنبہ	جمعہ	۱۵	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۱۵		
۱۶			جمعہ	شنبہ	۱۶	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۱۶		
۱۷			شنبہ	یکشنبہ	۱۷	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۱۷		
۱۸			یکشنبہ	دوشنبہ	۱۸	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۱۸		
۱۹			دوشنبہ	سہ شنبہ	۱۹	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۱۹		
۲۰			سہ شنبہ	چہارشنبہ	۱۰	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۲۰		
۲۱			چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۱	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۲۱		
۲۲	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۲۲	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۲۲		
۲۳			جمعہ	شنبہ	۲۳	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲۳		
۲۴			شنبہ	یکشنبہ	۲۴	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۴		
۲۵		شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۲۵	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۵		
۲۶	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲۶	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۲۶		
۲۷	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۷	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۲۷		
۲۸	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۸	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۲۸		
۲۹	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۲۹	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۲۹		
۳۰	چہارشنبہ	پنجشنبہ	×	×	۳۰	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۳۰		

نقشہ جنتری حرف (ج) جس کا پہلا خانہ چار دن مہینے ۲۹/۲۹ سے ۲، ۹، ۱۶ ربیع الاول (دوشنبہ) جو ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کے (اور صحیح حدیث کے مطابق ہے اور سہیلی وغیرہ نے قیاس کیا ہے کہ اہل مکہ کے رویت ہلال ۲۹ ذوقعدہ شب پنجشنبہ سے اور دوسرا خانہ ۳۰ ذوقعدہ شب جمعہ بن رویت ہلال اہالی مدینہ کے مطابق چار دن مہینے ۳۰/۳۰ سے یکم ربیع الاول پنجشنبہ ۵، ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) ہوتا ہے۔

تاریخ	ذوالقعدہ ۱۰ھ		ذوالحجہ ۱۰ھ		تاریخ	محرم الحرام ۱۱ھ		صفر المظفر ۱۱ھ		تاریخ	ربیع الاول ۱۱ھ	
۱			پنجشنبہ	جمعہ	۱	جمعہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۱	یکشنبہ	پنجشنبہ
۲			جمعہ	شنبہ	۲	شنبہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۲	دوشنبہ	جمعہ
۳			شنبہ	یکشنبہ	۳	یکشنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۳	سہ شنبہ	شنبہ
۴			یکشنبہ	دوشنبہ	۴	دوشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۴	چہارشنبہ	یکشنبہ
۵			دوشنبہ	سہ شنبہ	۵	سہ شنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۵	پنجشنبہ	دوشنبہ
۶			سہ شنبہ	چہارشنبہ	۶	چہارشنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۶	جمعہ	سہ شنبہ
۷			چہارشنبہ	پنجشنبہ	-	پنجشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۷	شنبہ	چہارشنبہ
۸			پنجشنبہ	جمعہ	۸	جمعہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۸	یکشنبہ	پنجشنبہ
۹			جمعہ	شنبہ	۹	شنبہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۹	دوشنبہ	جمعہ
۱۰			شنبہ	یکشنبہ	۱۰	یکشنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۱۰	سہ شنبہ	شنبہ
۱۱			یکشنبہ	دوشنبہ	۱۱	دوشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۱۱	چہارشنبہ	یکشنبہ
۱۲			دوشنبہ	سہ شنبہ	۱۲	سہ شنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۱۲	پنجشنبہ	دوشنبہ
۱۳			سہ شنبہ	چہارشنبہ	۱۳	چہارشنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۱۳		
۱۴			چہارشنبہ	پنجشنبہ	۱۴	پنجشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۱۴		
۱۵			پنجشنبہ	جمعہ	۱۵	جمعہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۱۵		
۱۶			جمعہ	شنبہ	۱۶	شنبہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۱۶		
۱۷			شنبہ	یکشنبہ	۱۷	یکشنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۱۷		
۱۸			یکشنبہ	دوشنبہ	۱۸	دوشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۱۸		
۱۹			دوشنبہ	سہ شنبہ	۱۹	سہ شنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۱۹		
۲۰			سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۰	چہارشنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۲۰		
۲۱			چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۱	پنجشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۲۱		
۲۲			پنجشنبہ	جمعہ	۲۲	جمعہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۲۲		
۲۳			جمعہ	شنبہ	۲۳	شنبہ	دوشنبہ	یکشنبہ	چہارشنبہ	۲۳		
۲۴			شنبہ	یکشنبہ	۲۴	یکشنبہ	سہ شنبہ	دوشنبہ	پنجشنبہ	۲۴		
۲۵	شنبہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۲۵	دوشنبہ	چہارشنبہ	سہ شنبہ	جمعہ	۲۵		
۲۶	یکشنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲۶	سہ شنبہ	پنجشنبہ	چہارشنبہ	شنبہ	۲۶		
۲۷	دوشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۷	چہارشنبہ	جمعہ	پنجشنبہ	یکشنبہ	۲۷		
۲۸	سہ شنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۳۰	پنجشنبہ	شنبہ	جمعہ	دوشنبہ	۲۸		
۲۹	چہارشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۲۹	جمعہ	یکشنبہ	شنبہ	سہ شنبہ	۲۹		
۳۰	×	پنجشنبہ	×	شنبہ	۳۰	×	دوشنبہ	×	چہارشنبہ	۳۰		

نقشہ جنتری حرف (میم) مسلم و حرف (نون) نووی شارح مسلم پہلا خانہ ہے اور دوسرا خانہ بروایت ابن سعد عمر بن علی ابن ابی طالب عن ابیہ مطابق زرقانی علی المواہب کے ہے جس روایت مین ۲۸ صفر چہارشنبہ کو حضرت صلعم کا بیمار ہونا اور روایت ثانیہ مین تیرہ دن بیمار رہنا وارد ہے جس سے گیارہ ربیع الاول کو دوشنبہ آتا ہے ۔

تاریخ	ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ		ذیحجہ سنہ ۱۰ھ		تاریخ	محرم الحرام سنہ ۱۱ھ		صفر المظفر سنہ ۱۱ھ		تاریخ	ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	
۱	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۱	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	۱	یکشنبہ	جمعہ
۲			پنجشنبہ	سہ شنبہ	۲	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	۲	دوشنبہ	شنبہ
۳			جمعہ	چہارشنبہ	۳	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	۳	سہ شنبہ	یکشنبہ
۴			شنبہ	پنجشنبہ	۴	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	۴	چہارشنبہ	دوشنبہ
۵			یکشنبہ	جمعہ	۵	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۵	پنجشنبہ	سہ شنبہ
۶			دوشنبہ	شنبہ	۶	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	۶	جمعہ	چہارشنبہ
۷			سہ شنبہ	یکشنبہ	۷	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	۷	شنبہ	پنجشنبہ
۸	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۸	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	۸	یکشنبہ	جمعہ
۹			پنجشنبہ	سہ شنبہ	۹	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	۹	دوشنبہ	شنبہ
۱۰			جمعہ	چہارشنبہ	۱۰	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	۱۰	سہ شنبہ	یکشنبہ
۱۱			شنبہ	پنجشنبہ	۱۱	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	۱۱	چہارشنبہ	دوشنبہ
۱۲			یکشنبہ	جمعہ	۱۲	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۱۲	پنجشنبہ	سہ شنبہ
۱۳			دوشنبہ	شنبہ	۱۳	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	۱۳		
۱۴			سہ شنبہ	یکشنبہ	۱۴	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	۱۴		
۱۵	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۱۵	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	۱۵		
۱۶			پنجشنبہ	سہ شنبہ	۱۶	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	۱۶		
۱۷			جمعہ	چہارشنبہ	۱۷	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	۱۷		
۱۸	پنجشنبہ		شنبہ	پنجشنبہ	۱۸	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	۱۸		
۱۹			یکشنبہ	جمعہ	۱۹	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۱۹		
۲			دوشنبہ	شنبہ	۲۰	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	۲۰		
۲۱			سہ شنبہ	یکشنبہ	۲۱	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	۲۱		
۲۲	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۲۲	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	۲۲		
۲۳			پنجشنبہ	سہ شنبہ	۲۳	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	۲۳		
۲۴			جمعہ	چہارشنبہ	۲۴	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	۲۴		
۲۵	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	۲۵	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	۲۵		
۲۶	جمعہ	چہارشنبہ	یکشنبہ	جمعہ	۲۶	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۲۶		
۲۷	شنبہ	پنجشنبہ	دوشنبہ	شنبہ	۲۷	سہ شنبہ	یکشنبہ	پنجشنبہ	سہ شنبہ	۲۷		
۲۸	یکشنبہ	جمعہ	سہ شنبہ	یکشنبہ	۲۸	چہارشنبہ	دوشنبہ	جمعہ	چہارشنبہ	۲۸		
۲۹	دوشنبہ	شنبہ	چہارشنبہ	دوشنبہ	۲۹	پنجشنبہ	سہ شنبہ	شنبہ	پنجشنبہ	۲۹		
۳۰	سہ شنبہ	یکشنبہ	×	×	۳۰	جمعہ	چہارشنبہ	×	×	۳۰		

نقشہ سیوم پہلا خانہ جنتری حرف (میم) مسلم و حرف (نون) نووی شارح مسلم ایک ۳ اور ایک ۹ آتے تا وفات حضرت ابوبکر ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ

	سنہ	
یکم و ۲۹ ذیقعدہ دوشنبہ ۳۰ ذیقعدہ سہ شنبہ	سنہ ۱۰ھ	یکم ذیحجہ و ۲۹ (چہارشنبہ)
یکم و ۲۹ محرم پنجشنبہ ۳۰ محرم (جمعہ)	سنہ ۱۱ھ	یکم و ۲۹ صفر (دوشنبہ)
یکم و ۲۹ ربیع الاول یکشنبہ ۳۰ (دوشنبہ)	″	یکم و ۲۹ ربیع الاول (سہ شنبہ)
یکم و ۲۹ جمادی الاول چہارشنبہ ۳۰ جمادی الاول (پنجشنبہ)	″	یکم و ۲۹ جمادی الثانی جمعہ
یکم و ۲۹ رجب شنبہ ۳۰ رجب (یکشنبہ)	″	یکم و ۲۹ شعبان دوشنبہ
یکم ماہ رمضان سہ شنبہ بیوم پنجشنبہ ۲۹ (سہ شنبہ) ۳۰ چہارشنبہ	″	یکم و ۲۹ شوال پنجشنبہ
یکم و ۲۹ ذیقعدہ جمعہ ۳۰ ذیقعدہ شنبہ	″	یکم و ۲۹ ذیحجہ یکشنبہ
یکم و ۲۹ محرم دوشنبہ ۳۰ محرم سہ شنبہ	سنہ ۱۲ھ	یکم و ۲۹ صفر چہارشنبہ
یکم و ۲۹ ربیع الاول پنجشنبہ ۳۰ جمعہ	″	یکم و ۲۹ ربیع الثانی شنبہ
یکم و ۲۹ جمادی الاول یکشنبہ ۳۰ دوشنبہ	″	یکم و ۲۹ جمادی الثانی سہ شنبہ
یکم و ۲۹ رجب چہارشنبہ ۳۰ رجب پنجشنبہ	″	یکم و ۲۹ شعبان المعظم جمعہ
یکم و ۲۹ ماہ رمضان شنبہ ۳۰ یکشنبہ	″	یکم و ۲۹ شوال دوشنبہ
یکم و ۲۹ ذیقعدہ سہ شنبہ ۳۰ چہارشنبہ	″	یکم و ۲۹ ذیحجہ پنجشنبہ
یکم و ۲۹ محرم الحرام جمعہ ۳۰ محرم شنبہ	سنہ ۱۳ھ	یکم و ۲۹ صفر یکشنبہ
یکم و ۲۹ ربیع الاول دوشنبہ ۳۰ سہ شنبہ	″	یکم و ۲۹ ربیع الثانی چہارشنبہ
یکم و ۲۹ جمادی الاول پنجشنبہ (۳۰) یوم جمعہ	″	یکم و ۲۲ و ۲۹ جمادی الثانی شنبہ

ساتواں نقشہ جنتری کثیر الوقوع حرف طا د طبری جسکا پہلا خانہ جو ۲۵ ذیقعدہ (دوشنبہ) و ۹ ذیحجہ عرفہ (دوشنبہ) اور ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) تک منتہی ہوتا ہے اور تیسری ماہ رمضان (دوشنبہ) ہے دیکھو نقشہ چہارم اور دوسرا خانہ جو ۲۵ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (سہ شنبہ) ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) تک پہونچتا ہے۔ اور تیسری ماہ رمضان (سہ شنبہ) بھی ہے دیکھو نقشہ دوم۔

تاریخ	ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ		تاریخ	ذیحجہ سنہ ۱۰ھ		محرم الحرام سنہ ۱۱ھ		صفر المظفر سنہ ۱۱ھ		تاریخ	ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	
۱			۱	یکشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۱	پنجشنبہ	جمعہ
۲			۲	دوشنبہ	سہ شنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۲	جمعہ	شنبہ
۳			۳	سہ شنبہ	چہارشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۳	شنبہ	یکشنبہ
۴			۴	چہارشنبہ	پنجشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۴	یکشنبہ	دوشنبہ
۵			۵	پنجشنبہ	جمعہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۵	دوشنبہ	سہ شنبہ
۶			۶	جمعہ	شنبہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۶	سہ شنبہ	چہارشنبہ
۷			۷	شنبہ	یکشنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۷	چہارشنبہ	پنجشنبہ
۸			۸	یکشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۸	پنجشنبہ	جمعہ
۹			۹	دوشنبہ	سہ شنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۹	جمعہ	شنبہ
۱۰			۱۰	سہ شنبہ	چہارشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۱۰	شنبہ	یکشنبہ
۱۱			۱۱	چہارشنبہ	پنجشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۱۱	یکشنبہ	دوشنبہ
۱۲			۱۲	پنجشنبہ	جمعہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۱۲	دوشنبہ	سہ شنبہ
۱۳			۱۳	جمعہ	شنبہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۱۳		
۱۴			۱۴	شنبہ	یکشنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۱۴		
۱۵			۱۵	یکشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۱۵		
۱۶			۱۶	دوشنبہ	سہ شنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۱۶		
۱۷			۱۷	سہ شنبہ	چہارشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۱۷		
۱۸			۱۸	چہارشنبہ	پنجشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۱۸		
۱۹			۱۹	پنجشنبہ	جمعہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۱۹		
۲۰			۲۰	جمعہ	شنبہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲۰		
۲۱			۲۱	شنبہ	یکشنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۱		
۲۲			۲۲	یکشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۲		
۲۳			۲۳	دوشنبہ	سہ شنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	۲۳		
۲۴			۲۴	سہ شنبہ	چہارشنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	۲۴		
۲۵	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲۵	چہارشنبہ	پنجشنبہ	پنجشنبہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	۲۵		
۲۶	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۶	پنجشنبہ	جمعہ	جمعہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	۲۶		
۲۷	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۷	جمعہ	شنبہ	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	۲۷		
۲۸	پنجشنبہ	جمعہ	۲۸	شنبہ	یکشنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	۲۸		
۲۹	جمعہ	شنبہ	۲۹	یکشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ	۲۹		
۳۰	شنبہ	یکشنبہ	۳۰	×	×	سہ شنبہ	چہارشنبہ	×	×	۳۰		

یہ نقشہ (چہارم) پہلے خانہ کا ہے اور نقشہ (دوم)

دوسرے خانہ کا موید ہے

۲۵ ذیقعدہ (دوشنبہ) ۲۹ ذیقعدہ (جمعہ) ۳۰ (شنبہ) سنہ ۱۰ھ یکم و ۸ ذیحجہ یکشنبہ، ۹ ذیحجہ (دوشنبہ)

یکم و ۲۹ محرم (دوشنبہ) ۳۰ محرم الحرام (سہ شنبہ) سنہ ۱۱ھ یکم و ۲۹ صفر (چہارشنبہ)

" ربیع الاول (پنجشنبہ) ۳۰ ربیع الاول (جمعہ) — " ربیع الثانی (شنبہ)

" جمادی الاول (یکشنبہ) ۳۰ " دوشنبہ — " جمادی الثانی (سہ شنبہ)

" ماہ رجب المرجب (چہارشنبہ) ۳۰ (پنجشنبہ) — " ماہ شعبان (جمعہ)

یکم رمضان (شنبہ) سوم (دوشنبہ) ۲۹ (شنبہ) ۳۰ یکشنبہ — " شوال المکرم (دوشنبہ)

" ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۳۰ " (چہارشنبہ) — " ذیحجہ الحرام (پنجشنبہ)

" محرم (جمعہ) ۳۰ محرم (شنبہ) سنہ ۱۲ھ — " صفر المظفر (یکشنبہ)

" ربیع الاول (دوشنبہ) ۳۰ " (سہ شنبہ) — " ربیع الثانی (چہارشنبہ)

" جمادی الاول (پنجشنبہ) ۳۰ " (جمعہ) — ، جمادی الثانی (شنبہ)

" ماہ رجب (یکشنبہ) ۳۰ " (دوشنبہ) — ، شعبان المکرم (سہ شنبہ)

" ماہ رمضان (چہارشنبہ) ۳۰ (پنجشنبہ) — " شوال المعظم (جمعہ)

، ذیقعدہ (شنبہ) ۳۰ " (یکشنبہ) — " ذیحجہ الحرام (دوشنبہ)

" محرم الحرام (سہ شنبہ) ۳۰ " (چہارشنبہ) سنہ ۱۳ھ — " صفر المظفر (پنجشنبہ)

" ربیع الاول (جمعہ) ۳۰ " (شنبہ) — " ربیع الثانی (یکشنبہ)

" جمادی الاول (دوشنبہ) ۳۰ " (سہ شنبہ) — ۲۲ جمادی الثانی چہارشنبہ ۲۱ (پنجشنبہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

اس کتاب مین آیہ شریفہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ کے نزول کی صحیح صحیح کامل تحقیقات کی جائے گی تاکہ متلاشیان حق پر کماحقہ روشن وعیان ہوجائے کہ حقیقت مین آیہ مبارکہ صدر کا نزول کب اور کس وقت اور کس روز اور کس سورہ کی جز ہوکر بقید تاریخ ومہینہ ویوم کے اور کیون ہوا اور ساتھ ساتھ حدیث تصدیق پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام بھی مطابقت کرے۔

اور یہ کہ وہ سورہ جسکے آیات مین سے ایک آیت آیہ موصوفہ ہے وہ قرآن مجید موجودہ مابین دفتین کی ہے یا مدنی ہے اور مفسرین ومحدثین نے عموماً اور روایت کرنیوالے اصحاب ثقات سے خصوصاً وہ حضرات جو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حجۃ الوداع کے سفر مین از مدینہ منورہ تا مکہ معظمہ زاد اللہ شرفا وتعظیماً تشریف لیگئے اور بعد فراغ حج وعمرہ ودیگر فرائض متعلقہ کے مدینہ منورہ واپس تشریف لائے اس لئے خاص انھین اصحاب موصوف الذکر کے مرویات باسند سے ارباب ناظرین کو دکھایا ہے۔

واضح ہو کہ اس تحقیق کا سلسلہ آنحضرت صلعم کے ابتدا تاریخ سفر حجۃ الوداع ماہ ذوقعدہ سنہ ۱۰ھ سے کیجائیگی کیونکہ تاریخ آغاز سفر حجۃ الوداع کے صحت پر دارومدار آیہ اکمال دین اور اتمام نعمت کے صحیح نزول کا ہے اسی سے یوم وتاریخ ابتدا مرض النبی کے صحت اور ارباب سیر کا بیان صحیح میلان کے ساتھ بقید یوم وفات النبی سب کا سب متحقق ہوجائے گا۔

حالانکہ یہ تحقیق طلب امر زائد از تیرہ سو سال کے گذرا اور گذر رہا ہے چونکہ ارباب تاریخ وسیر نے کوئی امر فروگذاشت نہین کیا البتہ بعض حضرات نے اپنے نقطہ نظر سے تصرفات کئے ہین جسکی وجہ سے آنحضرت کی تاریخ وفات ۱۲ وفات سے مشہور ہوکر غیر محقق رہی۔ یہانتک کہ خود شمس العلما شبلی صاحب کا بیان ہے کہ یکم سے بارہ ربیع الاول تک کوئی تاریخ بھی طرفہ یہ ہے کہ جب تاریخ سفر حجۃ الوداع بقید یوم اور پہونچنے مکہ معظمہ بقید وتاریخ ویوم اور یوم عرفہ اور یوم النحر ایام التشریق (۱۱ و ۱۲ و ۱۳) ذیحجہ تا واپسی مدینہ منورہ اور پانچوین روز سر راہ ۱۸ ذیحجہ غدیر خم کے مقام پر نزول آیہ جلیلہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیہ۔ سورہ مائدہ کے ہو اجس کے بعد جناب رسالتمآب صلعم کا ارشاد خطبہ عظیمہ اور دستار بندی جناب ولایتمآب علی مرتضی علیہ السلام بقید مقام ویوم وتاریخ

فی الحدیث غرض جملہ امورات تحقیق طلب کتب سیر و تاریخ و مناقب و صحاح و مسانید مین لفظاً لفظاً موجود ہین پھر بھی صحیح تاریخ بقید یوم وفات النبی صحت مع الحساب سے حتمی نہ ہوا یا جو کچھ یوم بقید و تاریخ کے ہے اوس کا حساب اپنے ہی مطابق احادیث و روایات موثقہ کے موافق درست نہ آنا تصرفات مذکورہ پر اثر ڈالتا ہے۔

جب جمہور ارباب سیر کے بیان اور احادیث مستندہ و روایات موثقہ سے تاریخ و یوم نزول آیہ تکمیل و سبب نزول اور کل تاریخہائے موقوعہ بقید ایام جنکا ذکر ضروری و لازمی ہے مثل تاریخ بقید یوم حکم آنحضرت صلعم برائے تہیہ اسباب سفر جنگ روم یا اسامہ بن زید کیلئے ایک خاص دن و تاریخ مین آنحضرت صلعم کا بنفس نفیس نشان فوجی بناکر اُسامہ کو عطا فرمانا اور سب سے بڑھ کر بعد نزول آیہ کریمہ۔ الیوم اکملت لکم دینکم کے رسالتاب صلعم کا صرف اکیاسی شب یا یوم زندہ رہنا مطابق واقع اور تاریخ بقید یوم کے ازروی حساب کے صحیح و درست آجانا پایا جائے تو پھر کوئی گنجائش کلام کرنیکی باقی نہ رہیگی۔

کتاب ہذا علامہ شبلی کے سیرت النبی کا تبصرہ ہے جو علیگڈہ کالج کے معزز پروفیسران مین سے تھے جنکی طرز جدید کی پہلی کتاب الفاروق بھی ہے جسکا وہ حصہ جو آنحضرت صلعم کے حالات کے متعلق ہے وہ دراصل سیرت نبوی ہے اس لئے اس الفاروق سے نیز مولانا امین اللہ تلامذہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے جنھون نے سیرت منظوم موسومہ قصیدہ عظمی تحریر فرمایا ہے اور جو فاضل مخاطب سے ایک سو سال پہلے گذرے ہین۔ اور حجہ سفر حجۃ الوداع مین رفیق سفر بھی ہین اس لئے ہم ہر دو سنی المذہب کے بیان سے ابتدا کرین گے۔

ناظرین سے التماساً عرض ہیکہ ذیل کے آیہ کریمہ کے مفہوم کو ملحوظ خاطر رکھین"

قولہ تعالے فذخاب من افتری ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا۔ اور تحقیق نامراد ہوا جس نے جھوٹ باندھا جو شخص خدا پر جھوٹ بہتان باندھے اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا۔

قبل اس کے کہ سیرت النبی شبلی سے لکھا جائے۔ سیرت منظوم قصیدہ عظمی سے ابتدا سفر ۲۶ ذوقعدہ ۱۰ھ تا وفات النبی تمام و کمال امورات لکھے جاتے ہین جو سب کے سب شبلی صاحب کے بیان کے مطابق ہین بلکہ جن بعض امور کو سیرت مین فروگذاشت کر گئے ہین وہ بھی ارباب سیر اور مفسرین کے اقوال کے موافق تائید و تصدیق مین آجائین گے چونکہ ہم کو امورات تحقیق طلب بوجوہ کامل حساب کے ساتھ دکھانا ہے اس لئے ہم کسی امر کو ترک کرنا یا اخفا کرنا نہین چاہتے جس کے بعد حقیقت کا انکشاف ارباب نقد و انصاف پر روز روشن کی طرح عیان ہو جائیگا۔

اس ابتدا سے پہلے مصنف (قصیدہ عظمی) کا ترجمہ جو اسی سیرت (منظوم) کے آخر کتاب پر نقل ہے لکھا جاتا ہے تاکہ ناظرین کو مولانا امین اللہ مصنف سیرت منظوم کے منزلت اور پایہ سند کا اعتبار واضح ہو جائے۔

(قصیدہ عظمی مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۰۳ھ ہے)

ترجمہ

مؤلف علامہ رحمۃ اللہ علیہ ماخوذ از کتاب تذکرۃ النبلا مؤلفہ مولوی ابو الطیب محمد شمس الحق صاحب عظیم آبادی

مولانا امین اللہ بن سلیم اللہ بن علیم اللہ الانصاری ابو الہدای نگرنہسوی العظیم آبادی علوم متعارفہ بحضور والد ماجد خود و دیگر اجلہ کرام مثل الشیخ الاجل محدث الہند ولی اللہ بن عبد الرحیم الدہلوی و حضرت شیخ عبد العزیز بن ولی اللہ الدہلوی حاصل ساخت پس از ان بمسند افادہ نشست و تا مدت دراز در مدرسہ عالیہ کلکتہ درس داد فیوض و برکات خود بطلبا و مستفیدان ریخت وصف این شیخ اجل شہرہ آفاق بودہ است در علم ادب و بلاغت و فصاحت در عصر خود نظیرے نداشت بعض قصائد مولفہ حضرت ایشان کہ در کتاب حدیقۃ الافراح موجود است شاہد این مدعا است و تصانیف مفیدہ دارد و منہا قصیدہ عظمی کہ در آن داد فصاحت دادہ و بہ بیان احوال حضرت احمد مجتبیٰ محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم از بدو مولد تا وفات آن صلی اللہ علیہ وسلم مرتبہ بلاغت رسانیدہ و منہا حاشیہ بر میرزاہد رسالہ و میرزاہد شرح مواقف و حاشیہ بر مسلم الثبوت و رسالہ در بیان فصاحت آیہ کریمہ و فی القصاص حیوٰۃ الخ و دیوان فارسی وغیر ذالک کہ از مطالعہ آنہا قدر علم این شیخ معلوم میشود تاریخ ۲۷ ربیع الاول سنہ ۱۲۳۳ھ در کلکتہ رحلت فرمود و ہمانجا مدفون شد تلامذہ او کثیر اند منہم علامہ مدین اللہ ابن وی رح و منہم مولانا عبید اللہ بن غلام بدر بن سلیم اللہ برادر زادہ حقیقی قاضی کمکرن ضلع مدراس و قاضی فضل الرحمن البردوانی و مولوی غلام مخدوم لیاقی و غیرہم و بزرگان ایشان ہم از فضلای نامدار و علمای کبار بودند والد ماجد ایشان شیخ سلیم اللہ بن مولانا علیم اللہ کتب درسیہ از والد ماجد خود حاصل ساختند و بر شاہ عبد اللہ حسنی رحمۃ اللہ علیہ بیعت کردند و منجملہ تلامذہ ایشان مولانا امین اللہ و مولوی غلام بدر پسران ایشان ہستند سنہ ۱۱۹۱ھ سال وفات ایشان است مرقد ایشان ہمین موضع نگرنہسہ است و اولاد و امجاد ایشان و احفاد برادر ایشان ہم صاحب فضل و کمال شدند ابن وی مولانا مدین اللہ از اعاظم علما بود و مولانا محمد ابراہیم بن مولانا مدین اللہ از کملا دہر و منتقیات عصر شمردہ میشد و او را تصانیف نافعہ است مجنی شرح دیوان متنبی و ضابطۃ الادباء وغیر ذالک المتوفی سنہ ۱۲۸۲ھ و مولانا قاضی عبید اللہ بن غلام بدر بن سلیم اللہ المتوفی سنہ ۱۲۴۳ھ و مولانا تصدق حسین المتخلص بہ خلاق ابن قاضی عبید اللہ مذکور المتوفی سنہ ۱۲۹۸ھ این ہر دو حضرات ہم وحید عصر و فرید دہر بودند للہ الحمد و المنۃ کہ الان در خاندان ایشان صاحب فضل و کمال موجود اند مولانا علیم الدین حسین بن تصدق حسین مرحوم کہ تلمیذ رشید مولانا نعمت اللہ لکھنوی و مفتی صدر الدین خان دہلوی و مولانا شیخنا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی ہستند از یکتائی دہر اند حق تعالی جناب ایشان را بحفظ امان دارد و خلائق را از ذات ایشان

منتفع گرداند

قصیدۂ عظمی کے ختم پر قطعۂ تاریخ نتیجۂ نقاد تحریر دوران فخر زمان جناب مولوی حکیم میر شاہجہان صاحب
المتخلص بہ کامل سلمہ خویش جناب شیخنا رئیس المحدثین و الفقہا مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی سلمہما اللہ تعالے

جو پائی ہے قصیدہ نے تہذیب — خدا کے فضل سے طبع مجدد
کسی نے اسکا سال طبع پوچھا — کہا کامل نے "تاریخ مجید" ۱۳۰۲

قطعہ تاریخ محی السنۃ قامع البدعۃ جناب مولوی ابو الطیب محمد شمس الحق صاحب عظیم آبادی سلمہ اللہ تعالے

شمس راچون بدید در حیرت — فلک بگفت چیست ترا
چہ تجلی بدیدہ گفتا — کہ جمال قصیدۂ عظمی ۱۳۰۲

قصهٔ حجة الوداع

(صفحه ۸۶، ۸۷)

بروز شنبه و بست و ششم[ع۱] ز ذی قعده (۱) بسوی که روان شد رسول یزدانی
که تا فریضهٔ حج را ادا شتاب کند (۲) حیات را چه وفا تا بموسم ثانی
درین سفر زن و فرزند جمله همراهش (۳) نود هزار برون شد ز خویش و اعوانی
به ذی الحلیفه[ع] خود احرام بهر حج بسته (۴) بر انداز هدی به تقلید و شق کوهانی
خیار داد بهمراهیان بخواهش شان (۵) بانفراد حج و عمرهٔ و باقرانی
بهشت روز ره مکه قطع کرد و بدید (۶) صباح چهارم ذی الحجه بیت ربّانی
طواف کعبه نمود و بماند با احرام (۷) که حل صاحب هدی است بعد قربانی
کسی که کرده جدا از حج بانفراد احرام (۸) ولی نه کرده پی هدی حج بغنم رانی
مباح کرد شکستن بر آن کس آن احرام (۹) بکار عمره و بستن برای حج ثانی
همین است متعه حج کان زمان شد آن مشروع (۱۰) که تا بهای سفر آید و کار زآسانی
بروزها که نبی داشت در حرم منزل (۱۱) علی هم از یمن آمد بمکه سر عالی
بساحت عرفه روز جمعه کرد آگاه (۱۲) نزول آیه تکمیل دین حقّانی
که یافت تکمله امروز دین اسلامی (۱۳) گرفت خاتمه زین وقت وحی فرقانی
بدرک آیه ز مفهوم آن عمر بگریست (۱۴) نبی چو دید به پرسید وجه گریانی
بگفت عمر بوحی است اشارهٔ تودیع (۱۵) غم فراق تو کرد است اشک بارانی
نبی بگفت حق است آنچه فهمیدی (۱۶) طلب همی کند م رب السنی و جانی

ع۱ ۲۶ ذوقعدہ سنہ ۱۰ھ شنبہ مذکورہ جو چار شبون باقی رہنے پر حضرت کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی قرار دی ہے وہ صحیح نہین ہے اسلئے کہ دوسری ربیع الاول یوم دوشنبہ وفات النبی کی مراجعت سے ۲۶ ذوقعدہ کو جمعہ ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری حرف میم مسلم و حرف (نون) نودی شارح مسلم کا پہلا خانہ نیز حضرت کے اخیر صفر یعنی ۲۹ صفر چہارشنبہ کے مراجعت سے ۲۶ ذوقعدہ چہارشنبہ واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری مذکورہ کا دوسرا خانہ نیز ۲۶ ذوقعدہ یعنی چار شبون ماہ ذیقعدہ کی باقی پر سفر حجۃ الوداع فرمانیکی کوئی روایت نہین ہے تمام محدثین اور مورخین نے ۲۵ ذوقعدہ کے سفر حجۃ الوداع فرمانیکی روایت اخراج کی ہے۔ (دیکھو حاشیہ ص ۴ کتاب ہذا)

چنانچہ امام زہری نے حضرت عائشہ سے اور موسیٰ بن عقبہ نے حضرت ابن عباس سے اور ابن اسحاق اور امام مالک و امام احمد بن حنبل اور بخاری اور مسلم نے اپنے اپنے صحیح مین اور امام نسائی نے اپنے سنن مین علاوہ حضرت جابر کے حضرت عائشہ سے اور ابن جریر طبری نے حضرت عائشہ سے اس عبارت سے روایت کی ہے (خرج رسول اللہ صلعم الی الحج لخمس لیال بقین من ذی القعدہ) نکلے رسول اللہ حج کیلئے جبکہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین یعنی ۲۵ ذوقعدہ کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے (اور دیکھو ص ۱۴ کتاب ہذا قرۃ العیون شرح سرور المحزون شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

ع۲ - اور اسی قرۃ العیون کے صفحہ ۱۵ مین ہے۔ مدینہ سے کوچ فرمایا اور ذوالحلیفہ مین آکر اترے اور وہان عصر کی نماز قصر کی اور ایک شب وہان رہے۔ (باقی حاشیہ ص ۲۹ پر ہے)

بخطبهٔ عرفات آنچنان مواعظ کرد ۱۷ که پندہائے مودع بہ جمیع خلائی

بگفت ہر کہ دمہ حجۃ الوداع این ہست ۱۸ چو سعی کرد نبی در بلاغ زینسانی

روایتے است کہ اندر منیٰ درین موسم ۱۹ چو سوره از عرفات آمده برجانی

فرود آمد اذا جاء نصر و یا نبت ازان ۲۰ نزول وحی کتاب خدائے پایانی

نبی بفاطمہ طلبید و گفت سورۂ نصر ۲۱ خبر ہمی دہدم از لقائے رحمانی

شنیدہ فاطمہ این حرف گریہ کرد کہ چون ۲۲ ز فرقت پدر آید بدرد ہجرانی

نبی بگفت کہ اے نور دیدہ گریہ مکن ۲۳ کسیکہ سوئے من آید نخست تو آئی

چو فاطمہ بشنید این نوید خندان شد ۲۴ چنانکہ از پس شش ماہ یافت لقیانی

فراغ یافتہ پیغمبر از مناسک حج ۲۵ مدینہ کرد مع الخیر باز گردانی

رسید برلب آبے کہ بود نامش خم[۱] ۲۶ بداد حکم پئے جمع قوم ایمانی

بخواند خطبۂ تودیع[۲] اندر آن مجمع ۲۷ بمرشد از نصائح مزید جو لانی

کہ زود پیک قضا سوئے من ہمی آید ۲۸ پیام می دہدم از وصال ربّانی

شما عمل بنماید بر نکو کارے ۲۹ کہ بعد من کند از گمرہی نگہبانی

بقیہ حاشیہ گزشتہ

مغرب اور عشا اور فجر اور ظہر وہان پڑھی × × × اور منقول نہین ہے کہ احرام سے پہلے سوای نماز ظہر کے کوئی نماز خاص واسطے احرام کے پڑھی ہو

ابوالفضل کرمانی نے لکھا ہے کہ ذوالحلیفہ مکہ سے دس منزل ہے اور مدینہ سے دو فرسخ ہے۔

ع۔ سیرت شبلی حصہ ثانی مین ہے ؎ مدینہ سے مکہ تک یہ سفر نو دن مین طے ہوا ذیحجہ کی چار تاریخ کو صبح کے وقت مکہ معظمہ مین داخل ہوئے جسکو مولانا امین اللہ نے ۱۰ روز مین طے ہونا ۴ ذیحجہ صبح داخلہ مکہ معظمہ لکھا ہے جس سے یہ سفر۔ نبانہ روز مین طے ہونا پایا جاتا ہے جو بالکل ناممکن ہے کہ دس منزل کا سفر ایک ہفتہ مین پورا ہوسکے اس لئے ۲۶ ذیقعدہ قطعاً غلط ہے۔

[۱] خم فی صحیح مسلم قال زید بن ارقم قام رسول اللہ صلعم یوماً فینا خطیباً بماء یدعی خما بین مکۃ والمدینۃ یعنی کہا زید بن ارقم نے کہ قیام فرمایا جناب رسول اللہ صلعم نے ایک روز ہم مین درحالیکہ خطبہ پڑھا حضرت نے بمقام خم غدیر درمیان مکہ اور مدینہ کے یعنی ۱۸ ذیحجہ کو اسی مقام اور تاریخ سے آخر عمر کا حساب ہے۔

[۲] خطبۂ تودیع یعنی الوداعی فحمد اللہ واثنی علیہ ووعظ وذکر ثم قال اما بعد ایہا الناس فانما انا بشر یوشک ان یاتی رسول ربی فاجیب وانا تارک فیکم الثقلین (صحیح مسلم) پس بعد حمد وثنا خدا اور وعظ وپند کے فرمایا آگاہ ہو اے ایہا الناس کہ نہین ہون مین مگر بشر اور قریب آیا چاہتا ہے رسول رب میرا یعنی ملک الموت پس اجابت کرونگا اور مین چھوڑے جاتا ہون ثقلین یعنی دو شی نفیس وعظیم الخ اور غنیۃ الطالبین شیخ عبدالقادر جیلانی مترجمہ اردو مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور ۱۳۰۹ھ کے ص۲۹ مین بتفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے ہے فمکث رسول اللہ صلعم بعد نزولہا احدی وثمانین یوماً ثم قبضہ اللہ تعالی الی رحمتہ ورضوانہ مروی ذلک عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ من المفسرین یعنی پھر ٹھہرے حضرت رسول اللہ صلعم اس آیت (الیوم اکملت) کے اترنے کے بعد اکیاسی روز پھر انکو قبض کیا اللہ تعالے نے اپنی رحمت و رضامندی کیطرف عبد اللہ بن عباس اور سوا اون کے مفسرین سے یہ روایت مروی ہے۔ اور تفسیر فتح البیان مولوی صدیق حسن خان بھوپالی مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ کے ج ۳ ص۱۹ مین ہے قال ابن عباس فمکث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نزول ہذہ الآیۃ احدی وثمانین یوماً یعنی کہا ابن عباس نے پس ٹھہرے رسول اللہ صلعم بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم اکیاسی (۸۱ یوم) روز۔ اور مناقب آل ابیطالب علامہ ابن شہر آشوب علیہ الرحمۃ مطبوعہ بمبئی ج ۱ ص۲۳ مین ہے عن ابن عباس ان النبی علیہ السلام توفی ہذہ الآیۃ باحدی وثمانین یوماً یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق حضرت رسول علیہ السلام بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اکیاسی روز پر وفات فرمائی۔

بحُبِّ عترت من اعتصام باید کرد ۳۰ زنید چنگ بحبل المتین قرآنی

علی قافلہ سالار اہل بیت نبی ۳۱ بخطبہ یافتہ تشریف ہا فراوانی

بگفت سرور دین ہر کرا منم مولےٰ[۵۱] ۳۲ وراست خواجہ و مولیٰ علی صمدانی

گرفتہ دست علی را عمر بجنبانید ۳۳ بداد تہنیت و دستانہ شادانی

کہ اے بَخٍّ لَکَ اَصْبَحْتَ اَنْتَ مَوْلَی الْکُلّ ۳۴ فزود قدر تو سرور بہ چشم اعیانی

مدینہ آمدہ سرور بماند چند ایام ۳۵ باعتدال مزاج و صلاح ابدانی

در ذکر مرض و وفات رسول صلعم

بچار شنبہ[۵۲] از عشرۂ اخیر صفر ۳۶ زسال یازدہم موسم زمستانی

ز درد سر مرض الموت ابتدا گردش ۳۷ بعارض تپ مطبق کہ داشت پنہانی

---

[۵۱] سورہ نحل پارہ ۱۴ رکوع ۱۰ میں ہے وضرب اللہ مثلا رجلین احدھما ابکم لا یقدر علی شئ وھو کل علی مولٰہ اینما یوجھہ الخ ترجمہ فارسی تفسیر فتح الرحمن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وبیان کرد خدا داستانے دیگر دو مرد یکے از ایشان گنگ است قدرت ندارد بر چیزے و او گران است بر خواجہ خود ہر کجا کہ فرستدش (ترجمہ اردو) شاہ رفیع الدین محدث دہلوی اور بیان کی اللہ نے دو مرد کی ایک ان دونوں کا گونگا ہے نہیں قدرت رکھتا اوپر کسی چیز کے اور وہ بوجھ ہے اوپر مالک اپنی کے جدھر بھیجے۔
شاہ عبد القادر محدث دہلوی موضح القرآن میں فرماتے ہیں وھو . یوجھہ (ترجمہ) اور وہ بوجھ ہے اپنے صاحب پر جس طرف اسکو بھیجے۔
اور تفسیر حسینی مواہب علیہ میں ہے وھو کل علی مولٰہ اینما یوجھہ (ترجمہ) و با این ہمہ گران است بر کسے کہ متولی امراو باشد۔

[۵۲] معجزنما متوسط قرآن شریف مترجم بدو ترجمہ مطبوعہ دہلی ۱۳۲۵ھ کے ابتدائے کتاب تاریخی حصہ کے صفحہ ۵۶ میں ہے صفر ۱۱ھ (مطابق ۶۳۲ء) کی دو راتیں باقی تھیں کہ حضرت صلعم کے درد پیدا ہوا یعنی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) آپنے بعمر ۶۳ سال ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو انتقال فرمایا۔ دو دن اخیر صفر کے بارہ دن ربیع الاول کے کل چودہ دن ہوئے اسی مدت کو شاہ ولی اللہ نے سرور المحزون میں حضرت کا بیمار رہنا لکھا ہے۔ اور قرۃ العیون (حصہ ششم) شرح (سرور المحزون شاہ ولی اللہ) کے صفحہ ۸ میں ہے اور اسی گیارہویں سال میں صفر کی چھبیسویں تاریخ دوشنبہ کے روز حضرت نے فرمایا کہ درستی سامان لشکر کیواسطے لڑائی روم کی کریں۔
سیرۃ حلبیہ ج ۳ صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ - سریۃ اسامۃ بن زید الی اُبنیٰ فی کلام السہیلی رحمۃ اللہ وھی قریۃ عند موتۃ التی قتل عندھا زید بن حارثۃ رضی اللہ عنہ لما کان یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر سنۃ احدی عشرۃ من الھجرۃ امر صلی اللہ علیہ وسلم وجعہ فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد صلی اللہ علیہ وسلم لاسامۃ لواء بیدہ
اسامہ بن زید کی مقام اُبنیٰ کیطرف بغرض جنگ روانگی سہیلی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے مطابق اُبنیٰ ایک قریہ کا نام ہے جو موتہ کے قریب واقع ہے جہاں زید بن حارثہ شہید ہوگئے۔ ۲۶ صفر ۱۱ھ روز دوشنبہ کا واقعہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے روم کی چڑھائی کے لئے آمادگی کا حکم دیا جب بدھ کے دن (۲۸ صفر ۱۱ھ) ہوا تو آنحضرت کو درد کی شکایت پیدا ہوئی اور آپ بخار و درد سر میں مبتلا ہوگئے اور دوسرے دن پنجشنبہ (۲۹ صفر) کو آنحضرت نے خود اپنے دست مبارک سے اسامہ کیلئے لواء جنگ درست فرمایا۔
نیز سیرۃ حلبیہ مذکورہ کے ۲۸ صفر (چہارشنبہ) اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کی تائید میں بحار الانوار ج ششم نصف آخر صفحہ ۸۶۵ مطبوعہ طہران سے یہ عبارت نقل ہے - کانت سریۃ اسامۃ بن زید وذلک ان رسول اللہ صلعم امر الناس بالتھیؤ لغزو الروم لاربع لیال بقین من صفر سنۃ احدی عشرۃ فلما کان من الغد دعا اسامۃ بن زید فقال سر الی موضع مقتل ابیک واوطئھم الخیل فقد ولیتک ھذا الجیش فاغزصباحا علی اھل اُبنیٰ فلما کان یوم الاربعاء بدا رسول اللہ صلعم فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد لاسامۃ لواء بیدہ۔
ترجمہ - سریہ اسامہ بن زید کا واقعہ یہ ہے کہ بتاریخ ۲۶ صفر ۱۱ھ رسول اللہ نے لوگوں کو روم پر چڑھائی کیلئے آمادہ ہونے کا حکم دیا دوسرے روز (۲۷ صفر) اسامہ بن زید کو بلا کر فرمایا کہ تم اپنے باپ کے قتلگاہ کی طرف جاؤ اور وہاں کے لوگوں کو گھوڑوں کے سموں سے کچل دو۔ میں نے تم کو ... باقی ترجمہ [illegible]

باز دیا در مرض اشتداد حمیٰ شد ۳۸ کز احتراق ہمی کرد آب پاشانی

بانتہا شدہ غشی وافاقہ مستبدل ۳۹ ردارہ مرض آورد سوء بحرانی

دگر اسامہ بن زید را امارت داد ۴۰ کہ داشت سرور دین مہر بادی ارزانی

بگفت اکبرا[51]ے مہاجر و انصار ۴۱ کنند جملہ بہ ہمراہیش شتابانی

رسیدہ در حد اُبنی نواحی بلقا ۴۲ زرد میان بستانند کین اعیانی

کہ زید و جعفر و ابن رواحہ را کشتند ۴۳ بجنگ موتہ و دارند عزم طغیانی

بدست خویش لوائے اسامہ را بستہ ۴۴ برون شہر نداشد بہ جمع شجعانی

اکابران بوداع رسول می رفتند ۴۵ ہمی شدند بعسکر بحال گریانی

زدند طعنہ جوانان کہ چون امیر شود ۴۶ غلام زادۂ بر مجمع نوینانی

نبی شنیدہ ببالائے منبر مسجد ۴۷ برفت و کرد خدا را ثنا فراوانی

خطاب کرد از آن پس بہ مجمع الناس ۴۸ کہ گفت وگوئے چہ دارند بعض شبانی

بر آن کہ میری لشکر اسامہ را دادم ۴۹ کہ ہست زادۂ زید شہید میدانی

مدار طعن شما بر اسامہ تنہا نیست ۵۰ نہ پیش ازین پدرش شد امیر سیرانی

بہ آن خدائے کہ جانم بدست قدرت اوست ۵۱ کہ زید بد بامارت حقیق وشایانی

اسامہ را کہ بجانش عزیز میدارم ۵۲ بہ از شماست بسالاریش چہ نقصانی

ہمان بہ است کہ در خیر خواہیش کوشید ۵۳ بکار جنگ شویدش مطیع فرمانی

شنیدہ جملہ سران[52] خیمہ ہا برون کردند ۵۴ فضائے بطن جرف شد ز فوج ملآنی

گذشت کار چو از اشتداد بیماری ۵۵ از آن کہ جانب مسجد رود بآسانی

براد حکم کہ بوبکر امام وقت شود ۵۶ نماز مقتدیان را کند نگہبانی

بقیہ حاشیہ گذشتہ میں نے اس لشکر کا سردار جبھی کو بنایا ہے تو اہل اُبنیٰ پر کل صبح ہی سے چڑھائی کر دے غرض جب بدھ (۲۹ صفر) کا دن ہوا تو رسول اللہ تپ اور درد سر میں مبتلا ہوگئے اور بروز پنجشنبہ (۲۹ صفر) اسامہ کے لئے اپنے دست مبارک سے علم تیار فرمایا۔

اور تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ محدث دہلوی کے باب دہم مطبوعہ ثمر ہند ۱۲۹۶ھ آخر صفحہ ۴۲۰ میں ہے۔ روز چہار شنبہ بست و ہشتم صفر مذکور آنحضرت را مرض طاری شد یعنی ۲۸ صفر چہار شنبہ کو رسول اللہ مرض میں مبتلا ہوئے جس کا تیرھواں روز گیارہ ربیع الاول (دو شنبہ) وفات کا تھا اور چودھواں دن (سہ شنبہ) ۱۲ ربیع الاول ہوا۔

[51] سیرت النبی شبلی ج ۲ ۔ ثانی حاشیہ ص ۱۴۵ میں ہے واقدی اور ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس غزوہ میں آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر و عمر کو بھی جانیکا حکم دیا تھا۔ یہ پہلا حکم ۲۶ صفر (پنجشنبہ) کو ہوا دوسرا حکم لوگوں کا طعن سنکر وفات سے دو دن پہلے ہوا۔ (مولف)

[52] اسی سیرت النبی شبلی کے ص [illegible] میں ہے [illegible] ۱۱ھ زمانہ مرض الموت میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسامہ بن زید کے زیر افسری رومیوں کے مقابلہ کیلئے پھر فوجیں روانہ فرمائی تھیں یہ دوبارہ حکم وفات کے دو یوم قبل سنیچر کے دن نو ربیع الاول (دو شنبہ) کو جو (۲۹ صفر) پنجشنبہ کا دسواں روز تھا دیا گیا۔ الفاروق ص [illegible] مطبوعہ [illegible] میں ہے کہ اسی مرض میں آنحضرت نے سلطنت رومیوں کے مقابلہ کیلئے اسامہ بن زید کو امیر کیا اور تمام [illegible] کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ جائیں لوگ تیار ہو چکے تھے کہ [illegible] آنحضرت صلعم بیمار ہو گئے اور [illegible] ملتوی ہو گیا تھا۔

بوقت فجر دوشنبه بروز استحضار ۵۷ تن مبارکش آمد زتب بآسانی
پے نماز جماعت برفت تا مسجد ۵۸ که از افاقه در آمد دلش بفرحانی
نهاده دست زیکجانبی بدوش علی ۵۹ بشانهٔ بن عباس جانب ثانی
زپیش خواست ابوبکر تا بصف آید ۶۰ اشاره کرد نبی تا بجاے خود مانی
نبی بیسار ابی بکر رفت بنشسته ۶۱ نشسته کرد امامت بقول رجحانی
باذن رفت ابی بکر اندرین رخصت ۶۲ بخانهٔ که بدش از مدینه بالانی
که بنت خارجه جفتش مقیم بد آنجا ۶۳ دگر کسانش نبی را بدند جیرانی
خطاب کرد بهمان روز پیش استحضار ۶۴ بالتفات سوئے جمع خویش اخوانی
بگفت پارهٔ قرطاس سوئے من آرید ۶۵ پے نشانه بنویسم سطور چندانی
که بعد ازان نه رود کس براه گمراهی ۶۶ باقتضای طبیعی و میل نفسانی
عمر که کن مکن او به بارگاه نبی ۶۷ پسند بود و مؤید بوحی قرآنی
بگفت منع کنان حسبنا کتاب الله ۶۸ نبی زشدت حمّی است در سخن رانی

---

۵ شبلی صاحب سیرت النبی صـ۱۳۷ کے حاشیہ مین لکھتے ہین۔ جن صحابی نے قلم دوات لانے مین گفتگو کی، بخاری مین اون کا نام نہین لیکن حدیث کی اور کتابون مین (مثلاً صحیح مسلم) بتصریح حضرت عمر کا نام ہے۔ صحیح مسلم مین انکے یہ الفاظ ہین قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ (صحیح مسلم کی دوسری روایتون کے یہ الفاظ ہین) فقالوا ان رسول اللہ صلعم یھجر) تو لوگون نے کہا رسول اللہ صلعم بے حواسی (ہجر) کی باتین کرتے ہین۔ الفاروق کے صـ۶۱ مین (ہجر) کے معنی ہذیان ہین بخاری ومسلم کی بعض روایتون مین ایسے صاف الفاظ ہین جن مین اس تاویل کا احتمال نہین مثلاً ہجر ہجر (دو دفعہ) ۵۲ عمر من الصحیحین (بخاری ومسلم) کے سب حدیثون مین حضرت عمر کا نام ہے جسکو اب سیرت النبی مین انکار ہے۔

طلب قرطاس فرمانے کی روایت تائیداً فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی کے جزو (۳۰) مطبوعہ انصاری دہلی صـ۱۰۷ باب کراہتہ الاختلاف سے بخاری کی یہ حدیثین جبین بالخصوص حضرت عمر کا نام ہے لکھی جاتی ہین۔ حدثنا ابراهیم بن موسی قال اخبرنا هشام عن معمر عن الزهری عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس قال لما حضر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وفی البیت رجال فیهم عمر بن الخطاب قال هلم اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعده قال عمر ان النبی صلعم غلبه الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ واختلف اهل البیت واختصموا فمنهم من یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ صلعم کتابا لن تضلوا بعده ومنهم من یقول ما قال عمر فلما اکثروا اللغط والاختلاف عند النبی صلعم قال قوموا عنی الخ۔

بخاری کہتے ہین حدیث کی مجھ سے ابراہیم بن موسی نے کہا خبر دی مجھکو ہشام نے معمر سے اسنے زہری سے اس نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اس نے حضرت ابن عباس سے کہ جب جناب رسالتمآب صلعم پر حالت احتضار طاری ہوئی تو بہت سے لوگ آپ کے پاس گھر مین حاضر تھے آپ نے ارشاد فرمایا مجھے سامان کتابت لادو کہ مین تمہارے لئے ایک تحریر لکھہ دون کہ تم میرے بعد گمراہ نہو حضرت عمر نے فرمایا کہ رسول اللہ پر مرض نے غلبہ کیا ہے ہم لوگون کے پاس قرآن موجود ہے اور ہمارے لئے خدا کی کتاب کافی ہے اس بات پر حضار جلسہ مین اختلاف واقع ہوا بعض تو کہتے تھے کہ رسول اللہ کے حکم کی تعمیل کرنا ضروری ہے تاکہ حضرت جو کچھہ چاہین تمہارے لئے تحریر فرمائین اور بعض حضرت عمر کے ہم زبان تھے جب اس بات پر بہت شور اور اختلاف ہونے لگا تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھہ جاؤ الخ۔ (باقی حدیثین آگے بجز صحیح مسلم مین آئینگی)

الفاروق شبلی کے صـ۴۸ مین ہے (نعوذ باللہ) روایت مین ہجر کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ہذیان کے ہین علاوہ یہ کہ بعض روایتون مین ہے کہ حضرت عمر نے آنحضرت کے اس ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا تہا (نعوذ باللہ)

آخر صـ۴۹ مین ہے ملہ تمام روایتون مین مذکور ہے کہ جب آنحضرت نے کاغذ وقلم مانگا تو لوگون نے کہا کہ رسول اللہ بہکی ہوئی باتین کر رہے ہین

مرادش آنکه بفحوای آیهٔ تکمیل	۶۹	نماند واجبی از واجبات ایمانی
برای مصلحت ماکنون که اندیشد	۷۰	کجاست طاقتش اندر قوای جسمانی
ازین سخن چو درین کار اختلاف افتاد	۷۱	نکرد کار کسی جز بلند افغانی
نبی هم از شغب مردان برنج آمد	۷۲	برون روید ازینجا بگفت سرعانی
برآمدند چو مردان زحجرهٔ نبوی	۷۳	بحجرِ عائشه بنهاد سر به نگرانی
اسامه کش نبی آن روز کرده بد رخصت	۷۴	ندای کوچ بداد او بجمع اعیانی
عمر[لہ] هم از بر سرور میان لشکر رفت	۷۵	که تا بهمرهی او کنند شتابانی
بر آن بدند که بندند رخت کوچ آن روز	۷۶	به پشت اشتر و اسپ و بعیر نوقانی
که ام ایمنه ام اسامه کس بفرستت	۷۷	بر اسامه که سرور همی شود فانی
اسامه با عمر آمد مدینه بشنید	۷۸	که بست رخت اقامت بملک روحانی
باختلال در آمد شنیده هوش عمر	۷۹	درون حجره در آمد باذن نسوانی
بدید رسے نبی را و گفت در غشی است	۸۰	[illegible] است و نمیرد رسول ربانی

Checked
1987

حاشیہ صفحہ گذشتہ کی علامہ قرطبی نے یہ تاویل کی ہے اور اس پر انکو ناز ہے کہ بعد لوگون نے یہ لفظ (یہجر ہذیان) انکار و استعجاب کے طور پر کہا تھا یعنی یہ کہ آنحضرت کے حکم کی تعمیل کرنی چاہئے خدانخواستہ آنحضرت کا قول ہذیان تو نہین ہے کہ اسپر لحاظ نہ کیا جاے یہ تحریر کرکے شبلی صاحب لکھتے ہین یہ تاویل لگتی ہوئی ہے لیکن بخاری و مسلم کی بعض روایتون مین ایسے صاف الفاظ ہین جس مین اس تاویل کا احتمال نہین مثلاً ہجر ہجر دو دفعہ"
پھر لکھتے ہین "اس تمام مدت (۱۳ دن) بیماری مین آنحضرت کی نسبت اور کوئی واقعہ اختلال حواس کا کسی روایت مین نہین"

[لہ] سیرت شبلی جلد ۲ صفحہ ۱۳۱ مین ہے غزوات مین گزر چکا ہے کہ حضرت زید بن حارثہ کو حدود شام کے عربون نے شہید کر ڈالا تھا آنحضرت اون سے اسکا قصاص لینا چاہتے تھے آغاز علالت سے ایک روز پہلے (یعنی دوشنبہ ۲۶ صفر سنہ ۱۱ھ) آپنے اسامہ بن زید کو مامور کیا کہ فوج لیکر جائین اور ان شریرون سے اپنے باپ کا انتقام لین"
آخر سنہ ۱۱ھ مین رسول اللہ نے اسامہ بن زید کو سردار بناکر شام کی مہم پر بھیجا اور چونکہ ایک عظیم الشان سلطنت کا مقابلہ تھا حضرت ابوبکر و عمر اور بڑے بڑے نامور صحابہ مامور ہوے کہ فوج کے ساتھ جائین اسامہ ابھی روانہ نہ ہوے تھے کہ رسول اللہ نے بیمار ہوکر انتقال فرمایا" (الفاروق صفحہ ۱۹)
یہی اول حکم ہے جو ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو مہاجرین کبار کا اسامہ بن زید کی ماتحتی مین مامور ہوا ہے جسکے بعد ۹ ربیع الاول (شنبہ) کو جو ۲۹ صفر کا دسوان روز تھا رسول اللہ نے لوگون کے طعن آمیز کلمات سماعت فرماکر غضبناک شدید اسے خطبہ فرمایا ہے اور بار دیگر اسامہ کی ہمراہی مین جانے کے لئے تاکید اکید کی ہے جسکی ہی تعمیل نہین کی گئی بالآخر عین وفات کے دن کلمہ (قوموا عنی) حضرت کا ارشاد سنکر حضرت عمر کا لشکرگاہ تک جانا ہوا جسکو ہی شبلی صاحب قبول نہین کرتے اور لکھتے ہین "وہ لیکن حضرت عمر وفات کے وقت تک موجود رہے" لیکن ابن اسحاق اور واقدی وغیرہ اسامہ کے ہمراہ حضرت عمر کی واپسی لشکرگاہ جرف سے لکھتے ہین (دیکھو تبرا ابن اسحاق تبرہ واقدی) (اور دیکھو سیرت دمیاطی اور مغلطائی صفحہ ۹۰ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۶ھ اور مواہب لدنیہ ان سب کتابون مین ۱۲ ربیع الاول کی واپسی ہے)
اسی وفات کی صبح حضرت نے یہ حدیث ارشاد کی ہے چنانچہ ینابیع المودۃ شیخ سلیمان مدد ذی بلخی کی حدیث نمبر (۶۸) نقل ہے جسکا ترجمہ آگے نمبر ۳۱ صحیح ترمذی مین آئیگا۔
واخرج سید ابو الحسن یحیی بن الحسن فی کتابہ اخبار المدینۃ عن محمد بن عبد الرحمن بن خلاد عن جابر بن عبد اللہ قال اخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بید علی والفضل ابن عباس فی مرض وفاتہ فیعتمد علیہما حتی جلس علی المنبر فقال ایہا الناس قد ترکت فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی فلا تنافسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا وکونوا اخوانا کما امرکم اللہ ثم اوصیکم بعترتی اہل بیتی "یعنی وفات کے دن حضرت کا ابن عباس و جناب علی کے سہارے مسجد جانا) دیکھو صفحہ ۵۹ شعر ۳۱ کتاب ہذا

بیرون ستادہ ہمی گفت من حوالہ کنم ۸۱ بہر کہ گفت نبی مُرد تیغ بُرّانی

خبر شنیدہ[۵۱] ابوبکر شد براسپ سوار ۸۲ رسید دگر ز سالم چو حال پرسانی

بگفت این ست عمر تیغ کشیدہ بدست ۸۳ چگونہ با تو شوم حرف موت گویانی

بحجرہ رفت و زروی نبی نقاب کشود ۸۴ بدید و بوسہ زحسرت زدش بہ پیشانی

بگفت با عمر اے مرد تیغ را افگن ۸۵ بیا بر سخنم گوش دار تا دانی

بگفت ہر کہ پرستندۂ محمد را ۸۶ بداند آنکہ محمد بمرد و شد فانی

بداند آنکہ پرستندۂ خدا باشد ۸۷ کہ اوست زندہ نمیرد بصرف از مانی

بخواند آیت موت نبی و جملہ بشر ۸۸ کہ خواہ نخواہ تو میرندۂ و ایشانی

شنیدہ گفت عمر وائے حال من چون شد ۸۹ تو گوئی این ہمہ نشنیدہ ام الی الآنی

دوم غرہ[۵۲] ماہ ربیع الاول بود ۹۰ کہ یافتہ است ز اہل حدیث رجحانی

ولے دوازدہم شتہر شد آن تاریخ ۹۱ باختلاف روایات غیر ازعانی

۵۱۔ وفی روایۃ ان سالم بن عبید ذہب وراء الصدیق الی السنح فاعلم موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سیرت النبی حلبی۔ ج ۳ صفحہ ۳۸۲) یعنی سالم بن عبید نے جاکر ابوبکر کو موت رسول کی خبر دی۔ اور حضرت ابوبکر مقام سنح (مدینہ سے دو میل پر ہے) مین تھے۔

۵۲ مولانا امین اللہ نے وفات النبی کی دوسری ربیع الاول (دوشنبہ) از روئے حدیث اور ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) از روئے شہرت کے لکھی ہے دوسری ربیع الاول (دوشنبہ) کے مراجعت سے ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع مین (پنجشنبہ) اور ۲۶ ذوقعدہ (جمعہ) واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری حرف میم مسلم حرف (نون) نووی شارح مسلم جسکی یہ حدیث طبقات ابن سعد جزو وفات کی نقل ہے قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ابو معشر عن محمد بن قیس ان رسول اللہ صلعم اشتکی یوم الاربعاء لاحدی عشرۃ لیلۃ بقیت من صفر سنۃ احدی عشرۃ فاشتکی ثلاث عشرۃ لیلۃ کیا ابن سعد نے خبر دی ہمکو محمد بن عمر واقدی نے کہ بیان کیا مجھے ابو معشر نے محمد بن قیس سے کہ رسول اللہ کو شکایت مرض ہوئی چہار شنبہ کے دن جبکہ گیارہ راتین باقی تھین ماہ صفر سنہ ۱۱ھ کی یعنی (۱۹ صفر) کو چہار شنبہ اور ۲۲ و ۲۹ صفر (شنبہ) یکم ربیع الاول (یکشنبہ) دوم ربیع الاول (دوشنبہ) جسکی مراجعت مین ۲۹، ۲۲، ۱۵، ۸، یکم صفر (شنبہ) پس گیارہ صفر مین (شنبہ) ہوا جس سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو پنجشنبہ ۲۵ ذیقعدہ (پنجشنبہ) ہوا۔ اسی حدیث مذکورہ مین لوگون نے تصرف کرکے لفظ (بقیت) کو جسکے معنی باقی رہنے کے ہین لفظ (مضت) جسکے معنی گذرنے کے ہین بدلدیا ہے اور مغازی ابو معشر کا حوالہ دیا ہے۔ چنانچہ کتاب المغازی جزو ۱۸ صفحہ ۹۹ فتح الباری شرح صحیح بخاری مطبوعہ دہلی اور زرقانی علی المواہب ج۔ ثالث آخر صفحہ ۱۳ مین ہے۔
فی المغازی لابی معشر عن محمد بن قیس قال اشتکی رسول اللہ یوم الاربعاء لاحدی عشرۃ مضت من صفر وھذا موافق لقول سلیمان التیمی المقتضی لان اول صفر کان السبت یعنی مغازی ابو معشر مین محمد بن قیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ کو شکایت ہوئی چہار شنبہ کے دن جبکہ گیارہ گذرے صفر کے اور یہ موافق قول سلیمان تیمی کے ہے اسلئے کہ اول صفر (شنبہ) تھا ترجمہ تمام ہوا۔
ہم کہتے ہین کہ گیارہ صفر کو چہار شنبہ سے ۸ و یکم صفر (یکشنبہ) ہوا پس ۲۹ صفر (یکشنبہ) یکم ربیع الاول (دوشنبہ) دیکھو نقشہ جنتری حرف الف کثیر الوقوع مرتبہ شبلی کا پہلا خانہ جسمین ۲۵ ذوقعدہ (جمعہ) ۲۶ ذوقعدہ (شنبہ) ہی جسکو شبلی صاحب نے اختیار کیا ہے۔ اور مولانا امین اللہ نے اوسی ۲۶ ذوقعدہ (جمعہ) کے بجائے یوم شنبہ اور آخر صفر یعنی ۲۸ صفر کو (چہار شنبہ) لائے ہین جس سے دوسری ربیع الاول کو یوم شنبہ ہوتا ہے اور مراجعت مین ۲۶ ذوقعدہ (چہار شنبہ) دیکھو نقشہ جنتری حرف الف کا دوسرا خانہ جسمین گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) وفات اور مدت خلافت حضرت ابوبکر دو سال تین مہینے دس راتین حدیث کے مطابق ہیک ٹھیک ہین لہذا پہلا خانہ نقشہ جنتری حرف الف اور حرف میم دونون غلط اور باطل ہین اور دوسرا خانہ صحیح ہے جسکی صحیح روایت سے تائید ہوتی ہے۔

---

۵ ترمذی نے اپنے شیخ محمد بن اسمٰعیل بخاری سے روایت کی ہے کہ مین ابو معشر سے کوئی روایت نہین لیتا (ج۔ اول صحیح ترمذی)

اب ہم نعمانی صاحب کے بیان سیرت النبی - ج ثانی کے صفحہ ۱۶۱ سے ابتدا کرتے ہین۔

قال

آنحضرت صلعم نے ہجرت کے زمانہ سے اب تک فریضۂ حج ادا نہین فرمایا تھا ایک مدت تک قریش سد راہ رہے صلح حدیبیہ کے بعد موقع ملا لیکن مصالح اسکے مقتضی تھے کہ یہ فرض آخر مین ادا کیا جائے۔

بہر حال ذوقعدہ مین اعلان ہوا کہ آنحضرت حج کے ارادے سے کہ تشریف لے جا رہے ہین۔ یہ خبر دفعتاً پھیلگئی اور شرف ہمرکابی کے لئے تمام عرب اُمنڈ آیا (سنیچر) کے دن ذوقعدہ کی ۲۶ تاریخ[۱] کو آپ نے غسل فرمایا اور چادر تہمد باندہی نماز ظہر کے بعد مدینے سے باہر نکلے تمام ازواج مطہرات کو ساتھ چلنے کا حکم دیا مدینے سے چھ میل کے فاصلہ پر ذوالحلیفہ ایک مقام ہے جو اہالی مدینہ کی میقات ہے جہان پہونچکر (شب بھر اقامت) فرمائی دوسرے روز دوبارہ غسل فرمایا حضرت عائشہ نے اپنے ہاتھ سے آپکے جسم مبارک پر عطر ملا اسکے بعد آپ نے دو رکعت نماز ادا کی پھر قصوا پر سوار ہو کر احرام باندہا اور بلند آواز سے یہ الفاظ کہے۔

لبیك لبیك اللھم لبیك لا شریك لك وان الحمد والنعمة والملك لك لا شریك لك ۔

اے خدا ہم تیرے سامنے حاضر ہین اے خدا تیرا کوئی شریک نہین ہم حاضر ہین تعریف و نعمت سب تیری ہے اور سلطنت مین تیرا کوئی شریک نہین حضرت جابر جو اس حدیث کے راوی ہین انکا بیان ہے کہ مین نے نظر اٹھا کر دیکھا تو آگے پیچھے داہنے بائین جہان تک نظر کام کرتی تھی آدمیون کا جنگل نظر آتا تھا آنحضرت صلعم جب لبیک فرماتے تھے تو ہر طرف سے ایک صدائے غلغلہ انگیز کی آواز بازگشت آتی تھی اور تمام دشت و جبل گونج اٹھتے تھے۔

سرف پہونچکر غسل فرمایا دوسرے دن اتوار کے روز ذیحجہ کی ۴ تاریخ کو صبح کے وقت کہ معظمہ داخل ہوئے۔ مدینے سے مکہ تک یہ سفر نو دن مین طے ہوا۔"

ف[۱] شبلی صاحب کا سنیچر ۲۶ ذوقعدہ کا قطعی غلط اور دروغ ہے تمام محدثین اور مورخین نے ۲۵ ذوقعدہ کی روایت کی ہے علاوہ اسکے اسی ۲۵ ذوقعدہ سے نو شبانہ روز چار ذیحجہ کی صبح تک ہوتے ہین جسکو خود مخاطب نے بیان کیا ہے تاریخ روضۃ الصفا چھاپہ بمبئی ۱۲۶۶ھ صفحہ ۱۷۱ مین ہے بروایتے روز شنبہ بست و پنجم ذیقعدہ و بقولے روز دوشنبہ از مدینہ بیرون آمد۔

ف[۲] کتاب معارج النبوۃ مولانا معین الدین فراہی مطبوعہ مطبع نور لاہور ۱۲۹۳ھ رکن چہارم صفحہ ۲۱۲ مین ہے بست و پنجم ذیقعدہ روز دوشنبہ و بروایتے روز شنبہ از مدینہ بیرون آمد

ف[۳] ناسخ التواریخ - ج - اول از کتاب دوم مطبوعہ طہران صفحہ ۹۳ مین ہے۔ روز شنبہ بست و سیوم و بروایتے دوشنبہ بست و پنجم از مدینہ منورہ خیمہ بیرون زد

ف[۴] عیون العیون ترجمہ اردو سرور المحزون (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) معروف بہ نور علی نور مترجمہ مولوی ابوالقاسم بن عبدالعزیز دہلوی مطبوعہ مطبع مصطفائی محمود نگر لکھنؤ ۱۲۸۳ھ کے صفحہ ۱۲ مین ہے۔ آپ حجۃ الوداع مین دوشنبہ کے دن بالونمین کنگھی کئے ہوئے اور بدن مبارک پر تیل اور خوشبو ملے ہوئے اپنے دولت سرا سے تشریف لائے آخرش ذوالحلیفہ مین فروکش ہوئے

تنبیہ۔ واضح ہو کہ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ سے ۲۵ ذوقعدہ (دوشنبہ) اور ۲۰ صفر (چہارشنبہ) کے پلٹنے سے ۲۵ ذوقعدہ (شنبہ) آتا ہے دیکھو ساتوان نقشہ جنتری حروف طارطی کا ہر دو خانہ

اقول

شبلی صاحب نے ۲۶ ذوقعدہ کو حضرت کا سفر حجۃ الوداع فرمانا نماز ظہر کے بعد قرار دیا ہے

یعنی ماہ ذوقعدہ کی چار راتین باقی بقین جسمین بھی اس ۲۶ ذوقعدہ کو صرف چھ میل یعنی تین کوس کا سفر ذوالحلیفہ تک کا ہوا اور ۲۷ ذوقعدہ کو ظہر کے بعد سے مسلسل روانگی اور چار ذیحجہ کی صبح تک ایک ہفتہ کو ۹ دن مین طے ہونا بتایا ہے۔ اگر ۲۶ تاریخ کے سفر کو جو صرف چھ میل کی مسافت کا تھا شامل کر لیا جائے تو آٹھ روز ہوتے ہین جیسا کہ امین اللہ صاحب جو شبلی صاحب کے رفیق سفر ہین ۸ دن مین یہ سفر طے ہونا لکھا ہے پس یہ سفر ایک ہفتہ مین طے ہونا بالکل ناممکن ہے اگر ۲۵ تاریخ سے یہ سفر ہو تو نو شبانہ روز کی مدت ہوگی اسلیئے شبلی صاحب اور اُن کے رفیق سفر کا ۲۶ ذوقعدہ تاریخ سفر بالکل غلط اور ہرگز صحیح نہین ہے چنانچہ حضرت جابرؓ کی یہ صحیح روایت سنن نسائی کی جو آخر کتب صحاح ستہ سے ہے لکھی جاتی ہے

اخبرنا یعقوب بن ابراھیم قال حدثنا یحیی بن سعید قال حدثنا جعفر بن محمد[ع۱] حدثنی ابی

ع۱ توثیق حضرت جابر اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام جن کے سند کی حدیث امام نسائی نے ۲۵ ذوقعدہ کی وارد کی ہے۔ سیرت شبلی حصہ ثانی ص۱۱۸ مین ہے ابوداود اور صحیح مسلم مین حجۃ الوداع کا واقعہ نہایت تفصیل سے مذکور ہے جسکا شان نزول یہ ہے کہ حضرت امام باقر علیہ السلام حضرت جابر سے جو اسوقت نابینا ہو گئے تھے آنحضرت صلعم کے حج کا حال پوچھا حضرت جابر نے آل رسول کی محبت سے امام باقر کے گریبان کے تکمے کہولے اور اُن کے سینے پر محبت سے ہاتھ رکھکر کہا بھتیجے پوچھ کیا پوچھتا ہے پھر نہایت تفصیل سے حج نبوی کے تمام حالات بیان کئے۔

اخرج ابن جریر فی تاریخہ عن ابی جعفر علیہ السلام قال جاء نی جابر بن عبد اللہ فقال لی اکشف لی عن بطنک فکشفت لہ عن بطنی فعبلہ ثم قال ان رسول اللہ صلعم امرنی ان اقرئک السلام (حاصل ترجمہ) تاریخ ابن جریر مین امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دن جابر بن عبداللہ نے میرے پاس آکر کہا کہ اپنا سینہ کہولو مین نے کہولدیا اونہون نے میرے سینہ پر بوسہ دیکر کہا کہ رسول اللہ نے تم کو سلام کہا ہے۔

وفی الصواعق عن جابر قال کنت عند رسول اللہ صلعم والحسین فی حجرہ فقال یا جابر یولد لابنی الحسین ابن یقال لہ علی فاذا کان یوم القیمۃ ینادی مناد لیقم سید العابدین فیقوم علی بن الحسین ابن یقال لہ محمد یا جابر ان ادرکتہ فاقرأہ منی السلام۔ (حاصل ترجمہ) صواعق محرقہ ابن حجر کی مین جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ مین ایک دن جناب رسول خدا کی خدمت مین حاضر ہوا حسین بن علی رسول اللہ صلعم کی گود مین بیٹھے تھے آنحضرت صلعم نے مجھسے فرمایا اے جابر حسین کا ایک فرزند ہوگا علی اور جب روز قیامت منادی ندا کریگا کہ اُٹھ اے زین العابدین تو وہ اُٹھیگا اور اسکا ایک فرزند ہوگا محمد اے جابر اگر تم اس سے ملنا تو میرا سلام کہنا۔

ودر روضۃ الاحباب از امام محمد باقر مروی است کہ گفت روزے پیش جابر بن عبداللہ در آمدم و او مکفوف البصر بود سلام کردم در جواب مبادرت نمودہ پرسید کہ تو کیستی گفتم محمد بن علی بن الحسین ام گفت نزدیک آی پیش او رفتم دست مرا بوسید و چون خواست کہ پاے مرا بوسہ دہد دور تر شدم گفت حضرت رسول صلعم ترا سلام می رساند گفتم علیہ السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ این صورت چگونہ بود یا جابر وجہ کیفیت مرا یاد کردہ گفت روزے در خدمت حضرت رسول اللہ صلعم بودم فرمود۔ یا جابر لعلک تبقی حتی تلقی رجلا من ولدی یقال لہ محمد بن علی بن الحسین یھب اللہ لہ النور والحکمۃ فاقرأہ منی السلام (حاصل ترجمہ) روضۃ الاحباب مین امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک روز میرا گذر جابر بن عبداللہ کے پاس ہوا جبکہ وہ نابینا ہو گئے تھے مین نے انکو سلام کیا اونہون نے میرا نام پوچھا مین نے کہا محمد بن علی بن الحسین جابر نے مجھے اپنے قریب بلاکر میرے ہاتھ کو بوسہ دیا اور چاہا کہ پاؤن کو بھی بوسہ دین

قال اتینا جابر بن عبد اللہ فسألناہ عن حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحدثنا ان رسول اللہ صلعم مکث بالمدینۃ تسع حجج ثم اذّن فی الناس ان رسول اللہ صلعم حاجّ فی ھذا العام فنزل المدینۃ بشر کثیر کلھم یلتمس ان یاتم برسول اللہ صلعم ویفعل ما یفعل فخرج رسول اللہ صلعم لخمس بقین من ذی القعدۃ وخرجنا معہ۔

(حاصل ترجمہ) خبر دی ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے کہا حدیث کی ہم سے یحیی بن سعید نے کہا حدیث کی ہم سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے انھون نے اپنے باپ امام محمد باقرؑ سے کہا انھون نے کہ مین جابر بن عبد اللہ کے پاس گیا ان سے رسول صلعم کے حج کا حال دریافت کیا انھون نے کہا آپ نو سال تک مدینہ مین زمانہ حج مین رہے پھر لوگون اطلاع کی گئی کہ رسول اللہ اس سال حج کیلئے تشریف لیجائین گے تو کثرت سے لوگ مدینہ مین آئے اس خیال سے کہ آپ کی پیروی کرین پھر آپ ذیقعدہ کی ۲۵ تاریخ (جبکہ ذوقعدہ کے مہینہ کی پانچ راتین باقی تھین)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مین اون سے علیحدہ ہو گیا انہون نے کہا کہ رسول اللہ نے تم کو سلام کہا ہے مین نے کہا علیہ السلام رحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر جابر سے اسکی تصریح دریافت کی انہون نے کہا کہ مین ایک دن رسول مقبول کیخدمت مین حاضر ہوا تو آنحضرت نے فرمایا کہ اے جابر ممکن ہے کہ تم ایسے وقت تک زندہ رہو کہ میرے ایک فرزند کو دیکھو جسکا نام محمد بن علی بن الحسین ہوگا اور خدا اسکو نور وحکمت عطا کرے گا اگر تم اس سے ملو تو میرا سلام کہنا (تاریخ احمدی)

یہ امام محمد باقر علیہ السلام آل محمدؐ ہین جن پر نماز مین درود وسلام بھیجنا فرض ہے اور یہی صالحین سے ہین کیونکہ یہی ذوات مصطفیٰ ومجتبیٰ ہین اور یہی وارث کتاب اللہ ہین قولہ تعالیٰ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا۔ پھر وارث کیا ہم (خدا) نے کتاب کا ان بندون کو جن کو مصطفیٰ کیا ہے اسی وجہ سے ان حضرات کے نام کیساتھ علیہ السلام ہونا چاہیئے قرآن مین یہ حکم ہے قولہ تعالیٰ قل الحمد سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ خدا فرماتا ہے ہم کو حمد کے ساتھ اور بندگان مصطفیٰ کو سلام کے ساتھ مخاطبت کرو۔

تفسیر جزء سیوم شوکانی موسومہ فتح القدیر سورہ والصافات مین قولہ تعالیٰ سلام علی آل یاسین کے تفسیر مین ہے قال الکلبی المراد بآل یاسین آل محمد۔

ایضاً تفسیر درمنثور سیوطی ج پنجم مطبوعہ مصر ۱۳۱۲ھ کے صفحہ ۲۸۵ کے حاشیہ پر سلام علی آل یاسین علیحدہ علیحدہ لکھا ہے اور آخر صفحہ ۲۸۶ سطر ۲۵ پر ہے واخرج ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابن عباس رضی قولہ تعالیٰ سلام علی آل یاسین قال نحن آل محمد آل یاسین ابن عباس سے اس آیت سلام علی آل یاسین کے تفسیر مین مروی ہے کہ سلام ہوا وپر آل یاسین کے اس سے مراد ہم آل محمدؐ ہین۔

ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی ص ۔ اول صفحہ ۲ مین ہے ۔ اخرج ابو نعیم الحافظ وجماعۃ المفسرین عن مجاھد وابی صالح ھما عن ابن عباس قال آل یاسین آل محمد ویاسین من اسماء محمد صلی اللہ علیہ وسلم (حافظ ابو نعیم اور ایک جماعت مفسرین قرآن نے) بحوالہ ابن عباسؓ لکھا ہے کہ آل یاسین سے مراد آل محمدؐ ہے اور یاسین بھی حضرت کا ایک نام ہے امام محمد باقر علیہ السلام اور سب آبا واجداد جناب علی علیہ السلام تک سب کے سب مصطفیٰ ہین اس لئے موافق آیہ سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ علیہ السلام کے ساتھ خطاب کیا جانا ضروری چنانچہ صحیح بخاری باب فی المشیۃ والارادہ مین ہے عن ابن شھاب عن علی بن حسین ان حسین بن علی علیھما السلام (لکھا ہوا ہے)

اور خصائص نسائی حدیث ۱۰۸ مین ہے ۔ عن ابن یحیی قال قال علی علیہ السلام کان لی من رسول اللہ صلعم مدخلان مدخل باللیل ومدخل بالنھار یعنی ابن یحیی سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا میرے لئے حضرت صلعم کے پاس آنیکے دو وقت تھے ایک وقت رات کے آنیکا اور ایک وقت دن کے آنے کا۔

ایضاً حدیث ۱۲۲ مین ہے عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ قال خطب ابو بکر وعمر فاطمۃ علیھا السلام فقال رسول اللہ صلعم انھا صغیرۃ فخطبھا علی علیہ السلام فزوجھا منہ ۔ یعنی عبد اللہ نے اپنے باپ بریدہ سے روایت کی ہے کہ پیغام بھیجا نسبت کا ابو بکر وعمر نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کے ساتھ حضرتؐ نے فرمایا وہ چھوٹی ہے پھر حضرت علی علیہ السلام نے نکاح کا پیغام بھیجا پس نکاح کر دیا حضرت نے فاطمہ علیہا السلام کا علی علیہ السلام کیساتھ

سر الشہادتین شاہ عبد العزیز دہلوی مین ہے ۔ ابو نعیم عن اصبغ بن نباتہ [illegible] اتینا مع علی علیہ السلام علی موضع قبر الحسین

مدینہ منورہ سے نکلے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔

جسطرح حدیث مذکور یحیی بن سعید نے جعفر بن محمد اور اُن کے باپ امام محمد باقرؑ کے طریق اور حضرت جابر بن عبداللہ کے سند سے ۲۵ ر ذوقعدہ کو حضرت صلعم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا روایت کی ہے ویسے ہی صحیح بخاری و صحیح مسلم مین یحیی بن سعید نے عمرۃ بنت عبدالرحمن کے واسطہ اور حضرت عائشہ کے سند سے اور یحیی بن سعید نے قاسم بن محمد کے طریق اور حضرت عائشہ کے سند سے اسی ۲۵ ر ذوقعدہ کو حضرت صلعم کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی روایت اخراج کی ہے جس نے ۲۶ ر ذوقعدہ کو غلط کر دیا اور شبلی صاحب کے نزدیک ۲۵ ذیقعدہ کو جمعہ تھا وہ صحیح نہ رہا کیونکہ اُن کا خود بیان ہے کہ حضرت صلعم نماز ظہر کے بعد مدینہ سے باہر نکلے جس سے یہ بھی تحقق ہو گیا کہ ۲۵ ر ذوقعدہ سے پہلے یا بعد یوم جمعہ نہین تھا اور الفاروق کے تحقیق کے مطابق جبکہ حضرت اخیر صفر مین بیمار ہوئے جس مین ۲۸ صفر (چہارشنبہ) تھا جس کے مراجعت ۲۵ ر ذوقعدہ کو (دو شنبہ) ہوا پس ۹ ر ذیحجہ عرفہ ۱۲ ربیع الاول و تیسری ماہ رمضان ۱۱ھ (سہ شنبہ) اور ۱۸ ر ذیحجہ (پنجشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) یکم و ۸ ربیع الاول (جمعہ) گیارہ ربیع الاول روز دوشنبہ جو ۲۸ صفر کا تیرہوان روز اور ۱۸ ر ذیحجہ کا اکیاسیوان روز کامل تھا صحیح صحیح مطابق آگیا۔

قال

عرفہ مین حاجیون کا قیام حضرت ابراہیم کی یادگار ہے

اور اونھین نے اس مقام کو اس غرض کے لئے متعین کیا ہے عرفات مین ایک مقام نمرہ ہے وہان آپنے ایک کمل کے خیمہ مین قیام فرمایا۔ دوپہر ڈہل گئی تو ناقہ پر جسکا نام (قصوا) تھا سوار ہو کر میدان مین آئے اور ناقہ کے اوپر ہی سے خطبہ پڑہا۔

پھر صفحہ ۱۲۵ کے سلسلہ خطب مین ہے۔ یہ فرما کر آپنے مجمع کیطرف خطاب کیا انتم مسئولون عنی فما انتم قائلون

حاشیہ صفحہ گذشتہ
فقال ههنا مناخ ركابهم وموضع رحالهم ومهراق دماءهم فئة من ال محمد يقتلون بهذه العرصة تبكي عليهم السماء والارض۔ ابو نعیم نے اصبغ بن نباتہ سے کہا کہ ہم آئے تھے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ قبر گاہ حسین پر سو کہا جناب امیر نے کہ شہیدون کے اونٹ بندہنے کا مقام ہے اور یہ کجاوہ رکہنے کی جگہ ہے اور یہ اون کے خون بہنے کا مقام ہے کتنے جوان محمد کے اہل بیت اس میدان مین مارے جاوین گے جن پر روئے گا آسمان و زمین

ایضاً ینابیع المودۃ صفحہ ۱۲۶ مین ہے۔ وفی المناقب عن الاصبغ بن نباتۃ عن علي علیہ السلام قال نزل القرآن علی اربعۃ ارباع ربع فينا وربع في عدونا وربع سنن وامثال وربع فرائض واحكام ولنا كرائم القرآن۔ مناقب مین اصبغ بن نباتہ نے جناب علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ قرآن چار حصون پر نازل ہوا ایک چہارم ہم آل محمد کے حق مین اور ایک چہارم ہمارے دشمنون کی مذمت مین اور ایک چہارم سنن و امثال مین ایک چہارم فرائض و احکام مین اور ہمارے لئے کرائم قرآن ہے۔

الاکمال فی اسماء الرجال مشکوۃ مین ہے۔ جعفر الصادق هو جعفر بن محمد بن علي بن الحسين بن علي بن ابي طالب الصادق كنيته ابو عبد الله كان من سادات اهل البيت روى عن ابيه وغيره سمع منه الائمة الاعلام نحو يحيى بن سعيد وابن جريج ومالك ابن انس والثوري وابن عيينة وابو حنيفة ولد سنة ثمانين ومات سنة ثمان واربعين ومائة سنہ ۱۴۸ھ

(صحیح مسلم و ابو داؤد) تم سے خدا کے یہاں میری نسبت پوچھا جائیگا تم کیا جواب دوگے صحابہ نے عرض کیا ہم کہینگے آپنے خدا کا پیغام پہونچا دیا اور اپنا فرض کر دیا آپ نے آسمان کیطرف انگلی اُٹھائی اور تین بار فرمایا اے خدا گواہ رہنا (اللھم اشھد) عین اسوقت جب آپ یہ فرض نبوت ادا کر رہے تھے تب یہ آیت اُتری اَلیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ آج مین نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے مذہب اسلام کو انتخاب کر لیا"

اقول

شبلی صاحب نے عین خطبہ کے اندر یعنی دوران خطبہ مین آیہ اکمال دین کا نازل ہونا بلا سبب کے ظاہر کر دیا اور وہ خدا کا پیغام یا پیغمبر کا فرض جسکی بابت رسول اللہ نے فرمایا کہ خدا کے یہاں میری نسبت پوچھا جائیگا وہ نہین بتایا کہ کون سا ضروری پیغام اور پیغمبر کا فرض تھا کہ جسکے ظاہر فرمانیکے بعد آیہ موصوفہ نازل ہو گیا کیونکہ ابھی پورا خطبہ ختم نہ ہوا تھا اور جس خطبہ کو حضرت نے ناقہ (قصوا) پر فرمایا تھا اسی پر آیہ موصوفہ کا نازل ہونا پایا جاتا ہے لیکن اس آیت کے نزول پر حضرت کا ناقہ سے اُترآنا اور آیہ موصوفہ کے نزول کو اعلان فرمانا یا ناقہ ہی کے اوپر سے خطبہ کے ساتھ حضرت کا فرمانا شبلی صاحب نے نہین ظاہر کیا اور حضرت جابر جو حدیث حجۃ الوداع کے راوی ہین جنھون نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے حج نبوی کے حالات مین منجملہ احادیث کے حدیث ثقلین کو بھی بتایا تھا اور جسکو ترمذی نے اپنے صحیح مین وارد کیا ہے اُسکو بھی اخفا کر گئے وہ حدیث یہ ہے جو صحیح ترمذی کے ج ثانی ابواب مناقب سے نقل کیجاتی ہے

حدثنا نصر بن عبد الرحمن الکوفی نا زید بن الحسن عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر بن عبد اللہ قال رأیت رسول اللہ صلعم فی حجۃ یوم عرفۃ وھو علی ناقتہ القصواء یخطب فسمعتہ یقول ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی وفی الباب عن ابی ذر وابی سعید و زید بن ارقم وحذیفۃ بن اسید ھذا حدیث

لیکن تاریخ یعقوبی مین ہے۔ وقد قیل انہ آخر ما نزل علیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا وھی الروایۃ الصحیحۃ الثابتۃ الصریحۃ وکان نزولھا فی امیر المومنین علی بن ابیطالب صلوات اللہ علیہ بغدیر خم" اور تحقیق کہا گیا ہے کہ بروایت صحیحہ ثابتہ صریحہ رسول اللہ پر جو آیت سب کے آخر مین نازل ہوئی وہ الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ ہے یہ آیت غدیر خم مین درباب امیر المومنین علی ابن ابیطالب نازل ہوئی۔ (جلد ۲ صفحہ ۴۳ مطبوعہ لیدن ۱۸۸۳ء)

عہ محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب یکنی اباجعفر المعروف بالباقر سمع اباہ وجابر بن عبد اللہ روی عنہ ابنہ جعفر الصادق وغیرہ ولد سنۃ ست وخمسین (سنہ ۵۶ھ) ومات بالمدینۃ سنۃ سبع عشرۃ ومائۃ وقیل ثمانی عشرۃ ومائۃ وھو ابن ثلث ستین وقیل غیر ذلک ودفن بالبقیع وسمی الباقر لانہ تبقر فی العلم ای توسع (الاکمال فی اسماء الرجال)

سہ۔ جابر بن عبد اللہ کنیتہ ابو عبد اللہ الانصاری السلمی من مشاھیر صحابۃ واحد المتکثرین من الروایۃ شھد بدرا وما بعدھا مع النبی صلعم ثمان عشر غزوۃ وقدم الشام ومصر وکف بصرہ فی آخر عمرہ روی عنہ خلق کثیر مات بالمدینۃ سنۃ اربع وسبعین ولہ اربع وتسعون سنۃ وھو آخر من مات بالمدینۃ من الصحابۃ۔

لہ ابواب المناقب ترمذی مین ہے عن عبد اللہ بن عمر وقال سمعت رسول اللہ صلعم یقول ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء اصدق

غریب حسن من هذا الوجہ و زید بن الحسن وقد روی عنہ سعید بن سلیمان وغیر واحد من اہل العلم۔

(حاصل ترجمہ) حدیث کی ہم سے نصر بن عبد الرحمن کوفی نے کہا حدیث کی ہم سے زید بن حسن نے جعفر بن محمد سے انہون نے اپنے باپ امام محمد باقر سے اونھون نے جابر بن عبد اللہ سے کہا انہون نے کہ مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفہ کے دن حج مین اپنی اونٹنی (قصوا) پر خطبہ پڑھتے دیکھا سو مین نے آپ سے سُنا کہ فرماتے تھے اے لوگو مین نے تم مین ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اُسکو پکڑ و گے تو گمراہ نہ ہوگے۔ ایک تو کتاب اللہ دوسرے عترت یعنی اہلبیت اور اس باب مین ابوذر و ابو سعید اور زید بن ارقم اور حذیفہ بن اسید سے یہ حدیث غریب حسن ہے اس طریق سے اور زید بن حسن نے سعید بن سلیمان اور کئی ایک اہل علم سے روایت کی ہے۔

حضرت ابو ذر کی روایت آگے آئیگی ابو سعید اور زید بن ارقم کی روایت جو حضرت جابر کی روایت مذکورہ کے بعد صحیح ترمذی مین تفصیل کے ساتھ ہے وہ یہ ہے۔

حدثنا علی بن المنذر الکوفی نا	حدیث کی ہم سے علی بن منذر کوفی نے محمد بن فضیل سے
محمد بن فضیل نا الاعمش عن عطیۃ	اوس نے اعمش سے اوس نے عطیہ سے اوس نے
عن ابی سعید والاعمش عن حبیب بن	ابو سعید سے اور نیز اعمش نے حبیب بن ابی ثابت سے
ابی ثابت عن زید بن ارقم قال قال	اوس نے زید بن ارقم سے کہا اوس نے فرمایا نبی صلی اللہ
رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم ما	علیہ وسلم نے مین تم مین ایسی چیز چھوڑتا ہون کہ اگر تم
ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما	اس کے ساتھ تمسک کروگے تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے
اعظم من الآخر کتاب اللہ حبل ممدود	ایک دوسرے سے بڑا ہی کتاب اللہ تو ایک لمبی رسی ہے
من السماء الی الارض وعترتی اہل بیتی	جو آسمان سے زمین تک ہے اور عترت یعنی اہلبیت میرے
ولم یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا	اور یہ دونو ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہان تک کہ حوض
کیف تخلفونی فیہما ھذا حدیث حسن غریب	کوثر پر میرے پاس آئینگے پس دیکھو کہ میرے بعد ان دونون کیساتھ کیونکر تمسک ہوتے ہو یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تنبیہ۔ حدیث مذکورہ مین محمد بن فضیل رواۃ حدیث سے ہین جنکی مخرجہ حدیث کے فقرات معلوم ہوگئے آگے بھی حدیث ثقلین) جسکو شبلی صاحب صحیح مسلم سے مناقب علی کی روایت لکھین گے اور یہ بھی لکھین گے کہ نسائی ۔ مسند امام احمد ترمذی ۔ طبرانی ۔ طبری ۔ حاکم وغیرہ مین کچھ اور فقرے بھی ہین اور صحیح مسلم کی حدیث مین ابوبکر بن ابی شیبہ نے محمد بن فضیل کے

من ابی ذر وفی الباب عن ابی الدرداء و ابی ذر ھذا حدیث حسن۔ عبد اللہ بن عمرو کہتے ہین سُنا مین نے رسول خدا سے کہ فرماتے تھے نہین سایہ ڈالا آسمان نے اور نہین اوٹھایا زمین نے کوئی آدمی سچا ابو ذر سے اور اس باب مین روایت ہے ابو درداء اور ابو ذر سے یہ حدیث حسن ہے۔

طریق سے روایت کی ہے انہین فقرات مذکورہ کو حذف و اسقاط کر کے یعنی رسول اللہ صلعم کی حدیث کو اپنے نقطہ نظر کے مطابق اخراج کی ہے جسکو شبلی صاحب ثم غدیر خم مین آگے لکھین گے جسمین سند نہ دین گے اور فقرات کے ہونے کا ترمذی مین قبول کرینگے۔ اور حدیث ثقلین صحیح مسلم مین لفظ کتاب اللہ کے بعد اہلبیتی ہے جس سے شبلی صاحب نے لفظ (مناقب حضرت علی کی روایت کی ہے) لکھا ہے اور حدیث مذکورہ صحیح ترمذی مین عترتی اہلبیتی ہے اور لفظ عترۃ سے بھی علی علیہ السلام ہی مراد ہین چنانچہ کنز العمال ج۔ ۶ صفحہ ۳۹۳ مطبوعہ حیدرآباد دکن مین ہے۔

(مسند الصدیق) عن معقل بن یسار المزنی قال سمعت ابا بکر الصدیق یقول علی بن ابی طالب عترۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

یعنی مسند صدیق مین معقل بن یسار مزنی سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق کہتے تھے کہ علی بن ابی طالب عترت رسول اللہ صلعم ہین۔

ترمذی نے جس حدیث کا حضرت ابوذر کی جانب اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے جسکو حضرت صلعم نے حجۃ الوداع مین فرمایا ہے ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی بلخی مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۱ھ ج اول صفحہ ۲۸ مین ہے۔

والسمعانی ایضاً عن سلیم بن قیس الہلالی قال بینا انا وحنش بن المعتمر بمکۃ اذ قام ابوذر واخذ بحلقۃ باب الکعبۃ فقال من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا جندب بن جنادۃ ابوذر فقال ایہا الناس انی سمعت نبیکم صلعم یقول مثل اہلبیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح علیہ السلام من رکبہا نجا ومن ترکہا ہلک ویقول مثل اہلبیتی مثل باب حطۃ فی بنی اسرائیل من دخلہ غفر لہ ویقول انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔

اور سمعانی نے بھی سلیم بن قیس ہلالی سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ مین حنش بن المعتمر کہ مین تھے اور حضرت ابوذر نے زنجیر در خانہ کعبہ کو پکڑکر کہا کہ اے حاضرین جو مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے لیکن جو مجھے نہین جانتا وہ اب جان لے کہ مین جندب بن جنادہ ابوذر ہون اور کہ اے جماعت حاضرین مین رسول خدا صلعم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے اہلبیت تم لوگو مین مثل کشتی حضرت نوح ؑ ہین اور کہ تم مین سے جو اس کشتی مین سوار ہو گیا وہ بچگیا اور جسنے ترک کیا وہ ہلاک ہوا اور یہ بھی فرماتے تھے کہ میرے اہلبیت مثل باب حطہ بنی اسرائیل ہین، تم مین سے جو اس حاطہ مین داخل ہوا وہ بخشا گیا اور یہ بھی فرماتے تھے کہ تم لوگون کے درمیان ایسی چیزین چھوڑتا ہون کہ اگر تم انکی پیروی کرتے رہو تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہوگے وہ کتاب خدا (یعنی قرآن) اور میری عترت (یعنی علی) اور یہ دونو ایک دوسرے سے وابستہ ہین کبھی علیحدہ علیحدہ نہ ہونگے تا آنکہ وہ حوض کوثر پر مجھ سے آملین۔

ایضاً جواہر عقدین سمہودی میں ہے۔

وعن ابی اسحاق السبیعی عن حنش بن المعتمر الصنعانی عن ابی ذر رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ صلعم یقول مثل اهلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح فی قومہ من رکبها نجا ومن تخلف عنها غرق ومثل باب حطۃ لبنی اسرائیل۔	ابی اسحاق سبیعی نے حنش بن معتمر صنعانی کے طریق اور ابوذر کے سند روایت کی ہے کہ حضرت ابوذر نے کہا کہ میں نے جناب رسول خدا صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے اہلبیت کشتی نوح کے مثال ہیں بیچ قوم یعنی امت کے جو اُسپر سوار ہوا نجات پاگیا جو مخالف ہوا وہ ہلاک ہوا اور اہلبیت میرے کی مثال باب حطہ یعنی دروازہ توبہ کے مانند ہیں جو بنی اسرائیل میں تھا جو اسمیں داخل ہوا وہ بخشا گیا۔

ایضاً جواہر عقدین سمہودی میں بسلسلہ حدیث ثقلین ابوسعید خدری کے سند سے احمد اور طبرانی اور ابویعلی نے یہ حدیث اخراج کی ہے۔

واخرج الحافظ ابو محمد عبد العزیز بن الاخضر فی معالم العترۃ النبویۃ و فیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ذلک فی حجۃ الوداع وزاد مثل یعنی کتاب اللہ کمثل سفینۃ نوح علیہ السلام من رکبها نجا ومثلهم یعنی اهلبیتہ کمثل باب حطۃ من دخل غفرت الذنوب	حافظ ابو محمد عبد العزیز بن اخضر نے اپنے کتاب معالم العترۃ النبویہ میں رسول اللہ صلعم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ کتاب خدا یعنی (قرآن مجید) مثل کشتی نوح کے ہے جو شخص اسپر سوار ہو نجات پائے اور میرے اہلبیت کی مثال باب حطہ (دروازہ توبہ) کے ہے جو شخص اسمیں داخل ہوا اسکے جمیع گناہ بخشے گئے۔

(منقول از عبقات مدینہ حصہ اول ص ۵۶۶-۵۶۷)

جسکی تائید کی یہ حدیث تفسیر فتح العزیز سورہ بقر شاہ عبد العزیز محدث دہلوی مطبوعہ چھاپہ محمدیہ حاجی ولی محمد ۱۲۶۸ھ ص ۲۷۷ سے بہ تفسیر آیہ۔ ادخلوا الباب سجدا وقولوا حطۃ لکھی جاتی ہے۔ ابوبکر بن ابی شیبہ بروایت صحیح از علی کرم اللہ وجہہ آوردہ انما مثلنا هذہ الامۃ کسفینۃ نوح وکباب حطۃ فی بنی اسرائیل۔

حاصل ترجمہ۔ یعنی ابوبکر بن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ جناب علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا آپ نے ہماری مثال اس امت میں مثل سفینہ نوح اور مثل باب حطہ یعنی توبہ کا دروازہ بنی اسرائیل کے ہے۔

اور اسی حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلعم نے یہ حدیث بھی ارشاد فرمائی ہے جسمیں ترمذی اور نسائی نے لفظ (حجۃ الوداع) کو نہیں لکھا تا کہ یہ حدیث ایک سال قبل ۹ھ کے واقعہ تبلیغ سورہ براۃ کی سمجھی جائے جسکو امام احمد بن حنبل نے اپنے مسند میں لفظ حجۃ الوداع سے روایت کی ہے۔

چنانچہ ریاض النضرہ محب الدین طبری ۔ ج ۔ ثانی مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ کے صفحہ ۱۷۴ مین یہ ہے اور مسند احمد بن حنبل مطبوعہ مصر ۱۳۱۳ھ ج ۔ چہارم صفحہ ۱۶۴ اور صفحہ ۱۶۵ مین ہے جسکو آگے لکھا جائیگا ۔

عن حبشی بن جنادہ کان قد	حبشی بن جنادہ سے مروی ہے کہ مین حجۃ الوداع مین
شہد حجۃ الوداع قال قال رسول	موجود تھا کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ علی مجھسے
اللہ صلعم علی منّی وانا منہ ولا یودّی	اور مین علی سے ہون نہ ادا کرے میری طرف سے
عنّی الا انا او علی اخرجہ الحافظ السلفی	کوئی مگر مین یا علی جسکو حافظ سلفی نے اخراج کی ہے ۔

اتنی حدیثین حضرت صلعم نے خطبۂ عرفہ سے لیکر ۱۲ ذیحجہ تک فرمائین چنانچہ ۱۲ ذیحجہ کے خطبہ کے ثبوت مین یہ بیان شبلی صاحب دیتے ہین ۔

قال

بقیہ ایام تشریق یعنی ۱۲ ذیحجہ تک آپ نے مستقل اقامت منیٰ مین فرمائی ہر روز زوال کے بعد رمی جمار کی غرض سے تشریف لیجاتے رہے پھر واپس آجاتے ابو داؤد (باب الخطبہ منیٰ) مین ایک حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ۱۲ ذیحجہ کو منیٰ مین بھی ایک خطبہ دیا تھا جسکے الفاظ مختصر ادہی ہین جو پہلے خطبون مین گذر چکے ہین ۔ ۱۳ ذیحجہ (سہ شنبہ) کے دن زوال کے بعد آپ نے یہان سے نکلکر وادی محصب مین قیام کیا اور شب کو اُسی مقام پر آرام فرمایا پچھلے پہر اٹھکر مکہ معظمہ تشریف لیگئے اور خانہ کعبہ کا آخری طواف کرکے صبح کی نماز ادا کی اُسکے بعد قافلہ اُسی وقت اپنے مقام کو روانہ ہوگیا یعنی (۱۴ ذیحجہ صبح چہارشنبہ) اور آپ نے تمام مہاجرین و انصار کے ساتھ مدینہ کیطرف مراجعت فرمائی ۔

اور صفحہ ۱۲۲ مین لکھتے ہین "بہرحال صحاح ستہ اور مسانید کے تمام روایات کو یکجا کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے اس حج مین تین دفعہ خطبہ دیا ۹ ذیحجہ عرفہ کو ۱۰ ذیحجہ یوم النحر کو اور تیسرا خطبہ ایام التشریق ۱۱ یا ۱۲[1] مین "۔

اقول

صحاح ستہ صحیح ترمذی کی حدیث خطبہ عرفہ والی حضرت جابر اور ابوذر و ابوسعید و زید بن ارقم کے اسناد کی گذر چکی اور مسانید کی حدیث حبشی بن جنادہ والی سند امام احمد بن حنبل سے صفحہ ۱۶۵ کی یہ ہے ۔

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا ابو احمد	باسناد مذکورہ حبشی بن جنادہ سے مروی ہے کہ
(الزبیری) ثنا اسرائیل عن ابی اسحاق عن	مین حجۃ الوداع مین حاضر تھا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ

---

[1] ۱۲ ذیحجہ کا خطبہ جمعہ کے دن کا تھا ۔ دیکھو نقشہ جنتری حرف الف کثیر الوقوع کا دوسرا خانہ ۔ جسکو حضرت نے مسجد خیف (یہ مسجد منا مین واقع ہے) مین فرمایا تھا ۔ اسی خطبہ مین رسول اللہ نے بار دیگر حدیث ثقلین ارشاد کی ہے دیکھو نمبر (۱) صحیح مسلم

حبشی بن جنادۃ السلولی وکان قد شہد حجۃ الوداع قال قال رسول اللہ صلعم علی منی وانا منہ ولا یؤدی عنی الا انا او علی ۔

علی مجھ سے ہے اور مین علی سے ہون کوئی نہین ادا کر سکتا مجھ سے مگر مین خود ہی یا علی علیہ السلام ۔

حدیث مذکورہ کو رسول مقبول نے اس حجۃ الوداع کے موقع پر کیون ارشاد فرمایا کیونکہ اس سے پہلے سورہ براۃ کے تبلیغ پر اسکا اظہار اُس وقت فرما چکے تھے جبکہ حضرت نے پہلے ابوبکر کو بھیجا پھر جبرئیل علیہ السلام کے نازل ہونے اور فرمانے سے کہ خدائے تعالی کا حکم ہے کہ تبلیغ تمہارا کام ہے یا اس کا جو تم سے ہو اور حضرت ابوبکر ذوالحلیفہ تک یعنی چھ میل تک گئے تھے کہ واپس بلائے گئے جیساکہ ابواب تفسیر القرآن صحیح ترمذی مین ہے ۔

حدثنا بندار نا عفان بن مسلم وعبد الصمد قالا نا حماد بن سلمۃ عن سماک بن حرب عن انس بن مالک قال بعث النبی صلعم ببراءۃ مع ابی بکر ثم دعاہ فقال لا ینبغی لاحد ان یبلغ ہذا الا رجل من اہلی فدعا علیا فاعطاہ ایاہ ہذا حدیث حسن غریب من حدیث انس ۔

باسناد مذکورہ انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ براۃ کے ساتھ حضرت ابوبکر کو مکہ مین بھیجا پھر حضرت نے ابوبکر کو بلالیا اور فرمایا کہ کسی کو لائق نہین کہ اسکی تبلیغ کرے سوائے اس مرد کے جو میرے اہل سے ہو پس بلایا حضرت علی کو تو ان کو وہ سورت دیدی یہ حدیث حسن ہے غریب ہے طریق انس سے ۔

اس ثبوت مین کہ ذوالحلیفہ تک جو تین کوس مدینے سے ہے حضرت ابوبکر گئے تھے کہ بلالئے گئے چنانچہ تاریخ کامل ج ۔ ثانی مطبوعہ مصر ۱۳۰۳ھ ص ۱۱۱ مین ہے ۔

وفیہا حج ابو بکر بالناس ومعہ عشرون بدنۃ لرسول اللہ صلعم ولنفسہ خمس بدنات وکان فی ثلثمائۃ رجل فلما کان بذی الحلیفۃ ارسل رسول اللہ صلعم فی اثرہ علیا وامرہ بقراءۃ سورۃ براءۃ علی المشرکین فعاد ابو بکر وقال یا رسول اللہ صلعم انزل فی شیء قال لا ولکن لا یبلغ عنی الا انا او رجل منی ۔

اسی سال مین ابوبکر نے لوگون کے ساتھ حج کیا۔ اور اُن کے ساتھ بیس اونٹ تھے رسول اللہ صلعم کے لئے اور خود پانچ اونٹ اپنے لئے اور وہ تین سو آدمیون کے ہمراہ گئے جب مقام ذوالحلیفہ مین پہونچے تو رسول اللہ صلعم نے انکے پیچھے علی کو بھیجا اور انکو سورہ براۃ کے پڑھنے کا مشرکین پر حکم دیا پس ابوبکر لوٹ آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ کیا میرے بارے مین کوئی چیز نازل ہوئی ۔ فرمایا نہین لیکن میری طرف سے نہین ادا ہو سکتا ہے کوئی مگر مین یا کوئی ایسا شخص جو مجھ سے ہو ۔

حدیث مذکورہ سورہ براۃ کے تبلیغ کی ہے جسکے لئے اوّل حضرت ابوبکر اس کام کے لئے متعیّن ہوئے۔ لیکن خدا کے حکم سے رسول اللہ صلعم نے ابوبکر کو واپس بلالیا اور جناب علی علیہ السّلام کو اس تبلیغ پر مامور فرمایا اور یہ کہ جبرئیل علیہ السّلام نے نازل ہوکر کہا رسالت کی تبلیغ تمہارا کام ہے یا اُس مرد کا جو تم سے ہو چنانچہ حضرت نے جناب علی علیہ السلام کو بھیجا اسی حکم خدا کی تعمیل میں رسول اللہ نے حجۃ الوداع کے خطبہ مین اس حدیث سے اعلان فرمایا کہ علی مجھ سے ہے اور مین علی سے ہون کوئی مجھ سے نہ ادا کریگا مگر مین خود ہی یا علی علیہ السلام یہ اسلئے فرمایا تاکہ لوگون کو خوب طرح سے معلوم ہوجائے کہ وہ حکم جو سورہ براۃ کے موقع پر آیا تھا وہ وقتی نہ تھا بلکہ دائمی تھا اور یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے خطبۂ عرفہ مین حدیث ثقلین کتاب اللہ اور عترتی اہلبیتی یعنی علی علیہ السلام کی راہ پر چلنے کا اعلان عام فرمایا ہے اور یہ بھی ظاہر فرمایا ہے کہ یہی اہلبیت سفینۂ نوح اور مثل باب حطۂ بنی اسرائیل ہین اور وہ عترت اہلبیت مع کتاب اللہ ایک حبل اللہ (خدا کی رسّی) ہین جو باہم ایک دوسرے سے (قیامت تک بلکہ) اسوقت تک کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہون جدا نہین ہوسکتے اور اسی لئے جناب علی علیہ السلام فرماتے ہین کہ مین قرآن ناطق ہون۔

جیسا کہ کتاب منصب امامت مین محمد اسمٰعیل شہید نبیرہ شاہ ولی اللہ محدث مطبوعہ فاروقی دہلی کے صفحہ مین لکھتے ہین اسکا ترجمہ اسی کتاب مطبوعہ کا ہے۔ مثل آنچہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ منقول است۔

انا الصدیق الاکبر لا یقولھا بعدی الا کذاب وانا القران الناطق	مین بڑا سچا ہون میرے پیچھے نہین کہے گا اسکو مگر جھوٹا اور میری باتین قرآن کے موافق ہین
ایضاً صفحہ ۴۴ قال النبی صلعم لعلی اللّٰھم ادر الحق معہ حیث دار وقال النبی	فرمایا نبی صلعم نے حضرت علی کے حق مین اے اللہ تعالیٰ حق جاری کر اسکے ساتھ جس جگہ وہ جائے
القران مع علی و علی مع القران و قال النبی صلعم انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔	اور فرمایا نبی صلعم نے کہ قرآن تفسیر ساتھ علی کے اور علی ساتھ قرآن کے اور فرمایا نبی صلعم نے مین چھوڑے جاتا ہون تمہارے اندر دو بھاری چیزین قرآن شریف اور اہلبیت اپنے اور جدا نہین ہونیکے وہ یہان تک کہ حوض پر آوین۔

یہ آخری حدیث ثقلین جسکو صحیح ترمذی سے خطبۂ عرفہ مین ناقہ قصوا پر حضرت جابر اور ابوسعید اور زید بن ارقم کے بیان سے سُن چکے لیکن نعمانی صاحب قبل اس کے کہ حضرت صلعم اصولی احکام کا اعلان فرمائین۔ حدیث ثقلین کا ایک ٹکڑا بلاسند جسمین صرف لفظ (صحاح) ہے وارد کی ہے۔

وانی قد ترکت فیکم مالن تضلوا	مین تم مین ایک چیز چھوڑے جاتا ہون اگر تم نے

بعدہ ان اعتصمتم بہ کتاب اللہ   اسکو مضبوط پکڑ لیا تو گمراہ نہ ہو گے اور وہ چیز کیا ہے

کتاب اللہ

حدیث مذکورہ مین کوئی سند نہین ہے اور نہ لفظ صحاح سے کسی جلد کا پتہ چلتا ہے کہ صحاح ستہ بخاری۔ مسلم۔ ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ نسائی سے کونسی صحاح مراد ہے۔

اب اس کے بعد شبلی صاحب رقمطراز ہین

قال

اسکے بعد چند اصولی احکام کا اعلان فرمایا۔ جس کے بعد عین اسوقت جب آپ یہ فرض نبوت ادا کر رہے تھے۔ یہ آیت اُتری۔

الیوم اکملت لکم دینکم	آج مین نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا
واتممت علیکم نعمتی ورضیت	اور اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے
لکم الاسلام دینا۔	مذہب اسلام کو انتخاب کر دیا۔

اقول

یعنی خطبہ کے سلسلہ مین آیہ موصوفہ کا نزول ہو گیا جو اُسی ناقہ پر نازل ہونا پایا جاتا ہے اسمین بھی سند نہین دیگئی معلوم نہین کہ اُنہون نے کہان سے لکھا ہے۔

قال

خطبہ سے فارغ ہو کر آپ نے حضرت بلال کو اذان کا حکم دیا ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا کی پھر ناقہ پر سوار ہو کر موقف تشریف لائے اور وہان کھڑے ہو کر دیر تک قبلہ رو دعا مین مصروف رہے جب آفتاب ڈوبنے لگا تو آپ نے وہان سے چلنے کی تیاری کی۔"

اقول

غرضکہ ظہر اور عصر کے نماز کے بعد سے مغرب کے قریب تک اب مطلع صاف ہے جسمین مفسرین ثعلبی[۱] واحدی[۲] ۔معالم التنزیل بغوی۔ لباب التاویل خازن۔ مدارک التنزیل حسینی۔ سراج المنیر خطیب شربینی

وغیرہ آیہ موصوفہ کا نازل ہونا بعد عصر کے لکھتے ہین جس کے بعد اکیاسی یوم رسول اللہ کا زندہ رہنا دوسری یا ۱۲ ربیع الاول پر منحصر کرتے ہین جس سے دونون بیان ایک دوسرے کو باطل کرتے ہین چونکہ ہر دو بیانات مین اکمال دین اور اتمام نعمت پر رسول اللہ صلعم کا کوئی شکریہ نہین ہے جس سے آیہ اکمال دین کا عرفہ کے روز نازل ہونا کسیطرح صحیح نہین آتا کیونکہ یہ امر بالکل ناممکن تھا اور ہے کہ خداوند تعالی اپنے رسول پر اکمال دین اور اتمام نعمت فرمائے اور رسول اللہ خاموش رہین بس عرفہ کے روز آیہ موصوفہ کا نزول یقیناً نہین ہوا اور یہی تکبیر حمد وثنا کا نہ ہونا اس آیت کے عدم نزول کیلئے کافی دلیل ہے۔

حالانکہ مراجعت مین جبکہ سواد مدینہ پر نظر پڑی تو یہ الفاظ فرمائے " جسکے زیر حاشیہ صفحہ ۱۳۲ مین ہے حجۃ الوداع کے واقعات تمام تر صحیح بخاری صحیح مسلم سنن ابو داؤد اور نسائی سے لئے گئے ہین۔

اللہ اکبر لا الہ الا اللہ وحدہ	خدا بزرگ و برتر ہے اُس کے سوا کوئی خدا نہین
لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد	کوئی اسکا شریک نہین بس اوسی کی سلطنت ہے
ہو علی کل شیء قدیر ائبون تائبون	اُس کیلئے مدح وستایش ہے وہ ہر بات پر قادر ہے
عابدون ساجدون لربنا حامدون	لوٹے آرہے ہین توبہ کرتے ہوئے زبانبردار زمین پر
صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ	پیشانی رکھکر اپنے پروردگار کی مدح وستائش مین
وھزم الاحزاب وحدہ۔	مصروف ہوکر خدا نے اپنا وعدہ سچا کیا اپنے بندہ کی
	نصرت کی اور تمام قبائل کو تنہا شکست دی۔

عبارت مذکورہ جو شکریہ کے جگہ پر کتب اربعہ صحیح بخاری ومسلم وابوداؤد ونسائی سے لیگئی ہے لیکن اکمال دین جیسی جلیل آیت کے عین خطبہ مین نازل ہونیکا کوئی شکریہ نہین ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے تفسیر فتح الرحمن مین بہ تفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے یہ عبارت لکھتے ہین۔

این آیت آخر آیات قرآن است بعد ازین ہیچ آیت نازل نہ شد۔ یعنی یہ آیت آخر آیات قرآن سے ہے جسکے بعد کوئی آیت نہین اتری اور اُن کے بیٹے شاہ عبد القادر تفسیر موضح القرآن پر تفسیری حاشیہ دیتے ہین کہ یہ آیت آخر کو اتری ہے کہ سب احکام اللہ کے نازل ہو چکے تھے اس کے بعد حضرت تین مہینے زندہ رہے ہین اوپر لکھا گیا ہے کہ تفاسیر مین کل اکیاسی دن حضرت زندہ رہے جسکی دوسری یا ۱۲ ربیع الاول ہے دونون کے مدت ۸۱ دن مین کچھ تغیر نہین کیا گیا۔ شاہ عبد القادر تین مہینے (۹۰ دن) زندہ رہنا بتاتے ہین اس سے گیارہ ربیع الاول کو ۹۰ دن ہوتے ہین جسکے مراجعت سے عرفہ ۹ ذیحجہ کو (سہ شنبہ) اور ۱۸ ذیحجہ کو (پنجشنبہ) ہوا۔ دیکھو نقشہ جنتری حرف الف مرتبہ شبلی کا دوسرا خانہ۔

جس میں ۱۸ ذی الحجہ سے ۲۹ صفر تک (۷۰ دن) اور گیارہ ربیع الاول تک اکیاسی دن کامل ہوئے یہ صحیح حدیث کے سند کے مطابق ہے اسلئے آیہ موصوفہ کا نزول ۱۸ ذی الحجہ غدیر خم میں حتماً وجزماً ویقیناً ثابت ہوگیا۔

اب ہم پھر اپنے سلسلہ بیان پر آ گئے شبلی صاحب لکھتے ہیں "کہ رسول خدا صلعم ۱۴ ذی الحجہ کی صبح نماز کے بعد تمام مہاجرین وانصار کے ساتھ مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی، جسکے بعد پانچویں دن ۱۸ ذی الحجہ کو ظہر کے وقت غدیر خم میں داخل ہوئے جو کہ مکہ معظمہ سے تیسری منزل پر ہے۔ یہاں سے ذوالحلیفہ[عہ] سات منزل پر ہے

قال

راہ میں ایک مقام خم پڑا جو جحفہ سے تین میل پر ہے یہاں ایک تالاب ہے عربی میں تالاب کو غدیر کہتے ہیں اور اس لئے اس مقام کا نام غدیر خم آتا ہے"

اقول

اس عبارت سے جحفہ کا اول راستہ پر واقع ہونا پایا جاتا ہے جو ایک قریہ یعنی ایک آبادی ہے جو میقات اہل شام ہے یہ قافلہ کے ٹھہرنے کی جگہ ہے جس کے علاقہ میں غدیر خم کا میدان ہے جو راستہ سے علیحدہ ۱½ کوس پر واقع ہے یہ مقام ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے جہاں اوس اور شدید گرم جگہ ہے چنانچہ علامہ حازمی نے لکھا ہے۔ ھو واد بین مکۃ والمدینۃ عند الجحفۃ غدیر وھذا الوادی موصوف بکثرۃ الوخامۃ و شدۃ الحر۔ یعنی وہ غدیر ایک میدان بیابان جنگل ہے درمیان مکہ اور مدینہ اور جحفہ کے قریب اور وہ جنگل موصوف ہے ایک قسم گھاس سے اور شدت گرمی سے۔ رسول خدا صلعم جب جحفہ کے قریب پہنچے تو وہاں سے تین میل جاکر غدیر خم کے میدان میں تمام صحابہ کو روک دیا جو آگے بڑھ گئے تھے ان کو واپس بلایا اور جو پیچھے آرہے تھے ان کا انتظار ہوا کیونکہ یہ مجمع ایک لاکھ[عل۵] بیس ہزار حجاج کا تھا جس کے لئے وسیع میدان کی ضرورت تھی تاکہ یہ مجمع سما سکے۔

قال

"آپ نے یہاں تمام صحابہ کو جمع کرکے ایک مختصر[عہ] سا خطبہ دیا"

عہ اتفق علماء السیران قصۃ الغدیر کانت بعد رجوع النبی صلعم من حجۃ الوداع فی الثامن عشر من ذی الحجہ جمع الصحابۃ وکانوا مائۃ وعشرین الفا۔ الخ (تذکرہ خواص الائمہ سبط ابن جوزی قلمی نوشتہ ...ھ کتبخانہ پٹنہ)

عل۵ تاریخ حافظ ابن کثیر قلمی جسکا سنہ کتابت ۷۹۲ھ کتب خانہ بانکی پور پٹنہ ورق ۲۳۴ پر ہے "لما فرغ علیہ السلام من بیان المناسک ورجع الی المدینۃ من ذلک فی اثناء الطریق فخطب خطبۃ عظیمۃ فی الیوم الثامن عشر من شھر ذی الحجۃ"

عہ ص۲۳ کتاب چہار باب مولانا شاہ اہل اللہ مطبوعہ محمد مصطفیٰ خان ۱۲۵۵ھ میں ہے۔ ذوالحلیفہ دہ منزل از مکہ میقات مدنیان است ۱۲

اقول

یہ مختصر خطبہ نہین تھا بلکہ ایک بڑا عظیم الشان خطبہ تھا دیکھو حاشیہ ص۸ جسمین مقام اور تاریخ اور تعداد اصحاب ہے جس کے اظہار سے آپنے گریز کیا ہے صرف ۱۳ ذیحجہ تک تاریخ بقید دن کے بتایا ہے اب آنحضرت صلعم کے داخلہ مدینہ منورہ تک تاریخ اور دن دونون ندارد ہین۔

وہ مختصر خطبہ صحیح مسلم کے حوالہ کا جو زید بن ارقم کے سند سے ہے جسکا ابتدائی حصہ چھوڑ کر مولف مخاطب نے لکھا ہے وہ یہ ہے جسکی ابتدائی عبارت لکھنے کے بعد سیرت شبلی سے نقل کیجائیگی جسمین اصل حدیث صحیح مسلم کے بعضے الفاظ ساقط کر کے لکھا ہے نیز اول بیان مین لفظ (ثقلین) ہے۔ دوسرے بیان زید بن ارقم مین ثقلین ہے جس کے بعد عبارت (احدھما کتاب الله هو حبل الله من اتبعه كان على الهدى ومن تركه كان على الضلالة۔ ہے اور اوّل حدیث مین بعد لفظ ثقلین کے اوّلهما كتاب الله وفيه الهدى والنور فخذ وا بكتاب الله واستمسكوا به فحث على كتاب الله ورغب فيه ثم قال واهل بيتي الخ) اور دونون حدیث کے درمیان مین (قال مسلم) حدثنا ابوبكر بن ابی شیبه ثنا محمد بن فضیل ح بھی ہے یعنی مسلم بن الحجاج صاحب صحیح نے کہا حدیث کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن فضیل نے اسی حدیث محمد بن فضیل کو ترمذی نے علی بن المنذر کوفی کے واسطہ اور ابوسعید اور زید بن ارقم کے سند سے خطبۂ عرفہ حجۃ الوداع کے حدیث مین وارد کیا ہے جسکو ہم نقل کر آئے ہین۔

مؤلف مخاطب نے لاپرواہی کیساتھ حدیث پیغمبر کو غلط نقل کیا ہے۔

قال زيد بن ارقم قام رسول الله	کہا زید بن ارقم نے کہ قیام فرمایا رسول خدا صلعم نے
صلعم يوماً فينا خطيباً بماء يدعى خما	ایک روز ہم مین اور آنحالیکہ خطبہ پڑھا حضرت نے
بين مكة والمدينة فحمد الله واثنى	بمقام غدیر خم درمیان مکہ و مدینہ پس بعد حمد
عليه ووعظ وذكر ثم قال۔	وثنائے خدا اور وعظ و پند کے فرمایا۔
اما بعد الا ايها الناس فانما انا بشر	حمد و ثنا کے بعد اے لوگون مین بھی بشر ہون ممکن ہے
يوشك ان ياتي رسول ربي فاجيب	کہ خدا کا فرشتہ جلد آجائے اور مجھے قبول کرنا پڑے
وانا تارك فيكم الثقلين اولهما كتاب	یعنی (موت) مین تمہارے درمیان دو بھاری چیزین
الله فيه الهدى والنور فخذوا كتاب الله	چھوڑتا ہون ایک خدا کی کتاب جس کے اندر ہدایت
واستمسكوا به واهل بيتي اذكركم الله	اور روشنی ہے خدا کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑو اور دوسری
في اهل بيتي ؎	چیز میرے اہلبیت ہین مین اپنے اہلبیت کے بارہ مین تمہین خدا کو یاد دلاتا ہون

آخری جملہ کو آپ نے تین بار مکرر فرمایا یہ صحیح مسلم (مناقب حضرت علی) کی روایت ہے۔ نسائی۔ مسند امام احمد۔ ترمذی۔ طبرانی۔ طبری۔ حاکم وغیرہ میں کچھ اور فقرے بھی ہیں جنمیں حضرت علی رض کی منقبت ظاہر کی گئی ہے۔"

محمد بن فضیل نے اعمش کے واسطہ ابو سعید خدری اور زید بن ارقم کے سند سے جو حدیث وارد کی ہے وہ خطبہ حجۃ الوداع عرفہ میں نقل ہو چکی جسمیں وہ فقرے جو مسلم کے مخرجہ حدیث مذکورہ سے نکلگئے تاہم لفظ (الثقلین) جسمیں ایک قرآن دوسرے اہلبیت نبی جو عرفہ والی حدیث میں کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی ہیں جن ہر دو لفظوں سے ایک حضرت علی علیہ السلام مراد ہیں جنکے منقبت کی حدیث تسلیم کیگئی ہے جبکہ نو دن پہلے ۹ ذیحجہ کو خطبہ عرفہ میں حدیث مذکورہ مع اون فقرات کے جنکو مسلم نے نہیں لکھا تو پھر اُسی حدیث (ثقلین) کو عین شدت گرما جنگل بیابان میں مکرر ارشاد فرمانے کی کونسی ضرورت شدید پیش آئی کیونکہ وہی سامعین صحابہ عرفہ کے روز والے مہاجرین والانصار وغیرہ تھے

البتہ شہر مکہ معظمہ اور اسکے اطراف کے اپنے اپنے وطن کیطرف گئے ہوں گے اور مکہ معظمہ سے شمال کی جانب مدینہ منورہ جاتے ہوئے اکتالیس کوس پر حجفہ کا مقام جو درمیان مکہ و مدینہ کے واقع ہے کہ حضرت صلعم آگے گئے ہوؤں کو واپس بلوایا اور عقب آنیوالے قافلہ کا انتظار فرمایا اور پھر حجفہ سے تین میل آگے جاکر میدان میں صفائی کراکے منبر تیار کیا گیا۔

جسکی وجہ ہم علامہ عینی حنفی کے شرح صحیح بخاری۔ ج۔ ۸ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ صفحہ ۵۷۳ باب تفسیر سورۂ مائدہ سے لکھتے ہیں۔

وذكر ابو عبيدة عن محمد بن كعب القرظي قال نزلت سورة المائدة على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في حجة الوداع فيما بين مكة والمدينة وهو على ناقته فانصدعت كتفها فنزل عنها صلى الله تعالى عليه وسلم	یعنی ابو عبیدہ نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی ہے کہ سورۂ مائدہ رسول اللہ پر حجۃ الوداع میں درمیان مکہ و مدینہ نازل ہوا جبکہ حضرت اپنے ناقہ پر سوار تھے پس جلدی کی اوس ناقہ نے اپنے گھٹنے ٹیکنے میں پس رسول اللہ صلعم اتر پڑے
وقال السخاوي[1] ذهب جماعة الى ان المائدة ليس فيها منسوخ لانها متاخر النزول	اور علامہ شیخ علم الدین سخاوی نے کہا ہے کہ ایک جماعت اسطرف گئی ہے کہ سورہ مائدہ میں کچھ منسوخ نہیں ہے اسلیے کہ آخر نزول سے ہے۔

یعنی سورۂ مائدہ آخر عمر میں رسول اللہ صلعم کے حجۃ الوداع میں درمیان مکہ اور مدینہ کے نازل ہوا چنانچہ اسی سورۂ مائدہ کی آخری آیت یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک جو اواخر نزول سے ہے جسکے بارے میں عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۸ ص ۵۸۴ میں ہے

---

[1] کشف الظنون میں ہے۔ شیخ علم الدین ابی الحسن علی بن محمد بن عبد الصمد السخاوی سنہ ثلاث واربعین وستمائۃ ۔ ۱۲

ذکر الواحدی[۵] من حدیث الحسن بن	امام واحدی نے حسن بن محمد کی حدیث سے بروایت
محمد قال حدثنا علی بن عیاس عن	ابوسعید خدری ذکر کیا ہے کہ آیہ یاایھا الرسول
الاعمش وابی الجحاف عن عطیہ عن ابی	بلغ ما انزل الیک من ربک بروز خم غدیر حضرت
سعید قال نزلت ھذہ الآیۃ یاایھا الرسول	علی علیہ السلام کے شان میں نازل ہوا۔
بلغ ما انزل الیک الآیۃ یوم غدیر خم فی	
علی بن ابی طالب۔	

پس رسول اللہ صلعم کا درمیان مکہ و مدینہ متصل موضع جحفہ کے ناقہ سے اُترنا اسی فرمان باری عز اسمہ سے ہوا اور رسول اللہ تین میل مقام غدیر خم پر تشریف لائے اور تمام صحابہ کو وہاں ٹھہرا کر منبر پالان شتر سے تیار کرایا اور سب سے پہلے جو عمل کیا گیا وہ جناب علی علیہ السلام کے سر مبارک پر عمامہ بندی ہے جسکو رسولخدا صلعم نے خود اپنے دست مبارک سے جناب علی علیہ السلام کے سر پر باندھا۔

جیساکہ ریاض النضرہ حافظ محب الدین طبری المکی۔ ج۔ ثانی مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ کے صفحہ ۲۱۷ میں ہے

عن عبد الاعلی بن عدی النھروانی	عبدالاعلی سے مروی ہے کہ حضرت علی کے سر پر
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا	رسول اللہ صلعم نے بروز خم غدیر عمامہ باندھا اور اُسکا
علیا یوم غدیر خم فعممہ وارخی عذبۃ	شملہ پیچھے کے جانب لٹکا دیا۔
العمامۃ من خلفہ۔	

اور کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ۔ ج۔ ثانی۔ حافظ ابن حجر قسطلانی میں ہے۔

اخرج البغوی عن علی قال عممنی رسول	امام بغوی نے حضرت علی سے روایت کی ہے
اللہ صلعم یوم غدیر خم بعمامۃ سوداء	کہ رسول خدا صلعم نے بروز خم غدیر میرے سر پر ایک
طرفھا علی منکبی الحدیث	سیاہ عمامہ باندھا اور اُسکے دونوں کناروں کو
	دوش پر ڈال دیا۔

پس سورہ مائدہ کا نزول مابین مکہ و مدینہ اور اُسکی آیت یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کا نزول یوم خم غدیر یعنی درمیان مکہ و مدینہ ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) کے روز (دیکھو نقشہ جنتری حرف الف مرتبہ علامہ شبلی کا دوسرا خانہ) محقق ہوگیا

۵ع۔ حدیث مذکورہ اسباب النزول واحدی مطبوعہ مصر ۱۳۱۵ھ کے صفحہ ۱۵۰ میں باسناد مذکورہ ابوسعید خدری سے ہے جسکی توثیق شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۸۱ میں کی ہے وہ یہ ہے۔ "وہم چنین قراء سبع در قراءت و شیخ ابوالحسن اشعری در علم کلام و ثعلبی و واحدی و امثال ایشان در تفسیر و محمد بن اسحاق در سیرت"۔

جب کہ ۱۸ ذیحجہ کو آیہ موصوفہ کا نزول واحدی کے اسباب النزول سے ثابت ہوگیا تو شاہ ولی اللہ کے شرط کے مطابق آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے بعد کوئی آیت نہیں اُتری پس اسی یوم غدیر خم میں اس آیہ اکمال دین کا نزول بعد آیہ بلغ کے ثابت ہوگیا۔ جہاں سے ۱۲ ربیع الاول تک بیاسی روز شاہ ولی اللہ کے سر در المحزون کے مطابق ہوگئے۔

اب زید بن ارقم کی مخرجہ حدیث ثقلین خصائص نسائی سے ملاحظہ ہو جسمین وہ حدیث بھی ہے جسکو آنحضرت صلعم نے خطبہ عرفہ حجۃ الوداع مین فرمایا تھا اور ترمذی نے اپنے صحیح مین وارد کیا ہے اور جس کے عمدہ فقرات کو جامع صحیح مسلم نے نہین اخراج کیا وہ یہ ہے۔

اخرج النسائی[عہ] عن ابی الطفیل عن زید
بن ارقم قال لما رجع النبی صلعم من
حجۃ الوداع ونزل خم غدیر امر بدوحات
فقممن ثم قال کانی دعیت فاجبت
انی تارک فیکم الثقلین احدھما
اکبر من الاخر کتاب اللہ وعترتی
اھل بیتی فانظروا کیف تخلفونی
فیھما فانھما لن یفترقا حتی یردا
علی الحوض ثم قال ان اللہ مولای
وانا ولی کل مومن ثم انہ اخذ بید
علی فقال من کنت ولیہ فھذا ولیہ
اللھم وال من والاہ وعاد من
عاداہ فقلت لزید سمعتہ من رسول
اللہ قال ما کان فی الدوحات احد
الا راٰہ بعینیہ وسمعہ باذنیہ۔

امام نسائی نے کتاب خصائص مین بروایت ابو الطفیل
زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسولخدا نے
حجۃ الوداع سے مراجعت کی اور مقام خم غدیر مین
نزول اجلال فرمایا تو حکم دیا کہ منبر تیار کیا جائے
چنانچہ منبر تیار کیا گیا اور آنحضرت نے اُسپر رونق افروز
ہو کر فرمایا کہ مین جناب باری مین بلایا گیا ہون
اور مین نے حکم الٰہی کو قبول کیا ہے اب مین
تم مین دو عظیم چیزین چھوڑتا ہون ایک کتاب اللہ دوسرے
اپنے اہلبیت اور یہ دونون ایک دوسرے سے جُدا
نہ ہون گے یہان تک کہ میرے پاس حوض کوثر
پر وارد ہون پس دیکھو اور غور کرو کہ میرے بعد قرآن
اور اہلبیت سے کیونکر برتاو اور تمسک کرتے ہو پھر آن
حضرت نے ارشاد فرمایا۔ سنو میرا مولا اللہ تعالے ہے اور مین
کل مومنین کا ولی ہون بعد ازان حضرت علی کا ہاتھ
پکڑ کر فرمایا کہ دیکھو جسکا مین ولی ہون علی بھی اوسکا
ولی ہے خداوندا دوست رکھ اُسکو جو علی کو دوست رکھے اور
دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے

ابو الطفیل کہتے ہین کہ مین نے یہ حدیث سُنکر زید بن ارقم سے پوچھا کہ کیا تم نے اسکو جناب رسول خدا سے سنا ہے زید بن ارقم نے کہا کہ ایک مین کیا جو لوگ منبر کے گرد جمع تھے اُن سب نے یہ آنحضرت کو ارشاد کرتے ہوئے دیکھا اور اپنے کانون سے سُنا۔

ایضاً عن عائشۃ بنت سعد قالت سمعت
ابی یقول سمعت رسول اللہ صلعم یوم
الجحفۃ واخذ بید علیؑ فخطب فحمد اللہ

عائشہ بنت سعد اپنے باپ سعد بن وقاص سے
روایت کرتے ہین کہ کہا سعد نے سنا مین حضرت صلعم
نے جحفہ کے دن کہ رسول اللہ نے حضرت علی کا ہاتھ

عہ حافظ نسائی مسلم بن الحجاج سے حافظ تر ہین۔ زرقانی شرح مواہب مین ہے۔ النسائی ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی الخراسانی ثم المصری الحافظ احد الائمۃ المبرزین والاعلام الطوافین والحفاظ المتقنین حتی قال الذھبی ھو احفظ من مسلم مات سنۃ ثلث وثلثمائۃ۔

واثنی علیہ ثم قال ایھا الناس انی ولیکم قالوا صدقت یارسول اللہ ثم اخذ بید علی فرفعھا فقال ھذا ولیی والمؤدی عنی ان اللہ موالی من والاہ ومعاد من عاداہ

پکڑا اور خدا کی تعریف اور ثنا کی پھر فرمایا کہ اے لوگو میں تمہارا ولی ہوں لوگوں نے عرض کیا کہ یا حضرت آپنے سچ کہا اور پھر رسول خدا صلعم نے جناب علیؑ کا پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا کہ یہ میرا ولی ہے اور میری طرف سے احکام پہونچانیوالا ہے جو علی کو دوست رکھے اسکو اللہ دوست رکھتا ہے اور جو اُسکو دشمن رکھے خدا اُسکو دشمن رکھتا ہے۔

اور اُسی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۔ ۸ صـ۵۸۴ مین تفسیر ثعلبی کے حوالہ سے منقول ہے

قال ابو جعفر محمد بن علی بن حسین معناہ بلغ ما انزل الیک من ربک فی فضل علی بن ابیطالب فلما نزلت ھذہ الاٰیۃ اخذ بید علی وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آیت کا مقصود (شان نزول) یہ ہے کہ اے رسول پہونچا دو اُس امر کو جو تمہارے ربنے علی بن ابیطالب کے فضل مین نازل فرمایا ہے پس جب آیت نازل ہوئی تو آنحضرت نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر لوگون سے فرمایا کہ جسکا مین مولا ہون اُسکے مولا علی علیہ السلام ہین

اور آنحضرت صلعم نے سورہ مائدہ اور اُسکی آخری آیت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس کے نازل ہونے پر منزل جحفہ سے تین میل میدان خم غدیر مین یہ خطبہ ارشاد فرمایا جسکو کتاب روضہ ندیہ مولفہ علامہ سید محمد بن اسمٰعیل امیر یمنی صنعانی مطبوعہ انصاری دہلی کے صـ۶۸-۶۹ سے لکھا جاتا ہے

واخرج الخطبۃ بطولھا الفقیہ العلامۃ حمید الشھید رحمہ اللہ فی المحاسن فی شرح قول الامام المنصور باللہ۔

روایت کیا ہے خطبہ غدیر خم کو پورا فقیہ علامہ حمید شہید رحمہ اللہ نے کتاب محاسن مین امام منصور کے اس شعر کی شرح مین۔

" ایھما انص بھما احبل ۔ لدعلی المکی والیثربی بسندہ الی زید بن ارقم قال اقبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع حتی نزل بغدیر الجحفۃ بین مکۃ والمدینۃ فامر بالدوحات فقم ما تحتھن من شوک ثم نادی الصلوٰۃ جامعۃ فخرجنا الی رسول اللہ صلعم فی یوم شدید الحر ان منا لمن یضع بعض ردائہ

ایھما انص بھما احبل ۔ لعلی المکی والیثربی۔ اپنی سند سے زید بن ارقم تک کہا زید بن ارقم نے مراجعت فرمائی آنحضرت نے حجۃ الوداع سے اور مابین مکہ و مدینہ مقام غدیر خم مین نزول فرمایا پس حکم دیا اور درختونکے نیچے جگہ صاف کیگئی پھر ندا دیگئی ۔ کہ الصلوٰۃ جامعہ یعنی سب نماز جماعت کو حاضر ہون پس ہم سب آنحضرت کی طرف چلے ۔ بڑی شدت کی گرمی تھی

على راسه وبعضه على قدميه من
شدة الرمضاء حتى اتينا الى رسول الله
صلعم فصلى بنا الظهر ثم انصرف الينا
فقال الحمد لله نحمده ونستعينه ونؤمن
به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور
انفسنا ومن سيات اعمالنا الذي لا هادي
لمن اضل ولا مضل لمن هدى واشهد
ان لا اله الا الله وان محمدًا عبده و
رسوله اما بعد ايها الناس فانه لم يكن لنبي
من العمر الا النصف من عمر الذي قبله
وان عيسى بن مريم لبث في قومه اربعين
سنة واني اشرعت في العشرين الا واني
يوشك ان افارقكم الا واني مسؤول و
انتم مسئولون فهل بلغتكم فماذا انتم
قائلون فقام من كل ناحية من القوم
مجيب يقولون نشهد انك عبد الله ورسوله
قد بلغت رسالته وجاهدت في سبيله
وصدعت بامره وعبدته حتى اتاك
اليقين جزاك الله عنا خير ما جزى نبيا عن
امته فقال الستم تشهدون ان لا اله
الا الله وان محمدًا عبده ورسوله
وان الجنة حق وان النار حق وتؤمنون
بالكتاب كله قالوا بلى قال فاني
اشهد ان قد صدقتكم وصدقتموني
الا واني فرطكم وانتم تبعي توشكون
ان تردوا علي الحوض فاسئلكم حين
تلقوني عن الثقلين كيف خلفتموني

ہم میں بعض لوگون کی یہ حالت تھی کہ چادر کا
ایک سرا سر پر اور دوسرا زمین کے تپنے کی
وجہ سے اپنے قدمون کے نیچے رکھتے تھے اسطرح
اگر سب جمع ہوئے) پس آنحضرت نے نماز ظہر پڑھائی
پھر ہملوگوں کیطرف متوجہ ہوکر بعد حمد وثنا جو متن میں
مذکور ہے فرمایا ۔۔۔۔۔
ایہا الناس ہر نبی کی عمر اُس نبی کی عمر کی
نصف ہوتی ہے جو اُس سے پہلے گذرا ہے اور
تحقیق کہ عیسیٰ اپنی قوم میں چالیس برس رہے
اور میرے زمانۂ نبوت کا اب بیسوان سال شروع ہوا وہ
زمانہ قریب ہے کہ میں تم سے جدا ہو جاونگا آگاہ
ہو جاؤ کہ مجھ سے بھی سوال کیا جائیگا اور تم سے بھی
باز پرس ہوگی آیا میں نے احکام الٰہی تمہیں پہونچا دیے
پس تم کیا کہنے والے ہو چارون طرف سے لوگون نے
بالاتفاق جواب دیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے
برگزیدہ بندے اور اُسکے رسول ہیں اور آپ نے
رسالت خدا کو پہونچا دیا اور مجاہدہ فرمایا راہ خدا میں
اور آشکارہ کیا اُسکے امر کو اور اُس معبود حقیقی کی
عبادت کی یہانتک کہ زمانہ وفات قریب آیا۔ انشاء اللہ
آپکو اس ہدایت کے عوض اُن سب انبیا سے بہتر جزا عطا
فرمائے جنہیں بعوض ہدایت اُنکی اُمت سے ملی ہے
پس آنحضرت نے فرمایا آیا تم نہیں گواہی دیتے ہو کہ
نہیں ہے کوئی معبود سوا اللہ کے اور محمدؐ اسکا بندہ
اور رسول ہے اور بہشت و دوزخ حق ہیں اور ایمان لائے
ہو تم پوری کتاب خدا پر سب نے کہا بیشک ہم ان سب کے
مقر ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ
البتہ میں نے تم کو سچا جانا اور تم نے میری تصدیق کی

فیها قال فاعمل علیها ما ندری ما
الثقلان حتی قام رجل من المهاجرین
فقال بابی انت و امی یا رسول الله ما
الثقلان قال الاکبر منهما کتاب
الله سبب طرف بید الله و طرف
بایدیکم فتمسکوا به ولا تولوا ولا
تضلوا والاصغر منهما عترتی من
استقبل قبلتی و اجاب دعوتی فلا
تقتلوهم ولا تقهروهم ولا تقصروا
عنهم فانی قد سالت لهم اللطیف
الخبیر فاعطانی و ناصرهما لی ناصر و خاذلهما لی خاذل
و ولیهما لی ولی و عدوهما لی
عدو الا فانها لن تهلک امة قبلکم
حتی تدین باهوائها و تظاهر علی
نبوتها و تقتل من قام بالقسط ثم
اخذ بید علی بن ابیطالب ۔

آگاہ ہو کہ مین تمہارا پیشرو ہوں اور تم میرے
پیچھے ہو قریب ہے کہ میرے پاس حوض کوثر پر
وارد ہو گے پس جب تم مجھ سے ملاقی ہو گے
تو مین تم سے ثقلین کی بابت سوال کرونگا
کہ تم نے میرے بعد اون دونوں کیساتھ
کیا عمل کیا (راوی) کہتا ہے کہ ہم نہ سمجھے کہ
ثقلین سے آنحضرت کی کیا مراد ہے حتی کہ
مہاجرین مین سے ایک شخص اُوٹھا اور اُس نے
کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا
رسول اللہ ثقلین سے آپکی کیا مراد ہے آنحضرت نے
فرمایا ثقل اکبر ان دونوں مین کتاب خدا ہے
وہ ایک رسی ہے جسکا ایک سرا خدا کے ہاتھ مین ۔
اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ مین ہے پس اس کے
ساتھ متمسک ہو اور نہ پھرو اور نہ ضلالت اختیار کرو
اور ثقل اصغر میری عترت ہے جس نے عبادت خدا
کیلئے میرے قبلہ کیطرف منہ کیا اور میری دعوت
قبول کی اُسے چاہیئے کہ نہ قتل کرے اور نہ ذلیل کرے انکو اور نہ تقصیر کرے ان کے حقوق مین کیونکہ
مین نے اُن کے حق مین حضرت لطیف و خبیر سے مسئلت کی اور رب العزت نے اس میری مسئلت کو قبول فرمایا
جو کتاب خدا اور میری عترت کی مدد کرنیوالا ہے وہ میرا ناصر ہے اور جو انھین چھوڑنیوالا ہے وہ مجھکو
چھوڑنیوالا ہے اور انکا دوست میرا دوست ہے اور انکا دشمن میرا دشمن ہے بات یہ ہے کہ تمہارے پہلے
اسوقت تک کوئی قوم ہرگز ہلاک نہین ہوئی جبتک اوس نے برخلاف احکام شرع اپنی ہوائے نفس کا اتباع اور اپنے سچے پیشواؤن اور پیشواؤن کو قتل نہین کیا۔

فرفعها وقال من کنت مولاه فهذا
مولاه من کنت ولیه فهذا ولیه اللهم
وال من والاه و عاد من عاداه قالها
ثلثا ۔

پھر علی کا ہاتھ پکڑا اور بلند کیا اور فرمایا کہ جسکا مین مولا
ہون اُسکا یہ مولا ہے جسکا مین ولی ہون اُسکا یہ ولی ہے،
پھر تین مرتبہ جناب علی علیہ السلام کے حق مین یہ
دعا فرمائی کہ خدایا دوست رکھ اُسکو جو علی کو دوست رکھے
اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے۔

اور کتاب جواہر العقدین مولفہ علامہ سمہودی مین ہے

عن عامر بن ليلى وحذيفة بن اسيد
رضي الله عنهما قال لما صدر رسول
الله صلى الله عليه وسلم من حجة الوداع
ولم يحج غيرها اقبل حتى اذا كان
بالجحفة نهى اصحابه عن شجرات بالبطحاء
متقاربات لا تنزلوا تحتهن حتى اذا نزل
القوم واخذوا منازلهم سواهن ارسل
اليهن فقم ما تحتهن وشذب عن
رؤس القوم حتى اذا نودي للصلوة غدا
اليهن فصلى تحتهن ثم انصرف الى الناس
وذلك يوم غدير خم وخم من الجحفة
وله بها مسجد معروف فقال ايها الناس
انه قد نبأني اللطيف الخبير انه لم يعمر
نبي الا نصف عمر الذي يليه من قبله
واني لاظن ان ادعى فاجيب واني مسئول
وانتم مسئولون هل بلغت فما انتم
قائلون قالوا نقول قد بلغت وجهدت
ونصحت فجزاك الله خيرا قال ألستم
تشهدون ان لا اله الا الله وان محمدا
عبده ورسوله وان جنته حق وان
ناره حق والبعث بعد الموت حق قالوا
بلى نشهد قال اللهم اشهد ثم قال
ايها الناس الا تسمعون الا فان الله
مولاي وانا اولى بكم من انفسكم الا
ومن كنت مولاه فهذا مولاه

کہ عامر بن لیلی اور حذیفہ بن اسید سے مروی ہے،
کہ جب آنحضرت صلعم نے حجۃ الوداع سے مراجعت
فرمائی اور مقام حجفہ مین پہونچے تو اُن میدانون
جہان چند اشجار ثمرہ تھے آنحضرت نے صحابہ سے
کہا کہ اُن کے نیچے نہ اترو چنانچہ صحابہ نے اُن سے
علیحدہ قیام کیا بعد ازان آنحضرت نے حکم فرمایا
اور اُن اشجار کے نیچے صاف کیا گیا اور جو شاخین
ایسی جھکی ہوئی تھین جو سرون پر لگین وہ چھانٹ
ڈالی گئین یہانتک کہ اذان نماز دیگئی اور لوگ
اُن اشجار کے نیچے جمع ہوئے پس آنحضرت نے
نماز پڑھی پھر لوگونکی طرف متوجہ ہوئے (اور یہ روز
غدیر خم تھا اور خم متعلقات جحفہ سے ہے اور اُس
ذکی یادگار مین وہان ایک مسجد بنائی گئی ہے جو
مشہور و معروف ہے) اور فرمایا کہ تحقیق حضرت
لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ ہر نبی نے
اوس نبی سے جو اُس سے پہلے گذرا نصف عمر
پائی ہے پس مین گمان کرتا ہون کہ میرا زمانہ
رحلت قریب ہے اور مجھ سے سوال کیا جائیگا اور
تم سے بھی کہ آیا مین نے احکام الٰہی کو پہونچایا پس
تم کیا کہنے والے ہو سب نے کہا کہ ہم اسکے قائل ہین
کہ آپنے کما ینبغی ابلاغ رسالت کیا اور سعی تبلیغ کی
پس آپکو خدا جزائے خیر عطا فرمائے آنحضرت نے فرمایا
آیا تم اسکی گواہی نہین دیتے کہ نہین ہے کوئی معبود
سوا اللہ کے اور محمد اُسکا بندہ اور رسول ہے اور بہشت
دوزخ حق ہین اور بعث بعد موت حق ہے سب نے کہا

واخذ بيد علي فرفعها حتى عرفه القوم اجمعون ثم قال اللهم وال من والاه وعاد من عاداه ثم قال ايها الناس اني فرطكم وانتم واردون على الحوض اعرض مما بين بصرى وصنعاء فيه عدد نجوم السماء قدحان من فضة الا واني سائلكم حين تردون علي عن الثقلين كيف تخلفوني فيهما حين تلقوني قالوا وما الثقلان يا رسول الله قال الثقل الاكبر كتاب الله سبب طرفه بيد الله وطرف بايديكم فاستمسكوا به لا تضلوا ولا تبدلوا الا وعترتي فاني قد نبأني اللطيف الخبير ان لا يتفرقا حتى يلقياني وسألت الله ربي لهم ذلك فاعطاني فلا تسبقوهم فتهلكوا ولا تعلموهم فهم اعلم منكم۔

بیشک ہم سب ان امور کا اقرار کرتے ہین اسپر آنحضرت نے کہا خدایا تو شاہد رہ پھر فرمایا ایہا الناس آگاہ ہو کہ اللہ میرا مولا ہے اور مین تمھارے لئے تمھارے نفسون سے اولی ہون آگاہ ہو جسکا مین مولا ہون اوسکا یہ مولی ہے اور حضرت علی کا ہاتھ پکڑا اور بلند کیا یہانتک کہ پہچان لیا اونکو تمام قوم نے پھر حضرت علی کے حق مین یہ دعا کی کہ خدایا دوست رکھ علی کے دوست کو اور دشمن رکھ علی کے دشمن کو پھر فرمایا کہ ایہا الناس مین تم سے پہلے پہونچون گا اور تم میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوگے اوسکا عرض زیادہ ہوگا فاصلہ مابین بصری وصنعاء سے اور اوسمین ہم عدد ستارہاے آسمان چاندی کے پیالے ہونگے تو مین تم سے ثقلین کے بارے مین سوال کرونگا کہ میرے بعد تم نے اون دونون کے حق مین کیا کیا سب نے کہا ثقلین سے آپکی کیا مراد ہے فرمایا ثقل اکبر کتاب خدا ہے وہ ایک رسن ہے جسکا ایک سرا تمھارے ہاتھون مین ہے۔

پس اُس سے تمسک کرو تبدل اور ضلالت سے محفوظ رہوگے اور ثقل اصغر میری عترت ہے بتحقیق کہ حضرت لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونون ایک دوسرے سے جُدا نہ ہونگے یہانتک کہ مجھسے ملاقی ہون اور مین نے اپنے عترت کے حق مین خدا سے مسئلت کی تھی چنانچہ اللہ تعالی نے میری التجا کو اُنکے حق مین قبول فرمایا پس میری عترت پر سبقت نکرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤگے اور اُنکو تعلیم نہ دینا کیونکہ وہ تم سے علم مین

وعن ام سلمة رضي الله عنها قالت اخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيد علي رضي الله عنه بغدير خم فرفعه حتى ابنا بياض ابطه فقال من كنت مولاه فعلي مولاه الحديث وفيه قال يا ايها الناس اني مخلف فيكم الثقلين كتاب الله وعترتي د

اور حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ فرمایا انہون نے کہ آنحضرت صلعم نے غدیر خم مین علی کا ہاتھ پکڑکر اتنا بلند کیا کہ سفیدی زیر بغل مشاہدہ ہوئی پس فرمایا جسکا مین مولا ہون اُسکا علی مولا ہے بحدیث اور اسی حدیث مین ہے کہ فرمایا آنحضرت نے ایہا الناس مین تم مین دو عظیم القدر چیزین چھوڑنیوالا ہون ایک

لن یتفرقا حتیٰ یردا علی الحوض۔ | کتاب خدا اور دوسری اپنی عترت اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں۔

وفی المشکوٰۃ قال اخرجہ احمد بن حنبل فی مسندہ عن البراء بن عازب وزید بن ارقم قال کنا مع رسول اللہ صلعم فی سفر فنزلنا بغدیر خم مودی فینا الصلوٰۃ جامعۃ وکسح لرسول اللہ صلعم تحت شجرتین فصلی الظہر واخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولیٰ بالمومنین من انفسہم قالوا بلی قال الستم تعلمون انی اولیٰ بکل مومن من نفسہ قالوا بلی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ قال فلقیہ عمر بعد ذالک فقال لہ ھنیئا لک یا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت مولا کل مومن ومومنۃ۔

اور مشکوٰۃ میں بروایت مسند احمد بن حنبل براء بن عازب اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ ہم لوگ جناب رسولخدا کے ساتھ سفر میں تھے جب غدیر خم میں وارد ہوئے تو منادی نے ندا کی کہ الصلوٰۃ جامعہ اور پیغمبر صاحب کے لیے درختوں کے نیچے زمین صاف کیگئی پس آنحضرت نے بعد نماز ظہر علی بن ابیطالب کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے ارشاد کیا کہ ایہا الناس کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنین کیلئے اون کے نفوس سے اولی ہوں سب نے فرمایا درحقیقت یارسول اللہ آپ ہر مومن کیلئے اس کے نفس سے اولی ہیں تب آپ نے ارشاد کیا جسکا میں مولی ہوں علی بھی اُسکا مولی ہے الٰہی دوست رکھ اُسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسکو جو علی کو دشمن رکھے اسکے بعد حضرت عمر نے علی علیہ السلام سے ملکر فرمایا کہ مبارک ہو تم کو اے فرزند ابو طالب کہ آج تم ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہوئے۔

در معارج النبوۃ گفتہ گویند کہ بیشتر اصحاب حتی امہات المومنین امیر المومنین علی را تہنیت بجا آوردند | اور کتاب معارج النبوۃ میں ہے کہ اُس روز اکثر اصحاب حتی کہ اُمہات المومنین نے حضرت علی کیخدمت میں مبارکباد عرض کی۔

(تاریخ احمدی للشیخ احمد حسین خان پریانوان)

چونکہ مولف مشکوٰۃ نے امام احمد بن حنبل کے مخرجہ روایت براء بن عازب کے سند سے واقعہ غدیر میں حضرت عمر کا جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کو تہنیت دینا نقل کیا ہے اس لئے براء بن عازب کے سند سے آیہ بلغ ما انزل الیک من ربک کے نزول کا ثبوت لکھا جاتا ہے۔ جس سے رسول اللہ صلعم کا دفعتہ درمیان مکہ اور مدینہ کے عین دوپہر کے وقت تپتی زمین پر فروکش ہونا اور تمام مہاجرین وانصار کے ساتھ غدیر خم پر ایک خاص اہتمام سے قیام فرمانا معلوم ہو جائے چنانچہ تفسیر مفاتیح الغیب المشتہر بالتفسیر الکبیر امام فخر الدین الرازی ج ۳ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ میں بتفسیر آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک اور جناب علی کو علیہ السلام سے لکھا ہے دیکھو ص ۴۳۸ . . .

العاشر:

نزلت الآیۃ فی فضل علی بن ابی طالب	یہ آیت جناب علی بن ابیطالب علیہ السلام کے
علیہ السلام ولمّا نزلت ھذہ الآیۃ	فضیلت میں اتری ہے جسوقت اسکا نزول ہوا
اخذ بیدہ وقال من کنت مولاہ فعلی	تو پیغمبر صاحب نے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جس
مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من	کنت مولاہ فعلی مولا پس ملاقات کی
عاداہ فلقیہ عمر رضی اللہ عنہ فقال	جناب علی علیہ السلام سے حضرت عمر نے اور کہا
ھنیئًا لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولای	کہ مبارک ہو اے ابن ابیطالب آج تم نے ایسی
ومولی کل مومن ومومنۃ وھو قول	صبح کہ میرے اور جملہ مومنین اور مومنات کے
ابن عباس والبراء بن عازب ومحمد	مولا ہوئے اور یہ قول ابن عباس اور براء بن
بن علی۔	عازب ورامام محمد بن علی علیہ السلام کا ہے

اور رسالہ مودۃ القربی سیّد علی ہمدانی مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۳۱۰ھ کے مودۃ خامسہ کے صـــ میں ہے۔

عن البراء بن عازب قال اقبلت مع	براء بن عازب سے مروی ہے کہ مراجعت کی میں نے ہمراہ
رسول اللہ صلعم من حجۃ الوداع فلمّا	پیغمبر خدا کے حجۃ الوداع سے جب آنحضرت مقام غدیر
کان بغدیر خم نودی الصلٰوۃ جامعۃ	خم پر پہونچے تو بحکم آنحضرت ندا دیگئی کہ الصلوۃ جامعہ
فجلس رسول اللہ صلعم تحت الشجرۃ واخذ	چنانچہ سب لوگ جمع ہوئے اور آنحضرت صلعم ایک درخت
بید علی وقال الست اولی بالمومنین من	کے سایہ میں تشریف فرما ہوئے اور حضرت علی کا ہاتھ
انفسھم قالوا بلی یا رسول اللہ فقال الا	پکڑکے فرمایا کہ کیا میں مومنین پر اونکے نفسوں سے اولی نہیں
من انا مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ	ہوں تو لوگوں نے کہا سچ کہا یا رسول اللہ تو فرمایا کہ جسکا میں
وعاد من عاداہ فلقیہ عمر فقال ھنیئًا لک	مولا ہوں اوسکا علی مولا ہے اے خدا دوست رکھ اسکو جو علی
یا ابن ابی طالب اصبحت مولای ومولی کل	کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے
مومن ومومنۃ وفیہ نزلت یا ایھا الرسول بلغ ما	اسکے بعد حضرت عمر نے جناب علی علیہ السلام سے ملاقات
انزل الیک من ربک۔	کی اور کہا کہ اے ابن ابیطالب مبارک ہو تم نے

اس حال میں صبح کی کہ میرے اور تمام مومنین و مومنات کے مولا ہوئے اور اسی بارے میں آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک نازل ہوا۔

اور تفسیر درمنثور سیوطی حصہ ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۲۹۸ اور تفسیر فتح القدیر قاضی شوکانی حصہ اول اور تفسیر فتح البیان نواب صدیق حسن خان مطبوعہ مصر ج۔۳ صـ۸۹ میں ہے۔

اخرج ابن مردویہ عن ابن مسعود	ابن مردویہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے

قال کنا نقرأ علی عہد رسول اللہ	کہ ہم رسالت مآب صلعم کے زمانہ مین اس آیت کو اس طرح
صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا الرسول	پڑہتے تھے کہ اے رسول پہونچا دے اوس چیز کو کہ تیرے
بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا	رب کی طرف سے تیرے طرف اوتاری گئی یہ کہ علی کل
مولی المومنین وان لم تفعل فما	مومنین کا مولا ہے اور اگر اوسکا ابلاغ نہو اتو گویا تمنے میری رسالت
بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ۔	ہی کو نہین پہونچایا اور اللہ تجھے لوگون سے بچائیگا ۔

عبد اللہ[۱] بن مسعود کی روایت مذکورہ مین ابتدای آیت مین یا ایہا الرسول بلغ اور آخر حصہ واللہ یعصمک من الناس تک ہے جسکے فرداً فرداً ہر حصہ سے خواہ اول حصہ آیت کا خواہ آخر حصہ آیہ موصوفہ کا ذکر کیا جائے اوس سے پوری آیت مذکورہ مراد ہوگی اور یہ آیت سورہ مائدہ کی ہے اور یہ سورہ مائدہ پورا نازل ہوا جسکے نازل ہونے کے ذکر مین تین الفاظ ہین ۔ ا کلّہا جمیعًا ۔ کاملًا اور جسکا نزول ناقہ پر سواری کی حالت مین رسول اللہ پر ہوا صرف آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا مع اسکے جز کے ناقہ پر نہین ہوا ۔

روایت مذکورہ سے واللہ یعصمک من الناس جو آیہ یا ایہا الرسول بلّغ کا آخری جز ثابت و متحقق ہے اور یہ آیت یوم غدیر خم مین نازل ہوئی اور غدیر خم ایک مقام ہے جو درمیان مکہ اور مدینہ کے ہے اور رسول اللہ صلعم واپسی حجۃ الوداع سے اسی دن دفعتہً راہ مین ٹہر گئے اور یہ کہ آیہ موصوفہ سورہ مائدہ کا آخری جزء ہے اور جس سورہ کا نزول سفر مین درمیان مکہ اور مدینہ کے اور حجۃ الوداع مین ہوا پس آیہ بلغ ما انزل الیک بھی درمیان مکہ و مدینہ کے حجۃ الوداع مین سواری ناقہ پر نازل ہوا اور اسی وجہ سے حضرت کو اُترنا پڑا وہ خم غدیر کا روز اٹھارہویں ۱۸ ذیحجہ تھی ۔

اور یہ کہ آیہ واللہ یعصمک من الناس جو سورۂ مائدہ کا جز ہے جسکا نزول سفر مین ہوا جو سورۂ مائدہ کے نزول سفر حجۃ الوداع کی تائید مین ہے چنانچہ کتاب اتقان فی علوم القرآن سیوطی مطبوعہ مصر ۱۳۰۶ھ کے ج اول صفحہ ۲۰ تفسیر سورہ مائدہ کے نزول مین ہے ۔

واللہ یعصمک من الناس فی صحیح	صحیح ابن حبان مین ابو ہریرہ سے مروی ہے
ابن حبان عن ابی ہریرۃ انہا	کہ آیہ واللہ یعصمک من الناس رسول اللہ صلعم پر
نزلت فی السفر ۔	بحالت سفر نازل ہوا ۔

---

[۱] سیرت النبی شبلی ج اول مین ہے عبد اللہ بن مسعود مشہور صحابی اور مجتہدین صحابہ مین داخل ہین ۔ اور جلد ثانی مین ہے ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود مشہور صحابی ہین فقہ حنفی کے بانی اول گویا وہی ہین امام ابو حنیفہ کے فقہ کا سلسلہ ان ہی کی روایات اور استنباطات پر منتہی ہوتا ہے مکہ معظمہ مین قرآن مجید کی اشاعت آنحضرتؐ کے ابتدائی زمانہ مین ان ہی نے کی ستر سورتین خود آنحضرت صلعم کی زبان مبارک سے سنکر یاد کین تھین ۔ الفاروق مین ہے ۔ فقہ کا بہت بڑا حصہ جو منقح ہوا اور جو فقہ عمری کہلاتا ہے ان ہی علمی مجلسون کے بدولت ہوا اس مجلس کے بڑے ارکان ابی بن کعب زید بن ثابتؓ عبد اللہؓ بن مسعود ۔ عبد اللہؓ بن عباس ۔ عبد الرحمنؓ بن عوف ۔ حرؓ بن قیس عبد اللہ بن مسعود کی بھی نہایت قدر کرتے تھے ۲۱ھ مین انکو کوفہ کا مفتی اور افسر خزانہ مقرر کرکے بھیجا تو اہل کوفہ کو لکھا ، کہ مین انکو معلم اور وزیر مقرر کرکے بھیجتا ہون ،،

جسکی تائید کتاب ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی کے ج ۔ اوّل صفحہ ۱۲۰ سے بہ تفسیر آیہ یا ایّھا الرّسول بلغ ما انزل الیک من ربّک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ۔

عربی	اردو
اخرج الثعلبی عن ابی صالح[علیہ] عن ابن	ثعلبی نے ابی صالح کے واسطہ اور ابن
عباس وعن محمد الباقر رضی اللہ عنھما	عباس کے سند اور امام محمد باقر علیہ السلام
قال نزلت ھذہ الآیۃ فی علی ایضاً	کے سند سے روایت کی ہے کہ آیۃ یا ایّھا
الحموینی فی فرائد السمطین اخرجہ	الرسول بلّغ جناب علی کی شان مین نازل
عن ابو ھریرۃ ایضاً المالکی اخرج	ہوئی ۔ اور بھی علامہ حموینی نے فرائد السمطین
فی فصول المھمۃ عن ابی سعید الخدری	مین ابوہریرہ کے سند سے اور ابن صباغ
قال نزلت ھذہ الآیۃ فی غدیر خم	مالکی نے فصول المھمہ مین ابوسعید خدری کے
ھکذا ذکرہ الشیخ محی الدین	سند سے کہا ہے کہ آیہ موصوفہ کا نزول
النووی ۔	غدیر خم کے روز ہوا اور ایسا ہی شیخ محی الدین نووی نے ذکر کیا ہے ۔

اور تفسیر معالم التنزیل بغوی اور تفسیر لباب التاویل علاء الدّین خازن اور تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی وغیرہ مین بذکر آیہ واللہ یعصمک من الناس مرقوم ہے کان سورۃ المائدۃ من آخر ما نزل من القرآن یعنی سورہ مائدہ از روی تنزیل قرآن کا آخری سورہ ہے ۔

اور تفسیر فتح القدیر قاضی شوکانی مین بہ تفسیر سورۂ مائدہ یہ روایت ہے

عربی	اردو
عن محمد بن کعب القرظی قال انھا	محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ سورۂ
نزلت فی حجۃ الوداع بین مکۃ والمدینۃ	مائدہ درمیان مکہ اور مدینے کے حجۃ الوداع
وھکذا اخرج ابن جریر عن الربیع	مین نازل ہوا اور اسیطرح ابن جریر نے
بن انس بھذہ الزیادۃ	ربیع بن انس سے اسی زیادتی کیساتھ روایت کی ہے

پس ان مجموعی روایات سے کل سورۂ مائدہ اور اسکی آخری آیت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ۔ ۱۸ ذی الحجہ غدیر خم کے روز نازل ہونا متحقق و مبیّن ہو گیا جس سورۂ مائدہ مین اٹھارہ فریضہ و احکام ہین

علیہ توثیق ابی صالح غنیۃ الطالبین شیخ عبد القادر جیلانی صفحہ ۵۲۲ مین اسی سند سے یہ روایت ہے وعن ابی صالح عن ابن عباس قال انما سمیت ترویۃ وعرفۃ لان ابراھیم رای فی لیلۃ الترویۃ فی منامہ انہ یؤمر بذبح ابنہ ۔ ابوصالح نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ترویہ اور عرفہ اس لئے نام رکھا گیا کہ ابراہیم نے ترویہ کی رات کو خواب مین دیکھا کہ وہ حکم کئے گئے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے مین ۔

اب رہ گئی دوسری آیت الیوم اکملت لکم دینکم اس کے اثبات کی ضرورت نہ تھی جبکہ کل سورہ کا سورہ (مائدہ) ابین مکہ و مدینہ حجۃ الوداع مین نازل ہوا لیکن چونکہ شبلی صاحب بنز اسلاف کی تقلید کرتے ہوئے بلکہ دس قدم آگے بڑھ کر آیہ اکمال دین کا نزول ۱۸ ذیحجہ سے ۹ دن پہلے قبل ازادائے حج اور پہلے ہی خطبۂ عرفہ کے دوران مین یوم جمعہ کے قید کے ساتھ لکھا ہے تاکہ عید غدیر محو ہو جائے اس لئے ہم کو وضاحت کے ساتھ اس حقیقت کے انکشاف کی ضرورت ہوئی جیسا کہ ظاہر کیا گیا اور آگے بھی پوری توضیح ہوگی انشاء اللہ۔

مؤرخ یعقوبی جو تیسری صدی کے مورخ ہین جنکی دوسری جلد ۲۵۹ھ پر ختم ہے جس سے اُن کا سنہ وفات ۲۶۰ھ ہوتا ہے جس تاریخ کے سند سے شبلی صاحب نے المامون اور الفاروق مین بکثرت اور اس سیرت النبی مین متعدد جگہ خصوصاً خطبۂ حجۃ الوداع کے ایک فقرے کے سند مین زیر حاشیہ صد۱۲ لکھتے ہین۔

"البتہ مورخ یعقوبی نے جو تیسری صدی ہجری مین تھا، یہ فقرا خطبۂ حجۃ الوداع مین نقل کیا ہے"
(ص۱۲۳ طبع یورپ)

چنانچہ اسی کتاب کے ص۴۴ مین آیہ اکمال دین کا ذکر بھی ہے

وقد قیل انه اخرما نزل علیه الیوم اکملت	یعنی تحقیق کہا گیا کہ بروایت صحیحہ ثابتہ صریحہ
لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی	رسول اللہ صلعم پر جو آیت سب سے آخر مین نازل
ورضیت لکم الاسلام دینا وهی	ہوئی وہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم
الروایة الصحیحة الثابتة الصریحة	نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ہے اور یہ
کان نزولها فی امیر المومنین علی	آیت غدیر خم مین درباب امیر المومنین علی
بن ابیطالب صلوة الله علیه بغدیر	بن ابیطالب علیہ الصلوۃ والسلام نازل
خم۔	ہوئی۔

(تاریخ یعقوبی ج۔۲ مطبوعہ لیدن ۱۸۸۳ء)

ناسخ التواریخ۔ ج۔ اول از کتاب دوم مطبوعہ طہران ص۵۱۲ مین ہے۔ ۱۸۔ ذیحجہ غدیر خم کے روز یکصد وبست ہزار تن بشمار میرفت یعنی ایک لاکھ بیس ۱۲۰ ہزار آدمیون کا مجمع تھا، جبرئیل فرود شد این آیت مبارک بیاورد جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور یہ آیت لائے) الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوهم واخشون الیوم اکملت لکم دینکم واتممت

عـــہ شبلی صاحب المامون مین لکھتے ہین وہ امین کا قتل ۲۵ محرم ۱۹۸ھ مین ہوا، مامون الرشید کی مستقل خلافت اسی تاریخ سے شروع ہوتی ہے ابن واضح کاتب عباسی جو مامون الرشید سے قریب تر زمانہ مین تھا اس نے اپنی تاریخ (یعقوبی) مین مامون کی خلافت مستقل کا اسی تاریخ سے حساب کیا ہے اور نجوم کے قاعدے کے موافق مسند نشینی کا ایک زائچہ نقل کیا ہے
مامون الرشید کے زمانے سے نہایت قریب تر تاریخ جو آج دستیاب ہوسکتی ہے ابن واضح عباسی کی تاریخ ہے یہ مصنف مامون کے زمانے کے واقعات ان لوگون کی زبانی روایت کرتا ہے جو خود مامون کے عہد مین موجود تھے

(ص۲۳۳-۲۴۴ مطبوعہ کانگریس پریس دہلی بار چہارم)

علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

جس کے بعد رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا۔

الحمد للہ علی کمال الدین وتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی من بعدی۔

پس مردمان فوج فوج بر آنحضرت درآمدند وبدینگونہ سلام دادند وگفتند السلام علیک یا امیر المومنین۔

پس صحابہ کے گروہ کے گروہ جناب امیر علیہ السلام کی خدمت مین آے اور السلام علیک یا امیر المومنین کہتے

عمر بن الخطاب برین تہنیت سخنے چند برافزود گفت بخ بخ لک اصبحت مولای ومولی کل مومن ومؤمنۃ

اور حضرت عمر نے اس تہنیت مین چند کلمہ اور اضافہ کرکے کہا مبارک ہو مبارک ہو ایسی صبح کی کہ مولا ہوے میرے اور تمام مومنین اور مومنات کے۔

اور رسول خدا صلعم نے فرمایا

انہ سید المسلمین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین وھذا ولی کل مومن بعدی وان علیاً منی وانا منہ وھو ولی کل مومن ومومنۃ

بتحقیق تو مسلمانون کا سردار اور متقیون کا امام ہے اور سفید منھ والونکا قائد ہے اور میرے بعد کل مومنین اور مومنات کا ولی ہے اور بتحقیق علی مجھسے ہے اور مین علی سے ہون اور وہ ولی ہر کل مومنین کا اور مومنہ کا

کتاب مفتاح النجا مولفہ علامہ مرزا محمد بن معتمد خان بدخشی مین ہے۔

اخرج عبد الرزاق الرسعنی عن ابن عباس قال لما نزلت ھذہ الایۃ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک اخذ النبی صلعم بید علی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخرج ابن مردویہ عن ابی سعید الخدری مثلہ وفی اخرہ فنزلت الیوم اکملت لکم دینکم الایۃ فقال النبی اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی والولایۃ

عبد الرزاق رسعنی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب نازل ہوئی یہ آیت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک تو پیغمبر صاحب نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ جس کا مین مولا ہون اسکا علی مولا ہے اے خدا دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے اور مثل اس حدیث کے ابن مردویہ نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے جسکے آخر مین یہ فقرہ اور ہے کہ جب آنحضرت نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرمایا تو یہ آیت نازل ہوئی

لعلی بن ابی طالب۔	الیوم اکملت لکم دینکم الخ پس آنحضرتؐ نے

کہا اللّٰہ اکبر (تکبیر کہتا ہون) اکمال دین اور اتمام نعمت پر راضی ہونے خداوند عالم کے میری رسالت اور علی کی ولایت سے۔

اور کتاب مانزل من القران فی علی مین حافظ ابونعیم احمد بن عبداللّٰہ اصفہانی نے یہ روایت اخراج کی ہے۔

عن قیس بن الربیع عن ابی ھارون	باسناد مذکورہ ابوسعید خدری سے مروی ہے،
العبدی عن ابی سعید الخدری ان	کہ حجۃ الوداع کے واپسی مین پنجشنبہ کے دن
رسول اللّٰہ صلعم دعا الناس الی علی فی	غدیر خم مین رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ خنونکر
غدیر خم وامر بما تحت الشجرۃ من	نیچے سے کانٹے وغیرہ صاف کئے جائین پھر دوپہر کو
شوك فقم وذلك فی یوم الخمیس	لوگون کو جمع کرکے سب کو علی کی ولایت کیطرف
فدعا علیا فاخذ بضبعیہ فرفعھا	بلایا اور حضرت علی کے دونون بازو پکڑکے اٹھاکے
حتی نظر الناس بیاض ابطی رسول	اسقدر لبند کیا کہ لوگون نے رسول خدا کے
اللّٰہ صلعم ثم لم یفترقوا حتی نزلت	بغلون کی سفیدی مشاہدہ کی پس لوگ ابھی
ھذہ الآیۃ الیوم اکملت لکم	متفرق نہ ہوئے تھے کہ آیہ الیوم اکملت لکم
دینکم واتممت علیکم نعمتی و	دینکم الآیۃ نازل ہوا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ
رضیت لکم الاسلام دینا فقال	اللّٰہ اکبر (خدا کا شکر ادا کرتا ہون) اکمال
رسول اللّٰہ صلعم اللّٰہ اکبر علی اکمال	الدین اور اتمام نعمت پر اور اس امر پر کہ
الدین واتمام النعمۃ ورضی الرب	خداوند کریم میری رسالت اور میرے بعد
برسالتی وبالولایۃ لعلی من بعدی	علی کی ولایت سے خوشنود ہوا۔

اور سند مذکورہ سے حافظ ابن کثیر نے اپنے تفسیر ج ۳ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ جو حاشیہ فتح البیان مولوی صدیق حسن خان پر طبع ہے جس کے صفحہ ۲۸۱ مین بہ تفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم یہ ہے۔

وقد روی ابن مردویہ من طریق	حافظ ابن مردویہ نے ابی ہارون عبدی کے
ابی ھارون العبدی عن ابی سعید	طریق ابوسعید خدری کے سند سے روایت
الخدری انھا نزلت علی رسول اللّٰہ	کی ہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم غدیر خم
صلعم یوم غدیر خم حین قال لعلی	کے روز اسوقت نازل ہوا جبکہ حضرتؐ نے

ع۵ ابن مردویہ کی توثیق خود تفسیر ابن کثیر مذکورہ کے ج ۱ سورۃ النساء بتفسیر صلاۃ الخوف ص۵۴۸ مین ہے وقد اجاد الحافظ ابوبکر بن مردویہ فی سرد طرقہ والفاظہ وکذا ابن جریر ولطوزہ فی کتاب الاحکام الکبیر انشاء اللّٰہ وبہ الثقۃ۔ حاصل ترجمہ حافظ ابن مردویہ نے اپنے طرق کے نظم اور الفاظ کو بہت جید کیا ہے۔ اور اسی طرح ابن جریر بھی جسکو ہم کتاب الاحکام الکبیر مین لکھین گے انشاءاللّٰہ اور اسی خدا پر اعتماد ہے

من کنت مولاہ فعلی مولاہ ثم
رواہ عن ابی ھریرۃ و فیہ انہ
الیوم الثامن عشر من ذی الحجۃ
مرجعہ علیہ السلام من حجۃ الوداع

علی کے لئے فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں
اس کا علی مولا ہے اور حافظ ابن مردویہ نے
ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ یہ اٹھارہویں
ذیحجہ تھی یعنی حجۃ الوداع کے مراجعت میں

وفی التاریخ البدایۃ والنہایۃ للحافظ ابن کثیر (کتب خانہ بانکی پور پٹنہ کے صد ۲۱۳ میں ہے)

رواہ ضمرۃ[1] عن ابن شوذب عن مطر الوراق عن شھر بن حوشب عن ابی ھریرۃ قال لما اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بید علی قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فانزل اللہ عزوجل الیوم اکملت لکم دینکم قال ابو ھریرۃ وھو یوم غدیر خم من صام یوم ثمانی عشرۃ من ذی الحجۃ کتب لہ صیام ستین شھرًا۔

ترجمہ۔ ضمرہ نے ابن شوذب سے اس نے مطر وراق سے اوس نے شہر بن حوشب سے اس نے ابو ہریرہ کے سند کی روایت کی ہے کہا ابو ہریرہ نے جبکہ پکڑا ہاتھ علی کا رسول اللہ نے اور فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ تو الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوا کہا ابو ہریرہ نے یہ دن غدیر کا تھا۔ (یعنی ۱۸ ذیحجہ تھی۔ جو اٹھارہویں ذیحجہ کو روزہ رکھے تو اس کے واسطے ساٹھ مہینہ کے روزہ کا ثواب لکھا جائے گا۔

اور حدیث مذکورہ کے تائید کی یہ حدیث کتاب مودۃ القربی سید علی ہمدانی مودۃ خامسہ صد ۲۶ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۳۱۰ھ سے نقل کیجاتی ہے

عن ابی ھریرۃ رض قال من
صام یوم الثامن عشر من ذی الحجۃ کان
لہ کصیام ستین شھرا وھو الیوم الذی
اخذ فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ جو شخص اٹھارہ
ذیحجہ کو روزہ رکھے تو اس کا ثواب ساٹھ مہینہ
کے روزہ کے برابر ہوگا اور وہ دن غدیر خم ہے
جسمیں رسالت مآب نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر

[1] توثیق (ضمرہ) طبقات جز ہفتم قسم دوم میں ہے، ضمرۃ بن ربیعۃ دکنی (باعث اللہ) کان ثقۃ مامونا خیرا لم یکن ھناک افضل منہ مات اثنتین ومائتین صد ۱۷۲
ایضاً روایت مذکورہ کے کل رواۃ کی توثیق غنیۃ الطالبین شیخ عبدالقادر جیلانی صد ۴۲۲ فصل ۲۷ رجب کے روزہ کے بیان مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور سنہ ۱۳۰۹ھ سے ہوتی ہے۔ اخبرنا ضمرۃ بن ربیعۃ القرشی عن ابن شوذب عن مطر الوراق عن شھر بن حوشب عن ابی ھریرۃ عن النبی صلعم قال من صام یوم السابع والعشرین من رجب کتب لہ ثواب صیام ستین شھرًا واول یوم نزل فیہ جبرئیل علیہ السلام علی النبی صلعم بالرسالۃ ایضاً۔ فی سیرۃ الحلبیہ ج ۱ اول صد ۲۵۷ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۸ھ) فقد اورد الحافظ الدمیاطی فی سیرۃ عن ابی ھریرۃ رض قال من صام یوم سبع وعشرین من رجب کتب اللہ تعالی لہ صیام ستین شھرًا وھو الیوم الذی نزل فیہ جبرئیل علی النبی صلعم بالرسالۃ واول یوم ھبط فیہ جبرئیل (ترجمہ روایت اول) ضمرہ بن ربیعہ قرشی نے ابن شوذب سے اس نے مطر وراق سے اس نے شہر بن حوشب سے اس نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا آپ نے کہ جو شخص ماہ رجب کے ستائیسویں دن کا روزہ رکھے گا تو لکھا جاتا ہے اس کے لئے ثواب ساٹھ مہینہ کے روزہ کا اور وہ پہلا دن ہے جسمیں نزول فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے نبی صلعم پر ساتھ پیغمبری کے (اس روایت کو حافظ دمیاطی نے اختیار کیا ہے)
اور حافظ ابن کثیر ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کو قبول کرتے ہوئے ۲۰ ذیقعدہ پنجشنبہ کے شام حشب سے کم و آٹھ ذیحجہ جمعہ ۹ ذیحجہ عرفہ کو شنبہ ۱۸ ذیحجہ دوشنبہ لائے ہیں (دیکھو حاشیہ صد ۱۰ اور صد ۱۲ کتاب ہذا) اور دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک کا پہلا خانہ صد ۱۹ اور نقشہ جنتری حرف جیم کا دوسرا خانہ صد ۲۲ کتاب ہذا
اور حضرت ابن عباس کی روایت سے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول بروز دوشنبہ ہوا جو ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر میں واقع ہوتا ہے (دیکھو صد ۱۳ کتاب ہذا)

وسلم بید علی فی تلک الحجرة فقال علیہ الصلوٰة والسلام من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ وعن الامام الباقر علیہ السلام مثل ذلک بل یروی عن کثیر الصحابة فی اماکن مختلفة ھذا الخبر۔

ارشاد فرمایا کہ جسکا مین مولا ہون اُس کا مولا علی ہے الٰہی دوست رکھ اُسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن رکھے علی کو اور چھوڑ دے اسکو جو چھوڑ دے علی کو اور نصرت کر اُسکی جو نصرت کرے علی کی اور مثل اس حدیث کے امام محمد باقر علیہ السلام سے بلکہ کثیر صحابہ سے اور مختلف مقامات سے یہ حدیث مروی ہے۔

اور اسی مودة خامسہ سید علی ہمدانی کے صفحہ ۱۸ مین ہے۔

عن فاطمة علیہا الصلوٰة والسلام قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من کنت ولیہ فعلی ولیہ ومن کنت امامہ فعلی امامہ

جناب فاطمہ علیہا السلام سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جسکا مین ولی ہون اوسکا علی ولی ہے اور جسکا مین امام ہون اوسکا علی امام ہے۔

اور تاریخ مذکورہ حافظ ابن کثیر (جسکا قلمی نسخہ کتبخانہ مولوی عبدالباری ستا لکھنوی نوشتہ ۷۵۲ھ مین ہے

توفی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنان ثانی عشر ربیع الاول علی المشہور وذلک سنة احدی عشرة من الھجرة ذلک فی صبیحة ذلک الیوم فاستغل الناس بعقد الصدیق فی سقیفة بنی ساعدة ثم فی المسجد النبوی کما مت له مدة العاشر فی بقیة یوم الاثنین وکانت خلافة الصدیق سنتین وثلاثة اشھر وعشرا ایاماً وکانت وفاة الصدیق یوم الاثنین لثمان بقاین من جمادی الاٰخرة سنة ثلاث عشرة۔ ترجمہ۔ یعنی وفات فرمایا رسول اللہ نے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ دوشنبہ کے دن چڑھے اسی دن لوگونکا سقیفہ بنی ساعدہ مین شغلہ بیعت ابوبکر کا ہوا پھر مسجد نبوی مین بیعت تمام باقی یوم دوشنبہ مین واقع ہوئی اور خلافت ابوبکر صدیق کی دو سال تین مہینہ دس دن ہوئے اور وفات ابوبکر صدیق کی ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ مین واقع ہوئی۔

روایت صحیح سے مدت خلافت ابوبکر دو سال تین مہینے دس راتین ہین اور بخاری کی روایت انس سے وفات النبی آخر یوم دوشنبہ کے آخر وقت مین واقع ہوئی جس سے ۱۲ ربیع الاول کو وفات النبی کے بعد سے باہوین شب ۲۲ جمادی الآخرہ کا حساب اسحٰق کے دس راتون کا ہوتا ہے۔

شاہ ولی اللہ رسالہ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مین لکھتے ہین۔ ثم الامیر السید علی الھمدانی اخذ الطریقة عن الشیخ شرف الدین محمود بن عبداللہ المزدقانی والشیخ تقی الدین الدوستی السمنانی کلاھما عن الشیخ علاءالدولہ احمد بن محمد السمنانی الخ۔

ملا عبدالرحمن جامی نفحات الانس مین لکھتے ہین کہ امیر سید علی شہاب الدین بن محمد الہمدانی قدس سرہ جامع بودہ است میان علوم ظاہری و باطنی و برادر علوم اہل باطن مصنفات مشہورہ است × × سہ نوبت ربع مسکون را سیر کردہ و صحبت ہزار و چہار صد ولی دریافتہ کردہ و چہار صد ولی را دریک مجلس دریافتہ سادس ذی الحجہ سنہ ست وثمانین وسبعمائة نزدیک بولایت کنر دسواد فوت شدہ و از انجا بختلان نعش نقل کردند۔

چنانچہ سیرت شبلی۔ ج۔ ثانی صفحہ ۱۴۳ پہلی سطر میں ہے۔

اب وفات کا وقت قریب آرہا تھا۔ سہ پہر تھی زیر حاشیہ نمبر ایک مرقوم ہے۔ ابن اسحاق نے سیرت میں لکھا ہے کہ وفات دوپہر کو ہوئی لیکن انس بن مالک سے بخاری اور مسلم میں یہ روایت ہے کہ آخر یوم یعنی دوشنبہ کے آخر وقت وفات فرمائی"

پس یہ وفات ۱۱ ربیع الاول دوشنبہ کے شام میں واقع ہوئی۔ اور تجہیز و تکفین کا کام دوسرے دن یعنی بارہ (۱۲) ربیع الاول سہ شنبہ کو شروع ہوا۔ اسی دن دن چڑھے صحابہ اپنے اپنے مقام سے آئے اسلئے وفات ثانی دن چڑھے بعض لوگوں نے قرار دیا ہے جو صحیح نہیں ہے اور بلا سند ہے یعنی اسی یوم سہ شنبہ کو رسول اللہ صلعم بعد دوپہر دفن ہو گئے"

(دیکھو الفاروق شبلی صفحہ ۹۶ مطبوعہ کانپور ۱۸۹۹ء)

جس حدیث کو حافظ ابن کثیر نے ابن مردویہ کے طریق ابی ہارون عبدی اور ابو سعید خدری کے سند سے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم۔ کا نازل ہونا غدیر خم میں نقل کیا ہے اسی کو حافظ ابونعیم نے کتاب ما نزل من القرآن فی علی میں قیس بن الربیع اور ابی ہارون العبدی کے طریق اور ابو سعید خدری کے سند سے آیہ موصوفہ کا نزول غدیر خم میں پنجشنبہ کے دن تکبیر و شکریہ کے ساتھ وارد کیا ہے۔

اسی حدیث کو علامہ طبرسی[۵۱] نے اپنے تفسیر مجمع البیان مطبوعہ طہران صفحہ ۲۸۲ میں علامہ ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ حسکانی[۵۲] (جو پانچویں صدی کے علما اعلام سے ہیں) کے سند سے نقل کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔

وقد حدثنا السید العالم ابو الحمد مہدی بن نزار الحسینی قال حدثنا ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ الحسکانی قال خبرنا ابو عبد اللہ الشیرازی قال خبرنا ابوبکر الجرجانی قال حدثنا ابو احمد البصری قال حدثنا احمد بن عمار بن خالد قال حدثنا یحیی[۵۳] بن عبد الحمید قال حدثنا قیس بن الربیع عن ابی ھارون العبدی عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلعم لما نزلت ھذہ الآیۃ الیوم

---

۵۱ الشیخ الامام امین الدین ابو علی الفضل بن الحسن الفضل الطبرسی ثقۃ فاضل دین عین لہ تصانیف منہا مجمع البیان فی تفسیر القرآن عشر مجلدات × × قال ابن شہر آشوب لیس الوحید فی معالم العلماء شیخی ابو علی الطبرسی لہ مجمع البیان فی معانی القرآن المتوفی ۵۴۸ھ (منہج المقال مطبوعہ طہران صفحہ ۲۵۹)

۵۲ طبقات الحافظ سیوطی میں ہے۔ الحسکانی القاضی المحدث ابو القاسم عبید اللہ بن عبد اللہ بن احمد بن محمد بن الحسکانی القرشی العامری النیشاپوری ویعرف بابن الحذاء و شیخ متقن ذو عنایۃ تامۃ بعلم الحدیث عمر و علا اسنادہ صنف فی الابواب وجمع حدث عن جدہ والحاکم و ابی طاہر بن محمش وتفقہ بالقاضی ابی العلاء الخ المتوفی ۴۷۰ھ۔

۵۳ ترجمہ یحیی حمانی، تراجم الحفاظ مرزا محمد بن معتمد خان میں ہے۔ قال ابو حاتم الرازی سألت یحیی بن معین عن الحمانی یعنی یحیی بن عبد الحمید فاجمل القول فیہ وقال سألہ کان یسرد مسندہ اربعۃ الاف سرداً وذکر ابو حاتم نحو عشرۃ الاف وقال کان احمد الحمد ثابن صدوق مشہور بالکوفۃ ما ینال فیہ الا من حسد وقال العباس الدوری لم یزل یحیی بن معین یقول یحیی بن عبد الحمید ثقۃ حتی مات۔

اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا قال اللّٰہ اکبر
علی کمال الدین واتمام النعمۃ ورضا الرب برسالتی وولایۃ علی بن ابی طالب من بعدی ثم قال
من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللّٰھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ

اور اسی تفسیر مجمع البیان کے صفحہ ۲۸۷ مین سورۂ مائدہ کے کامل نازل ہونیکی یہ روایت ہے

عن ابی حمزۃ الثمالی قال سمعت ابا عبداللّٰہ یقول نزلت المائدۃ کملا ونزل معہا سبعون الف ملک۔	ابی حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ نازل ہوا سورۂ مائدہ کامل جسکے ہمراہ ستر ہزار فرشتے اُترے

اور تفسیر مجمع البیان طبرسی کے صفحہ ۲۸۱ اور کتاب تشیید المطاعن کے صفحہ ۳۸۸ ج۔ اول مطبوعہ مجمع البحرین لودہیانہ ۱۲۸۳ھ مین ہے

وانہ ص مضی بعد ذلک باحد وثمانین لیلۃ والمروی عن الامامین ابی جعفر وابی عبداللّٰہ ع انہ انما نزل بعد ان نصب النبی صلعم علیا علما للانام یوم غدیر خم منصرفہ عن حجۃ الوداع قالا وھو آخر فریضۃ انزلہا اللّٰہ تعالیٰ ثم لم ینزل بعدھا فریضۃ۔	تحقیق رسول اللہ صلعم گذرے بعد نازل ہونے آیہ (الیوم اکملت لکم دینکم) کے اکیاسی راتون پر یہ روایت کی گئی ہے دونون اامون یعنی امام جعفر اور امام محمد باقر علیہما السلام سے اس بات کی کہ جز این نیست کہ نازل ہوئی آیت (الیوم اکملت لکم دینکم) بعد اسکے کہ منصوب کیا علی علیہ السلام کو سردار واسطے خلق کے غدیر خم کے روز

واپسی حجۃ الوداع مین ہر دو اامون نے فرمایا کہ یہ آخر فریضہ تھا کہ نازل کیا تھا اسکو اللہ جل شانہ نے جس کے بعد کوئی فریضہ نہین اُترا۔

اور مناقب آل ابی طالب ابن شہر آشوب[ع] واقعہ غدیر۔ ج۔ ۳ صفحہ ۲۳ مطبوعہ بمبئی مین ہے۔

وفی روایۃ الخدری انہ کان یوم الخمیس وقال ابن عباس ان النبی علیہ السلام توفی بعد ھذہ الآیۃ باحدی وثمانین یوماً۔	اور روایت ابو سعید خدری سے غدیر خم مین یوم پنجشنبہ تھا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونے کے بعد ۸۱ یوم پر وفات فرمائی۔

ع۔ تاریخ وافی بالوفیات (صفدی) مین ہے۔ محمد بن علی بن شہر آشوب ثانیۃ سین مھملۃ ابو جعفر السروری المازندرانی رشید الدین الشیعی احد شیوخ الشیعۃ حفظ القرآن ولہ ثمان سنین وبلغ النہایۃ فی اصول الشیعۃ کان یرحل الیہ من البلاد ثم تقدم فی علم القرآن والغریب والنحو ووعظ علی المنبر ایام المقتفی ببغداد فاعجبہ وخلع علیہ وکان بہی المنظر حسن الوجہ والشیبۃ صدوق اللہجۃ ملیح المحاورۃ واسع العلم کثیر الخشوع والعبادۃ والتہجد لا یکون الا علی وضوء اثنی علیہ ابن ابی طی فی تاریخہ ثناء کثیراً توفی فی سنۃ ثمان وثمانین وخمسمائۃ ۵۸۸ھ۔
اور علامہ سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ فی طبقات النحویین [illegible] محمد بن علی بن شہر آشوب ابو جعفر السروری المازندرانی رشید الدین الشیعی [illegible] ... ماتا سنۃ

نقل کی ہے اس نے سنا اپنے باپ (محمد) سے اس کے باپ نے اپنے باپ شہر سے اور اس کے باپ نے سنا امیر المومنین علیہ السلام سے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن کی بعض آیتیں ناسخ ہیں اور منسوخ آخر سورۃ جو رسول خدا پر نازل ہوئی وہ سورۂ مائدہ ہے۔ یہ سورہ ناسخ اپنے ماقبل کے کچھ ہے کوئی آیت اسکی منسوخ نہیں ہے شان نزول اسکا یہ ہے کہ رسول خدا ناقہ عضبا پر سوار تھے اس وقت آپ پر وحی (سورۂ مائدہ کی) نازل ہوئی الخ۔ جسکی تائید کی حدیث ارشاد الساری شرح صحیح بخاری قسطلانی (ج ۲ صفحہ ۶۵ مطبوعہ مصر ۱۳۰۴ھ) مین ہے وقد روی الامام احمد عن اسماء بنت یزید قالت انی لآخذۃ بزمام العضباء ناقۃ رسول اللّٰہ ص اذ انزلت علیہ المائدۃ کلھا وکادت ثقلھا تدق عضد الناقۃ۔ امام احمد نے اسماء بنت یزید سے روایت کی ہے کہ مین ناقہ عضباء رسول اللہ کی مہار کو پکڑے ہوئے تھی کہ ناگہان رسول اللہ پر پورا سورۂ مائدہ نازل ہوا جس قریب تھا کہ بوجھ سے

جب یہ امر حدیث سے یعنی ابو سعید خدری کے بیان سے ثابت ہو گیا کہ ۱۸ ذیحجہ غدیر خم کے دن پنجشنبہ کے آخر روز آیہ اکمال دین نازل ہوا اور یہی پنجشنبہ آگے یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ و ۲۹ صفر تک ابن اسحاق، واقدی ابن سعد کے بیان سے مطابقت کرتا ہے۔

اور گیارہ ربیع الاول کو (دوشنبہ) کے دن ۸۱ یوم بھی ہوتے ہیں اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) سے تیرہویں دن گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) اور ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) چودہواں روز ہوتا ہے تو آیہ اکمال دین کا شمول سورۂ مائدہ اور اصلی آخری آیت آیہ بلغ کا مدنیہ ہونا بالکل ٹھیک ٹھیک ثابت ہو گیا

حافظ ابن کثیر اپنے تفسیر ج ۔ ۳ صفحہ ۲۷۹ میں بتفسیر آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک تحریر فرماتے ہیں

والصحیح ان ھذہ الآیۃ مدنیۃ بل ھی من اواخر ما نزل بھا۔

اور صحیح اور محقق یہ ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک مدنی ہے بلکہ آیہ موصوفہ بحسب تنزیل قرآن کی آخری آیتوں سے ہے۔

یہ امر بالاتفاق مسلم ہے کہ آیہ اکمال دین کا نزول تکمیل تبلیغ کے بعد ہوا صرف بحث اس بات کی ہے کہ آیا دین اسلام اور تبلیغ رسالت کی تکمیل بروز عرفہ ہوئی یا بروز غدیر خم اور آیہ موصوفہ الیوم اکملت لکم دینکم خطبہ عرفہ میں نازل ہوا یا خطبہ غدیر خم کے بعد . . . . . ! آپ کا بیان ہے کہ آیہ اکمال دین کا نزول عین عرفہ میں ہوا۔

لیکن ہم عرض کرتے ہیں کہ اگر خطبہ عرفہ میں تبلیغ رسالت کی تکمیل ہو چکی تھی تو پھر اسکی کیا وجہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خطبہ کے تمام مقاصد و معارف کو خطبہ غدیر خم میں دوبارہ ادا فرمایا اور جو کلمات مواعظ و احکام اصولی کے آنحضرت نے خطبہ عرفہ میں فرمائے تھے انکا اعادہ پھر خطبہ غدیر خم میں کیا چنانچہ

روضۃ الصفا صفحہ ۱۷۳ ج دوم مطبوعہ بمبئی ۱۲۶۶ھ میں

بعد از قطع منازل بغدیر خم کہ نواحی جحفہ است رسیدہ در آن مرحلہ نزول فرمود و آنحضرت نماز پیشین گذاردہ روی با صحاب آورد فرمود الست اولیٰ بالمومنین

کہ جب رسول مقبول حجۃ الوداع سے مراجعت فرما کر منزل غدیر خم علاقہ جحفہ میں پہونچے تو وہاں قیام پذیر ہو کر نماز ظہر اول وقت ادا فرمائی پھر آپنے اپنے اصحاب کیجانب مخاطب ہو کر ارشاد کیا

من انفسهم آیا نیستم من اولی بمومنان
از نفسهای ایشان وبقولی فرمود که
گویا مرا بعالم بقا استدعا نمودند من
اجابت کردم معلوم شما باد که من در میان
شما دو امر عظیم می گزارم که یکی از دیگری
اعظم است قران و اہلبیت من ببینید
که بعد از من چگونه و بچه کیفیت با آن دو
امر سلوک خواهید کرد و رعایت آن
دو امر بچه نوع بجای خواهید آورد و
آن دو امر از هم متفرق نخواهند گشت تا
در کنار حوض کوثر بمن رسند بعد از آن
بزبان معجز بیان گزرانید که بدرستیکه
خدای تعالی مولای من است و من
مولای مومنان آنگاه دست علی را
گرفته فرمود من کنت مولاه فعلی مولاه
اللهم وال من والاه وعاد من عاداه
واخذل من خذله وانصر من
نصره وادر الحق معه حیث کان

کیا میں کل مومنین کیلئے انکے نفسوں سے اولی
نہیں ہوں اور دوسری روایت میں یوں
ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں عالم بقا کیطرف
بلایا گیا ہوں اور میں نے اس حکم الٰہی کو
قبول کیا ہے۔ پس آگاہ ہو کہ میں تم میں
دو امر عظیم چھوڑتا ہوں جو ایک دوسرے
سے بزرگ تر ہیں قران مجید اور اہلبیت
میرے سو تم دیکھو اور احتیاط کرو کہ میرے
بعد ان دونوں سے کیا سلوک کروگے
اور ان کے حقوق کی رعایت کس طرح
ملحوظ رکھوگے اور یہ دونوں جب تک میرے
پاس حوض کوثر پر وارد ہوں ایک دوسرے
سے جدا نہ ہوں گے۔ بعد از آن فرمایا کہ
خدا تعالی میرا مولا ہے اور میں کل مومنین
کا مولا ہوں یہ فرماکر پیغمبر صاحب نے حضرت
علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا کہ جسکا میں مولا
ہوں اسکا علی مولا ہے خدایا دوست رکھ
اسکو جو علی کو دوست رکھے۔ اور دشمن رکھ

اس کا ثبوت کہ ۲۵ ذوقعدہ سنہ ۱۰ھ سفر حجۃ الوداع میں یوم شنبہ) اور ۹ ذالحجہ عرفہ میں دوشنبہ) اور ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم میں (پنجشنبہ)
تھا۔ یہی پنجشنبہ سترہ ویں یا ۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ کو ہوتا ہے جس کا دسواں دن ۹ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو یوم دوشنبہ تھا چنانچہ دوقایع سنہ ۱۱ھ روضۃ
الصفا ج ۲ صفحہ ۱۷۷ و صفحہ ۱۷۸۔ در روز دوشنبہ سادس عشرین صفر فرمان داد که طایفه از مسلمانان تهیه اسباب مقابله و مقاتله لشکر روم پردازند و بعد از
اسامه بن زید را طلبیده فرمود که ترا امیر این لشکر ساخته ام برو تا بنواحی موته که پدرت را کشته اند و بر سر آن جماعت تاختن کن و آتش در اماکن
و امتعه ایشان زن و در رفتن تعجیل نمای تا پیش از وصول خبر بر سر آن قوم رسی و اگر خدای تعالی ترا بر ایشان ظفر دهد زیاده توقف
منمای و زود باز آی و جاسوسان از پیش روان کن و راه بران همراه خویش گردان و در روز چهارشنبه ثامن عشرین [illegible] آن سرور را
شب و درد سر عظیم روی نمود و در روز پنجشنبه همین ماه با وجود انحراف مزاج مبارک لوای بدست خجسته اسامه بست و او گفت اغز بسم الله
و فی سبیل الله فقاتل من کفر بالله و اسامه لوا را برگرفته و بیرون رفته به بریده بن الحصیب داد تا صاحب لوای آن لشکر او باشد و اسامه
موضع جرف را منزل ساخت تا سپاه در آنجا مجتمع کردند و از موقف نبوت فرمان واجب الاذعان صادر گشت که صدیق و فاروق و ذی النورین
وغیرهم از اعیان مهاجر و اشراف انصار در آن سفر با اسامه مرافقت نمایند بر خاطر بعضی از یاران گران آمده زبان طعن دراز کرده
گفتند رسول الله این غلام را بر مهاجرین اولین و جماعتی این چنین حاکم گردانیده سخن طاعنان بسمع حبیب ملک منان رسید و عظیم خشمناک
شد و عصابه بر سر مبارک بست با وجود صداع از منزل مقدس بیرون آمد بر منبر رفته بعد از شکر و سپاس فرمود که یا معشر الناس

باقی حاشیہ صفحہ ۷۱

محصل آنچه در کتاب اعلام الوری و ربیع الابرار
درین باب مسطوره مذکور شده این ست
که حضرت مقدس نبوی در وقت مراجعت
از مکه چون بغدیر خم رسید فرمود تا زیر
درختان آن موضع را صفا دادند و پالانهای
شتران را جمع کرده بر زبر یکدیگر نهادند
آنگاه باشارت آنحضرت بلال موذن ندا
کرد الصلوة جامعة و بروایتی ندا کرد حیّ
علی خیر العمل خلق مجتمع گشته رسول
الله بر بالای آن پالانها بر آمد و علی
نیز بامر آن سرور بر آن موضع بر آمد در
پهلوی راست او بایستاد و حضرت
ختمی پناه زبان خجسته بشکر و سپاس حضرت
عزت کشود و خلائق را نصیحت فرمود و
از مرگ خویش ایشان را خبر داده فرمود که
مرا بدار باقی میخوانند و زود باشد که
اجابت کنم۔

اسکو جو علی کو دشمن رکھے اور مخذول فرما
اسکو جو علی کو مخذول کر دانے اور نصرت
کر اسکی جو علی کی نصرت کرے اور پھیر دے
حق کو علی کی جانب جدہر علی پھر جائے
اس باب مین اعلام الوری اور ربیع الابرار
مین جو کچھ ہے اسکا محصل یہ ہے کہ جناب
رسول جب مکہ سے پلٹتے وقت غدیر خم
مین پہونچے تو ارشاد فرمایا کہ ان درختون
کے نیچے صفائی کیجائے اور پالان
شتر کو ایک دوسرے پر رکھ کر منبر بنایا
جاوے اسوقت حضرت کے حکم سے
بلال نے الصلوۃ جامعہ سے بروایت
دیگر حیّ علی خیر العمل کی ندا دی جب
سب لوگ مجتمع ہوگئے تو رسول اللہ بالائے
منبر رونق افروز ہوئے۔ اور حضرت علی
بھی داہنے جانب کھڑے ہوگئے اور ختمی
مرتبت نے حمد و سپاس الٰہی سے لب کشائی فرمائی
اور حضار کو وعظ و نصیحت کی اور اپنی رحلت کی پیشینگوئی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ عالم جاودانی سے میری طلبی
ہو رہی ہے۔ عنقریب مین قبول دعوت کرلون گا۔ . . . .

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ این چہ سخن است که در باب امارت اسامہ از شما بمن رسیده اگر امروز طعن در امارت وے می کنید البتہ طعن
در امارت پدر وے یعنی زید پیشتر کرده اید بخدا سوگند که زید شائستہ امارت بود بعد از وی پسرش نیز شائستہ امارت است
اکنون وصیت مرا در شان بخیر و نیکوے قبول کنید که او از جملہ اخیار شماست پس چون حضرت مقدس نبوی ازین حدیث فارغ گشت از منبر
فرود آمده بجانب حجره همایون شتافته و این قضیه در روز شنبه عاشر ربیع الاول دست داد و درین روز طایفه که مامور گشته بودند که
با اسامه بروند فوج فوج بمنزل اقدس می آمدند و آنحضرت را وداع کرده بلشکرگاه می شتافتند و در آن روز مرض رسول الله
سمت تزاید پذیرفته روز یکشنبه یازدهم ماه مذکور اسامه از لشکر خویش بعزم وداع آنحضرت بیرون آمد و بر بالین مبارکش حاضر شده
سر و دست آنحضرت را بوسید و مرض رسول الله در آن روز چنان اشتداد یافت که قوت تکلم نداشت اما دستهاے مبارک بر آسمان
می داشت و بر اسامه فرود می آورد و اسامه گوید که معلوم کردم که مرا دعا میکند بعد از آن اسامه از حجره رسول الله بیرون آمده بلشکرگاه
رفت و شب در آنجا توقف کرده صباح دوشنبه بار دیگر بخدمت آنحضرت مبادرت نمود در آن زمان رسول الله را خوشی روی نموده بود
و اسامه را وداع کرده فرمود اغز علی برکة الله۔
بنابر فرموده پیغمبر بمعسکر معاودت نموده فرمان داد تا لشکر بآن کوچ کنند و چون خواست که خود سوار شود مادرش ام ایمن باو پیغام داد که رسول الله

وازمیان شما بیرون روم و درمیان
شما دو چیز میگذارم که اگر دست بران
زنید گمراه نشوید وآن دو چیز
کتاب خدا است و عترت من و این هر دو
جدا نشوند تا برلب حوض کوثر بمن رسند
آنگاه فرمود که اے گروه مردم کیست
اولی بشما از نفسہاے شما مجموع جواب
دادند که خداے عزوجل و رسول او
فرمود که ہر که من بدو اولی ام از نفس
او علی بدو اولی است از نفس او
و دست علی را گرفته از بالاے جہاز
شتر بر داشت چنانچه قدم امیر
برسر زانوے پیغمبر رسید و فرمود ہر کرا
من مولاے اویم علی مولاے اوست
بارخدایا دوست دار آنرا که او را دوست
دارد و دشمن دار آن را که او را دشمن
دارد و یاری ده آنکس را که او را
یاری دہد و مخذول گردان آنکس که
او را مخذول دارد و فرو گذارد پس
فرود آمد و در خیمهٔ خاص بنشست و فرمود
که امیر المومنین علی در خیمهٔ دیگر بنشیند
بعد از آن طبقات خلائق را امر کرد
که بخیمهٔ علی رفتند و زبان تہنیت
آنحضرت کشادند و چون مردم

اور تمہارے درمیان سے دوسرے
عالم کا عازم ہون گا اور تم مین دو
چیزون کو چھوڑ جاونگا اور وہ دو چیزین
کتاب خدا اور میری عترت ہے
یہ دونون حوض کوثر تک ایک دوسرے
کا ساتھ نہ چھوڑین گے اس کے بعد
ارشاد ہوا کہ اے حاضرین وقت تمہارے
نفسون سے تمہارے نزدیک اولی
کون ہے سب نے باتفاق لفظ جواب
دیا کہ خدا اور اُس کا رسول۔ ارشاد
فرمایا کہ ہر وہ شخص جس کے نفس ...سے
مین اولی ہون علی (بھی) اس کے نفس سے
اولی ہے اور علی کا ہاتھ پکڑ کر بالاے شتر سے
اوٹھا لیا اتنا بلند کیا کہ علی کے قدم
رسول کے زانون تک پہونچ گئے اور
ارشاد فرمایا جس شخص کا مین مولا
ہون علی (بھی) اُس کے مولا ہین معبود
اُسکو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے
اور اوسے دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے
اور اُسکی نصرت کر جو علی کی نصرت
کرے اور اُسکو چھوڑ دے جو علی کو چھوڑ دے
(اس کے بعد) خیمهٔ خاص مین فروکش ہوئے
اور حکم دیا کہ امیر المومنین علی دوسرے
خیمہ مین نشست فرمائین اس کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ درحالت نزع است لاجرم اسامہ بازگشتہ اصحاب نیز مراجعت کردند صفحہ ۲ مین بذکر خلافت حضرت ابوبکر مرقوم ہے۔ وکانت خلافتہ مدت سنتین وثلاث اشہر وعشر لیال وکان مولدہ بعد عام الفیل بثلاث سنین۔ یعنی مدت خلافت (حضرت ابوبکر) دو سال تین مہینے دس راتین انکی ولادت سنہ فیل کے تین برس بعد واقع ہوئی۔

ازین امر فارغ شدند امہات
بفرمودہ خواجہ کائنات نزد
علی رفتہ ادرا تہنیت گفتند واز
جملہ اصحاب عمر بن الخطاب گفت
خوشا حال تو اے علی کہ صباح کردی
مولائے من ومولائے جمیع مومنین
ومومنات۔

گروہ خلائق کو مامور فرمایا کہ علی کے
خیمہ میں جاکر تہنیت دیں جب لوگ
اس سے فارغ ہوگئے تو امّہات
(مومنین) کو حکم دیا کہ علی کے پاس
جاکر تہنیت ادا کریں او منجملہ تمام صحابہ
کے عمر بن خطاب نے کہا اے علی
خوشا حال آپ پر آپ تو صبح کو
اور تمام مومنین اور مومنات کے مولا ہوگئے

مورّخ حبیب السیر اپنے تاریخ جزو سوم جلد اول مطبوعہ بمبئی ۱۸۵۷ھ کے صفحہ ۷۶، ۷۷ میں لکھتے ہیں

درکشف الغمہ[۵] مسطور است۔ این آیہ نازل شد یا ایّھا الرّسول بلّغ ما انزل الیك من ربّك یعنی فی استخلاف علی والنص علیہ بالامامۃ فان لم تفعل فما بلّغت رسالتہ واللہ یعصمك من النّاس وبلال باشارت آنحضرت ندا کرد کہ الصّلوٰۃ جامعۃ دبر دلیتے آوردہ اند کہ حیّ علیٰ خیر العمل وخلایق مجتمع گشتہ رسول اللہ صلعم بربالائے آن پالانہا برآمد وعلی مرتضیٰ نیز بفرمودہ آنحضرت بالا رفتہ بریمین سید المرسلین بایستاد وآن سرور بعد از حمد وثنائے باریتعالیٰ از انتقال خویش بعالم بقا مردم را آگاہ گردانید وفرمود کہ من درمیان شما دو امر عظیم میگذارم اگر دست درآن زنید گمراہ نشوید ویکے ازآن دو بزرگ تر است از دیگرے وآن دو چیز گرانمایہ قرآن است واہلبیت من واین ہردو از یکدیگر جدا نشوند تا درلب حوض کوثر بمن رسند پس فرمود کہ ایّھا النّاس الستُ اولیٰ بکم من انفسکم آیا نیستم من اولیٰ بشما از نفسہائے شما از اطراف بجواب آواز برآمد کہ بلےٰ آنحضرت فرمود ہر کہ من اولیٰ ام بانفس او علی بدو اولیٰ است از نفس او آنگاہ دست شاہ ولایت پناہ را گرفتہ گفت من کنت مولاہ فھٰذا علی مولاہ اللّھمّ وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ وادر الحق معہ حیث کان۔

پس امیر المومنین کرم اللہ وجہہ بموجب فرمودہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم در خیمہ نشست تا طوائف خلائق بملازمت رفتہ لوازم تہنیت بتقدیم رسانیدند واز جملہ اصحاب امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جناب ولایت مآب را گفت بخ بخ یا ابن ابی طالب اصبحت مولای ومولا کل مومن ومومنۃ خوشا حال تو

---

۵ ترجمہ (کشف الغمہ) فی تاریخ الائمہ لعلی بن عیسی الاربلی المتوفی سنہ ۶۹۲ھ
(کشف الظنون)

اے پسر ابو طالب بامداد کردی در وقتیکہ مولاے من و مولاے ہر مومن و مومنہ بودی بعد از آن امہات مومنین برحسب اشارت سید المرسلین بخیمۂ امیر المومنین رفتہ شرط تہنیت بجائے آوردند و بر روایت علماء مذہب امامیہ آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ درین روز نازل گشت و حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود۔

اللہ اکبر علی اکمال الدین و اتمام النعمۃ و رضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی بن ابیطالب

حاصل ترجمہ۔ مورخ حبیب السیر تاریخ کشف الغمہ[۵] کے حوالہ سے لکھتے ہین کہ جب یہ آیت نازل ہوئی یعنی اے رسول پہونچا دو اس امر (حکم) کو جو تم پر تمہارے خدا کیطرف سے نازل ہوا یعنی (جناب علی علیہ السلام کے خلافت اور امامت کے نص ہین) پس اگر ایسا نہ کیا یعنی نہ پہونچایا تم نے ہماری رسالت کو اور خدا تم کو لوگون کے شر سے بچائیگا۔ جب حضرت بلال نے الصلوۃ جامعۃ سے بر روایت لفظ حی علی خیر العمل سے موافق اشارہ حضرت رسول صلعم کے ندا دی اصحاب جمع ہوئے اس کے بعد رسول مقبول بالاے منبر تشریف فرما ہوئے اور علی مرتضی موافق فرمانے کے حضرت صلعم کے داہنے جانب کھڑے ہو گئے اسوقت رسول خدا صلعم حمد و ثنائے الہی کے بعد اپنے رحلت آخرت سے لوگون کو آگاہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ مین تم مین دو امر عظیم چھوڑتا ہون جو ایک دوسرے سے بزرگ تر ہے اگر دونون چیزونکو پکڑو گے تو گمراہ نہ ہو گے۔ وہ دونون نفیس چیزین قرآن اور اہلبیت ہمارے ہین اور وہ دونون ایک دوسرے سے میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونے تک جدا نہ ہون گے۔

پھر فرمایا کہ (ایھا الناس کیا مین کل مومنین کے لئے اُن کے نفوس سے اولی نہین ہون) ہر جانب سے آواز آئی کہ سچ فرمایا آپنے آنحضرت نے فرمایا جس کے نفوس سے مین اولی ہون علی اولی ہے اون کے نفسون سے اُسوقت جناب علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ جسکا مین مولا ہون پس یہ علی بھی اوسکا مولا ہے خدایا دوست رکھ اُسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے اور مخذول فرما اسکو جو علی کو مخذول گردانے اور نصرت کر اُسکی جو علی کی نصرت کرے اور پھیر دے حق کو علی کیجانب جدہر علی پھر جائے۔

پھر علی علیہ السلام موافق فرمانے رسول مقبول صلعم کے خیمہ مین بیٹھے اور گروہ خلائق کا حضور ولایت مآب مین پہونچکر مراسم تہنیت بجالایا منجملہ اصحاب کے امیر المومنین عمر بن الخطاب نے جناب ولایت مآب سے کہا کہ مبارک ہو اے فرزند ابو طالب تم نے اس حال مین صبح کی کہ میرے اور تمام مومنین اور مومنات کے مولا ہوئے، بعد اس کے امہات مومنین موافق اشارہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام کے خیمہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام مین جاکر رسم تہنیت بجالائین علماء امامیہ کے روایت سے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوا

---

[۵] ترجمہ (تاریخ حبیب السیر) حبیب السیر فی اخبار افراد البشر فارسی لغیاث الدین بن ہمام الدین المدعو بخواند میر وھو تاریخ کبیر لخصہ من تاریخ والدہ المسمی بروضۃ الصفا × × × × وھو ثلث مجلدات کبار من الکتب الممتعۃ المعتبرۃ الخ المتوفی سنہ ۹۴۲

(کشف الظنون)

اور رسول مقبول نے ارشاد فرمایا کہ تکبیر کرتا ہوں اکمال دین اور اتمام نعمت پر اور اس امر پر کہ خداوند عالم میری رسالت اور علی بن ابی طالب کی ولایت سے راضی ہوا

پوشیدہ نہ رہے کہ خطبہ مین من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ کے بعد اصحاب کبار اور ازواج رسول مختار کا حضرت علی علیہ السلام کو مولائے مومنین ہونے کی مبارک باد دینا اور تقریب غدیر خم کو یوم عید و روز تہنیت گردانا واضح طور پر حضرت علی علیہ السلام کی مولائیت کا جو عظیم المرتبت مقصود ظاہر کرتا ہے وہ ارباب بصیرت کے لئے ہرگز محتاج شرح نہین ہے علی الخصوص حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا رسم تہنیت ادا اور ازواج مین حضرت عائشہ اور حفصہ دختران حضرت ابوبکر و عمر کا آنحضرت صلعم کے اشارہ سے خیمۂ امیر المومنین مین جا کر تعمیل حکم رسول مقبول سے تہنیت ادا کرنا اس بات کو واضح کرتا ہے کہ یہ جناب علی علیہ السلام کے ولایت اور خلافت کے باب مین عہد لیا گیا ہے

فی تاریخ حبیب السیر۔ جز سیوم جلد اول ص ۹ مطبوعہ بمبئی ۱۸۵۷ء۔

درکشف الغمہ مسطور است کہ محمد بن اسحاق راعقیدہ آنست کہ واقعۂ ہائلہ حضرت خیر البریہ علیہ السلام والتحیہ در دوازدہم ربیع الاول سمت وقوع پذیرفتہ۔ روایت اشہر آنکہ اکثر آنکہ دوازدہم بودہ۔

تاریخ کشف الغمہ مین ہے کہ محمد بن اسحاق (صاحب سیرت) کا اعتقاد ہے کہ واقعہ وفات رسول خدا بارہ ربیع الاول کو واقع ہوئی۔ زیادہ تر مشہور یہی بارہ ربیع الاول کی ہے۔

ایضاً ص ۱۹ درکتاب (روضۃ الاحباب) سمت تحریر پذیرفتہ کہ وفات فاطمہ رض در شب سہ شنبہ سوم ماہ رمضان وقوع یافتہ پس از وفات پیغمبر شش ماہ۔

کتاب روضۃ الاحباب (جمال الدین محدث) مین نقل کر کے قول کیا ہے کہ وفات جناب فاطمہ علیہا السلام تیسری شب ماہ رمضان مین بعد وفات رسول خدا کے چھ مہینے پر واقع ہوئی۔

بیشک ابن اسحاق نے بارہ ربیع الاول وفات النبی جو ۲۸ صفر کا چودھواں روز ہے اختیار کیا ہے۔ اور اسی کو مورخ روضۃ الصفا و حبیب السیر نے بالکل اسی نہج سے لکھا ہے دیکھو حاشیہ ص کتاب ہذا

(فی عمدہ القاری شرح صحیح بخاری للعلامہ عینی حنفی۔ جلد ۸ ص ۲۵۴ مطبوعہ مصر ۱۳۴۸ھ باب بعث النبی اسامہ بن زید فی مرضہ الذی توفی فیہ

قال ابن اسحاق لما کان یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر بدئ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجعہ فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد لاسامۃ لواء بیدہ الخ۔ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ (۲۸) صفر چہارشنبہ کو رسول اللہ صلعم کے تپ اور درد سر کا آغاز ہوا اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو حضرت نے اسامہ کے لئے اپنے دست مبارک سے لواء جنگ درست فرمایا۔ باقی تفصیل آگے نمبر (۳) ابن اسحاق مین انگی اسی ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے راجعت سے ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو (پنجشنبہ) اور ۹ ذیحجہ عرفہ کو (دوشنبہ) ۲۵ (ذیقعدہ) کو سہ شنبہ ہی سہ شنبہ ۱۲ ربیع الاول اور تیسری ماہ رمضان میں واقع ہوا ہے۔ (دیکھو نقشہ دوم)

لیکن تمام ارباب سیر نے غلط طور سے ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) کی جگہ بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) لکھا ہے اور دوسری حدیث کے موید جو مدت خلافت حضرت ابوبکر دو سال تین مہینے دس رات نکلی ہے وہ اسی ۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کے شام یعنی بارہوین شب (سہ شنبہ) سے ۲۲ جمادی الآخرہ سنہ ۱۳ھ تک دس راتین ٹھیک ہوتی ہین۔

اور نواب محمد علی خان والی ٹونک نے قرۃ العیون شرح سرور المحزون (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) کے حصہ ششم ص ۱۸۰ مین انھین تاریخون کے حساب سے لکھا ہے کہ اسی گیارہویں سال صفر کی ۲۶ تاریخ (دوشنبہ) کے روز حضرت نے فرمایا کہ درستی سامان لشکر کے واسطے لڑائی روم کی کرین دوسرے دن ۲۷ صفر (سہ شنبہ) اسامہ بن زید کو بلا کر فرمایا کہ تم کو مین اس لشکر کا امیر کرتا ہون × × × × × × ×
اور حضرت اسی مہینہ کی ۲۸ صفر تاریخ کو بیمار ہوئے اور عارضہ تپ اور درد سر کا تھا اور دوسرے دن ۲۹ صفر باوجود بیماری کے آپ نے اپنے

(باقی آئندہ)

چنانچہ زرقانی علی المواہب جلد ہفتم ص۱۵ مین ہے

وروی الدارقطنی عن سعد (بن ابی وقاص) قال لما سمع ابوبکر وعمر ذلك قالا امسیت یا ابن ابی طالب مولی کل مومن ومومنة

حافظ دارقطنی نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے جبکہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے حضرت کا ارشاد (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) سنا تو کہا کہ اے فرزند ابوطالب تم نے اس حال مین شام کی کہ تمام مومنین مرد اور تمام مومنات عورت کے مولا ہوئے۔

نیز کتاب ارجح المطالب مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری مین مودۃ القربی سید علی ہمدانی کے حوالہ سند سے یہ حدیث مرقوم ہے

عن عمر بن الخطاب قال نصب رسول	جناب عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ سرور عالم
الله علیا فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ	صلعم نے علی علیہ السلام کو کھڑا کر کے
اللهم وال من والاہ وعاد من عاداہ	ارشاد کیا کہ جسکا مین مولا ہون پس اوسکا
واخذل من خذله وانصر من	علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست
نصرہ اللهم انت شهیدی علیهم قال	رکھ اُسے جو اُسے دوست رکھے اور دشمن رکھ
عمر وکان فی جنبی شاب حسن	اُسے جو اُسے دشمن رکھے اور چھوڑ دے اُسے
الوجه طیب الریح فقال لی یا عمر لقد	جو اُسے چھوڑ دے اور نصرت دے اُسے
عقد رسول الله صلعم عقدا لا یحله	جو اُسے نصرت دے اے میرے پروردگار
الا منافق فاحذر ان تحله قال عمر	تو میرا ان پر گواہ ہے عمر رضی اللہ عنہ کہتے
فقلت یا رسول الله انك حین قلت	ہین میرے پہلو مین ایک نوجوان خوبصورت

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ دست مبارک سے ایک لوا یعنی نشان اسامہ کے واسطے بنایا اور بڑے بڑے سرداروں مہاجرین وانصار کو مثل صدیق اکبر اور فاروق اعظم اور عثمان ذوالنورین اور سعد بن ابی وقاص اور ابوعبیدہ بن الجراح اور سعید بن زید اور قتادہ بن نعمان اور سلمہ بن اسلم بن حریش رضی اللہ عنہم کو حکم کیا کہ اس لشکر مین ہمراہ اسامہ کے جاوین یہ بات بعضون پر شاق ودشوار ہوئی۔ اور از روے طعن کے کہنے لگے کہ اس غلام کو حضرت نے مہاجرین اولین اور انصار نصرت شعار پر امیر کیا ہے رفتہ رفتہ یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش گذار ہوئی آپ کمال غضب مین آئے غرضکہ یہ معاملہ ارشاد حضرت کا دسوین تاریخ ۱۰ ربیع الاول کو ہوا"

نوٹ۔ یہ دسوین ربیع الاول نہین تھی بلکہ ۹ ربیع الاول یوم شنبہ تھا جو ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا دسوان دن تھا جبکہ حضرت نے صحابہ کے کلمات طعن کے سماعت فرماکر کمال غضب مین آئے تو یہ جملہ بھی فرمایا تھے جہزوا جیش اسامة لعن الله من تخلف عنها"

"دیکھو کتاب حجج الکرامہ فی آثار القیامہ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان مطبوعہ مطبع شاہجہانی بھوپال ۱۲۹۱ھ"

فی علی کان فی جنبی شاب	سوندھی خوشبو والا کھڑا تھا مجھ سے
حسن الوجہ طیب الریح قال	کہنے لگا اے عمر البتہ سرور دین پناہ
کذا وکذا قال نعم	صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی گرہ لگائی
یا عمر انہ لیس من ولد آدم	ہے کہ منافق کے سوا اُسکو کوئی نہین
لکنہ جبرئیل اراد یوکد	کھولے گا پس تو اس کے کھولنے سے
علیکم ما قلتہ فی علی۔	ڈرتا رہ عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے

کہ پھر مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جبکہ حضور نے علی علیہ السلام کے حق مین ارشاد کیا تھا میرے پہلو مین ایک نوجوان خوبصورت سوندھی بو والا موجود تھا۔ اُس نے مجھ سے ایسے اور ایسے کہا حضرت صلعم نے فرمایا اے عمر وہ شخص آدم کی اولاد مین سے نہین تھا۔ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے اور میرے کہنے کی تائید کرنے کیلئے آئے تھے جو کچھ مین نے تم سے علی کے بارہ مین کہا تھا۔

(صد ۵۶۵ ارجح المطالب ابجا رم)

حدیث مذکورہ سے صاف صاف خود حضرت عمر کا بیان واضح کرتا ہے کہ واقعہ غدیر جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے ولایت کے مقدمہ مین عہد وقرار کا تھا جیسے جناب موسیٰ علیہ السلام کے آخر عمر مین اسی ۱۸۔ ذیحجہ کو جناب یوشع علیہ السلام کے وصایت وخلافت کے عہد وقرار مین تھا جس کے ثبوت مین شاہ عبد القادر محدث دہلوی بہ تفسیر آیہ اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منہم اثنی عشر نقیبا مین یہ تفسیری حاشیہ تفسیر موضح القرآن صد ۱۰۱ سنہ ۱۲۴۴ھ مین لکھتے ہین "

یہ بیان فرمایا بنی اسرائیل سے عہد لینے کا حضرت موسی کے آخر عمر مین یہ قرار لے رہن۔

یہ سورت مائدہ [۱] حضرت کے آخر عمر مین نازل ہوئی شاید ہم کو سُنایا اسواسطے ہم کو بھی تقید ہے ایک عہد اس اُمت سے تھا کہ جو رسول بعد پیدا ہون اُنکی مدد کرو اُسکی بدل ہم سے یہ ہے کہ خلفا کی اطاعت کرو۔ یہ مذکور بارہ سرداروں کا بیان فرمایا اسی اشارہ کو حضرت نے بتایا ہے کہ میری امت مین بارہ [۱۲] خلیفہ ہون گے قوم قریش سے اور فرمایا جو خرابی ہوگی پہلے

---

[۱] تفسیر فتح البیان نواب صدیق حسن خان۔ ج۔ ۳ صد ۲ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ مین بہ تفسیر سورۂ مائدہ یہ صد ہین این جو آخر عمر رسول اللہ مین نازل ہونے کی تائید وتصدیق کرتی ہین عن محمد بن کعب القرظی قال انہا نزلت فی حجۃ الوداع فیما بین مکۃ والمدینۃ۔ محمد بن کعب قرظی نے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ حجۃ الوداع مین درمیان مکہ ومدینہ (۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم) کے نازل ہوا۔

واخرج ابوعبید عن ضمرۃ بن حبیب وعطیۃ بن قیس قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المائدۃ من آخر القرآن تنزیلا ابوعبیدہ نے ضمرہ بن حبیب وعطیہ بن قیس سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلعم سے مروی ہے کہ سورہ مائدہ از روی تنزیل قرآن کا آخر سورہ ہے صد ۱۶ مین بہ تفسیر آیہ اکمال دین یہ روایت مرقوم ہے۔ قال ابن عباس فمکث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نزول ہذہ الآیۃ

(باقی آئندہ)

امت مین سو ہو گی تم مین وہ خراب ہوئے پیغمبر دن کی مخالفت سے یہ امت خراب ہوئی خلیفہ پر خروج کر کے"

اور کتاب جامع عباسی پانزدہ بابی مولفہ علامہ بہاء الدین محمد عاملی المتوفی سنہ ۱۰۳۰ھ صفحہ ۴۹ مطبوعہ نولکشور

واقعہ ۱۸۔ ذیحجہ یوم غدیر خم مین مذکور ہے۔

روز نصب آنحضرت (علی علیہ السلام) بامامت ہجدہم ذیحجہ سال دہم از ہجرت × × × ×

دہمین روز موسیٰ بر ساحران غالب آمد و درہمین روز ابراہیم از آتش نجات یافت ودرہمین روز موسیٰ وصی خود یوشع

وسلیمان آصف را تعین نمودند وسایر اوصیا درہمین روز تعین شدہ اند۔

اسی غدیر خم مین بہت سی باتین حضرت نے فرمائین چونکہ یہان بہت بڑا عظیم الشان خطبہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ احد وثمانین یوما ثم قبض الله الیہ۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب پر آیہ الیوم اکملت

لکم دینکم کے نازل ہونے کے بعد اکیاسی دن ٹھیرے پھر بے لیا اللہ نے اپنے طرف یعنی وفات کی آپ نے۔

اور صفحہ ۸۹ سطر ۹ و ۱۰ مین تفسیر آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک یہ حدیث مرقوم ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال نزلت ہذہ الآیۃ یوم غدیر خم فی علی بن ابی طالب۔ یعنی ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ آیہ یا

ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک یوم غدیر خم مین جناب علی علیہ السلام کے ولایت یا خلافت یا امامت کے حق مین نازل ہوا

وعن ابن مسعود قال کنا نقرأ علی عہد رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من

ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔ عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ہم لوگ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم مین آیہ تبلیغ کو ون پڑھتے تھے کہ اے رسول پہونچا دو اس حکم کو جو تم پر نازل کیا گیا ہے کہ علی کل مومنین کا مولا ہے اور اگر

تم نے اس حکم کو نہ پہونچایا تو گویا خدا کی رسالت ہی نہ ادا کی۔

تفسیر فتح العزیز (شاہ عبد العزیز محدث دہلوی) پارہ عم مترجمہ اردو مطبوعہ مطبع مصطفائی محمد مصطفی خان لکھنؤ سنہ ۱۲۶۷ھ۔ تفسیر سورہ والشمس وضحاہا صفحہ ۱۵۱ مین ہے

النظر الی وجہ علی عبادۃ یعنی دیکھنا حضرت علی کے سر کی طرف عبادت ہے۔ بسا سوقت وجود شریف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مثل وجود شریف

نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے تہا۔

سنہ ۱۵۹۔ اور یہ مقتلہ چالیس سال ہجری مین واقع ہوا اور آپ کی شہادت سے نبوت کی خلافت منقطع ہو گئی اور کوئی قائم مقام اس رتبہ کا نہ رہا × × ×

اور نور اس ولایت کا جسکے آپ حامل تھے نسلا بعد نسل آپکی اولاد میں ہوتا رہا اور امام اپنے وقت کا ہوتا رہا۔

اور ایک سوانحہ عجیبہ سے آپکی شہادت کے یہ ہے کہ اوس دن بیت المقدس مین کوئی پتھر نہ تہا جسکے نیچے سے خون جوش نہ مارتا تھا۔ (واللہ اعلم)

اور تفسیر موضح القرآن شاہ عبد القادر محدث دہلوی کے صفحہ ۲۵۵ سورہ اعراف مین ہے ف فائدہ حضرت ہارون اور انکی اولاد حضرت موسیٰ کی امت مین امام تھے الخ

عبقات الانوار جلد کے صفحہ ۸۱ مین محمد بن یوسف بن محمد گنجی شافعی نے اپنی کتاب کفایۃ الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب مین بعد ذکر حدیث منزلت لکھا ہے۔

قال الحاکم النیسابوری ہذا حدیث دخل فی حد التواتر وقد نقل عن شعبۃ بن الحجاج انہ قال فی قولہ صلی الله علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ

وکان ہارون افضل من موسی فوجب ان یکون علی افضل من کل من محمد (صلی الله علیہ) صیانۃ لہذا النص الصحیح الصریح۔ (ترجمہ)

کہا حاکم نیساپوری نے کہ یہ حدیث داخل ہے حد تواتر مین اور بیشک نقل کیا ہے شعبہ ابن حجاج سے اسلئے کہ اس نے کہا ہے اپنے قول مین جو علی کے لئے

ہے۔ فرمایا حضرت نے کہ اے علی تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ کے اور ہارون امت موسیٰ مین سب سے افضل تھے لہذا امت محمدی مین بنا بر اس

حدیث کے علی سب سے افضل ہوئے۔ حفاظت کرتی ہے یہ نص صحیح صریح۔

حضرت نے فرمایا جسکو جو بات یاد تھی اُس نے اُسکی روایت کردی۔
چنانچہ تاریخ وفیات الاعیان قاضی ابن خلکان حصہ ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۴۰۔ ا۔ ۱۳۱۰ھ مین بذکر مستنصر باللہ یہ مرقوم ہے۔

كانت ولادته المستنصر صبيحة
يوم الثلاثاء لثلاث عشرة
بقيت من جمادى الآخرة سنة
عشرين واربعمائة وتوفي ليلة
الخميس لاثنتي عشرة ليلة بقيت
من ذي الحجة سنة سبع وثمانين
واربعمائة رحمه الله تعالى
(قلت) وهذه الليلة هي ليلة
عيد الغدير اعني ليلة الثامن عشر
من ذي الحجة وهو غدير خم بضم الخاء
وتشديد الميم ورأيت جماعة
كثيرة يسألون عن هذه الليلة متى
كانت من ذي الحجة وهذا المكان
بين مكة والمدينة وفيه غدير ماء
يقال انه غيضة هناك ولما
رجع النبي صلعم من مكة شرفها
الله تعالى عام حجة الوداع ووصل
الى هذا المكان وآخى علي
بن ابي طالب رضي الله عنه قال
علي مني كهرون من موسى
اللهم وال من والاه وعاد من
عاداه وانصر من نصره واخذل
من خذله قال الحازمي هو واد بين
مكة والمدينة عند الجحفة غدير

مستنصر باللہ کی ولادت سہ شنبہ کی صبح جبکہ
ماہ جمادی الآخرہ سنہ ۴۲۰ھ کی تیرہ راتین
باقی تھین اور وفات پائی پنجشنبہ مین
جبکہ بارہ راتین باقی تھین ماہ ذیحجہ ۴۸۷ھ
کی رحمت کرے اللہ تعالی (قاضی ابن
خلکان لکھتے ہین) کہ یہ شب پنجشنبہ
شب عید غدیر یعنی شب ۱۸ ذیحجہ تھی اور یہ
غدیر خم جس کے حرف خا کو ضمہ اور حرف میم کو
تشدید ہے دیکھا مین نے مجمع کثیر کو
سوال کرتے اس شب ۱۸ ذیحجہ سے جبکہ
وہ شب غدیر ۱۸ ذیحجہ مین واقع ہو اور
غدیر خم ایک جگہ ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے
اُسمین تالاب پانی کا ہے کہا جاتا ہے اُس کیلئے
کہ وہ اُس جگہ ایک جھاڑی ہے جبکہ واپس
ہوئے رسول ص مکہ شرفہ سے سنہ حجۃ الوداع
مین اور پہونچے اس مقام غدیر خم پر
تو حضرت علی علیہ السلام کو اپنے اخوت
کا شرف عطا کرکے ارشاد فرمایا
کہ علی میرے لئے اُسی منزلت پر ہین
جس منزلت پر موسی کیلئے ہارون تھے
الٰہی دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے
اور دشمن رکھ اس سے جو علی سے دشمنی
رکھے اور نصرت فرما اُسکی جو علی کی نصرت
کرے اور چھوڑدے اُس کو

عندہ خطب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

جو چھوڑے علی کو کہا ہے حافظ مازنی نے کہ یہ غدیر خم میدان ہے درمیان مکہ اور مدینے کے علاقہ جحفہ میں جس کے نزدیک رسول خدا صلعم نے خطبہ دیا تھا۔

اس حدیث منزلت کو یوم غدیر میں زمانے کی تصدیق اس قول جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے ہوتی ہے جو ۱۸۔ ذیحجہ غدیر خم کے روز اپنے پدر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ موجود تھیں۔

چنانچہ ارجح المطالب مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری شمس الدین صاحب اسنی المطالب وحصن حصین کے سند سے لکھتے ہیں۔

عن ام کلثوم بنت فاطمۃ ان فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم قالت انسیتم قول رسول اللہ یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ وقولہ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ۔

اسنی المطالب شمس الدین جزری میں بروایت ام کلثوم بنت فاطمہ مروی ہے کہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلعم نے ارشاد کیا کہ کیا تم لوگ رسول اللہ کا وہ قول بھول گئے جو آنحضرت نے بروز غدیر خم علی کے باب میں فرمایا تھا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ نیز فرمایا تھا کہ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ۔

ایضاً

اور کتاب المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار میں ہے

قال ابن زولاق وفی یوم ثمانیۃ عشر من ذی الحجۃ سنۃ اثنتین وستین وثلثمائۃ وھو یوم الغدیر یجتمع خلق من اھل مصر والمغاربۃ ومن تبعھم للدعاء لانہ یوم عید لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہد الی امیر المومنین علی بن ابی طالب فیہ واستخلفہ فاعجب المعز ذلک من فعلھم وکان

ابن زولاق کہتے ہیں کہ زمانہ معز باللہ ۳۶۲ھ اٹھارہویں ذیحجہ کو جو یوم عید اہل مصر اور مغاربہ اور ان کے تبعین دعا کیلئے مجتمع ہوتے تھے اس لئے کہ اس روز رسول اللہ نے امیر المومنین کو اپنا خلیفہ و جانشین بنایا تھا اور عہد خلافت ان سے متعلق کیا تھا پس معز باللہ اہل مصر کے اس فعل سے اور اس روز دعا کرنے اور عید منانے سے نہایت متعجب ہوا اور یہ اہل

هذا اول ماعمل بمصر۔ مصر کا پہلا عمل تھا۔

مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری اپنے ارجح المطالب جلد۔ ثانی باب چہارم میں بسلسلہ تفسیر آیہ کریمہ یاایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك۔ حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافعی کے کفایۃ الطالب کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

هکذا ذکره شیخ محی الدین	ایسے ہی شیخ محی الدین نووی نے ذکر
نووی نقال ابوبکر النقاش	کیا ہے اور ابوبکر نقاش کہتے ہیں کہ
انها نزلت فی بیان الولایۃ لعلی	یہ آیت حضرت علی کی ولایت میں نازل ہوئی۔

ارجح المطالب باب چہارم ص ۹۵ اور ص ۹۶ آیت نمبر (۲۱) باب دوم

حسان بن ثابت کا قصیدہ غدیریہ

جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی اس تقریب ولایت (ولیعہدی) کے موقع پر دربار رسالت کے ملک الشعراء حضرت حسان بن ثابت نے ذیل کا قصیدہ رسول اللہ صلعم کی اجازت سے انشاد فرماکر عین جلسہ غدیر میں پڑھا۔

جسکو حافظ ابوبکر ابن مردویہ نے مناقب میں حافظ ابو نعیم نے ما نزل من القرآن فی علی میں اخطب خوارزم نے مناقب میں۔ سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الائمہ میں امام سیوطی نے اپنی کتاب ازہار فیما عقدۃ الشعراء من الاشعار میں تحریر فرمایا ہے۔

ینادیهم یوم الغدیر نبیهم (۱) بخم فاسمع بالرسول منادیا

ندا فرماتے تھے رسول مقبول بروز غدیر خم بس کسقدر قابل سماعت ہے آنحضرت کی ندا

وقال فمن مولاکم و ولیکم (۲) فقالوا ولم یبدوا هناك التعامیا

درآنحالیکہ آنحضرت نے لوگوں سے استفسار فرمایا کہ تمہارا ولی اور مولا کون ہے

الهك مولانا وانت ولینا (۳) ومالك منا فی الولایۃ عاصیا

---

۵ ترجمہ ابوبکر نقاش اور انکا حافظ حدیث ہونا۔ زرقانی۔ ج ۳۔ ص ۱۲۷ مطبوعہ مصر میں ہے۔ روی النقاش والحافظ ابوبکر محمد بن الحسن بن محمد بن زیاد الموصلی ثم البغدادی المقری المفسر احد الاعلام صاحب التصانیف۔

۶ مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی فوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ میں لکھتے ہیں کہ یوسف بن قزعلی سبط الحافظ ابن الجوزی ولد سنۃ ۵۸۱ھ ببغداد وتفقہا وبرع وسمع من جدہ ابن الجوزی وکان فی صغرہ حنبلیا فصار حنفیا وکان عالما فقیہا واعظا۔ اور تاریخ ابن الوردی میں ہے کہ شمس الدین یوسف سبط ابن الجوزی واعظ فاضل لہ مراۃ الزمان تاریخ جامع ولہ تذکرۃ الخواص الامہ فی ذکر مناقب الائمہ۔

۷ کشف الظنون میں ہے کہ الازہار فیما عقدۃ الشعراء من الآثار رسالۃ لجلال الدین سیوطی۔

چنانچہ سب نے (جو ناواقف نہ تھے) عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کا معبود ہمارا مولا اور آپ ہمارے ولی ہین اور ہم مین سے کوئی شخص در باب ولایت آپ کا نافرمان بردار نہین ہے۔

فقال لہ قم یا علی فاننی (۴) رضیتک من بعدی اماما وھادیا

پس آنحضرت نے فرمایا کہ اے علی اٹھو کہ مین نے پسند کیا تم کو اپنے بعد امام اور ہادی

فمن کنت مولاہ فھذا ولیہ (۵) فکونوا لہ انصار صدیق موالیا

پھر فرمایا کہ جسکا مین مولا ہون علی اوسکا ولی ہے لہذا تم سب کو لازم ہے کہ علی کے سچے مددگار اور فرمان بردار رہو۔

فقال رسول اللہ صلعم یا حسان لا تزال مؤیدا بروح القدس (یعنی) رسول مقبول نے ان اشعار کو سن کر فرمایا کہ اے حسان ہمیشہ روح القدس تیرا مؤید ہے۔

حسان بن ثابت کے تیسرے شعر کے لفظ ولایت کے تائید مین بہ روایت

ابوسعید خدری کی تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی صفحہ ۲۵۹ سے نقل کیجاتی ہے

واخرج ابن مردویہ وابن عساکر	ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ جب
عن ابی سعید الخدری قال لما	رسول خدا نے جناب علی کو غدیر خم کے
نصب رسول صلی اللہ علیہ وسلم	روز نصب کیا اور علی ابن ابیطالب کے
علیا یوم غدیر خم فنادی لہ بالولایۃ	ولایت کی ندا کی تو جبرئیل آیہ مبارکہ
ھبط جبرئیل علیہ بھذہ الآیۃ	الیوم اکملت لکم دینکم
الیوم اکملت لکم دینکم۔	واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا لیکر نازل ہوئے۔

اور عقد الفرید شہاب الدین احمد ابن عبد ربہ اندلسی مطبوعہ مصر ۱۲۹۳ھ جلد ۳ صفحہ ۴۷ مین ہے

احتجاج مامون الرشید مین ہے۔	مامون الرشید نے کہا اے اسحاق
قال المامون یا اسحاق ھل تروی	کیا تم حدیث ولایت بھی روایت کرتے
حدیث الولایۃ قلت نعم یا	ہو اسحاق نے کہا ہان یا امیر المومنین۔
امیر المؤمنین۔	

ے ابوالفدا نے اپنی تاریخ مین واقعہ ۳۲۸ھ مین لکھا ہے۔ وبھا ابو عمر احمد بن عبد ربہ بن حبیب القرطبی مولی ھشام بن عبد الرحمن الداخل الی الاندلس الاموی وکان من العلماء المکثرین من المحفوظات کتاب العقد وھو من الکتب النفیسۃ ومولدہ فی سنۃ ست واربعین ومائتین ۲۴۶ھ

قال اروه ففعلت قال یا اسحاق	مامون الرشید۔ اچھابیان کرو
ارایت هذا الحدیث رفقال رسول	
الله صلعم من کنت مولاه فعلی	
مولاه اللهم وال من والاه	اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث
وعاد من عاداه)۔	موصوف پڑھی۔
قال یا اسحاق ارائت هذا الحدیث	تو پھر مامون نے کہا کہ اسحاق تمہارے
هل اوجب علی ابی بکر وعمر مالم	نزدیک یہ حدیث اس بات پر دلالت
یوجب لهما علیه	نہیں کرتی کہ حضرت ابوبکر اور عمر پر
	جو حق علی کو حاصل ہے وہ ابوبکر اور عمر
	کو علی پر نہیں ہے۔
اسحاق ان الحدیث انما کان	اسحاق کہتے ہیں کہ اس حدیث کا باعث
بسبب زید بن حارثة لشئ جری	تو وہ امر ہے جو زید بن حارثہ اور علی کے
بینه وبین علی وانکر ولاء	درمیان واقع ہوا اور زید نے ولاء علی
علی فقال رسول الله من کنت	سے انکار کیا زید کے انکار پر رسول
مولاه فعلی مولاه الحدیث۔	اللہ نے فرمایا من کنت مولاه فعلی
	مولاه الحدیث۔
قال المامون فی ای موضع قال	مامون نے کہا کہ رسول اللہ نے یہ
هذا الیس بعد منصرفه من	حدیث کہاں فرمائی کیا واقعہ حجۃ الوداع
حجة الوداع	سے مراجعت کے وقت کا نہیں ہے۔
قلت اجل	اسحاق نے کہا ہاں۔
قال (مامون) فان قتل زید بن	مامون نے کہا زید تو حجۃ الوداع سے
حارثة قبل الغدیر کیف رضیت	پہلے شہید ہو چکے تھے اسحق تم نے یہ
لنفسك بهذا۔	لغویات کس طرح پسند کئے۔ الخ۔
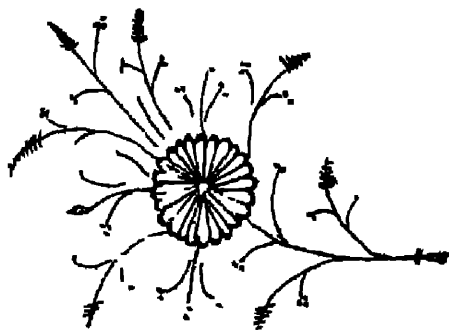
اب ہم پھر اپنے سلسلہ بیان پر آ گئے

قال

ان روایتون مین ایک فقرہ اکثر مشترک ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔

احادیث مین خاص یہ تصریح نہین کہ ان الفاظ کے کہنے کی کیا ضرورت پیش آئی

اقول

یہ شبلی صاحب کا جدید سوال نہین ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حیات مین خود حضرت سے ایسا ہی سوال کیا گیا ہے یہ وہی ولایت ہے جسکو حضرت نے خدا کے حکم سے آیہ تبلیغ کے نازل ہونیکے بعد فرمایا جسکے بغیر تکمیل دین کا اظہار موقوف تھا اسی کے بعد خدا نے دین کو کامل کر کے اتمام نعمت رسالت و ولایت فرما دیا یہ وہی ولایت ہے جسکا سوال موقف حشر مین اُمت سے ہوگا۔

جیسا کہ صواعق محرقہ ابن حجر مکی آیہ رابعہ وقفوھم انھم مسئولون اور ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی حنفی کے ۱۱۲ مین ہے

اخرج الدیلمی عن ابی سعید الخدری ان النبی صلعم قال وقفوھم انھم مسئولون عن ولایۃ علی واھلبیتہ۔

ایضاً

ص۱۱۲ ینابیع المودۃ مین ہے۔ ابو نعیم اخرج بسندہ عن الشعبی عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن النبی صلعم فی ھذہ الآیۃ قال عن ولایۃ علی ابن ابیطالب۔

اور جسکو محمد اسمعیل شہید دہلوی اپنے کتاب منصب امامت مطبوعہ فاروقی دہلی کے ص۲ مین لکھتے ہین

قال النبی صلعم الستم تعلمون	فرمایا رسول خدا نے کیا تم کو معلوم نہین
انی ولی بالمومنین من انفسھم	کہ مین مومنین کے جانون سے بہتر ہون
قالوا بلی فقال اللھم من کنت	کہا کیون نہین پھر فرمایا اے اللہ جسکا مین
مولاہ فعلی مولاہ قال اللہ تعالی	ولی ہون علی بھی اوسکا ولی ہے اور
ویوم ندعو کل اناس بامامھم	فرمایا اللہ تعالی نے اور جسدن بلاوینگے
وقفوھم انھم مسئولون قال النبی	ہم سب کو اُن کے امامون کے ساتھ

فاعمرانهم مسئولون عن ولاية علی ۔	اور کھڑا کرو اُن کو اُن سے دریافت ہوگا۔ فرمایا رسول اللہ نے حضرت علی کی ولایت کے بابت دریافت ہوگا ۔

یہ وہی ولایت و امامت ہے جسکو خلفا کے خلافت کے سنون مین محدثین نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ ابن اسحاق اور ابن واضح کاتب عباسی صاحب تاریخ یعقوبی اور صاحب معارف ابن قتیبہ اور امام ابن جریر طبری اور صاحب تاریخ روضۃ المناظر اور صاحب سیرت انسان العیون حلبی وغیرہ نے اپنے اپنے تصنیفات مین ذکر کیا ہے۔

معارف ابن قتیبہ صفحہ ۵۶ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۰ھ مدت خلافت حضرت ابوبکر مین ہے

قال ابن اسحاق فکانت خلافتہ سنتین وثلاثۃ اشھر وتسع لیال	(حاصل ترجمہ) ابن اسحاق نے کہا ہے کہ کل مدت خلافت حضرت ابوبکر دو سال تین مہینے نو راتین ہین

اور صفحہ خلافت حضرت عمر بن خطاب مین ہے۔

قال ابن اسحاق کانت ولایتہ عشر سنین وستۃ اشھر وخمس لیال۔	ابن اسحاق نے کہا ہے کہ کل مدت ولایت یعنی خلافت حضرت عمر بن خطاب دس سال چھ مہینہ پانچ راتین ہین۔

(جس کو شبلی صاحب نے الفاروق مین دس برس چھ مہینہ چار دن لکھا ہے)

اور تاریخ ابن واضح کاتب عباسی المعروف بہ یعقوبی مین مدت خلافت حضرت ابوبکر یہ ہے

وکانت ولایتہ سنتین و اربعۃ اشھر۔	اور تاریخ یعقوبی مین مدت ولایت یعنی خلافت حضرت ابوبکر دو سال چار مہینہ ہین

اور تاریخ الرسل والملوک طبری جلد۔ اوّل صفحہ ۲۱۲۹ مطبوعہ لیدن۔ مدت خلافت حضرت ابوبکر مین ہے

کانت ولایۃ ابی بکر سنتین و ثلاثۃ اشھر وعشرین یوماً ویقال عشرۃ ایام۔	اور تاریخ کبیر طبری مین مدت ولایت (خلافت) حضرت ابوبکر دو سال تین مہینہ بیس دن یا دس دن ہین

اور تاریخ روضۃ المناظر ابن شحنہ مین معاویہ اور بنی امیہ کے خلافت مین ہے۔

(واستقل) معاویۃ بالخلافۃ و ولی بعدہ من بنی اُمیۃ ثلاثۃ عشر نفراً مدۃ ولایۃ الجمیع الف شھراً۔	(حاصل ترجمہ) مستقل بخلافت ہوا معاویہ اور حاکم ہوئے بعد اس کے بنی اُمیہ مین ۱۳ اشخاص مدت ولایت یعنی خلافت کل ہزار مہینہ رہی۔

اور سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۳۴۷ میں ہے۔

وممات ام سلمۃ رضی اللہ عنہا فی ولایۃ یزید بن معاویۃ۔

سیرت حلبیہ میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات، ولایت (حکومت) یزید بن معاویہ میں واقع ہوئی۔

پس حدیث غدیر (ولایت) مذکور کو منافقین صحابہ نے رسول اللہ سے سنکر رد ورد بیہ کہا جس کو ہم سراج المنیر شرح جامع الصغیر شیخ علی بن شیخ احمد الشہیر بالعزیزی کے حاشیہ شیخ محمد بن سالم حفنی شافعی مطبوعہ مصر ۱۳۰۵ھ جلد ۳ صفحہ ۳۶۰ سے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے شرح سے لکھتے ہیں۔

ولما سمع ذلك بعض الصحابة قال اما يكفي رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ناتي بالشهادة اقام الصلوة وايتاء الزكوة حتى يرفع علينا ابن ابي طالب فهل هذا من عندك ام عند الله فقال صلى الله عليه وسلم والله الذي لا اله الا هو انه من عند الله فهو دليل عظيم فضل علي

جب حضرت نے خطبہ میں حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ ارشاد فرمایا تو اسے سنکر بعض صحابہ نے کہا کہ کیا ہم لوگوں کا کلمہ شہادت ادا کرنا صلوۃ و زکوۃ کا پابند ہونا کافی نہیں ہے کہ اب ہم پر ابوطالب کے بیٹے کو بلند کیا جاتا ہے پس آیا یہ امر آپ کی جانب سے ہے یارسول اللہ یا خدا کے جانب سے ہے آنحضرت نے فرمایا کہ قسم ہے اسکی جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ امر خدا کے جانب سے ہے (علامہ حفنی فرماتے ہیں) یہ امر حضرت علی کی عظیم الشان فضیلت پر دال ہے۔

اور ایسے ہی علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ کے جلد ہفتم صفحہ ۱۵ میں لکھتے ہیں

وفي تفسير الثعلبي عن ابن عيينة ان النبي صلعم لما قال ذلك من كنت

(حاصل ترجمہ) علامہ زرقانی نے تفسیر ثعلبی کے حوالہ سے ابن عیینہ سے روایت کی ہے

عہ سیرت النبی شبلی ج ۱ اول میں ہے "سیرت حلبی مشہور متداول ہے"

عہ محمد خلیل مرادی کے سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشرہ میں ہے۔ شیخ محمد الحفنی بن سالم بن احمد الشافعی المصری الشہیر بالحفنی الشیخ العالم المحقق المدقق العارف باللہ تعالی قطب وقتہ ابو المکارم نجم الدین ولد بحفنہ قریۃ من قری مصر سنۃ احدی ومائۃ الف ۰ ۰ ۰ وکانت وفاتہ احدی وثمانین سنۃ ۱۱۸۱ھ ومائۃ الف رحمۃ اللہ تعالی۔

عہ سلک الدرر مذکورہ میں ہے۔ محمد الزرقانی بن عبد الباقی بن یوسف الازہری المالکی الشہیر بالزرقانی الامام المحدث الناسک المحرر الفقیہ العلامۃ۔

ایضا۔ کشف الظنون میں ہے "وشرح المواہب المولی العلامۃ خاتمۃ المحدثین محمد بن عبد الباقی بن یوسف الزرقانی المصری المالکی المتوفی سنۃ ۱۱۲۲ھ اثنتین وعشرین ومائۃ والف شرحا حافلا فی اربعۃ مجلدات جمع فیہ اکثر الاحادیث المرویۃ فی شمائل المصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وسیرہ وصفاتہ الشریفۃ جزاہ اللہ خیرا ورحمہ ورحمنا واسعۃ۔

مولاه فعلی مولاه طار فی الآفاق
فبلغ الحارث ابن النعمان فاتی
رسول الله صلعم فقال یا محمد
أمرتنا عن الله بالشهادتین فقبلنا
وبالصلوة وبالزکوة والصیام
والحج فقبلنا ثم لم ترضی حتی فعت
بضبعی ابن عمك تفضله علینا
فهذا شئ منك ام من الله فقال
والذی لا اله الا هو انه من الله
فولی وهو یقول اللهم ان کان
ما یقول محمد حقا فامطر علینا
حجارة من السماء او ائتنا بعذاب
الیم فما وصل الی راحلته حتی رماه
الله بحجر فسقط علی هامته فخرج
من دبره فقتله۔

کہ جب رسول خدا صلعم نے حدیث من
کنت مولاہ فعلی مولاہ ارشاد
فرمایا اور یہ بات اطراف عالم مین مشہور ہوئی
اور حارث ابن نعمان فہری کو معلوم ہوئی
تو رسول اللہ صلعم کے پاس آیا اور کہا کہ
اے محمد آپنے ہمکو خدا کی وحدانیت کے
شہادت کا حکم دیا ہم نے قبول کیا نماز اور
زکوۃ روزہ حج کا حکم دیا ہم نے قبول کیا
پھر بھی راضی نہ ہوئے یہان تک کہ آپنے
اپنے چچازاد بھائی کے بازوؤن کو بلند
کرکے ہم پر فضیلت دی۔ پس یہ امر آپ کی
جانب سے ہے یا خدا کے جانب سے ہے جناب
رسول خدا نے فرمایا کہ قسم ہے اُس خدا کی
جسکے سوا کوئی اور خدا نہین ہے یہ حکم
(مولائیت علی) خدا کے جانب سے ہے پس

حارث یہ کہتا ہوا واپس ہوا کہ خداوندا جو کچھ محمد نے کہا حق ہے۔ تو مجھ پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر کوئی درد ناک عذاب نازل کر پس وہ اپنی سواری تک نہین پہونچا کہ خداوند تعالے نے آسمان سے ایک پتھر گرایا جو اُس کے سر سے نکل گیا اور وہ داخل جہنم ہوا۔

واقعہ حدیث غدیر جو حدیث ولایت کے نام سے ہے اور جسکو آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیك کے نازل ہونے پر رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا ہے۔

اور جس تبلیغ رسالت کے تکمیل پر آیہ اکمال دین اوسوقت نازل ہوا جبکہ حضرت رسالت مآب نے جناب علی علیہ السلام کے ولایت کا اعلان عام فرمایا اور جو ابوسعید خدری کے روایت سے محقق ہو چکا ہے اور جسکا شکریہ رسول اللہ نے ادا فرمایا اور حسان بن ثابت کی نظم جو عین جلسہ غدیر مین ایک لاکھ بیس ہزار صحابہ کے مجمع مین پڑہی گئی اور جسمین لفظ ولایت اور امام ہادی جناب علی علیہ السلام کے لئے وارد ہین اور جسپر صحابہ اور امہات مومنین نے رسول اللہ کے فرمانے کے بموجب خیمہ جناب امیر مین جاکر تہنیت ادا کی ہے۔

ان تمام مجموعی واقعات پر نظر ڈالتے ہوئے صحابہ کا حضور نبوی میں عرض کرنا کہ یہ امر حضور کی جانب سے ہوا یا خداوند عالم کے حکم سے جسپر رسالت مآب علیہ السلام کا بہ قسم ارشاد فرمانا کہ یہ مولائیت وغیرہ رب العزت کے حکم سے کیا گیا۔

چنانچہ رسالت مآب علیہ السلام نے جیسا کہ مقام غدیر خم میں عام تبلیغ فرما کر تمام حاضرین سے ان الفاظ کے ساتھ اعلان فرمایا کہ حاضرین غائبین کو اس خبر کو پہونچا دیں۔

اور پھر حضرت صلعم نے خاص تبلیغ مدینہ منورہ میں فرمائی ہے یعنی حدیث غدیر کو دوہرایا ہے جسکو رسول اللہ نے نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے

کتاب مودۃ القربیٰ (سید علی ہمدانی) کے مودۃ خامسہ سے جسکو مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری نے بھی اپنے کتاب ارجح المطالب باب چہارم میں نقل کیا ہے

مودۃ خامسہ مطبوعہ بمبئی ۱۳۱۰ھ (لکھی جاتی ہے) ارجح المطالب باب چہارم

عن ابی الحمراءؓ خادم رسول اللہ	ابو حمرا خادم رسول اللہؐ سے منقول ہے
صلعم قال بعد ما کبر سنہ لو ع	اس نے اپنے زمانہ پیری میں بعض رفقا
من رفقائہ لاحدثنک ما سمعت	سے کہا کہ میں تم سے وہ واقعہ بیان کرتا ہوں
اذنای و رأت عینای اقبل رسول	جسے میرے کانوں نے سنا اور آنکھوں نے
اللہ صلعم حتی دخل علی عائشۃ	دیکھا (ایکدن) رسالت مآب عائشہؓ کے
فقال لھا ادعی لی سید العرب فبعثت	پاس آئے اور فرمایا کہ سید العرب کو بلواؤ
الی ابی بکر فدعتہ فجاء حتی کان	انہوں نے ابو بکر کے پاس آدمی بھیجا اور
کرای العین علم ان غیرہ دعی	بلوایا اور وہ آئے یہانتک کہ جس وقت وہ
فخرج من عندھا حتی دخل علی	سامنے آئے تو حضرت نے جانا کہ جسکو بلوایا
حفصۃ فقال لھا ادعی لی سید	گیا تھا یہ شخص وہ نہیں ہے پس آپ ان
العرب فبعثت الی عمر فدعتہ حتی	کے یہاں سے واپس ہوئے اور حفصہ کے
اذا صار کرای العین علم	پاس تشریف لائے اور ان سے کہا کہ
ان غیرہ دعی فخرج من عندھا	سید العرب کو بلواؤ انہوں نے عمرؓ کے
حتی اذا دخل علی ام سلمۃؓ کانت	پاس آدمی بھیجا اور بلوایا جسوقت وہ
من خیرھن وقال ادعی لی سید	سامنے آئے تو حضرت نے دیکھا کہ یہ بھی وہ

سید العرب فبعثت الی علیؑ فدعته
ثم قال لی یا ابا الحمراء ادع وائتنی
بمائة من قریش وثمانین من
العرب ستین من الموالی واربعین
من اولاد الحبشة فلما اجتمع الناس
قال ائتنی بصحیفة من ادیم فاتیته
بها ثم اقامهم مثل صف الصلوة
فقال یا معشر الناس لیس الله اولی
بی من نفسی یامرنی وینهانی مالی
علی الله امر ولا نهی قالوا بلی یا
رسول الله فقال الست اولی بکم
من انفسکم امرکم وانهاکم
لیس لکم علیّ امر ولا نهی قالوا
بلی یارسول الله قال من کان
الله وانا مولاه فهذا علیؑ مولاه یأمرکم
وینهاکم مالکم علیہ من امر ولا
نهی اللهم وال من والاه وعاد
من عاداه وانصر من نصره واخذل
من خذله اللهم انت شهیدی
علیهم انی قد بلغت ونصحت ثم
امر فقرأت الصحیفة علینا ثلثا
ثم قال من شاء ان یقیله ثلثا
فقلنا نعوذ بالله وبرسوله ان
نستقیله ثلثا ثم ادرج الصحیفة
وختمها بخواتیمهم ثم قال یا علی
خذ الصحیفة الیك فمن نكث
لك فاتل بالصحیفة فاکون

نہین ہین، پس حفصہ کے پاس سے بھی واپس
ہوگئے اور ام سلمہؓ کے پاس آئے اور یہ
حضرتؐ کے بہترین ازواج سے تھین
اور فرمایا کہ سید العربؑ کو بلوا دو انھون نے
علی کے پاس آدمی بھیجا اور بلوایا پھر حضرتؐ نے
فرمایا کہ اے ابوالحمرا جاؤ اکیسو آدمی قریش
کے اور اسی عربؑ کے اور ساٹھ غلام اور
چالیس حبشیون کو لاؤ پس جو وقت سب لوگ
جمع ہوئے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ چمڑے والا صحیفہ
لاؤ مین نے لاکر حاضر کیا پھر حضرتؐ نے
اُن لوگون کو مثل صف نماز کھڑا کیا اور
فرمایا اے گروہ مردم کیا خدا میری جان پر
مجھ سے بہتر وافضل نہین ہے مجھے
امر کرتا ہے اور نہی کرتا ہے اور مجھے خدا
پر نہی اور امر کرنے کا کوئی حق نہین ہے
لوگون نے کہا ہان یارسول اللہ پھر حضرتؐ نے
فرمایا کہ کیا مین تمھارے نفسون سے بہتر وافضل
نہین ہون کہ تمہین امر کرتا ہون تمہین اور نہی
کرتا ہون اور تمہین مجھ پر امر ونہی کرنے کا کوئی
حق نہین ہے لوگون نے کہا ہان یارسول اللہؐ
پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا، اور مین، جسکا
مولی (اولی بالتصرف) ہون یہ علی بھی اوسکے
مولی (اولی بالتصرف) ہین یہ امر کرینگے
تمہین اور نہی کرینگے اور تمہین ان پر نہی و
امر کرنے کا کوئی حق نہ ہوگا بار الہا دوست
رکھ اسکو جو اُسے دوست رکھے اور دشمن
رکھ اسکو جو اُس سے دشمنی رکھے اور مدد کر

انا خصیم ثم تلا ھذہ الآیۃ — اوسکی جو اُس کی مدد کرے اور چھوڑ دے اسکو
ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا — جو اُس کو چھوڑ دے بارالٰہا تو گواہ ہے میرا
وقد جعلتم اللہ علیکم کفیلا — ان لوگون پر کہ مین نے تیرے حکم کو پہونچا دیا
فتکونوا کبنی اسرائیل اذا شددوا — اور نصیحتین کین۔ راوی کہتا ہے کہ پھر حضرتؐ نے
علی انفسھم فشدد اللہ علیھم — حکم دیا اور وہ صحیفہ پڑھ کر ہم لوگون کو تین مرتبہ
ثم تلا فمن نکث فانما ینکث — سنا یا گیا۔ پھر حضرتؐ نے تین مرتبہ فرمایا جس کا
علی نفسہ الآیۃ — دل چاہے وہ اپنے اقرار دن کو واپس لے

پس ہم نے تین بار کہا کہ ہم پناہ مانگتے ہین خدا اور رسولؐ سے اس امر مین کہ ہم واپسی چاہین۔ پھر حضرتؐ نے اس صحیفہ کو لپیٹ دیا اور حضرتؐ نے مہر لگائی اُن سب کی مہرون سے پھر فرمایا کہ اے علی لو اس صحیفہ کو پس جو شخص عہد شکنی کرے پس آپ اس صحیفہ کو پڑھ دینا پس مین اوس کے مقابلہ مین مدعی ہون گا۔ پھر یہ آیت تلاوۃ فرائی ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا وقد جعلتم اللہ علیکم کفیلا۔ پھر حضرتؐ نے یہ آیت تلاوت فرائی۔ فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ الآیۃ۔

اور روایت مذکورہ کو علامہ عبدالقادر ابن محب الطبری کتاب حسن السریرۃ فی حسن السیرۃ مین بھی وارد کیا ہے۔

آخر اس روایت طویلہ کا یہ ہے۔ تعال لستُ اولی بکم من انفسکم امرکم انھا کما لکم امر ولاھی قالوا بلی یا رسول اللہ فقال من کان اللہ وانا مولاہ فھذا علی مولاہ بامرکم ویھالکم ومالکم علیہ امر ولا نحوا لحد یث۔ پس یہ روایت مع امور مذکورہ بالا دلالت واضح رکھتی ہے خلافت اور ولایت علیؑ پر بعد رسولؐ اسی کو خلافت بلا فصل کہتے ہین۔ ۳۔ (اس کا ترجمہ دیکھو صفحہ ۸۹)

یہان سے ابتدائے سفر حجۃ الوداع کی تاریخ بتقید یوم کے تحقیق کیجاتی ہے

شبلی صاحب اعظم گڑھی اور اُن کے رفیق سفر مولانا امین اللہ تاریخ سفر کی ۲۶۔ ذوقعدہ سنیچر کا دن بیان کرتے ہین جس سے ۲۹۔ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۳۰۔ ذیقعدہ (چہارشنبہ) ۴۔ ذیحجہ (یکشنبہ) داخلہ مکہ معظمہ اور ۹۔ ذیحجہ عرفہ کو (یوم جمعہ) لائے ہین یہی جمعہ ۲۵۔ ذوقعدہ اور ۱۲۔ ربیع الاول وتیسری ماہ رمضان مین آتا ہے۔ (دیکھو نقشہ جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع مرتبہ شبلی صاحب کا پہلا خانہ دوقعہ عرف)

نو ذیحجہ عرفہ کو جمعہ کا دن لانے کیلئے ۲۶۔ ذوقعدہ کو (سنیچر) کا دن لایا گیا ہے چنانچہ شبلی صاحب اعظم گڑھی اپنے سیر مین اسطرح بیان کرتے ہین۔

(سنیچر) کے دن ذوقعدہ کی ۲۶ تاریخ کو آپ نے غسل فرمایا اور چادر تہبند باندھی نماز ظہر کے بعد مدینہ سے باہر نکلے پھر لکھتے ہین ذیحجہ کی چار تاریخ کو صبح کے وقت مکہ معظمہ مین داخل ہوئے۔ مدینہ سے مکہ تک یہ سفر نو دنین طے ہوا۔

چونکہ رسالت مآب علیہ السلام نے دوسرے وقت سفر فرمایا ہے اس لئے آنیوالی شب سے حساب کیا گیا ہے اور یہ کہ اُس دن صرف ذوالحلیفہ تک ۶ میل کا سفر ہے شب کو ذوالحلیفہ مین قیام رہا پھر ظہر کے بعد احرام وغیرہ سے فارغ ہو کر روانگی مسلسل ہوئی اور ۲۸۔ ذوقعدہ کی صبح کو ۸ و ۹ بجے ایک منزل پر پہونچے جو ۲۹ و ۳۰ ذوقعدہ تک تین روز اور چوتھی ذیحجہ کی

صبحکو سات دن ہوتے ہین جسکو نعمانی صاحب ۹ دن کا سفر اور مولانا امین اللہ آٹھ روز کا سفر لکھتے ہین

دیکھنا یہ ہے کہ یہ مسافت کتنے دنون کی ہے اور محدثین نے کس تاریخ سے اس سفر کا ہونا بیان کیا ہے اور اونٹ کی سواری سے قافلہ کے ساتھ یہ سفر کتنی مدت مین طے ہوتا ہے یا ہوسکتا ہے۔

شبلی صاحب باوجود سیرت مین ملک عرب کا نقشہ دینے کے میلون کا پیمانہ نہین لکھا۔ ہم نے تمدن عرب مترجمہ سید علی بلگرامی مین نہایت عمدہ صحیح نقشہ دیکھا ہے جس کے حساب سے مکہ سے مدینہ کا فاصلہ تخمیناً ۲۵۶ میلون کا آتا ہے۔

اور ہائی اسکول مین جو عربی کی دوسری کتاب مولفہ شمس العلما قاضی میر احمد شاہ رضوانی مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۲۴ء ہے جسکے صفحہ ۵۵ مین یہ عبارت ہے

المدینۃ المنورۃ هی المشهورۃ بمدینۃ النبی	یعنی مدینہ منورہ جو مدینۃ النبی صلعم سے
صلعم × × × وموقعها الی جانب	مشہور ہے اور جو کہ معظمہ سے جانب شمال
الشمال من مکۃ بمسافۃ نحو اثنتی	بارہ مرحلہ پر واقع ہے۔
عشرۃ مرحلۃ۔	

اور قرۃ العیون شرح سرور المحزون نواب محمد علیخان والی ٹونک کے صفحہ ۵ مین ہے " ابو الفضل کرمانی نے لکھا ہے کہ ذو الحلیفہ مکہ سے دش منزل ہے اور مدینہ سے دو فرسخ ہے "

اور کتاب چہار باب مولفہ شاہ اہل اسد برادر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مطبوعہ مطبع محمد مصطفی خان سنہ ۱۲۵۸ھ کے صفحہ ۲۲ مین ہے۔ ذو الحلیفہ دہ منزل از مکہ میقات مدینان ۱۲۔

اور اردو ترجمہ صحیح ترمذی حصہ اول مطبوعہ نولکشور صفحہ ۲۶ کے حاشیہ مین ہے " ذو الحلیفہ ایک جگہ ہے چھ میل ہے مدینہ سے اور دش منزل ہے مکہ سے "

ایضاً حضرت ظہر کی نماز پڑھ کر مدینہ سے روانہ ہوئے اور عصر کی نماز ذو الحلیفہ مین کہ میقات اہل مدینہ ہے پڑھی اور رات کو وہان رہے اور صبحکو احرام باندھا۔

اور قرۃ العیون شرح سرور المحزون شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حصہ ششم جلد اول مطبوعہ لکھنو صفحہ ۲۰ و ۲۱ مین ہے " غرضکہ جب حضرت نماز ظہر پڑھ کر اور احرام باندھ کر اور لبیک کہکر اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے پھر اونٹنی اٹھی تب دوسری بار آپنے لبیک کہی پھر جب ٹیلے پر کہ برابر بیدا کے ہی چڑھے تب پھر لبیک کہا اور ابتدا لبیک کہنے کی بعد نماز ظہر ہی کے تھی "

غرضکہ ظہر اور عصر کے درمیان سے سلسل روانگی ہوئی۔ چنانچہ در رسالہ حج یعنی مفصل حالات سفر حرمین شریفین مع ادعیہ ماثورہ و مروجہ از وقت روانگی تا آخر سفر مولفہ حاجی علیم الدین صاحب مقیم جدہ (عرب) بار اول مطبوعہ نامی پریس لکھنو سنہ ۱۸۹۶ء صفحہ ۲۷ مین ہے "

مدینہ منورہ کا سفر اکثر گیارہ دن مین طے ہوتا ہے۔ بعض منزلین بہت سخت ہین ظہر سے سوار ہوتے ہین اور تمام رات چلتے ہین اور دوسرے دن آٹھ نو بجے جائے قیام پر پہونچتے ہین۔ صفحہ ۲۷ مین ہے۔ شغدف کے اوپر دری یا کپڑا

جیساکہ ہم پہلے لکھ چکے ہین لگانالازم ہے کیونکہ یہان گیارہ دن کا سفر ہوگا دن کی دہوپ و رات کی شبنم سے بچنا نہایت ضروری ہے"۔

یہان تک کہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک یہ سفر گیارہ دن مین طے ہونا معلوم ہوگیا تقریباً یہی مدت ہجرت کے زمانہ مین جو صرف دو تین شخصون سے کیا گیا اور حضرت صلعم بارہوین روز بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کے دن صبحکو دن چڑہے مدینہ منورہ پہونچے اور یہ بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کا پہونچنا متفق علیہ ہے۔ اور حضرت شب دوشنبہ مین گھر سے نکلکر غار مین داخل ہوے اور تین شبانہ روز غار مین رہے۔ اور شب پنجشنبہ یکم ربیع الاول غار سے نکلکر مدینۂ منورہ کو روانہ ہوئے۔

سیرت حلبی جلد ثانی ص۴۴ مین ہے

(وفی الفصول المهمة) واقام رسول الله صلعم ثلاثة ایام بلیالیها فی الغار

فصول المہمہ مین ہے کہ رسول خدا صلعم غار مین تین شبانہ روز ٹہرے۔

تفسیر جامع البیان طبری جلد۔ ۶ ص۴۷ مین ہے۔

عن ابن عباس ولد نبیکم صلعم یوم الاثنین وخرج من مکة ودخل المدینة یوم الاثنین۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت صلعم دوشنبہ ہی کو مکہ معظمہ سے نکلکر دوشنبہ ہی کے دن مدینہ منورہ مین داخل ہوے۔

ایضاً تفسیر حافظ ابن کثیر جلد۔ ۳ ص۲۸ مین ہے۔

عن ابن عباس قال ولد النّبی صلعم یوم الاثنین وخرج مهاجراً من مکة الی المدینة یوم الاثنین وقدم المدینة یوم الاثنین۔

حضرت ابن عباس نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلعم دوشنبہ کے روز پیدا ہوئے اور دوشنبہ ہی کو مکہ معظمہ سے ہجرت کیا دوشنبہ کے روز مدینہ منورہ مین داخل ہوئے۔

تفسیر معالم التنزیل بغوی ص۲۷ مین ہے

وکانت هجرة فی الثانی عشر من شهر ربیع الاول۔

۱۲ ربیع الاول سنہ۱ کو ہجرت کرکے پہونچے

اور تاریخ کامل ابن اثیر جزری جلد ثانی ص۴۳ مین ہے۔

فنزل علی عمرو بن عوف لاثنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاوّل

رسول اللہ صلعم ربیع الاول کے بارہ راتون گذرے عمرو بن عوف کے یہان تشریف لائے

قال ابو الفدا اقدم رسول الله المدینة لاثنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاول سنة احدی۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ رسول خدا صلعم بارہوین ربیع الاول سنہ۱ ہجری کو مدینہ منورہ پہونچے۔

جبکہ بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو ہجرت کرکے مدینہ منورہ پہونچے تو یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) تھا اور ۲۷ صفر شب (دوشنبہ) کو حضرت صلعم مکہ معظمہ سے نکلکر داخل غار ہوئے۔

چنانچہ معارج النبوۃ رکن چہارم مطبوعہ لاہور ۱۲۹۲ھ ص۵ مین ہے۔

در شب دوشنبہ بست و ہفتم صفر از راہ دریچہ خانہ بیرون رفتند و متوجہ غار ثور شدند۔	شب دوشنبہ ستائیسوین صفر آنحضرت صلعم چھوٹے دروازہ سے نکلکر غار ثور کے جانب روانہ ہوئے۔

بہر حال یہ سفر ہجرت کا بارہ روز مین طے ہوا جو گیارہ دن حال کے مدت سفر کی تائید مین ہے جسکو شبلی صاحب نے نو دن مین طے ہوتا لکھا ہے جو حساب سے کل ایک ہفتہ ہوتے ہین جسکو مولوی امین اللہ اپنے سیرت منظوم (قصیدہ عظمیٰ) مین آٹھ دن کا سفر لکھا ہے جس مین اونھون نے ۲۶ ذیقعدہ کا مدینہ منورہ سے ذوالحلیفہ تک ۶ میل والا سفر بھی شامل کیا ہے جس سے آٹھ دن ہوتے ہین اور چوتھی ذیحجہ صبح داخلہ مکہ معظمہ ہے۔

پس شبلی صاحب کے نو دن ۲۵ ذیقعدہ سے ہو سکینگے اسلئے اونکا ۲۶۔ ذیقعدہ خود اونہین کے قول سے باطل اور غلط ہو گیا گو یہ مدت اس سفر کے طے ہونیکا کافی نہین ہوتی لیکن محدثین نے پانچ راتون باقی پر حضرت صلعم کا سفر فرمانا لکھا ہے اسلئے ہم اسی ۲۵ ذیقعدہ کو سفر فرمانا مانے لیتے ہین جو شبلی صاحب کے ماہ ذیقعدہ کامل ۳۰ دن سے ہے کیونکہ ۲۹ کی رویت سے وہی حساب سات آٹھ دن کا ہوگا جیسا کہ ۲۶۔ ذیقعدہ مین گزر چکا۔ اور محدثین نے کامل ۳۰ دن کا لیا ہے جسکو ہم تفصیل سے بیان کرتے ہین۔

ذیل مین مخرجین حدیث سفر حجۃ الوداع اور وفات النبی کے روایت کنندگان کی فہرست نمبروار دیجاتی ہے یہی وہ محدثین اور مورخین و مفسرین و ارباب سیر سے ہین جن مین آراکین قوم و اساطین اور حفاظ حدیث بھی داخل ہین جنپر دارو مدار مذہب اسلام ہے۔

(۱) امام ابن شہاب محمد بن مسلم الزہری المتوفی ۱۲۴ھ (۲) موسی بن عقبہ امام مغازی المتوفی ۱۴۱ھ (۳) محمد ابن اسحاق امام و رئیس مغازی المتوفی ۱۵۱ھ (۴) امام مالک بن انس المتوفی ۱۷۹ھ (۵) محمد بن عمر واقدی صاحب مغازی قاضی بغداد المتوفی ۲۰۷ھ (۶) امام عبدالملک بن ہشام المعروف بابن ہشام تلخیص سیرت ابن اسحاق المتوفی ۲۱۳ھ (۷) محمد ابن سعد کاتب واقدی صاحب طبقات المتوفی ۲۳۰ھ (۸) امام احمد بن حنبل الشیبانی صاحب مسند المتوفی ۲۴۱ھ (۹) امام و الحافظ ابو عبداللہ محمد بن اسمعیل جامع صحیح بخاری المتوفی ۲۵۶ھ (۱۰) احمد بن ابی یعقوب بن واضح کاتب عباسی صاحب تاریخ یعقوبی (۱۱) امام و الحافظ مسلم بن الحجاج صاحب صحیح مسلم المتوفی ۲۶۱ھ (۱۲) صاحب (معارف) ابن قتیبہ ابی محمد عبداللہ بن مسلم الدینوری المتوفی ۲۷۶ھ (۱۳) امام و الحافظ محمد بن عیسی صاحب جامع صحیح ترمذی المتوفی ۲۷۹ھ (۱۴) امام و الحافظ ابی عبدالرحمن احمد بن شعیب جامع مع و خصایص المتوفی ۳۰۳ھ (۱۵) امام و الحافظ و مجتہد مطلق ابو جعفر ابن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ (۱۶) امام و ناقد و حافظ ابن حافظ ابو محمد عبدالرحمن بن محمد الشہیر بابن ابی حاتم المتوفی ۳۲۷ھ (۱۷) شہاب الدین احمد المعروف بہ ابن عبد ربہ الاندلسی المالکی المتوفی ۳۲۸ھ (۱۸) حافظ ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد صاحب الصحیح المتوفی ۳۵۴ھ (۱۹) حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی المتوفی ۳۶۰ھ (۲۰) ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم المتوفی ۴۰۵ھ (۲۱) ابوبکر احمد بن عبدالرحمن

شیرازی المتوفی سنہ ۴۰۷ھ (۲۲) حافظ ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ الاصبہانی المتوفی سنہ ۴۱۰ھ (۲۳) ابواسحاق احمد بن ابراہیم الثعلبی صاحب تفسیر کشف والبیان عن علوم القرآن المتوفی سنہ ۴۲۷ھ (۲۴) تاج الحفاظ حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی المتوفی سنہ ۴۳۰ھ (۲۵) امام و الحافظ ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی المتوفی سنہ ۴۵۸ھ (۲۶) امام و الحافظ ابوعمر ابن عبدالبر صاحب استیعاب المتوفی سنہ ۴۶۳ھ (۲۷) حافظ ابوبکر احمد بن ثابت الخطیب المتوفی سنہ ۴۶۳ھ (۲۸) امام ابوالحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری صاحب تفسیر اسباب النزول المتوفی سنہ ۴۶۸ھ (۲۹) ابوالحسن علی بن محمد بن الخطیب الجلابی المعروف بابن المغازلی المتوفی سنہ ۴۸۳ھ (۳۰) امام محمد بن محمد ابوحامد غزالی صاحب کتاب سر العالمین المتوفی سنہ ۵۰۵ھ (۳۱) حسین بن مسعود بغوی امام محی السنۃ صاحب تفسیر معالم التنزیل المتوفی سنہ ۵۱۶ھ (۳۲) امین الدین ابوعلی فضل بن حسن طبرسی صاحب تفسیر مجمع البیان المتوفی سنہ ۵۴۸ھ (۳۳) ابوالفتح محمد بن علی بن ابراہیم النطنزی (۳۴) ابوالمؤید موفق بن احمد بن اسحاق المعروف باخطب خوارزم المتوفی سنہ ۵۶۸ھ (۳۵) حافظ الکبیر ابوالقاسم علی بن الحسن المعروف بابن عساکر الدمشقی المتوفی سنہ ۵۷۱ھ (۳۶) صاحب روض الانف امام عبدالرحمن السہیلی شارح سیرت ابن اسحاق المتوفی سنہ ۵۸۱ھ (۳۷) صاحب کتاب الوفا للحافظ جمال الدین ابوالفرج ابن جوزی المتوفی سنہ ۵۹۷ھ (۳۸) للشیخ والامام مجدالدین صاحب نہایہ وجامع الاصول المعروف بابن اثیر جزری المتوفی سنہ ۶۰۶ھ (۳۹) امام فخرالدین محمد بن عمر الرازی صاحب تفسیر کبیر وغیرہ المتوفی سنہ ۶۰۶ھ (۴۰) صاحب تاریخ الکامل واسد الغابہ فی الصحابہ للامام علامہ عزالدین ابوالحسن علی بن محمد ابن الاثیر جزری المتوفی سنہ ۶۳۰ھ (۴۱) صاحب تاریخ مظفری قاضی شہاب الدین ابراہیم بن عبداللہ بن ابی الدم المتوفی سنہ ۶۴۲ھ (۴۲) صاحب مطالب السئول فی مناقب آل الرسول محمد بن طلحہ شافعی المتوفی سنہ ۶۵۲ھ (۴۳) علامہ سبط ابن الجوزی صاحب تاریخ مرآۃ الزمان وتذکرہ خواص الامۃ المتوفی سنہ ۶۵۴ھ (۴۴) صاحب کفایۃ الطالب فی مناقب علی بن ابیطالب الشیخ الحافظ ابی عبداللہ محمد بن یوسف بن محمد الکنجی الشافعی المتوفی سنہ ۶۵۸ھ (۴۵) تاریخ وفیات الاعیان امام قاضی شمس الدین ابوالعباس المعروف بابن خلکان المتوفی سنہ ۶۸۱ھ (۴۶) ریاض النضرہ فی فضائل العشرۃ للحافظ محب الدین احمد بن عبداللہ بن محمد الطبری الشافعی المکی المتوفی سنہ ۶۹۴ھ (۴۷) حافظ ابومحمد عبدالمومن بن خلف الدمیاطی المتوفی سنہ ۷۰۵ھ (۴۸) صاحب تفسیر مدارک التنزیل وحقایق التاویل شیخ الاسلام حافظ الدین عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی المتوفی سنہ ۷۱۰ھ (۴۹) صاحب فرائد السمطین للشیخ ابوالمجامع صدرالدین ابراہیم بن محمد بن المؤید الحموینی المتوفی سنہ ۷۲۲ھ (۵۰) صاحب تاریخ المختصر فی اخبار البشر المعروف بتاریخ ابی الفداء المتوفی سنہ ۷۳۲ھ (۵۱) عیون الاثر للحافظ فتح الدین محمد المعروف بابن سید الناس المتوفی سنہ ۷۳۴ھ (۵۲) صاحب تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف بہ تفسیر خازن امام علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم الخازن المتوفی سنہ ۷۴۱ھ (۵۳) حافظ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد ذہبی المتوفی سنہ ۷۴۸ھ (۵۴) صاحب تاریخ تتمۃ المختصر الشیخ والامام زین الدین ابن عمر بن الوردی المتوفی سنہ ۷۴۹ھ (۵۵) صاحب کتاب نظم درر السمطین للشیخ والامام والعلامہ جمال الدین محمد بن یوسف محدث الحرم المتوفی سنہ ۷۵۰ھ (۵۶) صاحب کتاب منتقی من سیرۃ المصطفےٰ سعید کازرونی المتوفی سنہ ۷۵۸ھ (۵۷) کتاب الاشارہ فی سیرۃ المصطفیٰ للحافظ علاء الدین عبداللہ مغلطای المتوفی سنہ ۷۶۲ھ (۵۸) صاحب تاریخ بدایۃ والنہایۃ وتفسیر للحافظ عماد الدین اسمعیل بن عمر المعروف بہ حافظ ابن کثیر الدمشقی الشامی المتوفی سنہ ۷۷۴ھ (۵۹) علامہ سید علی ہمدانی صاحب کتاب مودۃ القربیٰ وغیرہ المتوفی سنہ ۷۸۶ھ (۶۰) قاضی عبدالرحمن

بن محمد الحضرمی المالکی مورخ ابن خلدون المتوفی ۸۰۸ھ (۶۱) صاحب کتاب حیوۃ الحیوان دمیری شافعی المتوفی ۸۰۸ھ (۶۲) صاحب روضۃ المناظر ابن شحنہ حنفی المتوفی ۸۱۵ھ (۶۳) صاحب تصحیح المصابیح واسنی المطالب شیخ الاسلام قاضی القضاۃ شمس الدین محمد الجزری المتوفی ۸۳۳ھ (۶۴) صاحب فتح الباری شارح صحیح بخاری للحافظ ابن حجر عسقلانی شافعی المتوفی ۸۵۲ھ (۶۵) صاحب عمدۃ القاری شارح صحیح بخاری علامہ عینی حنفی المتوفی ۸۵۵ھ (۶۶) صاحب کتاب فصول المہمہ ابن صباغ مالکی المتوفی ۸۵۵ھ (۶۷) مورخ روضۃ الصفا فارسی محمد خاوندشاہ المتوفی ۹۰۳ھ (۶۸) صاحب معارج النبوۃ فارسی مولانا معین الدین فراہی المتوفی ۹۰۷ھ (۶۹) صاحب روضۃ الشہدا فارسی وتفسیر مواہب علیہ المعروف بہ تفسیر حسینی حسین بن علی الکاشفی وواعظ البیہقی المتوفی ۹۱۰ھ (۷۰) صاحب تاریخ الخلفا سیوطی وتفسیر درمنثور واتقان وغیرہ للشیخ جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ (۷۱) صاحب مواہب اللدنیہ وارشاد الساری شرح صحیح بخاری للشیخ شہاب الدین احمد قسطلانی المتوفی ۹۲۳ھ (۷۲) صاحب تاریخ حبیب السیر فارسی غیاث الدین بن ہمام الدین المتوفی ۹۳۲ھ (۷۳) سبل الہدی والرشاد فی سیرت خیر العباد محمد بن یوسف الشامی الدمشقی ۹۴۲ھ (۷۴) تاریخ الخمیس شیخ حسین بن محمد بن الحسن الدیاربکری المتوفی ۹۶۶ھ (۷۵) صاحب تفسیر سراج المنیر للامام محمد بن احمد الخطیب الشربینی المتوفی ۹۶۸ھ (۷۶) صاحب کتاب اربعین وروضۃ الاحباب فارسی جمال الدین عطاء الدین فضل اللہ محدث الشیرازی المتوفی ۱۰۰۰ھ (۷۷) انسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون المعروف بہ سیرت حلبی نور الدین علی بن ابراہیم الحلبی الشافعی المتوفی ۱۰۴۴ھ (۷۸) مدارج النبوۃ للشیخ عبد الحق دہلوی المتوفی ۱۰۵۲ھ (۷۹) مناقب مرتضوی محمد صالح الحسینی الترمذی کشفی فارسی (۸۰) نسیم الریاض شرح شفا، قاضی عیاض شہاب الدین خفاجی حنفی المتوفی ۱۰۶۹ھ (۸۱) زرقانی شرح علی المواہب للشیخ محمد بن عبد الباقی الزرقانی المتوفی ۱۱۲۲ھ (۸۲) سرور المحزون شاہ ولی اللہ محدث دہلوی المتوفی ۱۱۷۶ھ (۸۳) شیخ محمد بن سالم حفنی شافعی المتوفی ۱۱۸۱ھ (۸۴) سید محمد بن اسمعیل یمنی صاحب روضۃ الندیہ المتوفی ۱۱۸۲ھ (۸۵) مولوی امین اللہ صاحب سیرت منظوم قصیدہ عظمیٰ المتوفی ۱۲۲۳ھ (۸۶) شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ وتفسیر عزیزی المتوفی ۱۲۳۹ھ (۸۷) شاہ عبد القادر صاحب موضح القران اردو مع تفسیر المتوفی ۱۲۴۳ھ (۸۸) تفسیر فتح القدیر للشوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھ (۸۹) صاحب تاریخ حبیب الٰہ مولفہ محمد عنایت احمد کاکوروی مولفہ ۱۲۷۵ھ (۹۰) سیرۃ النبویہ والآثار المحمدیہ سید احمد دحلان مفتی مکہ معظمہ مولفہ ۱۲۷۶ھ (۹۱) صاحب ینابیع المودۃ شیخ سلیمان بلخی قندوزی المتوفی ۱۲۹۴ھ (۹۲) صاحب تفسیر فتح البیان نواب مولوی صدیق حسن خان بھوپالی المتوفی ۱۳۰۷ھ (۹۳) صاحب ناسخ التواریخ سپہر مستوفی لسان الملک طہرانی (۹۴) تاریخ الاسلام علامہ ابو الفضل محمد بن احسان اللہ گورکھپوری (۹۵) خاتمہ

فہرست مذکورہ مین ان چار لفظون کا استعمال اکثر آیا ہوا ہے۔

حافظ، امام، شیخ، محدث وغیرہ جنکی اصطلاح فن رجال ومحدثین مین یہ ہے جسکو مجمع الوسائل شرح الشمائل نور الدین علی بن سلطان محمد القاری سے نقل کیا جاتا ہے۔ ثم الحافظ فی اصطلاح المحدثین من احاط علمہ بمائۃ الف حدیث متنا واسنادا والطالب ہو المبتدی الراغب فیہ والمحدث والشیخ والامام ہو الاستاذ الکامل والحجۃ من احاط علمہ بثلثمائۃ الف حدیث متنا واسنادا و احوال رواتہ جرحا وتعدیلا وتاریخا والحاکم ہو الذی احاط علمہ بجمیع الاحادیث المرویۃ کذلک۔

(۱) ابن شہاب محمد بن مسلم الزہری المتوفی سنہ ۱۲۴ھ

ابن شہاب زہری کے بیان سے سفر حجۃ الوداع فرمانیکی ابتدا کیجاتی ہے کہ حضرت صلعم ۲۵ ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ کو مدینہ منورہ سے حج کے لئے روانہ ہوئے۔

چنانچہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری علامہ قسطلانی مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۴ھ ج۔ ۶ باب حجۃ الوداع صہ ۴۹۲ مین ہی۔

(قال حدثنا اسمعیل بن عبد اللہ) الا ویسی قال (حدثنا مالک) ھو ابن انس امام الائمۃ (عن ابن شہاب) محمد بن مسلم الزھری (عن عروۃ بن الزبیر) بن العوام (عن عائشۃ رضـ) انھا (قالت خرجنا) من المدینۃ (مع رسول اللہ صلعم) فی حجۃ الوداع لخمس بقین من ذی القعدۃ۔

کہا حدیث کی مجھسے اسمعیل بن عبد اللہ اویسی نے کہا حدیث کی مجھسے امام مالک بن انس نے ابن شہاب یعنی محمد بن مسلم زہری سے اونہون نے عروہ بن زبیر بن عوام سے اونہون نے حضرت عائیشہ رضـ سے روایت کی ہے کہ نکلے ہم لوگ ساتھ رسول اللہ صلعم کے مدینہ منورہ سے واسطے حجۃ الوداع کے جبکہ پانچ (راتین) باقی تھین ماہ ذیقعدہ کی یعنی ۲۵ ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ کو

حدیث مذکورہ مین (۲۵ ذیقعدہ) تاریخ سفر حجۃ الوداع کا یوم نہین ہے جس سے معلوم ہوتا کہ رسول اللہ صلعم نے کس دن سفر فرمایا جسکے تحقیق کے لئے رسول اللہ صلعم کے تاریخ ابتداءِ مرض اور تاریخ وفات ہر دو سے مراجعت کرکے صحیح پتہ لگایا جائے گا کہ در اصل حضرت نے کس دن سفر کیا۔ (صحیح بخاری۔ ج۔ اول باب وفات النبی)

قال البخاری حدثنا ابو نعیم حدثنا شیبان عن یحیی عن ابی سلمۃ عن عائشۃ وابن عباس رضـ ان النبی صلعم بعث بمکۃ عشر سنین ینزل علیہ القرآن وبالمدینۃ عشرًا۔

کہا بخاری نے حدیث کی ہم سے ابو نعیم نے کہا حدیث کی ہمسے شیبان نے یحیی سے اوس نے ابی سلمہ سے اوسنے عائیشہ رضـ اور ابن عباس رضـ سے کہ رسولخدا صلعم مکہ معظمہ مین قرآن نازل ہونے کے بعد دس برس اور مدینہ مین دس برس ٹھہرے۔

حدثنا عبد اللہ بن یوسف قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ ان رسول اللہ صلعم توفی وھو ابن ثلث وستین قال ابن شہاب واخبرنی سعید بن المسیب مثلہ۔

حدیث کی ہمسے عبد اللہ بن یوسف نے کہا حدیث کی ہمسے لیث نے عقیل سے اونہون نے ابن شہاب زہری سے اونہون نے عروہ بن زبیر سے اونہون نے عائیشہ رضـ سے بتحقیق رسول اللہ صلعم نے وفات پائی اور وہ ترسٹھ سال کے تھے اور مثل اسکے ابن شہاب زہری نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے۔

تاریخ صغیر بخاری مطبوعہ مطبع احمدی الہ آباد سنہ ۱۳۱۸ھ صفحہ ۱۶و۱۵ مین ہے ۔

اخبرنا اسمعيل بن ابی اويس حدثنی اسمعيل بن ابراهيم بن عقبة عن موسی بن عقبة قال ابن شهاب اخبرنی عروة بن الزبير عن عائشة زوج النبی صلعم وقالت توفی النبی صلعم وهو ابن ثلاث وستين وقال ابن شهاب حدثنا مثل ذلك سعيد بن المسيّب وحدثنا ابراهيم بن المنذر ثنا محمد بن فليح عن موسی بن عقبة عن ابن شهاب عن عروة عن عائشة مثله ۔

خبر دی ہمکو اسمعیل بن ابی ادریس نے کہا حدیث کی مجھسے اسمعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسی بن عقبہ سے کہا اونھون نے ابن شہاب زہری سے خبر دی مجکو عروہ بن زبیر نے اونہون نے حضرت عائیشہ رض زوج النبی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ترسٹھ سال پر وفات فرمائی اور مثل اسی حدیث کے کہا ہے ابن شہاب زہری نے کہ حدیث کی مجھسے سعید بن مسیب نے اسی طرح اور حدیث کی مجھسے ابراہیم بن المنذر نے اون سے محمد بن فلیح نے موسی بن عقبہ سے اونہون نے ابن شہاب زہری سے اونھون نے عروہ سے اونھون نے حضرت عائیشہ رض سے مثل حدیث مذکورہ کے روایت کی ہے ۔

صحیح مسلم ج ثانی صفحہ ۲۶۰ باب قدر عمرہ مطبوعہ انصاری دہلی سنہ ۱۳۰۲ھ مین ہے ۔

حدثنی عبد الملك بن شعيب بن الليث قال حدثنی ابی عن جدی قال حدثنی عقيل بن خالد عن ابن شهاب عن عروة[۲] عن عائشة ان رسول الله صلعم توفی وهو ابن ثلاث وستين سنة وقال ابن شهاب اخبرنی سعيد بن المسيّب بمثل ذلك ۔

حدیث کی مجھسے عبد الملک بن شعیب بن لیث نے کہا حدیث کی مجھسے میرے باپ شعیب نے اون سے میرے دادا لیث نے کہا حدیث کی مجھسے عقیل بن خالد نے ابن شہاب زہری سے اونہون نے عروہ سے اونھون نے حضرت عائیشہ سے بتحقیق رسول اللہ صلعم نے وفات پائی اور وہ حضرت صلعم تھے ترسٹھ سال کے اور مثل اس حدیث کے ابن شہاب زہری نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے

صحیح ترمذی ج ثانی ۔ باب نبی صلعم کے عمر کے بیان مین اور جب آنحضرت فوت ہوئے توکتنی عمر کے تھے ۔

حدثنا العبّاس العنبری وحسين بن

حدیث کی ہم سے عباس عنبری اور حسین بن مہدی

---

[۱] اسی صفحہ کی شرح صحیح مسلم النووی مین یوم الوفات ۔ ثانی عشر ضحی یعنی وفات النبی صلعم ۱۲ ربیع الاول بوقت صبح (دن چڑھے) مرقوم ہے (الفاروق) شبلی، مین ہی

[۲] کہ عروہ بن زبیر اور عبید اللہ بن عبد اللہ اور سعید بن المسیب مدینہ منورہ کے سات فقہا مین محسوب ہین جنپر حدیث وفقہ کا مدار تھا اور انکے فتوی بغیر کوئی قاضی فیصلہ کرنے کا مجاز نہ تھا ۔

مہدی البصری قال نا عبد الرزاق عن ابن جریج قال اخبرت عن ابن شہاب الزہری عن عروۃ عن عائشۃ وقال الحسین بن مہدی فی حدیث ابن جریج عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مات وھو ابن ثلاث وستین قال ھذا حدیث حسن صحیح وقد رواہ ابن اخی الزہری عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ مثل ھذا یعنی (حدیث حسن صحیح ہے۔

بصری نے کہا دونون نے حدیث کی ہم سے عبد الرزاق نے ابن جریج سے کہا اوسنے مجھے ابن شہاب زہری سے خبر ملی ہے اوسنے روایت کی عروہ سے اوس نے عایشہ سے اور کہا حسین بن مہدی نے اپنی حدیث مین یہ روایت ہے زہری سے اوسنے روایت کی عروہ سے اوس نے عائشہ سے یہ کہ نبی صلعم فوت ہوئے اس حالت مین کہ ترسٹھ سال کے تھے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت کیا اسکو زہری کے بھتیجے یعنی ابن اخی الزہری (محمد بن عبد اللہ) نے زہری سے اوس نے عروہ سے اوس نے حضرت عایشہ سے مثل اس کے۔

احادیث مذکورہ سے زہری نے عروہ کے طریق اور عایشہ کے سند سے آنحضرت صلعم کا ترسٹھ سال کی عمر مین فوت ہونا واضح ہوگیا جسکو موسی بن عقبہ نے زہری اور عروہ کے طریق اور عایشہ کے سند سے روایت کی ہے اور زہری نے سعید بن مسیب کی سند سے یہی روایت اخراج کی ہے۔ لیکن یہ وفات النبی صلعم کس تاریخ کو واقع ہوئی جسکے تحقیق کے بعد تاریخ سفر حجۃ الوداع کا یوم استخراج کیا جاتا ہے۔

چنانچہ طبقات الکبیر ابن سعد جزو دوم قسم دوم مطبوعہ لیدن یورپ ۱۳۳۰ھ کے صفحہ ۵۸ پہلی سطر سے پانچ سطر تک یہ حدیث وارد ہے۔

اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ابراھیم بن یزید عن ابن طاؤس عن ابیہ عن ابن عباس قال وحدثنی محمد بن عبد اللہ یعنی (ابن اخی الزھری) عن الزھری عن عروۃ عن عائشۃ قالت توفی رسول اللہ صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول

خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے کہ حدیث کی مجھسے ابراہیم بن یزید نے عبد اللہ ابن طاؤس سے اون سے اونکے باپ طاؤس نے حضرت ابن عباس سے کہا حضرت ابن عباس رض نے اور حدیث کی مجھسے محمد بن عبد اللہ (ابن اخی الزہری) زہری کے بھتیجے نے زہری سے اون سے عروہ نے اون سے حضرت عایشہ نے کہا کہ وفات پائی رسول اللہ صلعم نے ۱۲ ربیع الاول کو

سیرت المختصر من سیرۃ سید البشر حافظ دمیاطی کے جزء پنجم مین ہے۔

وعن ابن عباس وعائشۃ قالا توفی رسول اللہ

روایت مذکورہ کو حافظ دمیاطی نے اپنے سیرت المختصر من سیرۃ سید البشر کے جزء پنجم مین وارد کیا ہے۔

ابن عباس اور عایشہ نے روایت کی ہے کہ وفات

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرة مضت	فرمائی رسول اللہ صلعم نے دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول کو
من ربیع الاول وقد توفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم	کہا گیا ہے کہ ۲ ربیع الاول دوشنبہ ۱۱ھ کو دن چڑھے وفات
الاثنین حین اشتد الضحی لثمان خلون من شہر ربیع الاول	ہوئی لیکن صحیح یہ ہے کہ تحقیق وفات ہوئی
سنة احدی عشرة والصحیح انہ صلی اللہ علیہ وسلم توفی لاثنتی عشرة مضت من ربیع الاول	۱۲ ربیع الاول کو۔

البدایۃ والنہایۃ جز خامس مطبوعہ مصر ۱۳۵۱ھ صفحہ ۲۸ مین ہے

واخرج الواقدی من طرق عن عائشة وابن عمر و	اور واقدی نے حضرت عائشہ اور ابن عمر اور
سعید بن المسیب وغیرہم رضی اللہ عنہم ان	سعید بن مسیب وغیرہ کے طرق سے روایت کی ہے
یوم قبض رسول اللہ صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرة لیلة	ابو بکر کی بیعت یوم دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ
خلت من ربیع الاول سنة احدی عشرة من الہجرة۔	کو واقع ہوئی۔

تاریخ کبیر ابن جریر طبری ج۔ اول حصہ چہارم صفحہ ۱۸۳۶ مین ہے۔

صالح بن کیسان عن الزہری عن عبید اللہ	صالح بن کیسان نے زہری سے اونھون نے عبید اللہ
بن عبد اللہ بن عتبة عن عائشة قالت توفی رسول	بن عبد اللہ بن عتبہ سے اونھون نے حضرت عائشہ
اللہ صلعم لاثنتی عشرة لیلة مضت من شہر ربیع	سے روایت کی ہے کہ وفات فرمائی رسول اللہ صلعم
الاول فی الیوم الذی اقدم فیہ المدینة	نے جبکہ بارہ راتین گزرین ماہ ربیع الاول کی اسی
مہاجرا فاستکمل فی ہجرتہ عشر	تاریخ مین رسول اللہ صلعم ہجرت مین داخل مدینہ منورہ
سنین کوامل۔	ہوے پس اسی ۱۲ ربیع الاول کو دس سال کامل
	ہجرت کے ہوئے۔

طبقات کبیر ابن سعد جزدوم قسم دوم مطبوعہ لیدن ۱۳۲۰ھ صفحہ ۱۸ مین ہے۔

اخبرنا سعید بن منصور نا سفیان بن عیینة	خبر دی مجکو سعید بن منصور نے سفیان بن عیینہ
عن الزہری سمع انس بن مالک یقول آخر	سے اوسنے زہری سے اوسنے سنا انس بن مالک سے
نظرة نظرتہا الی رسول اللہ صلعم یوم الاثنین	کہ وہ کہتے تھے کہ اخیر نظر جو مین نے جناب رسالتمآب صلعم
کشف الستارة والناس صفوف خلف	پر ڈالی تو وہ بروز دوشنبہ تھی تو حضرت نے پردہ کو
ابی بکر فلما راہ الناس تحشحشوا فاومأ	ہٹایا اور لوگ ابو بکر کے پیچھے صف بستہ تھے۔۔
الیہم ان امکثوا مکانکم	حضرت کو لوگون نے دیکھا تو اون مین ایک انتشار سا

ؔ اسد الغابہ فی الصحابہ ابن اثیر جزری صفحہ ۳۳ جلد اول مین ہے۔

قال ابو عمر بدایۃ مرض رسول اللہ صلعم مرضہ الذی مات فیہ یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر سنة احدی عشرة

ابو عمر کہتا ہے کہ رسول اللہ کو ابتدائے مرض ۲۸ صفر چہارشنبہ ۱۱ھ کو ہوا جبکہ دو راتین ماہ صفر ۱۱ھ کی باقی تھین۔

فنظرت الی وجهه کانه ورقة مصحف ثم القی السجف و توفی من اخر ذلك الیوم۔

پیدا ہوا حضرت نے اونکی طرف اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر شرف رہو انس کہتے ہیں اوسوقت میں نے حضرت کے چہرہ کو دیکھا گویا کہ وہ قرآن مجید کا ورقا ہے بعد اوسکے حضرت نے پردہ ڈالدیا اور اوسی دن کے آخر دن میں حضرت نے وفات پائی۔

ایضاً تاریخ صغیر بخاری مطبوعہ الہ آباد ج اول کے صـ۱۵ میں ہے

عن ابن شهاب اخبرنی انس قال و توفی اخر ذلك الیوم

زہری سے روایت ہے کہ خبر دی مجکو انس رضؓ نے کہ وفات فرمائی رسول اللہ صلعم نے آخر یوم (دوشنبہ) پر۔

اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج۔ ۸ صـ۳۴۲ میں ہے۔

وفی حدیث ابو یعلی باسناده عن انس انه توفی اخر نهار یوم الاثنین۔

اور حدیث میں ابو یعلی نے اپنے اسناد کے ساتھ انس رضؓ سے روایت کی ہے کہ وفات فرمائی آنحضرت صلعم نے دوشنبہ کے آخر یوم پر یعنی شام کے وقت۔

اور اسد الغابہ فی الصحابہ ابن اثیر جزری حصہ اول صـ۳۳ ذکر وفات و مبلغ عمرہ صلعم میں ہے۔

سفیان بن عیینة الهلالی عن الزهری عن انس وتوفی اخر ذلك الیوم

سفیان بن عیینہ ہلالی نے زہری سے اونھون نے انس رضؓ سے روایت کی ہے کہ وفات فرمائی آنحضرت صلعم نے آخر دن (دوشنبہ) میں۔

اور تاریخ صغیر بخاری ج۔ اول صـ۱۹ میں حضرت ابو بکر کے ذکر میں ہے۔

قال ابو نعیم توفی ابو بکر لثمان لیال بقین من جمادی الاخرة سنة ثلاث عشرة۔

ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ وفات حضرت ابو بکر کی آٹھ راتون ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ کے باقی پر واقع ہوئی یعنی ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ کو۔

اور اسد الغابہ فی الصحابہ ج۔ ۳ مطبوعہ سنہ ۱۲۸۶ھ کے صـ۲۲۳ و صـ۲۲۴ میں ہے۔

قال واخبرنی ابی باسناده عن محمد بن سعد حدثنا محمد بن عمر حدثنا محمد بن عبد الله (ابن اخی الزهری) عن الزهری عن عروة عن عائشة قالت کان اول مرض ابی بکر انه اغتسل یوم الاثنین لسبع خلون من جمادی الاخرة وکان یوما باردا فحم خمسة عشر یوما لا یخرج الی صلوة وکان

کہا راوی نے کہ خبر دی ابی نے اسناداً محمد بن سعد سے کہا اونھون نے کہ حدیث کی ہم سے محمد بن عمر نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن عبد اللہ ابن اخی الزہری نے زہری سے اونھون نے عروہ سے اونھون نے عائشہ سے کہا حضرت عائشہ نے کہ اول مرض ابو بکر کا یہ تھا کہ غسل کیا اونھون نے دوشنبہ کے دن ، جمادی الآخر کو اور وہ دن سرد تھا

یأمر عمر یصلی بالناس و یدخل الناس علیہ یعودونہ
وھو یثقل کل یوم وکان عثمان الزمھم لہ فی مرضہ
توفی ابو بکر رحمہ اللہ مساء لیلۃ الثلاثاء لثمانی لیال
بقین من جمادی الآخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ من مہاجر
النبی صلعم فکانت خلافتہ سنتین وثلاثۃ اشھر و عشر
لیال وکان ابو معشر یقول سنتین واربعۃ اشھر الا
اربع لیال وتوفی رحمہ اللہ وھو ابن ثلاث وستین
سنۃ مجمع علی ذلک فی الروایات کلھا استوفی
سن رسول اللہ صلعم وکان ابو بکر
ولد بعد الفیل بثلاث سنین۔
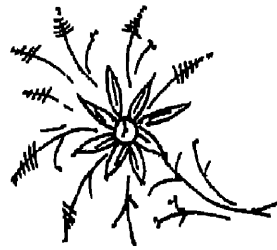
پس بخار مین مبتلا رہے پندرہ روز تک نماز پڑھانے
نہین جاتے تھے اور عمر کو حکم دیتے تھے کہ وہ لوگون کو
نماز پڑھائین اور لوگ آتے تھے اوسکے پاس اعادت
کرنے کے لئے اور اونکی حالت روز بروز خراب ہوتی
جاتی تھی اور عثمان اونکے پاس ہر وقت رہتے تھے اور
وفات پائی ابو بکر نے شب سہ شنبہ کی شام کو ۲۲ جمادی الآخرہ
سنہ ۱۳ھ تھی اور مدت خلافت حضرت ابو بکر کی دو سال
تین مہینے دس شبانہ روز ہوئے اور ابو معشر کہتا ہے کہ
دو سال چار مہینے چار راتین کم (کل مدت خلافت ہے)
اور وفات پائی درانحالیکہ وہ ۶۳ سال کے تھے تمام
روایتین اس بات پر متفق ہین کہ ابو بکر نے سن رسول کو
پورا کیا اور حضرت ابو بکر واقعہ فیل کے تین سال بعد
پیدا ہوئے

احادیث وفات النبی ۱۲ ربیع الاول یوم دوشنبہ کی ہین جن سے یکم ربیع الاول کو (پنجشنبہ) کا روز اور ۹ ذیحجہ عرفہ اور ۲۵ ذیقعدہ کو (دوشنبہ) کا دن آتا ہے جسکی تائید مین مورخ روضۃ الصفا اپنے تاریخ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۲۶۶ھ صفحہ ۱۷۱ مین لکھتے ہین بروایتے روز شنبہ بست و پنجم (ذیقعدہ) اور بقولے روز دوشنبہ از مدینہ بیرون آمد یعنی ایک روایت سے یوم شنبہ ۲۵ ذیقعدہ اور ایک سے دوشنبہ کے روز حضرت کا سفر حج کیلئے برآمد ہونا محقق ہوتا ہے۔

ایضاً اور معارج النبوۃ مولانا معین الدین فراہی المتوفی سنہ ۹۰۷ھ مطبوعہ مطبع مطلع نور لاہور سنہ ۱۲۹۴ھ کے رکن چہارم صفحہ ۳۲۳ سطر ایک مین ہے۔ بست و پنجم ذیقعدہ روز دوشنبہ و بروایتے روز شنبہ از مدینہ بیرون آمد۔ یعنی ۲۵ ذیقعدہ یوم دوشنبہ یا بروایتے روز شنبہ (رسول اللہ صلعم) مدینہ سے باہر نکلے۔

ایضاً اور عین العیون ترجمہ سرور المحزون شاہ ولی اللہ محدث دہلوی معروف بہ نور علی نور مترجمہ ابو القاسم بن عبد العزیز ہنسوی مطبوعہ مطبع مصطفائی محمود نگر لکھنؤ سنہ ۱۳۰۷ھ کے صفحہ ۶ مین ہے۔ "اور آپ حجۃ الوداع مین دوشنبہ کے دن بالون مین کنگھی کئے ہوے اور بدن مبارک پر تیل اور خوشبو ملے ہوئے اپنے در دولت سے تشریف لائے آخرش ذو الحلیفہ مین فروکش ہوئے۔ اور رات کو وہین قیام فرمایا الخ"

اور صفحہ ۲۸ مین ہے۔ "آنحضرت صلعم جب ترسٹھ برس کے ہوئے بارھوین ربیع الاول (دوشنبہ) کے دن چاشت کے وقت وفات پائی اور آپ چودہ روز بیمار رہے"

اور تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی باب دہم مطبوعہ نولکشور سنہ ۱۲۹۶ھ سنہ ۱۸۷۹ع کے آخر صفحہ ۲۰۴ مین

مثل روضۃ الصفا اور معارج النبوۃ کے ہے کہ روز چہارشنبہ بست وہشتم ۲۸ صفر مذکور آنحضرت را مرض طاری شد یعنی روز چہارشنبہ ۲۸ صفر کو مرض رسولخدا صلعم پر ظاہر ہوا جس سے ۲۸ صفر (چہارشنبہ) اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) دو یوم آخر ماہ صفر کے اور بارہ روز ماہ ربیع الاول کے کل چودہ دن حضرت بیمار رہے جیساکہ اوپر شاہ ولی اللہ محدث پدر شاہ عبدالعزیز کے رسالہ سرور المحزون اور اوسکے ترجمہ عین العیون مین ہے۔

لیکن مواہب لدنیہ علامہ قسطلانی کے مقصد عاشر (دہم) مین ہے۔

قال الحافظ ابن رجب کان ابتداء مرضہ صلعم	حافظ ابن رجب نے کہا ہے حضرت صلعم اخیر صفر
فی اواخر صفر وکانت مدۃ مرضہ ثلث عشر یوماً	مین بیمار ہوئے اور کل مدت بیماری کے تیرہ روز ہین۔

واضح ہو کہ ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کا تیرھوان روز گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) اور چودھوان روز ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) ہوتا ہے۔ جو بدیہی ہے۔ گیارہ ربیع الاول کے آخر یوم پر وفات النبی ہے یہ تاریخ ۹ ذیحجہ سے نوسے ۹۰ یوم پر اور ۸ ذیحجہ سے اکیاسی ۸۱ یوم پر پہونچتی ہے اور ۱۲ ربیع الاول کو بیاسیوان روز یا عرفہ کے بعد سے اکانوے یوم اور اسی ۱۲ ربیع الاول کی شب سے پہلی تاریخ حضرت ابوبکر کی خلافت کا حساب کیا گیا ہے کیونکہ حضرت عایشہ کی روایت مین ہے کہ کل مدت خلافت حضرت ابوبکر کی دو سال تین مہینے دس راتین۔ جو گیارہ ربیع الاول کی شام سے بعد وفات النبی کے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم سہ شنبہ لغایت ۱۲ ربیع الاول ۱۳ھ دو سال تا ۱۲ جمادی الآخرہ تین مہینے تا ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ دس راتین کامل ہوئین۔

۱۲ ربیع الاول کو (دوشنبہ) قرار دینے سے ۲۹ صفر کا (پنجشنبہ) یکم ربیع الاول کو ہو جاتا ہے اور مدت خلافت کا حساب ۱۳ ربیع الاول سے ہوگا جس سے بجائے دس دن کے نو دن ہونگے جیساکہ معارف ابن قتیبہ مطبوعہ مصر ۱۳۰۰ھ صفحہ ۶۵ مین بحوالہ ابن اسحاق ہے وکانت خلافتہ سنتان وثلاثۃ اشہر وتسع لیال یعنی مدت خلافت (حضرت ابوبکر) دو سال تین مہینے نو راتین ہین جو حضرت عایشہ کی روایت کے معارض ہے۔ اور علاوہ اسکے ۱۲ ربیع الاول کے (دوشنبہ) سے تیسری ماہ رمضان کو (دوشنبہ) آئیگا حالانکہ تیسری ماہ رمضان کو (سہ شنبہ) تاریخ وفات جناب فاطمہ علیہا السلام مسلمات ارباب محدثین وسیر ہے جسکو ہم آگے بیان کرینگے اور آخر عمر کی مدت مین حدیث کے خلاف ایک دن کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے اصلی رسالہ سرور المحزون مطبوعہ چھاپہ محمدی ۱۲۵۷ھ کے صفحہ ۳۴ مین لکھتے ہین

وفات یافتند روز دوشنبہ وقتیکہ گرم شد	یعنی حضرت صلعم نے ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ)
چاشت بتاریخ دوازدہم از ربیع الاول وبیمار ماندند	کے روز چودہ دن بیمار رہکر وفات
چہاردہ روز۔	فرمائی۔

اور قرۃ العیون شرح سرور المحزون حصہ ششم ج اول کے صفحہ ۲۷ سطر ۱۲ مین ہے۔ اور اسی گیارھوین سال صفر کی چھبیسوین ۲۶ تاریخ دوشنبہ کے روز آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ درستی سامان لشکر کی واسطے لڑائی روم کے کرین۔ اور اسی مہینہ کی اٹھائیسوین تاریخ کو (آنحضرت صلعم) بیمار ہوئے عارضہ تپ اور درد سر کا تھا اور دوسرے دن باوجود بیماری کے آپ نے اپنے دست مبارک سے

ایک لواے یعنی نشان اسامہؓ کے واسطے بنایا الخ

اور روضۃ الاحباب ج۔ اول مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ ۱۳۱۱ھ کے صفحہ ۳۱ مین ہے۔

در روز دوشنبہ بست و ششم ماہ صفر سنہ مذکورہ حضرت امر فرمود مردم را کہ ساختگی لشکر کنید جہۃ حرب روم روز دیگر اسامہ بن زید را طلبید و فرمود ترا امیر لشکر میگردانم الخ

یعنی ۲۶ صفر دوشنبہ کے روز رسولخدا صلعم نے لوگونکو جنگ روم کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ اور ۲۷ صفر (سہ شنبہ) کو اسامہ بن زید کو بلاکر امیر لشکر فرمایا۔

در روز چہار شنبہ بست و ہشتم ماہ مذکور آنحضرت را مرض طاری شد در روز دیگر باوجود مرض بدست مبارک خود لواے برای وے عقد فرمود۔

یعنی ۲۸ صفر چہار شنبہ کے دن آنحضرت صلعم کو مرض لاحق ہوا اور دوسرے دن (۲۹ صفر پنجشنبہ) کو باوجود مرض کے اپنے دست مبارک سے اسامہ بن زید کے لئے جھنڈا درست فرمایا۔

غرضکہ آخر ماہ صفر کے دو دن ۲۸ و ۲۹ صفر اور بارہ روز ماہ ربیع الاول کے سرور المحزون والے یہ کل چودہ دن ہوئے جو ۲۸ صفر (چہار شنبہ) کا چودہوان روز (سہ شنبہ) ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوشنبہ کو وفات فرمایا ہے جو تیرھوان روز گیارہ ربیع الاول کو ہوتا ہے جسکی آخر یوم پر رحلت ہے اور حضرت ابوبکر غیر حاضر تھے چونکہ ۱۲ ربیع الاول کی صبح کو دن چڑھے اپنے مکان سے جو مدینہ سے دو میل پر تھا تشریف لائے اور تھوڑی دیر کے بعد طلب خلافت مین سقیفہ بنی ساعدہ کو گئے ہین اسلئے عام روایتون مین وفات النبی گیارہ ربیع الاول کے بجائے ۱۲ ربیع الاول لکھا ہے جو تاریخ مرض النبی سے ایک روز کا فرق ہو جاتا ہے یہی نکتہ تحقیق سے صحیح آتا ہے۔ کیونکہ شاہ عبد العزیز محدث اور شاہ عبد القادر محدث پسران شاہ ولی اللہ محدث دہلوی عرفہ ۹ ذیحجہ سے حضرت صلعم کا زندہ رہنا تین مہینے یعنی نوے روز (۹۰ دن) فرماتے ہین جو حدیث مین اکیاسی یوم آخر عمر کے ہین چنانچہ نقشہ مرتبہ اور مسلمہ حضرت نعمانی کے مطابق ۹ ذیحجہ سے ۲۹ ذیحجہ تک (۲۰ شبانہ روز) ماہ محرم (۳۰ شبانہ روز) ماہ صفر (۲۹ شبانہ روز) ماہ ربیع الاول (گیارہ شبانہ روز) جسکی میزان (۹۰ شبانہ روز) یعنی گیارہ ربیع الاول تک تین مہینے ہو گئے جس کا دوسرا حساب ۱۸ ذیحجہ سے ۲۹ ذیحجہ تک (گیارہ شبانہ روز) اور ماہ محرم (۳۰ شبانہ روز) ماہ صفر (۲۹ شبانہ روز) ماہ ربیع الاول (گیارہ شبانہ روز) یہ کل میزان (۸۱ شبانہ روز) کی ہوئی جو صحیح حدیث کے مطابق ہے جس مدت کو جمہور مفسرین نے اختیار کیا ہے۔

اور ۱۲ ربیع الاول کو پہلے حساب سے (۹۱ روز) اور دوسرے حساب سے (۸۲ روز) ہوتے ہین جو خلافت کے پہلی تاریخ مین داخل ہے

اب ہم حضرت عائشہ کی مخرجہ روایت کی جانب توجہ کرتے ہین جس مین ساتویں جمادی الثانی یوم دوشنبہ کو غسل کرنے سے اور سردی کی وجہ سے حضرت ابوبکر بیمار ہوئے اور ۲۲ جمادی الثانی کی شام کو بعد مغرب کے شب سہ شنبہ مین وفات فرمائی جس روز کل مدت خلافت کی دو سال تین مہینے دس شبانہ روز کے بتائے گئے ہین۔ یہ آخر کے دس شبانہ روز اوسی ۱۲ تاریخ کی شب سے یعنی

گیارہ تاریخ کی شام سے محسوب کئے گئے ہین ورنہ دس شبانہ یوم نہین ہو سکتے ۔

جب پیغمبر صاحب کی وفات گیارہ ربیع الاول ۱۱ھ (دوشنبہ) کے آخر یوم پر واقع ہوی تو شب ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کے شام سے ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ تک دو سال تین مہینے دس راتین ہوئین ۔

چنانچہ مورخ ابو الفدا وغیرہ اوسی حدیث حضرت عایشہ کے مطابق اپنی اپنی تاریخ مین لکھتے آئے جیساکہ تاریخ المختصر فی اخبار البشر مین ہے ۔

قال ابو الفدا ثم توفی (ابوبکر) مساء لیلۃ الثلاثاء بین المغرب و العشا لثمان بقین من جمادی الاخری سنۃ ثلاث عشرۃ فکانت خلافۃ سنتین وثلاثۃ اشھر وعشر لیال ۔

مورخ ابو الفدا کہتے ہین کہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو درمیان مغرب اور عشا کی شب سہ شنبہ مین حضرت ابوبکر نے وفات پائی اور مدت خلافت کی دو سال تین مہینے دس راتین ہین ۔

روایت حضرت عایشہ اور مورخ ابو الفدا وغیرہ ۲۲ جمادی الآخرہ کو (دوشنبہ) جسکی آنیوالی شب (سہ شنبہ) مین وفات ابوبکر بیان کرتے ہین حالانکہ روایت حضرت عائشہ مین سات جمادی الآخرہ کے دوشنبہ کے روز حضرت ابوبکر کو غسل کرنے سے سردی کی وجہ سے بیماری لاحق ہوئی ۔ تو آٹھ جمادی الآخرہ کو (سہ شنبہ) پس ۱۵ و ۲۲ جمادی الآخرہ کو (سہ شنبہ) ہوا جسکی آنیوالی شب شب (چہارشنبہ) درمیان مغرب وعشا کے رحلت ابوبکر ثابت ہوتی ہے ۔

جسکی تائید مین علامہ ابن شحنہ حلبی حنفی روضۃ المناظر مطبوعہ مصر ۱۳۰۳ھ ص ۱۱۴ مین ۱۳ھ کے حال مین صحیح حساب وفات حضرت ابوبکر لکھتے ہین ۔

وتوفی ابوبکر لیلۃ الاربعاء لثمان بقین من جمادی الآخرہ سنۃ ثلاث عشرۃ وکانت خلافتہ سنتین وثلاثۃ اشھر وعشر لیالٍ

وفات فرمائی ابوبکر نے شب چہارشنبہ ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کو اور دو سال تین مہینے دس دن خلافت کی

علامہ موصوف کا یہ حساب ازروی حساب کی روایت سے ملتا ہے جس مین مدت خلافت کو بجائے دس راتون کے دس دن کئے ہین یعنی ۱۲ ربیع الاول کے دن سے شمار کیا ہے کیونکہ رسول اللہ صلعم کی جگہ امامت یا خلافت ۱۱ ربیع الاول کی شام سے اور ۹ و ۱۰ بجے دن تک خالی رہی کیونکہ ابھی سقیفہ بنی ساعدہ مین داخلہ نہین ہوا ۔ غرضکہ وفات حضرت ابوبکر دوشنبہ اور سہ شنبہ کے درمیان نہین ہونا اوسی حدیث حضرت عایشہ سے غلط ہو گیا ۔ اور صحیح شب جمعہ ہے ۔

چنانچہ روضۃ الاحباب ج ثانی آخر ص ۵۹ مطبوعہ مطبع نامی تیغ بہادر ۱۲۹۷ھ مین ہے ۔

ارباب سیر وتواریخ رحمہم اللہ آوردہ اند کہ ابو بکر صدیق رض بعد از واقعہ فیل بدو سال وچہار ماہ متولد شد ودر آخر روز دوشنبہ وبقولے شب سہ شنبہ واصح آنیست وبقولے روز جمعہ بست دوم یا سیوم جمادی الآخرہ سال سیزدہم ۱۳ھ از ہجرت وفات یافت ۔

یعنی ارباب وتواریخ نے بیان کیا ہے کہ ابوبکر صدیق بعد واقعہ فیل کے دو سال چار ماہ پر پیدا ہوے اور آخر یوم دوشنبہ اور بقولے شب سہ شنبہ اور صحیح یہ ہے اور بقولے روز جمعہ ۲۲ یا ۲۳ جمادی الآخر ۱۳ھ کو وفات فرمائی ۔

اور مراۃ الجنان یافعی اور مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ملا علی قاری مین ولادت حضرت ابوبکر کی ابومعشر کی مدت خلافت کے لحاظ سے ہے ۔ (حالانکہ ابوبکر کی ولادت سنہ فیل کے تین سال بعد ہوی ۔ دیکھو ۱؎ کتاب ہذا) -

ولد رضی الله عنہ بعد عام الفیل بسنتاین و اربعۃ اشہر الا ایاما ۔
یعنی حضرت ابوبکر بعد واقعہ سنہ فیل دو سال کچھ دن کم چار مہینے پر پیدا ہوئے ۔

اور حضرت عایشہ کی روایت مین بسلسلہ روایت لکھی ہے کہ حضرت ابوبکر بعد واقعہ فیل کے تین سال پر پیدا ہوے جس سے رسول اللہ صلعم کی وفات کے وقت حضرت ابوبکر کچھ مہینے کم ۶۰ سال کے تھے اور وفات پر باسٹھ سال کے قرار پاتے ہین

اور اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ مین ہے ،
یعنی اکمال اسماء الرجال مشکوٰۃ مین ہے ۔

ابوبکر صدیق کان مولدہ بمکۃ بعد الفیل سنتاین و اربعۃ اشہر الا ایاما ۔ مات بالمدینۃ لیلۃ الثلثاء لثمان بقین من جمادی الاخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ کانت خلافتہ سنتین و اربعۃ اشہر ۔
کہ ابوبکر صدیق بعد واقعہ فیل کے دو سال کچھ دن کم چار مہینے پر مکہ معظمہ مین پیدا ہوئے اور ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ شب سہ شنبہ کو مدینہ منورہ مین رحلت کی خلافت کا زمانہ دو سال چار مہینے ہوئے جسکو ابومعشر ۲؎ نے دو سال چار راتون کم چار مہینے کی کل مدت خلافت بیان کی ہے

جس سے ابومعشر کا قول ۲۶ صفر (دوشنبہ) سے مدت خلافت حضرت ابوبکر کا حساب اس طرح آتا ہے ۔

۲۶ صفر ۱۱ھ لغایت ۲۶ صفر ۱۳ھ دو سال تا ۲۶ ربیع الاول ۱۳ھ ایک ماہ اور تا ۲۶ جمادی الآخرہ کل چار ماہ ہوئے چونکہ وفات ابوبکر کی آٹھ راتون باقی ماہ جمادی الآخرہ کو واقع ہوئی یعنی ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ جسکی ایک رات ۲۳ دوسری ۲۴ تیسری ۲۵ چوتھی ۲۶ جمادی الآخرہ کی یہ چار راتین چوتھے ماہ کی پورے ہونیکو باقی رہگئین تھین ۔

حاصل مقصود ابومعشر کے قول سے یہ نکلا کہ ۲۶ صفر کو (دوشنبہ) تھا اسی تاریخ مین حضرت صلعم نے لوگون کو جنگ روم پر جانے کی تیاری کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور ۲۷ صفر (سہ شنبہ) کو حضرت نے اسامہ بن زید کو طلب فرما کر تین ہزار کے لشکر کا امیر مقرر فرمایا ۔ اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے روز حضرت کے دردسر اور بخار کا آغاز ہوا ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کی صبح کو حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دست مبارک سے اسامہ بن زید کے لئے علم بنا کر مرحمت کیا اور اکابرین صحابہ کو جن مین مہاجرین و انصار سب کے سب داخل تھے اسامہ کی ماتحتی مین جنگ روم پر جانے کے لئے مامور فرمایا ۔

۱؎ سیرت النبی شبلی کے جلد اول مین ہے " اس زمانہ مین امام زہری نے مغازی پر ایک مستقل کتاب لکھی اور جیسا کہ امام سہیلی نے روض الانف مین تصریح کی ہے یہ اس کتاب کی پہلی تصنیف تھی ، امام زہری اس زمانہ کے اعلم العلما تھے فقہ و حدیث مین انکا کوئی ہمسر نہ تھا امام بخاری کے شیخ الشیوخ ہین ۔ زہری کے تلامذہ مین سے دو شخصون نے اس فن مغازی مین نہایت شہرت حاصل کی اور یہی دو شخص ہین جن پر اس فن کا سلسلہ ختم ہوتا ہے موسی بن عقبہ اور محمد بن اسحاق ۱۲

۲؎ قدح ابومعشر صحیح ترمذی ج ۔ اول باب ما بین المشرق والمغرب قبلۃ کی ہے ۔ قال ابو عیسی قد تکلم بعض اہل العلم فی ابی معشر من قبل حفظہ واسمہ نجیح مولی بنی ہاشم قال محمد لا اروی عنہ شیئا ۔ یعنی ابوعیسی ترمذی نے کہا کہ بعض اہل علم نے ابومعشر کے حافظہ کی نسبت کلام کیا ہے اور نام اسکا نجیح مولی بنی ہاشم کا ہے کہا محمد (ابن اسمٰعیل بخاری) نے مین اس سے کوئی روایت نہین کرتا ۔

جس کے بعد یکم ربیع الاول (جمعہ) لغایت ۸ ربیع الاول (جمعہ) اکابرین صحابہ اسامہ مذکور کے سردار ہونیکے متعلق چہ میگوئیاں کرتے رہے۔ ۹ ربیع الاول یوم (شنبہ) کو کہ دسواں روز ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا گزرا کہ حضرت صلعم کو خبر طعن صحابہ ماموربن اسامہ کی معلوم ہوئی یہ خبر سماعت فرماتے ہی حضرت کمال غضب مین آئے اور ویسے ہی سر مین پٹی باندھے ہوئے منبر پر تشریف لاکر خطبہ ارشاد فرمایا جسکی تفصیل آگے آئیگی پھر بیت الشرف مین داخل ہو گئے اور دس ربیع الاول (یکشنبہ) کے روز حضرت پر تپ درد کی شدت رہی جس سے حضرت بالکل کلام تک نہین کرسکے گیارہ ربیع اول (دوشنبہ) کی صبح کو افاقہ ہوا اس روز کا غالب حصہ ہدایت و وصیت و طلب قرطاس وغیرہ مین صرف ہوا آخر یوم پر حضور سرور کائنات نے رحلت فرمائی اس وقت حضرت ابوبکر وغیرہ جو اسامہ کی ماتحتی مین مامور ہوئے وہ سب غیر حاضر تھے ۔ ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) کی صبح کو دن چڑھے اطلاع ہونے پر سب سے پہلے حضرت عمر و ابو عبیدہ وغیرہ اور پھر حضرت ابوبکر آئے اور تھوڑی دیر کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ انصار کے مجمع مین تشریف لے گئے جنکی خلافت کا آغاز اسی بارہ ربیع الاول (سہ شنبہ) کے روز سے شمار کیا گیا ہے جس مین وہ وقت جو غیر حاضری مین گذرا وہ بھی محسوب کر لیا گیا ہے ۔ کیونکہ حضرت عائشہ کی روایت جو پہلے لکھی گئی ہے اوس سے کل مدت خلافت دو سال تین مہینے دس راتین ہین ۔ یہ دس راتین گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کی ختم پر بارھوین ربیع الاول کی شب (سہ شنبہ) سے شروع ہوتی ہے اور جو بارہ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ تک دو سال تا ۲ جمادی الاخرہ سنہ ۱۳ھ تین مہینے تا ۲۲ جمادی الآخرہ دس راتین ہوئین۔

نمبر(۲) امام موسیٰ بن عقبہ

یہ امام موسیٰ بن عقبہ ابن شہاب زہری کے تلامذہ سے ہین جن سے امام مالک کو تلمذ ہے اور جو زہری کے بھی شاگرد ہین بخاری نے اپنے صحیح مین انہین موسیٰ بن عقبہ کے واسطہ اور ابن عباس کی سند سے ۲۵ ذیقعدہ کو سفر حجۃ الوداع فرمانے اور چوتھی ذیحجہ داخلہ مکہ معظمہ کی روایت کی ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری باب مایلبس المحرم مین ہے ۔

حدثنا محمد بن ابی بکر المقدمی حدثنا فضیل بن سلیمان قال حدثنی موسی بن عقبۃ قال اخبرنی کریب عن عبد اللہ بن عباسؓ قال انطلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المدینۃ ××× وذلک لخمس بقین من ذی القعدۃ فقدم مکۃ لاربع لیال خلون من ذی الحجۃ ۔

بیان کیا مجھسے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا فضیل بن سلیمان نے کہا حدیث کی ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے کہا خبر دی مجکو کریب نے عبد اللہ بن عباس سے کہا اونھون نے کہ جب رسول اللہ صلعم مدینہ منورہ سے چلے تو وہ دن ۲۵ ذیقعدہ (پانچ راتین ذیقعدہ کی باقی تھین) کا تھا پس مکہ مین آپ پہونچے کہ ذیحجہ کی چار راتین گزر چکی تھین ۔

روایت مذکورہ مین ۲۵ ذیقعدہ کا دن نہین بتایا گیا لوگون نے یوم (شنبہ) یا (دوشنبہ) فرض کیا ہے ۔ یہ موسیٰ بن عقبہ

امام مغازی بھی ہین جنکی کتاب کو شبلی صاحب نے لکھا ہے کہ وہ آج موجود نہین چونکہ ثانی صاحب نے اپنے مطالب کے ثبوت مین موسیٰ بن عقبہ کو ارباب سیر پر مقدم کر کے ثقہ ترین ارباب سیر سے لکھکر یکم ربیع الاول کی روایت کو منسوب کیا ہے اسلئے ہم ۲۵ ذیقعدہ کے دن کی تحقیق کرتے ہین۔

اور شبلی صاحب نے حضرت صلعم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا ۲۶ ذیقعدہ (سنیچر) نماز ظہر کے بعد مدینہ سے باہر نکلنا قرار دیا ہے جس سے ۲۵ ذیقعدہ کو (جمعہ) اور ۹ ذیحجہ (جمعہ) اور ۱۲ ربیع الاول (جمعہ) اور ۱۸ ذیحجہ (یکشنبہ) اور ۲۹ صفر (یکشنبہ) اور یکم ربیع الاول (دوشنبہ) اور ۱۵ ربیع الاول (دوشنبہ) لائے ہین۔ (دیکھو نقشہ مفروضہ شبلی ص۱۵ الکتاب ہذا نمبر ۳ و ۴ و ۵)

لیکن ۲۵ ذیقعدہ کو (جمعہ) کا روز نہین تھا کیونکہ صحیح بخاری مین ابن جریج کے واسطہ انس کی سند سے رسول اللہ صلعم نے ظہر کی چار رکعت مدینہ منورہ مین پڑھی اور ذوالحلیفہ مین دو رکعت قصر کی گئی۔

چنانچہ صحیح بخاری جلد ثانی باب مذکورہ بالا مین ہے۔

حدثنی عبداللہ بن محمّد حدثنا ھشام بن یوسف	حدیث کی مجھسے عبداللہ بن محمد نے کہا حدیث کی
اخبرنا ابن جریج حدثنا محمّد بن المنکدر	ہم سے ہشام بن یوسف نے خبر دی ہمکو ابن جریج نے
عن انس بن مالک قال صلی النبیّ صلی اللہ	کہا حدیث کی ہم سے محمد بن منکدر نے انس بن مالک سے
علیہ وسلم بالمدینۃ اربعا وبذی	کہا اونھون نے کہ رسول اللہ نے مدینہ مین چار رکعت اور
الحلیفۃ رکعتین۔	ذوالحلیفہ مین دو رکعت (قصر) پڑھی۔

اگر ۲۵ ذیقعدہ کو یوم (شنبہ) فرض کیا جائے تو ۹ ذیحجہ اور ۱۲ ربیع الاول کو (شنبہ) اور ۱۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۲۹ صفر (دوشنبہ) اور ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) کثیر الوقوع سے اور ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع سے آتا ہے۔

اور ۲۵ ذیقعدہ کو ابن عباس کی روایت مین یوم (شنبہ) حافظ ابن سعد[۱] اپنے طبقات کبیر مین اور بالکل یہی روایت حافظ دمیاطی نے المختصر من سیرۃ سید البشر مین وارد کی ہین۔

عن ابن عبّاسؓ یکرہ ان یقال حجۃ الوداع	ابن عباس حجۃ الوداع کہنے سے کراہیت کرتے
ویقول حجۃ الاسلام فخرج رسول اللہ صلعم من المدینۃ	تھے اور حجۃ الاسلام کہتے تھے اور رسول اللہ صلعم مدینہ منورہ
وذلک یوم السبت لخمس لیال بقین من ذی القعدۃ	سے سنیچر کے دن جبکہ ماہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین
فصلی الظھر بذی الحلیفۃ رکعتین۔	نماز ظہر پڑھکر نکلے اور ذوالحلیفہ مین دو رکعت ادا فرمائی

اور حضرت شبلی نے جس قول موسیٰ بن عقبہ سے یکم ربیع الاول وفات النبی فتح الباری وفات سے لکھا ہے وہ روایت

---

[۱] توثیق ابن سعد سیرت شبلی جلد اول ص۱۶ مین ہے۔ ابن سعد مشہور محدث ہین محدثین نے عموماً لکھا ہے کہ اونکے استاد واقدی قابل اعتبار نہین لیکن وہ خود قابل سند ہین خطیب بغدادی نے انکی نسبت یہ الفاظ لکھے ہین کان من اھل العلم والفضل والفہم والعدالۃ لہ کتاباً کبیراً فی الطبقات الصحابۃ والتابعین اور الفاروق حصہ اول ص۶ مین ہے۔ محمد بن سعد کاتب الواقدی المتوفی ۲۳۰ھ نہایت ثقہ اور معتمد مورخ ہے اسکے ثقہ ہونے مین کسی کو کلام نہین اسنے ایک کتاب آنحضرت صلعم اور صحابہ اور تابعین وتبع تابعین کے حالات مین نہایت بسط وتفصیل سے دس بارہ جلدون مین لکھی ہے اور تمام واقعات کو محدثانہ طور پر بہ سند لکھا ہے۔

یہ ہے جو فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۸ باب مرض النبی مطبوعہ انصاری دہلی سنہ ۱۳۰۷ھ اور زرقانی جلد ۳ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۸ھ کے صـ۱۳۱ مین یہ ہے۔

عند موسی بن عقبہ واللیث والخوارزمی وابن زبر مات لھلال ربیع الاول۔

موسی بن عقبہ اور لیث اور خوارزمی و ابن زبر کے نزدیک رسول اللہ صلعم کی وفات چاندرات کے وقت یعنی (آخر یوم پر ہوئی)

ایضاً عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۸ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۸ھ صـ۴۳۷ باب مرض النبی مین ہے

قال ابو نعیم الفضل بن دکین توفی یوم الاثنین مستھل ربیع الاول۔

ابو نعیم فضل بن دکین نے کہا ہے کہ وفات النبی دوشنبہ کے روز چاندرات ربیع الاول مین ہوئی۔

لفظ (ہل) برآمدن ہلال (اہلال) برآمدن ماہ نو و لفظ (استہلال) برآمدن ماہ نو (ہلال) ماہ نو دیدن (منتہی الارب)

چونکہ حضرت شبلی اسی روایت موسی بن عقبہ اور امام لیث مصری کی سند اور امام سہیلی کے بیان "اقرب[۱] الی الحق" سے یکم ربیع الاول کو بتایا ہے جسکو علامہ سیرت طبیہ نے اونہین امام سہیلی کے قول سے وفات النبی ہونا ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول اپنے سیرت جلد ۳ صـ۳۸۲ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۸ھ مین وارد کی ہے جس سے امام سہیلی کا موسی بن عقبہ وغیرہ کے قول کو چاندرات کے وقت مین وفات النبی کا واقع ہونا یعنی ۲۹ صفر کو (دوشنبہ) ہونا قبول کیا ہے چونکہ وفات النبی ماہ ربیع الاول مین واقع ہوئی ہے اسلئے امام سہیلی نے ۱۳ تا ۱۴ ربیع الاول قرار دیا۔

پہلی صورت ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) کثیر الوقوع سے ہے جس سے یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) اور ۲۹ صفر (دوشنبہ) ہوا اور دوسری صورت اگر ماہ صفر کامل ۳۰ دن لیا جائے تو ۳۰ صفر (سہ شنبہ) یکم ربیع الاول (چہارشنبہ) ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع سے ہوا۔

ہر دو صورت سے ۲۹ صفر (دوشنبہ) ۱۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۹ ذیحجہ (شنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (شنبہ) اور حضرت شبلی کا ۲۶ ذیقعدہ (یکشنبہ) ہوا جو موسی بن عقبہ کی وفات النبی ہلال ربیع الاول سے واقع ہو گیا اور ۹ ذیحجہ عرفہ کا (جمعہ) اور آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول باطل اور غلط ہوا۔ دیکھئے شبلی صاحب کبھی دروغ کو فروغ نہین ہوتا۔ آیہ مبارکہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا کا نزول ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر مین جناب علی علیہ السلام کی ولایت کے اظہار اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حاضرین جلسہ اور امہات المومنین کے مبارکباد ادا کرنے کے بعد آخر دن پر نازل ہوا جس کے تائید کی یہ روایت ہے جو ابن عباس کی سند سے ہے۔

چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۱۰ صـ۱۶۸ باب قولہ الیوم اکملت لکم دینکم مین ہے۔

ما اخرجہ الطبری بسند فیہ ابن لھیعۃ عن ابن

طبری نے ابن لہیعہ کے طریق اور ابن عباس کی

[۱] امام سہیلی کے روض الانف مطبوعہ مصر جلد ثانی کے صـ۳۷۲ مین خوارزمی کے حوالہ سے یکم ربیع الاول کو "ھذا اقرب فی القیاس" لکھا ہے نہ کہ اقرب الی الحق کا غلط لفظ جسکو شبلی صاحب نے تصنیف کرکے بڑھایا ہے۔ اور سہیلی کے جانب نسبت دی ہے۔

عباس ان ھذہ الآیۃ نزلت یوم الاثنین۔ سند سے روایت کی ہے کہ تحقیق یہ آیت دوشنبہ کے دن نازل ہوئی۔

حدیث مذکورہ سے اور ۲۵ ذیقعدہ یوم (شنبہ) کے فرض کرنے سے (۱۸ ذیحجہ کو دوشنبہ) آیا جس سے اس تاریخ مین آیہ موصوفہ کا نزول متحقق ہو گیا لیکن ۱۸ ذیحجہ سے اکیاسی یوم پر جمعہ ہوتا ہے اسلئے یوم صحیح نہین ہے اور ۱۲ ربیع الاول کو چوراسی دن ہوتے ہین علاوہ مدت کے خلاف ہونے کے خلاف اصول بھی ہے، کیونکہ شبلی صاحب نے اپنے سیرت النبی مین یہ طے کر دیا ہے کہ "تمام محدثین اور ارباب سیر کا اجماع عام ہے کہ یکم ربیع الاول سے بارہ ربیع الاول تک کوئی تاریخ تھی، اور دوشنبہ کا دن تھا"

اور سیرت حلبیہ مین ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) تک ۹۳ دن یعنی تین مہینے تین دن کی مدت حضرت کے آخر عمر کی لکھی ہے جسکا ذکر آگے آئیگا جس سے ۲۹ صفر تک ۷۹ دن یکم ربیع الاول کو ۸۰ روز ہوئے۔

اگر ۹ ذیحجہ عرفہ کو جمعہ کا دن بالفرض قرار دیا جائے تو یکم ربیع الاول تک ۸۰ شبانہ روز ہونے سے غلط ہے اسی یکم ربیع الاول کو شبلی صاحب نے ۸۱ یوم کا حساب دکھایا ہے جو قطعًا غلط ہے۔ دیکھو نقشہ جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع مہینا (درسیرۃ شبلی کا پہلا خانہ)

۹ ذیحجہ عرفہ سے ۲۹ ذیحجہ تک ۲۰ شبانہ روز ماہ محرم ۳۰ شبانہ روز ماہ صفر ۲۹ شبانہ روز تک ۷۹ دن یکم ربیع الاول کو ۸۰ روز ہوئے اس یکم ربیع الاول سے مدت خلافت حضرت ابوبکر کا حساب ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ تک دو سال تین مہینے اکیس دن ہوتے ہین جسکے تائید کی کوئی روایت نہین ہے اسلئے بھی یکم و دوم غلط ہے۔

چونکہ موسی بن عقبہ کے ۲۵ ذیقعدہ سفر حجۃ الوداع کے یوم شنبہ سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو (شنبہ) ۱۸ ذیحجہ کو (دوشنبہ) ۲۹ صفر کو (دوشنبہ) ہوتا ہے اور وفات النبی ہلال ربیع الاول یعنی ۲۹ صفر کے آخر روز مین ہونے سے یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) ۱۲ ربیع الاول (شنبہ) صرف ۷ ربیع الاول کو دوشنبہ واقع ہوتا ہے اور اس تاریخ مین وفات النبی کے تاریخ کی تاریخ اسلام مدعی نہین ہے اسلئے تاریخ سفر حجۃ الوداع کا یوم غلط ہے جو محض عرفہ ۹ ذیحجہ مین یوم جمعہ لانیکے لئے اختلاف کیا گیا ہے۔

اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے جس حدیث مخرجہ ابن جریر طبری کے حوالہ سے آیہ اکمال دین کا نزول یوم دوشنبہ کو کہا ہے اور جو ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم مین واقع ہوتا ہے اوس کی اصل حدیث یہ ہے جس مین پورا سورہ مائدہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوا۔

قال ابن جریر حدثنی المثنی قال ثنا اسحاق قال اخبرنا محمد بن حرب قال ثنا ابن لھیعۃ عن خالد بن ابی عمران عن حنش عن ابن عباس نزلت سورۃ المائدۃ یوم الاثنین الیوم اکملت لکم دینکم

کہا ابن جریر نے حدیث کی مجھسے مثنی نے کہا حدیث کی ہم سے اسحاق نے کہا خبر دی ہمکو محمد بن حرب نے کہا حدیث کی ہم سے ابن لہیعہ نے خالد بن ابی عمران سے اونسے حنش سے اونسے حضرت ابن عباس سے کہ سورہ مائدہ الیوم اکملت لکم دینکم بروز دوشنبہ نازل ہوا

جسکی تائید سیرت مغلطای سے بھی ہوتی ہے۔

ذکر یعقوب عن ابن عباس ولد علیہ السلام

یعقوب نے ابن عباس کے سند سے ذکر کیا ہے کہ

یوم الاثنین وخرج من مکۃ یوم الاثنین ودخل المدینۃ یوم الاثنین وفتح مکۃ یوم الاثنین ونزلت سورۃ المائدۃ یوم الاثنین۔

پیغمبر علیہ السلام دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے اور دوشنبہ ہی کو مکہ معظمہ سے ہجرت کی اور دوشنبہ ہی کو مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور دوشنبہ ہی کو مکہ معظمہ فتح ہوا، اور سورہ مائدہ کا نزول دوشنبہ کو ہوا۔

یہ علاءالدین مغلطائی بھی شارح صحیح بخاری ہیں یہ بھی اپنی کتاب سیرت المصطفےٰ میں حجۃ الوداع کا سفر ۲۵ ذیقعدہ شنبہ کے ساتھ وارد کیا ہے وہ یہ ہے۔

ثم حجۃ الوداع قال ابن الجزار وتسمی البلاغ وحجۃ الاسلام یوم السبت لخمس لیال بقین من ذی القعدۃ

ابن الجزار نے کہا کہ پھر حجۃ الوداع جسکا نام البلاغ اور حجۃ الاسلام ہے اوسکے لئے سنیچر کے دن جبکہ پانچ راتیں ذیقعدہ کے خاتمہ کو باقی تھیں یعنی ۲۵ ذوقعدہ (تو حضرت پیغمبر علیہ السلام نے سفر فرمایا) یہی ۲۵ ذیقعدہ کا سنیچر تھا

۹ ذیحجہ عرفہ کے دن اور بارہ ۱۲ ربیع الاول کو آتا ہے دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک ابن سعد کا پہلا خانہ جس میں ۸ ذیحجہ (دوشنبہ) اور ۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ (دوشنبہ) واقع ہے۔ یہی ۲۹ صفر کا (دوشنبہ) اور یکم ربیع الاول کا (سہ شنبہ) ۲۲ و ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ وفات حضرت ابوبکر دوشنبہ اور سہ شنبہ آتا ہے دیکھو نقشہ (اول) جو پہلے خانہ نقشہ جنتری نمبر (ایک) کی تائید میں سنہ ۱۳ھ تک ملتا ہے۔ دیکھو صفحہ [illegible]

اسی ۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ (دوشنبہ) کی شام کو وفات النبی موسیٰ بن عقبہ کے قول کے مطابق یکم ربیع الاول سنہ ۱۱ھ سے ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ تک حضرت ابوبکر کی مدت خلافت دو ۲ سال تین ۳ مہینے بائیس ۲۲ دن ہوئے جسکی تائید میں یہ دو قول نقل کئے جاتے ہیں

چنانچہ قال الحاکم فی المستدرک (جلد ۳) توفی ابوبکر واستخلف عمر علی راس سنتین وثلاثۃ اشہر واثنین وعشرین یوما۔

یعنی حاکم نے مستدرک میں کہا ہے کہ وفات حضرت ابوبکر اور خلافت عمر دو سال تین مہینے بائیس دن پر ہوئی۔

ایضاً ترجمہ تاریخ اعثم کوفی بزبان اردو مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی سنہ ۱۹۱۰ء کے صفحہ ۳۳ میں ہے۔

صدیق نے عایشہ کو اپنے پاس بلایا، اور کہا اے میری بیٹی میرا آخر وقت آ پہونچا، عمر کا کوئی لمحہ باقی ہے، جب میں شربت مرگ پی چکوں مجھے اچھی طرح غسل دینا، حنوط و کفن و دیگر نماز جنازہ پڑھ ہوا نا [illegible] الی ان قال، جس دن یہ وصیت کی وہ اتوار کا دن تھا اور دوسرے دن پیر کو وفات پائی۔ پھر مرقد رسول کے پہلو میں دفن کیا، اوسوقت سنہ ۱۳ھ تھا، جمادی الآخر کی ساتویں تاریخ گذر کر بیماری لاحق ہوئی پندرہ روز بیماری میں گذرے اور بائیسویں جمادی الآخر کو وفات پائی ترسٹھ برس کی عمر تھی مدت خلافت دو برس تین مہینے بائیس دن، یہ مدت بالاسند ہے۔

پس موسیٰ بن عقبہ کا قول کہ پیغمبر کی وفات ہلال ربیع الاول کے وقت واقع ہوئی وہ ۲۹ صفر (دوشنبہ) کی شام کو

ہونا ثابت ہو گیا جنکے ساتھ لیست اخوارزمی اور ابن زبر بھی ہین۔

لیکن امام سہیلی نے اس قول کو یعنی ۲۹ صفر کو (دوشنبہ) کا ہونا قبول کرتے ہوئے وفات النبی ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول قرار دیا ہے کیونکہ اسپر اجماع ہے کہ آنحضرت کی وفات (دوشنبہ) کے دن اور ماہ ربیع الاول مین واقع ہوئی۔

چونکہ ۲۹ صفر (دوشنبہ) کے بعد ۱۴ ربیع الاول کو (دوشنبہ) کثیر الوقوع ہے اور ۳۰ صفر (سہ شنبہ) کے بعد ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع ہے ہوتا ہے اسلئے دونون تاریخین قرار دیگئین جسکے تائید کی مدت خلافت حضرت ابوبکر کی دو سال تین مہینے آٹھ دن محسوب کئے گئے ہین۔

چنانچہ حیواۃ الحیوان کمال الدین محمد بن عیسیٰ الدمیری الشافعی جلد اول مطبوعہ مصر کے صفحہ ۴۷ مین ہے۔

توفی ابوبکر رضی اللہ عنہ الثلاثا بین المغرب	یعنی وفات پائی حضرت ابوبکر نے منگل کی شب
والعشا لثمان بقین من جمادی الآخرۃ	مین درمیان مغرب اور عشا کے جبکہ آٹھ راتین ماہ
سنۃ ثلاث عشرۃ من الہجرۃ۔	جمادی الآخرہ ۱۳ھ کی باقی تھین یعنی ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ تھی۔
وکانت خلافتہ رضی اللہ عنہ	اور خلافت حضرت ابوبکر کی دو برس تین مہینے
سنتاں وثلاثۃ اشہر وثمانیۃ	آٹھ دن ہوئے یہ مدت بھی بلا سند ہے یعنی اسکے تائید
ایام	کی کوئی روایت نہین ہے۔

لیکن یہ دونون مدت خلافت حضرت ابوبکر کی اوس حدیث حضرت عائشہ کے معارض ہے جس حدیث کو امام زہری (استاذ اور شیخ موسیٰ بن عقبہ) نے حضرت عائشہ کی سند سے دو سال تین مہینے اور دس راتون تک بیان کیا ہے۔

یا ابن اسحاق نے اسی مدت خلافت کو دو سال تین مہینے نو راتین بیان کی ہین۔ یہ دونون آخری مدت امام زہری اور ابن اسحاق کے سند کی اوس روایت کے مطابق صحیح ملجاتی ہے جس مین ہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۸۱ یوم زندہ رہے۔ کیونکہ ۲۹ صفر کو ۹ ذیحجہ سے ۷۹ دن اور ۱۸ ذیحجہ سے ستر دن تک ہوتے ہین۔ اور موسیٰ بن عقبہ کی روسے یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) لغایت ۱۲ ربیع الاول (شنبہ) مین صرف ۲ ربیع الاول کو (دوشنبہ) ہوتا ہے۔ اور سات ربیع الاول کی وفات النبی کے لئے تاریخ اسلام خاموش ہے۔ اسلئے یہ امر متحقق ہو گیا کہ ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کا یوم (شنبہ) قطعاً غلط ہے نیز اس تاریخ کے ایک یا دو روز قبل اور بعد کو جمعہ کا دن نہین تھا۔

نمبر(۳) امام محمد ابن اسحاق رئیس اہل المغازی المتوفی ۱۵۱ھ

محمد ابن اسحاق نے جناب رسالتمآب صلعم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا ۲۵ ذیقعدہ کی روایت کی ہے اسی روایت کو صحیح بخاری و صحیح مسلم مین یحییٰ بن سعید کے طریق حضرت عائشہ کی سند سے بیان کیا گیا ہے جبکہ ماہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین تو رسالتمآب صلعم سفر حجۃ الوداع کے لئے مدینہ منورہ سے باہر نکلے جسکو ہم سیرت ابن ہشام ج۔۳ مطبوعہ مصر ۱۲۹۵ھ کے صفحہ ۲۵ سے نقل کرتے ہین۔

قال ابن اسحاق فلمّا دخل علی رسول اللہ صلعم ذو القعدۃ تجہز للحج و امر النّاس بالجہاز لہ قال فحدثنی عبد الرّحمن بن القاسم عن ابیہ القاسم بن محمّد عن عائشۃ زوج النبی صلعم قالت خرج رسول اللہ صلعم الی الحج لخمس لیال بقین من ذی القعدۃ۔

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ جسوقت ماہ ذیقعدہ آیا تو رسول اللہ نے حج کے لئے تیاری کی اور لوگون کو بھی حج کے لئے تیار ہونے کا حکمدیا ابن اسحاق نے کہا کہ بیان کیا مجھسے عبد الرحمن ابن قاسم نے اون سے اونکے باپ قاسم بن محمد نے اور اون سے عایشہ نے کہ جو زوجہ رسول اللہ صلعم تھین کہا اونھون نے کہ تشریف لے گئے رسول اللہ صلعم حج کو جبکہ پانچ راتین باقی تھین ماہ ذیقعدہ کی یعنی (۲۵ ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ تھی)

حدیث مذکورہ مین محدثین نے ۲۵ ذوقعدہ کا دن نہین بتایا جسکو ہم تاریخ مرض النبی کے یوم سے اور تاریخ وفات النبی کے یوم سے دو طرح پر تحقیق کرینگے تاکہ سفر حجۃ الوداع کا روز صحیح صحیح متحقق ہوجائے۔

تاریخ وفات ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) اور مرض النبی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کی روایت کو ابن اسحاق نے بیان کیا ہے۔ ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) کی مراجعت سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو (دوشنبہ) ۱۸ ذیحجہ کو (چہارشنبہ) اور ۲۵ ذوقعدہ کو (دوشنبہ) آتا ہے اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کی مراجعت سے ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۹ ذیحجہ (سہ شنبہ) ۲۵ ذوقعدہ (سہ شنبہ) ہوتا ہے۔

تاریخ الرسل و الملوک ابن جریر طبری جلد اول حصہ چہارم مطبوعہ یورپ لیدن صفحہ ۱۷۹۶ مین ہے۔

عن محمّد بن اسحاق عن عبد اللّٰہ[1] الرّحمن بن الحارث بن عیاش بن ابی ربیعۃ ابتدای صلعم شکوہ النبی قبضہ اللہ عزوجل الی ما اراد بہ من رحمتہ و کرامتہ فی لیال بقین من صفر۔

محمد ابن اسحاق سے مروی ہے کہ بیان کیا اون سے عبد الرحمن بن حارث ابن عیاش ابن ربیعہ نے کہ وہ شکایت کہ جس مین خداوند عالم نے آنحضرت صلعم کو اپنے جوار رحمت مین لیا وہ اواخر ماہ صفر مین جبکہ ایک شب باقی تھی پیدا ہوئی۔

ایضاً صفحہ ۱۸۳۷ مین ہے۔

عن ابن اسحٰق عن عبد اللّٰہ[2] بن ابی[3] بکر بن محمّد بن عمرو بن حزم عن ابیہ قال توفی رسول اللّٰہ

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے سنا اپنے باپ سے کہ کہا

---

[1] توثیق (عبد الرحمن) تقریب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے۔ عبد الرحمن بن الحارث ابن عبد اللہ ابن عیاش بن ابی ربیعۃ المخزومی ابو الحارث المدنی صدوق لہ اوہام من السابعۃ مات سنہ ۱۴۳ھ ثلث و اربعین ولہ ثلث و ستون (۶۳) [2] توثیق (عبد اللہ) تقریب التہذیب مین ہے۔ عبد اللہ بن ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم الانصاری المدنی القاضی ثقۃ من الخامسۃ مات سنہ ۱۳۵ھ خمس و ثلاثین و ہو ابن سبعین سنۃ۔ ایضاً تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے قال ابن عبد البر کان من اہل العلم ثقۃ فقیہا محدثا مامونا حافظا و ہو حجۃ و قال مالک کان من اہل العلم و البصیرۃ۔ [3] (ابو بکر بن محمد کے حال مین سیرت النبی شبلی جلد اول مین طبقات ابن سعد کے حوالے سے ہے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم انصاری جو اس زمانہ کے بہت بڑے محدث اور امام زہری کے استاد اور مدینہ کے قاضی تھے (عمر بن عبد العزیز) نے انکو بخلاص طور پر احادیث جمع کرنیکا حکم بھیجا۔

صلعم فی شہر ربیع الاوّل فی شنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاوّل یوم الاثنین ودفن لیلۃ الاربعاء

اونھون نے کہ وفات پائی رسول اللہ صلعم نے ماہ ربیع الاول مین بارہ راتین گذرین ۱۲ ربیع الاول کی دوشنبہ کا دن تھا اور دفن ہوئے شب چہارشنبہ مین۔

ایضاً عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری علامہ عینی حنفی جلد ۸ باب مرض النبی مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ ص۴۳۷ مین ہے۔

قال ابن اسحاق توفی لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاوّل فی الیوم الذی قدم فیہ المدینۃ مھاجرًا

ابن اسحاق نے کہا کہ وفات پائی آنحضرت نے ۱۲ ربیع الاول کو اوسدن جسدن آپ مدینہ منورہ مین ہجرت کرکے تشریف لائے ہین اور پورے ہوگئے تھے آنحضرت صلعم کے دس سال کامل

ایضاً تاریخ الرسل والملوک جلد اول حصہ چہارم ص۱۸۳۵ اسے یہ حدیث نقل ہے جسکے کل رواۃ صحیح بخاری اور صحیح ترمذی وغیرہ کے ہین۔

عن ابن اسحاق عن صالح بن کیسان عن الزھری عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ عن عائشۃ قالت توفی رسول اللہ صلعم لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاوّل فی الیوم الذی قدم فیہ المدینۃ مھاجرًا واستکمل فی ھجرتہ عشر سنین کوامل۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ بیان کیا صالح بن کیسان نے زہری سے اون سے عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عتبہ نے اون سے حضرت عایشہ نے کہا کہ وفات پائی رسول اللہ صلعم نے جبکہ بارہ راتین گذرین ماہ ربیع الاول کی اوس روز جس روز آپ مدینہ منورہ مین ہجرت کرکے تشریف لائے ہین پس آنحضرت صلعم کے دس سال کامل پورے ہوگئے تھے

صحیح ترمذی جلد ثانی۔ باب نبی صلعم کے ولادت کے بیان مین محمد بن بشار العبدی ثنا وھب بن جریر ثنا ابی قال سمعت محمد بن اسحاق یحدث عن المطلب بن عبد اللہ بن قیس بن مخرمۃ عن ابیہ عن جدہ قال ولدت

ترمذی کہتے ہین حدیث کی ہم سے محمد بن بشار عبدی نے کہا حدیث کی ہم سے وہب بن جریر نے کہا حدیث کی ہم سے میرے باپ نے کہا سنا مین نے محمد بن اسحاق سے کہ حدیث کرتا تھا مطلب بن عبد اللہ بن قیس بن مخرمہ سے اسنے روایت کی اپنے باپ سے اوسنے اپنے دادا سے

لہ (محمد بن اسحاق) عیون الاثر حافظ ابن سید الناس جلد اول ص۱۲ یہ نسخہ کتبخانہ مولوی عبد الحی صاحب ابو الحسنات لکھنوی فرنگی محلی مین ہے۔ محمد بن اسحاق بن یسار بن کوتان المدنی مولی قیس بن مخرمۃ بن المطلب بن عبد مناف ابوبکر وقیل ابو عبد اللہ رأی انس بن مالک وسعید بن المسیب وسمع القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق وابان بن عثمان بن عفان ومحمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب وابا سلمۃ بن عبد الرحمن بن الاعرج ونافعا مولی ابن عمر والزہری وغیرہم وحدث عنہ الائمۃ من العلماء منہم یحیی بن سعید الانصاری وسفیان الثوری وابن جریج وشعبۃ والحمادان وابراہیم بن سعد وشریک بن عبد اللہ النخعی وسفیان بن عیینۃ ومن بعدہم ذکر ابن المدینی عن سفیان بن عیینۃ انہ سمع من شہاب یقول لا یزال بالمدینۃ علم ما بقی ہذا یعنی ابن اسحاق وقال ابن علیۃ بقیہ حاشیہ ص۱۱۵

انا و رسول الله صلعم عام الفیل۔

کہا اوسنے مین اور رسول اللہ صلعم ہاتھیون والے سال مین پیدا ہوئے ہین

اور عیون الاثر حافظ ابن سید الناس مین ہے۔

ولد سیدنا و نبینا محمد صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شہر ربیع الاول

کہ ہمارے سردار ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بارہ ربیع الاول کی بارہ راتین گذرنے پر پیدا ہوئے۔

ایضاً تاریخ الخمیس دیاربکری مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ جز اول کے صفحہ ۲۲۲ مین ہے والمشہور انہ ولد فی ثانی عشر ربیع الاول وھو قول ابن اسحاق وغیرہ

اور تاریخ خمیس دیاربکری مین ہے کہ محمد بن اسحاق کا قول مشہور یہ ہے کہ آنحضرت صلعم ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

ایضاً عقد الفرید فاضل وحید شہاب الدین احمد المعروف بابن عبد ربہ اندلسی مطبوعہ مصر ۱۲۹۳ھ جز ثانی صفحہ ۲۴۵ مین ولادت باسعادت صلعم اور صفحہ ۲۴۸ مدت خلافت حضرت ابوبکر یہ ہے۔

قالوا ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول۔

بہت لوگون نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلعم سنہ فیل یعنی ہاتھی والے سال مین بارہ ربیع الاول جبکہ بارہ راتین گذرین پیدا ہوئے ہین۔

صفحہ ۲۴۸ مین وفات حضرت ابوبکر مع مدت خلافت کے یہ عبارت مرقوم ہے۔

توفی مساء لیلۃ الثلاثاء لثمان لیال بقین من جمادی الآخرۃ سنۃ ثلاث عشر من التاریخ فکانت خلافتہ سنتین وثلاثۃ اشہر وعشر لیال

وفات پائی (حضرت ابوبکر) نے شام شب سہ شنبہ جبکہ آٹھ راتین باقی تھین یعنی ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ تھی جنکی مدت خلافت دو سال تین مہینے دس راتین ہوئین۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۳ سمعت شعبۃ یقول محمد بن اسحاق ہو صدوق فی الحدیث ومن روایۃ یونس بن بکیر عن شعبۃ محمد بن اسحاق امیر المحدثین الخ ایضاً (حدیث مذکور حسن صحیح) ہے چنانچہ ابن اسحاق کی مخرجہ روایت صحیح ترمذی جلد اول باب مغرب مین قراۃ کا بیان جو کتاب الصلوٰۃ مین ہے۔

حدثنا ھناد نا عبدۃ عن محمد بن اسحاق عن الزھری عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس عن ام الفضل قالت خرج الینا رسول اللہ صلعم وھو عاصب راسہ فی مرضہ فصلی المغرب فقرأ بالمرسلات الخ قال حدیث ام الفضل حسن صحیح۔ ترجمہ۔ حدیث بیان کی ہم سے ہناد بن عبدہ نے محمد ابن اسحاق سے اون نے زہری سے اونسے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اونسے ابن عباس سے اونسے ام الفضل سے کہا انہون نے کہ رسول اللہ اپنی مرض الموت مین نماز مغرب کیلئے برآمد ہوئے آپ کے سر مین پٹی بندھی ہوئی تھی تب سورہ مرسلات کی تلاوت فرمائی ۔الفاروق۔ مرزا حیرت ۔صفحہ ۔ہے ۔زہری کہتا ہے کہ جو شخص ابتدائی مسلمانون کی فتوحات دیکھنا چاہتا ہے اسسے کہہ کہ وہ ابن اسحاق کی کتاب دیکھے ۔اسکے علاوہ خود بخاری بھی اپنی تاریخ مین اسکا قول نظیرا بیان کرتا ہے یا اسکے قول کا حوالہ دیتا ہے ۔چنانچہ وہ لکھتا ہے جو شخص مسلمانونکے ابتدائی فتوحات کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے اسے لازم ہے کہ ابن اسحاق کی کتاب پڑھے ۔یہ بیان کیا گیا ہے کہ یحیی بن معین احمد بن حنبل اور یحیی بن سعید ابن اسحاق کو قابل عبرو سہ ... خیال کرتے تھے اور اسکی روایتون کو اپنے شرعی اصول کے ثبوت مین سنداً لاتے تھے،،

طبقات ج ہفتم قسم دوم مطبوعہ لیدن ۱۳۲۵ھ مین ہے ۔محمد بن اسحاق ابن یسار مولی قیس بن مخرمہ بن عبد المطلب بن عبد مناف بن قصی ویکنی محمد اباعبد اللہ وکان جدہ یسار من سبی عین التمر وکان محمد ثقہ وقد روی الناس عنہ روی عنہ الثوری وشعبۃ وسفیان بن عیینۃ ویزید بن زریع وابراھیم بن سعد واسمعیل بن علیہ ویزید بن ہارون ویعلی ومحمد ابنا عبید وعبد اللہ بن نمیر وغیرھم الخ مات سنہ احدی وخمسین ومائۃ ۱۵۱ھ۔

قال ابن اسحاق توفی ابو بکر رضی اللہ یوم الجمعۃ لسبع لیال بقین من جمادی الآخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ۔

اور اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ابن اثیر جزری کے جلد ۳ مین ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ابوبکر یوم جمعہ مین جبکہ سات راتین ماہ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کی باقی تھین وفات فرمائی۔

یہان سے اس امر کا ثبوت لکھا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کس تاریخ اور دن مین بیمار ہوئے اور کب وفات پائی اور حضرت ابوبکر کی خلافت کس تاریخ سے محسوب ہو کر وفات تک دو سال تین مہینے دس یوم ہوتے ہین تاکہ پوری صحت تاریخ اور روایات کے مطابق ثابت ہوجائے۔ اور تاریخ سفر حجۃ الوداع کا یوم محقق آجائے۔

چنانچہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری للعلامہ بدر الدین محمود بن احمد العینی الحنفی جلد ۸ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ صفحہ ۴۵۲ مین یہ عبارت مرقوم ہے۔

ص۔ باب بعث النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اسامۃ بن زید فی مرضہ الذی توفی فیہ ش۔ ای ھذا باب فی بیان بعث النبی صلعم اسامۃ بن زید بن حارثۃ مولی النبی صلعم من ابویہ وکان تجہیز اسامۃ یوم السبت قبل موت النبی صلعم بیومین لانہ مات یوم الاثنین وکان بعثہ الی الشام۔

یہ باب اوس بیان مین ہے کہ بھیجا رسول اللہ صلعم نے اسامہ بن زید بن حارثہ کو جو غلام زادہ تھا رسول اللہ صلعم کا اور اسامہ کی تیاری شنبہ کے روز وفات النبی سے دو روز قبل تھی اسلئے کہ آنحضرت نے دوشنبہ کے روز وفات فرمائی۔

قال ابن اسحاق[ف۱] لما کان یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر بدی برسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وجعہ فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد لاسامۃ لواء بیدہ ثم قال اغز بسم اللہ فقاتل من کفر باللہ وسر الی موضع مقتل ابیک فقد ولیتک علی ھذا الجیش فاغز صباحا علی اھل

ابن اسحاق کہتے ہین کہ ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے دن شروع ہوا رسول اللہ صلعم کو درد پھر بخار اور درد سر ہوا ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کی صبح حضرت صلعم نے خود اپنے دست مبارک سے جھنڈا باندھا اور اسامہ کو حوالہ کیا اوسکے بعد فرمایا کہ جاؤ لڑو خدا کا نام لیکر اور جنگ کرو کافرون سے اور جاؤ اپنے باپ کے مقام قتل پر تحقیق کہ مین نے سردار بنایا ہے تمکو اس لشکر پر پس جنگ کرو

ف۱ (ابن اسحاق) سیرت شبلی جلد ایک صفحہ ۱۰ و ۳۶ مین ہے۔ محمد بن اسحاق تابعی ہین۔ متعدد صحابہ کو دیکھا تھا علم حدیث مین کمال تھا + امام بخاری رسالہ جزء القراءۃ مین انکی سند سے روایتین نقل کرتے ہین۔ اور اونکو صحیح سمجھتے ہین۔ اور تاریخ مین تو اکثر واقعات انہین سے لیتے ہین۔ شعبہ بن الحجاج جنکو بخاری نے امیر المومنین فی الحدیث لکھا ہے دیکھو صحیح ترمذی کتاب العلل۔ اور شعبہ مذکور نے محمد ابن اسحاق کو امیر المومنین فی الحدیث کہا ہے چنانچہ علامہ یافعی نے (مراۃ الجنان) مین لکھا ہے والامام محمد بن اسحاق بن یسار المطلبی مولاہم المدنی صاحب السیرۃ وکان بحرا من بحور العلم ذکیا حافظا طلابۃ للعلم اخباریا نسابۃ ثبتا فی الحدیث عند اکثر العلماء واما فی المغازی والسیر فلا تجہل امامتہ قال ابن شہاب الزہری من اراد المغازی فعلیہ بابن اسحاق وذکرہ البخاری فی تاریخہ وروی عن الشافعی انہ قال من اراد یتبحر فی المغازی فہو عیال علی محمد ابن اسحاق وقال سفیان ابن عیینۃ ما ادرکت احدا یتہم ابن اسحاق فی حدیثہ وقال شعبۃ بن الحجاج محمد بن اسحاق امیر المومنین یعنی فی الحدیث وحکی یحیی بن معین واحمد بن حنبل و یحیی بن سعید القطان انہم وثقوا محمد ابن اسحاق واحتجوا بحدیثہ الخ۔

ابنى وهى من شراة ناحية البلقاء فخرج بلوائه
معقودا فدفعه الى بريدة بن الحصيب الاسلمى
وعسكر بالجرف فلم يبق احد من المهاجرين الاولين
والانصار الا انتدب فى تلك الغزوة منهم ابو بكر و
عمر بن الخطاب و ابو عبيدة بن الجراح رضى الله
تعالى عنهم وغيرهم فتكلم قوم وقالوا يستعمل
هذا الغلام على المهاجرين الاولين فغضب
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم غضبا
شديدا فخرج وقد عصب على راسه عصابة
قطيفة فصعد المنبر فحمد الله واثنى عليه
ثم قال ايها الناس فما مقالة بلغتنى
عن بعضكم فى تاميرى اسامة وان
طعنتم فى تاميرى اسامة فقد طعنتم
فى امارة ابيه من قبله وايم الله ان
كان خليقا بالامارة وان ابنه بعده
الخليق للامارة ثم نزل فدخل بيته و
ذلك يوم السبت لعشر خلون من

صبح تک اہل اُبنیٰ سے (یہ اطراف بلقا کے اشرار کی
زمین ہے) پس نکلا اسامہ جھنڈے کو لیکر اور اوس جھنڈے
کو بریدہ بن حصیب اسلمی کو دیدیا اور مقام جرف مین لشکر
جمع کیا پس نہین باقی رہا کوی مہاجرین اور انصار سے
لیکن آیا وہ اس غزوہ مین ان مین سے ابو بکر و عمر بن خطاب
اور ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہ تھے پس گفتگو کی قوم
نے اور کہا کہ کیا سردار بناتے ہین آنحضرت صلعم اوس
لڑکے کو مہاجرین اولین پر ینکر رسالتمآب صلعم بہت
غضبناک ہوئے پس نکلے آنحضرت صلعم و رآنحالیکہ
باندہ رکھی تھی اپنے سر اقدس پر ایک پٹی اور منبر پر
تشریف لے گئے اور خدا کی حمد و ثنا کی اسکے بعد فرمایا
پس اے لوگو کیا گفتگو ہے تمھاری کہ جو بعض لوگونکی
مجھ تک پہونچی ہے اسامہ کو سردار بنانیکے بارے مین
اگر تم طعنہ زنی کرتے ہو میرے سردار بنانے مین او قسم
بخدا وہ قابل سرداری تھا، اور اوسکے بعد اوسکا بیٹا
اسامہ سرداری کے لایق ہے اسکے بعد آپ منبر پر سے
اترے اور بیت الشرف مین داخل ہوگئے یہ شنبہ کا دن

---

[1] ترمذی نے اپنے صحیح جلد ۲ مناقب زید بن حارثہ میں ۱۰ ربیع الاول یوم شنبہ کا یہ خطبہ حضرت کے فرمانے کی وارد کی ہے اسی کو بخاری نے بھی اپنے صحیح مین لکھا ہے اسکے بعد یکشنبہ کے دن اسامہ لشکرگاہ سے سرور عالم سے رخصت ہونیکو آیا ہے جسکی روایت دوم ہے جو محمد ابن اسحاق کے طریق اور اسامہ بن زید کے سند کی حدیث ہے۔ حدثنا احمد بن الحسن ثنا عبد الله بن مسلمة عن مالك بن انس عن عبد الله بن دينار عن ابن عمران رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث بعثا وامر عليهم اسامة بن زيد فطعن الناس فى امارته فقال ان تطعنوا فى امارته فقد كنتم تطعنون فى امارة ابيه من قبل وايم الله انه كان لخليقا للامارة وان كان من احب الناس الى وان هذا من احب الناس لى بعده هذا حديث حسن صحيح۔ باسناد مذکورہ ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک لشکر بھیجا اور اسامہ بن زید کو اوسپر حاکم کیا لوگون نے اوسکی حکومت پر طعن کیا، پس فرمایا آنحضرت صلعم نے اگر تم اسکی حکومت مین طعن کرتے ہو تو تم نے اسکے باپ کی حکومت مین بھی پہلے اس سے طعن کیا تھا حالانکہ قسم ہے خدا کی تحقیق کہ وہ لایق حکومت کے تھا اور وہ مجھے سب سے زیادہ پیارا تھا اور یہ بعد اوسکے سب لوگون سے مجھے پیارا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے یہ خطبہ فرماکر آپ منبر سے اترآئے اور بیت الشرف مین داخل ہوگئے یہ سنیچر کا دن اور ۹ ربیع الاول تھی پھر یوم الاحد یعنی یکشنبہ کے دن ۱۰ ربیع الاول کو اسامہ بن زید اپنے لشکر سے آیا اس روز حضرت صلعم شدت مرض سے کلام نہین کرتے تھے جسکی یہ حدیث صحیح ترمذی مناقب اسامہ بن زید مین یہ ہے۔ حدثنا ابو كريب نا يونس بن بكير عن محمد بن اسحاق عن سعيد بن عبيد بن السباق عن محمد بن اسامة بن زيد عن ابيه فقال لما ثقل رسول الله صلى الله عليه وسلم هبطت وهبط الناس المدينة فدخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد اصمت فلم يتكلم فجعل رسول الله يضع يديه على ويرفعهما فاعرف انه يدعو لى هذا حديث حسن غريب۔ ترمذی کہتے ہین حدیث کی ہم سے ابو کریب نے کہا حدیث کی ہم سے یونس بن بکیر نے محمد ابن اسحاق سے اوسنے سعید بن عبید بن سباق سے اوسنے محمد بن اسامہ بن زید سے اوسنے اپنے باپ اسامہ سے کہا اسامہ نے رسول اللہ صلعم جب بیمار ہوے تو مین اور اور لوگ بھی مدینہ مین داخل ہوئے پھر مین رسول اللہ کے پاس آیا اوس حالت مین کہ آپ خاموش تھے اور بات نہ کرتے تھے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھپر دست مبارک رکھتے تھے اور اوٹھاتے تھے سو مین نے معلوم کیا کہ آپ میرے لئے دعا کرتے ہین یہ حدیث حسن غریب ہے۔

عربی	اردو
ربیع الاول سنة احدی عشرة قال	دس ربیع الاول سلہ تھی۔ ابن ہشام نے کہا ہے کہ
ابن هشام انما طعنوا فی اسامة لانه ابن	اسامہ کے بارے میں جو لوگوں نے طعنہ زنی کی وہ اسلئے کہ
مولی وكان صغير السن وقيل انما	وہ غلام زادہ تھا اور صغیر السن تھا اور کہا گیا ہے کہ یہ
قال ذلك المنافقون ولما كان يوم	منافقین نے بیان کیا۔ اور یکشنبہ کے دن رسول اللہ
الاحد اشتد برسول الله صلعم وجعه فدخل	صلعم کے درد میں شدت ہوگئی پس اسامہ حاضر ہوا
اسامة من معسكره والنبی صلعم مغمور	اور رسول اللہ مرض میں سرشار و غرق تھے پس اسامہ
فطأطأ اسامة رأسه فقبله والنبی صلعم	نے سر اقدس کو بوسہ دیا، آنحضرت کلام نہیں کرتے
لا يتكلم ورجع اسامة معسكره ثم	تھے پس اسامہ اپنے لشکرگاہ کی طرف لوٹ گیا پھر
دخل يوم الاثنين فاصبح رسول الله	دوشنبہ کے دن حاضر ہوا اور رسول اللہ صلعم کو
صلعم مفيقا وامر اسامة الناس بالرحيل	صبح کے وقت افاقہ ہوا، اور حکم کیا لوگوں کو اسامہ
فبينما هو يريد الركوب اذا رسول ام	نے کوچ کرنے کا پس اس اثنا میں قاصد ام ایمن
ايمن قد جاءه يقول ان رسول الله صلعم	پہونچا اور کہنے لگا کہ رسول اللہ کی حالت نزع ہے
يموت فاقبل اسامة واقبل معه عمر وابو عبيدة	پس لوٹے اسامہ اور انکے ساتھ عمر اور ابو عبیدہ
فانتهوا الى رسول الله صلعم فتوفی	بھی تھے پس پہونچے رسول اللہ کے پاس اور
حين زاغت الشمس يوم الاثنين لاثنتی عشرة	رسول اللہ فوت ہو چکے تھے بعد دوپہر دوشنبہ کے
ليلة خلت من ربيع الاول۔	دن بارہ راتیں گذرے ماہ ربیع الاول کے۔

ابن اسحاق کے بیان مذکورہ کے مطابق ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) یکم و ۸ ربیع الاول (جمعہ) ۹ ربیع الاول (شنبہ) یہ شنبہ ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا دسواں دن جس کے بجائے ۱۰ ربیع الاول ہو گیا۔ حضرت نے خطبہ اسامہ کی امارت پر طعن کے کلمات سماعت فرما کر نہایت غیظ و غضب میں دیا ہے اس خطبہ یعنی حدیث کو بخاری اور ترمذی نے اپنے صحیح میں وارد کیا ہے بخاری کی حدیث مع شرح آگے نمبر (۴) میں اور ترمذی کی حاشیہ صفحہ ۱۱۶ میں نقل ہو چکی۔

پس ۹ ربیع الاول (شنبہ) کے بعد ۱۰ ربیع الاول (یکشنبہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) ہوا جس سے کل ۱۳ دن حضرت بیمار رہے یعنی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کا ایک دن اور اسکی شام شب ۲۹ صفر اور گیارہ شبیں ربیع الاول کی یہ بارہ شبیں حضرت بیمار رہکر وفات فرمائی۔ ۱۲ ربیع الاول کو (سہ شنبہ) خود ابن اسحاق کے بیان سے آتا ہے۔

چونکہ ابن اسحاق کے استاذ و شیخ امام زہری وفات النبی کو انس بن مالک کی سند سے دوشنبہ کے آخر وقت یعنی شام کو بتا چکے [illegible] زہری کے طریق اور حضرت عائشہ کے سند سے کل مدت خلافت ابوبکر دو سال تین مہینے دس شب کی نمبر ایک ابن شہاب زہری میں لکھ چکے

دول الاسلام حافظ ابو عبداللہ ذہبی میں ہے۔ محمد بن اسحاق بن یسار المدنی صاحب السیرة الذی یقول فیہ شعبة کان ابن اسحاق امیر المومنین فی الحدیث۔

اورمعارف ابن قتیبہ مین ابن اسحاق کی روایت سے مدت خلافت حضرت ابوبکر دو سال تین مہینے نوراتین ہین اور تاریخ صغیر بخاری اور حضرت عایشہ کی سند سے حضرت ابوبکر نے ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کا دن گذر کر بعد مغرب حلت کی ہے اسلئے مدت خلافت کا حساب ۱۲ ربیع الاول کا دن گذر کر شب ۱۳ ربیع الاول ۱۱ھ سے ۱۳ ربیع الاول ۱۳ھ تک دو سال ۱۳ جمادی الآخرہ کو تین مہینے ۲۲ جمادی الآخرہ کو نوراتین ہوئین۔ اور ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کو (پنجشنبہ) اور ۲۳ جمادی الآخرہ ۱۳ھ کو (جمعہ) کا دن بھی قاعدہ سے آتا ہے۔ (دیکھو نقشہ دوم ص۸ کتاب ہذا)

یہ ۲۹ صفر کا (پنجشنبہ) مراجعت مین ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ کے روز اور ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کو (شنبہ) کا دن آتا ہے یہی (سہ شنبہ) ۱۲ ربیع الاول کو واقع ہوتا ہے۔ دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک کا دوسرا خانہ جسکا مؤید نقشہ دوم ہے۔

چونکہ ابن جریج جو ابن اسحاق کا معاصر ہے اپنے تفسیر مین آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کے نازل ہونیکے بعد اکیاسی شبون تک رسول اللہ صلعم کا ٹھرنا اور اکیاسیوین روز رحلت فرمانا اپنی تفسیر مین وارد کیا ہے جسکا حساب اس طرح سے ٹھیک مطابق اور صحیح آتا ہے کہ ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ ذیحجہ (۱۱ راتین) ماہ محرم (۳۰ راتین) ماہ صفر (۲۹ راتین) یہ ستر راتین ہوئین جس مین گیارہ راتین شامل ہونے سے اکیاسی شبانہ روز پر رسول اللہ صلعم کا رحلت فرمانا حدیث مذکورہ کے موافق صحیح صحیح آگیا۔

اور گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کے دن حضرت کے وفات کی صحیح تاریخ ابن اسحاق کے استاذ ابن شہاب زہری کے اوس حدیث کے مطابق ہے جسکو اونھون نے حضرت عایشہ کی سند سے حضرت ابوبکر کی کل مدت خلافت دو برس تین مہینے دس راتین بتائی ہین، جو گیارہ ربیع الاول کے شام شب بارہ ربیع الاول ۱۱ھ سے شب ۱۲ ربیع الاول ۱۳ھ دو سال تا شب ۱۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ تین مہینے تا ۲۲ جمادی الآخرہ دس راتین ہین۔

اس مدت خلافت سے یہ لازم آتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کو ایک روز قبل وفات فرمانا مان لیا ہے یا ۲۹ صفر کا (پنجشنبہ) یکم ربیع الاول مین لایا گیا ہے اور ایسا ہونا ناممکن ہے۔ پھر چودہ دن بیماری کے بھی ہوتے ہین یعنی ۲۸ و ۲۹ صفر دو دن ماہ ربیع الاول ۱۲ دن یہ ۱۴ دن ہوئے اور پھر چہارشنبہ کا چودھوان روز (سہ شنبہ) اور تیرھوان دن (دوشنبہ) پس گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) حضرت کے وفات کی صحیح تاریخ ہے۔

نمبر(۴) امام مالک بن انس المتوفی ۱۷۹ھ

یہ امام مالک بن انس ائمہ اربعہ مین داخل ہین جنکی تقلید ایک مخصوص فرقہ اسلام (مالکیون) نے کی ہے جو اسدرجہ کے ہین کہ بخاری نے انکی سند سے اپنے صحاح کو مزین کیا ہے۔ یہ بھی جناب رسالتمآب صلعم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا (۲۵ ذیقعدہ) کو پانچ راتین ماہ ذیقعدہ کے گذرنے کی باقی تھین یعنی آنیوالی رات ۲۶ ذیقعدہ تا ۳۰ ذیقعدہ اوسوقت حضرت صلعم سفر کیلیے مدینہ منورہ سے چلے

روض الانف سہیلی۔ ج۔ اول ص۲ مطبوعہ مصر ۱۹۱۴ء مطابق ۱۳۳۲ھ۔ قال ابن شہاب الزہری من اراد المغازی فعلیہ بابن اسحاق ذکرہ البخاری فی التاریخ × × × وذکر ایضاً عن شعبۃ بن الحجاج انہ قال ابن اسحاق امیر المومنین یعنی فی الحدیث۔

کشف الظنون مین ہے۔ اول من صنف فیہ الامام المعروف محمد ابن اسحاق رئیس اہل المغازی المتوفی ۱۵۱ھ احدی وخمسین ومائۃ۔

مثل اس حدیث کے امام مالک نے اپنے شیخ امام زہری کے طریق سے نمبر(۱) مین بیان کیا ہے۔

نیز صحیح بخاری۔ جلد ۱۱ باب الخروج آخر الشہر مین ہے۔

عن مالک عن یحیی بن سعید عن عمرۃ بنت	مالک نے یحیی بن سعید سے اونھون نے عمرۃ
عبد الرحمن انھا سمعت عائشۃ تقول خرجنا	بنت عبد الرحمن سے اونے حضرت عایشہ سے روایت
مع رسول اللہ صلعم لخمس لیال بقین	کی ہے کہ نکلے ہم لوگ ساتھ رسول اللہ صلعم کے جبکہ پانچ
من ذی القعدۃ قال یحیی فذکرت	راتین ذیقعدہ کی باقی تھین یعنی ۲۵ ذیقعدہ تھی یحیی
ھذا الحدیث للقاسم بن محمد ھکذا	نے کہا ہے کہ ہم نے اس حدیث کو قاسم بن محمد کی سند سے
للمسلم۔	بھی ذکر کیا ہے اور ایسی ہی صحیح مسلم مین ہے۔

یہ آخری حدیث جسکا اشارہ یحیی بن سعید نے کیا ہے وہ نمبر(۳) ابن اسحاق مین نقل ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہان پر امام مالک اور امام ابو یوسف کا وہ مکالمہ نقل کیا جائے جو ہارون الرشید کے مواجہ مین عرفہ ۹ ذیحجہ کے نماز یوم جمعہ یا قصر ظہر کی بابت عین زمانہ حج مین بمقام مکہ معظمہ واقع ہوا۔

سیرت حلبی۔ جلد ۳ صفحہ ۲۹۳ مین ہے۔

وقد رایت ان مالکا رضی اللہ تعالی عنہ	(راوی کہتا ہے) مین نے مالک کو ابو یوسف سے
سأل ابا یوسف وقد کان حج مع ھارون	سوال کرتے ہوئے دیکھا در آنحالیکہ ابو یوسف نے
الرشید وذلک بحضرۃ الرشید فقال لہ ما	ہارون الرشید کے ساتھ حج کیا تھا۔ اور یہ سوالجواب
تقول فی صلواۃ النبی صلعم بعرفات یوم	ہارون الرشید کے روبرو ہوا۔ مالک نے ابو یوسف
الجمعۃ أصلی جمعۃ ام صلی الظھر مقصورۃ	سے پوچھا کہ مقام عرفات مین یوم جمعہ رسول اللہ صلعم
فقال ابو یوسف صلی جمعۃ لانہ خطب بھا	نے نماز جمعہ پڑھی تھی یا نماز ظہر قصر ابو یوسف نے کہا
قبل الصلوۃ فقال مالک اخطأت لانہ لو وقف	کہ نماز جمعہ پڑھی کیونکہ آپ نے نماز سے پہلے خطبہ پڑھا
یوم السبت لخطب قبل الصلوۃ فقال ابو	تھا مالک نے کہا کہ آپ غلطی پر ہین اسلئے کہ رسول اللہ
یوسف ما الذی صلی فقال مالک صلی	صلعم ہفتہ کے روز بھی ٹھہرتے جب بھی نماز کے قبل خطبہ
الظھر مقصورۃ لانہ أسر بالقراۃ فصوبہ	پڑھتے ابو یوسف نے کہا کہ پھر کون سی نماز پڑھی تھی
ھارون فی احتجاجہ علی ابی یوسف۔	مالک نے کہا نماز ظہر قصر پڑھی کیونکہ آپ نے آہستہ
قال واخبرنا محمد بن عمر حدثنا عبد الرحمن	پڑھی تھی مالک کے اس استدلال کو ابو یوسف کے
بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال بویع ابو بکر	مقابلہ مین ہارون الرشید نے پسند کیا واللہ اعلم۔
الصدیق یوم قبض رسول اللہ صلعم یوم	کہا اور خبر دی مجکو محمد بن عمر نے کہا کہ حدیث کی

[۱] الفاروق شبلی حصہ ثانی مین ہے۔ نافع جو امام مالک کے استاد تھے اور جنکی روایت کے سلسلہ کو محدثین سلسلۃ الذہب یعنی سونیکی زنجیر سے تعبیر کرتے ہین یہ بزرگ غلام تھے اور اسی عہد (حضرت عمر کے) تربیت یافتہ تھے۔

الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ	ہم سے عبدالرحمن بن عمر نے نافع سے او نھون نے ابن
خلت من ربیع الاول سنۃ	عمر سے کہا او نھون نے کہ ابو بکر صدیق پر وفات النبی
احدی عشرۃ وکان منزلہ بالسنح	دوشنبہ بارہ ربیع الاول سلہ کے روز میت کی آئی
عند زوجتہ حبیبۃ بنت خارجۃ	اور ابو بکر اپنے مکان سنح مین اپنے زوجہ حبیبہ بنت
بنت زید۔	خارجہ بنت زید کے یہان تھے۔

یوم وفات النبی صلعم سے دو یوم قبل یوم شنبہ جو ۲۹ صفر پنجشنبہ کا دسوان روز تھا حسین پنجشنبہ کے روز اسامہ بن زید کے ماتحتی مین مہاجرین اولین و انصار تعنات کئے گئے اور بعدم امتثال امر پیغمبر یہ وہ سب زغضب رسول اللہ صلعم مین آ گئے جیساکہ نمبر(۳) ابن اسحاق سے معلوم کر چکے ہی دسوان روز ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا تھا جسکو یوم شنبہ ۱۰ ربیع الاول لاکر ۱۲ ربیع الاول وفات النبی روایات مین لایا گیا ہے چنانچہ اس واقعہ کو علامہ قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری مین بخاری کے اوسی حدیث کی شرح مین بیان فرماتے ہین جسکو (امام موسی بن عقبہ اور امام مالک) نے عبداللہ بن عمر کی سند سے وارد کیا ہے۔ اور ہر دو صاحب (ابن شہاب زہری) کے تلامذہ سے ہین جنھون نے عروہ کے طرق اور حضرت عایشہ کی سند سے ۱۲ ربیع الاول کی روایت اور دو سال تین مہینے دس شبون ملت خلافت کی روایت کی ہے جسکو ہم نمبر (ا ایک) ابن شہاب مین بیان کر آئے ہین۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ۶ (باب بعث النبی صلعم اسامۃ بن زید فی مرضہ الذی توفی فیہ) یہ مطبوعہ مصر ۱۳۰۷ھ صفحہ ۴۶۵ سے ماخوذ ہے۔

قال (حدثنا ابو العاصم الضحاک بن	کہا روایت کی ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے
مخلد) بفتح میم وسکون الخاء المعجمۃ	اور اوس نے فضل بن سلیمان سے اور اوس نے کہا
(عن الفضل بن سلیمان) بضم الفاء وفتح	کہ مجھسے روایت کی موسی بن عقبہ نے اوس سے
الضاد المعجمۃ قال (حدثنی موسی بن	روایت کی سالم سے اور اوس نے اپنے باپ عبداللہ
عقبۃ) الامام المغازی (عن سالم عن ابیہ)	بن عمر بن الخطاب سے اوس نے کہا امیر بنایا نبی صلعم
عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رض انہ قال	نے اسامہ بن زید کو پس لوگون نے اونکے بارے مین
(استعمل النبی صلعم اسامۃ) ابن زید	کہا یعنی اونکی امارت (سرداری) مین طعن کیا اور کہا
امیرا (فقالوا فیہا) ای طعنوا فی	کہ یہ لڑکا مہاجرین پر امیر بنایا جاتا ہے پس نبی صلعم نے
امارتہ وقالوا استعمل ہذا الغلام	منبر پر تشریف لیجا کر خطبہ پڑہا اور یہ فرمایا کہ مجکو خبر پہونچی
امیرا علی المہاجرین (فقال النبی صلعم)	ہے کہ تم لوگون نے اسامہ کے بارے مین وہ باتین
بعد ان صعد المنبر خطیبا (قد بلغنی	کہین جس سے تمکو اونکے بارے مین طعن مقصود ہے
انکم قلتم فی اسامۃ) ما طعنوتم بہ فیہ	حالانکہ وہ تمام اون لوگون سے کہ جنھون نے اونکے

(وانہ احب الناس) الذین طعنوا فیہ (الی، وبذل

(حدثنا اسمعیل) ابن ابی ادیس قال حدثنا)

ولابی ذر حدثنی بالا فراد۔

(مالک) الامام (عن عبد اللہ بن دینار عن عبد اللہ

بن عمر رضی اللہ عنہم ان رسول اللہ صلعم

بعث بعثا) الی ابنی لغزو الروم مکان قتل

زید بن حارثۃ فیہ وجوہ المہاجرین والانصار

منہم ابو بکر وعمر (وامر علیہم اسامۃ بن زید)

فلما کان یوم الاربعاء بدأ برسول

اللہ صلعم وجعہ فحم وصدع یوم

الخمیس عقد لہ لواء بیدہ الشریفۃ

فخرج فدفعہ الی بریدۃ الاسلمی

وعسکر بالجرف (فطعن الناس فی

امارتہ فقام رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم) لما بلغہ ذلک وخرج

وقد عصب راسہ وعلیہ قطیفۃ علی

المنبر خطیبا (فقال) بعد ان

حمد اللہ واثنی علیہ (ان تطعنوا

فی امارتہ فقد کنتم تطعنون

فی امارۃ ابیہ) زید (من قبل وایم اللہ)

بہمزۃ وصل (ان کان) زید (لخلیقا) بالخاء

المعجمۃ والقاف ای جدیرا (للامارۃ و

ان کان لمن احب الناس الی وان) ابنہ

(ہذا لمن احب الناس الی بعدہ) زاد

اہل السیر مما ذکرہ فی عیون

الاثر وغیرہا فاستوصوا بہ خیرا

فانہ من خیارکم ثم نزل عن المنبر فدخل

بارے مین طعن کیا ہے ۔ یہ روایت تبوک تر چلا سناد مذکورہ

امام مالک نے عبد اللہ بن دینار سے اونہون نے

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسالتمآب صلعم

نے ایک لشکر مقام ابنی کے جانب غزوہ روم کیلئے

بھیجا وہ مقام ابنی جہان زید بن حارثہ قتل کئے گئے اور

اس لشکر مین مہاجرین اور انصار کی ممتاز دینی عظمت

جن مین ابو بکر اور عمر بھی تھے ۔ آنحضرت صلعم نے

اسامہ بن زید کو ان سب پر حاکم بنایا جب چہار شنبہ کا

دن آیا تو رسول اللہ صلعم کو درد شروع ہوا بخار تب

آئی اور درد سر ہوا صبح پنجشنبہ مین اسامہ کے لئے

آپ نے اپنے دست مبارک سے ایک علم آراستہ فرمایا

اور اسامہ کو عطا کیا پس اسامہ نکلے اور اوس علم کو

بریدہ اسلمی کے حوالہ کر دیا اور لشکر کو مقام جرف

(کمپ گاہ) مین جمع کیا پس طعن کیا لوگون نے اسامہ

بن زید کو حاکم بنانے مین حضرت صلعم اس خبر کو سنکر

اوٹھ کھڑے ہوئے اور نکلے اور آنحالیکہ سر مین پٹی بندھی

ہوئی تھی اور چادر اوڑھے ہوئے تھے اور منبر پر جاکر

بعد حمد و ثنا فرمایا کہ اگر تم اسامہ بن زید کی حکومت پر

طعن کرتے ہو تو تم اس سے قبل اسکے باپ زید کی

حکومت مین بھی طعنہ زن ہو چکے ہو اور قسم ہے خدا کی

کہ زید امارت کے قابل تھا اور محبوب ترین مردم تھا

میری طرف اور اوسکے بعد اسامہ اوسکا بیٹا محبوب

ترین مردم ہے اسکے علاوہ اہل سیر عیون الاثر وغیرہ

نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ تم لوگ اسامہ بن زید کی

اچھی وصیتون کو قبول کرو اسلئے کہ وہ تم مین بہتر

شخص ہے پھر حضرت [illegible]

آنحضرت اپنے بیت الشرف مین ہفتہ یعنی دسویں کے دن

بیتہ یوم السبت لعشر خلون من ربیع الاول سنہ احدی عشرۃ

ایضاً ارشاد الساری شرح صحیح بخاری صفحہ ۱۲۲ مین ہے۔

وبہ قال (حدثنا خالد بن مخلد) بفتح المیم وسکون المعجمۃ وفتح اللام ابو الہیثم البجلی القطوانی بفتح القاف والمہملۃ قال (حدثنا سلیمان) بن بلال (قال حدثنی بالافراد (عبد اللہ بن دینار) العدوی مولاہم ابو عبد الرحمن المدنی مولی ابن عمر (عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) أنّہ (قال بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثاً) الی اطراف الروم حیث قتل زید بن حارثۃ والد اسامۃ المذکور وھو البعث الّذی امر بتجہیزہ عند موتہ علیہ الصّلوۃ والسّلام وانفذہ أبو بکر رضی اللہ عنہ بعدہ (وامّر علیہم اسامۃ بن زید) بتشدید المیم من أمّر (فطعن بعض الناس فی امارتہ) بکسر الہمزۃ وکان ممن انتدب مع اسامۃ کبار المہاجرین والانصار منہم ابو بکر وعمر وابو عبیدۃ وسعد وسعید وقتادۃ بن النعمان وسلمۃ بن اسلم فتکلم قوم فی ذلک کلاما عیاش بن ابی ربیعۃ المخزومی فقال یستعمل ہذا الغلام علی المہاجرین فکثر القال فی ذلک فسمع عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بعض ذلک فردہ علی من تکلم وجاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ بذلک فغضب صلی اللہ علیہ وسلم غضباً شدیداً فخطب (فقال النبی صلعم ان) بکسر الہمزۃ (تطعنوا فی امارتہ فقد کنتم تطعنون فی امارۃ ابیہ) زید (من قبل) فی غزوۃ موتۃ الخ

دسوین ربیع الاول ۱۱ھ کو یہ سنیچر یکم ربیع الاول پنجشنبہ سے ہوتا ہے حالانکہ یکم ربیع الاول کو یوم جمعہ تھا

روایت کی ہے ہم سے خالد بن مخلد نے اوس نے کہا روایت کی ہم سے سلیمان ابن بلال نے اوسنے کہا کہ مجھسے روایت کی عبد اللہ ابن دینار عدوی نے اور اوسنے عبد اللہ بن عمر سے اوسنے کہا کہ بھیجا نبی صلوات اللہ علیہ نے ایک لشکر کو اطراف روم کے جانب جس مقام پر کہ زید بن حارثہ انھین اسامہ مذکور کے والد قتل کئے گئے تھے اور وہ وہی لشکر تھا کہ حضرت نے جس کی روانگی کا حکم اپنے موت کے وقت دیا اور اوسکو ابو بکر نے بعد حضرت کے بھیجا اور امیر بنایا اسامہ بن زید کو پس بعض لوگون نے اونکی امارت مین طعن کیا اور منجملہ اون لوگون کے کہ اسامہ بن زید کے ساتھ بھیجے گئے بزرگان مہاجرین وانصار تھے جن مین ابو بکر و عمر و ابو عبیدہ و سعد و سعید و قتادہ ابن نعمان و سلمہ بن اسلم تھے پس ایک قوم نے یعنی عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی نے اس بارے مین کچھ کلام کیا اور کہا کہ یہ لڑکا مہاجرین پر حاکم بنایا جاتا ہے پس اس بارے مین گفتگو بہت ہوئی پس عمر بن الخطاب نے کچھ سنا اور اون کہنے والونکی رد کی اور رسول خدا صلعم کے پاس آئے اور حضرت کو اس واقعہ کی خبر دی پس حضرت نہایت شدید غیظ و غضب مین آئے اور خطبہ پڑہا اور ارشاد فرمایا اگر تم لوگ اونکی امارت مین طعن کر رہے ہو تو کوئی عجب نہین اس لئے کہ تم لوگ انکے باپ زید کی امارت مین اس سے پہلے غزوہ موتہ مین طعن کرتے تھے۔

اور حدیث صحیح بخاری کی شرح مین علامہ زرقانی مالکی شرح مواہب لدنیہ قسطلانی ج ۳ صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ مصر ۱۲۷۸ھ

مین خطبہ پیغمبر صلعم کو یوم شنبہ دسوین ربیع الاول تحریر کرتے ہین - اور خود ہی ۲۶ صفر (دوشنبہ) اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) بیان

کرتے ہین جس سے ۹ ربیع الاول دوشنبہ ہوتا ہے جو ۲۹ صفر پنجشنبہ کا دسوان دن ہے۔

أورده اهل المغازی بعجز روی امام مالك ومن طريقه البخاری عن ابن عمر انه صلی الله عليه وسلم بعث بعثا وامّر عليهم اسامة بن زيد فطعن الناس فی امارته فقام صلی الله عليه وسلم فقال (الی ان قال) وان هذا لمن احب الناس الیّ بعده فاستوصوا به خيرا فانه من خياركم (فيه منقبة الظاهرة لاسامة ونصّ علی انه من الخيار) ثم نزل عن المنبر فدخل بيته وذلك اليوم السبت لعشر خلون من ربيع الاول سنة احدی عشرة وجاء المسلمون الذين يخرجون مع اسامة يودّعون رسول الله صلعم ويخرجون الی العسكر وهو ثلاثة الاف فيهم سبعمائة من قريش كما عند الواقدی

(زرقانی - ج - ۳ صفحہ ۱۳۰)

وارد کیا ہے ارباب سیر نے روایت صحیحہ سے روایت کی امام مالک نے اونہین کے طریقہ سے بخاری نے بھی روایت کی ہے ابن عمر رضی سے یہ کہ رسالتمآب صلعم نے ایک لشکر بھیجا اور امیر بنایا اون پر اسامہ بن زید کو پس لوگون نے طعنہ زنی کی اونکے امیر بنانے مین پس رسول اللہ صلعم کھڑے ہوے اور بیان فرماتے ہوئے یہان تک پہونچے کہ یہ (اسامہ بن زید) میرے نزدیک اپنے باپ کے بعد محبوب تر ہے پس اوسکے متعلق جو اچھی وصیت ہے اوسکو قبول کرو اسلئے کہ تم لوگون سے بہتر ہے اس حدیث مین منقبت ظاہرہ ہے اسامہ کیلئے اور نص ہے رسالتمآب صلعم کی اس بات پر کہ وہ برگزیدہ لوگون سے ہے آپ منبر سے اترے اور بیت الشرف مین داخل ہوئے اور یہ شنبہ کا روز دس ربیع الاول سنہ ۱۱ھ تھی آئے وہ مسلمین جو نکلے تھے اسامہ کے ساتھ وداع کر رہے تھے رسول اللہ کو اور لشکر گاہ جا رہے تھے اور یہ تین ہزار آدمی تھے جن مین سات سو قریشی تھے جیسا کہ واقدی کے نزدیک ہے۔

(وكانت يوم الاثنين لاربع ليال بقين من صفر سنة احدی عشرة) من الهجرة الابتداء الامر بها فقال العيون قالوا لما كان يوم الاثنين لاربع بقين من صفر سنة احدی عشرة أمر صلعم بالناس بالتهيؤ لغزو الروم فلما كان من الغد دعا اسامة فقال سر الی موضع مقتل ابيك فاوطئهم الخيل فقد وليتك هذا الجيش فاغز صباحا علی اهل أبنی الخ

اور زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۲۱ مین ہے۔ اور تھا دوشنبہ کا دن ۲۶ صفر سنہ ۱۱ھ ابتدا ہوئی اس امر کی جیسا کہ عیون الاثر ابن سید الناس مین ہے) کہ کہا اونھون نے کہ جب دوشنبہ ۲۶ صفر ہوا تو حکم دیا رسول اللہ صلعم نے لوگونکو کہ وہ تیار ہو جائین غزوہ روم کیلئے جبکہ دوسرا دن (۲۷ صفر) ہوا تو بلایا رسول اللہ صلعم نے اسامہ کو اور فرمایا کہ اپنے باپ کے مقتل کی طرف جاؤ اور اونکو گھوڑون سے پائمال کردو اور مین نے تمکو اس لشکر پر حاکم مقرر کیا پس لڑو تم صبح کے وقت اہل اُبنی سے۔

نمبر (۳) مین ابن اسحاق کی سند اور عمدۃ القاری عینی کی شرح صحیح بخاری سے اور اسی نمبر (۴) مین شرح بخاری ملا قسطلانی سے اور زرقانی شرح مواہب لدنیہ سے جن سب کی تائید مین فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی ثابت اور جنکی تائید علامہ مغلطائی کے سیرت مغلطائی سے ہوتی ہے یہ بھی شارح صحیح بخاری ہین وہ یہ ہے۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر جلد ۸ صفحہ ۱۱ باب بعث النبی صلعم اسامۃ مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ۱۳۰۹ھ

(قوله باب بعث النبی صلعم اسامۃ بن زید فی مرضه
الذی توفی فیه) انما اخر المصنف هذه الترجمة لما
جاء انه کان تجهیز اسامة یوم السبت قبل موت النبی
صلعم بیومین وکان ابتداء ذلک قبل مرض النبی صلعم
فندب الناس لغزو الروم فی آخر صفر ودعا اسامة فقال سر الی موضع
مقتل ابیک فاوطئهم الخیل فقد ولیتک هذا الجیش
واغز صباحا علی ابنی وحرق علیهم واسرع
السیر تسبق الخبر فان ظفرک الله بهم فاقل
اللبث فیهم فبدأ برسول الله صلعم وجعه فی
الیوم الثالث فعقد لاسامة لواء بیده فاخذه
اسامة فدفعه الی بریدة وعسکر بالجرف و
کان ممن انتدب مع اسامة کبار المهاجرین
والانصار منهم ابوبکر وعمر وابو عبیدة وسعد
وسعید وقتادة بن النعمان وسلمة بن اسلم
فتکلم فی ذلک قوم منهم عیاش بن ابی
ربیعة المخزومی فرد علیه عمر واخبر النبی صلعم
فخطب بما ذکر فی هذا الحدیث ثم اشتد برسول الله
صلعم وجعه فقال انفذوا بعث اسامة فجهزه ابوبکر
بعد ان استخلف فسار عشرین لیلة الی الجهة التی
امر بها وقتل قاتل ابیه ورجع بالجیش سالما
وقد غنموا وقد قص اصحاب المغازی قصة مطولة
فلخصتها وکانت آخر سریة جهزها النبی صلعم
واول شئ جهزه ابوبکر وقد انکر ابن تیمیة

باب اس بیان مین کہ اسامہ بن زید کو جناب
رسالتمآب صلعم نے عالم مرض الموت مین غزوہ روم پر
جانے کے لئے معین فرمایا تھا صحیح بخاری نے اس مقصد
کو وفات نبی صلعم کے بعد اسلئے بیان کیا ہے چونکہ اسامہ
کی روانگی بروز شنبہ وفات النبی صلعم سے دو روز پہلے
تھی اور آپکے اس حکم و ارادہ کی ابتدا آغاز مرض کے قبل
سے ہو چکی تھی اور آپ نے تمام لوگونکو غزوہ روم کا حکم
آخر ماہ صفر مین دیدیا تھا اس طرح کہ اسامہ بن زید کو
اپنی خدمت مین بلاکر ارشاد فرمایا کہ اپنے باپ کی قتلگاہ
کی طرف جاؤ لشکر کو جمع کرو ہم نے تمکو اس لشکر کا حاکم و
امیر مقرر کیا پس جنگ کرو صبح کو اہل اُبنی سے اور
اونکو جلادو اور اسقدر جلد جاؤ کہ اپنی خبر سے پہلے پہونچو اگر
تم کو خدا نے ان پر فتحیاب کیا تو اون مین بہت کم ٹھہرنا اور
پھر تیسرے روز آپ کے درد شروع ہوا اور پھر آپ نے
اپنے دست مبارک سے اسامہ کے لئے ایک علم آراستہ کیا
اسامہ نے اوسے خندان پیشانی سے لے لیا اور بریدہ کو
دیدیا اور مقام جرف کو اپنا لشکرگاہ بنایا اور تمام مہاجرین
و انصار کو اسامہ کی ہمراہی کا حکم دیا جن مین ابوبکر۔
عمر۔ ابوعبیدہ۔ سعد۔ سعید۔ قتادہ بن نعمان اور سلمہ بن
اسلم شامل تھے اس امر مین لوگون نے کلام کیا جن مین
عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی تھے عمر بن خطاب نے اون کے
اعتراض کی رد کی اور آنحضرت صلعم کو اسکی خبر کر دی
آپ نے اس باب مین خطبہ پڑھا جو اس حدیث مین

وكتاب الرد على ابن مطهر ان يكون ابو بكر و
عمر كانا في بعث اسامة ومستند ما ذكره
ما اخرجه الواقدي باسانيده في المغازي
وذكره ابن سعد في اواخر الترجمة النبوية
بغير اسناد وذكره ابن اسحاق في السيرة
المشهورة ولفظه بداء برسول الله صلعم
وجعه يوم الاربعاء فاصبح يوم الخميس فعقد
لاسامة فقال اغز في سبيل الله وسر الى موضع
مقتل ابيك فقد وليتك هذا الجيش فذكر
القصة وفيها لم يبق احد من المهاجرين
الاولين الا انتدب في تلك الغزوة منهم
ابو بكر وعمر ولما جهزه ابو بكر بعد ان
استخلف سأله ابو بكر ان ياذن لعمر بالاقامة
فاذن ذكر ذلك كله ابن الجوزي في
المنتظم جازما به وذكر الواقدي واخرجه
ابن عساكر من طريقه مع ابو بكر وعمر و
ابا عبيدة وسعدا وسعيدا وسلمة بن اسلم
وقتادة بن النعمان والذي باشر القول
ممن نسب اليهم الطعن في امارة عياش بن ابي
ربيعة وعند الواقدي ايضا ان عدة ذلك
الجيش كانت ثلاثة آلاف منهم
سبعمائة من قريش وفيه عن ابي هريرة
كانت عدة الجيش سبعمائة۔

مذکور ہے اسکے بعد آنحضرت کے مرض مین شدت ہو گئی
پس فرمایا یہ حکم میرا جو دربارہ روانگی اسامہ ہے جاری
کرو پس اسکا نفاذ ابو بکر نے تخت خلافت کے بعد کیا پس
سفر کیا (اسامہ نے) بیس راتون کا اوس جانب جدھر کا
حکم ہوا تھا اور اپنے باپ کے قاتل کو مارا اور لشکر صحیح و سالم
لیکر واپس ہوئے اور مال غنیمت بھی ہاتھ آیا اور ارباب
سیر نے اس قصہ کو طولانی بیان کیا ہے ہمنے اسکا حاصل
درج کیا ہے۔ اور یہ آنحضرت کا آخری سریہ تھا جسکا
ساز و سامان رسالتمآب صلعم نے فرمایا تھا اور یہ پہلی لشکر
کشی تھی جسکو ابو بکر نے نافذ کیا۔ اور ابن تیمیہ نے انکار
کیا ہے اوس کتاب میں جو رد علی ابن مطہر مین لکھی ہے اس
مسئلہ سے کہ ابو بکر و عمر جیش اسامہ کے ساتھ نہین تھے لیکن
مستند وہی امر ہے جو اوپر ذکر ہو چکا اور جسکو واقدی
نے اپنے اسناد کے ساتھ لکھا ہے اور ابن سعد نے اواخر
ترجمہ نبویہ مین بغیر سند ذکر کیا ہے اور ابن اسحاق نے
اپنے سیرۃ مشہورہ مین لکھا ہے اور اونکے الفاظ یہ ہین کہ
چہار شنبہ کے روز آنحضرت صلعم کے درد شروع ہوا
تو آپ نے صبح پنجشنبہ کو اسامہ کو تیار کیا اور فرمایا کہ جاؤ
فی سبیل اللہ جہاد کرو اور اپنے باپ کی قتلگاہ کی
طرف جاؤ ہمنے تمکو اس لشکر کا ولی (والی حاکم سردار)
مقرر کیا پس تمام قصہ کو بیان کیا یہان تک کہ مہاجرین
اور انصار کے طبقہ مین کوئی متنفس ایسا نہین بچا جو اس
لشکر کے ہمراہ نہ بھیجا گیا ہو جن مین حضرت ابو بکر و عمر بھی تھے
اور جب حضرت ابو بکر نے اپنے وقت مین اس لشکر کو بھیجا تو
اسامہ بن زید سے حضرت عمر کے رہ جانیکی اجازت چاہی
اسنے اجازت دیدی ان تمام باتون کو ابن جوزی نے کتاب
منتظم کے ایک علیحدہ باب مین لکھا ہے اور واقدی نے

ذکر کیا ہے اور ابن عساکر نے اپنے طریقہ سے اخراج کیا ہے کہ ابوبکر و عمر و ابوعبیدہ و سعد و سعید و سلمہ بن اسلم و قتادہ بن نعمان سمیت اور وہ لوگ جنکی طرف امارت اسامہ مین طعن و تشنیع منسوب کیا گیا ہے اون مین سے جس نے زبانی طعن و تشنیع کی ہے وہ عیاش ابن ابی ربیعہ ہے اور واقدی کے نزدیک تعداد لشکر تین ہزار کی تھی جن مین سات سو قریشی تھے اور ابوہریرہ ناقل ہین کہ سات سو تھے۔
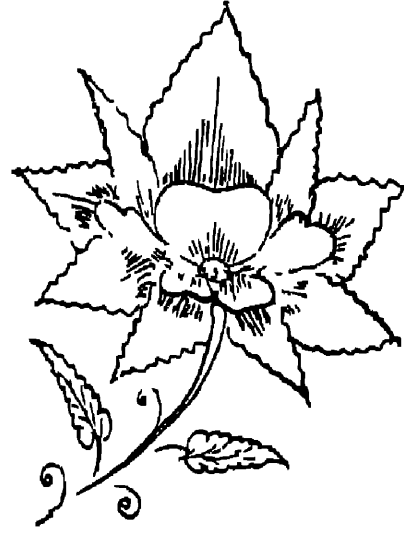
ایضاً سیرت حافظ مغلطای علاء الدین بن قلیج مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ صفحہ ۷۸ و ۷۹ مین ہے۔

ثم سرية اسامة الى اهل ابنى بالسراة ناحية البلقا يوم الاثنين لاربع ليال بقين من صفر سنة احدى عشرة لغزو الروم مكان قتل ابيه ومعه ابو بكر و عمر و ابو عبيدة و سعد و سعيد رضوان الله عليهم اجمعين فلما كان يوم الاربعاء بدأ بالنبى صلعم وجعه فحم وصدع فلما كان يوم السبت لعشر خلون من ربيع الاول ودع المسلمون النبى صلى الله عليه وسلم ومضوا الى الجرف فثقل النبى صلعم فجعل يقول انفذوا جيش اسامة

پھر سریہ ہے اسامہ کا اہل ابنی پر مقام سراۃ مین جو بلقا کے گوشہ مین واقع ہے ۲۶ صفر دوشنبہ ۱۱ھ کے دن واسطے غزوہ روم کے اپنے باپ کے قتل گاہ تک اور اسامہ کے ساتھ ابوبکر اور عمر و ابوعبیدہ و سعد و سعید تھے پس جب چہارشنبہ کا دن ہوا تو رسالتمآب صلعم کو درد اور بخار اور درد سر شروع ہوا اور جب ہفتہ کا دن دہم ربیع الاول ہوا تو وداع کیا مسلمین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور مقام جرف کی طرف روانہ ہو چکے اور نبی صلعم پر گرانی ہوئی پس آپ نے فرمانا شروع کیا کہ جیش اسامہ کو روانہ کرو۔

نمبر (۵) علامہ محمد بن عمر واقدیؒ صاحب مغازی المتوفی ۲۰۷ھ

علامہ واقدی نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا (۲۵ ذیقعدہ) بیان کیا ہے اسی کو ابن سعد کاتب واقدی نے بھی اختیار کیا ہے چنانچہ علامہ قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۳۸ مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ کے باب مایلبس المحرم من الثیاب مین بہ شرح اس حدیث ابن عباس کے لکھتے ہین۔

(واقدی) عیون الاثر ابن سید الناس حصہ اول مین ہے۔ واما الواقدی فهو محمد بن عمر بن واقد ابو عبد الله المدنى سمع ابن ابي ذيب و معمر بن راشد ومالك بن انس ومحمد بن عبد الله ابن اخى الزهرى ومحمد بن عجلان وربيعة بن عثمان وابن جريج واسامة بن زيد و عبد الحميد بن جعفر والثورى وابا معشر وجماعة روى عنه كاتبه محمد بن سعد وابو حسان الزيادى ومحمد بن اسحاق الصاغانى واحمد بن خليل البرجلانى وعبد الله بن الحسن الهاشمى واحمد بن عبيد بن ناصح ومحمد بن شجاع الثلجى والحارث بن ابى اسامة وغيرهم الخ۔ بطولہ۔

(موسی بن عقبة) بضم العین وسکون القاف (قال اخبرنی) بالافراد ایضا (کریب) مولی ابن عباس (عن عبد اللہ بن عباسؓ) قال انطلق النبی صلعم من المدینة بین الظهر والعصر یوم السبت کما صرح به الواقدی الی ان قال لخمس بقین من ذی القعدة (فقدم) علیه الصلوٰة والسلام (مکة منزلها) (لاربع لیال خلون من ذی الحجة)

موسی بن عقبہ سے مروی ہے کہا کہ خبر دی مجھکو کریب نے عبد اللہ بن عباسؓ سے کہا انہون نے چلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ سے مابین ظہر او عصر کے سنیچر کے دن جیسا کہ واقدی نے صراحت کی ہے یہانتک کہ پانچ راتین باقی تھین ماہ ذیقعدہ کی پس داخل ہوے آنحضرت صلعم مکہ معظمہ مین ۴ ذیحجہ کو یعنی جبکہ چار راتین گذرین ماہ ذیحجہ کی۔

اور نقشہ جنتری نمبر ایک ابن سعد مین ۲۵ ذوقعدہ (یوم شنبہ) کے حساب سے نقشہ جنتری نمبر ایک کا پہلا خانہ ہے جو عرفہ ۹ ذیحجہ سے ۲۹ صفر (دوشنبہ) تک اناسی[۷۹] یوم پر پہونچتا ہے جسکے بعد کثیر الوقوع سے ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) اور ممکن الوقوع سے ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) جو ترانوے[۹۳] یوم پر ختم ہوتا ہے اسی مدت کو سیرت حلبی نے اختیار کیا ہے چنانچہ سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۲۹۴ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ فی کلام بعضهم نزلت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی یوم الجمعة بعد العصر یعنی بعضون نے کہا ہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ یوم جمعہ کو بعد عصر کے نازل ہوا وکانت هذه الایة نعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہ لم یعش بعدها الا ثلاثة اشهر وثلاثة ایام۔

اور یہ آیت خبر وفات حضرت رسول اللہ صلعم کی تھی اسلئے کہ رسو لخدا صلعم بعد نزول اس آیت کے فقط تین مہینے تین دن یعنی (۹۳ روز) زندہ رہے یہ مدت ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۲۹ ذیحجہ تک (۲۰ دن) ماہ محرم (۳۰ دن) ماہ صفر (۲۹ دن) یہانتک (۷۹ دن) ہوے اسکے بعد یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) سے ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) تک ۹۳ دن ہوئے کیونکہ ۷۹ دن مین ۱۴ دن جمع کرنے سے ۹۳ دن یہ کثیر الوقوع سے اگر ماہ صفر کامل ۳۰ دن کا لیا جائے تو ممکن الوقوع ہوگا جس سے ۳۰ صفر (سہ شنبہ) یکم ربیع الاول (چہارشنبہ) ۶ ربیع الاول اور ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع ہوا جس سے ۱۳ ربیع الاول تک ۹۳ دن ہوئے یعنی ۳۰ صفر تک (۸۰ دن) پھر بھی منگل آیا۔ اور یکم ربیع الاول چہارشنبہ سے ۱۳ ربیع الاول کو دوشنبہ ۹۳ دن پر ہوا۔

اور صفحہ ۳۸۲ اسی جلد ۳ سیرت حلبیہ مین ہے

توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو فی صدر عائشة[۵] وذلک یوم الاثنین حین اشتد الشمس لاثنتی عشرة لیلة خلت من ربیع الاول هکذا ذکر بعضهم وقال السهیلی لا یصح ان

یعنی وفات فرمائی رسول اللہ صلعم نے صدر عائشہ پر اور وہ یوم دوشنبہ بعد دوپہر کے جبکہ بارہ[۱۲] راتین گذرین ماہ ربیع الاول کی اسی طرح ذکر کیا ہے بعض لوگون نے اور سہیلی کہتے ہین نہین صحیح ہے کہ ہو

---

[۵] روی ابن سعد فی الطبقات عن علی بن الحسین قال قبض رسول اللہ وراسه فی حجر علی وروی ایضا عن ابی عطفان قال سئلت ابن عباس ارأیت رسول اللہ توفی وراسه فی حجر احد قال توفی رسول اللہ صلعم وهو لمستند الی صدر علیؑ ۔ ابن سعد نے طبقات مین حضرت علی بن حسین علیہما السلام سے روایت کی ہے کہ جسوقت رسول اللہ نے وفات فرمائی انکا سر مبارک حضرت علی علیہ السلام کے آغوش مین تھا اور تبرکات نیز کورین ابو عطفان سے مروی ہے کہ مین نے عبد اللہ بن عباس سے پوچھا کہ آیا آپنے دیکھا کہ رسول اللہ کا سر مبارک وقت وفات کسکے آغوش مین تھا عبد اللہ بن عباس نے کہا کہ جب رسول اللہ نے انتقال فرمایا تو آنحضرت کا سر علی ابن ابیطالب کے سینے سے لگا ہوا تھا۔

وفات ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کو مگر ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول دوشنبہ کو اجماع مسلمین سے

نقشہ جنتری نمبر ایک میں ۲۵ ذیقعدہ (یوم شنبہ اور عرفہ ۹ ذیحجہ شنبہ) سے ۲۹ صفر (دوشنبہ) تک (۹۰ دن)

یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) سے ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) تک کل ۱۰۴ دن کثیرالوقوع سے ہوئے۔

اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری عینی حنفی باب مرض النبی ج ۸ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ میں لکھتے ہیں

قال الواقدی قالوا ابدی برسول	یعنی واقدی نے کہا ہے کہ شروع ہوا مرض رسول اللہ
اللہ صلعم یوم الاربعاء للیلتین بقیتا	صلعم کو چہارشنبہ کے دن جبکہ ماہ صفر کی دو راتیں باقی
من صفر و توفی یوم الاثنین لثنتی عشرۃ	تھیں اور وفات ہوی دوشنبہ کے روز یہاں تک کہ
لیلۃ من ربیع الاول۔	بارہ راتیں گذریں ماہ ربیع الاول کی۔

یعنی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ)۔ دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک کا دوسرا خانہ جس میں ۲۹ صفر (پنجشنبہ) ہیں کے مراجعت سے ۲۵ ذوقعدہ (سہ شنبہ) واقع ہوا پس ہر دو خانوں میں چار یوم کا فرق ہوتا ہے (کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۳۱۲ و ۳۱۳ مطبوعہ حیدرآباد میں ہے کہ

الواقدی حدثنی عبد اللہ بن جعفر بن	واقدی نے کہا کہ مجھسے روایت کی عبد اللہ ابن
عبد الرحمن بن ازھر بن عوف عن الزھری	جعفر ابن عبد الرحمن ابن ازہر ابن عوف نے زہری سے
عن عروۃ عن اسامۃ بن زید ان النبی صلعم امرہ	اونسے عروہ سے اونسے اسامہ بن زید سے کہ نبی صلعم نے
ان یغیر علی اھل ابنی صباحًا وان یحرق	حکم دیا کہ اہل اُبنی پر صبح کے وقت غارتگری کریں اور
قالوا ثم قال رسول اللہ صلعم لاسامۃ	اونکا مال و اسباب جلا دیں راویان حدیث نے کہا ہے
امض علی اسم اللہ فخرج بلوائہ معقودا	کہ پھر حضرت صلعم نے اسامہ سے فرمایا کہ خدا کا نام لیکر جاؤ
فدفعہ الی بریدۃ بن الحصیب الاسلمی	پس اسامہ اپنا نشان لئے ہوئے نکلے اور بریدہ بن حصیب
فخرج بہ الی بیت اسامۃ وامر رسول اللہ	اسلمی کو دیا وہ اسکو لیکر اسامہ کے گھر گئے اور رسول اللہ صلعم نے

لہ فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن عسقلانی شافعی جلد ۸ باب مرض النبی میں ہے۔ واما رواہ ابن سعد من طریق عمر بن علی بن ابی طالب قال اشتکی رسول اللہ صلعم یوم الاربعاء للیلۃ بقیت من صفر یعنی ابن سعد نے عمر بن علی کے واسطہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کو ابتدائی شکایت بروز چہارشنبہ جبکہ ایک شب ماہ صفر کی باقی تھی واقع ہوئی۔ یعنی (۲۸ صفر چہارشنبہ) اسی روایت کو علامہ زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ۔ ج ۸ ص ۱۳ مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ میں جناب علی علیہ السلام کے سند سے اسطرح وارد کیا ہے۔ عند ابن سعد من طریق عمر بن علی بن ابی طالب عن ابیہ قال اشتکی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاربعاء للیلۃ بقیت من صفر یعنی ابن سعد نے بواسطہ عمر بن علی ابن ابی طالب کے اُنہوں نے اپنے پدر بزرگوار جناب علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ کو شکایت مرض ۲۸ صفر چہارشنبہ کے دن جبکہ ایک شب ماہ صفر کی باقی تھی واقع ہوئی۔ پس ۲۸ صفر چہارشنبہ ۲۹ صفر پنجشنبہ) ہوا یہ ماہ صفر انتیس یوم کا حدیث کے مطابق ہے جسکو جمہور مورخین و سیر نے اختیار کیا ہے جس سے اس ماہ صفر میں ۱ - ۸ - ۱۵ - ۲۲ - ۲۹ میں پانچ پنجشنبہ واقع ہوئے۔ اس کے بعد ربیع الاول میں پانچ جمعہ ۱ - ۸ - ۱۵ - ۲۲ - ۲۹ میں ہوتے ہیں جس سے ماہ صفر میں بارہ ۱۲ صفر کو (دوشنبہ) اور ماہ ربیع الاول میں گیارہ ۱۱ ربیع الاول کو (دوشنبہ) بارہ ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) ہوا۔ (دیکھو نقشہ جنتری نمبر ۱ صفحہ ۱۹ کا دوسرا خانہ)

صلعم اسامۃ فعسکر بالجرف وضرب
عسکرہ فی موضع الیٰ ان قال ولم
یبق احد من المہاجرین الاوّلین الّا
انتدب فی تلک الغروۃ عمر بن الخطاب[1] و
ابوعبیدۃ وسعد بن ابی وقاص ابو الاعور
وسعید بن زید بن عمرو بن نفیل فی رجال
المہاجرین والانصار عدۃ قتادہ بن النعمان
وسلمۃ بن اسلم بن حریش فقال رجال المہاجرین
وکان اشدھم فی ذلک قولا عیاش بن ابی
ربیعۃ یستعمل ھذا الغلام علی المہاجرین الاوّلین
فکثرت المقالۃ فی ذلک فسمع عمر بن الخطاب
بعض ذلک القول من قال فغضب رسول اللہ
صلعم غضبًا شدیدًا فخرج قد عصب علی
راسہ عصابۃ وعلیہ قطیفۃ ثم صعد
المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال اما
بعد ایھا الناس فما مقالۃ بلغتنی عن بعضکم
فی تامیری اسامۃ واللہ لئن طعنتم فی
امارتی اسامۃ لقد طعنتم فی امارتی اباہ
من قبلہ وایم اللہ ان کان للامارۃ
لخلیق وان ابنہ من بعدہ لخلیق
للامارۃ وان کان لمن احب
النّاس الی وان ھذا لمن
احب الناس الی وانھما
لمخیلان لکل خیر فاستوا
صوابہ خیرا فانہ من خیارکم
ثمّ نزل رسول اللہ صلعم

اسامہ کو حکم دیا پس اونہون نے مقام جرف مین لشکر
جمع کرنا شروع کیا بعد اسکے کہا ہے کہ کوئی مہاجرین اولین
مین سے باقی نہین رہا مگر یہ کہ سب اوس لڑائی مین جانے
کے لئے تیار ہوئے منجملہ اونکے عمر بن خطاب ابو عبیدہ
اور سعد بن ابی وقاص تھا ابو الاعور وسعید بن زید بن
عمرو بن نفیل مردان مہاجرین سے اور انصار کے لوگون
مین قتادہ بن نعمان وسلمہ بن اسلم بن حریش پس مردان
مہاجرین نے کہنا شروع کیا اور سب سے زیادہ شدت سے
عیاش بن ابی ربیعہ کہہ رہا تھا کہ یہ لڑکا مہاجرین اولین
پر حاکم بنایا جارہا ہے اس بارے مین گفتگو بہت زیادہ
ہوئی اور کچھ اس مین سے عمر بن خطاب نے سنا اونہون نے
اون کہنے والونکی رد کی اور جناب سرور کائنات صلعم کے
پاس آکر حضرت کو خبر دی کہ لوگ یہ کہہ رہے ہین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت شدید غضبناک ہوئے اور
اس حالت مین برآمد ہوئے کہ سر مبارک پر پٹی بندھی
ہوئی تھی اور چادر اوڑھے تھے بعد اسکے منبر پر تشریف
لے گئے اور حمد وثنای الٰہی بجا لاکر ارشاد فرمایا کہ اے
گروہ مردم یہ کیسی باتین ہین کہ تم لوگون مین سے بعض
کے متعلق مجکو خبر پہونچی ہے کہ وہ اسامہ کو میرے حاکم
بنانیکے متعلق طعن کر رہے ہین قسم خدا کی اگر تم لوگون نے
اسامہ کو میرے حاکم بنانیکے بارے مین طعن کیا تو کوئی
عجب نہین ہے اسلئے کہ تم نے اس سے قبل اونکے باپ
کو میرے امیر بنانے پر طعن کیا تھا اور قسم خدا کی وہ ضرور
امارت کے لائق تھا اور اوسکا بیٹا اوسکے بعد ضرور
قابل امارت ہے اور وہ تم لوگون مین سب سے زیادہ
مجکو محبوب تھا اور یہ بھی سب لوگون سے محبوب ہے اور

[1] سیرت النبی شبلی جلد ثانی حاشیہ صفحہ ۱۳۲ مین ہے واقدی اور ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس غزوہ مین آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر وعمر رض کو بھی جانیکا حکم دیا تھا۔

فدخل بيته وذلك يوم
السبت لعشر ليال خلون
من ربيع الاول × × × × × ×
فلما اصبح يوم الاثنين غدا
من معسكره واصبح رسول
الله صلعم مفيقا فجاءه
اسامة فقال اغز على بركة
الله فودعه اسامة ورسول
الله صلعم مفيق مريح و
جعلت نساءه يتماشطن
سرورا براحته ودخل ابو بكر الصديق
فقال يا رسول الله اصبحت مفيقا
بحمد الله واليوم يوم ابنة خارجة فائذن
لي فاذن له فذهب الى السنح وركب
اسامة الى معسكره وصاح
في اصحابه باللحوق الى العسكر
فانتهى الى معسكره ونزل
وامر الناس بالرحيل و
قد متع النهار فبينا
اسامة بن زيد يريد ان
يركب من الجرف اتاه رسول الله
صلعم يموت فاقبل اسامة الى المدينة
معه عمر وابو عبيدة بن الجراح فانتهوا الى
رسول الله صلعم يموت فتوفي صلعم
حين زاغت الشمس يوم الاثنين لاثنتي
عشرة ليلة خلت من ربيع الاول۔

یہ دونون ہر نیکی کے اہل ہین لہذا انکے ساتھ اچھا سلوک
کرو اسلئے کہ یہ تمھارے پسندیدہ لوگون مین سے ہے
یہ فرماکر حضرت صلعم منبر سے اترے اور دولت سرا مین
تشریف لے گئے اور وہ دن دہم ربیع الاول یوم شنبہ
تھا (الی ان قال) جب بروز دوشنبہ صبح ہوئی تو اسامہ
اپنے لشکر سے نکلے اوس روز رسول اللہ صلعم کو افاقہ
تھا اسامہ حضرت صلعم کے پاس آئے حضرت نے فرمایا
خدا سے برکت کے طالب ہو کر لڑنے جاؤ یہ فرماکر اسامہ
کو رخصت کر دیا اور رسول اللہ صلعم اوس روز افاقہ
اور راحت کی حالت مین تھے اور امہات المومنین حضرت
کے افاقہ کے خوشی کی وجہ سے سرون مین کنگھیان کر رہی
تھین ابوبکر صدیق حضرت کے پاس آکر عرض کیا کہ
یا رسول اللہ شکر ہے خدا کا کہ آج آپکو افاقہ ہے اور
بنت خارجہ کا دن ہے لہذا آپ مجکو اجازت مرحمت
فرمایئے حضرت نے اجازت دی وہ مقام سنح مین گئے
اور اسامہ اپنے لشکرگاہ مین روانہ ہوئے اور اپنے
ساتھیون کو آواز دی کہ لشکر مین آکر جمع ہون جب
لشکرگاہ مین پہونچے تو گھوڑے سے اترے اور
لوگون کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ پس اسامہ ابن زید
جرف سے روانگی کا قصد کر ہی رہے تھے کہ اتنے مین
ام ایمن کا قاصد یہ خبر لیکر آیا کہ رسول اللہ صلعم کی حالت
اخیر ہے یہ سنکر اسامہ اور عمر اور ابو عبیدہ بن جراح کے
ہمراہ مدینہ مین آئے اور رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ حضرت
کی حالت نزع ہے بعد اسکے جس وقت آفتاب زوال
کی حد تک پہونچا تو حضرت صلعم بروز دوشنبہ بارھوین
ربیع الاول کو رحلت فرمائی۔

یہ ظاہر ہے کہ ہر روز کا پندرھوان دن وہی دن ہوگا مثلاً ۲۸ صفر (چہارشنبہ) اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) جو

۱۲ ربیع الاول تک چودہ دن اور ۱۳ ربیع الاول تک پندرہ روز ہوئے پس ۲۸ صفر کی پندرھوین تاریخ ۱۳ ربیع الاول ہوی اور چہار شنبہ ہوا اسلئے ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) جو ۲۷ صفر (سہ شنبہ) کا پندرھوان دن اور ۲۸ صفر چہار شنبہ کا چودھوان روز ہوا اور ۲۸ صفر کا تیرھوان دن ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) وفات النبی کی صحیح تاریخ ہوئی جس کے چودھوین روز یا بارہ ربیع الاول جو خود واقدی کے قول سے غلط ہے یہ غلطی دس ربیع الاول سنیچر کے لانے سے ہوی جو ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا دسوان روز (شنبہ) ۹ ربیع الاول کے بجائے دس ربیع الاول شنبہ لکھا گیا۔

روایت مذکورہ مین حضرت ابوبکر کا نام نہین ہے حالانکہ اول نام اونہین کا حدیث مین آیا ہے جسکے بعد حضرت عمر پھر ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہ ہین جو اسامہ بن زید کے سرداری مین مامور کئے گئے تھے جیسا کہ ہم لکھ آئے ہین حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین واقدی اور حافظ ابن عساکر کے سند سے یہی لکھا ہے یہان تک کہ زرقانی علی المواہب مطبوعہ مصر ۱۲۷۸ھ جلد ثالث صفحہ ۱۲۵ مین ہے۔

(فلم یبق احد من وجوہ المہاجرین	پس نہین باقی رہا کوئی سرداران مہاجرین
والانصار الا انتدب) ای قام مسرعۃ	وانصار سے مگر یہ کہ جلدی سے اوٹھکر کھڑا ہو گیا اونہین
المراد مسرعۃ الخروج (فیہم ابوبکر وعمر)	لوگون مین حضرت ابوبکر اور عمر اور ابو عبیدہ و سعد
وابوعبیدۃ وسعد وسعید وسلمۃ بن اسلم	وسعید وسلمہ بن اسلم وقتادہ بن النعمان تھے جیسا کہ
وقتادۃ بن النعمان کما ذکرہ الواقدی و	واقدی نے ذکر کیا ہے اور ابن عساکر نے بھی اپنے طریق
اخرجہ ابن عساکر من طریقہ۔	سے روایت کی ہے۔

یہ تعناقی ۲۹ صفر پنجشنبہ کے دن واقع ہوئی جسکے دسوین روز ۹ ربیع الاول یوم شنبہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگون کا طعن سماعت فرما کر نہایت غضبناک ہوکر خطبہ فرمایا ہے اس ۹ ربیع الاول (سنیچر) کے روز کو واقدی نے دس ربیع الاول یوم شنبہ لکھکر ۱۲ ربیع الاول وفات النبی لائے ہین ۱۲ ربیع الاول کو (دوشنبہ) قرار دینے سے یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) ہوتا ہے جسکو ۲۹ صفر مین لاچکے ہین اور یہ کہ ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے مراجعت سے ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) اور ۹ ذیحجہ عرفہ و ۲۵ ذیقعدہ سفر حجۃ الوداع کو (سہ شنبہ) وہی (سہ شنبہ) بارہ ربیع الاول کو اور آگے تیسری ماہ رمضان وفات جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا مین واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری نمبر (ایک) کا دوسرا خانہ صفحہ ۱۹ اور نقشہ دوم صفحہ ۱ کتاب ہذا۔

غرضکہ گیارہ ربیع الاول ۱۱ھ (دوشنبہ) کو گیارہ روز اور آخر ماہ صفر کے ۲۸ و ۲۹ صفر دو روز یہ کل ۱۳ دن اور ۹ ذیحجہ سے ۱۱ ربیع الاول تک (۹۰ یوم) اور ۱۸ ذیحجہ سے ۱۱ ربیع الاول تک (۸۱ یوم) کامل ہوئے۔

اسکے بعد واقدی سے وفات النبی کی دوسری روایت دوم ربیع الاول کے وفات کی وضع کی گئی ہے وہ یہ ہے جسکو ہم طبقات ابن سعد جزو دوم قسم دوم ۱۳۲۲ھ کے صفحہ ۵۷ سے نقل کرتے ہین۔ اور جمہور مفسرین نے اپنے اپنے تفاسیر مین دوسری اور بارہ ربیع الاول وفات النبی اور مدت وفات کی بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اکیاسی یوم لکھا ہے جس مین ہر دو تاریخون کے لحاظ سے کوئی تغیر نہین کیا گیا ہر دو صورت مین (۸۱ یوم) اپنی جگہ پر بحال ہے۔

اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ابو معشر عن محمد بن قیس[1] ان رسول اللہ صلعم اشتکی یوم الاربعاء لاحدی عشرۃ لیلۃ بقیت من صفر سنۃ احدی عشرۃ فاشتکی ثلاث عشرۃ لیلۃ

ابن سعد نے کہا ہے کہ خبر دی مجکو محمد بن عمر واقدی نے کہ بیان کیا مجھسے ابو معشر نے محمد بن قیس سے کہ رسول اللہ صلعم کو چہارشنبہ کے دن کہ گیارہ راتین ماہ صفر سنہ ۱۱ھ کی باقی تھین یعنی ۱۹ صفر سنہ ۱۱ھ یوم چہارشنبہ کو شکایت ہوئی اور یہ شکایت تیرہ راتون تک رہی۔

توفی صلعم یوم الاثنین للیلتین مضتا من شھر ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ کہ وفات پائی رسول خدا صلعم نے دوشنبہ کے روز کہ دوراتین گزرین ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ یعنی دوسری ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو رحلت ہوئی

اس دوسری ربیع الاول کے (دوشنبہ) سے ۲۹ و ۲۲ و ۱۵ و ۸ و یکم صفر کو (سینچر) ۳۰ محرم کو (جمعہ) ۲۹ و یکم محرم (پنجشنبہ) ۲۹ و یکم ذیحجہ (چہارشنبہ) ۳۰ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۲۹ و ۲۲ ذیقعدہ (دوشنبہ) ۲۳ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۲۴ ذیقعدہ (چہارشنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (پنجشنبہ) ۲۶ ذیقعدہ (جمعہ) ہوا اسی تاریخ کو شبلی صاحب نے حضرت صلعم کا سفر حج فرمانا لکھا ہے اس روز یوم جمعہ واقع ہوتا ہے۔

سیرت النبی جلد ثانی صفحہ ۱۳۴ مین ہے (۱۸ یا ۱۹) صفر سنہ ۱۱ھ مین آدھی رات کو آپ جنۃ البقیع تشریف لے گئے وہان سے واپس تشریف لائے تو مزاج ناساز ہوا یہ حضرت میمونہ کے باری کا دن تھا اور یوم چہارشنبہ تھا ۱۳ دن مدت علالت صحیح ہے۔ واضح ہو کہ حدیث مین صرف ایک تاریخ ہے یعنی ماہ صفر کی گیارہ راتین باقی تھین جب حضرت بیمار ہوئے یعنی ۱۹ صفر سنہ ۱۱ھ اور یہ (۱۸ یا ۱۹) کی تصنیف کردہ عبارت آگے اسی سیرت جلد ثانی کے صفحہ ۱۴۳ سے صاف ہو جاتی ہے۔ وہ عبارت یہ ہے۔

"تجہیز و تکفین" تجہیز و تکفین کا کام دوسرے دن سہ شنبہ ۳ ربیع الاول کو شروع ہوا۔

گیارہ روز ماہ صفر کے اور دو دن ماہ ربیع الاول کے یہ کل ۱۳ دن بلکہ راتین ہوئین۔ اور ۲۵ ذیقعدہ و ۹ ذیحجہ عرفہ و ۱۲ ربیع الاول و تیسری ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ (پنجشنبہ) واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری حرف (میم) مسلم و حرف (ن) نودی شارح مسلم کا پہلا خانہ جسکی تائید مولوی امین اللہ کے سیرت منظوم قصیدہ عظمی جو رفیق سفر شبلی صاحب ہین۔ نیز تفسیر معالم التنزیل بغوی اور لباب التاویل خازن اور تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی اور تفسیر فتح البیان مولوی صدیق حسن خان بھوپالی سے ہوتی ہے جنہون نے بعد نزول آیہ اکمال دین کے اکیاسی دن ٹھہرنا حضرت صلعم کا دوسری ربیع الاول یا ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو مثل واقدی کے اپنے اپنے تفاسیر مین وارد کیا ہے اور ہر دو صورت مین ۸۱ یوم مین کوئی تبدیلی نہین کی ہے۔ بالاخر شبلی صاحب نے واقدی کی ضعیف السند حدیث سے دوسری ربیع الاول وفات النبی کو قبول کر لیا کیونکہ اسی تاریخ کا دوسرا دن تیسری ربیع الاول کو تجہیز و تکفین کا کام شروع ہونا لکھدیا یہی دوسری ربیع الاول (دوشنبہ) ۱۹ صفر (چہارشنبہ) کا تیرھوان دن تھا۔ اسی کے متعلق سیرت النبی مین ہے۔

یہ روایت واقدی سے بھی ابن سعد و طبری نے نقل کی ہے۔ لیکن واقدی کی مشہور ترین روایت جسکو اوس نے متعدد

---

[1] محمد بن قیس کی قدح تقریب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے محمد بن قیس شیخ لابی معشر ضعیف من السادسۃ ... بعد وھم۔

اشخاص سے نقل کیا ہے وہ ۱۲ ربیع الاول کی ہے ۔

اور سیرت النبی جلد اول صفحہ ۳۶ مین ہے۔ سیرت پر اگرچہ آج بھی سیکڑون تصنیفین موجود ہین لیکن سب کا سلسلہ جا کر صرف تین چار کتابون پر منتہی ہوتا ہے۔ سیرت ابن اسحاق ۔ واقدی ۔ ابن سعد ۔ طبری انکے علاوہ جو کتابین ہین وہ ان سے متاخر ہین ۔"

ابن اسحاق سنہ ۱۵۱ھ تک صرف ۱۲ ربیع الاول وفات النبی اور پھر واقدی سنہ ۲۰۷ھ نے دوسری ربیع الاول کا اضافہ کیا جو طبری تک انہین واقدی سے پہونچا جسکو واقدی نے بارہ ربیع الاول کی روایت متعدد اشخاص سے نقل کرکے خود دوسری ربیع الاول کو غلط کر دیا ۔ لیکن یکم ربیع الاول کے وفات ہونے کا طبری تک کوی وجود نہین ملتا اور نہ شبلی صاحب نے کوئی روایت نقل کی ہے آگے امام سہیلی نے ۱۳ و ۱۴ ربیع الاول وفات النبی کو اجماع مسلمین سے لا کر یکم و دوم ربیع الاول کو بالکل دروغ و کذب ہونا ثابت کر دیا ہے ۔

لیکن امام سہیلی کا دوسرا قول جو سیرت انسان العیون حلبی جلد ثالث کے صفحہ ۲۲۹ مین ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے روز حضرت کا بیمار ہونا اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو حضرت صلعم کا بہ نفس نفیس اسامہ کے لئے علم بنا کر مرحمت فرمانا لکھا ہے جس سے واقدی کی روایت ۲۸ و ۲۹ صفر کی تائید ہوتی ہے جسکا تیرھوان روز گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) اور ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) یہی دن ۲۵ ذلیقعدہ سفر حجۃ الوداع اور ۹ ذیحجہ عرفہ مین واقع ہوتا ہے اور جو اسی صورت ایک ۳۰ اور ایک ۲۹ کثیر الوقوع سے تیسری ماہ رمضان سہ شنبہ وفات جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا پر پہونچتا ہے جسکو حسب ذیل محدثین و ارباب سیر نے انہین واقدی کی تحقیق پر اتفاق کیا ہے چنانچہ حسب ذیل اساطین سے سند لکھی جاتی ہے ۔

حافظ ابن سعد صاحب طبقات المتوفی سنہ ۲۳۰ھ ۔ حافظ و امام ابن حریر طبری المتوفی سنہ ۳۱۰ھ حافظ ابن عبد البر صاحب استیعاب المتوفی سنہ ۴۶۳ھ ۔ حافظ ابن جوزی المتوفی سنہ ۵۹۷ھ ۔ علامہ سبط ابن جوزی المتوفی سنہ ۶۵۴ھ صاحب تذکرہ خواص الامۃ خاتم الحفاظ حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی سنہ ۸۵۵ھ ۔ علامہ کمال الدین حسین صاحب روضۃ الشہدا و صاحب تفسیر حسینی المتوفی سنہ ۹۱۰ھ مورخ حبیب السیر المتوفی سنہ ۹۳۲ھ ۔ علامہ دیار بکری صاحب تاریخ خمیس المتوفی سنہ ۹۶۶ھ ۔ شیخ محمد بن عبد الباقی الزرقانی المتوفی سنہ ۱۱۲۲ھ

طبقات ابن سعد جلد ۸ مطبوعہ لیدن سنہ ۱۳۲۱ھ مین ہے ۔

قال محمد بن عمرو هو الثبت عندنا توفيت	کہا محمد بن عمر (واقدی) نے اور یہ ثابت ہے میرے نزدیک کہ
ليلة الثلاثاء لثلاث خلون من شهر رمضان	وفات (فاطمہ سلام اللہ علیہا) تیسری شب سہ شنبہ ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ
سنة احدى عشرة وهي ابنة تسع وعشرين	مین ہوی اور وہ ۲۹ سالہ یا مثل اسکے تھین ۔
سنة او نحوها ۔ اخبرنا محمد بن عمر حدثني	خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے کہا حدیث کی مجھسے ابن جریج نے عمرو بن دینار سے

ل۱ توثیق عمرو بن دینار جو زہری سے عمر مین بڑا تھا اور جس نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے جیسا کہ آگے روایت مین ہے ۔ طبقات ابن سعد جز پنجم مین ہے عمرو بن دینار مولی باذان من الابناء وقال اخبرنا الفضل بن دكين قال مات عمرو بن دينار سنة ست وعشرين ومائة × × × × × وكان عمرو ثقة ثبتا كثير الحديث اور صحیح ترمذی حصہ اول مین ہے ۔ قال ابو عيسى سمعت ابن ابي عمر يقول سمعت سفيان كان عمرو بن دينار اسن من الزهري ۔ کہا ابو عیسی نے کہ مین نے ابی عمر سے سنا ہے کہ کہتا سنا مین نے سفیان بن عیینہ سے کہ کہتا عمرو بن دینار زہری سے عمر مین بڑا تھا ۔

ابن جریج عن عمرو بن دینار عن ابی جعفر قال توفیت فاطمۃ بعد النبی صلعم بثلثۃ اشھر۔

سے سُنے ابی جعفر سے کہ وفات فرمائی جناب فاطمہ علیہا السلام نے بعد وفات النبی صلعم کے تین مہینہ پر

۲۔ تاریخ الرسل الملوک ابن جریر طبری جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۱۸۶۹ مطبوعہ لیدن یورپ مین ہے۔ ماتت فاطمۃ ابنۃ رسول اللہ صلعم فی لیلۃ الثلاثاء لثلاث خلون من شھر رمضان وھی یومئذ ابنۃ تسع وعشرین سنۃ او نحوھا

۳۔ استیعاب حافظ ابوعمر ابن عبد البر ج۔ ثانی مین بذکر وفات فاطمہ علیہ السلام ہے۔

و قال المدینی لیلۃ الثلاثاء لثلث خلون من شھر رمضان سنۃ احدی عشرۃ ـ

مدینی نے کہا ہے کہ وفات فاطمہ علیہا السلام تیسری شب سہ شنبہ ماہِ رمضان ۱۱ھ مین واقع ہوی۔

۴۔ حافظ ابن جوزی فی التاریخ الصفوۃ[1] ۔ تاریخ خمیس دیار بکری جلد اول مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ صفحہ ۳۱۴ مین ہے۔

فی الصفوۃ توفیت فاطمۃ بعد وفات رسول اللہ صلعم بستۃ اشھر فی لیلۃ الثلاثاء لثلاث خلون من رمضان سنۃ احد عشرۃ من الھجرۃ وھی بنت ثمان وعشرین سنۃ ونصف۔

تاریخ صفوۃ الصفوہ ابن جوزی مین ہے۔ کہ وفات فاطمہ علیہا السلام بعد وفات النبی صلعم کے چھ مہینہ پر شب سہ شنبہ تیسری ماہ رمضان ۱۱ھ پر ہوی اور وہ جناب ۲۸ سالہ و شش ماہا تھین جسکی تائید اوسی ۱۲ ربیع الاول سے جو ۲۸ صفر کا چودھوان روز (سہ شنبہ) تھا حافظ ابن جوزی کے قول سے ہوتی ہے۔

جیسا کہ اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوۃ شریف جلد ۴ شیخ عبد الحق محدث دہلوی مطبوعہ نولکشور ۱۳۲۸ھ ۱۹۱۰ء کے صفحہ ۶۱۶ مین ہے

آبن جوزی[1] در کتاب الوفا گفتہ کہ ابتدای مرض در شہر صفر بودہ کہ دو شب ازان ماندہ بود و وفات وے دوازدہم ربیع الاول بود۔

یعنی ابن جوزی نے اپنے کتاب لوفا مین کہا ہے کہ ابتدای مرض النبی صلعم صفر کے مہینہ مین کہ دو راتین باقی تھین وفات بارہ ربیع الاول کو ہوی۔

آخر ماہ صفر کے ۲۸ و ۲۹ صفر کے دن کی تصدیق تاریخ مرآۃ الزمان[2] سبط ابن جوزی سے جسکا قلمی نسخہ بانکی پور پٹنہ مین ۸۰۰ھ کا لکھا ہوا ہے جسکے صفحہ ۲۱۶ مین ہے۔

فلمّا کان یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر بدئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ المرض فصدع وحمّ فلمّا اصبح یوم الخمیس دعا اسامۃ فعقد لہ لواء بیدہ الخ "

پس جب ۲۸ صفر چہار شنبہ کا روز کہ دو راتین ماہ صفر کی باقی تھین آیا تو حضرت صلعم کے مرض شروع ہوا پس درد سر اور بخار رہا صبح ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو اسامہ بن زید کو بلا کر اپنے دست مبارک سے اوسکے لئے جھنڈا باندھ کر عنایت کیا۔

---

[1] کشف الظنون حصہ اول مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶۶ مین ہے۔ (تاریخ ابن جوزی المسمی بالمنتظم) یاقی فی المیمرۃ ولہ اعمار الاعیان وصفوۃ الصفوۃ وتلقیم المفھوم کلھا فی التاریخ وسبطہ مرأۃ الزمان۔

[2] تاریخ ابن الوردی مین ۶۵۴ھ کے واقعہ مین ہے۔ توفی الشیخ شمس الدین یوسف سبط ابن الجوزی واعظ فاضل لہ مراۃ الزمان تاریخ جامع ولہ تذکرۃ الخواص من الامۃ فی مناقب الائمۃ۔

جسکے بعد یکم ربیع الاول جمعہ سے ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) تک چودہ دن ہوے یہی (سہ شنبہ) مراجعت مین ۲۵ ذیقعدہ سفر حجۃ الوداع مین اور ۹ ذیحجہ عرفہ مین اور یہی سہ شنبہ آگے چھ ماہ پر تیسری ماہ رمضان وفات جناب فاطمہ علیہا السلام مین واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ (دوم) صفحہ ۱۸ کتاب ہذا

۵ تذکرہ خواص الامۃ علامہ سبط ابن جوزی جسکا نہایت عمدہ قلمی نسخہ بانکی پور پٹنہ کے کتبخانہ مین ہے جسکا سنہ کتابت ۷۶۶ھ ہے ذکر فاطمہ علیہا السلام مین ہے۔

وفاتها وفات رسول الله على اقوال احدها ستة اشهر العشرة ايام لانها توفيت ليلة الثلاثا لثلث خلون من شهر رمضان سنة احدى عشر و رسول الله صلعم توفى في ربيع الاول فالثانى عشر منه في هذه السنة والثانى ثلثة اشهر قاله عمرو بن دينار والثالث شهران وعشرة ايام۔	وفات جناب فاطمہ زہرا بعد رسولخدا مین چند اقوال ہین (۱) دس دن کم چھ مہینے اسلئے کہ فاطمہ زہرا کی وفات شب سہ شنبہ سیوم ماہ رمضان ۱۱ھ اور رسول اللہ صلعم نے بارہ ربیع الاول ۱۱ھ مین وفات پائی (۲) عمرو بن دینار نے کہا ہے کہ بعد وفات رسولخدا کے تین مہینے زندہ رہین۔ (۳) دو مہینے دس دن یعنی (۷۰ دن) بعد وفات رسول اللہ صلعم کے زندہ رہین۔

۶ اصابہ فی تمیز الصحابہ حافظ ابن حجر عسقلانی مطبوعہ کلکتہ ۱۸۷۳ء جلد ۴ صفحہ ۷۳۳ مین ہے۔

قال الواقدى توفيت فاطمة ليلة الثلاثا لثلث خلون من شهر رمضان سنة احدى عشرة	واقدی نے کہا ہے کہ وفات فاطمہ علیہا السلام تیسری ماہ رمضان ۱۱ھ کو واقع ہوی یعنی چھ مہینہ پر جسکو عمرو بن دینار نے تین مہینے کی مدت روایت کی ہے جسکا حوالہ سبط ابن جوزی نے بھی لکھا ہے

ابن سعد نے واقدی کے طریق اور عمرو بن دینار کے واسطے سے جناب امام باقر علیہ السلام کے سند سے بیان کیا ہے۔ اور عمرو بن دینار جو زہری سے عمر مین بڑے ہین اور جو حضرت عایشہ سے بھی روایت کرتے ہین چنانچہ اصابہ مذکورہ کے صفحہ ۷۲۶ مین ہے

قال يزيد بن زريع عن روح بن القاسم عن عمرو بن دينار قالت عائشة ما رايت قط احدا افضل من فاطمة	کہا یزید بن زریع نے روح بن قاسم کہا اوس نے عمرو بن دینار کہا اوسنے حضرت عایشہ کی سند سے کہ کہا اونہون نے کہ ہمین دیکھا مین نے کسی کو جو افضل تر ہو

۱؎ نور الدین علی بن شہاب الدین شافعی نے تاریخ خلاصۃ الوفا مین لکھا ہے ولابن الجوزى فى الوفا عن عائشة قالت لما قبض النبى صلعم اختلفوا فى دفنه فقال على رضه انه ليس فى الارض بقعة اكرم على الله من بقعة قبض فيها نفس نبيه۔

۲؎ کشف الظنون مین ہے روضة الشهداء فارسى لحسين بن على الكاشفى المعروف بالواعظ المتوفى سنة ۹۱۰ عشر و تسعمائة ... تفسير حسين بن على الكاشفى الواعظ المتوفى فى حدود سنة ۹۰۰ تسعمائة وهو تفسير فارسى منه اول فى مجلد سماه بالمواهب العلية

غیر ابیہا صحیح علی شرط الشیخین الی عمرو

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے سوا پدر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ شرط شیخین کے مطابق عمرو بن دینار کی حدیث صحیح ہے۔

وقد ثبت الصحیح عن عائشۃ ان فاطمۃ عاشت بعد النبی ستۃ اشہر فقال الواقدی وھو الثبت عندنا۔

اور حضرت عائشہ سے صحیح میں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا بعد وفات النبی کے چھ مہینہ زندہ رہنا ثابت ہے اور واقدی نے کہا ہے کہ یہی مدت میرے نزدیک صحیح۔

وروی الحمیدی عن سفیان عن عمرو بن دینار انہا بقیت بعد ثلثۃ ایام وقال غیرہ بعد اربعۃ اشہر وقیل شہرین وعند الدولابی فی الذریۃ الطاہرۃ بقیت بعدہ خمسۃ وتسعین یوماً

حمیدی نے سفیان کے طریق اور عمرو بن دینار کی سند سے روایت کی ہے کہ بعد حضرت صلعم کے تین دن (غالباً تین مہینے کی جگہ غلط لکھ گیا) حضرت فاطمہ زندہ رہیں اور دوسروں کا قول ہے کہ چار مہینے اور کہا گیا ہے دو مہینے اور دولابی کے کتاب ذریۃ الطاہرین میں بعد حضرت صلعم کے (۹۵ روز) باقی رہیں یعنی زندہ رہیں۔

۷۔ روضۃ الشہداء کمال الدین حسین صاحب تفسیر حسینی مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۳۰۹ھ اور اونکے ترجمہ گلزار الشہداء مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۳۰۱ھ

روضۃ الشہداء صفحہ ۹۹ مین ہے۔ در شب چہار شنبہ بست وہشتم ماہ صفر در سال یازدہم از ہجرت زیارت گورستان بقیع رفتند روز دیگر آنحضرت صلعم را صداع طاری گشتہ۔ صفحہ ۱۴۲ مین ہے بروایات اہل بیت وفات آنحضرت شب سہ شنبہ بود سیوم ماہ مبارک رمضان سنہ ۱۱ھ احدی عشر من الہجرۃ

گلزار الشہداء ترجمہ روضۃ الشہداء کے صفحہ ۱۲۶ مین ہے۔ آپ چہار شنبہ کی رات اٹھائیسوین تاریخ ماہ صفر گیارھوین سال ہجری مین زیارت جنۃ البقیع کو تشریف لے گئے دوسرے روز آنحضرت صلعم کے دردسر لاحق ہوا۔ صفحہ ۱۸۵ مین بروایت اہلبیت وفات فاطمہؑ کی شب سہ شنبہ تاریخ تیسری ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ مین ہوی۔

۸۔ مورخ حبیب السیر مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۸۵۷ء جلد اول جزو سیوم صفحہ ۸۹ مین ہے۔

در تلقیح ابن جوزی مذکور است کہ ولادت فاطمہ رض پنج سال قبل بعثت وقوع یافتہ و در روضۃ الاحباب درین باب دو روایت مذکور است روایت اول موافق آنچہ از تلقیح نقل کردہ شد و قول ثانی در سال چہل و یک از واقعہ فیل آن اختر سپہر نبوت از افق ولادت طلوع نمود۔

ایضاً در کتاب مذکور سمت تحریر پذیرفتہ کہ وفات فاطمہ رض در شب سہ شنبہ سیوم ماہ رمضان وقوع یافتہ۔

یعنی ابن جوزی نے تلقیح مین ولادت جناب فاطمہؑ بعثت سے پانچ سال پہلے ہونا مذکور ہے اور روضۃ الاحباب مین دو روایت لکھی ہین روایت اول موافق تلقیح کے ہے جو نقل کی گئی اور دوسرے واقعہ فیل کے اکتالیسوین سال اور یہ بھی کتاب روضۃ الاحباب مین ہے کہ وفات جناب فاطمہؑ شب سہ شنبہ تیسری ماہ رمضان مین واقع ہوی۔

این دو روایت که از روضۃ الاحباب در باب ولادت فاطمہ نقل کردہ شد عمر آنجناب بست وہشت سال یا بست و دو سال بودہ روایت روضۃ الاحباب والی جو ولادت جناب فاطمہؑ مین نقل کی گئی عمر حضرت فاطمہؑ کی ۲۸ سالہ یا ۲۲ سالہ ہوتی ہے

و در کشف الغمہ مسطور است کہ ابن خشاب زالی جعفر محمد بن علی الباقرؑ نقل نمودہ کہ تولد فاطمہؑ بعد از ظہور نبوت و نزول وحی بہ پنج سال اتفاق افتاد در وقتیکہ ہژدہ سال و ہفتاد و پنج روز از عمر شریفش گذشتہ بود از عالم رحلت فرمود۔

اور کشف الغمہ مین لکھا ہے کہ علامہ ابن خشاب تاریخ موالید اہلبیت علیہم السلام مین اپنی اسناد سے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ ولادت جناب سیدہ علیہا السلام کی بعثت اور نزول وحی کے پانچسال بعد واقع ہوئی اور جب ۱۸ سال اور پچھتر دن کی ہوئین تو رحلت فرمائی۔

۹۔ تاریخ خمیس دیاربکری۔ جلد اول ص۳۱۲ مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ تاریخ صفوۃ ابن جوزی کے حوالہ سے ہے

قال الدیاربکری فی الخمیس توفیت فاطمۃ بعد وفات رسول اللہ بستۃ اشہر فی لیلۃ الثلاثاء لثلاث خلون من رمضان سنۃ احدیٰ عشرۃ من الہجرۃ وہی بنت ثمان وعشرین سنۃ ونصف وعن الزہری ماتت فاطمۃ بعد رسول اللہ صلعم بثلاثۃ اشہر وعن عائشۃ قالت کان بین النبی صلعم وبین فاطمۃ شہران۔

علامہ دیاربکری تاریخ خمیس مین لکھتے ہین کہ رسول اللہ کی وفات سے چھ مہینے کے بعد ۱۱ھ مین تیسری ماہ رمضان شب سہ شنبہ کو حضرت فاطمہ نے وفات فرمائی اور زہری سے روایت ہے کہ جناب فاطمہؑ بعد رسول اللہ کے تین مہینے پر اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ مابین حضرت صلعم اور جناب فاطمہ علیہا السلام دو مہینے کا فاصلہ ہوا۔

ذکر الامام ابوبکر احمد بن نصر بن عبداللہ الداع فی کتاب تاریخ موالید اہل البیت انہا توفیت وہی ابنۃ ثمان عشرۃ سنۃ و خمسۃ سبعین یوماً منہا بمکۃ ثمان سنین والباقی بالمدینۃ وعاشت بعد ابیہا خمسۃ و سبعین یوماً۔

اور امام ابوبکر احمد بن نصر بن عبداللہ الداع نے تاریخ موالید اہلبیت علیہم السلام مین ذکر کیا ہے کہ وفات فاطمہ علیہا السلام کی اٹھارہ سال پچھتر روز پر ہوئی جس مین ۸ سال مکہ مین باقی دس سال مدینہ مین بعد وفات اپنے باپ کے پچھتر روز زندہ رہین۔ (ص۱۳۲ جلد اول مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ)۔

۱۰۔ زرقانی۔ جلد تین مطبوعہ مصر ۱۳۲۸ھ ص۲۰۵ مین ہے۔

(و توفیت بعدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بستۃ اشہر) کما قال فی الصحیح عن عائشۃ قال الواقدی و ہو الثبت قال و ذلک (لثلاث خلون من شہر رمضان سنۃ احدیٰ عشرۃ وہی ابنۃ تسع وعشرین سنۃ۔

یعنی وفات فاطمہ علیہ السلام کی بعد وفات النبی صلعم کے چھ مہینے پر ہوئی جیساکہ صحیح مین حضرت عائشہ سے مروی ہے واقدی نے کہا ہے کہ یہی ثابت ہے اور وہ تیسری ماہ رمضان ۱۱ھ تھی اور وہ فاطمہ علیہا السلام ۲۹ سالہ تھین۔ یعنی حضرت کی وفات پر ۲۸ یا ۲۹ سالہ چھ ماہ کی

۲۹ سال ہوئین۔

واقدی کی یہ تحقیق کہ جناب فاطمہؑ وفات کے وقت ۲۹ سالہ تھین جسکی تقلید اکثر مورخین و محدثین نے کی ہے جو اوس حدیث کی رو سے غلط ہے جس مین نبوت سے پانچ سال قبل ولادت ہونا وارد ہے کیونکہ پانچ سال قبل نبوت والے اور ۱۳ سال مکہ کے اور دس سال مدینہ منورہ کے بعد ہجرت کے یہ اٹھائیس سال ہوئے اور تیسری ماہ رمضان تک کچھ دن کم چھ ماہ سے ۲۸ ½ سال ابن جوزی کے حساب کے مطابق ہوگئے پس زرقانی کا قبول کر لینا بالکل غلط ہوگیا حالانکہ یہ ۲۸ ½ سال بھی غلط ہین جس سے حضرت فاطمہ کا حضرت عایشہ سے دس سال بڑا ہونا لازم آتا ہے حالانکہ وہ جنابؑ ایک سال حضرت عایشہ سے عمر مین چھوٹی تھین سیرت النبی شبلی جلد ثانی صفحہ ۳۲۴ و ۳۲۵ مین ہے کہ حضرت عایشہ) بعثت کے چار برس بعد پیدا ہوئین ۱۰ نبوی مین آنحضرت کے ساتھ نکاح ہوا اوسوقت شش سالہ تھین نکاح کے بعد مکہ مین آنحضرت کا قیام تین سال تک رہا (اوسوقت حضرت عایشہ نہ سالہ تھین) اوسوقت زرقانی وغیرہ کے مطابق حضرت فاطمہ (۱۹ برس کی ہوگئین) حالانکہ امام ابوبکر احمد بن نصر بن عبداللہ نے تاریخ موالید اہل بیت سے لکھا ہے کہ اسوقت آٹھ سالہ تھین یعنی حضرت عائشہ سے ایکسال چھوٹی تھین پس وفات النبی صلعم کے وقت حضرت عایشہ ۱۹ سالہ اور حضرت فاطمہ ۱۸ سالہ تھین۔

غرضکہ واقدی کا تیسری ماہ رمضان کو (سہ شنبہ) ہونا حساب سے ضرور صحیح آتا ہے جو ۲۵ ذوقعدہ ۱۰ھ سفر حجۃ الوداع اور ۹ ذیحجہ عرفہ اور ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ (سہ شنبہ) کے مطابق تیسری ماہ رمضان (سہ شنبہ) واقع ہوتا ہے اور آگے ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو (پنجشنبہ) جس کے بعد شب جمعہ ۲۳ جمادی الثانی مین رحلت ابوبکر ہے جو ۲۹ صفر (پنجشنبہ) اور یکم ربیع الاول ۱۱ھ (جمعہ) کے مطابقت مین ہے جیسا کہ

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری عینی حنفی مطبوعہ مصر جلد چہارم صفحہ ۲۴۳ مین ہے۔

یعنی وفات پائی حضرت ابوبکر نے یوم جمعہ یا شب جمعہ کو۔ جو ابن اسحاق کے ابن قول سے ۲۳ جمادی الثانی ۱۳ھ کو جمعہ ہوتا ہے۔

توفی ابو بکر رضی اللہ عنہ یوم الجمعۃ لسبع لیال بقین من جمادی الاخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ

یعنی ابن اسحاق نے کہا ہے جیسا کہ اسد الغابہ ابن اثیر جزری مین ہے کہ ابوبکرؓ نے ۲۳ جمادی الثانی ۱۳ھ یوم جمعہ کو وفات کی۔ دیکھو نقشہ (دوم صفحہ ۱۸۱ کتاب ہذا

؎ واقدی قاضی بغداد تھے جنکی قدح اور مدح دونون ہمارے مفید ہے لیکن یہ اس رتبہ کے ہین کہ تاریخ بقید یوم وفات فاطمہ علیہا السلام مین حفاظ حدیث نے اتفاق کیا ہے یہان تک کہ امام محیی السنۃ بغوی نے تفسیر معالم التنزیل مین لفظ (ظلمت والنور) جو آیۃ الکرسی اور سورہ انعام مین (جعل الظلمت والنور) ہے کی تفسیر واقدی کی سند سے بیان کی ہے۔ اور قرۃ العیون شرح سرور المخزون نواب محمد علیخان مین ہے۔ (حدیث غدیر) کو اگرچہ روایت نہین کیا اسکو اہل حفظ و اتقان نے اکہ طلب حدیث مین اونہون نے شہرون کا دورہ کیا مثل بخاری و مسلم و واقدی وغیرہم کے اکابر محدثین سے"

" اور یہ اگرچہ مخل صحت حدیث کو نہین ہے مگر دعوی تواتر کا اس کے مثل مین کرنا نہایت تعجب سے ہے "

نمبر (۶) صاحب سیرۃ ابن ہشام ابی محمد عبدالملک بن ہشام المتوفی ۲۱۳ھ

یہ ابن ہشام[1] بھی حضرت کا سفر حجۃ الوداع فرمانا ۲۵ ذیقعدہ (پانچ راتین ماہ ذیقعدہ کی باقی تھین) کی روایت کی ہے جلد ۳ مطبوعہ مصر ۱۲۹۵ھ صفحہ ۷۵ مین ہے۔

قال ابن اسحاق حدثنی عبد الرحمن	ابن اسحاق نے بیان کیا کہ حدیث کی مجھسے عبدالرحمن
بن القاسم عن ابیہ القاسم بن محمد	بن قاسم نے اپنے باپ قاسم بن محمد سے اونہون نے
عن عائشۃ زوج النبی صلعم قالت خرج	عایشہ زوجہ رسول اللہ صلعم سے کہا اونھون نے
رسول اللہ صلعم الی الحج لخمس لیال بقین	نکلے رسول اللہ صلعم حج کی طرف جبکہ پانچ راتین ماہ
من ذی القعدۃ۔	ذیقعدہ کی باقی تھین یعنی ۲۵ ذوقعدہ تھی۔

اور صفحہ ۹۳ مین ہے۔

قال ابن اسحاق ابتدای رسول اللہ صلعم	ابن اسحاق نے بیان کیا کہ شروع ہوئی شکایت
لشکوہ × × × فی لیال بقین من صفر۔	رسول اللہ صلعم کو کہ ماہ صفر کی اکئی رات باقی تھی۔

نمبر (۷) محمد ابن سعد کاتب واقدی صاحب طبقات المتوفی ۲۳۰ھ

یہ علامہ ابن سعد مورخ اور محدث[2] ہین جنہون نے رسول اللہ صلعم کا سفر حجۃ الوداع فرمانا (۲۵ ذیقعدہ) یوم شنبہ کی روایت وارد کی ہے اور چوتھی ذیحجہ داخلہ مکہ معظمہ باسند روایات سے بیان کیا ہے جو نقل کیجاتی ہین۔

طبقات الکبیر جلد ثانی قسم اول مطبوعہ لیدن ۱۳۲۵ھ صفحہ ۱۲۴ مین ہے۔

کان ابن عباس یکرہ ان یقال حجۃ الوداع	ابن عباس (لفظ) حجۃ الوداع کہنے سے
ویقول حجۃ الاسلام فخرج رسول اللہ صلعم	کراہت کرتے تھے اور حجۃ الاسلام کہتے تھے اور رسول اللہ
من المدینۃ مغتسلا ومتدھنا ومترجلا	صلعم مدینہ منورہ سے غسل فرماکر بالون مین تدھین

---

[1] سیرت النبی شبلی جلد اول صفحہ ۱۱ مین ہے ابن ہشام کا نام امام عبدالملک ہے وہ نہایت ثقہ اور نامور محدث اور مورخ تھے ۲۱۳ھ مین وفات پائی محمد ابن اسحاق کی کتاب کثرت سے پھیلی اور بڑے بڑے محدثون نے اسکے نسخے مرتب کئے اسی کتاب کو ابن ہشام نے زیادہ منقح اور اضافہ کرکے مرتب کیا جو سیرت ابن ہشام کے نام سے مشہور ہے۔ اور ابن اسحاق نے فن مغازی مین اسقدر ترقی دی اور اسقدر دلچسپ بنایا کہ خلفاء عباسیہ جو زیادہ تر اور قسم کے تصنیفات کا مذاق رکھتے تھے ان مین مغازی کا مذاق پیدا ہوگیا چنانچہ ابن عدی نے ان کے اس احسان کا خاص طرح پر ذکر کیا ہے ابن عدی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس فن مین کوئی تصنیف انکے تصنیف کے رتبہ کو نہین۔ [1] حاشیہ تہذیب التہذیب"

[2] المامون شبلی مطبوعہ کانگریس پریس دہلی کے صفحہ ۱۲۶ مین ہے۔ تاریخ مین اگر کوئی زمانہ اہل کمال کے پیش کرنے پر ناز کرسکتا ہے تو مامون کا عہد حکومت اس فخر مین سب سے مرجح ثابت ہوگا فقہاء محدثین مین یحییٰ بن معین امام بخاری، محمد بن سعد کاتب واقدی، ابن علیۃ، سفیان ابن عیینہ عبدالرحمن بن مہدی یحییٰ القطان، یونس ابن بکیر، ابو مطیع البلخی، حافظ ابن ہشام، روح بن عبادہ، ابو داؤد الطیالسی، غازی بن قیس شاگرد امام مالک، امام واقدی آخر۔ وغیرہ ہین۔

متجردًا فی ثوبان صحاریان ازار ورداء وذلك السبت لخمس ليال بقين من ذی القعدة فصلی الظهر بذی الحليفة ركعتين۔

اور کنگھی کئے ہوئے زیر جامہ اور ردا پہنے ہوئے باہر تشریف لائے اور وہ دن ہفتہ کا تھا اور ماہ ذیقعدہ کی پانچ تہیں باقی تھیں حضرت نے نماز ظہر مقام ذو الحلیفہ میں دو رکعت ادا فرمائی۔

صت ابن سعد اخبرنا عمرو وحكام بن ابی الوضاح نا شعبة عن ايوب عن ابی العالية البرّاء عن ابن عباس قال اهلّ رسول الله صلعم بالحج فقدم لاربع مضين من ذی الحجة فصلی بنا الصبح بالبطحاء

خبر دی ہم کو عمرو و حکام بن ابی الوضاح نے کہا اوس نے کہ ہم سے بیان کیا شعبہ نے ایوب سے اوسنے ابو العالیہ براء سے اوسنے ابن عباس سے فرمایا ابن عباس نے کہ لبیک کہی رسول اللہ صلعم نے ساتھ حج کے پس تشریف لائے چوتھی ذیحجہ کو اور ہمارے ساتھ نماز پڑھی صبح کی بطحا میں۔

اخبرنا عفان بن مسلم نا حماد بن سلمة انا قيس بن سعد عن عطاء عن جابر بن عبد الله قال قدم رسول الله صلعم لاربع خلون من ذی الحجة۔

خبر دی ہمکو عفان بن مسلم نے اوسنے کہا کہ بیان کیا ہم سے حماد بن سلمہ نے اوسنے کہا کہ ہمسے بیان کیا قیس بن سعد نے عطا سے اونہوں نے جابر بن عبد اللہ سے جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم تشریف لائے چار ذیحجہ کو۔

صت ابن سعد عبد الوهاب بن عطاء انا هشام بن ابی عبد الله عن قتادة عن ابی حسان عن ابن عباس ان النبی صلعم اهلّ عند الظهر من ذی الحليفة۔

عبد الوہاب بن عطا نے کہا خبر دی ہم کو ہشام بن ابی عبد اللہ نے قتادہ سے اونہوں نے ابی حسان سے اونہوں نے ابن عباس سے کہا اونہوں نے کہ نبی صلعم نے حج کے لئے لبیک شروع فرمائی ظہر کے وقت (مقام) ذو الحلیفہ سے۔

صت ابن سعد ثم سرية اسامة بن زيد بن حارثة الی اهل ابنی وهی ارض السراة ناحية البلقاء وقالوا لما كان يوم الاثنين لاربع ليال بقين من صفر سنة احدی عشرة من مهاجر رسول الله صلعم امر رسول الله صلعم الناس بالتهيؤ لغزو الروم فلما كان من الغد دعا اسامة بن زيد فقال

پھر لشکر اسامہ بن زید بن حارثہ اہل ابنی کی طرف (اور وہ سرزمین سراۃ ہے جو کنارے بلقا کے ہے) اور کہا ہے کہ جب یوم (دوشنبہ) ۲۶ صفر سنہ ۱۱ھ ہوا تو رسول خدا صلعم نے حکم دیا لوگوں کو آمادگی جنگ روم کے لئے پس جب صبح ہوئی تو اسامہ بن زید کو بلایا اور فرمایا اپنے باپ کے قتل گاہ کی طرف جاؤ اور اون لوگوں کو گھوڑوں سے

سر الی موضع مقتل ابیك فاوطئهم الخیل فقد ولیتك هذا الجیش فاغز صباحًا علی اهل ابنی وحرق علیهم و اسرع المسیر تسبق الاخبار فان ظفرك الله فاقلل اللبث فیهم وخذ معك ا... ادلاء وقدم العیون والطلائع امامك فلما كان یوم الاربعاء بُدئ برسول الله صلعم فحم وصدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد لاسامة لواء بیده ثم قال اغز بسم الله فی سبیل الله فقاتل من كفر بالله فخرج بلوائه معقودًا فدفعه الی بریدة بن الحصیب الاسلمی وعسكر بالجرف فلم یبق احد من وجوه المهاجرین الاولین والانصار الا انتدب فی تلك الغزوة فیهم ابوبكر الصدیق وعمر بن الخطاب وابوعبیدة بن الجراح وسعد بن ابی وقاص وسعید بن زید وقتادة بن النعمان وسلمة بن اسلم بن حریش فتكلم قوم وقالوا یستعمل هذا الغلام علی المهاجرین الاولین فغضب رسول الله غضبًا شدیدًا فخرج وقد عصب علی راسه

پامال کرو مین نے تمکو اس لشکر کا سردار بنایا پس جنگ کرو صبح کے وقت اہل ابنی پر اور سختی کرو اور بہت جلد جاؤ خبر پہونچنے سے قبل پہونچو رہنمایان کو ے لینا اور دیدبان اور نگہبانون کو آگے بھیجدینا پس جب ۲۸ صفر چہارشنبہ کا دن ہوا تو رسالتمآب صلعم کو بخار اور دردسر شروع ہوا پس جب (۲۹ صفر) صبح پنجشنبہ ہوا تو اسامہ کو رسول مقبول نے اپنے دست مبارک سے نشان فوجی بناکر عطا فرمایا اور فرمایا خدا کے نام سے خدا کی راہ مین جنگ کرو مشرکون کو قتل کرو پس اسامہ نشان مذکورہ لئے ہوئے نکلے اور بریدہ بن الحصیب اسلمی کو دیدیا اوسوقت لشکر مقام جرف مین تھا پس کوئی شخص مہاجرین وانصار سے ایسا نہ تھا جو اس غزوہ کے لئے جلد آمادہ نہوا ہو اون مین ابوبکر صدیق و عمر بن خطاب اور ابوعبیدہ بن جراح وغیرہ تھے پس آپس مین گفتگو ہونے لگی کہ یہ لڑکا مہاجرین اولین پر سردار لشکر بنایا جاتا ہے رسالتمآب صلعم اس خبر سے سخت غضبناک ہوئے اور سر مین پٹی باندھے ہوئے اور دوش پر بُرد یمانی ڈالے ہوئے باہر تشریف لائے اور منبر پر تشریف لے گئے خدا کی حمد وثنا کے بعد

سـ۵ ابن سعد کا فقہا اور محدثین سے ہونا۔ (المامون شبلی ص۱۲۶ مطبوعہ کانگریس پریس دہلی) مین ہے تاریخ مین اگر کوئی زمانہ اہل کمال کے پیش کرنے پر ناز کرسکتا ہے تو مامون کا عہد حکومت اس فخر مین مرجح ثابت ہوگا فقہا اور محدثین مین یحیی ابن معین امام بخاری محمد بن سعد کاتب واقدی ابن علیہ سفیان ابن عیینہ عبدالرحمن بن مہدی یحیی القطان یونس بن کثیر ابومطیع البلخی شاگرد امام ابوحنیفہ اسحاق بن الفرات قاضی مصر حسن بن زیاد اللولوی شاگرد امام ابوحنیفہ حماد بن اسامہ۔ حافظ ابن ہشام۔ روح بن عبادہ ابوداؤد الطیالسی غازی بن قیس شاگرد امام مالک۔ امام واقدی۔ ابوحسان زیادی محمد بن نوح العجلی علی بن ابی مقاتل یہ لوگ ہین کہ آج مذہبی علوم کے ارکان انہین کی روایتون پر قائم ہین خصوصًا امام شافعی اور امام احمد بن حنبل انکا تو وہ پایہ ہے کہ اسلامی دنیا کے بڑے حصون مین انہین کے اجتہادی مسائل گیارہ سوبرس سے آج تک مذہبی قانون بنے ہوئے ہین ان فقہا و محدثین کی تصنیفات مامون کے عہد خلافت کی وہ علمی یادگارین ہین جنکی نظیر کوئی دوسرا زمانہ بمشکل لا سکتا ہے۔

Checked

معصوب وعليه قطيفة فصعد المنبر فحمد الله
واثنى عليه ثم قال اما بعد ايها الناس
فما مقالة بلغتني عن بعضكم في تاميري
اسامة ولئن طعنتم في امارتي اسامة لقد
طعنتم في امارتي اباه وان كان
لمن احب الناس الي وانهما لمخيلان لكل
خير واستوصوا به خيرا فانه من خياركم
ثم نزل فدخل بيته وذلك يوم السبت
لعشر خلون من ربيع الاول وجاء
المسلمون الذين يخرجون مع اسامة
يودعون رسول الله صلعم ويمضون الى
العسكر بالجرف وثقل رسول الله صلعم
فجعل يقول انفذوا بعث اسامة فلما
كان يوم الاحد اشتد برسول الله صلعم
وجعه فدخل اسامة من معسكره والنبي
مغمور وهو اليوم الذي لدوه فيه
فطأطأ اسامة فقبله ورسول الله صلعم
لا يتكلم فجعل يرفع يديه الى السماء ثم
يضعها على اسامة قال فعرفت انه يدعو لي
ورجع اسامة الى معسكره ثم دخل يوم
الاثنين واصبح رسول الله صلعم مفيقا
صلوات الله عليه وبركاته فقال له اغد
على بركة الله فودعه اسامة وخرج الى
معسكره فامر الناس بالرحيل فبينا
هو يريد الركوب اذا رسول امه ام ايمن
قد جاءه يقول ان رسول الله يموت فاقبل
صلى الله عليه وسلم صلاة يحبها ويرضاها

اور فرمایا اے لوگو تم مین سے بعض لوگون کی نسبت یہ
خبر پہونچی ہے کہ تم اس بات مین طعنہ زنی کرتے ہو کہ
مین نے اسامہ کو لشکر کا سردار بنایا اور یہ کوئی نئی
بات نہین ہے اسکے قبل بھی تم زید کے متعلق طعنہ زنی
کر چکے ہو حالانکہ وہ میرے نزدیک محبوب ترین مردم
تھا اور زید اور اسامہ دونون نیکی کے اہل ہین
تم لوگ اسامہ کے ساتھ نیکی کا خیال رکھنا کیونکہ یہ
(اسامہ) تم مین بہترین لوگون مین ہے پھر حضرت منبر
سے اتر آئے اور بیت الشرف مین داخل ہوئے اور
یہ ہفتہ کا دن دہم ربیع الاول تھی اور وہ مسلمان
جو اسامہ کے ساتھ تھے رسولخدا سے رخصت ہوئے
اور لشکر جرف کی طرف جانے لگے اور گرانی ہوئی
طبیعت رسول اللہ صلعم مین پس آپ فرمانے
لگے بھیجو لشکر اسامہ کو پس جب یوم یکشنبہ ہوا
تو رسول اللہ کے درد مین شدت ہوئی اور اسامہ
اپنے لشکرگاہ سے آیا اور خدمت رسولخدا مین حاضر
ہوا اور نبی صلعم شدت مرض کی حالت مین تھے اور
وہ وہی دن تھا کہ جسدن لوگون نے حضرت کو بٹھا کر
پیچھے وغیرہ سے دوا پلائی اور اسامہ نے اپنے سر کو جھکا
لیا اور حضرت کو بوسہ دیا اور حضرت بات نہین کر سکتے
تھے لیکن ہاتھون کو آسمان کی طرف بلند کرکے اسامہ
کے سر پر رکھتے تھے اسامہ کہتے ہین کہ مین سمجھا کہ رسولخدا
میرے لئے دعا فرماتے ہین پھر اسامہ اپنے لشکر کی
طرف واپس آیا پھر دوشنبہ کا دن ہوا تو رسولخدا صلعم
کو افاقہ ہوا پھر حضرت صلعم نے اسامہ کو فرمایا کہ برکت
خدا کے ساتھ جنگ کرو پس اسامہ حضرت صلعم سے
وداع ہوئے اور اپنے لشکرگاہ کی طرف گئے اور لوگونکو

حين زاغت الشمس يوم الاثنين لاثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاوّل۔

کوچ کرنے کا حکم دیا ابھی سوار ہونے کا قصد کر رہے تھے کہ ام ایمن کا قاصد آیا اور کہنے لگا کہ رسالتماب صلعم کی نزع کی حالت ہے بعد اسکے رسول اللہ نے دوشنبہ کے دن زوال کے وقت جبکہ بارہ راتین گذر رہی تھیں رحلت کی۔

طبقات الکبیر جزء ثانی قسم ثانی مطبوعہ لیدن عـ۲ سنہ ۱۳۲۳ھ ص ۱۳۶ سطر ۱۲ مین ہے

حدثنا عبد الوهاب بن عطاء العجلي انا العمري عن نافع عن ابن عمر ان النبي صلعم بعث سرية فيهم ابو بكر وعمر واستعمل عليهم اسامة بن زيد فكانوا الناس طعنوا فيه اي في صغره فبلغ ذلك رسول الله صلعم فصعد المنبر فحمد الله واثنى عليه وقال ان الناس قد طعنوا في امارة اسامة وقد كانوا طعنوا في امارة ابيه من قبل وانهما لخليقان لها وانهما لمن احبّ الناس الي الا فاوصيكم باسامة خيرا۔

بیان کیا ہم سے عبد الوہاب بن عطا عجلی نے اونھون نے عمری سے اونھون نے نافع سے اونھون نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسولخدا نے ایک چھوٹا سا لشکر بھیجا جس مین ابوبکر اور عمر بھی تھے اور اون پر اسامہ بن زید کو سردار بنایا، پس لوگون نے اسامہ کے متعلق طعنہ زنی کی یعنی اوسکے کم سنی کی وجہ سے پس یہ خبر رسولخدا کو پہونچی پس حضرت منبر پر تشریف لے گئے اور حمد وثنای خدا کے بعد فرمایا کہ لوگون نے اس بات مین طعنہ زنی کی کہ مین نے اسامہ کو لشکر کا امیر بنایا اور اسکے قبل اسکے باپ زید کی امارت مین بھی طعنہ زنی کر چکے ہین حالانکہ یہ دونون

عـ۲ ترجمہ (عبد الوہاب) طبقات جلد ۷ قسم دوم مطبوعہ سنہ ۱۳۳۲ھ مین ہے۔
عبد الوهاب بن عطاء العجلي ويكنى ابا نصر وهو من اهل البصرة والزم سعد بن ابي عروبة وقد روى عن يونس بن عبيد وخالد الحذاء وحميد الطويل وعوف الاعرابي وابن عون وداود بن ابي هند وعمران بن حدير وغيرهم وكان كثير الحديث معروفا صدوقا۔
تقریب التہذیب حافظ ابن حجر مین ہے عبد الوهاب بن عطاء الخفاف ابو نصر العجلي مولاهم البصري نزيل بغداد صدوق ربما اخطأ انكروا عليه حديثا في فضل العباس يقال دلسه عن ثور من التاسعة مات سنة اربع ويقال سنة ست ومائتين۔

ترجمہ (ابن سعد) وقائع سنہ ۲۳۰ھ تاریخ مراۃ الجنان یافعی مطبوعہ حیدرآباد مین ہے وفي كان الامام الحبر الحافظ ابو عبد الله محمد بن سعد كاتب الواقدي وصاحب الطبقات والتواريخ ۔ ایضاً حافظ عبد الکریم سمعانی (انساب) مین لکھتے ہین۔ ابو عبد الله محمد بن سعد بن منيع الكاتب الزهري مولى بني هاشم وهو كاتب محمد بن عمر الواقدي سمع سفيان بن عيينة واسمعيل بن علية ومحمد بن ابي فديك وابا ضمرة انس بن عياض ومعن بن عيسى والوليد بن مسلم ومن بعدهم وكان من اهل الفضل والعلم وصنف كتابا كبيرا في الطبقات الصحابة والتابعين والصالحين الى وقته فاجاد فيه واحسن ۔۔۔ قال احمد بن حنبل يوجه في كل جمعة حنبل بن اسحاق الى ابن سعد ياخذ منه جزئين من حديث الواقدي ينظر فيهما الى الجمعة الاخرى ثم يردها وياخذ غيرها وقال ابن ابي حاتم الرازي سألت ابي عن محمد بن سعد فقال يصدق في روايته مات سنة ۲۳۰ھ وهو ابن اثنين وستين سنة وكان كثير العلم والحديث والرواية وكتب الحديث وغيره من كتب الغريب والفقه۔

امارت کے قابل ہین اور اسامہ میرے نزدیک محبوب ترین مردم سے ہے آگاہ ہوجاؤ کہ مین تمہین اسامہ کے ساتھ نیکی کی وصیت کرتا ہون۔

۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے دن حضرت کے درد شروع ہوا ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے دن صبح کو اسامہ بن زید کی ماتحتی مین حضرت ابوبکر وعمر وابوعبیدہ بن الجراح وغیرہ مامور کئے گئے اسی ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا دسوان روز یوم (شنبہ) ۹ ربیع الاول کو تھا اسی تاریخ مین رسول اللہ صلعم نے اسامہ بن زید کی سرداری سے صحابہ کا طعن سماعت فرما کر غضبًا شدیدًا سے خطبہ فرمایا ہے جسکو مورخین ومحدثین نے ۱۰ ربیع الاول لکھکر ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) لائے ہین ۱۰ الاتکہ (سہ شنبہ) تھا طبقات جز ثانی قسم ثانی مطبوعہ لیدن ۱۳۲۰ھ سے حضرت صلعم کا بیمار ہونا ۲۸ صفر (چہارشنبہ) سے اور مدت مرض النبی صلعم تیرہ یوم لکھا جاتا ہے جسمین محدثین نے ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) کی جگہ ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) غلط لکھدیا ہے کیونکہ ۱۲ ربیع الاول کو (سہ شنبہ) تھا۔

مدت مرض النبیؐ کی روایت ص۱ سطر ۳ کی یہ ہے۔

اخبرنا محمد بن عمر نا ابو معشر عن محمد بن قیس قال	خبر دی ہم کو محمد بن عمر (واقدی) نے کہا خبر دی ہم کو
محمد بن عمر اخبرنا عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی	ابو معشر نے محمد بن قیس سے کہا محمد بن عمر واقدی نے کہ خبر دی ہمکو
عن ابیہ عن جدہ قال اول ما بدأ برسول	عبداللہ ابن محمد ابن عمر ابن علی نے ابا عن جد کہا اول ابتدای
اللہ صلعم شکوہ یوم الاربعاء فکان شکوہ	مرض رسول اللہ صلعم بروز چہارشنبہ تھی پس مدت مرض حضرت
الی ان قبض صلعم ثلاثۃ عشر یومًا۔	کی تا وقت وفات ۱۳ دن ہے۔

ایضًا ص۵۷ تا ۵۸ سے یہ حدیثین نقل کیجاتی ہین جو اول حدیث کی تاریخ مرض النبی صلعم کے تحت مین ہین

اخبرنا محمد بن عمر حدثنی عبد اللہ[۵۱] بن محمد[۵۲]	خبر دی ہمکو محمد بن عمر (واقدی) نے وہ کہتے ہین کہ حدیث
بن عمر[۵۳] بن علی بن ابی طالب عن ابیہ عن جدہ	بیان کی ہم سے عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب نے

حدیث اول کے رواۃ کی توثیق (خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال مطبوعہ مصر ۱۳۲۲ھ) مین یہ ہے

۵۱ ترجمہ (عبداللہ) عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب الہاشمی ابومحمد المدنی لقبہ دافن عن ابیہ وخالہ جعفر الباقر وعنہ ابن المبارک وابو اسامۃ وثقہ ابن حبان قال ابن سعد توفی فی خلافۃ المنصور۔

۵۲ ترجمہ (محمد بن عمر) محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب الہاشمی عن ابیہ وعنہ ابن جریج والثوری وثقہ ابن حبان۔

۵۳ ترجمہ۔ (عمر بن علی) عمر بن علی بن ابیطالب الہاشمی الاکبر عن ابیہ وعنہ محمد وعبید اللہ وعلی وثقہ العجلی قتل بالعراق مع مصعب سنۃ ۶۷ھ ایضًا تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر مین ہے۔ عمر بن علی بن ابیطالب الہاشمی الاکبر امہ الصہباء بنت ربیعۃ من بنی تغلب روی عن ابیہ وعن اولادہ محمد وعبد اللہ وعلی وابو زرعۃ عمرو بن جابر الحضرمی ذکر الزبیر بن بکار ان عمر بن الخطاب سماہ وقال مصعب کان آخر ولد علی بن ابی طالب[؟] وقال العجلی ثقۃ وذکرہ ابن حبان فی الثقات۔ (ادرشیر حافظ دمیاطی مین تینون حدیثونکی توثیق) اخبرنا محمد بن عمر عن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی عن ابیہ عن جدہ قال اشتکی رسول اللہ صلعم یوم الاربعاء لیلۃ بقیت من صفر سنۃ احدی عشرۃ وتوفی صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول وعن ابن عباس وعائشۃ قالا توفی رسول اللہ صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول (المختصر من سیرۃ سید البشر دمیاطی)

قال اشتکی رسول اللہ صلعم یوم الاربعاء للیلة بقیت من صفر سنة احدی عشرة وتوفی یوم الاثنین لاثنتی عشرة مضت من ربیع الاول۔

مسلسلۂ ابا عن جدٍ کہا بیمار ہوئے رسول اللہ صلعم بروز چہارشنبہ (۲۸ صفر) جبکہ ایک رات ماہ صفر ۱۱ھ کی باقی تھی اور وفات پائی بروز دوشنبہ جبکہ بارہ راتین ربیع الاول کی گذر چکی تھین۔

اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ابراهیم بن یزید عن ابن طاوس[۵۱] عن ابیه[۵۲] عن ابن عباس[۵۳] قال وحدثنی محمد بن عبد الله عن الزهری عن عروة عن عائشة قالت توفی رسول اللہ صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرة مضت من ربیع الاول۔

خبر دی ہمکو محمد بن عمر (واقدی) نے کہا حدیث بیان کی مجھسے ابراہیم بن یزید نے ابن طاوس سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے ابن عباس سے (پھر کہا محمد بن عمر واقدی نے) کہ حدیث کی مجھسے محمد بن عبد اللہ (ابن اخی الزہری) نے زہری سے اونہون نے عروہ سے اونہون نے عایشہ سے کہا حضرت عایشہ نے کہ وفات پائی رسولخدا صلعم نے بروز دوشنبہ بارھوین ربیع الاول کو۔

اور طبقات جلد ۸ مطبوعہ ۱۳۲۱ھ صفحہ ۱۸ مین ہے۔

قال محمد بن عمر وهو الثبت عندنا توفیت (فاطمة الزهراء) لیلة الثلاثاء لثلاث خلون من شهر رمضان سنة احدی عشرة وهی ابنة تسع وعشرین سنة او نحوها۔

کہا محمد بن عمر (واقدی) نے اور وہ ہمارے نزدیک معتبر ہے کہ وفات پائی فاطمہ زہرا علیہا السلام نے شب سہ شنبہ تیسری ماہ رمضان ۱۱ھ کو اوسوقت سن مبارک اونتیس سال کا تھا یا مثل اس کے

مؤیدات مین زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۳ مطبوعہ مصر ۱۳۲۸ھ مین یہ حدیث ہے۔

عند ابن سعد من طریق عمر بن علی بن ابی طالب عن ابیه قال اشتکی رسول اللہ صلعم یوم الاربعاء

ابن سعد نے عمر بن علی کے طریق اور علی علیہ السلام کی سند سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کو ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے روز کہ ایک شب ماہ صفر کی

---

[۵۱] ترجمہ (ابن طاوس) تقریب التہذیب حافظ ابن حجر مین ہے۔ عبد اللہ بن طاوس ابن کیسان الیمانی ابو محمد ثقة فاضل عابد من السادسة مات سنة ۱۳۲ھ ایضاً [۵۲] ترجمہ طاوس (طاوس بن کیسان الیمانی ابو عبد الرحمن الحمیری مولاهم الفارسی یقال اسمه ذکوان وطاوس لقب ثقة فقیه فاضل من الثالثة مات سنة ۱۰۶ ست ومائة) [۵۳] ترجمہ ابن عباس) کشف الظنون حصہ اول مین ہے عبد اللہ بن عباس المتوفی سنة ۶۸ثمان وستین بالطائف فهو ترجمان القرآن وحبر الامة ورئیس المفسرین الخ

للیلۃ لقیہ ... باقی تھی شکایت مرض ہوتی

یہ حدیث طبقات جلد ۳ قسم اول سے نقل کیجاتی ہے یہی حدیث نمبر (ایک) زہری کے بیان میں اسد الغابہ ابن اثیر جزری سے لکھی گئی ہے جس میں ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ تا ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کل مدت خلافت دو سال تین مہینے دس راتیں ہوتی ہیں

اخبرنا محمد[۵۱] بن عبد اللہ (ابن اخی الزہری)	محمد بن عبد اللہ (ابن اخی الزہری) سے زہری
عن الزہری[۵۲] عن عروۃ[۵۳] عن عائشۃ قالوا کان	سے اونسے عروہ سے اونسے عائشہ سے کہا اونہون نے
اول بدء مرض ابی بکر انہ اغتسل یوم	کہ شروع ہوا مرض ابوبکر کو ۷ جمادی الثانی کو دوشنبہ
الاثنین لسبع خلون من جمادی الآخرۃ	کے روز غسل کرنے سے اوس دن سردی تھی پس
وکان یوما باردا فحم خمسۃ عشر یوما لا یخرج	پندرہ روز تک بخار رہا جسکی وجہ سے نماز کے لئے
الی صلاۃ الا انہ قال وتوفی ابو بکر رحمہ اللہ	نہین نکل سکے یہان تک کہ وفات پائی ابوبکر رضی
مساء لیلۃ الثلاثاء لثمانی لیال بقین من جمادی	نے ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو شام سہ شنبہ
الآخرۃ سنۃ ثلاث عشرۃ من مہاجر النبی صلعم فکانت خلافتہ سنتین و ...	کو پس ہوئی خلافت دو سال تین مہینے دس راتین۔

حدیث اول سے ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) متحقق ہو گیا جسکے مراجعت سے یکم صفر (پنجشنبہ) ۳۰ محرم (چہارشنبہ) ۲۹ و یکم محرم (سہ شنبہ) ۲۹ و ۲۲ و ۱۵ و ۸ و یکم ذوالحجہ (دوشنبہ) ۳۰ ذوالقعدہ (یکشنبہ) ۲۹ و ۲۲ ذوالقعدہ (شنبہ) ۲۳ ذوالقعدہ (یکشنبہ)

۵۱ ترجمہ محمد بن عبد اللہ تقریب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے محمد بن عبد اللہ بن مسلم ابن عبید اللہ بن عبد اللہ ابن شہاب الزہری المدنی ابن اخی الزہری صدوق لہ اوہام من السادسۃ مات سنۃ ۱۵۲ھ ۵۲ ترجمہ زہری - ایضا محمد بن مسلم بن عبید اللہ ابن عبد اللہ بن الحارث بن زہرۃ بن کلاب بن مرۃ الزہری وکنیتہ الفقیہ الحافظ متفق علی جلالتہ واتقانہ وہو من رؤس الطبقۃ الرابعۃ مات سنۃ خمس وعشرین وقیل قبل ذلک بسنۃ او سنتین یعنی المتوفی سنۃ ۱۲۳ یا ۱۲۴ یا ۱۲۵ھ۔

۵۳ ترجمہ عروہ مرقاۃ المفاتیح ملا علی قاری مین ہے، عروۃ بن الزبیر بن العوام من کبار التابعین واحد الفقہاء السبعۃ من اہل المدینۃ

توثیق ابن سعد کاتب الواقدی صاحب طبقات - کشف الظنون مین ہے - طبقات الرواۃ لخلیفۃ بن خیاط ومسلم بن الحجاج ومحمد بن سعد الزہری البصری مات سنۃ ۲۳۰ ثلاثین ومائتین کتابہ اعظم ما صنف فی الصحابۃ والتابعین والخلفاء۔

خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال مین ہے۔ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی مولاہم ابو عبد اللہ البصری کاتب الواقدی نزیل بغداد صاحب الطبقات واحد الحفاظ الکبار الثقات المتحرین عن الولید بن مسلم وہشیم ومعن بن عیسیٰ ابن علیہ وخلق وعنہ ابن ابی الدنیا واحمد بن یحییٰ البلاذری قال الخطیب من اہل العلم والفہم والفضل العدالۃ وحدیثہ یدل علی صدقہ فانہ یتحری فی روایتہ توفی ببغداد ولہ اثنان وستون سنۃ

عبر ذہبی مین ہے الامام الحبر ابو عبد اللہ محمد بن سعد الحافظ کاتب الواقدی صاحب الطبقات والتاریخ ببغداد ولہ اثنان وستون سنۃ روی عن سفیان بن عیینۃ وہشیم وخلق کثیر قال ابو حاتم صدوق۔

اتحاف النبلاء (مولوی صدیق حسن خان) مین ہے - محمد بن سعد بن منیع الزہری کاتب واقدی فضلاء نبلای اجلا ہست (الی ان قال) کتابے کبیر وارد در طبقات صحابہ و تابعین وخلفا تا وقت خود خیلے خوب وجید واقع شدہ پانزدہ مجلد است صدوق ثقہ بود کثیر العلم غزیر العلم والحدیث وروایت کثیر الکتب کتب الحدیث والفقہ وغیرہما وفاتش ۲۳۰ھ سیرت النبی شبلی نعمانی مین ہے —

ابن سعد مشہور محدث ہین خطیب بغدادی نے انکی نسبت یہ الفاظ لکھے ہین کان من اہل العلم والفضل والعدالۃ صنف کتابا کبیرا فی طبقات الصحابۃ والتابعین الی وقتہ واجاد فیہ واحسن یہ کتاب قریبا ناپید ہوچکی تھی یعنی دنیا کے کسی کتبخانہ مین اسکا پورا نسخہ نہ تھا شہنشاہ جرمن کو اسکی طبع اور اشاعت کا خیال ہوا چنانچہ لاکھ روپیہ جیب خاص سے دئے - اور پروفیسر ساخو کو اس کام پر مامور کیا کہ ہر جگہ سے اوسکے اجزا فراہم کرکے لائیں پروفیسر موصوف نے مصر قسطنطنیہ اور یورپ جاکر جابجا سے تمام جلدین بہم پہونچائین یورپ کے بارہ پروفیسرون نے الگ الگ جلدونکی تصحیح اپنے ذمہ لی چنانچہ نہایت اہتمام اور صحت کے ساتھ یہ نسخہ لیدن (ہالینڈ) مین چھپکر شائع ہوا (صفحہ ۱۹)

۲۴ ذیقعدہ (دوشنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (سہ شنبہ) ہوا۔ جس سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو (سہ شنبہ) ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ہوا۔ (اس ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ سے ۲۹ صفر پنجشنبہ تک ستر یوم ہوے) اسی ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کا دسوان روز (سنیچر) اور بارہوان روز (دوشنبہ) جو ۱۱ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو اکیاسی (۸۱) روز پر وفات النبی صلعم واقع ہوئی جیساکہ حدیث مین وارد ہے کہ آیہ مبارکہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونیکے بعد حضرت صلعم ۸۱ یوم ٹھہرے جسکا ذکر آگے آئیگا۔ چونکہ بیاسوین (۸۲) روز ۱۲ ربیع الاول کو (سہ شنبہ) خلافت ابوبکر کی پہلی تاریخ یا سنہ خلافت کا پہلا روز جیساکہ اوپر کی حدیث سے مدت خلافت کا انطباق ہوتا ہے اسلئے ۸ ذیحجہ پنجشنبہ اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) اور تیرھوان روز ۱۱ ربیع الاول (دوشنبہ) اور چودھوان روز ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) صحیح ہے۔

اول حدیث سے چہارشنبہ کو رسولخدا کا آغاز مرض ہونا اور تیرہ (۱۳) دن مدت مرض کے اور دوسری روایت سے ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ابتدای مرض النبی روایت کے اندر بارہ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ (دوشنبہ) کے عبارت سے وفات النبی مرقوم ہے) جسکے تحت مین سلسلہ وار حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ کی سند سے بارہ ربیع الاول وفات النبی ہے

انتباہ روایت مذکورہ مین ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) سے اور بارہ ربیع الاول تک کل چودہ دن ہوئے) محدثین سے جس طرح اول حدیث مین تیرہ دن کل مدت مرض النبی اور دوسری روایت مین حساب سے چودھوین روز (دوشنبہ) غلط لکھا ہے اسی لحاظ سے ابن عباس اور حضرت عائشہ کی روایت مین بھی ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) غلط لکھا ہوا ہے۔ حالانکہ تیرھوان دن (دوشنبہ) اور چودھوان دن (سہ شنبہ) ہوتا ہے جس سے گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) آیا۔

چنانچہ طبقات جز سیوم قسم اول مطبوعہ لیدن سنہ ۱۳۲۱ھ کے صفحہ ۲ مین یہ تفصیل مکرر دیگئی ہے جس مین بھی یہی غلطی موجود ہے

قالوا و بدأ وجع رسول الله صلعم فی	کہتے ہین اور شروع ہوا درد رسولخدا کو حجرہ
بیت میمونۃ زوج رسول الله صلعم یوم الاربعاء	میمونہ (ازوجہ رسول خدا) مین چہارشنبہ کے دن
للیلتین بقیتا من صفر وتوفی صلوات الله	جبکہ ماہ صفر کی دو راتین باقی تھین یعنی ۲۸ صفر
علیہ یوم الاثنین لثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شھر	(چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) اور رحلت فرمائی رسول اللہ
ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ من الھجرۃ و دفن	نے جبکہ بارہ راتین گذرین ربیع الاول کے مہینہ کی۔
یوم الثلاثاء حین زاغت الشمس۔	اور سہ شنبہ کے دن بعد دوپہر دفن ہوئے۔

چونکہ ۱۲ ربیع الاول تک چودہ دن ہوئے اور پہلا دن (چہارشنبہ) تھا پس چودھوان دن بارہ ربیع الاول کو (سہ شنبہ) ہوا اسی تاریخ مین رسول اللہ دفن ہوئے اور گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کے آخر یوم پر وفات ہوئی۔ اور سہ شنبہ کے دن حضرت کے دفن ہونیکی صحیح روایت یہ ہے۔

طبقات جز دوم قسم دوم مطبوعہ سنہ ۱۳۳۰ھ۔

قال ابن سعد اخبرنا عبد الله بن مسلمۃ بن	کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو عبد اللہ بن مسلمہ بن
قعنب و سعید بن منصور قالا عبد العزیز بن محمد	قعنب اور سعید بن منصور نے کہا دونون نے عبد العزیز
عن شریک بن ابی نمر عن ابی سلمۃ بن	بن محمد سے اونسے شریک بن ابی نمر سے اونسے ابی سلمہ

عبد الرحمن بن عبد الرحمن سے۔

واخبرنا ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی اویس وخالد بن مخلد عن سلیمان بن بلال عن عبد الرحمن ابن حرملۃ انہ سمع سعید بن المسیب و اخبرنا محمد بن عمر حدثنی عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی عن ابیہ عن جدہ عن علی قالوا توفی رسول اللہ صلعم یوم الاثنین ودفن یوم الثلاثاء

اور خبر دی ہمکو ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی اویس اور خالد بن مخلد نے سلیمان بن بلال سے اونے عبد الرحمن ابن حرملہ سے کہ تحقیق سنا ہم نے سعید بن المسیب سے اور خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے کہ حدیث بیان کی مجھسے عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی نے اپنے باپ اور دادا سے اونہوں نے جناب علی علیہ السلام سے کہ رسول اللہ نے دوشنبہ کے دن وفات کی اور سہ شنبہ کے دن دفن ہوئے۔

ایضاً اوسی طبقات جزء الثانی قسم الثانی صلا میں ہے۔

قال ابن سعد اخبرنا الاسود بن عامر ثنا حماد بن سلمۃ عن عمرو بن دینار عن یحیی بن جعدۃ ان النبی صلعم قال یا فاطمۃ انہ لم یبعث نبی الا عمر الذی بعدہ نصف عمرہ وان عیسی بن مریم بعث اربعین وانی بعث لعشرین۔

کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو اسود بن عامر نے کہا حدیث کی ہم سے حماد بن سلمہ نے عمرو بن دینار سے اونے یحیی بن جعدہ سے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ اے فاطمہ نہیں بھیجا گیا کوئی نبی مگر یہ کہ بعد والے کو اوسکے پہلے کے نصف مدت دیگئی ہے، اور حضرت عیسی بن مریم چالیس سال کے لیے بھیجے گئے ہیں، اور میں بیس سال کے لیے۔

نمبر (۳) ابن اسحاق میں حضرت عائشہ کے صحیح اسناد کے ساتھ ہجرت میں داخلہ مدینہ منورہ ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) کو ہوا جسکی پہلی تاریخ کو پنجشنبہ تھا اور بارہ ربیع الاول کو دس سال مکہ معظمہ کے اور حضرت ترپن سال کامل کے تھے۔

چنانچہ طبقات الکبیر جزء اول قسم اول مطبوعہ ۱۳۲۲ھ سے دس برس مکہ معظمہ کے اور دس برس مدینہ منورہ کے کل بیس برس کی یہ حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

قال ابن سعد اخبرنا انس بن عیاض ویزید بن ھارون وعبد اللہ بن نمیر قالوا یحیی بن سعید عن سعید بن المسیب ان رسول اللہ صلعم نزل علیہ القرآن وھو ابن ثلاث واربعین سنۃ واقام بمکۃ عشر سنین۔

کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو انس بن عیاض اور یزید بن ہارون اور عبد اللہ بن نمیر نے تینوں نے کہا کہ یحیی بن سعید نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے رسول اللہ صلعم پر قرآن نازل ہوا جبکہ وہ حضرت تینتالیس سال کے تھے اور رہے مکہ معظمہ میں دس برس

ایضاً قال ابن سعد اخبرنا عبد اللہ بن موسی

کہا ابن سعد نے کہ خبر دی ہمکو عبد اللہ بن موسی

والفضل بن دکین قال انا سفیان عن یحیی بن ابی کثیر عن ابی سلمۃ عن عائشۃ و ابن عباس ان رسول اللہ صلعم مکث بمکۃ عشر سنین ینزل علیہ القرآن و بالمدینہ عشر سنین۔	اور فضل بن دکین دونون نے کہا خبر دی ہمکو سفیان نے یحیی بن ابی کثیر سے اوسنے ابی سلمہ سے اوسنے عائشہ اور ابن عباس سے کہ تحقیق رسول خدا صلعم مکہ معظمہ مین دس سال ٹھہرے قرآن نازل ہوتے پر اور مدینہ منورہ مین دس برس۔

مؤیدات

صحیح بخاری۔ جلد ۳ باب وفات النبی۔

قال البخاری حدثنا ابو نعیم حدثنا شیبان عن یحیی عن ابی سلمۃ عن عائشۃ و ابن عباس ان النبی صلعم لبث بمکۃ عشر سنین ینزل علیہ القرآن و بالمدینۃ عشرا	کہا بخاری نے حدیث کی ہم سے ابونعیم نے کہا حدیث کی ہم سے شیبان نے یحیی سے اوس نے ابی سلمہ سے اوسنے حضرت عایشہ اور حضرت ابن عباس سے تحقیق رسول خدا مکہ معظمہ مین قران نازل ہوتے پر دس سال ٹھہرے اور مدینہ منورہ مین دس سال۔
حدثنا عبد اللہ بن یوسف حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن عروۃ بن الزبیر عن عائشۃ ان رسول اللہ صلعم توفی وھو ابن ثلث وستین قال ابن شہاب واخبرنی سعید المسیب مثلہ۔	حدیث کی ہمسے عبد اللہ بن یوسف نے کہا حدیث کی ہمسے لیث نے عقیل سے اوسنے ابن شہاب سے اوسنے عروہ بن زبیر سے اوسنے عایشہ سے کہ رسول خدا صلعم نے وفات پائی ترسٹھ سال کی عمر مین کہا ابن شہاب زہری نے اور خبر دی مجکو سعید بن مسیب نے مثل اسکے یعنی ۶۳ سال پر۔

اور تاریخ الرسل والملوک ابن جریر طبری کے جلد اول حصہ چہارم صـ۱۸۳۵ سے بھی ان احادیث سے تائید ہوتی ہے۔

قال ابن جریر ثنا ابن المثنی قال الحجاج بن المنہال قال ثنا حماد عن ابی حمزۃ عن ابیہ قال عاش رسول اللہ صلعم ثلث وستین سنۃ۔	کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی ہمسے ابن المثنی نے کہا حدیث کی ہمسے حجاج بن منہال نے کہا حدیث کی ہم سے حماد نے ابی حمزہ سے اوسنے اپنے باپ سے کہا اوسنے کہ رسول اللہ صلعم ۶۳ سال زندہ رہے۔
ثنا ابن المثنی قال ثنا عبد الوھاب	کہا حدیث کی ہم سے ابن مثنی نے کہا حدیث کی

قال ثنا يحيى بن سعيد قال سمعت سعيد بن المسيب يقول انزل على رسول الله صلعم وهو ابن ثلث واربعين سنة اقام بمكة عشراً وبالمدينة عشراً وتوفى وهو ابن ثلث وستين سنة۔

ہمسے عبدالوہاب نے کہا حدیث کی ہم سے یحیی بن سعید نے کہا اوسنے کہ سنا مین نے سعید بن مسیّب سے کہا اوسنے نازل ہوا (قرآن) رسول اللہ صلعم پر اور وہ تینتالیس سال کے تھے مکہ معظمہ مین دش سال اور مدینہ منورہ مین دش سال اور وفات فرمائی ترسٹھ سال کی عمر مین۔

تفسیر معالم التنزیل امام محیی السنۃ بغوی مین یہ تفسیر آیہ وعد الله الذين امنوا منكم الصالحات ليستخلفنهم فی الارض الاية مین ہے

قالوا ابو العالية فی هذه الاية مكث النبی صلعم بمكة بعد الوحی عشر سنين۔

ابو العالیہ نے آیہ موصوفہ کی تفسیر مین کہا ہے کہ آنحضرت صلعم مکہ معظمہ مین بعد نزول وحی کے دس سال ٹھہرے۔

سیرت مغلطای مین ہے۔

قال الواقدی مكث عليه الصلوة والسلام ثلث سنين من اول نبوته مستخفيا ثم اعلن فی الرابعة فدعا الناس الى الاسلام عشر سنين۔

یعنی واقدی نے کہا کہ رسولخدا اول نبوت کے تین سال تک پوشیدہ طور پر اسلام کی دعوت دیا چوتھے سال سے اعلان کے ساتھ دش برس تک (مکہ مین) لوگونکو دعوت اسلام دیتے رہے۔

تاریخ ابو الفدا جلد ثانی صـ۳۲ و ۳۳ مین ہے۔ (مطبوعہ لیدن یورپ)

فكانت دعوة رسول الله الى الاسلام سرًّا ثلاث سنين ثم بعدها امر الله رسوله باظهار الدعوة ولما نزل وانذر عشيرتك الاقربين[1]۔

تین سال تک رسول اللہ نے مخفی طور پر دعوت اسلام فرماتے رہے۔ بعد اسکے اللہ جلشانہ نے اظہار دعوت کا حکم فرمایا۔

---

[1] آیہ موصوفہ کی تفسیر ملاحظہ ہو تفسیر درمنثور سیوطی جلد پنجم صـ۹۷ مطبوعہ مصر سورۃ الشعرا) اخرج ابن اسحاق[1] وابن جرير[2] وابن ابی حاتم[3] وابن مردويه[4] وابو نعيم[5] والبيهقی[6] فی الدلائل من طرق عن علی قال لما نزلت هذه الاية على رسول الله وانذر عشيرتك الاقربين دعانی رسول الله صلعم فقال يا علی ان الله امرنی ان انذر عشيرتك الاقربين فضقت بذلك ذرعا وعرفت انی مهما اناديهم بهذا الامر ارى منهم ما اكره فصمت عليها حتى جاءنی جبرئيل فقال انك ان لم تفعل ما تومر به يعذبك ربك فاصنع لی صاعا من طعام واجعل عليه رجل شاة واجعل لنا عسا من لبن ثم اجمع لی بنی عبد المطلب ابن اسحاق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابو نعیم اور بیہقی نے اپنے دلائل مین جناب علیؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جب آیہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا۔ تو پیغمبر صاحب نے مجھے بلایا۔ اور فرمایا کہ اے علی خداوند عالم نے حکم دیا ہے کہ قرابت دارون کو اوسکے عذاب سے ڈراؤن لیکن اس امر کے سرانجام مین میری قوت ضعیف ہو گئی اور مین نے معلوم کیا کہ جب مین اون لوگون کو اسلئے جمع کرونگا تو اون سے یقیناً حرکات ناملائم دیکھونگا۔ اسلئے مین نے سکوت اختیار کیا یہان تک کہ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ اور کہا کہ اے محمدؐ اگر بموجب حکم خدا ایسا نکروگے تو عذاب الٰہی ہوگا لہذا اے علی تم ایک صاع طعام اور ایک ران بکری کی اور ایک بڑا پیالہ دودھ کا تیار کر کے بنی عبد المطلب کو میرے پاس جمع کرو الخ حدیث مذکورہ کے جواب مین یہ حدیث وضع کی گئی جسکو ترمذی نے خلیفہ بخاری نے اپنے صحیح مین داخل کر کے حسن صحیح سے تصدیق کی ہے۔ بقیہ حاشیہ صـ۱۵۱ آئندہ

چنانچہ جب آیہ وانذر عشیرتك الاقربین یعنی ڈرا اپنے قبیلے والون کو نازل ہوا۔ اس حدیث کا آخری حصہ یہ ہے۔

فایکم یوازرنی علی هذا الامر علی ان یکون اخی ووصیی وخلیفتی فیکم فاحجم القوم جمیعا فقال علی فقلت وانی لاحدثهم سنا وارمدهم عینا واعظمهم بطنا واحمشهم ساقا انا یا نبی الله اکون وزیرك علیهم فاخذ رسول الله برقبة علی ثم قال ان هذا اخی ووصیی وخلیفتی فاسمعوا له واطیعوا فقام القوم یضحکون ویقولون لابی طالب قد امرك ان تسمع لابنك وتطیع"

پس تم مین کون ہے کہ اس امر مین میری مدد اور وزارت کرے اور وہ میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ ہو۔ سب حاضرین یہ سنکر رو گردان ہوے کچھ جواب ندیا مگر علی مرتضی نے باوصف صغرسنی عرض کیا کہ یا نبی اللہ مین اس امر مین آپکی وزارت کو موجود ہون اور آپکے مقابل مین مدد کے لئے حاضر ہون۔ آنحضرت صلعم نے حضرت علی کے گلے مین باہین ڈالدین اور فرمایا کہ (ای قوم) فی الحقیقت یہ میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ ہے تم لوگ اسکا حکم سنو اور فرمانبرداری کرو اس پر حاضرین ہنستے ہوئے اوٹھ کھڑے ہوے، اور ابوطالب سے کہنے لگے لو تمھین حکم دیا ہے کہ علی کی اطاعت کرو۔

اسی واقعہ کے متعلق سیرت شبلی حصہ اول صفحہ ۱۵۳ مین ہے۔

"تین برس تک آنحضرت (صلعم) نہایت پرازداری کے ساتھ فرض تبلیغ ادا کیا لیکن اب آفتاب رسالت بلند ہوچکا تھا، صاف حکم آیا فاصدع بما تؤمر اور تجکو جو حکم دیا گیا ہے واشگاف کہدے۔ نیز حکم آیا وانذر عشیرتك الاقربین اور اپنے نزدیک خاندان والون کو خدا سے ڈرا۔

چند روز کے بعد آپ نے حضرت علی سے کہا کہ دعوت کا سامان کرو یہ درحقیقت تبلیغ کا پہلا موقع تھا تمام خاندان عبدالمطلب مدعو کیا گیا۔ حمزہ، ابوطالب عباس سب شریک تھے آنحضرت صلعم نے کھانے کے بعد کھڑے ہوکر فرمایا کہ مین وہ چیز لیکر آیا ہون جو دین و دنیا دونون کی کفیل ہے، اس بارگران کے اوٹھانے مین کون میرا ساتھ دیگا۔ تمام مجلس مین سناٹا تھا۔ دفعۃً حضرت علی نے اوٹھکر کہا گو مجکو آشوب چشم ہے گو میری ٹانگین پتلی ہین، اور گو مین سب سے نوعمر ہون تاہم آپکا ساتھ دونگا۔ قریش کے لئے یہ حیرت انگیز منظر تھا کہ دو شخص (جن مین ایک سیزدہ ۱۳ سالہ نوجوان ہے) دنیا کی قسمت کا فیصلہ کر رہے ہین حاضرین کو بیساختہ ہنسی آگئی، لیکن آگے چلکر زمانے نے بتادیا کہ یہ سراپا سچ تھا"

بقیہ صفحہ ۱۵۰ قال الترمذی حدثنا ابوالاشعث احمد بن المقدام العجلی نا محمد بن عبدالرحمن الطفاوی نا هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة قالت لما نزلت هذه الآیة وانذر عشیرتك الاقربین قال رسول الله صلعم یا صفیة بنت عبدالمطلب یا فاطمة بنت محمد یا بنی عبدالمطلب انی لا املك لکم من الله شیئا سلونی من مالی ما شئتم هذا حدیث حسن صحیح وفی الباب عن علی وابن عباس۔

یہ حدیث اسوقت کی ہے کہ نہ حضرت عائشہ پیدا ہوئی تھین اور نہ فاطمہ اور پھر نوبت اسکی تبلیغ کے مفہوم سے ظاہر ہے نیز جبکہ خدیجہ سلام اللہ علیہا موجود تھین تو حضرت کا مخاطبہ فاطمہ سے ہونا اور آیہ موصوفہ کے تفسیر کے خلاف رسولخدا کا فرمانا نوبت حدیث کو ظاہر کرتا ہے جسکے کل رواۃ دروغ گو ثابت ہوتے ہین ۱۲ دیکھو صفحہ ۱۲۱ ذکر ولادت حضرت فاطمہ آخر حاشیہ

لیکن ترمذی کے مطابق جناب علیؑ کا سن گیارہ برس کا تھا اسلئے کہ صحیح ترمذی مین ہے واسلم علی وھو عند ابن ثمانی سنین
یعنی حضرت علی اسلام لائے اُس حالت مین کہ آٹھ برس کے تھے۔

اسی آیہ مبارکہ کے نازل ہونے پر نزول قرآن کا حساب محدثین نے کیا ہے جسکے بعد دس برس تبلیغ کے اور مکہ معظمہ کے اقامت کے بارہ ربیع الاول دوشنبہ کی صبح تک جس مین پہلی ربیع الاول کو (پنجشنبہ) تھا محسوب کیا ہے۔ اور دس سال اقامت مدینہ منورہ کے جو گیارہ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ (دوشنبہ) وفات النبی پر ختم ہے اور جس مین پہلی ربیع الاول کو (جمعہ) تھا۔ یہی ابن اسحاق، واقدی کا بیان ہے جسکو بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) غلط لکھ گئے ہین۔ کیونکہ ۲۹ صفر دیلم کو پنجشنبہ اور ۱۲ صفر دوشنبہ تھا۔

اب ہم طبقات جزء ثالث قسم اول سے حضرت علی علیہ السلام کا اول نبوت کے وقت کا حال اور جناب موصوف کے اسلام لانا بیان کرتے ہین۔ اوسوقت حضرت صلعم چالیس سال پر مبعوث ہوئے اور جناب علی علیہ السلام دس سال کے تھے اوسوقت بھی کم عمر تھے اور اسوقت وزارت کے وقت بھی کم سن تھے۔

قال ابن سعد اخبرنا وکیع بن الجراح ویزید بن ھارون وعفان بن مسلم عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی حمزۃ (طلحۃ بن زید) مولے الانصار عن زید بن ارقم قال من اسلم مع رسول اللہ صلعم علے قال عفان بن مسلم اول من صلے۔

کہا ابن سعد نے کہ خبر دی ہمکو وکیع بن جراح اور یزید بن ہارون اور عفان بن مسلم نے شعبہ سے اونے عمرو بن مرہ سے اونے ابی حمزہ (طلحہ بن زید) مولی انصار سے اونے زید بن ارقم سے کہا اونہون نے کہ جو شخص رسول اللہ کے ساتھ اسلام لایا وہ علی علیہ السلام ہین۔ اور عفان بن مسلم نے (یہ بھی کہا ہے کہ اول جس شخص نے حضرت پیغمبر کے ساتھ نماز پڑھی) وہ علیؑ ہین

قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر قال نا ابراھیم بن نافع واسحاق بن حازم عن ابی نجیح عن مجاھد قال اول من صلے علے وھو ابن عشر سنین۔

کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے کہا خبر دی ہمکو ابراہیم بن نافع نے اور اسحاق بن حازم نے کہا دونون نے ابی نجیح سے اونہون نے مجاہد سے کہا اونے اول جس شخص نے نماز پڑھی وہ علی علیہ السلام ہین اوسوقت اونکا سن دس برس کا تھا۔

قال ابن سعد اخبرنا یحیی بن حماد البصری قال نا ابو عوانۃ عن ابی بلج عن عمرو بن میمون عن ابن عباس قال من اول من اسلم الناس بعد خدیجۃ علے۔

کہا ابن سعد نے کہ خبر دی ہمکو یحیی بن حماد بصری نے کہا خبر دی ہمکو ابو عوانہ نے ابی بلج سے اونہون نے عمرو بن میمون سے اونے حضرت ابن عباس سے کہا اونہون نے جو شخص سب سے پہلے اسلام لایا وہ خدیجہ کے بعد علی علیہ السلام ہین۔

ایضاً ۱۵! سطر ۱۱ تا ۱۵ یہ حدیث ہے۔ (طبقات جزء ثالث قسم اول مطبوعہ ۱۳۲۱ھ) ج ۱۰ قد ہے جب ۹ھ شعلق ۲ ارث

قال ابن سعد اخبرنا روح بن عبادة	کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو روح بن عبادہ
نا عوف عن میمون عن البراء بن عازب	نے کہا خبر دی ہمکو عوف نے میمون سے اونے براء بن
و زید بن ارقم قالا لما کان	عازب اور زید بن ارقم سے دونون حضرات کہتے ہین
عند غزوة جیش العسرة وھی	کہ جب جناب رسالت مآب صلعم غزوہ جیش العسرہ
تبوک قال رسول الله صلی الله	کو جسے تبوک بھی کہتے ہین، تشریف لیچلے جناب امیر سے
علیه وسلم لعلی بن ابی طالب	ارشاد کیا کہ ہم یہان ٹھہرین یا تم ٹھہرو پس حضرت
انه لابد من ان اقیم او تقیم فخلفه الخ۔	اونکو پیچھے چھوڑ گئے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری۔ جلد ۱۴ صفحہ ۲۸۷ مطبوعہ انصاری دہلی مین اس حدیث منزلت کو بطرق متعددہ نقل کیا ہے اور اتنا اور بھی اوسمین لکھا ہے

یعنی حضرت رسول اللہ نے علی مرتضی سے فرمایا کہ چاہئے کہ یا مین مدینہ مین رہون یا تم رہو۔ پس حضرت امیر علیہ السلام نے جب یہ سنا مدینہ مین رہے۔

پس یہ حدیث مخرجہ ابن سعد دلیل صریح ہے اس امر پر کہ جناب علی مرتضی بمنزلہ پیغمبر خدا کے تھے، یہ فضیلت کسی کو حاصل نہین ہوئی سوائے علی علیہ السلام کے۔

(اور سنہ ۱۰ھ حجۃ الوداع مین رسول اللہ نے حدیث ثقلین کو ارشاد فرمایا ہے چنانچہ ابن سعد کی مخرجہ حدیث بہ تفسیر واعتصموا بحبل الله جمیعاً تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی صفحہ ۶۰ مطبوعہ مصر ۱۳۱۴ھ ـــــــ سے نقل کیجاتی ہے۔

واخرج ابن سعد واحمد والطبرانی	ابن سعد اور امام احمد اور طبرانی نے ابوسعید خدری
عن ابی سعید الخدری قال قال رسول	سے روایت کی ہے فرمایا رسولخدا نے ایہا الناس مین
الله صلی الله علیه وسلم ایها الناس انی	تم مین دو امر چھوڑتا ہون اگر تم اوسکی پیروی کروگے
تارک فیکم ما ان اخذتم به لن تضلوا	تو ہرگز گمراہ نہوگے وہ دونون ایک دوسرے سے
بعدی امرین احدھما اکبر	بڑے ہین، ایک کتاب اللہ مضبوط رسی ہے جو درمیان
من الآخر کتاب الله حبل ممدود	آسمان اور زمین ہے اور دوسری میری عترت اہلبیت
ما بین السماء والارض وعترتی	یہ دونون آپس سے جدا نہونگے یہان تک کہ میرے

(۱) اسی سنہ ۹ھ اخیر ماہ ذیقعدہ مین واقعہ تبلیغ سورۂ برارۃ ہے۔ اوس مین بھی اندر حدیث لفظ (لابد) وارد ہے۔ اخرج احمد عن علی ان النبی بعثه ببراءة فقال یا نبی الله انی لست باللسن ولا بالخطیب قال لابد لی ان اذهب بها او تذهب بها انت قال فان کان لابد فاذهب انا قال فانطلق فان الله یثبت لسانك ویهدی قلبك ثم وضع یده علی فمه (ریاض النضرۃ ج ۲ ثانی صفحہ ۱۷۴) امام احمد نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ بھیجا رسول اللہ نے علی مرتضی کو سورہ براءت سنانے مکہ کی جانب بھیجا عرض کیا علی ع نے مین مقرر اور زبان آور اور خطیب نہین ہون حضرت ص نے فرمایا چارہ نہین ہے اس سے کہ مین لیجاؤن یا تم لیجاؤ اور دوسرے کو لائق نہین ہے۔ پس حضرت علی نے عرض کیا کہ اگر ایسا ہے کہ بدون حضور کے یا میرے گئے ہوئے چارہ نہین، تو پھر مین جاتا ہون۔ تو رسولخدا نے فرمایا جاؤ خدا تعالی ثابت رکھیگا زبان تیری اور قلب تیرا پھر حضرت ص نے اپنا دست مبارک رکھدیا علی ع کے دہن پر اور پھر باسم خدا کو دہان مبارک مین اور رخصت فرمایا۔

اهلبیتی وانهما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض — پاس حوض (کوثر) پر وارد ہون۔

ایک وہ حدیث ثقلین جسکو حضرت نے حجۃ الوداع اور غدیر خم مین ارشاد فرمایا ہے کیونکہ ان دونون مقام سے پہلے حضرت کا اس حدیث کا فرمانا ثابت نہین ہے۔ پھر اسکے بعد عین وفات کے دن گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو جو مدینہ منورہ کے قیام کا دسوان سال کا اخیری دن تھا کیونکہ ہجرت مین مدینہ منورہ پہونچنے کا دن بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) پہلی تاریخ اور پہلا دن سلـہ کا تھا۔ اور پہلی تبلیغ سے لیکر یہ آج گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو بیس سال پورے ہوئے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر یہ حدیث ثقلین ارشاد فرمایا۔ اور یہ آخری تبلیغ تھی۔

چنانچہ ابن سعد کاتب واقدی کے کتاب جزء وفات پر یہ عبارت ہے جسکے دوسرے صفحہ مین حدیث ثقلین مرقوم ہے

کتاب الطبقات الکبیر الجزء الثانی القسم الثانی فی مرض النبی صلعم ووفاتہ ودفنہ مطبوعہ سنہ ۱۳۲۰ھ

صفحہ اول مین بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد یہ سرخی ہے۔

ذکر ما قرب لرسول اللہ صلعم من اجلہ

ذکر اون باتونکا جو قریب وفات رسول اللہ صلعم کے واقع ہوئین

صفحہ ۲ سطر ۲۵ مین ہے:۔

قال ابن سعد اخبرنا ہاشم بن[1]	حافظ ابن سعد کہتے ہین کہ خبر دی ہمکو ہاشم بن قاسم
القاسم الکنانی نا محمد بن[2]	کنانی نے کہا خبر دی ہمکو محمد بن طلحہ نے اعمش سے اونہون
طلحہ عن الاعمش[3] عن عطیۃ[4] عن ابی	نے عطیہ سے اونہون نے ابی سعید خدری سے اونہون نے

[1] توثیق ہاشم بن القاسم (طبقات کبیر جزء ہفتم قسم دوم مین ہے۔ هاشم بن القاسم الکنانی ویکنی ابا النضر وکان من بنی لیث من انفسہم وهو من اهل خراسان ونزل بغداد وکان ثقۃ روی عن سلیمان بن المغیرۃ وشعبۃ والمسعودی وابن ابی ذئب وحریز بن عثمان وزهیر بن معاویۃ ومحمد بن طلحۃ بن مصرف وابی جعفر الرازی وشریک وغیرهم توفی ببغداد سنۃ سبع ومائتین (سنہ ۲۰۷ھ)

[2] توثیق محمد بن طلحہ (تقریب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی) مین ہے محمد بن طلحہ بن مصرف الیامی کوفی صدوق لہ اوہام من السابعۃ مات سنۃ سبع وستین (سنہ ۱۶۷ھ)

[3] اعمش (عبر ذہبی وقایع سنہ ۱۴۸ھ مین ہے) وفی ربیع الاول توفی الامام ابو محمد سلیمان بن مہران الاسدی الکاهلی مولاهم الاعمش روی عن ابی وائل وابن ابی اوفی والکبار وکان محدث الکوفۃ وعالمہا قال ابن المدینی الاعمش لہ نحو الف وثلثمائۃ حدیث وقال ابن عیینۃ کان اقرأهم لکتاب اللہ واعلمہم بالفرائض واحفظہم للحدیث قال یحیی بن القطان هو علامۃ الاسلام الخ۔

[4] عطیہ (اصابہ فی تمیز الصحابہ حافظ ابن حجر عسقلانی) عطیہ غیر منسوب ذکرہ امام اسمعیلی[5] فی الصحابۃ فروی من طریق علی بن هشام عن عمیر بن عمر فجر عن عطیۃ قال دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی فاطمۃ وهی تعصد عصیدۃ فذکر قصۃ علیہم ونزول قولہ تعالی انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت الآیۃ قلت قد اخرج اصل هذا الحدیث الطبرانی فی التفسیر من طریق الاعمش عن عطیۃ عن (ابی سعید) الخ

جس حدیث کا تفسیر طبری کے جانب ابن حجر نے اشارہ کیا ہے وہ حدیث تفسیر جامع البیان طبری جلد ۲۲ صفحہ ۵ مین یہ ہے۔ حدثنی محمد بن المثنی قال ثنا بکر بن یحیی بن زبان العنزی قال ثنا مندل عن الاعمش عن عطیۃ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلعم نزلت هذہ الآیۃ فی خمسۃ فیّ وفی علی وحسن وحسین وفاطمۃ انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطہرکم تطہیرا۔

[5] اسمعیلی (مراۃ الجنان یافعی وقایع سنہ ۳۷۱ھ مین لکھتے ہین) وفیہا توفی الامام الحافظ الحبر الناقد ذو التصانیف الکبار فی الفقہ والاخبار ابوبکر احمد بن ابراہیم بن اسمعیل الجرجانی الحافظ الفقیہ الشافعی المعروف بالجرجانی وکان حجۃ کثیر العلم حسن الدین۔
ایضاً (عبر ذہبی مین ہے) سنہ ۳۷۱ھ فیہا توفی الاسمعیلی الحبر الامام الجامع ابوبکر احمد بن ابراہیم بن اسمعیل الجرجانی الحافظ الفقیہ الشافعی ... کان ثقۃ حجۃ کثیر العلم۔

سعید الخدری عن النبی صلعم قال انی اوشك ان ادعی فاجیب وانی تارك فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی وان اللطیف الخبیر اخبرنی انھما لن یتفرقا حتیٰ یردا علیّ الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما۔

رسول مقبول صلعم سے کہ فرمایا حضرت نے کہ قریب ہے کہ بلایا جاؤن مین اور قبول کر دون مین تحقیق کہ چھوڑے جاتا ہون مین دو گرانقدر اور نفیس جیزین خدا کی کتاب اور اپنی عترت خدا کی کتاب ایک ایسی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک لمبی ہے اور عترت اہل بیت میرے تحقیق کہ پروردگار عالم لطیف وخبیر نے مجکو خبر دی ہے کہ دونون الکتاب خدا اور عترت اہل بیت جُدا نہونگے یہان تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہون پس نظر کرو کہ میرے بعد دونون کے ساتھ کیا برتاؤ کروگے۔

حدیث ثقلین کے مذکورہ بالا الفاظ آنحضرت صلعم نے اپنے یوم انتقال گیارہ ربیع الاول بروز دوشنبہ ارشاد فرمایا ہے۔ یہ ۲۸ صفر چہارشنبہ کا تیرہوان دن اور یکم ربیع الاول جمعہ کا گیارہوان روز اور ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) یوم غدیرخم کا اکیاسیوان دن ہے دیکھو نقشہ جنتری ع۱ کا دوسرا خانہ صد۱۹ اور تبلیغ رسالت کے بیسوین سال کا آخر دن ہے۔ دیکھو خطبہ الوداعی یوم غدیر مخرجہ زید بن ارقم ۲ عامر وحذیفہ صد۵ و صد۵ و صد۵ اسی غدیرخم ۱۸۔ ذیحجہ کی وہ حدیث ثقلین بھی ہے جسکو خود ابن سعد نے ابوسعید خدری کی سند سے بہ لفظ (امرین) اخراج کی ہے جو قبل کے صفحہ ۱۵۲ مین نقل ہوچکی ہے جس کے تائید کی یہ روایت ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صد۲۹۳ مطبوعہ مطبع صدیقی بھوپال ۱۲۸۶ھ سے نقل کیجاتی ہے۔

واخرج الحاکم من طریق سلمۃ بن کھیل عن ابیہ عن ابی الطفیل انہ سمع زید بن ارقم یقول نزل رسول اللہ صلعم بین مکۃ والمدینۃ × × × فصلی ثم قام خطیبا فحمد اللہ واثنی علیہ وذکر ووعظ × × × ثم قال ایھا الناس انی تارك فیکم امرین لن تضلوا ان اتبعتموھما وھما کتاب اللہ واھل بیتی عترتی ثم قال اتعلمون انی اولی بالمومنین من انفسھم ثلث مرات قالوا نعم فقال رسول اللہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

ترجمہ۔ حاکم نے سلمہ بن کھیل کے طریق سے اُنھون نے اپنے باپ سے انھون نے ابوطفیل سے روایت کی ہے کہ سُنا مین نے زید بن ارقم سے کہ جناب رسالت مآب نے درمیان مکہ ومدینہ (بمقام غدیرخم) نزول اجلال فرماکر نماز ادا فرمائی پھر کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد کیا۔ اور بعد حمد وثنائے الٰہی فرمایا کہ ایھا الناس مین تم مین دو امر چھوڑتا ہون قرآن مجید اور اپنی عترت اہلبیت اگر تم ان دونون کا اتباع کروگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے پھر فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ مین جمیع مومنین کیلئے اُن کے نفس سے اولیٰ ہون اس لفظ کی تین مرتبہ تکرار فرمائی سب نے کہا بیشک پس آنحضرت نے ارشاد کیا کہ جسکا مین مولا وصاحب اختیار ہون اوسکا علی مولا و صاحب اختیار ہے۔ اور لفظ (ثقلین) کیلئے دیکھو صد۵۲ اور لفظ (خلیفتین) جو زید بن ثابت کی مخرجہ حدیث ہے دیکھو حاشیہ صد۱ کتاب ہذا اور آخر یوم (دوشنبہ) کے آخر وقت وفات النبی کی صحیح حدیث ابن سعد کی مخرجہ (دیکھو آخر صد۹۹ و ۱۰۰ نمبر ۱) ابن شہاب زہری۔

نمبر (۸) امام احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی المروزی المتوفی سنہ ۲۴۱ھ

یہ امام احمد بن حنبل امام المحدثین ائمۂ اربعہ سے ہین جنھون نے بھی تاریخ سفر حجۃ الوداع کی ۲۵ ذوقعدہ کو جبکہ ماہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین (رسول خدا صلعم کے نماز ظہر کی چار رکعت پڑھکر) مدینہ منورہ سے باہر نکلنے کی روایت کی ہے

چنانچہ تاریخ حافظ عماد الدین ابن کثیر کے باب تاریخ خروجہ علیہ السلام من المدینۃ لحجۃ الوداع (الخ) یہ روایت ہے

رواہ الامام احمد عن عبد اللہ بن نمیر عن یحیی بن سعید الانصاری عن عمرۃ عن عائشۃ قالت خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لخمس بقین من ذی القعدۃ	امام احمد نے عبد اللہ بن نمیر سے اونے یحیی بن سعید انصاری سے اونے عمرۃ سے اونے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہا اونھون نے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ ۲۵ ذیقعدہ کو جبکہ پانچ راتین باقی تھین مدینہ سے نکلے۔
قال احمد ثنا عبد الرحمن عن سفیان عن محمد بن المنکدر وابراھیم بن میسرۃ عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی الظھر بالمدینۃ اربعا والعصر بذی الحلیفۃ رکعتین	کہا امام احمد نے حدیث کی ہم سے عبد الرحمن (ابن مہدی) نے سفیان سے اونھون نے محمد بن منکدر اور ابراہیم بن میسرہ سے دونون نے انس بن مالک سے کہا اونے کہ رسول اللہ صلعم نے مدینہ منورہ مین چار رکعت ظہر کی اور ذو الحلیفہ مین عصر کی دو رکعت پڑھی۔

مسند امام احمد جلد ۳ مطبوعہ مصر ۱۳۱۳ھ صفحہ ۱۱۱ مین یہ حدیث ہے جسمین امام احمد بن حنبل نے سفیان ابن عیینہ سے روایت کی ہے جو موید ہے اس حدیث مذکورہ بالا مین امام احمد نے عبد الرحمن ابن مہدی کے واسطہ سے جو روایت سفیان سے کی ہے وہ بھی ابن عیینہ ہے اور دیکھو نمبر (۱۳) ترمذی

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی حدثنا سفیان قال سمعت ابراھیم بن میسرۃ ومحمد بن المنکدر یقولان سمعنا انسا یقول صلیت النبی صلعم بالمدینۃ اربعا وبذی الحلیفۃ رکعتین	حدیث کی عبد اللہ نے اپنے باپ امام احمد سے اونھون نے کہا حدیث کی ہم سے سفیان نے کہا سنا ہم نے ابراہیم بن میسرہ اور محمد بن منکدر سے دونون نے کہا کہ سنا ہم نے انس سے کہا اونھون نے کہ نماز پڑھی ہے نبی صلعم نے مدینہ مین چار رکعت اور ذو الحلیفہ مین دو رکعت۔

حدیث سفر حجۃ الوداع مین تاریخ ۲۵ ذوقعدہ کا دن نہین بتایا گیا۔ اور حدیث دیگر سے حضرت کا سفر فرمانا بعد نماز ظہر کے ہوا۔ اسلئے تاریخ مذکورہ مین یوم جمعہ نہین تھا۔ نیز یہ کہ ابن اسحاق صاحب سیرت المغازی نے جسکا ذکر نمبر (۳) مین گذر چکا اور جن کے ترجمے

ثابت ہے کہ امام احمد موصوف الذکر نے امام ابن اسحاق کی توثیق کی ہے جن کے بیان مین ۲۵ ذیقعدہ کا یوم (سہ شنبہ) ثابت ہو چکا ہے۔ نیز نمبر (۷) ابن سعد کے بیان مین بھی جنکا زمانہ اور جنکی مخرجہ روایتین امام احمد بن حنبل کے نظر سے گذر چکی ہین اونکے بیان مین بھی ۲۵ ذیقعدہ کا یوم (سہ شنبہ) متحقق ہو چکا ہے۔ نیز ابن سعد نے ۲۵ ذوقعدہ کا دن سینچر کہا ہے جسکی صحیح تحقیق کے لئے نقشہ جنتری نمبر (ایک) کا بنایا گیا ہے جو دو دو خانون سے مرتب ہے۔ ہر دو خانون سے ۹ ذیحجہ عرفہ کے دن (جمعہ) نہین پڑتا۔ دیکھو صفحہ ۱۹ کتاب ہذا۔

اور تفسیر حافظ ابن کثیر مین یہ حدیث ہے جس مین یوم عرفہ کو (جمعہ) بیان کیا گیا ہے۔

قال الامام احمد حدثنا جعفر بن عون	کہا امام احمد نے کہ حدیث بیان کی ہم سے جعفر بن
حدثنا ابو العميس عن قيس بن مسلم	عون نے وہ کہتے ہین حدیث بیان کی ہم سے ابو عمیس
عن طارق بن شهاب قال جاء رجل من اليهود	نے قیس بن مسلم سے اونسے طارق بن شہاب سے وہ
الى عمر بن الخطاب فقال يا امير المومنين	کہتے ہین کہ آیا ایک مرد یہودیون مین سے عمر بن خطاب
انكم تقرؤن اية فى كتابكم لو علينا	کے پاس آکر کہا کہ اے امیر المومنین تحقیق تم پڑھتے
معشر اليهود نزلت لاتخذنا ذلك	ہو ایک آیت کو اپنی کتاب مین کہ اگر وہ آیت ہم
اليوم عيدا قال قوله اليوم اكملت لكم	گروہ یہود پر نازل ہوتی تو ہم اوس دن کو عید قرار
دينكم واتممت عليكم نعمتى فقال	دیتے ابن خطاب نے کہا کہ وہ کون سی آیت ہے اوس
عمر والله انى لاعلم اليوم الذى	یہودی نے کہا کہ وہ آیت اليوم اكملت لكم
نزلت على رسول الله صلعم والساعة	دينكم الآية ہے عمر نے کہا قسم خدا کی مین ضرور جانتا
التى نزلت فيها على رسول	ہون اوس دن کو جس دن یہ آیت نازل ہوئی ہے رسول اللہ
الله صلى الله عليه وسلم عشية	صلعم پر اور اوس ساعت کو بھی جانتا ہون جس ساعت
عرفة فى يوم جمعة۔	مین رسول اللہ پر نازل ہوئی ہے اور وہ ساعت عرفہ
	کی شام اور جمعہ کا دن ہے۔

عرفہ ۹ ذیحجہ کو (جمعہ) کا دن ہونے سے ۲۵ ذوقعدہ کو (جمعہ) آتا ہے جو حدیث مذکورہ سفر حجۃ الوداع مین حضرت عایشہ سے اور حدیث صلوٰۃ النبی مین چار رکعت نماز ظہر جو انس بن مالک سے مروی ہے معارض ہے اسلئے اس تاریخ کا (جمعہ) غلط ہے نیز یہی جمعہ آگے ۱۲ ربیع الاول وفات النبی مین واقع ہوتا ہے جس سے بھی غلط ہے اور یہ کہ جمعہ کے دن کا دوسرا وقت عشیۃ شنبہ (یعنی سینچر) کی شب سے متصل ہے اسلئے یوم جمعہ عید ہونیکے لحاظ سے بھی غلط ہے کیونکہ سینچر کا وقت ہوتا ہے اور جس کی اکاسوین ۸۱ شب (شب سہ شنبہ) اور اکیاسیوان ۸۱ روز یوم (سہ شنبہ) اور صحیح حدیث سے یہ امر ثابت ہے کہ آیہ اکمال دین کے نازل ہونیکے بعد رسالتمآب صلعم ۸۱ دن زندہ رہے۔ اور ۹ ذیحجہ سے ۱۲ ربیع الاول تک کثیر الوقوع سے اکانوے (۹۱) دن ہوتے ہین اور پھر ۱۲ ربیع الاول کو (جمعہ) بھی اور اکانوے دن بھی اس سے بھی غلط۔ نیز یہی (جمعہ) تیسری ماہ رمضان تاریخ وفات

جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام میں واقع ہوتا ہے دیکھو نقشہ حروف (د) بیت بھی۔ دو دیچہ کا (جمعہ) باطل اور اوی نقشہ رف (د) میں ۲۲ جمادی الآخرہ تاریخ وفات حضرت ابوبکر میں (یکشنبہ) آتا ہے جو ابن اسحاق کی سند ہے (پنجشنبہ) اور ۲۳ کو (جمعہ) نمبر ۲ دیکھو نمبر ۳ ابن اسحاق۔

اور یہ کہ آیہ اکمال دین سورہ مائدہ کی آخری آیات سے ہے اور سورہ مائدہ مدینہ ہے اور پورا سورہ نازل ہوا، اسلئے جہاں اور جس تاریخ میں پورا سورہ نازل ہوا اوسی میں آیہ موصوفہ نازل ہوا۔ اور یہ کہ جہاں آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک نازل ہوا وہین پورا سورہ مائدہ نازل ہوا۔

چنانچہ مسند امام احمد جلد ثانی صـ۱۷۶ میں ہے۔ نمبر اول

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا حسن ثنا ابن لہیعۃ حدثنی حیی بن عبد اللہ ان ابا عبد الرحمن الحبلی حدثہ قال سمعت عبد اللہ بن عمرو یقول انزلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ المائدۃ وھو راکب علی راحلتہ فلم تستطع ان تحملہا فنزل عنہا

حدیث کی عبد اللہ نے اپنے باپ سے وہ کہتا ہے کہ مجھسے روایت کی حسن نے اور اوسنے حسن سے اوسنے ابن لہیعہ سے اوسنے حیی بن عبد اللہ سے وہ کہتا ہے کہ ابو عبد الرحمن نے مجھسے بیان کیا کہ مین نے سنا عبد اللہ بن عمرو سے کہتے تھے کہ رسول اللہ صلعم پر سورہ مائدہ نازل ہوا اور اوس وقت کہ حضرت اپنے ناقہ پر سوار تھے، پس وہ ناقہ اس سورہ کے بار کا متحمل نہو سکا اسوجہ سے حضرت اوس ناقہ سے اتر پڑے۔

مسند امام احمد جلد ۶ صـ۴۵۵ میں ہے۔ نمبر دوم

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا ابو النضر ثنا ابو معاویۃ یعنی شیبان عن لیث عن شہر بن حوشب عن اسماء بنت یزید قالت انی لآخذۃ بزمام العضباء ناقۃ رسول اللہ صلعم اذ نزلت علیہ المائدۃ کلہا فکادت من ثقلہا

حدیث کی عبد اللہ نے کہا کہ حدیث کی مجھسے میرے باپ نے کہا حدیث کی ہم سے ابو النضر نے کہا حدیث کی ہم سے ابو معاویہ شیبان نے لیث سے اوسنے شہر بن حوشب سے اوسنے اسماء بنت یزید سے کہا اوسنے کہ مین ناقہ رسول اللہ صلعم عضباء کی مہار پکڑے ہوئے تھی کہ اتنے میں حضرت پر پورا سورہ مائدہ نازل ہوا، پس قریب تھا کہ یہ سورہ اپنے

۱۵؎ صحیح ترمذی ابواب المناقب میں ہے۔ قال الترمذی حدثنا قتیبۃ ثنا سفیان بن عیینۃ عن عمرو بن دینار عن وہب بن منبہ عن اخیہ ہمام بن منبہ عن ابی ہریرۃ قال لیس احد اکثر حدیثا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منی الا عبد اللہ بن عمرو فانہ کان یکتب وکنت لا اکتب کہا ترمذی نے حدیث کی ہم سے قتیبہ نے کہا حدیث کی ہم سے سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے اوسنے وہب بن منبہ سے اوسنے اپنے بھائی ہمام بن منبہ سے اوسنے ابوہریرہ سے کہا اوسنے سوای عبد اللہ بن عمرو کے کوئی شخص مجھسے زیادہ حدیث آنحضرت سے بیان نہیں کرتا اسلئے کہ وہ لکھتا تھا اور میں لکھتا نہ تھا اور عبد اللہ بن عمرو کے بیاض کا نام (صادقہ) تھا چنانچہ طبقات جزو دوم قسم دوم صـ۱۲۵ میں ہے قال ابن سعد اخبرنا ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی اویس المدنی عن سلیمان بن بلال عن صفوان بن سلیم عن عبد اللہ بن عمرو قال استأذنت النبی صلعم فی کتاب ما سمعت منہ قال فاذن لی فکتبتہ وکان عبد اللہ یسمی صحیفتہ تلک الصادقۃ۔

تدق بعضد المنافقہ۔ | بارے شانہ نافہ کوشگافتہ کردے۔

بہر دو روایت سے کل سورہ مائدہ کا ایک تاریخ اور ایک دن مین نازل ہونا محقق ہوگیا۔ اور اسی سورہ مین آیت ہے۔

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک	اے رسول پہونچا دو اس امر کو جو تم پر تمھارے
الیک من ربک وان لم تفعل فما	رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اگر تم نے ایسا نہ کیا
بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من	پس گویا تبلیغ نہین پہونچائی تم نے اور اللہ لوگون سے
الناس ۔	تمکو بچائیگا۔

پس جہان سورۂ مائدہ نازل ہوا وہین آیۂ موصوفہ نازل ہوا۔ اور آیہ موصوفہ غدیر خم مین نازل ہوا۔

چنانچہ ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی بلخی جلد اول ص۱۳۹ مطبوعہ اختر اسلامبول ۱۳۰۱ھ مین الحدیث السادس والخمسون کی اور ارجح المطالب مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری مطبوعہ لاہور ص۵۶۹ باب چہارم مین یہ حدیث مع ترجمہ کے ہے جو نقل کیجاتی ہے۔

عن البراء بن عازب رضی اللہ	براء بن عازب سے روایت ہے کہ اے رسول
فی قولہ تعالی یا ایھا الرسول بلغ	پہونچا دے جو کچھ کہ نازل ہوا ہے تیری طرف تیرے رب سے
ما انزل الیک من ربک ای بلغ من	کہ جناب علی کے فضائل کو پہونچا دے غدیر خم کے روز نازل
فضائل علی نزلت فی غدیر خم فخطب	ہوا آنحضرت صلعم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا جسکا کہ مین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	مولا ہون پس علی اوسکا مولا ہے پس جناب عمر بن الخطاب
قال من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ فقال عمر	رضی اللہ تعالی عنہ حضرت امیر علیہ السلام سے کہنے
بخ بخ لک یا علی اصبحت مولای ومولی کل مومن	لگے آفرین ہو تجھے اے ابن ابیطالب کہ تو میرا اور ہر ایک
ومومنۃ رواہ ابو نعیم ایضا الثعلبی فی کتابہ ۔	مومن مرد اور مومنہ عورت کا آقا بن گیا ہے ۔

آیہ موصوفہ کے غدیر خم مین نازل ہونے اور سورہ مائدہ کامل نازل ہونے سے یہ امر حتماً وجزماً ثابت ہوگیا کہ سورہ مائدہ اوسی غدیر خم کے روز نازل ہوا اور رسول اللہ کے خطبہ فرمانیکی یا سر راہ دفعۃً قیام فرمانیکی یہی وجہ ہوئی جس کے بعد حضرت نے خطبہ فرمایا ہے جسکا ایک جزیہ ہے

چنانچہ اوسی مسند امام احمد جلد ۴ ص۲۸۱ مین ہے ۔

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا عفان[1] ثنا	حدیث کی عبد اللہ نے اپنے باپ سے وہ کہتا ہے کہ
حماد بن سلمۃ انا علی بن زید عن عدی	مجھسے روایت کی میرے باپ نے کہا حدیث کہی ہم سے عفان نے بسویم

[1] توثیق (عفان) طبقات ابن سعد جلد ہفتم قسم دوم مین ہے عفان بن مسلم بن عبد اللہ الصفار ابو عثمان مولی عزرۃ بن ثابت الانصاری وکان ثقۃ ثبتا کثیر الحدیث حجۃ الخ۔

ایضا طبقات الحفاظ سیوطی مین ہے عفان بن مسلم عبد اللہ الصفار ابو عثمان البصری احد الاعلام نزل بغداد روی عن شعبۃ والحمادین وھمام وخلق وعنہ احمد ویحیی واسحاق وابن المدینی والبخاری وابو زرعۃ وابو حاتم وخلق قال العجلی ثقۃ ثبت صاحب سنۃ وقال ابو حاتم امام ثقۃ متقن متین مات سنۃ ۲۱۹ھ۔

بن ثابت عن البراء بن عازب قال كنا مع رسول الله صلعم في سفر فنزلنا بغدير خم فنودي فينا الصلوٰة جامعة وكسح لرسول الله صلعم تحت شجرتين فصلى الظهر واخذ بيد علي فقال الستم تعلمون اني اولى بالمؤمنين من انفسهم قالوا بلى قال الستم تعلمون اني اولى بكل مومن من نفسه قالوا بلى قال فاخذ بيد علي فقال من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه قال فلقيه عمر بعد ذلك فقال له هنيئاً لك يا ابن ابي طالب اصبحت وامسيت مولى كل مومن ومومنة ـ

حماد بن سلمہ سے کہا اوسنے حدیث کی ہم سے علی بن زید نے عدی بن ثابت سے اسے براء بن عازب سے کہا اونہوں نے کہ ہم سفر میں جناب رسالتمآب صلعم کے رکاب سعادت میں تھے پس ہم غدیر خم پر جا اترے پھر ہم میں نماز جماعت کی منادی کرائی گئی اور حضرت صلعم کیلئے زمین پر جھاڑو دیگئی پس حضرت صلعم نے ظہر کی نماز پڑھی اور علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا آیا تم نہیں جانتے ہو کہ میں سب مومنوں کی جانوں سے اولی ہوں سب نے عرض کیا بیشک آپ اولیٰ ہیں پھر فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مومن کے نفس سے اولی ہوں سبہوں نے کہا بیشک پھر پکڑا ہاتھ علی کا اور فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اوسکا علیؑ مولا ہے اے پروردگار دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے حضرت عمر نے علی علیہ اسلام سے ملکر کہا کہ مبارک ہو اے ابن ابیطالب ایسی صبح اور شام کی کہ مولا ہوئے کل مومن اور مومنہ کے ۔

قال ابو عبد الرحمن ثنا هدبة[1] بن خالد ثنا حماد بن سلمة عن علي بن زيد عن عدي بن ثابت عن البراء بن عازب عن النبي صلعم نحوه ـ

کہا ابو عبد الرحمن (عبد اللہ بن احمد بن حنبل) نے کہ حدیث کی ہم سے ہدبہ بن خالد نے کہا حدیث کی ہم سے حماد بن سلمہ نے علی بن زید سے اوسنے عدی بن ثابت سے اوسنے براء بن عازب سے اوسنے رسولخدا صلعم سے مثل اسکے

اس آخری حدیث میں ہدبہ بن خالد واقع ہے جو شیوخ حدیث (بخاری و مسلم) بھی ہے اسی حدیث کو حافظ عماد الدین ابن کثیر نے اپنے تاریخ بدایۃ والنہایۃ کے صفحہ ۲۱۲ میں (جو کتبخانہ بانکی پور پٹنہ میں ہے) وارد کی ہے ۔

وقال الحافظ ابو يعلى الموصلي والحسن بن سفيان ثنا هدبة ثنا حماد بن سلمة عن علي بن زيد وابي هارون عن عدي بن ثابت

اور کہا حافظ ابو یعلی موصلی اور حسن بن سفیان نے کہ حدیث بیان کی ہم سے ہدبہ نے کہا حدیث کی ہم سے حماد بن سلمہ نے علی بن زید اور ابی ہارون سے اوسنے عدی بن ثابت

---

[1] (هدبة) انساب سمعانی میں ہے ابو خالد هدبة بن خالد القيسي من اهل البصرة يروي عن همام بن يحيى روى عنه البخاري ومسلم وجماعة الخ ایضاً تراجم الحفاظ مرزا محمد بن معتمد خان میں ہے ۔ هدبة بن خالد القيسي البصري احد الائمة وقال بعد ذكر ما ذكر السمعاني توفي مات سنہ ۲۳۵ھ خمس وثلاثين ومائتين ارخها غير واحد وقد روى ايضاً حماد بن زيد وحماد بن سلمة ومبارك بن فضالة وابان بن يزيد العطار وجرير بن حازم وغيرهم وروى عنه ابو داؤد السجستاني وابوبكر بن ابي عاصم وابوبكر البزار وابو يعلى الموصلي وغيره ۱۲

عدی بن ثابت عن البراء قال	اونے براء سے کہا اونے کہ ہم تھے ساتھ رسول اللہ صلعم کے
کنا مع رسول اللہ صلعم فی	حجۃ الوداع مین پس جب ہم جا اترے غدیر خم مین تو دو
حجۃ الوداع فلمّا اتینا علی غدیر	درختون کے نیچے رسول اللہ کے لئے زمین صاف کی گئی اور
خمّ کسح لرسول اللہ صلعم	نماز جماعت کی ندا دی گئی اور بلایا علی علیہ السلام کو اونکا
تحت شجرتین ونودی فی النّاس	ہاتھ پکڑ کر اپنے داہنے جانب کھڑا کیا۔ پس فرمایا آیا مین
الصّلواۃ جامعۃ ودعا رسول اللہ	نہین ہون اولی ہر آدمی سے اوس کے نفس سے سب نے
صلعم علیًّا واخذ بیدہٖ فاقامہ	کہا کیون نہین تب حضرت نے کہا کہ یہ علی مولا اوس کا
عن یمینہ فقال الست اولی	ہے جس کا مین مولا ہون اے خدا دوست رکھ اوس شخص کو
بکل امریٔ من نفسہ قالوا	جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوس کو جو دشمن
بلی قال فان ھذا مولی من انا	رکھے علی کو اس کے بعد عمر بن خطاب نے علی بن ابیطالب
مولاہ اللھمّ وال من والاہ وعاد من عاداہ	سے ملاقات کی اور اون سے کہا کہ مبارک ہو آپکو ایسی
فلقیہ عمر بن الخطاب فقال ھنیئًا لک اصبحت و امسیت مولی کل مومن ومومنۃ	صبح اور شام کی کہ کل مومنین اور مومنہ کے مولا ہوئے۔

اور اوسی مسند امام احمد کے جلد ۴ صفحہ ۳۷۲ مین ہے

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا عفان ثنا ابو [1]	حدیث کی عبد اللہ نے اپنے باپ سے وہ کہتا ہے کہ
عوانۃ عن المغیرۃ عن ابی عبید عن میمون بنہجم	مجھسے روایت کی میرے باپ نے کہا حدیث کی ہم سے
ابی عبد اللہ قال قال زید بن ارقم وانا	ابو عوانہ نے کہا اوسنے مغیرہ سے اوسنے ابی عبید سے اوسنے
اسمع نزلنا مع رسول اللہ بوادیقال	میمون ابی عبد اللہ سے کہا اوسنے کہ زید بن ارقم نے بیان
لہ وادی خمّ فامر بالصلواۃ فصلاھا	کیا اور مین سن رہا تھا کہ ہم رسالتماب کے ساتھ مقام
بھجیر قال فخطبنا وظلل لرسول اللہ	وادی خمّ مین اترے پس آپ نے نماز پڑھنے کا حکم دیا پس
صلعم بثوب علی شجرۃ	نماز جلتی دھوپ مین پڑھی اوسکے بعد حضرت نے ہم سے
سمرۃ من الشمس فقال الستم تعلمون	خطبہ مین خطاب کیا حالانکہ آپ کے لئے درخت سمرہ پر
الستم تشھدون انی اولی	ایک کپڑا سایہ کے لئے تان دیا گیا تھا آپ نے فرمایا کہ کیا
بکل مومن من نفسہ قالوا	تم اس بات کے شاہد نہین ہو کہ مین ہر مومن کے نفس
بلی من کنت مولاہ فان	سے اولی ہون اسکے ساتھ، لوگون نے کہا کیون نہین تو
علیًّا مولاہ اللھمّ عاد من	آپ نے فرمایا جسکا مین مولی ہون اوسکے علی مولی ہین

[1] توثیق (ابو عوانہ) تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین ہے۔ ابو عوانۃ الوضاح بن عبد اللہ مولی یزید بن عطاء الیشکری الواسطی البزار الحافظ احد الثقات سمع الحسن وابن سیرین۔ وحدث عن قتادہ ۔۔ وحدث عنہ حبان بن ہلال وعفان وسعید بن منصور ومسدد ومحمد بن ابی بکر المقدمی وقتیبۃ وعدیہ قال عفان ھو اصح حدیثا عندنا من شعبۃ وقال احمد بن حنبل ھو صحیح الکتاب اذا حدث من کتابہ

عاداہ و ال من والاہ ۔ بار الہا دوست رکھ اس کو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اس کو جو دشمن رکھے علی کو

انتباہ۔ زید بن ارقم نے اپنے بیان میں حضرت عمر کے واقعہ مبارکبادی کو بچایا ہے جیسے ابتدا میں اسی حدیث غدیر کو اخفا کیا ہے اور یہ کہ اصل حدیث مطبوعہ میں عفان کی جگہ سفیان ہے جیسے قلمی مسند سے لا کر عفان لکھا ہے ۔ اور اسی مسند امام احمد کے صفحہ ۳۷۲ میں یہ حدیث بھی ہے ۔

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا محمد[۵۱] بن جعفر ثنا شعبۃ[۵۲] عن میمون ابی عبد اللہ قال کنت عند زید بن ارقم فجاء رجل من اقصی الفسطاس فسألہ عن داء فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الست اولی بالمومنین من انفسھم قالوا بلی قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ قال میمون فحدثنی بعض القوم عن زید ان رسول اللہ صلعم قال اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ ۔

حدیث کی عبد اللہ نے کہا مجھ سے میرے باپ نے وہ کہتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہم سے محمد بن جعفر نے کہا حدیث کی ہم سے شعبہ نے میمون ابی عبد اللہ سے کہا انہوں نے کہ تھا میں نزدیک زید بن ارقم کے پس آیا ایک آدمی انتہائی فسطاس سے پس سوال کیا اوس شخص نے زید سے داعی کا حال زید نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلعم نے کہا کہ آیا نہیں ہوں میں اولی مومنین کے نفسوں سے سب نے کہا کیوں نہیں تب حضرت نے فرمایا جسکا میں مولا ہوں اوسکے علی مولا ہیں میمون نے اتنا اور کہا ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے بعض قوم نے زید ہی سے کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ الٰہی دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو۔

اور اسی مسند کے صفحہ ۳۷۲ میں ہے ۔

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا حسین[۵۳] حدیث کی عبد اللہ نے کہا کہ حدیث کی مجھ سے میرے باپ نے کہا حدیث کی حسین بن محمد نے

نمبر ہفتم

---

[۵۱] توثیق (محمد بن جعفر) تراجم الحفاظ مرزا محمد بن معتمد خان میں ہے ۔ محمد بن جعفر الھذلی مولاہم البصری ابو عبد اللہ الملقب بغندر احد الائمۃ وھو ربیب شعبۃ وصاحبہ ۔ روی عنہ صاحب الصحیح الامام محمد بن اسمعیل البخاری قلت غندر اللذی فی رجال صحیح البخاری ھو صاحب الترجمۃ ولکن لیس من شیوخ البخاری بل ھو شیخ شیوخھم وھو من کبار الحفاظ مات سنۃ ثلاث وتسعین ومائۃ (۱۹۳) وقد روی عن شعبۃ فاکثر وعوف الاعرابی ومعمر بن راشد وابن جریج والسفیانین وغیرھم وروی عنہ احمد بن حنبل وعلی بن المدینی ویحیی بن معین وابو بکر وعثمان ابنا ابی شیبۃ واسحاق بن راھویہ ومسدد وعبید اللہ بن قواریری ومحمد بن المثنی ومحمد بن بشار الخ ۔

[۵۲] مدح شعبۃ صحیح ترمذی کتاب العلل میں ہے قال الترمذی حدثنا محمد بن اسمعیل نا عبد اللہ بن الاسود نا ابن مہدی قال سمعت سفیان یقول شعبۃ امیر المومنین فی الحدیث کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے محمد بن اسمعیل بخاری نے کہا حدیث کی ہم سے عبد اللہ بن اسود نے کہا حدیث کی ہم سے عبد الرحمن ابن مہدی نے کہ سنا میں نے سفیان سے کہ شعبہ حدیث میں امیر المومنین ہے ۔

[۵۳] توثیق حسین بن محمد تقریب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی میں ہے الحسین بن محمد بن بہرام التمیمی ابو احمد او ابو علی المروذی نزیل بغداد ثقۃ من التاسعۃ مات سنۃ ۲۱۳ھ ۔

ب محمد وابو نعيم[1] قالا ثنا فطر عن
ابي الطفيل قال جمع علي رضي الله
عنه الناس في الرحبة ثم قال لهم
انشد الله كل امرئ مسلم سمع
رسول الله صلعم يقول يوم غدير
خم ما سمع لما قام فقام ثلثون
من الناس وقال ابو نعيم فقام
ناس كثير فشهدوا حين اخذ بيده
فقال للناس اتعلمون اني اولى بالمؤمنين
من انفسهم قالوا نعم يا رسول الله
قال من كنت مولاه فهذا مولاه
اللهم وال من والاه وعاد من عاداه
قال فخرجت وكان في نفسي شيئا
فلقيت زيد بن ارقم فقلت له اني
سمعت عليا رضي الله يقول كذا وكذا قال فما
تنكر فقد سمعت رسول الله يقول ذلك له۔

اور ابو نعیم نے کہا دونوں نے کہ حدیث کی ہم سے فطر نے
ابی الطفیل سے کہ حضرت علی علیہ السلام نے لوگوں کو رحبہ
(محلہ ہی کوفہ میں) میں جمع کیا پھر خدا کی قسم دلا کر سب سے کہا
کہ جب غدیر خم میں رسول اللہ کو کھڑے ہو کر جو کچھ فرماتے ہوئے
سنا ہو وہ بیان کرے چنانچہ تیس مسلمانوں نے (اور ابو نعیم
کا قول ہے کہ بہت لوگوں نے) کھڑے ہو کر گواہی دی کہ
غدیر خم میں رسول خدا نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر سب سے
فرمایا کہ آیا جانتے ہو تم اس بات کو
کہ میں مومنین کے لئے بہ نسبت اونکے نفوس کے اولی ہوں
لوگوں نے عرض کیا کہ بیشک یا رسول اللہ یہ سنکر آنحضرت
نے فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ
وعاد من عاداہ ابو الطفیل کہتے ہیں کہ جب میں وہاں سے
باہر آیا تو میرے دل میں شک تھا چنانچہ میں زید بن ارقم
سے ملا اور اون سے کہا کہ حضرت علی ایسا فرماتے تھے۔
زید بن ارقم نے جواب دیا کہ تم اس بات سے انکار نکرو کیونکہ
میں نے رسول اللہ کو ایسا فرماتے ہوئے سنا ہے ۔

اور روضۃ الندیہ سید محمد بن اسمعیل امیر صنعانی ص ۱۳ مطبوعہ انصاری دہلی سنہ ۱۳۲۳ھ میں ہے دو حدیثیں ہیں

اخرج احمد من حديث زيد بن ارقم
قال قال رسول الله صلعم اني تارك
فيكم ثقلين احدهما كتاب الله حبل
الله من اتبعه كان على الهدى ومن
تركه كان على الضلالة وعترتي اهل بيتي
فقلنا من اهل بيته نساؤه فقال لا ايم
الله ان المرأة تكون مع الرجل العصر

احمد نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلعم نے کہ میں چھوڑے جاتا ہوں تم میں دو گران چیزیں ایک
اون میں کی کتاب خدا ہے وہ اللہ کی رسی ہے جو شخص اوسکی
پیروی کریگا وہ میرے عہد پر ہوگا جو شخص ترک کریگا اوسکو
ہوگا وہ گمراہی پر اور عترت میرے اہلبیت ہیں پس ہم نے
کہا کہ اونکے اہل بیت میں سے اونکی عورتیں بھی ہیں کہا زید نے
کہ نہیں قسم خدا کی کہ تحقیق عورت رہتی ہے آدمی کے ساتھ

---

[1] توثیق (ابو نعیم) انساب سمعانی میں ہے ۔ وابو نعیم الفضل بن دکین، ودکین لقب واسمه عمرو بن حماد بن زهير بن درهم (الى ان قال) يروى عن الاعمش ومسعر بن كدام وزكريا بن ابي زائدة والثوري ومالك وشعبة وفطر بن خليفة وغيرهم روى عنه محمد بن اسمعيل البخاري واحمد بن حنبل وابو بكر وعثمان ابنا ابي شيبة وابو زرعة وابو حاتم الرازيان واسحاق بن راهويه وكان مولده سنة ۱۳۰ ثلثين ومائة ومات سنة ۲۱۸ يا سنة ۲۱۹ ثمان او تسع عشرة ومائتين وكان اصغر من وكيع بسنة وكان فيه دعابة ومزاح ولكن ثقة اماما۔

من الدھر فیطلقھا فترجع الی ابیھا وقومھا اھل بیتہ اصلہ وعشیرتہ وعصبتہ الذین حرموا الصدقۃ بعدہ۔

ایک زمانہ تک پھر طلاق دیدیتا ہے وہ شوہر پس وہ لوٹ جاتی ہے اپنے باپ اور قوم کی طرف اہل بیت اون رسول کے اونکے گروہ کے آدمی ہین اور اصل اونکے ہین اور وہ چند عزیزدار ہین جن پر حرام کیا ہے صدقہ کو خدا نے بعد اون کے

نمبر نہم

واخرج احمد عن ابی سعید عنہ صلعم انہ قال انی اوشك ان ادعی فاجیب وانی تارك فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ وعترتی کتاب اللّٰہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی وان اللطیف الخبیر اخبرنی انھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما

اور احمد نے ابی سعید سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللّٰہ صلعم نے مین عنقریب بلایا جاؤنگا اور مین قبول کرونگا اب مین چھوڑے جاتا ہون دو بھاری چیزین ایک خدا کی کتاب اور دوسری میری عترت کتاب اللّٰہ ایک ایسی رسی ہے جو دراز ہے آسمان سے زمین تک اور عترت میری میرے اہل بیت ہین تحقیق کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ دونون جدا نہون گے یہان تک کہ وارد ہون وہ دونون میرے پاس حوض کوثر پر پس نظر کرو تم کہ میرے بعد ان دونون کیساتھ کیسا برتاؤ کرتے ہو۔

اور مسند احمد جلد پنجم ص ۱۸۱ و ۱۸۲ مین ہے۔

نمبر دہم

حدثنا عبد اللّٰہ حدثنی ابی ثنا الاسود بن عامر ثنا شریك عن الرکین عن القاسم بن حسان عن زید بن ثابت قال قال رسول اللّٰہ صلعم انی تارك فیکم خلیفتین کتاب اللّٰہ حبل ممدود ما بین السماء والارض او ما بین السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔

حدیث کی عبد اللّٰہ نے کہا حدیث کی مجھسے میرے باپ نے کہا حدیث کی ہم سے اسود بن عامر نے کہا حدیث کی ہم سے شریک نے رکین سے اونسے قاسم بن حسان سے اونسے زید بن ثابت سے کہا اونسے کہ فرمایا رسول اللّٰہ نے کہ مین تم مین دو چیزین (جانشین) چھوڑے جاتا ہون ایک اونمین سے قرآن مجید اور دوسرے عترت اہل بیت جو ایک مضبوط رسی ہین درمیان آسمان اور زمین کے یا آسمان سے زمین تک اور یہ دونون چیزین ایک دوسرے سے اوسوقت تک جدا نہونگی جب تک کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد نہون۔

اور مسند احمد کے ص ۱۸۹ اور ۱۹۰ مین یہ حدیث ہے۔

حدثنا عبد اللّٰہ حدثنی ابی

حدیث کی عبد اللّٰہ نے کہ حدیث کی مجھسے میرے باپ نے کہا حدثنی سے ابو احمد زبیری[۱] نے

---

[۱] توثیق (ابو احمد الزبیری) صحیح ترمذی جلد اول مین ہے۔ قال الترمذی ابو احمد الزبیری ثقۃ حافظ قال سمعت بندار یقول ما بقیہ حاشیہ ص ۱۶۵ پر

ثنا ابو احمد الزبیری ثنا شریک عن الرکین عن القاسم بن حسان عن زید بن ثابت قال قال رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ واھل بیتی وانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض۔

نمبر ۲۷ و ۲۸

کہا حدیث کی ہم سے شریک نے رکین سے اونہون نے قاسم بن حسان سے اونہون نے زید بن ثابت سے کہا اونہون نے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ میرے بعد تم مین دو چیزین جانشین رہینگی ایک خدا کی کتاب اور دوسرے میرے اہل بیت اور یہ دونون اوسوقت تک باہم جدا نہونگے کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہون۔

اور مسند احمد جلد اول صفحہ ۱۱۸ مین ہے۔

حدثنا عبد اللہ ثنا علی بن حکیم الاودی انبانا شریک عن ابی اسحاق عن سعید بن وھب وعن زید بن یثیع قالا نشد علی الناس فی الرحبۃ من سمع رسول اللہ صلعم یوم غدیر خم الا قام قال فقام من قبل سعید ستۃ ومن زید ستۃ فشھدوا انھم سمعوا رسول اللہ صلعم یقول لعلی یوم غدیر خم الیس اللہ اولی بالمومنین قالوا بلی قال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

نمبر ۲۹ و ۳۰

بیان کیا عبد اللہ نے کہ حدیث کی ہم سے علی بن حکیم اودی نے کہا کہ خبر دی ہمکو شریک نے ابی اسحاق سے اونہون نے سعید بن وہب اور زید بن یثیع سے کہا دونون نے کہ جناب امیر لوگونکو رحبہ مین قسم دیکر پوچھ رہے تھے کہ آنحضرت صلعم کو غدیر خم کے روز جو کچھ فرماتے ہوئے سنا ہو اوسکو چاہئے کہ وہ کھڑا ہوکر بیان کرے پس سعید کی طرف سے چھ آدمی اور زید کی طرف سے چھ آدمی کھڑے ہوگئے اور گواہی دینے لگے کہ ہم نے آنحضرت صلعم کو غدیر خم کے روز فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کیا خدا تعالی مومنون کے لئے اولی بالتصرف نہین ہے تب حاضرین نے عرض کیا بے شبہ خدا تعالی تمام مومنون کے لئے اولی بالتصرف ہے پس حضرت نے فرمایا اے میرے پروردگار جسکا کہ مین مولا ہون اوسکا علی مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھیو اوسے جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھیو اوسے جو علی کو دشمن رکھے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۴ رایت احدا احسن حفظا من ابی احمد الزبیری واسمہ محمد بن عبد اللہ بن الزبیر الاسدی الکوفی کہا ہے ترمذی نے ابو احمد الزبیری ثقہ اور حافظ ہے اور کہا ترمذی نے کہ سنا مین نے بندار (محمد بن بشار) سے کہ کہا مین نے کوئی شخص بہت اچھا حافظ مین ابی احمد زبیری سے نہین دیکھا اور نام اوسکا محمد بن عبد اللہ زبیری اسدی کوفی ہے ایضاً طبقات ابن سعد جلد ششم مین ہے ابو احمد الزبیری مولی لبنی اسد وھو ابن اخی فضیل الرمانی × × × مات سنۃ ثلاث و مائتین (۲۰۳ھ) فی خلافۃ المامون وکان صدوق کثیر الحدیث۔

حاشیہ صفحہ ۱۶۵ سطر ۱ توثیق (شریک) تقریب التہذیب حافظ ابن حجر مین ہے۔ شریک بن عبد اللہ النخعی الکوفی القاضی بواسط ثم الکوفۃ ابو عبد اللہ صدوق × × کان عادلا فاضلا عابدا شدیدا علی اھل البدع من الثامنۃ مات سنۃ سبع او ثمان وسبعین۔

حدثنا عبد الله ثنا علی بن حکیم انبانا — حدیث کیا عبد اللہ نے کہ حدیث کی ہمسے علی بن حکیم
نمبر بستم
شریک عن ابی اسحاق عن عمرو ذی مر مثل حدیث — نے کہا خبر دی ہمکو شریک نے ابی اسحاق سے اونسے عمرو ذی
ابی اسحاق یعنی عن سعید وزید وزاد فیہ — مر مثل حدیث ابی اسحاق کے یعنی سعید اور زید کے اور زیادہ
وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ۔ — کیا اوس میں وانصر من نصرہ و اخذل من خذلہ کو

اور مسند احمد جلد اول صفحہ ۱۱۹ میں آدو حدیثین مرقوم ہین۔

حدثنا عبد الله حدثنی عبید[1] الله بن — حدیث کی عبد اللہ نے کہا حدیث بیان کی مجھسے عبید اللہ
نمبر چہارم
عمر القواریری ثنا یونس بن ارقم ثنا یزید بن — ابن عمر قواریری نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یونس بن
ابی زیاد عن عبد الرحمن بن ابی لیلے — ارقم نے کہا حدیث بیان کی ہمسے یزید بن ابی زیاد نے
قال شہدت علیًّا فی الرحبۃ ینشد — عبد الرحمن بن ابی لیلی سے کہا اونسے کہ مین حاضر تھا علی بن
الناس انشد اللہ من سمع رسول اللہ — ابیطالب کے پاس رحبہ مین کہ حضرت علی بن ابیطالب آدمیون
صلعم یقول یوم غدیر خم من کنت — سے قسم دیکر پوچھ رہے تھے اللہ کی کہ جس نے سنا ہو رسول اللہ صلعم
مولاہ فعلی مولاہ لما قام فشہد قال — کو غدیر خم کے دن من کنت مولاہ فعلی مولاہ" وہ کھڑا ہوکر کے
عبد الرحمن فقام اثنا عشر بدریًّا — گواہی دے عبد الرحمن کہتے ہین کہ کھڑے ہوگئے بارہ بدری
کانی نظر الی احدہم فقالوا نشہد انا — گویا مین دیکھ رہا تھا ایک ایک اونکی کو پس اونہون نے کہا
سمعنا رسول اللہ صلعم یقول یوم — کہ ہم گواہی دیتے ہین رسول اللہ صلعم کو کہتے ہوے غدیر خم
غدیر خم الست اولی بالمومنین — مین آیا مین اولی مومنین کے نفسون سے نہین ہون اور
من انفسہم وازواجی امہاتہم فقلنا — میری بی بی اونکی مائین نہین ہین کہا ہم نے کیون نہین یا رسول اللہ
بلے یا رسول اللہ قال من کنت مولاہ — پس کہا حضرت نے کہ جسکا مین مولا ہون پس علی بھی اوسکے
فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ — مولا ہین خداوندا دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے علی کو
وعاد من عاداہ۔ — اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو۔

حدثنا عبد الله ثنا احمد بن — حدیث بیان کی عبد اللہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے

---

[1] توثیق (علی بن حکیم) تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر مین ہے۔ علی بن حکیم بن ذبیان الاودی ابو الحسن الکوفی روی عن ابن ادریس وابن المبارک وحمید بن عبد الرحمن وشریک بن عبد اللہ النخعی × × × روی عنہ البخاری فی الادب ومسلم وروی النسائی وعبد اللہ بن احمد بن حنبل الخ قال ابن الجنید عن ابن معین ثقۃ لیس بہ باس قال ابو حاتم صدوق وقال الاجری عن ابی داود صدوق وقال النسائی ومحمد بن عبد اللہ الحضرمی ثقۃ مات سنہ ۲۳۱ احد وثلاثین ومائتین قلت وفیہا ارخہ ابن قانع وزاد فی رمضان وکان ثقۃ صالحا وفی الزہرۃ روی عنہ م حدیثین۔

[2] توثیق (عبید اللہ بن عمر القواریری) تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے۔ عبید اللہ بن عمر بن میسرۃ الجشمی مولاہم القواریری ابو سعید البصری نزیل بغداد روی عن حماد بن زید وعبد الوارث بن سعید البصری وابن عیینۃ وخالد بن الحارث وابو عوانۃ وعبد الوہاب الثقفی وفضیل بن سلیمان ومعاذ بن ہشام وعبد الرحمن ابن مہدی ومحمد بن جعفر غندر ویحیی القطان وابی احمد الزبیری وطائفۃ وعنہ البخاری ومسلم وابو داود وروی النسائی عن ابی بکر بن علی المروزی عنہ وغیرہم روی عنہ البخاری خمسۃ ومسلم اربعین مات سنہ ۲۳۵ھ

نمبر پانزدہم

عمر الوکیعی ثنا زید بن الحباب ثنا الولید بن عقبة بن نزار العنسی حدثنی سماك بن عبید بن الولید العبسی قال دخلت علی عبد الرحمٰن بن ابی لیلی فحدثنی انه شهد علیا رضی الله عنه فی الرحبة قال انشد الله رجلا سمع رسول الله صلعم وشهد یوم غدیر خم الا قام ولا یقوم الا من قد راه فقام اثنا عشر رجلا فقالوا قد راٗیناه وسمعناه حیث اخذ بیده یقول اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله فقام الا ثلاثة لم یقوموا فدعا علیهم فاصابتهم دعوته ۔

احمد بن عمر وکیعی نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہم سے زید بن حباب نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہم سے ولید بن عقبہ بن نزار عنسی نے کہا حدیث کی مجھ سے سماک بن عبید بن ولید عبسی نے سماک کہتے ہیں کہ داخل ہوا میں عبد الرحمن ابن ابی لیلی پر پس حدیث بیان کی مجھ سے عبد الرحمن نے کہ وہ حاضر تھا علی بن ابیطالب کے پاس رحبہ (محلہ ہے کوفہ میں) میں کہا حضرت علی نے قسم دیکر اللہ کی جس آدمی نے رسول اللہ صلعم کو سنا ہو اور حاضر رہا ہو غدیر خم میں وہ کھڑا ہو جائے اور نہ کھڑا ہو مگر وہی شخص جسنے دیکھا ہو حضرت کو پس کھڑے ہو گئے بارہ آدمی پس اونہوں نے کہا کہ ہم نے دیکھا ہے رسول اللہ کو اور سنا ہے رسول اللہ سے جبکہ پکڑا تھا اونہوں نے ہاتھ کو علی کے اور فرما رہے تھے رسول اللہ کہ خداوندا دوست رکھ اوس شخص کو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو اور نصرت کر اوسکی جو نصرت کرے علی کی اور رسوا کر تو اوسکو جو رسوا کرے علی کو پس کھڑے ہو گئے مگر تین آدمی نہ کھڑے ہوے پس بددعا کی اون پر علی نے پس اثر کر گئی بددعا اون پر۔

اور کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۰ مطبوعہ حیدرآباد میں امام احمد بن حنبل کے حوالہ سے یہ حدیث مرقوم ہے۔

نمبر شانزدہم

(مسند زید بن ابی وفی) لما اخی النبی صلعم بین اصحابه قال علی لقد ذهب روحی وانقطع ظهری حین رأیتك فعلت باصحابك ما فعلت غیری فان کان هذا من سخط علی فلك العتبی والکرامة فقال رسول الله صلعم والذی بعثنی بالحق ما اخترتك الا لنفسی وانت منی بمنزلة هارون من موسیٰ

زید بن ابی اوفی سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے صحابہ کے درمیان میں بھائی چارہ بنایا جناب علیؑ کہنے لگے میری جان نکل گئی اور پیٹھ ٹوٹ گئی جب میں نے آپکو دیکھا کہ آپ میرے سوا اپنے اصحاب میں رشتہ اخوت قائم کر رہے ہیں۔ اگر یہ امر مجھپر کسی آپکی ناراضگی کی وجہ سے ہے تو اچھا جیسی آپکی مرضی ہے جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا! قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جسنے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ ہم نے تجھے پیچھے چھوڑا تھا مگر خاص اپنی ذات کیلئے تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں

غیر انه لا نبی بعدی وانت اخی ووارثی	اور تو میرا بھائی اور وارث ہے جناب علی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
قال وما ارث منك یا رسول الله قال	مین حضور سے کیا ورثہ حاصل کرونگا حضرت نے ارشاد کیا
ما ورث الانبیاء من قبلی قال وما ورث	مجھسے پہلے انبیا نے جو ورثہ پایا ہے - جناب علی نے عرض کیا
الانبیاء من قبلك قال کتاب الله وسنة	آپ سے پہلے انبیا نے کیا ورثہ پایا ہے فرمایا خدا کی کتاب اور
نبیهم وانت معی فی قصری فی الجنة مع فاطمة	نبی کی سنت اور تو جنت مین میرے ساتھ میرے قصر مین
ابنتی وانت اخی ورفیقی (اخرجه احمد)	فاطمہ کی معیت مین ہوگا اور تو میرا بھائی اور رفیق ہے ۔

اور یہ حدیث مسند امام احمد کی جلد ثالث ص ۲۸۵ سے نقل ہے اور اسی حدیث کو ترمذی نے عبد بن حمید کے طریق سے انس کی سند سے روایت کی ہے جسکے درمیان کے اسناد مین - عفان بن مسلم اور حماد بن سلمہ اور علی بن زید واقع ہین امام احمد نے انہین اسناد کے ساتھ براء بن عازب کی سند سے حدیث غدیر کی وارد کی ہے نقل ہو چکی - آگے یہی حدیث غدیر براء بن عازب کی سند کی صحیح ترمذی اور خصایص نسائی مین نہ ملیگی کیونکہ اسی حدیث مین حضرت عمر کا جناب علی علیہ السلام کو مبارکباد دینا مذکور ہے ۔

صحیح ترمذی جلد ثانی ابواب تفسیر القرآن سورہ احزاب مین ہے -

حدثنا عبد بن حمید نا عفان بن مسلم نا حماد بن سلمة نا علی بن زید عن انس بن مالك ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یمر بباب فاطمة ستة اشهر اذا خرج الی صلوة الفجر یقول الصلوة یا اهل البیت انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا هذا حدیث حسن غریب

اور مسند امام احمد ج ۳ ص ۲۸۵ مین ہے - حدثنا عبد الله عن ابی ثنا عفان ثنا حماد انا علی بن زید عن انس بن مالك رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یمر بباب فاطمة ستة اشهر اذا خرج الی الصلاة الفجر یقول الصلوة یا اهل البیت انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا

روایت کی عبد اللہ نے اپنے باپ سے کہا اونھون نے حدیث کی ہم سے عفان نے کہا حدیث کی ہم سے حماد نے علی بن زید سے کہا اونھون نے کہ انس بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ صلعم حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دروازہ پر چھ ماہ تک گذرتے جبکہ فجر کی نماز کے لئے نکلتے اور فرماتے نماز پڑھو اے اہل بیت سوائے اسکے نہین کہ ارادہ کرتا ہے اللہ کہ دور کرے تم سے رجس (گناہان پلیدی) کو اے اہل بیت اور پاک کرے تمکو خوب پاک کرنا"

اب پہلی حدیث غدیر براء بن عازب کی سند والی اور صحیح ترمذی اور مسند امام احمد کے حدیث مذکورہ کے رواۃ جن مین عفان حماد - علی بن زید واقع ہین دیکھو

اسکے بعد اس حدیث مسند امام احمد کی جلد ششم ص ۳۲۳ کو بھی منطبق کرو -

حدثنا عبد الله حدثنی ابی ثنا عفان ،	عبد اللہ کہتے ہین حدیث کی مجھسے میرے باپ نے
ثنا حماد بن سلمة قال ثنا علی بن زید عن	اونھون نے عفان سے اونھون نے حماد بن سلمہ سے کہا اونھون
شهر بن حوشب عن ام سلمة ان رسول الله	نے حدیث کی ہم سے علی بن زید نے شہر بن حوشب سے

عربی	ترجمہ
قال لفاطمۃ ائتنی بزوجك وابنيك	اوسنے حضرت ام سلمہ سے کہا اونھون نے کہ رسول مقبول نے
فجاءت بهم فالقى عليهم كساء فدكيا قال	فرمایا فاطمہ سے کہ لے آو میرے پاس اپنے شوہر (علی) کو اور دونو
ثم وضع يده عليهم ثم قال اللهم	لڑکون (حسن حسین) کو بس لائین سیدہ اونکو بس ڈالدیا
ان هؤلاء آل محمد فاجعل	اون پر چادر فدکی پھر ہاتھ رکھا رسول اللہ نے اون سب پر
صلواتك وبركاتك على محمد وعلى	پھر کہا حضرت صلعم نے اے پروردگار عالم یہی آل محمد ہین
آل محمد انك حميد مجيد	پس قرار دے تو رحمت اور برکت اپنی اوپر محمد و آل محمد کے تحقیق
قالت ام سلمۃ فرفعت الكساء	کہ تو لائق حمد و ثنا ہے کہا ام سلمہ نے پس اوٹھایا مین نے
لادخل معهم فجذبه من يدى وقال	چادر کو تاکہ داخل ہون مین اونکے ساتھ پس کھینچ لیا چادر کو
انك على خير	میرے ہاتھ سے اور حضرت نے فرمایا تو خیر پر ہے۔

حدیث مذکورہ سے یہ امر بوجوہ کامل متحقق و مبین ہوگیا کہ کل امت جس مین کل صحابہ شامل ہین انہین محمد و آل محمد پر درود بھیجنے کے لئے نماز مین فرض کیا گیا ہے اور وہ مردون مین رسول اللہ کے بعد علی علیہ السلام ہین پھر امامین ہمامین جناب حسنین علیہما السلام ہین پھر جناب علی بن الحسین پھر اونکے بیٹے جناب امام محمد باقر علیہ السلام ہین جن سے حضرت جابر صحابی نے موافق فرمانے رسول اللہ کے حضرت کا سلام پہونچایا تھا۔ پھر اونکے بیٹے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ہین۔

اب ہم جزو موخر الذکر امامین ہمامین سے سورہ مائدہ کا کامل نازل ہونا اور پنجشنبہ کے روز نازل ہونا دکھاتے ہین۔

مجمع البیان علامہ طبرسی علیہ الرحمہ مطبوعہ طہران صفحہ ۲۷۸ مین ہے۔

عربی	ترجمہ
عن ابى حمزة الثمالى قال	ابی حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہا کہ سنا مین نے ابا عبد اللہ
سمعت ابا عبد الله (امام جعفر صادقؑ)	امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ فرمایا حضرت نے کہ نازل ہوا
يقول نزلت المائدة كملا ونزل	سورہ مائدہ کامل جسکے ساتھ ستر ہزار فرشتے اترے تھے۔
معها سبعون الف ملك - عن ابى	جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص سورہ
جعفر محمد بن على قال من قرء سورة المائدة	مائدہ کی تلاوت ہر پنجشنبہ کو کریگا اوسکا ایمان ظلم اور شرک سے
فى كل يوم خميس لم يلبس ايمانه بظلم ولا يشرك ابدا	کبھی آلودہ نہوگا۔

اور صفحہ ۲۸۱ تفسیر مذکورہ مین اور صفحہ ۲۸۰ کتاب تشئید المطاعن جلد اول مطبوعہ مجمع البحرین لودہیانہ سنہ ۱۳۰۰ھ مین بہ تفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم مرقوم ہے (البتہ تفسیر مجمع البیان سے ۸۱ راتون والی عبارت سے ابتدا کی گئی ہے

عربی	ترجمہ
وانه صلعم مضى بعد ذلك باحد و	بالتحقیق رسول اللہ صلعم گذرے بعد نازل ہونے آیہ الیوم کے

لے زرقانی جلد ہفتم مطبوعہ مصر کے صفحہ پر امام شافعی کا یہ شعر مرقوم ہے۔ کہا جاتا ہے کہ امام شافعی امام احمد بن حنبل کے استاد تھے وتسب للامام الشافعیؒ یا آل بیت رسول الله حبكم :: فرض من الله فى القرآن انزله :: يكفيكم من عظيم الفخر انكم :: من لم يصل عليكم لا صلاة له :: امام شافعی کہتے ہین کہ اے اہل بیت رسول اللہ تمہاری محبت کو خدا نے فرض کیا ہے۔ اور قرآن شریف اسکے لئے نازل کیا ہے۔ تمہارے مرتبہ کی بڑائی کے لئے یہی کافی ہے کہ جو شخص تمپر درود نہ پڑھے اسکی نماز نہین ہوتی ۱۲

قال لفاطمۃ ائتنی بزوجك وابنيك	اوسنے حضرت ام سلمہ سے کہا اونہون نے کہ رسول مقبول نے
فجاوت بهم فالقى عليهم كساء فدكيا قال	فرمایا فاطمہ سے کہ آؤ میرے پاس بیٹے توہر (علی) کو اور دونون
ثم وضع يده عليهم ثم قال اللهم	لڑکون (حسن حسین) کو بس لائین سیدہ اونکو بس ڈالدیا
ان هؤلاء آل محمد فاجعل	اون پر چادر فدکی پھر ہاتھ رکھا رسول اللہ نے اون سب پر
صلواتك وبركاتك على محمد وعلى	پھر کہا حضرت صلعم نے اے پروردگار عالم یہی آل محمد این
آل محمد انك حميد مجيد	پس قرار دے تو رحمت اور برکت اپنی اوپر محمد و آل محمد کے تحقیق
قالت ام سلمۃ فرفعت الكساء	کہ تو لایق حمد و ثنا ہے کہا ام سلمہ نے پس اوٹھایا مین نے
لادخل معهم فجذبه من يدى وقال	چادر کو تاکہ داخل ہون مین اونکے ساتھ پس کھینچ لیا چادر کو
انك على خير	میرے ہاتھ سے اور حضرت نے فرمایا تو خیر پر ہے۔

حدیث مذکورہ سے یہ امر بوجوہ کامل متحقق و مبین ہوگیا کہ کل امت جس مین کل صحابہ شامل ہین انہین محمد و آل محمد پر درود بھیجنے کے لئے نماز مین فرض کیا گیا ہے اور وہ مردون مین رسول اللہ کے بعد علی علیہ السلام ہین پھر امامین ہمامین جناب حسنین علیہما السلام ہین پھر جناب علی بن الحسین پھر اونکے بیٹے جناب امام محمد باقر علیہ السلام ہین جن سے حضرت جابر صحابی نے موافق فرمانے رسول اللہ کے حضرت کا سلام پہونچایا تھا۔ پھر اونکے بیٹے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ہین۔

اب ہم بحرو موخر الذکر امامین ہمامین سے سورہ مائدہ کا کامل نازل ہونا اور پنجشنبہ کے روز نازل ہونا دکھاتے ہین۔

مجمع البیان علامہ طبرسی علیہ الرحمہ مطبوعہ طہران ص۲۷۸ مین ہے۔

عن ابى حمزة الثمالى قال	ابی حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہا کہ سنا مین نے اباعبداللہ
سمعت اباعبد الله (امام جعفر صادق)	امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ فرمایا حضرت نے کہ نازل ہوا
يقول نزلت المائدة كملاً ونزل	سورہ مائدہ کامل جسکے ساتھ ستر ہزار فرشتے اترے تھے۔
معها سبعون الف ملك ـ عن ابى	جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص سورہ
جعفر محمد بن على قال من قرء سورة المائدة	مائدہ کی تلاوت ہر پنجشنبہ کو کریگا اوسکا ایمان ظلم اور شرک سے
فى كل يوم خميس لم يلبس ايمانه بظلم ولا شرك ابداً	کبھی آلودہ نہوگا۔

اور ص۲۸۱ تفسیر مذکورہ مین اور ص۳۸۸ کتاب تشئید المطاعن جلد اول مطبوعہ مجمع البحرین لودہیانہ سنہ۱۳۱۲ھ مین بہ تفسیر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم مرقوم ہے (البتہ تفسیر مجمع البیان سے ۸۱ راتون والی عبارت سے ابتدا کی گئی ہے

وانه صلعم مضى بعد ذلك باحد و	بالتحقیق رسول اللہ صلعم گذرے بعد نازل ہونے آیہ الیوم کے

۱؎ زرقانی جلد ہفتم مطبوعہ مصر کے ص۷ پر امام شافعی کا یہ شعر مرقوم ہے۔ کہا جاتا ہے کہ امام شافعی امام احمد بن حنبل کے استاد تھے وينسب للامام الشافعى يا آل بيت رسول الله حبكم ؛ فرض من الله فى القرآن انزله ؛ يكفيكم من عظيم الفخر انكم ؛ من لم يصل عليكم لا صلاة له ؛ امام شافعی کہتے ہین کہ اے اہل بیت رسول اللہ تمہاری محبت کو خدا نے فرض کیا ہے۔ اور قرآن شریف اسکے لئے نازل کیا ہے۔ تمہارے مرتبہ کی بڑائی کے لئے یہی کافی ہے کہ جو شخص تمپر درود نہ پڑھے اسکی نماز نہین ہوتی ۱۲

ثمانین لیلۃ والمروی عن الاماماین	اٹھاسی راتوں پر اور روایت کی گئی ہے دونوں اماموں یعنی
ابی جعفر و ابی عبد اللہ ع انہ	امام جعفر صادق اور امام باقر علیہما السلام سے اس بات کی
انما نزل بعد ان نصب النبی صلعم	کہ جزاین نیست کہ نازل ہوئی آیت الیوم اکملت لکم دینکم
علیاً علماً للانام یوم غدیر خم	بعد اسکے کہ منصوب کیا علی علیہ السلام کو سردار واسطے خلق کے
بعد منصرفہ عن حجۃ الوداع قالا وھو	غدیر خم کے روز وقت اپنے پلٹنے حجۃ الوداع کے ہر دو اماموں
اٰخر فریضۃ انزلھا اللہ تعالیٰ ثم لم ینزلھا	نے فرمایا کہ وہ آخری فریضہ تھا کہ نازل کیا تھا اوسکو
بعدھا فریضۃ ۔	اللہ جلشانہ نے پھر اسکے بعد کوئی فریضہ نہیں نازل ہوا۔

اور نمبر (۳) ابن اسحاق اور نمبر (۵) واقدی اور نمبر (۶) ابن سعد کے بیان میں ۱۰ ذیحجہ یوم غدیر کو پنجشنبہ کا دن ہونا ثابت ہو چکا ہے اور یہی پنجشنبہ ۲۹ صفر تک اسی دن پر اور گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) تک ۸۱ یوم کامل پر پہونچتا ہے اور اسی گیارہ ربیع الاول کی شام سے یعنی شب دوازدہم ربیع الاول سے حضرت ابوبکر کی خلافت کا حساب حضرت عائشہ کی سند سے ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ تک دو سال تین مہینے دس شبوں تک متحقق ہوتا ہے جس میں ایک شبانہ روز کی مدت حضرت ابوبکر میں غلط اضافہ کیا گیا ہے یہ ایک شبانہ روز جناب علی علیہ السلام کی خلافت از روی وراثت نیز رسول اللہ کے ۱۸ ذیحجہ غدیر خم میں خداوند عالم کے حکم سے نصب فرمانے سے ہو چکی تھی

پس ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو پورا سورہ مائدہ کا نزول حتماً و جزماً و یقیناً ثابت ہو گیا۔

توثیق (امام احمد بن حنبل) شیخ عبد الحق محدث دہلوی رجال مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں - الامام احمد بن حنبل ھو الامام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ھلال بن اسد الشیبانی منسوب الی شیبان ... ولد ببغداد فی ربیع الاول سنۃ اربع وستین ومائۃ ومات بھا سنۃ ۲۴۱ھ احد اربعین سنۃ کان اماما فی الفقہ والحدیث والزھد والورع والعبادۃ ... والحجۃ والمحدث ... ثم رحل الی الکوفۃ والبصرۃ والمکۃ والمدینۃ والیمن والشام والجزیرۃ وسمع الحدیث وکتب عن علماء ذلک العصر مثل اسماعیل بن علیۃ وھشیم بن بشیر ویزید بن ہارون ویحیی بن سعید القطان وعبد الرحمن بن مہدی وابو داؤد الطیالسی ووکیع بن الجراح وسفیان بن عیینۃ ومحمد بن ادریس الشافعی وعبد الرزاق بن ہمام وخلق کثیر سواھم وروی عنہ ابناہ صالح وعبد اللہ وابن عمہ حنبل بن اسحاق ومحمد بن اسمٰعیل البخاری ومسلم بن الحجاج النیسابوری وابو زرعۃ وابو حاتم وابو داؤد وخلق سواھم کثیر وفضائلہ کثیرۃ الخ

ایضاً کشف الظنون میں ہے۔ مسند الامام احمد بن محمد بن حنبل المتوفی سنۃ ۲۴۱ھ ھو کتاب جلیل وان احمد بن حنبل شرط فیہ ان لا یخرج الا حدیثاً صحیحاً عندہ ۔

امام تقی الدین سبکی شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام میں فرماتے ہیں - احمد رحمہ اللہ لم یکن یروی الا عن ثقۃ وقد صرح الخصم یعنی ابن تیمیۃ بذلک فی کتاب الذی صنفہ فی الرد علی البکری بعد عشر کراریس منہ قال ان القائلین بالجرح والتعدیل من علماء الحدیث نوعان منھم لم یرو الا عن ثقۃ عندہ کمالک وشعبۃ ویحیی بن سعید وعبد الرحمن بن مہدی واحمد بن حنبل وکذلک البخاری وامثالہ وقد کفانا الخصم بھذا الکلام مؤنۃ تبیین ان احمد لا یروی الا عن ثقۃ انتہی (کہ) احمد نہیں روایت کرتے مگر ثقہ سے اور بیشک اس امر کی تصریح کی ہے خصم یعنی ابن تیمیہ نے چنانچہ کہا ہے کہ جو علمائے حدیث ارباب جرح و تعدیل ہیں انکی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو صرف اسی راوی سے روایت کرتے ہیں جو ثقہ ہو جیسے مالک و شعبہ و یحیی بن سعید و عبد الرحمن بن مہدی و احمد بن حنبل و علی ہذا البخاری وامثالہ (امام سبکی فرماتے ہیں) بیشک بسبب اس اعتراف خصم کے ہم اس امر کے مشقت ثبوت سے بچ گئے کہ احمد نہیں روایت کرتے مگر ثقہ سے ۔

نمبر(۹) جامع صحیح بخاری محمد ابن اسمعیل بن ابراہیم بن المغیرہ المتوفی ۲۵۶ھ

بخاری نے اپنے صحیح میں متعدد حدیثیں رسول اللہ کے سفر حج فرمانے کی وارد کی ہیں قبل اسکے نمبر ۱ ایک زہری میں عروہ کے طریق حضرت عایشہؓ کی سند سے اور نمبر ۲ موسی بن عقبہ میں حضرت ابن عباسؓ کی سند بت ۲۵ ذوقعدہ کو سفر حجۃ الوداع کی نقل ہوچکی ہیں - یہان دیگر طرق کی حضرت عائشہ کی سند سے نقل کیجاتی ہین جس سے بھی حضرت کا سفر حج فرمانا ۲۵ ذوقعدہ کو بعد نماز ظہر کے جبکہ پانچ راتین ذوقعدہ کی باقی تھین ثابت ہوتا ہے یعنی ۲۵ ذوقعدہ کی آنیوالی شب ۲۶ ذوقعدہ سے ۳۰ ذوقعدہ تک پانچ راتین ہوئین -

باب الخروج آخر الشھر

قال البخاری حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ عن مالك عن یحیی بن سعید عن عمرۃ بنت عبد الرحمن انہا سمعت عائشۃ تقول خرجنا مع رسول اللہ صلعم لخمس لیال بقین من ذی القعدۃ قال یحیی فذکرت ھذا الحدیث للقاسم بن محمد -

باب آخر ماہ کے نکلنے کے بیان مین

کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے مالک سے اوس نے یحیی بن سعید سے اوسنے عمرۃ بنت عبد الرحمن سے اوسنے حضرت عائشہ سے کہا اوسنے سنا مین نے حضرت عائشہ سے کہ نکلے ہم لوگ رسول اللہ کے ساتھ جبکہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین اور یحیی نے کہا ہے کہ مین نے اس حدیث کو قاسم بن محمد کے واسطہ سے بھی ذکر کیا ہے -

(باب بات بذی الحلیفۃ)

قال البخاری حدثنا عبد اللہ بن محمد حدثنا ھشام بن یوسف اخبرنا ابن جریج حدثنا محمد بن المنکدر عن انس بن مالك قال صلی النبی صلعم بالمدینۃ اربعا و بذی الحلیفۃ رکعتین -

باب ذوالحلیفہ مین شب بسر کرنیکے بیان مین

کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن محمد نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہشام بن یوسف نے کہا خبر دی ہمکو ابن جریج نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن منکدر نے انس بن مالک سے کہا اوسنے کہ نماز پڑہی رسول اللہ نے مدینہ منورہ مین چار رکعت اور ذوالحلیفہ مین دو رکعت

باب الخروج بعد الظھر

قال البخاری حدثنا سلیمان بن حرب ثنا حماد بن زید عن ایوب عن ابی قلابۃ عن انس ان النبی صلی بالمدینۃ الظھر اربعا والعصر بذی الحلیفۃ رکعتین -

باب بعد ظہر کے نکلنے کے بیان مین

کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے سلیمان بن حرب نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حماد بن زید نے ایوب سے اوسنے ابی قلابہ سے اوس نے انس سے کہ بیشک رسول خدا نے پڑھی تھی مدینہ مین نماز ظہر چار رکعت اور ذوالحلیفہ مین عصر کی دو رکعت پڑھی

روایات مذکورہ مین تاریخ سفر ۲۵ ذوقعدہ کا دن نہیں بتایا گیا لیکن انس کی روایت سے اوس تاریخ مین یوم جمعہ نہین تھا

جسکی تحقیق مین ابن اسحاق کے سند سے جو بخاری کے شیوخ ہین حدیث مین ۱۲ ربیع الاول وفات النبی یوم دوشنبہ سے اور ۲۸ صفر چہار شنبہ مرض النبی کی مراجعت سے وردو خانون کا ساتوان نقشہ جنتری حروف طاہر طبری کا کثیر الوقوع ہے مرتب ہے جس سے ۲۵ ذوقعدہ دوشنبہ وسہ شنبہ محقق ہوچکا ہے دیکھو صلا کتاب ہذا۔

لیکن صحیح بخاری کتاب الاعتصام سے یہ روایت نقل کیجاتی ہے جس سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو جمعہ کا دن بتایا گیا ہے اور جسکے مراجعت سے ۲۵ ذوقعدہ کو جمعہ ہوتا ہے۔

قال البخاری حدثنا الحمیدی حدثنا (اول) سفیان عن مسعر[٥١] وغیرہ عن قیس[٥٢] بن مسلم عن طارق بن شہاب قال قال رجل من الیہود لعمر یا امیر المومنین لو ان علینا انزلت ہذہ الایۃ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا لاتخذنا ذلک الیوم عیدا فقال عمر انی لاعلم ای یوم نزلت ہذہ الایۃ یوم عرفۃ ۔ صحیح

کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے حمیدی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے مسعر وغیرہ سے اونسے قیس بن مسلم سے اونسے طارق بن شہاب سے کہا اونسے کہ کہا ایک یہودی نے حضرت عمر سے کہ اگر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم ہم پر نازل ہوتا تو ہم روز نزول کو عید قرار دیتے یہ سنکر حضرت عمر نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ جس روز یہ آیہ نازل ہوا وہ روز عرفات اور یوم جمعہ تھا۔

قال البخاری حدثنا محمد بن یوسف (دوم) حدثنا سفیان عن قیس[٥٢] بن مسلم عن طارق بن شہاب ان اناسا من الیہود فقالوا لو انزلت ہذہ الایۃ فینا لاتخذنا ذلک الیوم عیدا فقال عمر انی لاعلم ای مکان انزلت رسول اللہ صلعم واقف بعرفۃ۔

کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے محمد بن یوسف نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے قیس بن مسلم سے اونسے طارق بن شہاب سے کہ چند یہودیون نے یہ بات کہی کہ اگر یہ آیت ہم بنی اسرائیل مین نازل ہوتی تو ہم لوگ روز نزول کو عید قرار دیتے پس حضرت عمر نے کہا کہ مجکو معلوم ہے کہ آیت کہان نازل ہوئی اور رسول اللہ عرفات مین کھڑے تھے۔

حدیث اول مین سفیان نے مسعر سے اور حدیث دوم مین سفیان نے قیس سے روایت کی ہے سفیان اور مسعر دونون ایک دوسرے کے شیخ ہین اور مسعر اور قیس بن مسلم دونون مرجیا[٥٣] یعنی خوارج[٥٤] سے ہین۔ جسکے ثبوت کے لئے دیکھو حاشیہ صفحہ ہذا اور صحیح بخاری جلد ۳۔ باب تفسیر سورۃ المائدۃ مین یہ حدیث ہے۔

---

[٥١] مسعر کا مرجیا ہونا (طبقات کبیر ابن سعد جلد ۶ مطبوعہ لیدن سنہ ۱۳۲۵ھ) مین ہے مسعر بن کدام ابن ظہیر بن عبید اللہ بن الحارث بن عبد اللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعۃ ویکنی ابا سلمۃ قال محمد بن عبد اللہ الاسدی توفی مسعر سنۃ ثلث وخمسین ومائۃ وقال ابو نعیم خمس وخمسین ومائۃ الی ان قال وکان مرجیا فمات الخ۔

[٥٢] قیس بن مسلم بھی مرجیا مذہب کے جو خوارج مین داخل ہی چنانچہ (تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے) قیس بن مسلم الجدلی العدوانی ابو عمرو الکوفی روی عن طارق بن شہاب والحسن بن محمد بن الحنفیۃ ومجاہد وعبد الرحمن بن ابی لیلی ۔۔ قال ابو داؤد کان مرجیا ۔۔ مات سنہ ۱۲۰ھ

[٥٣] مشکوۃ المصابیح (باب الایمان والقدر) مین ہے عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلعم صنفان من امتی لیس لہما فی الاسلام نصیب المرجیۃ والقدریۃ۔

[٥٤] ملل ونحل عبد الکریم شہرستانی مین ہے الخوارج من ذلک والمرجیۃ والوعیدیۃ کل من خرج علی امام الحق الذی اتفقت الجماعۃ علیہ یسمی خارجیا الخ

(مطبوعہ مصر مطبع بولاق ص۵ سنہ ۱۲۶۳ھ)

قال البخاری حدثنی محمد بن بشار حدثنا (سیوم) — کہا بخاری نے حدیث بیان کی مجھسے محمد بن بشار نے

عبد الرحمٰن[۱] حدثنا سفیان[۲] عن قیس عن طارق — کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد الرحمٰن نے کہا حدیث بیانکی

بن شہاب قالت الیہود لعمر انکم تقرؤن آیۃ لو نزلت — ہم سے سفیان نے قیس سے اونسے طارق بن شہاب سے کہا

فینا لاتخذناها عیدا فقال عمر انی لاعلم حیث انزلت واین انزلت — اونے کہ یہودی نے عمر سے کہا کہ تم ایسی آیت پڑہتے ہو اگر وہ

واین رسول اللہ صلعم حین انزلت یوم — آیت ہم مین نازل ہوتی تو ہم روز نزول کو عید قرار دیتے

عرفۃ وانا واللہ بعرفۃ — یہ سنکر عمر نے کہا مجکو معلوم ہے کہ کیون یہ آیت نازل ہوئی اور

سلہ ترجمہ (عبد الرحمن) طبقات ابن سعد جلد ہفتم قسم دوم مین ہے ”عبد الرحمن بن مہدی ویکنی ابا سعید وکان ثقۃ کثیر الحدیث ولد سنۃ خمس وثلاثین ومائۃ سنہ ۱۳۵ء وتوفی بالبصرۃ سنۃ ثمان وتسعین ومائۃ“ یعنی عبد الرحمن ابن مہدی ثقہ اور حافظ حدیث ہے سنہ ۱۳۵ھ مین پیدا ہوا اور سنہ ۱۹۸ھ مین فوت ہو گیا

سلہ ترجمہ سفیان ۔ طبقات ابن سعد جلد پنجم مین ہے ۔ سفیان ابن عیینۃ ابن ابی عمران ”انہ ولد سنۃ ۱۰۷ھ تسع ومائۃ وکان اصلہ من اہل الکوفۃ ومات من رجب سنۃ ۱۹۸ھ ثمان وتسعین ومائۃ وکان ثقۃ ثبتا کثیر الحدیث حجۃ وہو ابن احد وتسعین سنۃ“ یعنی سفیان ابن عیینہ سنہ ۱۰۷ھ مین پیدا ہوا سنہ ۱۹۸ھ مین اکانوے سال کی عمر مین فوت ہو گیا ۔

ایضاً تہذیب الاسماء واللغات نووی مین ہے ۔ ”سفیان ابن عیینۃ ہو ابو محمد سفیان بن عیینۃ وہو من تابعی التابعین سمع الزہری وعمرو بن دینار والسبیعی وعبد اللہ بن دینار ومحمد بن المنکدر وخلائق من التابعین وغیرہم روی عنہ الاعمش والثوری ومسعر وابن جریج وشعبۃ وہمام ووکیع وابن المبارک وابن مہدی الخ بطولہ قال سفیان قرأت القرآن وانا ابن اربع سنین وکتبت الحدیث وانا ابن سبع سنین الخ“ سفیان ابن عیینہ نے کہا ہے کہ مین نے سات سال کی عمر مین حدیث لکھنا شروع کیا ہے ۔ قیس بن مسلم کی وفات کے وقت سفیان تیرہ برس[۱۳] کا تھا اور سفیان و قیس دونون کوفی ہین صحابہ مین بعضے سات سال کے تھے جب اونہون نے حدیثین سنی ہین ۔ چنانچہ صحیح ترمذی مین ہے ”والسائب بن یزید لہ صحبۃ قد سمع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو غلام قبض النبی صلعم والسائب ابن سبع سنین“ اور سائب بن یزید کی آنحضرت سے صحبت ہے اسنے آنحضرت سے بچپن کی حالت مین سنا ہے آنحضرت فوت ہوئے اس حال مین کہ سائب سات برس کا تھا (صحیح ترمذی جلد دوم ابواب الفتن)

(ایضاً ۔ تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین ہے ۔ ”سفیان بن عیینۃ بن میمون العلامۃ الحافظ شیخ الاسلام ابو محمد الہلالی الکوفی“ ”قال عبد الرحمن ابن مہدی کان ابن عیینۃ احفظ من حماد بن زید“ ”وقال ابن مہدی عند سفیان ابن عیینۃ من المعرفۃ بالقرآن وتفسیر الحدیث مالم یکن عند الثوری“ یعنی کہا ابن مہدی نے نزدیک سفیان ابن عیینہ کے معرفت بالقرآن اور تفسیر حدیث سے وہ مقدار ہے جو ثوری کے پاس نہین ہے

اور صحیح ترمذی جلد اول کتاب النکاح مین ہے ”سمعت محمد بن المثنی یقول سمعت عبد الرحمن ابن مہدی یقول ما فاتنی الذی فاتنی من حدیث الثوری“ کہا ترمذی نے سنا مین نے محمد بن مثنی سے کہتا تھا سنا مین نے عبد الرحمن ابن مہدی سے کہتا تھا کہ نہین فوت ہوئی مجھسے وہ چیز کہ فوت ہوئی حدیث ثوری سے (اور ایسی کئی تین حدیثوں میں عبد الرحمن ابن مہدی کا سفیان الثوری ۔ اور سفیان (مجرد) یعنی ابن عیینہ سے علیحدہ علیحدہ روایت کرنا صحیح ہوتا ہے)

سلہ اور صحیح ترمذی ابواب الحدود مین ہے ۔ حدثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن ابن مہدی ثنا سفیان الثوری الخ مرقوم ہے ۔

سلہ اور صحیح بخاری باب علامات النبوت مین ہے ۔ حدثنی عمرو بن عباس حدثنا ابن مہدی حدثنا سفیان عن محمد بن المنکدر عن جابر الخ مرقوم ہے ۔

سلہ اور صحیح ترمذی جلد ثانی باب مناقب مین ہے حدثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن مہدی ثنا سفیان عن محمد بن المنکدر عن جابر بن عبد اللہ الخ مرقوم ہے ۔

روایت مذکورہ باب تفسیر مین ہے ۔ اور سفیان ابن عیینہ اصحاب تفاسیر سے ہے اور سفیان ثوری ارباب تفاسیر سے نہین ہے اسلئے یہ سفیان (مجرد) تو ورسفیان ابن عیینہ ہے ۔ جسکے ثبوت مین کشف الظنون جلد اول مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۳۳ سے ارباب تفاسیر کا یہ سلسلہ نقل ہے ”محمد بن کعب القرظی المتوفی سنہ ۱۱۷ سبع عشرۃ ومائۃ وقتادہ بن دعامۃ السدوسی المتوفی سنہ ۱۱۷ سبع عشرۃ ومائۃ والربیع بن انس والسدی ثم بعد ہذہ الطبقۃ الذین صنفوا الکتب التفاسیر التی تجمع اقوال الصحابۃ والتابعین کسفیان ابن عیینۃ ووکیع بن الجراح وشعبۃ بن الحجاج ویزید بن ہارون وعبد الرزاق وآدم بن ابی ایاس واسحاق بن راہویہ وروح بن عبادۃ وعبد اللہ بن حمید وابو بکر بن ابی شیبۃ وآخرین سیاتی الخ“

قال سفیان واشك	کیونکہ نازل ہوئی اور یہ سو کہنا اوسوقت کہان پہ تھے
كان يوم الجمعة ام لا	جب یہ آیت نازل ہوئی وہ دن عرفہ کا تھا اور یقینا یہ بھی
اليوم اكملت لكم	عرفہ مین تھا سفیان کہتا ہے کہ مجکو اس امر مین شبہہ
دينكم۔	کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم مین جو الیوم ہے وہ یوم جمعہ تھا یا نہین تھا۔

صحیح بخاری [illegible]

[illegible]

ہے یعنی یوم عرفہ جمعہ ہونے مین شک [illegible]

چونکہ عبد الرحمن ابن [illegible]

فرق رکھا ہے بلکہ خود عبد الرحمن ابن مهدی نے سفیان ثوری کو لفظ (ثوری) کی نسبت سے بغیر فقط ثوری سے استعمال کیا ہے جیسا کہ حاشیہ کی حدیثون مین گذرا

اور دوسرا سفیان ابن عیینہ جسکا نام مجرد (سفیان) سے ادرمع ولدیت کے بھی آتا ہے۔ علاوہ اسکے یہان ابن مہدی کی روایت سفیان سے ہے اون سب روایتون مین سفیان (مجرد) ہے صرف بعض روایت سفیان ثوری سے ہے اسلئے صریح ثابت ہوتا ہے کہ سفیان مجرد سے مراد (ابن عیینہ) ہے

اول حدیث مین بھی سفیان مجرد ہے جس نے مسعر کے واسطہ اور قیس بن مسلم سے روایت کی ہے یہ سفیان ابن عیینہ ہے اور باقی نمبر دوم و سوم کے حدیثون مین سفیان نے قیس ابن مسلم سے روایت کی ہے یہ سفیان بھی مجرد مذکور ہے جسکو بعض نے ثوری گمان کیا ہے لیکن تفسیری روایات مین سفیان ابن عیینہ مخصوص ہے جیسا کہ کتب انظار سے معلوم کر چکے اسلئے نمبر سوم کی حدیث جو باب تفسیر سورہ مائدہ مین ہے اور عبد الرحمن ابن مہدی جس سفیان سے روایت کرتا ہے وہ مجرد واقع ہے جس کے لئے کوئی امتیازی فرق نہین لکھا اسلئے یہ سفیان بھی ابن عیینہ تصور کیا جاتا ہے جس نے اول حدیث مین یوم عرفہ کو جمعہ کا دن روایت کی ہے اور اس تیسری حدیث مین وہی سفیان (مجرد) عرفہ کے دن یوم جمعہ ہونے مین شک کرتا ہے۔

یوم عرفہ یعنی ۹ ذیحجہ کو جمعہ کے مشکوک ہونے کی وجہ ۲۵ ذو قعدہ کی روایت حضرت کے سفر حجۃ الوداع فرمانے کی ہے جس کو بخاری نے حضرت عائیشہ کی سند سے متعدد طریقون کے ساتھ نیز حضرت عبد اللہ ابن عباس کی سند سے اور چوتھی ذیحجہ صبح داخلہ مکہ معظمہ کی روایت کی ہے۔

اور روایت سفر حج مین ذیقعدہ کامل (۳۰ دن) محسوب کیا گیا ہے کیونکہ حضرت نے پانچ شبون باقی ماہ ذو قعدہ پر سفر فرمایا ہے جس مین ایک شب چھ میل ذو الحلیفہ مین جو میقات اہالی مدینہ ہے بسر فرمائی یہان سے ظہر کے بعد مسلسل روانگی ہے اور دسوین منزل پر مکہ معظمہ ہے یوم عرفہ جمعہ والی روایت سے یکم ذیحجہ کو (پنجشنبہ) ہوتا ہے اصل مین یہی پنجشنبہ مشکوک ہے جسکی مراجعت سے ۲۵ ذو قعدہ یوم سفر حجۃ الوداع یعنی جمعہ کا دن ہوتا ہے اور حضرت نے ظہر کی چار رکعت کے بعد سفر فرمایا ہے تو لوگون نے (۲۶) ذو قعدہ کو

لليلتين بقيتا من صفر مبدی برسول	کہ دو راتین ماہ صفر کی باقی رہگئین تھین تو رسول اللہ صلعم کو
الله صلعم وجعه فحم وصدع فلما	درد سر اور تپ کا آغاز ہوا اور ۲۹ صفر پنجشنبہ کو حضرت
اصبح يوم الخميس عقد لاسامة لواء	نے اسامہ کے لئے اپنے دست مبارک سے لواء بنا کر
بيده	بنایا۔

پس یکم ربیع الاول سلہ کو یوم جمعہ تھا جسکو تین مہینے کامل سے پنجشنبہ لایا گیا ہے یہ ۲۹ صفر کا پنجشنبہ یکم ربیع الاول مین آنا محالات سے ہے۔ اسی ۲۹ صفر پنجشنبہ کے مراجعت سے ۸ ذیحجہ کو پنجشنبہ واقع ہوتا ہے اور ۹ ذیحجہ اور ۱۰ ذیحجہ بعدہ کو (سہ شنبہ) پس عرفہ ۹ ذیحجہ کا جمعہ بالکل غلط اور باطل ہے کیونکہ جمعہ سے منگل تک پانچ دن اور منگل سے جمعہ تک چار روز کا فاصلہ واقع ہوتا ہے۔

ابن جریج جو معاصر ابن اسحاق اور بخاری کے شیوخ حدیث مین داخل ہین جنہون نے بعد نزول آیہ الیوم اکملت لکم دینکم اکیاسی ۸۱ شب ٹھہرنا اور اکیاسیوین ۸۱ دن وفات النبی ہونا اپنے تفسیر مین روایت کی ہے۔ جس مین کسی تاریخ و دن کی قید نہین ہے۔ لیکن بعض محدثین نے روایت مذکورہ مین تصرف کرکے یوم عرفہ بڑھا یا ہے چنانچہ علامہ عینی حنفی اپنے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مجلد ہشتم کے صفحہ ۵۸۴ باب قولہ الیوم اکملت لکم دینکم مین تحریر فرماتے ہین۔

قال ابن جريج وغيره واحد مات رسول الله صلى	ابن جریج وغیرہ نے کہا ہے کہ وفات پائی
الله عليه وسلم بعد يوم عرفه باحد ثمانين يوما	رسول اللہ صلعم نے بعد یوم عرفہ (۹ ذیحجہ) کے ۸۱ دن کے

اور ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) تک اُناسی ۷۹ دن اور دوم ربیع اول (سنیچر) کو اکیاسی ۸۱ دن ہوتے ہیں جسکو خود علامہ عینی نے ابن اسحاق کی سند سے بیان کیا ہے پس دوشنبہ کا دن نہ آنے سے عرفہ کا نزول آیہ اکمال دین غلط اور باطل ہو گیا۔

اور ۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ صفر پنجشنبہ تک اسی ۸۰ دن یکم و ۲ ربیع الاول (جمعہ و ربیع الاول سنیچر) ۱۰ ربیع الاول (یکشنبہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کل اکیانوے ۹۱ دن کامل ہو گئے جس سے مدت خلافت ابوبکر کی حدیث عائشہ کے مطابق ملتی ہے

اب اصل حدیث ابن جریج کے تفسیر کی تفسیر جامع البیان طبری سے نقل کیجاتی ہے جس مین کسی خاص تاریخ کی قید نہین ہے یہی روایت ابن عباس والی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ابن جریج کو مجاہد تابعی سے پہونچی اور مجاہد اصحاب ابن عباس سے ہین اور ابن جریج حضرت ابن عباس سے بھی روایت کرتے ہین اسلئے کہ اونکے باپ (عبدالعزیز) نے ابن عباس سے روایت کی ہے اونھون نے اپنے باپ سے۔

آخر عمر رسول اللہ کی مدت والی روایت تفسیر جامع البیان طبری جلد ۶ صفحہ ۴۵ مطبوعہ مصر ۱۳۲۱ھ مین یہ ہے۔

قال ابن جرير حدثنا القاسم قال ثنا الحسين	ابن جریر کہتے ہین کہ حدیث کی ہم سے
قال ثنى حجاج عن ابن جريج قال مكث النبى صلعم	قاسم نے کہا حدیث ہم سے حسین نے کہا حدیث کی مجھ سے

بعد ما نزلت هذه الآية احدى و
ثمانين ليلة قوله اليوم اكملت لكم دينكم۔

حجاج نے ابن جریج سے روایت کی ہو کہ ٹھرے رسول اللہ صلعم
بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اکیاسی شب

حدیث مذکورہ ابن جریج کو مجاہد سے اونکو ابن عباس سے پہونچی جسکے تائید کی یہ روایتین اوسی تفسیر جامع البیان
طبری سے رواۃ مذکورہ کی اسی جلد ششم سے نقل کیجاتی ہین۔

اول حدیث جلد ۶ صـ۳۳ پارہ ۶ سورۃ النساء حدثنا القاسم قال ثنا الحسین قال ثنا حجاج عن ابن جریج
عن مجاهد الا من ظلم الآیة۔ ایضا القاسم بن الحسن قال حدثنا الحسین قال حدثنی حجاج عن ابن جریج
عن مجاهد قوله واذا استسقی لقومه قال خافوا الظمأ فی تیههم حین تاهوا فانفجر لهم الحجر اثنتی عشرة عینا ضربه
موسی قال ابن جریج قال ابن عباس الاسباط بنو یعقوب کانوا اثنا عشر رجلا کل واحد منهم ولد سبطا۔

ایضا القاسم ثنا الحسین قال حدثنی حجاج عن ابن جریج قال قال ابن عباس الطور الجبل الذی انزلت علیه یعنی علی
موسی التوراة وکانت بنو اسرائیل اسفل منه۔

اور اوسی تفسیر جامع البیان طبری مین یہ حدیث ہے جسکو ابن جریج (مذکور) نے مجاہد (تابعی) کی سند سے آیہ کریمہ
الیوم یئس الذین کفروا من دینکم الیوم اکملت لکم دینکم کو ان الفاظ تک بیان کیا ہے جس سے ہمارے ثبوت مین مزید اضافہ ہوتا ہے
کہ مجاہد کی یہ روایت ذیل جو غدیر خم کی ہے اوسی روز پوری آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ قال ابن جریر حدثنا القاسم قال
ثنا الحسین قال ثنی حجاج عن ابن جریج قال مجاهد الیوم یئس الذین کفروا من دینکم الیوم اکملت لکم دینکم هذا
حین فعلت (۱) قوله قال ابن جریج کذا فی النسخ ولم یذکر المقول ولعله سقط من قلم الناسخ ولیست هذه الزیادة فی الدر المنثور فلیتامل

احادیث موصوفہ مین رواۃ مذکورہ سے ابن جریج کو مجاہد اور ابن عباس رض سے پہونچنا واضح ہوگئی پس آیہ الیوم اکملت
لکم دینکم کے نازل ہونیکے بعد اکیاسی ۸۱ شب ٹھرنے کی روایت جو ابن جریج کی ہے وہ مجاہد اور ابن عباس کے سند کی متحقق ہوگئی۔

اور ابن عباس رض کے سند سے آیہ مبارکہ یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کا نزول یوم غدیر خم (۱۸ ذیحجہ) کو
ثابت ہوچکا ہے۔

اور اسی ۱۸ ذیحجہ سے گیارہ ربیع الاول تک اکیاسی ۸۱ یوم کامل ہوتے ہین اسلئے آیہ اکمال دین کا نزول غدیر خم مین بعد
نزول آیہ تبلیغ یا ایها الرسول بلغ ما انزل من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته الآیہ کے مطابق آتا ہے جیسا کہ مجاہد تابعی کی یہ
یہ روایت مع تکبیر اور شکریہ کے نقل کیجاتی ہے جس روایت کو سید شہاب الدین احمد نے توضیح الدلایل مین امام صالحانی کی سند
سے وارد کیا ہے جو عبقات الانوار غدیریہ کے جلد ثانی صـ۵۵۵ اور ارجح المطالب مولوی عبید اللہ امرتسری مطبوعہ لاہور کے صـ۵۶۸ سے نقل ہے

۱ھ توثیق (حجاج) طبقات ابن سعد جلد ۷ مین ہے۔ الحجاج بن محمد الاعور ویکنی ابا محمد مولی لسلیمان بن مجالد امیر ابی جعفر المنصور امیر المومنین
مات سنہ ۲۰۶ھ ست ومائتین تعتز کثیر الحدیث عن ابن جریج۔

عہ۲ توثیق ابن جریج طبقات ابن سعد ج ۵ مین ہے۔ عبد الملک بن عبد العزیز ابن جریج قال محمد عمر ومات ابن جریج سنہ ۱۵۰ھ خمسین ومائۃ وهو ابن ست وسبعین
سنۃ وکان ثقۃ کثیر الحدیث۔
ایضا الاکمال فی اسماء الرجال مشکوۃ مین ہے۔ ابن جریج اسمه عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج المکی الفقیه احد الاعلام روی عن مجاهد وابن ابی ملیکة وعطا وعکرمة
وعنه جماعة ایضا عبد العزیز ابن جریج المکی روی عن عائشة وابن عباس وعنه ابنه الفقیه عبد الملک وحصیف۔

قولہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا باسناد المذکورۃ عن مجاہد[۵۱] رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال نزلت ہذہ الآیۃ بغدیر خم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی رواہ الصالحانی[۵۲]۔

یعنی آج کے روز کامل کیا میں نے تمہارے لئے تمہارا دین اور پوری کردی تم پر نعمت اپنی الخ باسناد مذکورہ ماقبل مجاہد سے مروی ہے کہ یہ آیت مقام غدیر خم میں نازل ہوئی پس فرمایا رسالتماب صلعم نے کہ اللہ اکبر (خدا کا شکر ہے) اکمال دین اور اتمام نعمت پر اور اس امر پر کہ خداوند عالم میری رسالت اور علی کی ولایت سے راضی ہوا روایت کیا ہے اسکو امام صالحانی نے

اور علامہ نظام نیساپوری تفسیر غرائب القرآن[۵۳] ورغائب الفرقان مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۱ھ جو تفسیر جامع البیان طبری کے حاشیہ پر طبع ہے صفحہ ۱۷۰ پر لکھتے ہیں۔

یا ایہا الرسول بلغ عن ابی سعید الخدری ان ہذہ الآیۃ نزلت فی فضل علی بن ابی طالب رضی اللہ وکرم اللہ وجہہ یوم غدیر خم فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ

ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الآیہ جناب علی بن ابیطالب علیہ الصلوۃ والسلام کی فضیلت میں بروز غدیر خم نازل ہوا اور اسکے نزول پر رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ پس حضرت عمر نے حضرت علی علیہ السلام کو مبارکباد دی

---

۵۱ توثیق (مجاہد) امام محیی السنۃ بغوی تفسیر معالم التنزیل میں فرماتے ہیں۔ مانقلت فیہ من التفسیر عن عبد اللہ بن عباس رضی حبر ہذہ الامۃ ومن بعدہ من التابعین ائمۃ السلف مثل مجاہد وعکرمۃ وعطا ابن رباح والحسن البصری رضی وقتادہ وابی العالیۃ ومحمد بن کعب القرظی وزید بن اسلم والکلبی وضحاک ومقاتل بن حبان ومقاتل بن سلیمان۔ (ترجمہ) میں نے اپنے کتاب تفسیر معالم التنزیل میں) جو احادیث تفسیریہ نقل کی ہیں یہ وہ روایات ہیں کہ جو حبرامت حضرت عبداللہ بن عباس اور اونکے بعد تابعین آئمہ سلف مثل مجاہد وعکرمہ وعطا ابن ابی رباح وحسن بصری وقتادہ وابوالعالیہ ومحمد بن کعب قرظی وزید بن اسلم وکلبی وضحاک ومقاتل بن حبان ومقاتل بن سلیمان وغیرہم سے مروی ہیں۔ ایضاً طبقات جلد پنجم میں ہے۔ قال یحیی بن سعید القطان مات مجاہد اربع ومائۃ سنہ ۱۰۴ھ وکان فقیہاً عالماً ثقۃ کثیر الحدیث ایضاً کشف الظنون جلد اول صفحہ ۲۳۰ میں ہے اما المفسرون من التابعین فمنہم اصحاب ابن عباس وہم علماء المکۃ المکرمۃ ومنہم مجاہد وعکرمۃ المتوفی ثلاث ومائۃ سنہ ۱۰۳ھ قال عرضت القرآن علی ابن عباس رضی ثلاثین مرۃ اعتمد علی تفسیرہ الشافعی والبخاری۔

۵۲ امام صالحانی یہ ساتوین صدی کے اعلام اخیار سے ہین چنانچہ علامہ سید شہاب الدین احمد توضیح الدلایل میں انکی نسبت فرماتے ہین۔ الامام العالم الادیب الاریب المحلی بسجایا المکارم الملقب بین الاجلۃ الائمۃ الاعلام بمحیی السنۃ وناصر الحدیث ومجدد الاسلام العالم الربانی العارف السبحانی سعد الدین ابوحامد محمود بن محمد بن حسین بن یحیی الصالحانی یعنی امام عالم ادیب صاحب مکارم باخلاق عالم ربانی عارف سبحانی (الصالحانی) جو مابین اجلہ ائمہ اعلام القاب ناصر الحدیث محیی السنۃ مجدد الاسلام سے ملقب، کئے جاتے ہین الخ
اور شاہ سلامت اللہ بدایونی ثم کانپوری اپنے کتاب (معرکۃ الآرا) میں مخاطب شیعہ کی طرف فرماتے ہین کہ روایت صالحانی کہ از توضیح الدلایل سید شہاب الدین بتجشم نقلش پرداخت مصداق اہل سنت ومکذب مزعوم شیعہ است چہ از روایات، مذکورہ چون آفتاب نیمروز درخشان است کہ سنیان از مناقب ومدایح شاہ مردان زیادہ تر از شیعان روایت کردہ اند (منقول از عبقات مذیر)

۵۳ کشف الظنون میں ہے۔ غرائب القرآن ورغائب الفرقان فی التفسیر للعلامۃ نظام الدین حسن بن محمد بن حسین القمی النیساپوری المعروف بنظام الاعرج الخ ۱۲

عاداه فلقيه عمر رض وقال
هنيأ لك يا ابن ابي طالب اصبحت
مولاي ومولى كل مؤمن ومؤمنة وهو قول
ابن عباس والبراء ابن عازب ومحمد بن علي

اور کہا کہ مبارک ہو اسے ابن ابیطالب کہ تم آج
سے جمیع مومنین ومومنات کے مولی ہوگئے (اور
یون ہی عبد اللہ بن عباس اور براء بن عازب اور
امام محمد باقر سے مروی ہے)۔

اور براء بن عازب نے حدیث غدیر کو بقید تاریخ ودن ومہینہ ومقام کے روایت کی ہے جسکو شیخ جمال الدین محمد بن یوسف زرندی نے اپنے کتاب نظم درر السمطین[۵] فی فضائل المصطفیٰ والمرتضیٰ والبتول والسبطین مین وارد کیا ہے اور جو عبقات الانوار غدیر جلد ثانی صفحہ ۱۹۲ سے نقل ہے۔

روى الامام الحافظ ابوبكر احمد بن الحسين
البيهقي رحمه الله بسنده الى البراء بن عازب
قال قبلنا مع النبي صلى الله عليه وسلم في حجة الوداع
حتى اذا كنا بغدير خم يوم الخميس ثامن عشر
من ذي الحجة فنودي فينا الصلوة جامعة وكسح
للنبي صلى الله عليه وسلم تحت شجرتين فاخذ النبي
صلى الله عليه وسلم بيد علي ثم قال لست اولى
بالمومنين من انفسهم قالوا
بلى قال الست اولى بكل مومن من
نفسه قالوا بلى قال اليس ازواجي امهاتكم
قالوا بلى فقال رسول الله صلعم فان هذا مولى
من انا مولاه اللهم وال من
والاه وعاد من عاداه فلقيه
عمر بن الخطاب رضي الله
عنه بعد ذلك فقال له هنيأ لك
يا ابن ابي طالب اصبحت وامسيت
مولى كل مومن ومومنة۔

امام حافظ بیہقی نے بسند خود براء ابن عازب سے
روایت کی ہے کہ ہم لوگ نبی صلعم کے ساتھ حجۃ الوداع
سے چلے حتی کہ غدیر خم مین ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ کے روز وارد
ہوئے پس الصلوٰۃ جامعہ کی ندا دیگئی اور آنحضرت کے لئے
دو درختون کے نیچے صفائی کی گئی منبر تیار کیا گیا پس آنحضرتؐ
صلعم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑکر لوگون سے ارشاد کیا کہ
کیا مین مومنین کے لئے اونکے نفوس سے اولی نہین ہون
سب نے عرض کیا بیشک پھر فرمایا کیا مین ہر مومن کیلئے
اوسکے نفس سے اولی نہین ہون سب نے عرض کیا کہ
بیشک پھر فرمایا آنحضرت نے کیا میری بیبیان تمھاری
مان نہین ہین سب نے کہا بیشک ہین پس فرمایا
آنحضرت نے کہ جسکا مین مولا ہون اوسکا یہ (علی) مولا
ہے خداوندا دوست اوسکو رکھ جو علی کو دوست رکھے
اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے اوسکے بعد
ہی حضرت عمر بن خطاب نے حضرت علی سے ملکر مبارکباد
دی اور کہا کہ خوشی ہو تمکو اے ابوطالب کے بیٹے صبح
کی تم نے اور شام کی تم نے در آنحالیکہ کل مومن ومومنہ
کے مولا ہوئے۔

یہی ۱۸ ذیحجہ کا (پنجشنبہ) آگیا کہ یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ و ۲۹ صفر کو ستر دن پر منتہی ہوتا ہے اور پلٹنے سے ۹ ذیحجہ اور ۲۵ ذیقعدہ کو

[۵] ذکر کتاب (درر السمطین) کشف الظنون مین ہے۔ درر السمطین فی فضائل المصطفیٰ والمرتضیٰ والبتول والسبطین للشیخ جمال الدین محمد بن یوسف الزرندی محدث الحرم النبوی المتوفی خمسین سبعمائۃ ۷۵۰ھ۔ (کشف الظنون ج۔ اول صفحہ ۳۲۱)

(سہ شنبہ) اور یہی (سہ شنبہ) ۱۲ ربیع الاول کو بیاسی[۸۲] روز پر پہونچتا ہے یعنی ۸ ذیحجہ سے گیارہ ربیع الاول تک ۸۱ دن اور ۱۲ ربیع الاول تک بیاسی دن ہوتے ہین پس ۸ ذیحجہ غدیرخم کو پنجشنبہ کے دن آیہ بلغ ما انزل الیک کے بعد آیہ الیوم اکملت[۱] نازل ہوا جیساکہ مجاہد تابعی کی روایت سے ثابت ہوکر مطابق ہوگیا اور ۹ ذیحجہ عرفہ روز سہ شنبہ جو اجس سے یوم جمعہ کی روز کے فصل سے غلط اور باطل ہوگیا۔

اور مفسرین نے جو یوم عرفہ یوم جمعہ بعد عصر کے نازل ہونکی روایت کی ہے جس سے عید جمعہ قرار دیتے ہین وہ وقت بعد عصر کے شب شنبہ سے اتصال کرتا ہے جسکو (عشیہ شنبہ) کہینگے جسکی اکیاسیوین[۸۱] شب (شب سہ شنبہ) اور اکیاسیوان روز (شنبہ) ہوا اگر عرفہ کے دن (پنجشنبہ) ہو تو بعد عصر کے (عشیہ جمعہ) ہوتا اسلئے بھی سفیان اس عرفہ جمعہ مین شک کرگیا جو ہونا بھی چاہئے اور یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ کے وفات کی تاریخ مین پیچیدگیان ڈالی گئین اور صحیح روایتون کو اسی یوم عرفہ جمعہ کے پردہ مین رکھکر اسند ضعیف ولایصح (تفسیر درمنثور سیوطی وغیرہ) کہا گیا جیساکہ اتقان[۱] فی علوم القرآن سیوطی جلد اول مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۶ھ کے صفحہ ۲۱ مین ہے۔

واخرج ابوعبيد عن محمد بن كعب	ابوعبید نے محمد بن کعب سے روایت کی ہے کہ
قال نزلت سورة المائدة في	سورۂ مائدہ حجۃ الوداع مین درمیان مکہ اور مدینہ (یوم
حجة الوداع فيما بين مكة والمدينة	غدیرخم مین) کے نازل ہوا اوسی سورہ مین آیہ الیوم اکملت
(منها) اليوم اكملت لكم دينكم	لکم دینکم ہے جو صحیح (بخاری) مین حضرت عمر سے مروی
في الصحيح عن عمر انها نزلت عشية عرفة	ہے کہ اسکا نزول عشیہ عرفہ جمعہ کے دن سال حجۃ الوداع
يوم الجمعة عام حجة الوداع	مین ہوا جو بہت طریقون سے مروی ہے لیکن ابن مردویہ
له طرق كثيرة لكن اخرج	نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ آیہ الیوم اکملت
ابن مردويه[۲] عن ابي سعيد	لکم دینکم یوم غدیر مین نازل ہوا۔ اور یہی مضمون ابوہریرہ
الخدري انها نزلت يوم غدير	سے بھی مروی ہے اوسمین یہ زیادتی ہے کہ وہ اٹھارہوین
خم واخرج مثله حديث	ذیحجہ تھی زمانہ مراجعت مین حجۃ الوداع کے اور یہ دونون
ابي هريرة وفيه انه اليوم الثامن	صحیح نہین ہین اور اسی سورہ مین آیہ واللہ یعصمک
عشر من ذي الحجة مرجعه من حجة الوداع	من الناس ہے جسکی نسبت صحیح ابن حبان[۳] مین ابوہریرہ سے

---

[۱] کشف الظنون مین ہے۔ الاتقان فی علوم القرآن للشیخ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی المتوفی سنۃ احدی عشرۃ وتسعمائۃ سنہ ۹۱۱ھ

[۲] ایضاً طبقات الحفاظ جلال الدین سیوطی مین ہے۔ ابن مردویہ الحافظ الکبیر العلامہ ابوبکر احمد بن موسی بن مردویہ الاصبہانی صاحب التفسیر والتاریخ والمستخرج علی البخاری سمع ابا سہل بن زیاد القطان وخلقا وکان قیما بہذا الشان بصیرا بالرجال طویل الباع ملیح التصانیف ولد سنۃ ۳۲۳ مات سنہ ۴۱۰ھ۔

[۳] کشف الظنون حصہ اول صفحہ ۲۶۶ بذکر (تاریخ) مذکور ہے۔ ابن حبان محمد البستی الحافظ المتوفی سنہ ۳۵۴ھ اربع وخمسین وثلثمائۃ۔
ایضاً الاکمال فی اسماء الرجال مین ہے۔ ابوحاتم محمد بن حبان البستی حافظ جلیل کثیر التصانیف حدث عن ابی خلیفۃ وابی یعلی وغیرہما۔
ایضاً شیخ جمال الدین عبد الرحیم بن الحسن اسنوی کے طبقات فقہائے شافعیہ مین ہے۔ ابوحاتم محمد بن حبان الامام الحافظ مصنف الصحیح وغیرہ رحل الی الآفاق کان من اوعیۃ العلم لغۃً وحدیثاً وفقہاً ووعظاً ومن عقلاء الرجال قالہ الحاکم وقال ابن السمعانی امام عصرہ الخ۔

وکلا ما لا احتج (وصها) دىله تصححه للناس فى صحيحه لرجاء عن ابى هريرة الحاربيت كى المصعو　　مروی ہے کہ یہ آیت سفر مین اتری

محمد بن کعب قرظی کی روایت سورۂ مائدہ کے نزول کی اور ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ کی روایت آیہ اکمال دین کے نزول یوم غدیر خم ۱۸ ذیحجہ یعنی درمیان مکہ و مدینہ کے پوری مطابق ہوگئی لیکن آیہ اکمال دین کی اسوجہ سے صحیح نہین ہے کیونکہ صحاح مین حضرت عمر سے اس آیہ مبارکہ کا نزول عشیہ عرفہ جمعہ مین ہونا مروی ہے۔

یہ وہی روایت ہے جو قبل اسکے نقل ہوچکی اور جس مین یوم جمعہ مشکوک بیان کیا گیا ہے جس سے یکم ذیحجہ پنجشنبہ مشکوک ثابت ہوچکا ہے۔

اور حافظ ابن کثیر بھی اپنے تفسیر جلد سیوم ص۲۱ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ مین وہی دونون صحیح روایتین لکھکر اسی حدیث حضرت عمر سے غیر صحیح کہتے ہین وہ یہ ہین۔

(اس حدیث مین حضرت عمر کی روایت قابل احتجاج نہین ہوسکتی کیونکہ عرفہ مشترک شامل ہے)

وقد روى ابن مردويه من طريق ابى	ابن مردویہ نے ابی ہارون عبدی کے واسطہ ورا بو سعید
هارون العبدى عن ابى سعيد الخدرى	خدری کی سند سے روایت کی ہے کہ یہ آیت الیوم اکملت
انها نزلت على رسول الله صلعم يوم غدير	لکم دینکم رسول اللہ پر اوسوقت نازل ہوی جبکہ حضرت
خم حين قال من كنت مولاه فعلى مولاه	نے من کنت مولا فعلی مولا ارشاد فرمایا اور ایسے ہی ابوہریرہ
ثم رواه عن ابى هريرة وفيه انه اليوم الثامن	سے مروی ہے کہ وہ تاریخ اٹھارہوین ذیحجہ تھی یعنے
عشر من ذى الحجة يعنى مرجعه عليه السلام من حجة الوداع	حجۃ الوداع کے مراجعت مین اور یہ صحیح ہے اور نہ وہ صحیح
ولا يصح ولا هذا ولا هذا بل الصواب الذى لا	ہے بلکہ ایسا حق جسمین شک واشتباہ نہین ہے وہ
شك فيه ولا مرية انها نزلت يوم عرفة	یہ ہے کہ یہ آیت بروز عرفہ نازل ہوی اور وہ جمعہ کا
وكان يوم جمعة۔	دن تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۱۸ باب مرض النبی ص۹۵ مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۰۸ھ مین جہان امام سہیلی کے وفات النبی ۱۲ ربیع الاول کے اشکال کا ذکر کیا ہے کہ عرفہ جمعہ یعنی یکم ذیحجہ پنجشنبہ سے اگر تینون مہینے ذیحجہ، محرم، صفر خواہ ۳۰، ۳۰ خواہ ۲۹، ۲۹ یا ایک ۳۰ اور ایک ۲۹ لئے جائین تو کسی صورت کسی شکل سے ۱۲ ربیع الاول کو (دوشنبہ) نہین آتا اسکا یہ جواب دیا گیا ہے۔

واجاب البارزى ثم ابن كثير باحتمال وقوع	علامہ بارزی اور حافظ ابن کثیر نے اسکا یہ جواب دیا
الاشهر الثلاثة كوامل وكان اهل مكة	ہے کہ ہوسکتا ہے تینون مہینے پورے ۳۰ دن کے ہون
والمدينة اختلفوا فى رؤية هلال	مگر اہل مکہ و مدینہ مین اختلاف ہوا ہو باین طور کہ اہل مکہ
ذى الحجة فرآه اهل مكة ليلة الخميس	نے ۲۹ ذیقعدہ (چہارشنبہ) کی شام شب پنجشنبہ مین ذیحجہ
ولم يره اهل المدينة الا ليلة الجمعة	کا چاند دیکھا اور اہل مدینہ نے ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ کی شام

فحجاب الوقفة برؤية اهل مكة جمعوا الى المدينة فارخوا برؤية اهلها وكان اول ذي الحجة الجمعة ۔

شب جمعہ کو تو بسبب رویت ہلال اہل مکہ ... تب مدینہ آئے تو وہان کی رویت سے جمعہ پہلی ذی الحجہ قرار پایا۔ (باقی تفصیل دیکھو حاشیہ ... کتاب ہذا)

جب اہل مدینہ کے رویت سے یکم ذی الحجہ (جمعہ) تو ۹ ذی الحجہ عرفہ کو (شنبہ) اور ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر خم مابین مکہ و مدینہ کے (دوشنبہ) ہوا جو اسی تاریخ واقع یوم غدیر خم میں محمد ابن کعب قرظی کی روایت سے سورہ مائدہ نازل ہوا جسکی یہ روایت تائید کرتی ہے۔

سیرۃ المصطفیٰ حافظ علاء الدین مغلطائی صفحہ ۶۰ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۶ھ میں ہے۔

وذكر يعقوب عن ابن عباس نزلت سورة المائدة يوم الاثنين ۔

یعقوب نے ابن عباس کی سند سے ذکر کیا ہے کہ سورۂ مائدہ بروز دوشنبہ نازل ہوا۔

اور حافظ ابن حجر عسقلانی جو اس درجے کے ہیں کہ انکی شرح صحیح بخاری[1] متن بخاری کا حکم رکھتی ہے اپنی فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۸ صفحہ ۱۹۸ مطبوعہ انصاری دہلی سنہ ۱۳۰۲ھ باب قولہ الیوم اکملت لکم دینکم میں جو سورہ مائدہ کی تفسیر میں ہے مثل بخاری کے سورۂ مائدہ کے ذکر کو چھوڑ کر صرف آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کو اس طرح وارد کیا ہے (پوری روایت اسکے بعد لکھی جائے گی جسمیں سورہ مائدہ بھی ہے)

ما اخرجه الطبري بسند فيه ابن لهيعة عن ابن عباس ان هذه الاية نزلت يوم الاثنين ۔

طبری نے ابن لہیعہ کے طریق اور ابن عباس کی سند سے روایت کی ہے کہ تحقیق یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم دوشنبہ کے دن نازل ہوئی۔

روایت مذکورہ میں سورۂ مائدہ بھی شامل ہے جیسا کہ پہلی روایت ابن عباس سے ثابت ہے جسکی پوری روایت تفسیر جامع البیان طبری جلد ۶ صفحہ ۵۴ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۱ھ کی یہ ہے۔

قال ابن جرير حدثني المثنى قال ثنا اسحاق قال اخبرنا محمد بن حرب قال ثنا ابن لهيعة عن خالد بن ابي عمران عن حنش عن ابن عباس نزلت سورة المائدة يوم الاثنين اليوم اكملت لكم دينكم

ابن جریر کہتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہمسے مثنیٰ نے کہا اسحاق نے کہا اوسنے خبر دی ہمکو محمد بن حرب نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابن لہیعہ نے خالد بن ابی عمران سے اوسنے حنش سے اوسنے ابن عباس سے کہ سورہ مائدہ الیوم اکملت لکم دینکم بروز دوشنبہ نازل ہوا۔

ہر دو روایت کا دوشنبہ خود حافظ ابن کثیر کے یکم ذی الحجہ جمعہ سے ۱۸ ذی الحجہ کو (دوشنبہ) ہوا پس صحیح بخاری کا الا عرفہ قطعاً غلط اور دروغ ہوگیا ابوسعید خدری اور ابوہریرہ کے سند والی روایتیں اتقان سیوطی کی صحیح ہوگئیں۔

اور صحیح بخاری میں صرف آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نزول کو سورۂ مائدہ سے نو دن پہلے مشکوک جمعہ کے ساتھ کہا گیا ہے

[1] بستان المحدثین شاہ عبدالعزیز میں ہے "فتح الباری شرح صحیح البخاری بجہت کثرت شہرت وکثرت نقل واعتماد بران حکم متن یعنی بخاری حاصل شدہ۔"

جس سے کل سورۂ مائدہ آیہ الیوم یئس الذین کفروا الی اخشون تک تو مکی اور صرف آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کی قرار پاتی ہے۔

چنانچہ امام محی السنۃ بغوی نے اپنی تفسیر معالم التنزیل مین اسی کو اختیار کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔

سورۃ المائدۃ مدنیۃ کلھا الا الیوم اکملت لکم دینکم — یعنی سوائے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے کل کا کل سورہ مائدہ مدنیہ ہے۔

جس سے کل سورۂ مائدہ الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوہم واخشون تک مدنیہ ہے جو حجۃ الوداع مین درمیان مکہ اور مدینہ کے نازل ہوا۔ جب کہ یہ روایت کے مطابق اور درایت کے موافق ہے تو آخر حصہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نودن[۹] پہلے یوم عرفہ کو نازل ہونا کسی نہج سے صحیح نہین ہے اور نہ ہو سکتا ہے

لیکن علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف مین اور علامہ نسفی نے تفسیر مدارک التنزیل مین اور صاحب تفسیر مواہب[۵] العلیہ نے اپنے تفسیر حسینی مین صحیح بخاری کے خلاف الیوم یئس الذین کفروا کا نزول بھی یوم عرفہ جمعہ کی قید کے ساتھ بیان کیا ہے جیساکہ خود حضرت عمر کی دوسری روایت جو آگے نقل ہوگی سورہ مائدہ کے عرفہ جمعہ مین نازل ہونے کی ہے سا وہ اسکے صحیح مسلم مین حضرت عمر سے دوسری روایت آیہ اکمال دین کے نزول کی لیلۃ الجمعہ کے ساتھ وارد ہے۔

اور اول الذکر ہر دو تفسیرون مین آیہ الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوھم واخشون وقد نزلت یوم الجمعۃ وکان یوم عرفۃ بعد العصر فی حجۃ الوداع وارد ہے

اور یہی مضمون تفسیر مواہب العلیہ حسین بن علی مین ہے۔ (الیوم) امروز جمعہ است و یا عرفہ (یئس الذین کفروا) ناامید شدند کافران (من دینکم) از ابطال دین شما یا رجوع شما بدین ایشان (فلا تخشوہم) پس مترسید از فتنہ ایشان (واخشون) و بترسید از من این آیت نماز دیگر روز عرفہ در حجۃ الوداع فرود آمد آنحضرت بر ناقہ عضبا سوار بود بعد نزول این آیت ہشتاد[۸۱] و یکروز زیست یعنی آج کے دن عرفہ جمعہ کو کفار مایوس ہوئے تمھارے دین کے باطل کرنے سے یا مایوس ہوئے تمھارے رجوع ہونے اونکے دین سے پس اونکے فتنہ سے مت ڈرو اور مجھسے ڈرو یہ آیت عرفہ کے دن حجۃ الوداع مین بعد نماز عصر نازل ہوئی اور حضرت[صلعم] ناقہ عضبا پر سوار تھے اور بعد نازل ہونے آیہ الیوم یئس الذین کفروا کے ۸۱ دن حضرت زندہ رہے۔ یعنی ۹ ذیحجہ عرفہ سے اکیاسیوین[۸۱] دن پر دوشنبہ ہونا چاہئے کیونکہ وفات نبی دوشنبہ کو واقع ہوئی۔ اور ۹ ذیحجہ کا اکیاسوان[۸۱] دن دوسری ربیع الاول کو سنیچر کا دن ہوتا ہے۔

چنانچہ روضۃ[۵۲] الشہدا صفحہ ۹۹ مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۹ھ مین ہے۔ تا در شب چہار شنبہ بست وہشتم ماہ صفر در سال یازدہم از ہجرت بزیارت گورستان بقیع توجہ فرمود روز دیگر آنحضرت را صداع طاری گشتہ۔ آوردہ اند کہ حضرت چہاردہ روز بیمار بود۔ اسی کتاب کے ترجمہ گلزار الشہدا مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۳۰۱ھ صفحہ ۱۲۶ مین ہے " آپ چہار شنبہ کی رات اٹھائیسوین[۲۸] تاریخ ماہ صفر گیارھوین سال ہجری مین زیارت جنۃ البقیع کے لئے تشریف لے گئے دوسرے روز آنحضرت صلعم کے درد سر لاحق ہوا

---

[۵] کشف الظنون مین ہے۔ تفسیر حسین بن علی الکاشفی الواعظ المتوفی فی حدود تسعمائۃ وھو تفسیر فارسی متداول فی مجلد سماہ بالمواہب العلیہ ۱۲ -

[۵۲] کشف الظنون مین ہے۔ روضۃ الشہداء فارسی لحسین بن علی الکاشفی المعروف بالواعظ البیہقی المتوفی سنہ ۹۱۰ھ -

اور آپ چودہ دن بیمار رہے یعنی ۲۸ و ۲۹ صفر کے دو دن ماہ ربیع الاول کے بارہ دن کل چودہ دن ہوئے اور ۲۸ صفر چہارشنبہ کا چودھواں دن ۱۲ ربیع الاول کو (سہ شنبہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) یکم ربیع الاول (جمعہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر (پنجشنبہ) یہ اکیاسی دن ہوئے۔

انہیں حسین بن علی واعظ کاشفی مصنف روضۃ الشہداء کی ہمعصر علامہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا[1] ص۲۸ مطبوعہ مصر ۱۳۰۵ھ میں یہ روایت وارد کی ہے۔

واخرج الواقدی من طرق عن عائشۃ وابن عمر وسعید بن المسیب ان ابابکر بویع یوم قبض رسول اللہ صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ من الھجرۃ۔

واقدی نے حضرت عائشہؓ اور عبداللہ ابن عمر اور سعید بن مسیب کے واسطہ سے روایت کی ہے کہ ابوبکر کی بیعت ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ روز دوشنبہ وفات النبی کے دن واقع ہوئی۔ ۱۲ ربیع الاول اور ۲۸ صفر چہارشنبہ ابتدائے مرض النبی کی تقریباً ہے)۔

دیکھو عمدۃ القاری[2] شرح صحیح بخاری عینی حنفی ج ۸ ص ۳۹۸ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ۔

قال الواقدی وھو الثابت عندنا بدء وجع رسول اللہ صلعم یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر وتوفی یوم الاثنین لثنتی عشرۃ لیلۃ من ربیع الاول وبہ جزم محمد بن سعد کاتبہ۔

واقدی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ثابت ہے کہ شروع ہوا مرض رسول اللہ روز چہارشنبہ (۲۸ صفر) جبکہ دو راتیں صفر کی باقی تھیں اور وفات پائی روز دوشنبہ جبکہ بارہ راتیں ربیع الاول کی خالی ہوئیں اور اسی کو ابن سعد کاتب واقدی نے بھی یقین کیا ہے جس سے کل مدت مرض النبی چودہ دن ہوتے ہیں۔

اور علامہ سیوطی کے تلامذہ خاص محمد بن یوسف شامی اپنی کتاب سبل[3] الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد مشہور بہ سیرت شامی باب التاسع والسبعون فی سریۃ اسامۃ بن زید میں لکھتے ہیں۔

---

[1] کشف الظنون میں ہے۔ تاریخ الخلفا لجلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ احدی عشر وتسعمائۃ وھو احسن ما صنف فیہ۔

[2] محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود قاضی القضاۃ بدر الدین العینی ولد بمصر ۷۶۲ھ لہ شرح صحیح البخاری وشرح معانی الآثار وشرح الہدایہ وشرح الکنز وغیر ذلک۔ وکان اماماً عالماً علامۃ عارفاً بالعربیۃ والتصریف حافظاً للغۃ + وقد طالعت عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری۔ (الفوائد البہیۃ فی تراجم الحنفیۃ مؤلفہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی)

[3] کشف الظنون میں ہے۔ سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد للشیخ محمد بن یوسف الدمشقی الصالحی المتوفی ۹۴۲ھ وھو احسن کتب المتاخرین وابسطھا فی السیرۃ النبویۃ وذکر فی آیاتہ العظیمۃ انہ منتخب من اکثر من ثلثمائۃ کتاب واتی فیہ عن الفوائد بالعجب العجاب وقد زادت ابوابہ علی سبعمائۃ وان اسمہ سبل الرشاد الخ۔

ایضاً مولوی حیدر علی نے منتہی الکلام کے مسلک ثانی میں لکھا ہے۔ ونیز این صحیفہ شریفہ در سیرت شامی کہ کتابیست بس کلان وتخمیناً مشتمل بر دو ہزار باب است۔

ایضاً مولوی حسن زمان خان حیدرآبادی نے تحسن میں لکھا ہے۔ قال العلامہ الحافظ الشامی صاحب السیوطی فی السیرۃ المسماۃ بسبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم الخ۔

فلما کان یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر سنۃ احدی عشرۃ امر رسول اللّٰہ صلعم الناس بالتھیؤ لغزو الروم ××× فلما کان یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر ابتدای مرض رسول اللّٰہ صلعم فصدع وحمی فلما اصبح یوم الخمیس عقد لاسامۃ لواء بیدہ -

جب ... روز دوشنبہ کا دن ۲۶ ... ہوا یہاں تک کہ چار راتیں ... کی باقی ہیں تو رسول اللہ نے لوگوں کو جنگ روم کیلئے آمادگی و تیاری کا حکم دیا اور جب روز چہارشنبہ (۲۹ صفر) کا کہ دو راتیں صفر کی باقی رہتی تو رسول اللہ کو شکایت مرض دردسر اور بخار کی پیدا ہوئی اور جب ۲۹ صفر پنجشنبہ کی صبح ہوئی تو رسول اللہ نے خود اپنے دست مبارک سے اسامہ کیلئے لواء جنگ درست فرمایا

اور اصابہ[۱] فی تمیز الصحابہ حافظ ابن حجر عسقلانی جلد ۴ صفحہ ۱۳ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۷۳ء میں ہے -

قال الواقدی توفیت فاطمۃ لیلۃ الثلاثاء لثلث خلون من شھر رمضان سنۃ احدی عشرۃ -

حافظ ابن حجر نے واقدی کے حوالہ سے وفات جناب فاطمہ علیہا السلام شب سیوم سہ شنبہ ماہ رمضان ۱۱ھ میں ہونا روایت کی ہے -

وفی فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۱۸ باب بعث النبی اسامۃ بن زید فی مرضہ الذی توفی فیہ وذکرہ ابن اسحاق فی السیرۃ المشھورۃ ولفظہ بدأ برسول اللّٰہ صلعم وجعہ یوم الاربعاء فاصبح یوم الخمیس فعقد لاسامۃ (صفحہ ۱۱۰)

فتح الباری شرح بخاری باب اسامہ بن زید کے متعین ہونے کے درمیان اور مرض النبی کے جسمیں وفات واقع ہوئی ابن اسحاق نے اپنی مشہور سیرت میں لکھا ہے کہ شروع ہوا مرض رسول اللہ کو چہارشنبہ کے دن اور دوسرے روز پنجشنبہ کی صبح کو حضرت نے اسامہ کے لئے علم جنگ درست فرمایا۔

اور اوسی فتح الباری کے صفحہ ۹۹ مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۰۷ھ میں ۲۸ صفر چہارشنبہ کی یہ روایت ہے -

امارواہ ابن سعد من طریق عمر بن علی بن ابیطالب قال اشتکی رسول اللّٰہ صلعم یوم الاربعاء للیلۃ بقیت من صفر -

اور زرقانی[۲] علی المواہب جلد ۳ صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ مصر ۱۲۷۸ھ میں ہے

عند ابن سعد من طریق عمر بن علی بن ابیطالب عن ابیہ قال اشتکی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم

فتح الباری میں عمر بن علی بن ابیطالب کی سند سے اور زرقانی میں عمر بن علی بن ابیطالب سے اپنے باپ علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ۲۸ صفر چہارشنبہ کے دن

---

[۱] کشف الظنون میں ہے اصابہ فی تمیز الصحابہ للحافظ شہاب الدین احمد ابن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ فی مجلدات کبار جمع فیہا بین الاستیعاب وذیلہ ۲ کشف الظنون میں ہے

[۲] وشرح المواہب اللدنیۃ للعلامۃ خاتمۃ المحدثین محمد بن عبد الباقی بن یوسف الزرقانی المصری المالکی المتوفی ۱۱۲۲ھ اثنین وعشرین ومائۃ والف شرحًا حافلًا فی اربعۃ مجلدات جمع فیہ اکثر الاحادیث المدنیۃ فی شمائل المصطفیٰ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم وسیرہ ... جزاہ اللّٰہ خیرًا ... ایضًا محمد خلیل مرادی ... سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر میں ہے محمد الزرقانی بن عبد الباقی ... المالکی الشہیر بالزرقانی الامام المحدث ... العلامۃ ...

الا ربعاء لليلة بقيت من صفر‌ا۔ جبکہ ایک شب ماہ صفر کی باقی تھی حضرت کو شکایت مرض کی پیدا ہوئی۔

اس روایت نے ماہ صفر کو ۲۹ دن کا قرار دیا ہے اسی کی تائید ملا معین نے اپنے معارج النبوۃ[1] رکن چہارم صفحہ ۳۲۵ مطبوعہ لاہور سنہ ۱۲۹۲ھ میں کیا ہے (جس سے یکم صفر پنجشنبہ ۱۲ صفر دوشنبہ ہوا لیکن پھر یکم ربیع الاول پنجشنبہ ۱۲ ربیع الاول ...)

در روز چہار شنبہ بست و ہشتم صفر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تپ و درد سر عظیم روی نمود روز پنجشنبہ ۲۹ سلخ ماہ صفر ختم ہمین ماہ باوجود انحراف مزاج لوائے بدست مبارک جہتہ اسامہ بن زید ترتیب نمودہ الخ۔

بروز چہار شنبہ ۲۸ صفر آنحضرت صلعم درد سر اور بخار مین مبتلا ہوئے اور بروز پنجشنبہ ۲۹ صفر (جو ماہ صفر کا ختم ہونا ہی) اس روز حضرت رسولخدا صلعم باوجود ناسازی مزاج کے اسامہ بن زید کے لئے لوائے جنگ اپنے دست مبارک سے درست فرمایا ہے۔

اسی ۲۹ صفر پنجشنبہ کے پلٹنے سے ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم کو پنجشنبہ ہوا ہے انہین دونون تاریخون کے مابین ستر دن کا فاصلہ ہے یعنی ماہ صفر ۲۹ دن ماہ محرم ۳۰ دن ماہ ذیحجہ ۲۹ سے ۱۸ ذیحجہ تک گیارہ دن کل ۷۰ دن ہوئے۔ یہ صفر کے مہینے کا ۲۹ صفر کا پنجشنبہ پانچوان پنجشنبہ ہے جو یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ صفر مین ہوتا ہوا ۲۹ صفر مین داخل ہوا جسکے بعد یکم و ۸ ربیع الاول جمعہ ۹ ربیع الاول شنبہ ۱۰ ربیع الاول یکشنبہ گیارہ ربیع الاول دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول سہ شنبہ جو ۱۸ ذیحجہ کا بیاسوان دن ہوا یہ ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم جو مابین مکہ اور مدینہ کے واقع ہے جس دن بروایت محمد بن کعب قرظی سورہ مائدہ نازل ہوا جسکی آخری آیتین آیہ تبلیغ اور آیہ اکمال دین ہین۔

چنانچہ آیہ اکمال دین کے بارے مین تفسیر درمنثور سیوطی[2] مجلد ثانی صفحہ ۲۵۹ مین حضرت کے آخر عمر کی مدت ۸۱ یوم ہے

اخرج ابن جرير عن ابن جريج قال مكث النبي صلى الله عليه وسلم بعد ما نزلت هذه الآية احدى وثمانين ليلة قوله اليوم اكملت لكم دينكم

ابن جریر نے ابن جریج کی سند سے روایت کی ہے کہ بعد نزول آیہ الیوم اکملت لکم دینکم جناب رسولخدا اکیاسی شب ٹھہرے۔

اوسی تفسیر درمنثور سیوطی کے صفحہ ۲۹۸ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۱۴ھ مین ہے۔

واخرج ابن ابي حاتم[3] وابن مردويه وابن عساكر[4] عن ابي سعيد الخدري قال نزلت هذه الآية يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ابوسعید خدری کی سند سے روایت کی ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک سول الغدیر

---

[1] کشف الظنون مین ہے معارج النبوۃ فی السیر لمعین الحاج محمد المعروف بملا مسکین۔
[2] کشف الظنون مین ہے۔ الدر المنثور فی التفسیر بالماثور للشیخ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی المتوفی سنہ ۹۱۱ھ احدی عشرۃ تسعمائۃ
[3] تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین ہے۔ ابن ابی حاتم الامام الحافظ الناقد شیخ الاسلام ابو محمد عبد الرحمن بن الحافظ الکبیر ابی حاتم محمد بن ادریس بن المنذر التمیمی الحنظلی الرازی + + کان بحرا فی العلوم ومعرفۃ الرجال صنف فی الفقہ واختلاف الصحابۃ والتابعین وکان زاہدا یعد من الابدال قلت فی الجرح والتعدیل۔ ایضا کشف الظنون مین ہے تفسیر ابن ابی حاتم عبد الرحمن بن محمد الرازی الحافظ المتوفی سنہ ۳۲۷ھ سبع وعشرین وثلثمائۃ۔ [4] تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین ہے۔ ابن عساکر الامام الحافظ الکبیر محدث الشام فخر الائمۃ ثقۃ الدین ابو القاسم علی بن الحسین بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن الحسین الشافعی الخ المتوفی سنہ ۵۷۱ھ۔

من ربك على رسول الله صلى الله عليه و	یوم غدیر خم (مابین مکہ و مدینہ ۱۸ ذیحجہ) کو
سلم يوم غدير خم في علي بن ابی طالب ۔	علی ابن ابیطالب کے بارے مین نازل ہوا ہے ۔

ان ہر دو آخری حدیثون کو علامہ سیوطی نے صحیح حدیثون مین قبول کرکے داخل کیا ہے جسکی تائید کتاب مفتاح النجا مرزا محمد بن معتمد خان کے اس حدیث سے ہوتی ہے ۔

اخرج عبد الرزاق الرسعني[۱] عن ابن عباس	عبد الرزاق رسعنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ
رضي الله عنه لما انزلت هذه الآية	سے روایت کی ہے کہ جب آیہ یا ایہا الرسول بلغ یعنی
يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك	اے رسول پہونچا دو اوس حکم کو جو تمپر تمہارے رب کی
من ربك اخذ النبي صلى الله عليه وسلم	جانب سے نازل ہوا ہے تو رسولخدا نے جناب علیؑ
بيد علي فقال من كنت مولاه	کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جسکا مین مولا ہون علی اوسکا
فعلي مولاه اللهم وال من والاه	مولا ہے یا الٰہی دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے
وعاد من عاداه ۔	اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے

پس کل سورہ مائدہ آیہ تبلیغ تک ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ یوم غدیر مین درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ نازل ہونا حتماً و جزماً و یقیناً ثابت و متحقق ہو گیا جس کے بعد رسولخدا کامل اکیاسی شبانہ روز زندہ رہکر وفات فرما گئے ۔

جبکہ سورہ مائدہ کا نازل ہونا حجۃ الوداع مین درمیان مکہ و مدینہ یعنے غدیر خم کے دن علامہ سیوطی نے صحیح روایت مان کر تسلیم کیا ہے اور اسی وجہ سے اتقان فی علوم القرآن کی روایت مین سورہ مائدہ کے بعد آیہ تبلیغ کا ذکر نہین لائے کیونکہ یہ آیت سورہ مائدہ کے شمول مین نازل ہوئی بلکہ لفظ (منہا) کے ساتھ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نزول کو حضرت عمر کی سند سے یوم عرفہ عشیہ یوم جمعہ سے اور ابن مردویہ کی سند سے بواسطہ ابوسعید خدری اور ابوہریرہ یوم غدیر خم اٹھارھوین[۱۸] ذیحجہ کی روایت کی ہے اور آیہ تبلیغ کا نزول یوم غدیر ۱۸ ذیحجہ ابوسعید خدری کی روایت صحیح تسلیم ہے تو اونہین ابوسعید خدری کی روایت الیوم اکملت لکم دینکم کی اوسی تاریخ ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر بھی حتماً صحیح ہے کیونکہ آیہ اکمال دین کا نزول تبلیغ رسالت کی تکمیل کے بعد ہے یہی وجہ ہے کہ کل سورہ مائدہ مدنیہ ہے

چنانچہ تاریخ خمیس[۲] دیار بکری جلد اول صفحہ ۱۰ مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ مین ہے ۔

(ذکر ترتیب ما نزل بالمدینة) واول ما نزل بالمدينة سورة البقرة ثم

---

[۱] طبقات الحفاظ سیوطی مین ہے ۔ الرسعني الامام المحدث الرحال الحافظ المفيد عالم الجزيرة عز الدين ابو محمد عبد الرزاق بن رزق الله بن ابي بكر بن خلف الجزري وله براس عين سنة ۵۸۹ وسمع الكندي وعدة بهذا الشان وصنف تفسيرا وكان اماما متقنا ذا فنون وادب اجاز للدمياطي والابرقوهي مات سنة ۶۶۱ھ

(ایضاً) کشف الظنون باب میم مین ہے ۔ مطالع انوار التنزيل ومفاتيح اسرار التاويل لعبد الرزاق بن رزق الله بن ابي بكر بن خلف بن ابي الهيجا الحنبلي الرسعني المتوفى سنة ۶۶۱ھ وهو تفسير كبير الخ ۔

[۲] کشف الظنون مین ہے ۔ خمیس فی السیر للقاضی حسین بن محمد الدیار بکری المالکی نزیل مکة المکرمة المتوفی حدود سنة ۹۶۶ھ وهو کتاب مشهور ۔

الانفال ثم ال عمران ثم الاحزاب ثم الممتحنة ثم النساء ثم اذا زلزلت ثم الحديد ثم سورة محمد ثم الرعد ثم الرحمٰن ثم هل اتى على الانسان ثم [illegible] ثم الحشر ثم اذا جاء نصر الله ثم النور ثم الحج ثم المنافقون ثم المجادلة ثم الحجرات ثم التحريم ثم الصف ثم الجمعة ثم [illegible] ثم الفتح ثم التوبة ثم المائدة

قال البخاری حدثنا ابو — کہا بخاری نے حدیث کی مجھ سے ابو الولید

الوليد حدثنی شعبة عن ابی اسحاق — نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے

قال سمعت البراء يقول آخر سورة — ابی اسحاق سے کہا اوس نے سنا مین نے

نزلت براءة ۔ — براء سے آخر سورہ جو نازل ہوا

(حدیث مذکورہ صحیح بخاری جلد ۳ صـ۴۹ حج اکبر بالناس فی سنۃ تسع کی ہی)

اور اسی صحیح بخاری جلد ثالث باب تفسیر سورہ مائدہ مین آیہ اکمال دین کے نزول کا ذکر ہے ۔ یعنی حدیث نمبر سیوم جو پہلے لکھی گئی جسکے مطابقت مین ابن جریر طبری نے تفسیر جامع البیان جلد ۶ سورہ مائدہ کی یوم عرفہ جمعہ مین نازل ہونے کی یہ حدیث وارد کی ہے جو حضرت عمر سے دربارہ آیہ تبلیغ و تاکید اور آیہ اکمال دین کے نزول یوم غدیر خم کے اخفا مین وضع کیگئی ہی وہ یہ ہے ۔

قال ابن جرير حدثنا الحسن بن يحيى قال — کہا ابن جریر نے حدیث بیان کی ہم سے حسن بن یحییٰ

اخبرنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر — نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد الرزاق نے کہا اونسے

عن حبيب عن ابن ابی نجيح عن عكرمة — کہ خبر دی ہمکو معمر نے حبیب سے اور سے ابن ابی نجیح سے

ان عمر بن الخطاب قال نزلت المائدة — اوس نے عکرمہ سے کہ کہا عمر بن خطاب نے کہ سورہ

يوم عرفة و وافق يوم الجمعة — مائدہ عرفہ کے دن نازل ہوا جو موافق تھا یوم جمعہ کے دن کے ۔

اس حدیث مین لفظ (وافق یوم الجمعۃ) یعنی موافق تھا وہ دن جمعہ کے دن سے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جمعہ نہ تھا پنجشنبہ تھا جسکا دوسرا وقت عشیہ جمعہ کہا جاتا ہے اور نمبر سیوم کی حدیث جس مین سفیان یوم جمعہ مین شک کرتا ہی نیز دوسری حدیث انہین عمر بن خطاب سے بیان کی جو آگے صحیح مسلم مین آئیگی آیہ اکمال دین کا نزول لیلۃ الجمعۃ مین وارد ہے پس عرفہ والا جمعہ کسی طرح صحیح نہین آتا نیز کل سورہ مائدہ کا مکی ہونا لازم آتا ہے ۔ اور دونون حدیثون یوم عرفہ جمعہ یا جمعرات والی عمر بن خطاب کی روایت مین قیس بن مسلم مرجیا خارجی اور عکرمہ خارجی اور کذاب ہے اسلئے دونون حدیثین قطعی غلط اور جھوٹی ہین اور جسکو یہ ذیل کی حدیث بالکل باطل کرتی ہے ۔

قال ابن جرير حدثنی المثنی — کہا ابن جریر نے حدیث بیان کی مجھسے مثنی نے

قال ثنا حجاج[1] بن المنهال قال — کہا حدیث بیان کی ہم سے حجاج بن المنہال سے

[1] تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین ہے ۔ حجاج بن المنہال الحجۃ الحافظ ابو محمد البصری الانماطی روی عن شعبۃ و [illegible] بن خالد و یزید بن ابراہیم [illegible] و عبد العزیز و طائفۃ و عنہ احمد بن الفرات و عبد الدارمی الذہلی و اسمٰعیل القاضی و ابو مسلم الکجی خلق قال ابو حاتم ثقۃ فاضل و قال احمد العجلی ثقۃ رجل صالح قال البخاری مات فی شوال سنۃ سبع عشرۃ و مائتین [illegible]

ـه تدریب الراوی سیوطی صـ۲۱۱ مین ہے عکرمہ مولی ابن عباس مع الولید [illegible] هولاء اباضیة و هم الخوارج الذی [illegible] ۱۲

ثنا همام[1] عن قتادة[2] قال	کہا حدیث بیان کی ہم سے ہمام نے قتادہ سے کہا اونسے
المائدة المدنية ۔	سورہ مائدہ مدنیہ ہے ۔

اس روایت کے رواۃ سند مین حجاج بن منہال اور ہمام و قتادہ داخل ہین جن سے بخاری نے اپنے صحیح مین روایتین کی ہین اور یہ کہ آیہ تبلیغ جسکا آخری حصہ واللہ یعصمک من الناس ہے جیسا کہ تفسیر در منثور سیوطی ۔ جلد ثانی صفحہ ۲۹۸ مین پوری آیت اس طور سے مذکور ہے ۔

اخرج ابن مردويه[3] عن ابن مسعود	ابن مردویہ نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی
قال كنا نقرأ على عهد رسول الله	ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے عہد مین آیت
صلى الله عليه وسلم يا ايها الرسول بلغ ما	یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کو یون پڑہتے تھے
انزل اليك من ربك ان عليا مولى	یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً
المؤمنين وان لم تفعل فما	مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ
بلغت رسالته والله	یعصمک من الناس یعنی اے رسول پہونچا دو اوس امر کو
يعصمك من الناس ۔	جو ہم نے تمپر نازل کیا ہے یہ کہ علی کل مومنون کا مولا ہے
	اور اگر اسکا ابلاغ نہوا تو گویا تم نے خدا کی رسالت ہی ادا
	نہ کی اور اللہ دشمنون سے تمہاری حفاظت کریگا ۔

غرض کہ آیہ تبلیغ کی پوری آیت جو واللہ یعصمک من الناس پر ختم ہے معلوم ہوگئی علامہ سیوطی نے اتقان فی علوم القرآن مین صحیح ابن حبان کے حوالہ سے بسند ابوہریرہ آیہ مذکورہ کا سفر مین نازل ہونا وارد کیا ہے جسکی تائید کی یہ روایت ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی بلخی کے صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ اسلامبول سنہ ۱۳۰۱ھ سے ہوتی ہے جو بتفسیر آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کے ہے ۔

اخرج الثعلبي عن ابي صالح	علامہ ثعلبی نے ابی صالح کے طریق ابن عباس کی
عن ابن عباس وعن محمد الباقر	سند سے اور امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ یہ
قال نزلت هذه الاية في علي	آیت یا ایہا الرسول بلغ جناب علی کے بارے مین نازل
ايضا الحمويني[4] في فرائد السمطين	ہوئی اور حموینی نے فرائد السمطین مین ابوہریرہ کی

[1] خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال مین ہے ہمام بن یحیی الازدی العوذی ابو عبد اللہ البصری احد الائمۃ عن الحسن وعطا ونافع ویحیی بن ابی کثیر (خ م) وخلق وعنہ الثوری وابن مبارک وابن مہدی قال احمد ثبت فی کل المشایخ وقال ابو حاتم ثقۃ فی حفظہ شئ قال ابن حبان مات سنۃ اربع وستین ومائۃ ۱۶۴ھ ۔

[2] طبقات ابن سعد جلد ۷ مین ہے ۔ قتادہ بن دعامۃ السدوسی وکان ثقۃ مامونا حجۃ فی الحدیث توفی قتادۃ ثمان عشرۃ مائۃ

[3] زرقانی علی المواہب مین ہے ابو بکر الحافظ احمد بن موسی بن مردویہ الاصبہانی الثبت العلامۃ ولد سنۃ ثلث وعشرین وثلثمائۃ وصنف التاریخ والتفسیر والمسند والمستخرج علی البخاری وکان قیما بہذا الشان بصیرا بالرجال طویل الباع ملیح التصانیف مات عشر وار بعمائۃ سنہ ۴۱۰ھ ۔

[4] ابراہیم الحموینی یہ ساتوین صدی کے مشاہیر فضلاء سے ہین ۔ چنانچہ معجم مختص ذہبی مین ہے ۔ ابراہیم بن محمد بن المؤید بن عبد اللہ بن علی بن محمد بن حمویہ الامام الکبیر المحدث شیخ المشایخ صدر الدین ابو المجامع الخراسانی الجوینی الصوفی ولد سنۃ اربع واربعین وستمائۃ وسمع بخراسان وبغداد والشام والحجاز وکان ذا اعتناء بہذا الشان وعلی یدہ اسلم الملک غازان توفی بخراسان فی سنۃ اثنین وعشرین وسبعمائۃ المتوفی سنہ ۷۲۲ھ ۔

اخرجه عن ابی هریرة ابن الصباغ	مانند سے نیز ابن صباغ مالکی نے فصول المہمہ میں ابی سعید
المالکی اخرج فی فصول المهمة عن ابی سعید	الخدری کی نام سے روایت کی ہے کہ یہ آیت علی کے
الخدری قال نزلت هذه الآیة فی علی فی	بارے میں غدیر خم میں نازل ہوئی ایسے ہی تخریج کی ہے
غدیر خم هکذا ذکره الشیخ محی الدین المقدسی	شیخ محی الدین نے

اور تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۹۵ مطبوعہ مصر ۱۳۵۶ھ میں بہ تفسیر آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کے ہے۔

والصحیح ان هذه الآیة مدنیة بل هی	اور صحیح یہ ہے کہ یہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک
من اواخر ما نزل بها	مدنیہ ہے بلکہ آیت سورہ مائدہ کی ہے جو نزول قرآن کی آخری آیات ہیں

پس آیہ تبلیغ جو سورہ مائدہ کا آخر جز ہے اسکا مدینہ ہونا اور اسی طرح آخر ایام حیات نبی کی ہے جس سے غدیر خم میں نازل ہونا ثابت ہے جس سے اتفاق والی روایتیں ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری کے سند کی آیہ اکمال دین کے نزول ۱۸ ذی الحجہ غدیر خم کی صحیح مطابق ہو گئی اور صحابہ میں ابو ہریرہ و ابن عباس و ابو سعید خدری و عطیہ و تخیر منسوب براء بن عازب ابن مسعود و تابعی جلیل اور آل محمد سے جناب امام باقر علیہ السلام جو اہلبیت اطہار سے ہیں آیہ تبلیغ کا نزول جناب علی علیہ السلام کے بارے میں روز روشن کی طرح ثابت و عیاں ہو گیا۔ انھیں ہر دو آیتوں کے مقام نزول اخفا کرنیکے لئے یوم عرفہ جمعہ کے دن نازل ہونے کی روایتیں گڑھی گئیں۔ یہی ہر دو روایتیں آیہ اکمال دین اور سورہ مائدہ والی عمر بن خطاب ہی سے مروی ہیں جو یوم جمعہ کی قید کے ساتھ ہیں سو جمعہ کو خود حضرت عمر کے بیٹے عبد اللہ نے بہ ۱۲ ربیع الاول وفات النبی کی روایت سے باطل کر چکے ہیں۔

اب اسی آیہ تبلیغ کی یہ حدیث بخاری کی صحیح بخاری باب تفسیر سورہ مائدہ میں ملاحظہ کرو۔

قال البخاری حدثنا محمد بن یوسف	کہا بخاری نے حدیث بیان کی ہم سے محمد بن یوسف
حدثنا سفیان عن اسمعیل عن الشعبی	نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے اسمعیل سے انہوں نے
عن مسروق عن عائشة قالت من	شعبی سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے عائشہ سے کہا انہوں
حدثك ان محمدا (صلی الله علیه وسلم)	نے کہ جو کوئی کہے کہ آنحضرت صلعم نے کلام منزل سے کچھ
کتم شیئا مما انزل علیه فقد کذب والله یقول	چھپایا تھا تو وہ شخص جھوٹا ہے خدا فرماتا ہے اے رسول
یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك الآیة	جو کچھ تم پر اترا ہے وہ پہنچا دے۔

اور تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۱۶۴ طبع مصر ۱۳۵۶ھ کی یہ حدیث تخریجہ حضرت عائشہ جو شرط شیخین کے مطابق ہے بخاری میں اخراج کی گئی وہ حضرت کے آخر عمر کی ہے اور جسکی مدت اس شبانہ روز کی حدیث ابن جریج کی پہلے نقل ہو چکی ہے۔

عن جبیر بن نفیر قال حججت فدخلت	جبیر بن نفیر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حج کیا اور
علی عائشة فقالت لی یا جبیر	حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے
تقرأ المائدة فقلت نعم فقالت	پوچھا کہ اے جبیر تم سورہ مائدہ پڑھتے ہو میں نے کہا ہاں
اما انها آخر سورة نزلت۔	فرمایا کہ یہ سورہ از روی تنزیل قرآن کا آخری سورہ ہے۔

ف کشف الظنون ج۲ صفحہ ۲۰۰ میں ہے الفصول المهمة فی معرفة الائمة وفضائلهم ومعرفة اولادهم ونسلهم للشیخ نور الدین علی بن محمد بن الصباغ المالکی المکی المتوفی سنة ۸۵۵ خمس وخمسین وثمان مائة

بالجحفة وذلك اليوم بعد رجوعه	آیا میں تم سے اولیٰ نہیں ہوں تمھارے نفسوں سے سبھوں
من حجة الوداع ثم صعد النبی صلے	نے کہا سچ فرمایا آپ نے فرمایا حضرت نے جس کا میں مولا
الله علیہ وسلم خطیباً مخاطباً ایاہم اشار المسلمین	ہوں اوس کے علی مولا ہیں خدا و ندا دوست رکھ اوسکو
الست اولیٰ بکم من انفسکم قالوا بلیٰ	جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اوسکو جو دشمن رکھے
قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم	علی کو اور مدد کر اوسکی جو مدد کرے علی کی اور چھوڑدے
وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر	اوسکو جو چھوڑدے علی کو اور یہ حدیث وارد کیا تھا علی
من نصرہ واخذل من خذلہ وھذا الحدیث	رضی اللہ عنہ نے یوم شوریٰ میں اوسوقت جسوقت کہ
اوردہ علی رضی اللہ عنہ یوم الشوریٰ عندما	قصد کیا تھا آپ نے اپنے فضائل کا اور نہیں انکار کیا کسی
حاول ذکر فضائلہ ولم ینکرہ احد الخ	ایک نے ۔

نیز زید بن ارقم کی مخرجہ حدیث (صحیح مسلم) میں رسو لخدا کے آخر عمر کا خطبہ الوداعی اسی یوم غدیر خم (ما بین مکہ و مدینہ) کا ہے جو آگے نمبر (۱۱) میں آئیگا جس میں حضرت نے اپنے وفات کی خبر دی ہے اور خاص طور پر حدیث ثقلین مکرر ارشاد فرمایا ہے۔

اسی روایت زید بن ارقم میں غدیر خم کی تفصیل آجانے سے دیگر کتب میں اس مقام کی تصریح کی گئی ہے ۔

چنانچہ ریاض النضرہ محب طبری جلد ثانی صفحہ ۱۷۰ مطبوعہ مصر ۱۳۲۷ھ میں ہے ۔

غدیر خم موضع بین مکۃ والمدینۃ بالجحفۃ یعنی غدیر خم ایک جگہ ہے درمیان مکہ اور مدینہ قریب جحفہ کے ۔

اسلئے روایت محمد بن کعب قرظی کی مخرجہ سورۂ مائدہ کے نزول کی حجۃ الوداع میں درمیان مکہ اور مدینہ کے مدینہ ہی جو کل قرآن مجید ما بین وفتین میں مدنیہ مذکور ہے امام احمد اور عبد بن حمید کی مخرجہ حدیث میں کل کا کل سورہ مائدہ نازل ہوا جس سورہ مائدہ کا آخری جز آیہ تبلیغ ہے پس جہاں آیہ تبلیغ نازل ہوا وہیں کل سورۂ مائدہ نازل ہوا۔ اور آیہ تبلیغ یوم غدیر ما بین مکہ و مدینہ نازل ہوا۔

اور آیہ تبلیغ کی تفسیر واقع صحیح بخاری کی شرح میں علامہ عینی حنفی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری صفحہ ۵۸۴ جلد ۸ مطبوعہ مصر ۱۳۴۸ھ میں یوں بیان فرماتے ہیں ۔

متن باب یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک	ش اے ھذا باب فی قولہ تعالیٰ یا ایھا الرسول الآیۃ
ذکر الواحدی عہ من حدیث الحسن	امام واحدی نے حسن بن محمد کے حدیث سے
بن محمد قال حدثنا علی بن عباس عن	بروایت ابو سعید (خدری) ذکر کیا ہے کہ آیہ یا ایھا الرسول
الاعمش وابی الحجاف عن عطیہ عن ابی سعید	بلغ ما انزل الیک من ربک بروز غدیر خم جناب علی بن
قال نزلت ھذہ الآیۃ یا ایھا الرسول	ابیطالب کی شان میں نازل ہوا۔

عہ کشف الظنون میں ہے ۔ اسباب النزول للشیخ الامام ابی الحسن علی بن احمد الواحدی المفسر المتوفی ۴۶۸ھ + ھو اشہر ما صنف فیہ ۱۲ ۔

بلغ ما انزل الیک من ربک الا به یوم غدیر خم فی علی بن ابی طالب وقال ابو جعفر محمد بن علی بن حسین معناه بلغ ما انزل الیک من ربک فی فضل علی بن ابی طالب رضی الله تعالی عنه فلما نزلت هذه الآیه اخذ بید علی وقال من کنت مولاه فعلی مولاه وقیل بلغ ما انزل الیک من حقوق المسلمین فلما نزلت هذه الآیه خطب علیه السلام فی حجة الوداع۔

اور حضرت امام جعفر محمد بن علی بن حسین علیہم السلام سے روایت ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک کے معنی یہ ہیں کہ اے رسول پہونچا دو اس امر کو جو تمھارے رب نے علی بن ابیطالب کے فضل میں نازل فرمایا ہے چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو پیغمبر صاحب نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی جسکا میں مولا ہوں اوسکے علی مولا ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ آیہ بلغ ما انزل الیک مسلمانوں کے حقوق کے بارے میں نازل ہوا ہے جب یہ آیہ نازل ہوا تو رسول اللہ صلعم نے حجۃ الوداع میں خطبہ پڑھا۔

حدیث مذکورہ سے آیہ تبلیغ کا نزول ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر میں درمیان مکہ و مدینہ کے حجۃ الوداع کے مراجعت میں نازل ہونا ثابت ہوگیا جس سے کل سورہ مائدہ کا نزول اسی یوم غدیر میں محقق ہوا۔ جس آخری آیہ تبلیغ کے نزول پر رسولخدا نے ایک عظیم الشان خطبہ فرمایا ہے جسکو احمد بن الفضل بن محمد باکثیر نے وسیلۃ المآل میں وارد کیا ہے ایک خطبہ جو عامر بن لیلی بن ضمرۃ اور حذیفہ بن اسید سے صفحہ ۶۵ کتاب ہذا میں علامہ سمہودی کے جواہر العقدین سے نقل ہو چکا ہے دوسرا خطبہ یہ ہے جسکو عبقات الانوار ثقلین حصہ اول صفحہ ۲۸۹ سے نقل کیا جاتا ہے۔

وعن حذیفة بن اسید الغفاری [1] او زید بن ارقم رضی الله عنهما قال لما صدر رسول الله صلی الله علیه وسلم من حجة الوداع نهی اصحابه عن شجرات بالبطحاء متقاربات ان ینزلوا تحتهن ثم بعث الیهن فقم ما تحتهن من الشوک وعمد الیهن

حذیفہ بن اسید غفاری یا زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ جس وقت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے فارغ ہوکر آنے لگے تو حضرت نے اپنے اصحاب سے منع فرمایا کہ اون درختوں کے نیچے اترنا جو بطحا میں برابر لگے ہوئے ہیں اس کے بعد حضرت نے کسی کو بھیجا کہ وہ جاکر اون درختوں کے نیچے جھاڑو دیدے اور کانٹے صاف کردے اور حضرت اون درختوں کے نیچے تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اسکے بعد حضرت کھڑے ہوئے اور اصحاب کو مخاطب کرکے

[1] یہ حذیفہ بن اسید صحابی ہیں جنکا نام ابی سریحہ بھی ہے جنکی مخرجہ حدیث کو محمد بن بشار شیخ بخاری و ترمذی نے حدیث غدیر کی روایت اخراج کی ہے قال الترمذی حدثنا محمد بن بشار نا محمد بن جعفر نا شعبة عن سلمة بن کهیل قال سمعت ابا الطفیل یحدث عن ابی سریحة او زید بن ارقم شک شعبة عن النبی صلعم قال من کنت مولاه فعلی مولاه + + و ابو سریحة هو حذیفة بن اسید صاحب النبی صلعم۔

وصلی علیهن ثم قام فقال یا ایها
الناس انی قد نبأنی اللطیف الخبیر
انه لن یعمر نبی الا نصف عمر
الذی یلیه من قبله وانی لاظن
انی یوشك ان ادعی فاجیب
وانی مسئول وانكم مسئولون
فما ذا انتم قائلون قالوا
نشهد انك قد بلغت وجهدت
ونصحت فجزاك الله خیرا فقال
الیس تشهدون ان لا اله الا
الله وان محمدا عبده ورسوله
وان جنته وناره حق وان
الموت حق وان البعث حق بعد
الموت وان الساعة اتیة لاریب
فیها وان الله یبعث من فی القبور
قالوا بلی نشهد بذلك قال اللهم اشهد
ثم قال یا ایها الناس ان الله مولای وانا
مولی المؤمنین وانا اولی بهم من انفسهم
فمن كنت مولاه فهذا مولاه یعنی علیا
اللهم وال من والاه وعاد من عاداه
ثم قال ایها الناس انی فرطكم وانكم
واردون علی الحوض اعرض مما بین
بصری الی صنعاء فیه عدد النجوم قدحان
من فضة وانی سائلكم حین تردون
علی الحوض عن الثقلین فانظروا كیف
تخلفونی فیهما الثقل الاكبر كتاب الله
عز وجل سبب طرفه بید الله وطرفه

ارشاد فرمایا اے گروہ مردم خداوند عالم نے مجکو خبر دی
ہے کہ ہر نبی نے اوس نبی سے جو اوس سے پہلے گذرا نصف
عمر پائی ہے پس مین گمان کرتا ہون کہ میرا رحلت
قریب ہے اور مجھسے سوال کیا جائیگا اور تم سے بھی کہ آیا
مین نے احکام الٰہی کو پہونچایا پس تم کیا کہنے والے ہو
سب نے کہا کہ ہم اسکے قائل ہین کہ آپ نے کما ینبغی ابلاغ
رسالت کیا اور سعی بلیغ کی اور نصیحت کی پس آپ کو خدا
جزائے خیر عطا فرمائے آنحضرت نے فرمایا آیا تم اسکی گواہی
نہین دیتے کہ نہین ہے کوئی معبود سوا اللہ کے اور محمد
اوسکا بندہ اور رسول ہے اور بہشت اور دوزخ حق
ہین اور بعث بعد موت حق ہے سب نے کہا بیشک ہم
ان سب امور کا اقرار کرتے ہین اسپر آنحضرت نے فرمایا
خدایا تو شاہد رہ پھر فرمایا ایہا الناس آگاہ ہو کہ اللہ میرا
مولا ہے اور مین مومنین کا مولا ہون اور مین تمھارے
لئے تمھارے نفسون سے اولی ہون پس جسکا مین مولا
ہون اوسکا یہ مولا ہے یعنی علیؑ بار الٰہی اوسکو دوست
رکھ جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو
دشمن رکھے پھر حضرت نے فرمایا ایہا الناس مین تم سے پہلے
پہونچونگا اور تم میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہوگے
اسکا عرض زیادہ ہوگا فاصلہ ما بین بصری اور صنعاء سے اور
اوسمین ہم عدد ستارہاے آسمان چاندی کے پیالے ہونگے
اور جب تم میرے پاس وہان پہونچوگے تو مین تم سے ثقلین
کے بارے مین سوال کرونگا کہ میرے بعد تم نے ان دونون کے
حق مین کیا کیا ثقل اکبر کتاب خدا ہے وہ ایک رسن ہے
جس کا ایک سرا خدا کے ہاتھ مین ہے اور دوسرا سرا تمھارے
ہاتھون مین ہیں اوس سے تمسک کرو تبدل و ضلالت
سے محفوظ رہوگے اور ثقل (اصغر) میری عترت ہے تحقیق

بايديكم فاستمسكوا وبه لا تضلوا ولا تبدلوا وعترتي اهلبيتي فانه قد نبأني اللطيف الخبير انهما لن يفترقا حتى يردا على الحوض اخرجه الطبراني[1] في الكبير والضياء في المختارة من طريق سلمة بن كهيل عن ابي الطفيل وهما من رجال الصحيح عنه بالشك في صحابيه هل هو حذيفة بن اسيد او زيد بن ارقم واخرجه ابونعيم في الحلية وغيره من حديث زيد بن الحسن الانماطي وقد حسنه الترمذي -

حضرت لطیف وخبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہوں گے یہان تک کہ مجھسے ملاقی ہونگے حوض پر اسکو طبرانی نے معجم کبیر مین اور ضیاء نے مختارہ مین طریق سلمہ بن کہیل سے ابو الطفیل کی سند سے نقل کیا ہے اور یہ دونوں رجال صحیح سے ہین اور اونکو شک ہے کہ کون سے وہ ناقل صحابی ہین خدیفہ بن اسید ہین یا زید بن ارقم ہین نیز ابو نعیم نے حلیہ وغیرہ مین حدیث زید بن حسن انماطی سے نقل کیا ہے اور اسکو ترمذی نے تحسین کی ہے یعنی اچھا کہا ہے -

اور زرقانی علی المواہب جلد ہفتم صفحہ ۱۳ مطبوعہ مصر ۱۲۷۸ھ مین ہے -

وللطبراني[1] وغيره باسناد صحيح انه صلى الله عليه وسلم خطب بغدير خم وهو موضع بالجحفة مرجعه من حجة الوداع فذكر الحديث وفيه يا ايها الناس ان الله مولاي وانا مولى المؤمنين وانا اولى بهم من انفسهم فمن كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه واحب من احبه وابغض من ابغضه وانصر من نصره واخذل من خذله وادر الحق[2] معه حيث دار وزعم بعض ان زيادة اللهم وال الخ موضوعة مردود ببيان ثلث صحابة من طرق صحح الذهبي

طبرانی وغیرہ نے صحیح اسناد سے روایت کی ہے کہ خطبہ ارشاد فرمایا حضرتؐ نے غدیر خم مین اور وہ ایک مقام ہے جحفہ مین پلٹتے ہوئے حجۃ الوداع سے بعد اسکے حدیث (غدیر) کو ذکر کیا ہے اور اوس مین ہے کہ اے گروہ مردم! بتحقیق کہ اللہ مولی ہے میرا اور مین مولی مومنین کا ہون اور مین اونکے لئے اولی ہون اونکے نفسوں سے پس جسکا مین مولا ہون علی اوسکے مولا ہین خدایا دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے اور تو دوست رکھ اوسکو جو اون سے دوستی رکھے اور بغض فرما اوس سے جو اون سے بغض رکھے اور نصرت فرما اوسکی جو اونکی نصرت کرے اور نہ نصرت کر اوسکی جو اونکی نہ نصرت کرے اور حق کو دائر رکھ اونکے ساتھ جس طرف کہ یہ جائین اور بعض لوگوں کا گمان کرنا کہ اللہم وال من والاہ سے آخر تک جو زیادتی اگر

---

[1] کشف الظنون مین ہے معجم الکبیر فی الحدیث للامام ابی القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی الحافظ المتوفی ۳۶۰ھ

[2] اس حدیث کو ترمذی نے اپنے صحیح جلد ثانی مناقب علی علیہ السلام مین ان لفظوں سے وارد کیا ہے - قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی اللہم ادر الحق معہ حیث دار - یعنی فرمایا رسالتماب صلعم نے علی علیہ السلام کے بارے مین اے اللہ علی کے ساتھ حق کو پھیر جس طرف علی پھر جائے - اس حدیث کو حاکم نے مستدرک مین وارد کرکے کہا ہے کہ ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین یعنی یہ حدیث صحیح اور شرط بخاری ومسلم کے مطابق ہے -

وروى الدارقطنى[1] عن سعد قال لما سمع ابو بكر وعمر ذلك قالا امسيت يا ابن ابي طالب مولى كل مومن ومومنة۔	یہ روایت [illegible] زیادتی آئی ہے ساتھ ذی [illegible] بکثرت۔ اور حافظ دارقطنی نے سعد سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابو بکر اور عمر نے سنا قول پیغمبر (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) کہا دونوں نے اے ابن ابیطالب آپ نے ایسی شام کی کہ کل مومن اور مومنہ کے مولا ہوئے۔

اور معارج النبوۃ مطبوعہ مطبع مطلع نور لاہور ۱۲۹۲ھ آخر ص ۲۱۸ مین ہے۔

آوردہ اند کہ بیشتر اصحاب تا بحدی کہ امہات مومنین رضی اللہ عنہم اجمعین امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ درین امر تہنیت بجا آوردند۔ لائے ہین کہ زیادہ تر صحابہ نے یہان تک کہ امہات مومنین نے امیر المومنین علی علیہ السلام کو اس امر (ولایت) کی مبارکباد ادا فرمائی۔

"اور مولوی ولی اللہ لکھنوی نے مراۃ المومنین مین لکھا ہے۔ بالجملہ چون این حدیث در غدیر خم واقع شد ہر صحابی کہ از حضرت امیر ملاقات می کرد مبارکباد میداد

جب یہ حدیث غدیر رسول اللہ نے ارشاد کی تو صحابہ مین سے جو بھی حضرت امیر سے ملاقات کرتا وہ مبارکباد دیتا۔

اور تاریخ حبیب السیر جلد اول جز سیوم ص ۲۷ مین ہے۔

پس امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بموجب فرمودہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم در خیمہ نشست تا طوائف خلائق بملازمتش رفتہ لوازم تہنیت بہ تقدیم رسانیدند و از جملہ اصحاب امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جناب ولایت مآب را گفت بخ بخ یا ابن ابیطالب اصبحت مولای و مولی کل مومن و مومنۃ یعنی خوشا حال تو اے پسر ابوطالب بامداد کردی در وقتیکہ مولای من و مولای ہر مومن و مومنہ بودی بعد ازان امہات مومنین بر حسب اشارہ سید المرسلین بخیمہ امیر المومنین رفتہ شرط تہنیت بجا آوردند۔

یعنی تاریخ حبیب السیر مین ہے۔ کہ بعد حدیث غدیر کے جناب امیر المومنین علی علیہ السلام موافق ارشاد پیغمبر صلعم خیمہ مین تشریف فرما ہوئے تاکہ گروہ صحابہ کا حضور امیر المومنین مین جاکر مراسم مبارکبادی بجا لائے منجملہ گروہ صحابہ کے حضرت عمر بن خطاب نے جناب ولایت مآب کو بایں الفاظ مبارکبادی کہ مبارک ہو اے فرزند ابوطالب کہ آج کیا اچھی صبح کی کہ میرے اور کل مومنین اور مومنات کے مولا ہوئے۔

بعد ان حضرات صحابہ کے امہات مومنین نے بموجب فرمانے رسول اللہ صلعم کے خیمہ امیر المومنین علی علیہ السلام مین جاکر مراسم

---

[1] عبر فی ہی مین بوقایع ۳۸۵ھ کے ہے الدارقطنی ابو الحسن علی بن عمر بن احمد البغدادی الحافظ المشہور صاحب التصانیف فی ذی القعدۃ ولہ ثمانون سنۃ روی عن البغوی وطبقتہ ذکرہ الحاکم صار اوحد عصرہ فی الحفظ والفہم والورع واماما فی القراء والنحاۃ صادفتہ فوق ما وصف لی ولہ مصنفات یطول ذکرہا وقال الخطیب کان فرید عصرہ وقریع دہرہ ونسیج وحدہ وامام وقتہ قال القاضی ابو الطیب الطبری الدارقطنی امیر المومنین فی الحدیث

تہنیت کی ادا فرمائی۔

اسی واقعہ غدیر مین آیہ مبارکہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوا جس پر رسول اللہ صلعم نے فرمایا اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی یہی حدیث مجاہد کے سند سے پہلے نقل ہو چکی ہے جسکے بعد رسول اللہ صلعم اکیاسی۸۱ شبانہ روز زندہ رہے۔

عین اکیاسیوین۸۱ روز رسول اللہ صلعم نے پھر حدیث ثقلین کو ارشاد فرمایا ہے دیکھو نمبر (۷) ابن سعد صـ۱۵۴ و ۱۵۵ جسکو ساتھ آپ صلعم نے عین وفات کے دن فرمایا اور اسی روز طلب قرطاس بھی فرمایا ہے۔ وہ یہ تاریخ گیارہ ربیع الاول تھی اور یوم دوشنبہ تھا جو ۱۸ ذیحجہ سے گیارہ ربیع الاول تک اکیاسی۸۱ دن ازروی حدیث اور ۹ ذیحجہ عرفہ سے گیارہ ربیع الاول تک ۹۰ دن یعنی تین مہینے۔ یہ مدت شاہ عبد العزیز اور شاہ عبد القادر کا مفروضہ بلا سند ہے۔ تاہم دونون مدت گیارہ ربیع الاول پر ختم ہے۔ اور ۹ ذیحجہ عرفہ کو سہ شنبہ ہوا ہے۔

چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ باب دہم طلب قرطاس مین ہے "کہ قبل ازین واقعہ بسہ ماہ آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا نازل شدہ بود و مہر ختم بر آن گزاشتہ۔

یعنی طلب قرطاس کے ۹۰ دن (تین مہینے) پہلے آیہ کریمہ موصوفہ اکمال دین نازل ہو چکا تھا۔ عرفہ کا نزول ہرگز صحیح نہیں ہے جو حضرتؐ کے شکریہ سے خالی ہے۔ نیز تین مہینے کی مدت آخر عمر کی ابن عباس کے روایت کے معارض ہے اور آیہ تبلیغ کے نازل ہونے کے بعد اسی گیارہ ربیع الاول پر اکیاسی۸۱ شبانہ روز ختم ہین اسلئے ابن عباس کی روایت اکیاسی۸۱ یوم کی ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم سے حضرت کے آخر عمر کی حتماً وجزماً ویقیناً صحیح ہے جسکے چند گھنٹے کے بعد خاص غدیر خم مین آیہ اکمال دین نازل ہوا۔

بہر حال رسول اللہ صلعم نے یوم احتضار کو طلب قرطاس فرمایا ہے اور اس روز صبح سے حضرت کو قطعاً افاقہ ہو گیا تھا چنانچہ الفاروق شبلی صـ۱۲۴ مطبوعہ نامی پریس کانپور ۱۸۹۹ء مین ہے۔

"عین وفات کے دن آپکی حالت اسقدر سنبھل گئی تھی کہ لوگون کو بالکل صحت کا گمان ہو گیا تھا اور حضرت ابوبکر اسی خیال سے اپنے مکان کو جو مدینہ منورہ سے دو میل پر تھا واپس چلے گئے لیکن حضرت عمر وفات کے وقت تک موجود رہے آنحضرت نے ۱۲ ربیع الاول سنہ۱۱ھ دوشنبہ کے دن دوپہر کے وقت حضرت عایشہ کے گھر انتقال فرمایا"

اور سیرت النبی شبلی حصہ ثانی حاشیہ صـ۱۴۳ مین ہے۔

ابن اسحاق نے سیرت مین لکھا ہے کہ وفات دوپہر کو ہوئی، لیکن حضرت انس بن مالک سے بخاری و مسلم مین روایت ہے کہ آخر یوم یعنی دوشنبہ کے آخر وقت مین وفات فرمائی

چنانچہ صحیح بخاری جلد اول باب الالتفات فی الصلوۃ مین ہے۔

قال البخاری حدثنا یحیی بن بکیر قال — بخاری نے کہا کہ حدیث کی ہم سے یحیی بن بکیر نے

حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن — کہا اونے کہ حدیث کی ہم سے لیث نے عقیل سے اونے ابن

شہاب قال اخبرنی انس بن مالک — شہاب زہری سے کہا اونے کہ خبر دی مجکو انس بن مالک نے

وتوفی من اٰخر ذٰلك الیوم -

کہ آخر یوم یعنی دوشنبہ کے آخر وقت میں وفات فرمائی -

اور تیسیر القاری شرح صحیح بخاری جلد ۴ مین ہے

قال البخاری حدثنا اسمعیل بن عبد الله قال حدثنی سلیمان بن بلال عن هشام بن عروة قال اخبرنی عروة بن الزبیر عن عائشة زوج النبی صلعم ان رسول الله مات وابوبکر بالسنح -

کہا بخاری نے کہ حدیث بیان کی ہمسے اسمٰعیل بن عبد اللہ نے کہا حدیث بیان کی مجھسے سلیمان بن بلال نے ہشام بن عروہ سے کہا اونے خبر دی ہمکو عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ زوجہ رسول اللہ سے کہ رسول اللہ نے وفات کی اور ابوبکر سنح (جو مدینہ سے ایک میل پر ہے) مین تھے -

رسالتمآب صلعم کا یوم احتضار (دوشنبہ) کے دن طلب قرطاس فرمانے کی یہ روایت دلالت کرتی ہے -

کتاب المرضی عن عبید الله بن عبد الله عن ابن عباس قال لما حضر رسول الله وفی البیت رجال فیهم عمر بن الخطاب قال النبی قد غلب علیه الوجع وعندکم القراٰن حسبنا کتاب الله فاختلف اهل البیت فاختصموا فمنهم من یقول قربوا یکتب لکم النبی کتابا لن تضلوا بعده ومنهم من یقول ما قال عمر الخ -

کتاب المرضی مین عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ ابن عباس بیان کرتے ہین کہ جب جناب رسالتمآب صلعم کا وقت رحلت قریب آیا اور گھر مین کچھ لوگ موجود تھے جنمین حضرت عمر بن خطاب تھے پیغمبر نے فرمایا لاؤ مین تمھین ایک نوشتہ لکھدون جسکے بعد تم گمراہ نہو عمر نے کہا کہ پیغمبر پر مرض نے غلبہ کیا ہے اور تمھارے پاس قرآن موجود ہے اور خدا کی کتاب ہمین کافی ہے (اسکے بعد) لوگ جو گھر مین حاضر تھے مختلف ہوگئے کوئی کہتا تھا کہ جو کچھ فرمایا اسکی تعمیل کرو تمھارے لئے پیغمبر نوشتہ لکھدین جسکی وجہ سے گمراہ نہو اور کوئی وہی کہتا تھا جو عمر نے کہا تھا الخ -

ایضاً (کتاب الاعتصام بالکتاب والسنن)

عن ابن عباس قال حضر النبی وفی البیت رجال فیهم عمر بن الخطاب فقال هلم اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعده قال عمر ان النبی غلبه الوجع وعندکم القراٰن فحسبنا کتاب الله - الخ -

اور (کتاب الاعتصام والسنۃ) مین ہے ابن عباس سے مروی ہے وہ کہتے ہین کہ جب حضرت کا وقت وفات قریب آیا اور گھر مین کچھ لوگ موجود تھے جن مین حضرت عمر بھی تھے) تو آپ نے فرمایا کہ لاؤ مین تمھین ایک نوشتہ لکھدون جسکے بعد تم ہرگز گمراہ نہو عمر نے کہا کہ پیغمبر پر مرض نے غلبہ کیا ہے اور تمھارے پاس قرآن ہے تو ہمین خدا کی کتاب کافی ہے الخ

تیسری روایت صحیح بخاری کی جسمین یوم احتضار کی جگہ (اشتد بالنبی صلعم وجعہ) لایا گیا ہے - حالانکہ یوم احتضار حضرت کو بالکل افاقہ ہوگیا تھا -

فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد اول باب العلم صفحہ ۱۶۲ مین ہے -

حدثنا یحیی بن سلیمان قال حدثنی ابن وھب قال اخبرنی یونس عن ابن شہاب عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس قال لما اشتد بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وجعہ قال ائتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہ قال عمر ان النبی صلعم غلبہ الوجع وعندنا کتاب اللہ حسبنا فاختلفوا وکثر اللغط قوموا عنی ولا ینبغی عندی التنازع فخرج ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلعم وبین کتابہ۔

کہا بخاری نے حدیث کی ہم سے یحیی بن سلیمان نے کہا اونہون نے حدیث کی مجھسے ابن وہب نے کہا اونہون نے خبردی مجکو یونس نے ابن شہاب سے اوسنے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اوسنے ابن عباس سے کہا اونہون نے کہ جب آنحضرت پر مرض درد اوسکے تکلیف کی شدت ہوی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے کاغذ دو تو مین تمہارے لئے ایک ایسا نوشتہ لکھدون جسکے بعد تم گمراہ نہو عمر نے کہا کہ پیغمبر پر مرض نے غلبہ کیا ہے اور ہمارے پاس خدا کی کتاب ہے وہ ہمین کافی ہے بس اتنا کہنے سے صحابہ مین اختلاف اور شور ہونے لگا تو آنحضرت نے فرمایا کہ میرے پاس سے اوٹھ جاؤ اور میرے پاس اختلاف وتنازع نکرو پس سب لوگ اوٹھکر چلے گئے حضرت ابن عباس فرماتے تھے سب سے بڑی مصیبت وہ مصیبت تھی جو رسول اللہ صلعم اور آپکی کتابت کے درمیان حائل ہوئی۔

یہ واقعہ طلب قرطاس کا موت کے قریب مین واقع ہوا جسکی تائید کی یہ حدیث مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۳۴۶ مطبوعہ مصر ۱۳۱۳ھ سے لکھی جاتی ہے

حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا موسی بن داود ثنا ابن لھیعۃ عن ابی الزبیر عن جابر ان النبی صلعم دعا عند موتہ بصحیفۃ لیکتب فیہا کتابا لا یضلون بعدہ قال فخالف علیہا عمر بن الخطاب حتی رفضہا۔

بسلسلہ اسناد مذکورہ حضرت جابر سے مروی ہے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مانگا وقت موت کے صحیفہ جس پر کچھ لکھا سکتے تا آنکہ لکھین اوس مین ایک نوشتہ نہ گمراہ ہون وہ (صحابہ) بعد اوس (نبی) کے کہا راوی نے پس مخالفت کی اوس پر عمر بن الخطاب نے یہان تک کہ چھوڑ دیا اوس صحیفہ کو یا بازگشت کی اوس سے۔

غرض کہ آج گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو طلب قرطاس کے مقدمہ مین حضرت عمر کا اختلاف اور رسول اللہ کا اپنی بارگاہ سے اوٹھا دینا اور جسکے بعد حضرت عمر کو حالت حیات مین زیارت رسول اللہ کی نصیب نہوئی ناہے پھر بارہ ربیع الاول کو وفات رسول اللہ سے انکار کیا گیا۔

عبقات الانوار غدیر جلد اول صفحہ ۲۸۶ مین لکھا ہے کہ علامہ صفدی نے تاریخ وافی بالوفیات مین ابراہیم بن سیار نظام کے سند سے نقل کیا ہے

کہ صلاح الدین[1] خلیل بن ایبک الصفدی نے کتاب وافی بالوفیات مین بہ ترجمہ ابراہیم بن سیار نقل کیا ہے کہ ابراہیم بن سیار بن ہانی البصری المعروف بالنظام المتوفی سنہ ۲۳۱ھ نے کہا۔ وقال نص النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم علی ان الامام علی وعینه وعرفت الصحابة ذلک ولکن کتمه عمر لاجل ابی بکر۔ اور کہا نص کی اور بیان صریح فرمایا رسول اللہ صلعم نے اس امر پر کہ امام ہین علی مرتضیٰ اور معین کر دیا انکو واسطے امامت اور خلافت کے اور پہچان لیا سب صحابہ نے ان کو امام امت اور خلیفہ رسول ولیکن چھپایا اس امر کو حضرت عمر نے بسبب ابوبکر کے۔

اب یہان پر مناسب ہے کہ بخاری کی صحیح اور تاریخ صغیر سے وہ روایتین نقل کیجاتین جن مین رسول اللہؐ کی وفات کے ساتھ ساتھ حضرت ابوبکر کی وفات کو یوم (دوشنبہ) کی قید سے ذکر کیا گیا ہے بلکہ جس طرح وفات النبی دوشنبہ کے آخر وقت یعنی عشیہ (سہ شنبہ) مین ہوا اوسی لحاظ سے وفات ابوبکر دوشنبہ کی شام شب سہ شنبہ مین کہا گیا ہے۔

صحیح بخاری جلد اول کتاب الجنائز باب موت یوم الاثنین ص۱۵۴ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۰ھ اور تاریخ صغیر بخاری حصہ اول ص۲۲۵ مطبوعہ الہ آباد سنہ ۱۳۲۵ھ مین ہے۔

قال البخاری حدثنا معلی بن اسد حدثنا	بخاری کہتے ہین کہ حدیث کی ہم سے معلی بن اسد نے
وهیب عن هشام عن ابیه عن عائشة قالت	کہا حدیث کی ہم سے وہیب نے ہشام سے اونہون نے
دخلت علی ابی بکر فقال فی	اپنے باپ (عروہ) سے اونہون نے عایشہ سے وہ بیان
کم کفنتم النبی صلعم فقالت فی	کرتی ہین کہ مین اپنے باپ ابوبکر کی خدمت مین حاضر ہوئی
ثلاثة اثواب بیض سحولیة لیس	اونہون نے مجھسے دریافت کیا کہ رسول اللہؐ کو کتنے کپڑون
فیها قمیص ولا عمامة وقال	مین کفن دیا مین نے عرض کی تین کپڑون مین جو سفید
لها فی ای یوم توفی رسول	روئی کے تھے اوس مین عمامہ و قمیص داخل نہین سکے بعد
اللہ م قالت یوم الاثنین قال	اونہون نے کہا کہ کس روز رسول اللہ نے وفات پائی مین نے
ارجو فیما بینی وبین اللیل فلم یتوفی	عرض کیا کہ دوشنبہ کے دن اوسوقت ابوبکر نے کہا کہ
حتی امسی من لیلة الثلاثاء و	مین بھی امید کرتا ہون کہ ایسے ہی درمیان دوشنبہ اور
دفن قبل ان یصبح۔	سہ شنبہ کے مین بھی مرون پس نہین مرے مگر دوشنبہ کے شام
	شب سہ شنبہ مین اور اسی شب سہ شنبہ مین صبح سے پہلے دفن ہوگئے

[1] ترجمہ صلاح الدین خلیل بن ایبک صفدی (حافظ ابن حجر عسقلانی) نے اپنے درر کامنہ مین اس عنوان سے بیان کیا ہے جسکے مختصر اجزا لکھے جاتے ہین۔ خلیل بن ایبک بن عبد اللہ الادیب صلاح الدین الصفدی ابو الصفا ولد سنة ست او سبع وتسعین وست مائة تقریبا + + اخذ عن الشهاب محمود وابن سید الناس وابن نباتة وابی حیان ونحوهم وسمع بمصر من یونس الدبوسی ومن معه وبدمشق من المزی وجماعة + + ثم اخذ فی التالیف فجمع تاریخه الکبیر الذی سماه الوافی بالوفیات فی نحو ثلثین مجلدة علی حروف المعجم + + وقال الذهبی فی حقه الادیب البارع الکاتب شارک فی الفنون وتقدم فی الانشاء وجمع وصنف وقال ایضا سمع منی وسمعت منه وله توالیف وکتب وبلاغة وقال فی المعجم المختص الامام العالم الادیب البلیغ الکامل طلب العلم وشارک فی الفضائل وساد فی الرسائل وقرأ الحدیث الخ بطوله مات بدمشق سنہ ۷۶۴ھ۔

وفي تاريخ صغير بخاري ص۱۹ قال البخاري قال ابو نعيم توفي ابوبكر لثمان ليال بقين من جمادى الآخرة سنة ثلاث عشرة۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں کہا ہے کہ ابو نعیم فضل بن دکین نے کہا کہ وفات حضرت ابوبکر جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ جبکہ اس مہینہ کے ختم ہونے میں آٹھ راتیں باقی تھیں واقع ہوئی۔

دونوں روایتوں سے حضرت ابوبکر کی وفات ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ یوم دوشنبہ کے شام یعنی شب سہ شنبہ میں برآمد ہوتی ہے مثل اسکے رسول اللہ کی وفات انس بن مالک کی روایت سے یوم دوشنبہ کے آخر وقت میں واقع ہونا بخاری اپنی صحیح میں بیان کر چکے ہیں۔ چونکہ دوشنبہ کا آخر وقت شب سہ شنبہ سے اتصال کرتا ہے اسلئے اسوقت کو لفظ عشیہ سے بھی استعمال کیا جاتا ہے اور حضرت ابوبکر کا اسی دوشنبہ و سہ شنبہ کے مابین اپنے مرنیکی آرزو کرنا انس کی روایت وفات نبی کا آخر یوم پر واقع ہونے کو قوی تر کرتا ہے۔

حدیث مذکورہ کی شرح میں حافظ ابن حجر[۱] عسقلانی فتح الباری شرح صحیح البخاری باب موت یوم الاثنین کتاب الجنائز میں یہ بیان دیتے ہیں

قيل ذكر لها ذلك بصيغة الاستفهام توطئة لها للصبر على فقده واستنطاقا لها بما يعلم انه يعظم عليها ذكره لما في بداءته لها بذلك من ادخال الغم العظيم عليها الا انه يبعد ان يكون ابوبكر نسي ما سأل عنه مع قرب العهد ويحتمل ان يكون السؤال عن قدر الكفن على حقيقته لانه لم يحضر ذلك لاشتغاله بامر البيعة واما تعيين اليوم فنسيانه ايضا محتمل لانه دفن ليلة الاربعاء فيمكن ان يحصل التردد هل مات يوم الاثنين او الثلاثاء۔

شارح کہتے ہیں کہ جو روایت عائشہ سے مروی ہے اسکے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ابوبکر نے جو استفہام کے صیغہ کے ساتھ کفن رسول کے متعلق عائشہ سے سوال کیا تو وہ عائشہ کے تسلی دینے کی بنا پر تھا اور رنج و غم والم کا یاد دلانا مقصود نہ تھی جو عائشہ کو رسول کی وفات سے ہوا تھا ورنہ یہ بعید ہے کہ ابوبکر سا صحابی باوجود زمانہ رسول میں ہونے کے رسول کے کفن کے متعلق سوال کرے اسکے علاوہ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چونکہ ابوبکر دفن و کفن رسول کے وقت حاضر نہ تھے بلکہ امر بیعت میں مشغول تھے لہذا انکو کیا خبر کہ کتنے کپڑوں میں رسول کو کفن دیا گیا اور کیسے دفن ہوئے۔ اور وفات کے دن کے تعیین کے متعلق جو سوال کیا تھا وہ بھی ٹھیک ہے اسلئے کہ رسالتمآب شب چہار شنبہ میں دفن ہوئے ہیں لہذا ممکن ہے کہ ابوبکر کو یہ احتمال ہو کہ آپ نے دوشنبہ کو انتقال فرمایا یا سہ شنبہ کو اور اصل دن انکو بھول گئے ہوں۔

---

[۱] طبقات الحفاظ سیوطی میں ہے۔ ابن حجر شیخ الاسلام والامام الحافظ فی زمانہ وحافظ الدیار المصریۃ بل حافظ الدنیا مطلقا قاضی القضاۃ شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی الکنانی العسقلانی ثم المصری الخ بطولہ المتوفی سنہ ۸۵۲ھ

جبکہ رسول اللہ کی وفات آخر یوم دو شنبہ کے آخر وقت یعنی شام کو ہوئی صحیح بخاری سے ثابت کرتی ہے جسمین یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکر اوسوقت نہ تھے بلکہ مدینہ سے باہر دو میل پر موضع سنح مین تھے۔ اگر دن کا کچھ حصہ باقی بھی تھا تو وہ بھی ذرا دیر مین گذر گیا اور شب آگئی۔ اسلئے لوگون نے وفات کا وقت دن چڑھے کا بیان کیا ہے اور اسوقت کو ۱۲ ربیع الاول یوم دو شنبہ ہجرت کے دن حضرت کے داخلہ مدینہ سے تطبیق دی ہے۔

چنانچہ ابن[۱] اثیر جزری نے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد اول مطبوعہ ۱۲۸۶ھ ذکر وفات و مبلغ عمر ص ۲۲ و ۲۳ مین لکھا ہے

عن انس و توفی اٰخر ذالک الیوم قال	انس سے مروی ہے کہ وفات رسول اللہ آخر وقت
ابو عمر[۲] ثم بدأ برسول اللہ صلی اللہ علیہ و	دوشنبہ کے دن ہوئی کہا ابو عمر نے پھر شروع ہوا وہ
سلم مرضہ الذی مات فیہ یوم الاربعاء[۳]	مرض رسول اللہ جسمین حضرت کی وفات واقع ہوئی
للیلتین بقیتا من صفر سنۃ احدی عشرۃ	وہ چہارشنبہ کا دن تھا جبکہ دو راتین ماہ صفر ۱۱ھ
××× و قبض یوم الاثنین ضحیٰ فی الوقت	کی باقی تھین یعنی ۲۸ صفر چہارشنبہ کو اور وفات ہوئی
دخل فیہ المدینۃ لاثنتی عشرۃ خلت	دوشنبہ کے دن بوقت ضحی یعنی دن چڑھے ۱۲ ربیع الاول
من ربیع الاول و دفن یوم الثلاثاء حین	کو جسمین اسیوقت حضرت مدینہ منورہ مین داخل
زاغت الشمس و قیل بل دفن	ہوئے اور دوپہر ڈھلے سہ شنبہ کے دن دفن ہوئے اور
لیلۃ الاربعاء۔	یہ بھی کہا گیا ہے بلکہ شب چہارشنبہ مین دفن ہوئے

چونکہ انس کی روایت صحیح بخاری کی ہے اور جسکو زہری نے روایت کی ہے ہر دو وجہ سے انس کی روایت اصح روایات سے ماننے جانیکے لائق ہے نیز وہ وقت شب سہ شنبہ سے متصل تھا اسی لئے حضرت ابوبکر نے دو شنبہ اور شب سہ شنبہ کے درمیان اپنے مرنے کی تمنا کی تھی۔

لیکن جب لوگون نے دیکھا کہ انس کی روایت سے وفات کے دن ابوبکر کی خلافت نہین قرار پاتی کیونکہ وہ غیر حاضر تھے اور موسم[۴] سرما کی وجہ سے جو کچھ تھوڑا وقت بھی رہا وہ قابل گنجایش نکالنے کے نہین تھا بالفرض اگر آدمی اطلاع کیلئے بھیجا جائے تو پہونچتے پہونچتے یا ابوبکر کے آنے تک شب کا ہوجانا یقینی ہے۔ اور حضرت ابوبکر اور صحابہ کے پہونچنے کے دنکو آئے ہین مثلاً حضرت عمر اور ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہ۔

مگر حافظ ابن کثیر جنکا ماخذ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ہے اسلئے اونھون نے اپنی تاریخ بدایۃ و النہایۃ مجلد ثانی مین بذکر خلافت ابوبکر اسکو اختیار کیا ہے بلکہ جو کچھ باقی تھا اوسکو بھی پورا کردیا یہانتک کہ اوسی دوشنبہ کے دن مسجد نبوی مین بیعت عامہ ہونا بھی لکھدیا وہ یہ ہے

---

[۱] جو کہ اسدی کے طبقات شافعیہ مین ہے علی بن محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد العلامہ عز الدین ابو الحسن الشیبانی الجزری المورخ الحافظ المعروف ابن الاثیر اخو مجد الدین صاحب النہایہ ++ متوفی ثلثین و ستمائۃ ۶۳۰ھ

[۲] ابن عبد البر ولد سنۃ ثلاث و ستین و اربع مائۃ ابو عمر ابن عبد البر صاحب الاستیعاب حافظ المغرب (تاریخ ابن الوردی)

[۳] قال ابن اسحاق لما کان یوم الاربعاء للیلتین بقیتا من صفر بدئ برسول اللہ صلعم وجعہ فحم و صدع فلما اصبح یوم الخمیس عقد لاسامۃ لواء بیدہ۔

[۴] دیکھو صفحہ ۳۱ کتاب ہذا کا ساتوان شعر نمبر ۲" (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۸ باب بعث النبی اسامۃ بن زید)

عربی	اردو
توفی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین	وفات النبی دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ
ثانی عشر ربیع الاول علی المشہور وذلک	جیسا کہ مشہور ہے دن چڑھے دوشنبہ کے دن واقع
سنۃ احدی عشرۃ من الہجرۃ ذلک فی ضحی	ہوئی پس لوگ ابوبکر کی بیعت کو سقیفہ بنی ساعدہ میں
ذلک الیوم لما استغل الناس ببیعۃ الصدیق فی سقیفۃ[1]	مشغول ہوئے بعد کو جو دن دوشنبہ باقی تھا بیعت عامہ مسجد
بنی ساعدۃ ثم المسجد النبوی کانت البیعۃ العامۃ[2] فی بقیۃ یوم الاثنین	نبوی میں واقع ہوئی۔
وفی کنز العمال عن عروۃ قال ان	کنز العمال میں عروہ سے مروی ہے کہ پیغمبر صاحب کے
ابابکر وعمر رضی اللہ عنہما لم یشہدا دفن	دفن کے وقت حضرت ابوبکر و عمر موجود نہ تھے بلکہ یہ دونوں
النبی کانا فی الانصار فدفن	سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع انصار میں تشریف رکھتے تھے اور
قبل ان یرجعا۔	قبل اسکے کہ یہ دونوں صاحب وہاں سے واپس آئیں
(ج ۳ ص ۱۴۰ مطبوعہ حیدرآباد دکن)	رسول اللہ دفن ہوچکے تھے۔

اگر حافظ ابن حجر عسقلانی کے بیان کے مطابق دفن رسول اللہ شب چہارشنبہ میں ہو تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا رسول اللہ کے دفن میں نہ شریک ہونے کی کیا وجہ ہوئی جس سے یہی نتیجہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ سہ شنبہ کے دن بعد دوپہر دفن ہوگئے جیسا کہ ابن اثیر نے بیان کیا ہے اور شب چہارشنبہ کا دفن لفظ قیل یعنی ضعیف قول سے ہے نیز ابن سعد کی مخرجہ روایت نمبر (۷) صـ ۱۴۷ و ۱۴۸ ملاحظہ کرو جسمیں اول راوی عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب ہے جن سے بخاری و مسلم نے اپنے اپنے صحیح میں تاریخ سفر حجۃ الوداع کی روایت کی ہے اور وہ روایت وفات و دفن کی سعید بن مسیب تک اور اسی میں دوسری روایت ہے جو جناب امیر علیہ السلام تک منتہی ہوتی ہے جسمیں دوشنبہ کو انتقال اور سہ شنبہ کو دفن ہے یہ عمدہ اور صحیح روایتوں سے ہے چونکہ دوسرا وقت شب چہارشنبہ سے اتصال کرتا ہے اسلئے ابن اسحاق نے مدت خلافت ابوبکر کا تعین اسی شب ۱۳ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ سے کیا ہے اور یہ ٹھیک بھی ہوتا ہے۔

چنانچہ معارف ابن قتیبہ چھاپہ فرنگستان صـ ۸۵ ترجمہ ابوبکر میں مذکور ہے۔

عربی	اردو
قال ابن اسحاق[3] وکانت	ابن اسحاق نے کہا ہے کہ مدت خلافت ابوبکر
خلافتہ سنتین وثلاثۃ اشہر وتسع لیال	دو سال تین مہینے نو راتیں ہیں۔

ابن اسحاق کے بیان کے مطابق آخر کی ۹ راتیں بارہ ربیع الاول کی شام تیرھویں شب سے شروع ہوتی ہیں کیونکہ تیرہ میں نو جمع کرنے سے بائیس ۲۲ ہونگے۔ اور ۱۲ ربیع الاول جو ۲۸ صفر کا چودھواں دن یعنی چہارشنبہ کا چودھواں روز سہ شنبہ ہوا پس تیرھواں دن گیارہ ربیع الاول دوشنبہ ہوتا ہے اور وفات النبی دوشنبہ کے دن ہے جسکی شام کو انتقال اور صبح بارہ ربیع الاول سہ شنبہ کے دن دن چڑھنے کے بعد حضرت ابوبکر وغیرہ کا آنا اور سقیفہ میں جانا وہاں خلافت کے معاملہ میں انصار سے معرکہ آرائی کرنا جسکے بعد واپسی

---

[1] غیاث اللغات میں ہے سقیفہ ایوانے بود نہان کہ عرب برائے مشورہ اہل باطل دران جمع می شدند مجازاً مشورہ و سخن بیہودہ را گویند (منتخب)

[2] لیکن معارف ابن قتیبہ طبع یورپ صـ ۸۵ میں ہے (بیعۃ العامۃ یوم الثلاثاء) یعنی بیعت عامہ بروز سہ شنبہ ہوئی۔

[3] دول الاسلام ذہبی میں ہے۔ محمد بن اسحاق بن یسار المدنی صاحب السیرۃ الذی یقول فیہ شعبۃ کان ابن اسحاق امیر المؤمنین فی الحدیث یعنی ابن اسحاق بن یسار صاحب سیرۃ کے بارے میں شعبہ کا قول ہے کہ وہ امیر المؤمنین فی الحدیث ہے۔

عـــہ بقیہ حاشیہ صـ ۲۰۴ پر دیکھئے

۲۸ صفر چہار شنبہ کا دن تھا جس کا آٹھواں دن ۷ ربیع الاول دوشنبہ تھا سب کے آخر یوم پر انتقال رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام جسکی شام شب بارھویں ربیع الاول سہ شنبہ سے شروع ہوتی ہے۔

فی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۸ صفحہ ۲۳۳ مطبوعہ مصر ۱۳۴۸ھ میں ہے۔

وفی حدیث ابو یعلی باسنادہ عن انس انہ توفی آخر نھار یوم الاثنین۔

حافظ ابو یعلیٰ نے اپنے سند سے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ وفات رسول اللہ آخر دن یعنی دوشنبہ کے آخر وقت میں واقع ہوئی۔

اس حدیث انس کے مطابق جبکہ دوشنبہ کے آخر دن پر آفتاب رسالت غروب ہو گیا اور شب سہ شنبہ آگئی تو یہ شب گزر کر سہ شنبہ[1] کے دن حضرت کا دفن ہونا روایت اور درایت دونوں کے مطابق صحیح ہے اور شبلی آنے والی یہ شب چہارشنبہ ۱۳ ربیع الاول ۱۱ھ سے ۱۳ ربیع الاول ۱۳ھ تک دو سال اور ۱۳ جمادی الآخرہ تک تین مہینے اور ۲۲ جمادی الاخرہ ۱۳ھ کو ۹ راتین کامل مدت خلافت حضرت ابوبکر کی ابن اسحٰق کے قول سے صحیح صحیح آگئی۔

اور جو حساب امام زہری نے دس راتوں کا شمار کیا ہے وہ وفات پاتے ہی جناب رسالتمآبؐ کے محسوب کیا ہے حالانکہ ابوبکر دوسرے دن ۱۲ ربیع الاول کو آئے ہیں۔ اسی وجہ سے بعض لوگوں نے وفات النبی بارہ ربیع الاول کو دن چڑھے بیان کیا ہے تاکہ خلافت ابوبکر وفات رسول اللہ کے دن سے قرار پا جائے۔

جس طرح ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) کی جگہ حضرت عائشہ کی روایت میں (دوشنبہ) غلط لایا گیا ہے ویسے ہی دوسری روایت حضرت عائشہ میں ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ وفات ابوبکر میں (سہ شنبہ) کے بجائے (دوشنبہ) غلط ہے۔

پہلے ہم اسی حدیث مخرجہ ابن سعد کا ذکر کرتے ہیں جسکے اسناد طویلہ کو چھوڑ کر محدثین نے بیان کیا ہے۔

چنانچہ ابن اثیر جزری نے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۲۲۳ و ۲۲۴ مطبوعہ ۱۲۸۶ھ آخر اسناد سے اس طرح وارد کیا ہے

عن محمد بن سعد حدثنا محمد بن عمر حدثنا محمد بن عبد اللہ (ابن اخی الزہری) عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ قالت کان اول مرض ابی بکر انہ اغتسل یوم الاثنین لسبع خلون من جمادی الآخرۃ الخ۔

اور یہی حدیث صرف وفات ابوبکر تک تاریخ الخلفا سیوطی صفحہ ۳۱ مطبوعہ مصر ۱۳۵۱ھ میں اس عبارت سے ہے۔

اخرج الواقدی والحاکم عن عائشۃ قالت کان اول بدء مرض ابی بکر انہ اغتسل یوم الاثنین لسبع خلون من جمادی الآخرۃ الخ

---

[1] وسیلۃ النجاۃ ملا محمد مبین لکھنوی فرنگی محلی کے صفحہ ۱۳ میں ہے۔ و در موطا گفتہ کہ وفات آنحضرت روز دوشنبہ و دفن او روز سہ شنبہ ۱۲

[2] توثیق (موطا) سیرۃ النبی شبلی ج۔ اول صفحہ ۳۸۵ میں ہے۔ لیکن موطائے امام مالک میں جس کی نسبت امام شافعی کا قول ہے کہ آسمان کے نیچے (قرآن کے علاوہ) کوئی کتاب اس سے زیادہ صحیح نہیں۔

نیز حدیث مذکورہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری للعلامہ قسطلانی (جلد ۳ صفحہ ۳۱۵) مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ - باب فضل موت یوم الاثنین میں ہے

عند ابن سعد من طريق الزهري عن عروة	یعنی ابن سعد نے زہری کے طریق اور عروہ
عن عائشة اول بدء مرض ابي بكر انه اغتسل	و عائشہ کے سند سے روایت کی ہے کہ اول
يوم الاثنين لسبع خلون من جمادى الآخرة	ابتدا مرض ابوبکر ۷ جمادی الثانی دوشنبہ
وكان يوما باردا فحم خمسة عشر يوما	کے دن نہانے سے پیدا ہوا اور وہ دن سرد
ومات مساء ليلة الثلاثاء لثمان	تھا پس پندرہ دن بخار آیا اور بائیس ۲۲
بقين من جمادى الآخرة سنة	جمادی الثانی ۱۳ھ کی شام شب
ثلاث عشرة ـ	سہ شنبہ میں انتقال فرمایا.

جسکے معنی یہ ہوئے کہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو دوشنبہ تھا جسکی شام کو بعد مغرب شب سہ شنبہ میں وفات حضرت ابوبکر واقع ہوئی جبکہ ۷ جمادی الثانی کو دوشنبہ تھا اور جمادی الثانی کو سہ شنبہ ہوا پس ۱۵ اور ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو سہ شنبہ جس کی آنے والی شب چہارشنبہ میں رحلت واقع ہونا روایت مذکورہ سے برآمد ہوا جسکا حساب صاحب روضۃ المناظر نے ٹھیک لگایا ہے -
چنانچہ روضۃ المناظر ابن شحنہ حلبی حنفی (جو تاریخ کامل کے گیارھویں جلد کے حاشیہ پر ہے) مطبوعہ مصر ۱۳۰۳ھ جسکے صفحہ ۱۱۵ میں ہے

وتوفى ابو بكر ليلة الاربعاء لثمان بقين	ابوبکر کی وفات شب چہارشنبہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ
من جمادى الآخرة سنة ثلاث عشرة.	یعنی اس مہینے کی آٹھ راتیں باقی تھیں واقع ہوئی

پس روایت مذکورہ ۲۲ جمادی الثانی یوم دوشنبہ کی خود حضرت عائشہ کے بیان سے باطل ہوگئی اور ابن اسحق کی روایت سے ۲۳ جمادی الثانی کو جمعہ کے دن رحلت ابوبکر جس سے ۲۲ جمادی الثانی کو پنجشنبہ اور آنے والی شب جمعہ میں انتقال ہونا پایا جاتا ہے جیسا کہ قبل اسکے ہم لکھ آئے ہیں - اور دیکھو نقشہ (دوم) -

جیسے ابن سعد نے محمد بن عمر سے انھوں نے محمد بن عبد اللہ ابن اخی الزہری سے انھوں نے زہری سے انھوں نے عروہ[۱] اور عائشہ کی سند سے کل مدت خلافت حضرت ابوبکر کی دو سال تین مہینے دس راتوں کی روایت کی ہے دیکھو صفحہ ۲۰۲ ویسے ہی ابن سعد نے انھیں اسناد کے ساتھ بارہ ربیع الاول وفات النبی کی روایت کی ہے دیکھو صفحہ ۱۴۵ .

یہ ابن سعد کی روایت اسی ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے ساتھ ہے جس سے ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ ہوتا ہے -
اس تاریخ پر رسول اللہ کے ۶۳ سال عمر کے اور تیئس سال تبلیغ کے اور دس برس مدینہ منورہ میں ٹھہرنیکے ہوتے ہیں اسی تاریخ پر ۶۳ سال عمر کے صحیح بخاری جلد ۳ باب وفات النبی کی یہ روایت ہے جو ابن شہاب زہری و عروہ و عائشہ سے مروی ہے -

---

[۱] عروہ بن زبیر المتوفی ۹۴ھ حضرت زبیر کے بیٹے حضرت ابوبکر صدیق کے نواسے تھے حضرت عائشہ کے آغوش تربیت میں پلے تھے سیرت اور مغازی میں کثرت سے انکی روایتیں ہیں ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں انکے متعلق لکھا ہے کان عالماً بالسیرۃ صاحب کشف الظنون نے مغازی کے بیان میں لکھا ہے کہ بعض کی رائے ہے کہ فن مغازی کی پہلی کتاب انھیں نے تدوین کی - (منقول از سیرت النبی شبلی -)

قال البخاری حدثنا عبد الله بن یوسف حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شهاب عن عروة بن الزبیر عن عائشة ان رسول الله صلعم توفی وهو ابن ثلاث وستین قال ابن شهاب واخبرنی سعید بن المسیب مثله۔

بخاری کہتے ہیں کہ حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے لیث نے عقیل سے اُسنے ابن شہاب زہری سے اُسنے عروہ بن زبیر سے اُسنے عائشہ سے کہ رسول اللہ صلعم ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور کہا ابن شہاب زہری نے کہ خبر دی ہم کو سعید بن مسیب نے مثل اُس کے

روایت مذکورہ کی تائید مین انھین اسناد یعنی زہری کے طریق اور عروہ و عائشہ کی سند سے یہ صحیح حدیثین صحیح ترمذی جلد ثانی باب وفات و عمر رسول اللہ سے نقل کی جاتی ہین۔

قال الترمذی حدثنا العباس العنبری والحسین بن مهدی البصری قالا نا عبد الرزاق عن ابن جریج قال اخبرت عن ابن شهاب الزهری عن عروة عن عائشة وقال الحسین بن مهدی فی حدیث ابن جریج عن الزهری عن عروة عن عائشة ان النبی صلعم مات وهو ابن ثلاث وستین هذا حدیث حسن صحیح وقد رواه ابن اخی الزهری محمد بن عبد الله عن الزهری عن عروة عن عائشة مثله۔

ترمذی کہتے ہین کہ حدیث بیان کی ہم سے عباس عنبری اور حسین بن مہدی بصری نے کہا دونوں نے کہ حدیث بیان کی ہم سے عبد الرزاق نے ابن جریج سے کہا اُس نے مجھے ابن شہاب زہری سے خبر ملی ہے اُس نے روایت کی عروہ سے اُس نے عائشہ سے اور کہا حسین بن مہدی نے اپنی حدیث میں یہ روایت ابن جریج اُس نے زہری سے اُس نے عروہ سے اُسنے عائشہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے کہ وہ ۶۳ سال کے تھے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت کیا اسکو زہری کے بھتیجے محمد بن عبد اللہ نے زہری سے اُسنے عروہ سے اُس نے عائشہ سے مثل اسکے

اس حدیث کی اسناد سے اوپر والی کُل روایات مدت خلافت حضرت ابوبکر والی اور ۶۳ سال رسول اللہ کے عمر کی اور بارہ ربیع الاول کے وفات کی حسن صحیح ثابت ہوگئیں جس مین مدت خلافت اول دو سال تین مہینے دس راتوں کی گیارہ ربیع الاول ۱۱ھ کے شام بارھوین ربیع الاول کی شب سے متحقق ہوتی ہے جسکے مراجعت سے یکم ربیع الاول کو جمعہ اور ۲۹ صفر کو (پنجشنبہ) اور حج کے پلٹتے ہوئے راستہ مین ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم کو (پنجشنبہ) ستر دن پر اور ۹ ذیحجہ عرفہ کو (سہ شنبہ) ۷۹ دنوں پر واقع ہوتا ہے جب اسمین گیارہ دن ربیع الاول کے ملائے جائین تو ۹۰ دن کی مدت ہوتی ہے اور اگر ستر دن مین (جو ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر سے ۲۹ صفر پنجشنبہ تک ہین) گیارہ شبانہ روز ربیع الاول کے ملائے جائین تو اکیاسی شبانہ روز کی مدت ہوتی ہے اسی مدت کو حافظ ابن جریج نے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ کے زندہ رہنے کی روایت وارد کی ہے پس گیارہ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو وفات النبی ۶۳ سال عمر کے دس سال مدینہ منورہ

مین قیام کے اور دس سال مکہ مین تاریخ نزول وحی سے جملہ بتیس سال تبلیغ کے اور ۸۱ دن کل مدت بیماری کے اور اکیاسی دن آیہ اکمال دین کے نازل ہونے کے بعد سے پورے پورے آگئے پس صحیح بخاری کی کل روائتین عرفہ جمعہ الی جو مشکوک بھی تھین وہ روز روشن کی طرح کئی روز کے فاصلہ سے غلط ہوکر باطل اور دروغ ہوگئین ابو سعید خدریؓ اور براء بن عازبؓ کا بیان ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ والا صحیح ترین روایت سے ثابت و محقق ہوگیا۔

قبل اسکے اتقان سیوطی سے حافظ ابن مردویہ کی مخرجہ حدیث ابوسعید خدری و ابوہریرہ کے سند والی جسکو علامہ سیوطی نے عرفہ جمعہ کے روایت کے وجہ سے لا صحیح کہا تھا وہ بالکل صحیح ہوگئی نیز دوسری حدیث تفسیر درمنثور سیوطی مجلد ثانی کے صفحہ ۲۵۹ کی حافظ ابن مردویہ اور حافظ ابن عساکر کی مخرجہ ابوسعید خدری کے سند سے اور حافظ خطیب بغدادی اور ابن مردویہ اور ابن عساکر کی ابوہریرہ کی سند والی قطعاً صحیح ثابت ہوگئی جو تین حفاظ حدیث اور دو صحابہ سے مروی ہے اور جو آیۂ تبلیغ (یاایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله یعصمك من الناس کے نازل ہونے کے بعد اکیاسی یوم کی مدت سے مطابقت کرتی ہے - وہ یہ ہے :-

عن ابی سعید الخدری قال لما نصب	ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ جب رسولخدا
رسول الله صلی الله علیه وسلم علیاً	نے جناب علی علیہ السلام کو غدیر خم مین نصب کیا
یوم غدیر خم فنادی له بالولایة هبط	اور علی علیہ السلام کے ولایت کی ندا کی تو جبرئیل
جبرئیل علیه بهذه الآیة الیوم اکملت	علیہ السلام آیہ الیوم اکملت لکم دینکم لیکر نازل ہوئے
لکم دینکم عن ابی هریرة قال لما کان یوم	اور یہی مضمون ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جب یوم
غدیر خم وهو یوم ثمانی عشر من ذی الحجة	غدیر خم اور وہ اٹھارھوین ذیحجہ تھی رسولخدا نے فرمایا
قال النبی صلی الله علیه وسلم من کنت	جس کا مین مولا ہون اُس کا علی مولا ہے تو خداوند عالم
مولاه فعلی مولاه فانزل الله الیوم اکملت لکم دینکم	نے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل فرمایا۔

اسی ۱۸ ذیحجہ کے بعد رسولخدا اکیاسی دن زندہ رہے جو گیارہ ربیع الاول (دو شنبہ) کو آخر دن پر رحلت ہے پس وفات پاتے ہی جناب علی علیہ السلام حضرت کے قائم مقام ہوگئے اور جو مثل جناب یوشع پیغمبر قائم مقام حضرت موسیٰ کے تیس سال زندہ رہے اسی بارے مین صحیح ترمذی باب ماجاء فی الخلافة مین ہے۔

عن سفینة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم	سفینہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ خلافت
الخلافة فی امتی ثلاثون سنة ثم ملك بعد ذلك الخ	میری اُمت مین ۳۰ سال ہے پھر بعد اسکے بادشاہی ہے

اسی حدیث کی تائید باب ماجاء فی الخلفا یکون بعدی اثنا عشر امیراً - یعنی باب خلفا کے بیان مین کہ میرے بعد بارہ امیر یا سردار یا خلفا ہون گے - ہوتی ہے۔

اور صحیح بخاری مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۵۹ مین جابر بن سمرہ سے	کہا جابر بن سمرہ نے کہ سُنا مین نے رسولخدا سے کہ میرے
مروی ہے قال سمعت النبی یقول اثنا عشر	بعد بارہ امیر ہونگے بعد اُسکے کوئی کلمہ فرمایا کہ مین نے

اسمہا فقال کلمة لم اسمعها فقال ابی انہ	نہیں سنا پس میرے باپ سے کہا کہ حضرت نے فرمایا سب
فانہ کلہم من قریش۔	بارہ امیر قریش سے ہونگے۔

مسلم جلد دوم صفحہ ۱۱۹ مطبوعہ دہلی مین اثنا عشر خلیفۃ ہے۔

اور صواعق محرقہ اور سیف مسلول ہمارے صفحہ ۱۲۶ پر ہے کہ جابر بن سمرہ سے منقول ہے کہ مین اپنے باپ کے ساتھ خدمت میں رسول اللہ کے حاضر تھا انہوں نے سنا حضرت یقول بعدی اثنا عشر خلیفۃ یعنی آنحضرت فرماتے تھے کہ بعد میرے بارہ خلیفہ ہونگے پھر آنحضرت نے آواز پست کی [illegible] میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ کیا فرمایا میرے باپ نے کہا قال کلہم من بنی ہاشم [illegible] حضرت نے فرمایا کہ وہ سب بنی ہاشم سے ہونگے

اور ینابیع المودۃ صفحہ ۴۴۵ مطبوعہ اسلامبول میں [illegible] ہے۔

وعن عبایۃ بن ربعی عن جابر قال قال رسول	عبایہ بن ربعی نے حضرت جابر سے روایت کی ہے
صلعم انا سید النبیین وعلی سید الوصیین	کہا انہوں نے کہ سنا میں نے رسول اللہ سے کہ میں سردار
وان اوصیائی بعدی اثنا عشر اولہم	انبیا ہوں اور علی سردار اوصیا ہیں اور میرے بعد بارہ
علی واخرہم المہدی۔	اوصیا ہونگے جن کے اول علی اور آخر انکا مہدی ہو

پس تیس سال[3] خلافت سے جناب امیر علیہ السلام کا زندہ رہنا ہے عام اس سے کہ خلافت ظاہری کسی وقت ہو حضرت کے حقیقی خلیفہ ہیں جو معین کیا تھا جس دن رسولخدا کے وفات پانے ہی ہو گئے علاوہ [illegible] مدت تیس[3] سالہ کے بعد بقول ترمذی پھر بادشاہت ہے یہ جنکی بادشاہت ہوئی وہ بھی قریش سے ہیں لیکن بنی ہاشم نہیں ہیں جو قریش سے منتخب ہو کر آل ابراہیم میں رسالت اور امامت آئی۔ دیکھو حدیث اصطفے تاریخ صغیر بخاری۔ نیز جناب علی علیہ السلام یعسوب قریش اور یعسوب المسلمین اور یعسوب المومنین اور یعسوب الائمۃ اور امیر المومنین اور امام المتقین ہیں جو رسولخدا کے شریک فی الامر ہیں یہ وہی امر ہے [illegible] واشرکہ فی امری و آیۃ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر مین ہے۔

اب تیس[3] سالہ خلافت جناب امیر علیہ السلام [illegible] ہوتی ہے چنانچہ تاریخ خمیس جلد ۱

[3] یہ واقعہ ہجرت کے [illegible] پہلے ہی منزل پر واقع ہو	دیکھو تاریخ خمیس جلد اول مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ صفحہ ۳۴
وروی الزمخشری فی ربیع الابرار عن	علامہ زمخشری صاحب تفسیر کشاف ربیع الابرار
عند ابیہ [illegible]	میں ہند بنت جون سے روایت کرتے ہیں کہ نبی
علیہ [illegible] خالتی ام معبد فقام	صلعم میری خالہ ام معبد کے خیمہ میں اترے تو حضرت کچھ
من رقدتہ [illegible] بماء فغسل یدیہ	خواب کرنے کے بعد بیدار ہوئے اور پانی طلب کئے
ثم تمضمض [illegible] عوسجۃ الی جانب	ہاتھ دھوئے اور کلی کی اور گوشہ خیمہ کی طرف ببول کا
الخیمۃ فاصبحت [illegible] کاعظم دوحۃ	ایک چھوٹا سا درخت تھا حضرت نے اپنی کلی کا پانی
وجاءت بثمر کاعظم ما یکون	اوسی پر پھینکدیا۔ دوسرے روز وہ ایک عظیم الشان

سنہ ۹ ارجح المطالب مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری میں ہے۔ ینابیع المودۃ للامام سلیمان البلخی القندوزی ۱۱۔

في لون الورس ورائحة العنبر و
طعم الشهد ما اكل منها جائع
الا شبع ولا ظمآن الا روی ولا سقیم
الا برئ ولا اكل من ورقها
بعير ولا شاة الا درّ لبنها فكنا
نسميها المباركة وينتابنا من
البوادي من يستشفي بها ويتزوّد
منها حتّى اصبحنا ذات يوم
وقد تساقط ثمرها وصغر
ورقها ففزعنا فما راعنا
الا نعي رسول الله صلى الله عليه
وسلم ثم انها بعد ثلاثين سنة
اصبحت ذات شوك من اسفلها
الى اعلاها وتساقط ثمرها
وذهبت نضرتها فما شعرنا
الا بقتل امير المومنين علي رضی الله
عنه فما اثمرت بعد ذلك وكنا ننتفع
بورقها ثم اصبحنا واذا بها قد نبع
من ساقها دم عبيط وقد ذبل ورقها
فبينا نحن فزعون مهمومون اذ اتانا خبر
مقتل الحسين بن علی ويبست الشجرة على اثر ذلك

درخت ہو گیا اور نہایت بڑے بڑے پھل اوس مین لگے
جو ورس کے رنگ کے تھے (ورس عرب مین خوشبودار
گھانس ہوتی ہے اور کپڑا رنگنے کے کام آتی ہے) اوس سے
عنبر کی خوشبو آتی تھی اور اوسکا مزا مثل شہد کے ہوتا
تھا جب بھوکا کھا لیتا تو سیر ہو جاتا تھا اور پیاسا
سیراب ہو جاتا اور بیمار شفا پاجاتا اور اگر اونٹ یا
بکری اوسکی پتی کھا لیتی تو اون کے دودھ کثرت سے
ہوتا ہم لوگ اوس کو مبارکہ کہتے تھے اطراف وجوانب
سے لوگ آتے اور اوس سے شفا پاتے اور تبرک سمجھکر لے
جاتے ایک روز صبح کو مبارکہ کو کیا دیکھتے ہین کہ اوسکے
پھول گرنے لگے اس حالت سے ہم لوگون کو بڑا خوف
ہوا کہ اتنے مین خبر رحلت جناب رسولخدا معلوم ہوئی
اسکے تیس برس بعد کیا دیکھتے ہین کہ جڑ سے ڈال تک سا
ا،سمین کانٹے اُگ گئے ہین اور پھل سب گر گئے ہین اور
اوسکی تازگی جاتی رہی اتنے مین خبر شہادت امیر المومنین
علی آئی پھر اوسکے بعد اوس درخت نے پھل نہین دیئے
بلکہ صرف اوس کے پتون سے ہم لوگ فائدہ اوٹھاتے
تھے ۔ تھوڑے دنون بعد کیا دیکھا کہ اوس درخت کے
سامنے خون تازہ جوش مار رہا ہے اور کل پتے اوس کے
خشک ہو گئے ہین اس اثنا مین حضرت امام حسین ع
کی شہادت کی خبر ملی بعد اسکے وہ درخت بالکل خشک ہو گیا

ہدایۃ السعدا (شہاب الدین دولت آبادی) کے ہدایہ ثالثہ کے جلوہ ثانیہ مین ہے۔ خلافت دوازدہ امام بحدیث ثابت است اول امام علی کرم اللہ وجہہ ودر خلافت او حدیث خلافتی ثلاثون سنۃ وارد است دوم امام شاہ حسن ع قال صلعم ہذا ابنی سید سیصلح بین المسلمین سوم امام شاہ حسین رض قال صلعم ہذا ابنی سید سیقتلہ الباغیہ تا امام فرزندان شاہ حسین رض قال علیہ السلام بعد حسین ابن علی کانوا من ابنائہ تسعۃ ائمۃ آخرہم القائم وقال جابر بن عبد اللہ الانصاری دخلت علی فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم وبین یدیہ الواح وفیہا اسماء الائمۃ من ولدہا فعددت احد عشر اسما آخرہم القائم"

(منقول از وجیزہ علامہ سبحان علیخان حاشیہ ص ۲۸ بذکر آیۃ انما ولیکم اللہ مطبوعہ نولکشور ۱۲۷۹ھ)

نمبر (۱۰) تاریخ یعقوبی احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب ابن واضح الکاتب العباسی المتوفی ۲۶۰ھ

یہ تاریخ تاریخ یعقوبی مطبوعہ یورپ لیدن ۱۸۸۳ء اسکی کل دو جلدین ہین دوسری جلد ۲۵۹ھ پر ختم ہے اسلئے انکا
سنہ وفات ۲۶۰ھ تصور کیا جاتا ہے جس طرح تاریخ ابن جریر طبری ۳۰۲ھ پر ختم ہے جنکا سنہ وفات ۳۱۰ھ ہے۔

کتاب مذکورہ کی جلد ثانی آخر ص۴۳ و ۴۴ مین ہے۔

وقد قیل انه اخر ما نزل علیه الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا وهی الروایة الصحیحة الثابتة الصریحة وکان نزولها فی امیر المومنین علی بن ابیطالب صلواة الله علیه بغدیر خم۔

اور تحقیق کہا گیا ہے کہ بروایت صحیحہ ثابتہ صریحہ رسول اللہ پر جو آیت سب سے آخر مین نازل ہوئی وہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ہے اور یہ آیت غدیر خم مین درباب امیر المومنین علی بن ابیطالب صلوۃ اللہ علیہ نازل ہوئی۔

(یوم غدیر خم) یہ اٹھارھوین ذیحجہ ابوہریرہ کے حدیث سے نہایت مشہور تاریخ ہے اسی تاریخ سے حضرت صلعم کے آخر عمر کا حساب یعنی اکیاسی (۸۱) یوم کی مدت کا اصحاب حدیث نے بیان کیا ہے۔

سیرت شبلی ص۱۲۲ خطبہ حجۃ الوداع مین ہے۔

"لیس للعربی فضل علی العجمی ولا للعجمی فضل علی العربی کلکم ابناء ادم وادم من التراب۔

عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہین تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم خاک سے بنے تھے۔

زیر حاشیہ نمبر ایک مرقوم ہے " یہ فقرہ حدیث و سیر کے کتابون مین مجھے نہین ملا ترمذی آخر کتاب المناقب اور ابوداؤد باب التفاخر بالاحساب مین اسکے ہم معنی مفہوم مذکور ہے۔

لیکن اس روایت مین حجۃ الوداع کا نام نہین ہے، البتہ مورخ یعقوبی نے جو تیسری صدی ہجری مین تھا، یہ فقرہ خطبہ حجۃ الوداع مین نقل کیا ہے، ص۱۲۳ طبع یورپ "

لہ الفاروق شبلی مین ہے۔ احمد بن یعقوب بن واضح کاتب عباسی یہ تیسری صدی کا مورخ ہے اسکی کتاب خود شہادت دیتی ہے کہ وہ بڑے پایہ کا مصنف ہے چونکہ اسکو دولت عباسیہ کے دربار سے تعلق تھا اسلئے تاریخ کا اچھا سرمایہ بہم پہونچا سکا ہے، اسکی کتاب جو آج تاریخ یعقوبی کے نام سے مشہور ہے یورپ مین بمقام لیدن ۱۸۸۳ء چھپ گئی ہے " (المامون شبلی مطبوعہ انگریس پریس دہلی کے ص۱۲۲)

مامون الرشید کے زمانہ سے نہایت قریب ترتاریخ جو دستیاب ہوسکتی ہے ابن واضح عباسی کی تاریخ ہے یہ مصنف مامون کے زمانہ کے واقعات اُن لوگون کے زبانی روایت کرتا ہے جو خود مامون کے عہد مین موجود تھے ۔ امین کا قتل ۲۵ محرم ۱۹۸ھ مین ہوا، مامون الرشید کی مستقل خلافت اسی تاریخ سے شروع ہوتی ہے۔ ابن واضح کاتب عباسی جو مامون الرشید سے قریب تر زمانہ مین تھا اسنے اپنی تاریخ مین مامون کی خلافت مستقل کا اسی تاریخ سے حساب کیا ہے حاشیہ ص۳۳۔

چونکہ ۲۵ ذیقعدہ کا دن حدیث مذکورہ مین نہین بتایا گیا اور جس تاریخ کے دن پر ۹ ذیحجہ عرفہ کا روز محقق ہوگا وہی دن ۲۵ ذیقعدہ مین پڑیگا اور صحیح بخاری کی حدیث مین ۹ ذیحجہ عرفہ کے روز (جمعہ) اور دوسری حدیث جو (باب تفسیر سورۃ المائدہ) مین ہے اوس مین یوم جمعہ مشکوک کہا گیا ہے

یہی روایت صحیح مسلم مین بھی ہے جو صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۴۱۹ سے نقل کیجاتی ہے ۔

(حدیث اول)

حدثنی ابو خیثمۃ زھیر[۱] بن حرب	کہا حدیث کی مجھسے ابو خیثمہ زہیر بن حرب اور محمد
ومحمد[۲] بن المثنی قالا ثنا عبد الرحمن	بن مثنی نے کہا دونون نے حدیث کی ہمسے عبد الرحمن ابن
ابن مھدی ثنا سفیان عن قیس عن طارق بن شھاب	مہدی نے کہا حدیث کی ہمسے سفیان نے قیس بن مسلم
ان الیھود قالوا لعمر انکم تقرؤن اٰیۃ	سے اونسے طارق بن شہاب سے وہ کہتے ہین کہ یہودیون
لو انزلت فینا لاتخذنا ذلك الیوم	نے کہا عمر سے کہ تم پڑہتے ہو ایک ایسی آیت کو قرآن مین کہ
عیدا فقال عمر انی لاعلم حیث انزلت	اگر وہ ہم مین نازل ہوتی تو ہم اوس دن کو عید قرار دیتے
وای یوم انزلت و این رسول اللّٰہ	پس کہا حضرت عمر نے کہ مین ضرور جانتا ہون کہ جس
صلعم حیث انزلت انزلت بعرفۃ	حیثیت سے نازل ہوئی ہے اور جسدن مین نازل ہوئی
و رسول اللّٰہ صلعم واقف	ہے اور کہان تھے رسول اللہ جب نازل ہوئی ہے
بعرفۃ قال سفیان اشك کان	اُتری ہے کہ وہ آیت عرفہ مین اور رسول اللہ کھڑے
یوم الجمعۃ ام لا یعنی الیوم	ہوے تھے عرفہ مین کہا سفیان نے شک ہے مجھے کہ
اکملت لکم دینکم الاٰیۃ	آیا وہ جمعہ کا دن تھا یا نہ تھا اور وہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم ہے

یہ حدیث جس مین سفیان نے یوم جمعہ ہونے مین شک کیا تو صحیح مسلم مین دوسری روایت جو شک کے قصہ سے پاک تھی وہ یوم پنجشنبہ سے بدلی گئی جسکو صحیح مسلم مذکورہ کے صفحہ ۴۲۰ سے نقل کیا جاتا ہے ۔

(حدیث دوم)

قال مسلم حدثنا ابو بکر[۳] بن ابی	کہا مسلم نے حدیث بیان کی ہم سے ابو بکر بن ابی شیبہ نے

---

[۱] زہیر بن حرب کی مخرجہ حدیث تقلین زید بن ارقم کے سند کی خود مسلم نے روایت کی ہے جو آگے آئیگی ۔ [۲] محمد بن المثنی کی تخریجہ حدیث ثقلین آگے جسمین نسائی مین ملے گی جسمین حدیث غدیر خم بھی ہے ۔ اور قال النسائی انبانا محمد بن المثنی قال حدثنا محمد قال حدثنا شعبۃ عن ابی اسحاق قال سمعت سعید بن وھب قال قام خمسۃ او ستۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فشھدوا ان رسول اللہ صلعم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ ۔ یہ حدیث خصائص کی نمبر ۹۰ کی ہے ۔ کہا نسائی نے خبر دی ہمکو محمد بن مثنی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد نے کہا حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے ابی اسحاق سے کہا اونسے سنا مین نے سعید بن وہب سے کہا اوس نے کہ کھڑے ہوئے پانچ یا چھ صحابہ رسول اللہ صلعم نے اور گواہی دی کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ جسکا مین مولا ہون اوسکا علی مولا ہے ۔ [۳] ابو بکر بن ابی شیبہ جو شیخ جامع صحیح مسلم ہین وہ حدیث غدیر و حدیث سفینہ اور حدیث حطہ کے راوی ہین یہ آخر الذکر حدیثین بھی حجۃ الوداع عرفہ اور یوم جحفہ غدیر خم مین وارد ہین ۔ چنانچہ کنز العمال مطبوعہ حیدرآباد سنہ ۱۳۱۵ھ جلد ۶ صفحہ ۳۹۶ مین ہے بقیہ حاشیہ

یهودی نعلم لو علینا معشر الیهود حین نزلت هذه الآیة الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا لو نعلم ذلک الیوم اتخذناه ذلک الیوم عیدا فقال عمر قد علمت الیوم الذی نزلت فیه والساعة وابن رسول الله صلعم حین نزلت نزلت لیلة الجمعة ونحن مع رسول الله صلعم بعرفات

کہ کہا یہودی نے عمر سے کہ اگر ہم گروہ یہودیان پر یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی آخر تک نازل ہوتی اور ہم اوس دن کو جانتے ہوتے تو اوس دن کو عید بنا لیتے پس کہا حضرت عمر نے میں جانتا ہوں اوس دن کو جس دن یہ آیت نازل ہوئی ہے جس ساعت میں نازل ہوئی ہے اور جس جگہ رسول اللہ تھے اس آیت کے نازل ہونیکے وقت اوسکو بھی جانتا ہوں کہا عمر نے اتری ہے یہ آیت شب جمعہ میں اور ہم رسول اللہ کے ساتھ تھے عرفات میں۔

شرح نووی میں اسی حدیث کے شرح میں یہ ہے

الیوم اکملت لکم دینکم انما نزلت لیلة جمع وفی نسخة ابن ماهان لیلة جمعة وکلاهما صحیح فمن روی لیلة جمع فهی لیلة المزدلفة۔

آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی ہے شب جمع میں اور نسخہ ابن ماہان میں شب جمعہ ہے یہ دونوں صحیح ہیں جو شخص روایت کرتا ہے شب جمع کی اوسکی مراد لیلة المزدلفہ یعنی شب دہم ذیحجہ کہتے ہیں جس سے دس ذیحجہ کو جمعہ کا روز ۹ ذیحجہ پنجشنبہ ہوا تو ۲۵ ذوقعدہ اور ۱۲ ربیع الاول کو (پنجشنبہ) ہوا۔

دیکھو پہلا خانہ نقشہ جنتری حرف (میم) مسلم و حرف (نون) نووی شارح مسلم جس میں ۱۹ صفر چہارشنبہ سے ۲۹ صفر یوم شنبہ تک گیارہ راتیں مع شب چہارشنبہ ۱۹ صفر کے داخل ہیں - اسکے بعد یکم ربیع الاول (یکشنبہ) دوم ربیع الاول (دوشنبہ) دو رات ملکر تیرہ[1] راتیں ہوئیں یہ مدت مرض النبی ابو معشر[5] کی مخرجہ روایت کے مطابق ہے۔

یہی روایت ۹ ذیحجہ عرفہ پنجشنبہ کے تائید میں بنائی گئی ہے جہاں سے دوسری ربیع الاول تک کیاسی[1] شبانہ روز ہوتے ہیں ابو معشر کی روایت بخاری نے نہیں لی لوگوں نے اسکے حافظہ میں کلام کیا ہے (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۰۱)

اور علامہ نووی شارح صحیح مسلم وفات النبی بارہ ربیع الاول دوشنبہ (جو ابن اسحاق صاحب سیرت کے مطابق ہے) بیان کرتے ہیں۔

---

[5] طبقات ابن سعد جزو دوم قسم دوم مطبوعہ لیدن ۱۳۲۰ھ صفحہ ۵ سطر ۲ میں یہ روایت ہے قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ابو معشر عن محمد بن قیس ان رسول اللہ صلعم اشتکی یوم الاربعاء لاحدی عشرة لیلة بقیت من صفر سنة احدی عشرة فاشتکی ثلاث عشرة لیلة توفی یوم الاثنین للیلتین مضتا من شهر ربیع الاول سنة احدی عشرة۔ کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو محمد بن عمر (واقدی) نے ابو معشر سے اوسنے محمد بن قیس سے کہا اوسنے کہ رسول اللہ کو شکایت ہوئی بروز چہارشنبہ جبکہ گیارہ راتیں ماہ صفر کی باقی تھیں پس تیرہ شبوں کے گذر نے پر دوسری ربیع الاول دوشنبہ کے دن رسول اللہ نے وفات پائی ۱۲

چنانچہ صحیح مسلم (مع شرح نووی) جلد ثانی صفحہ ۲ باب قدر عمرہ مطبوعہ انصاری دہلی سنہ ۱۳۰۲ھ مین ہے۔

انہ ولد یوم الاثنین — بتحقیق (رسول اللہ صلعم) ربیع الاول کے مہینے مین

شہر ربیع الاول و یوم الوفات — دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے اور بارہ ربیع الاول (دوشنبہ)

ثانی عشر ضحی۔ — کو دن چڑھے وفات فرمائی۔

جبکہ علامہ نووی بارہ ربیع الاول کو (دوشنبہ) کہتے ہین تو ۹ ذیحجہ عرفہ اور ۲۵ ذوقعدہ سفر حجۃ الوداع کو (دوشنبہ) ہوا جس نے ۹ ذیحجہ اور ۲۵ ذوقعدہ کے یوم (پنجشنبہ) کو غلط اور باطل کردیا۔ دیکھو ساتوان نقشہ جنتری کتبر الوقوع حرف (الف) طبری کا پہلا خانہ۔

اور نقشہ جنتری حرف (میم) مذکورہ کے دوسرے خانہ مین ۲۰ صفر[1] کو (چہار شنبہ) ابتداء مرض النبی[2] ہے۔

اور آغاز مرض چہار شنبہ کے دن سے جسکا ایک دن اور بارہ شبین ملکر کل مدت مرض النبی تیرہ دن ہین نہ کہ تیرہ راتین[2]۔

اور ۲۸ صفر (چہار شنبہ) کے مراجعت سے ۹ ذیحجہ اور ۲۵ ذوالقعدہ کو (سہ شنبہ) اور ۲۸ صفر کا تیرھوان دن گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) وفات النبی جو ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) کا اکیاسوان دن اور ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) بیاسوان دن یعنی ۲۸ صفر کا چودھوان دن ہوا۔ خلاصہ نقشہ جنتری حرف (میم) مذکورہ کے دونون خانہ کا یہ ہوا۔

کہ پہلے خانہ کے ۹ ذیحجہ عرفہ کا پنجشنبہ دراصل ۱۸ ذیحجہ کا پنجشنبہ تھا جیسے ۱۹ صفر کا چہار شنبہ دراصل ۲۸ صفر کا چہار شنبہ تھا کیونکہ ہر دو تاریخون کے درمیان ۹ دن کا فصل ہے۔

ایسے ہی دوسری ربیع الاول کا دوشنبہ اصل مین گیارہ ربیع الاول کا دوشنبہ تھا دوم ربیع الاول اور گیارہ ربیع الاول مین ۹ دنون کا فاصلہ ہے۔

عرفہ ۹ ذیحجہ سے دوم ربیع الاول تک اکیاسی شبانہ روز اور گیارہ ربیع الاول کو ۹۰ شبانہ روز یعنی تین مہینے اور ۱۸ ذیحجہ سے گیارہ ربیع الاول تک اکیاسی شبانہ روز جس کی آنے والی شب ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ سے ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۳ھ تک دو سال تا ۲۲ جمادی الثانی تین مہینے تا ۲۲ جمادی الثانی وفات حضرت ابوبکر دس شبانہ روز ہوئے۔ یہ مدت حضرت عایشہ کی روایت کے سند سے ہے۔ (دیکھو حدیث صفحہ ۲۰۴)

پھر صحیح مسلم کی یہ تیسری حدیث یوم عرفہ (جمعہ) کی جو نمبر دوم کی روایت کے معارض ہے یہان لکھی جاتی ہے اور جو حدیث نمبر اول مین مشکوک ہے۔

---

[1] اوسی طبقات صفحہ ۵۸ سطر ۴ و ۵ مین یہ حدیث ہے۔ قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر حدثنی عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب عن ابیہ عن جدہ قال اشتکی رسول اللہ صلعم یوم الاربعاء لیلۃ بقیت من صفر سنۃ احدی عشرۃ۔ کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو محمد بن عمر (واقدی) نے کہا حدیث کی مجھسے عبد اللہ نے کہا اونہون نے اپنے باپ محمد سے اونہون نے اپنے باپ عمر سے کہا اونہون نے (اپنے باپ علی بن ابیطالب سے) کہ رسول اللہ کو شکایت مرض ہوی بروز چہار شنبہ جبکہ صفر کے مہینے کی ایک شب باقی تھی یعنی ۲۸ صفر (چہار شنبہ) کو حضرت بیمار ہوئے۔ [2] اوسی طبقات ابن سعد کے صفحہ ۵۸ سطر ۹ مین ہے۔ قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر نا ابو معشر عن محمد بن قیس قال محمد بن عمر واخبرنا عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی ابن ابیہ عن جدہ قال اول مابدء برسول اللہ صلعم شکوہ یوم الاربعاء فکان شکوہ الی ان قبض صلعم ثلاثۃ عشر یوما۔ کہا ابن سعد نے کہ خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے کہا خبر دی ہمکو ابو معشر نے محمد بن قیس سے کہا محمد بن عمر نے اور خبر دی ہمکو عبد اللہ نے اپنے باپ محمد سے اونہے اپنے باپ عمر سے اونہون نے (علی بن ابیطالب سے) کہا کہ شروع ہوی شکایت مرض رسول اللہ صلعم کو چہار شنبہ کے دن بس یہ شکایت یہان تک کہ تیرھوین دن وفات واقع ہوی۔ (کیونکہ چہار شنبہ کا تیرھوان دن دوشنبہ ہوتا ہے)۔

(حدیث نمبر سیوم)

قال مسلم حدثني عبدؐ بن حميد انا جعفر بن عون انا ابو عميس عن قيس بن مسلم عن طارق بن شهاب قال جاء رجل من اليهود الى عمر فقال يا امير المومنين آية في كتابكم تقرؤنها علينا نزلت معشر اليهود لاتخذنا ذلك اليوم عيدا قال واي آية قال اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا فقال عمر اني لاعلم اليوم الذي نزلت فيه والمكان الذي نزلت فيه نزلت على رسول الله صلعم بعرفات في يوم جمعة۔

کہا مسلم نے حدیث کی مجھ سے عبد بن حمید نے وہ کہتے ہین کہ حدیث بیان کی ہم سے جعفر ابن عون نے وہ کہتے ہین کہ حدیث بیان کی ہم سے ابو عمیس نے قیس بن مسلم سے اونے طارق بن شہاب سے طارق کہتے ہین کہ آیا ایک آدمی یہود سے عمر کے پاس پس کہا امیر المومنین تمھاری کتاب مین ایک آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو اگر ہم گروہ یہودیون پر نازل ہوئی تو ہم اوسدن کو یوم عید بنا لیتے عمر نے کہا وہ کون سی آیت ہے اوس یہودی نے کہا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ہے پس کہا عمر نے مین ضرور جانتا ہون اوسدن کو جسدن اتری ہے یہ آیت اور اوس مکان کو بھی جانتا ہون جہان اتری ہے یہ آیت یہ آیت اتری ہے رسول اللہ پر عرفات مین جمعہ کے دن۔

تینون نمبر کے حدیثون مین قیس بن مسلم واقع ہے جو مقدوح ہے کیونکہ مرجیا یعنی خوارج سے ہے۔ اور پہلی حدیث یوم جمعہ کے مشکوک ہونے سے دوسری حدیث مین یوم جمعہ یوم (پنجشنبہ) سے یہ بیان دیگر بدلا گیا کہ آیہ اکمال دین کا نزول شب جمعہ مین ہوا۔ اور شب مین آیہ موصوفہ کا نازل ہونا قطعًا غلط ہے کیونکہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم آخر آیات سورہ مائدہ سے ہے اور سورہ مائدہ دن مین نازل ہوا۔

چنانچہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری علامہ عینی حنفی جلد ۸ باب تفسیر سورۃ المائدہ صفحہ ۵۷۳ سطر ۲۵ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۸ھ مین ہے۔

وقال مقاتل هي مدنية كلها نزلت بالنهار — اور مقاتل نے سورہ مائدہ کی تفسیر مین کہا ہے کہ یہ سورہ دن مین نازل ہوا

لہ یہ عبد بن حمید جو شیوخ حدیث مسلم صاحب صحیح مین جنھون نے حدیث ثقلین کی روایت ان لفظون سے کی ہے چنانچہ (احیاء المیت سیوطی) کی یہ حدیث نقل کی جاتی ہے۔ الحدیث السابع عبد بن حمید فی مسنده عن زيد بن ثابت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني تارك فيكم ما ان تمسكتم به لن تضلوا كتاب الله وعترتي اهل بيتي وانهما لن يتفرقا حتى يردا على الحوض یعنی احیاء المیت سیوطی کے ساتوین حدیث مین عبد بن حمید نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ مین تم مین ایسی چیز چھوڑتا ہون اگر تم اوس سے تمسک کروگے تو ہرگز گمراہ نہوگے وہ کتاب اللہ یعنی قرآن مجید اور میری عترت اہلبیت ہین اور یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہونگے یہان تک کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہون۔ اور محمود بن محمد شیخانی قادری کے صراط سوی مین ہے۔ وعن زيد بن ثابت قال قال رسول الله صلعم اني تارك فيكم خليفتين كتاب الله عز وجل ممدود ما بين السماء والارض او ما بين السماء الى الارض وعترتي اهل بيتي وانهما لن يفترقا حتى يردا على الحوض۔ اخرجه احمد في مسنده وعبد بن حميد في مسنده ولفظه اني تارك فيكم ما ان تمسكتم به لن تضلوا كتاب الله وعترتي اهل بيتي الحديث۔

اور امام محی السنہ بغوی اپنے تفسیر معالم التنزیل مین بہ تفسیر آیہ موصوفہ لکھتے ہین۔

وکانت ہذہ الآیۃ نزلت علی النبی صلعم وعاش بعدہا احدی وثمانین یوماً ومات یوم الاثنین بعد ما زاغت الشمس لیلتین خلتا من شہر ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ من الھجرۃ وقیل توفی یوم الثانی عشر من شہر ربیع الاول۔

یعنی آیہ موصوفہ کے نازل ہونیکے بعد رسولخدا صلعم اکیاسی[۱] دن زندہ رہے اور دوم ربیع الاول یا ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو دوپہر ڈھلنے کے بعد وفات فرمائی

دوسری ربیع الاول کی روایت کو علامہ نودی شارح مسلم نے بارہ ربیع الاول کے دوشنبہ سے باطل کردیا ایسے ہی ابن شہاب زہری جو مسلم بن حجاج صاحب صحیح کے بہت بڑے شیوخ حدیث ہین اونھون نے بھی وفات النبی ۱۲ ربیع الاول متعدد طریقہ سے بیان کیا ہے

(دیکھو نمبر (ایک) ابن شہاب زہری)

نیز نمبر ۲) ابن اسحاق[۱] (جو امام زہری کے شاگرد رشید اور امام مسلم صاحب صحیح کے شیوخ حدیث مین داخل ہین اور جن کی سند سے پانچ حدیثین اونھون نے اپنے صحیح مین داخل کی ہین۔) مین ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کو حضرت بیمار ہوئے جس کے پلٹنے سے ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) سے جس ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) سے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) تک ستر[۱] دن اور گیارہ ربیع الاول تک (۸۱) دن کامل ہوئے۔ دیکھو نقشہ جنتری حرف (میم) مسلم کا دوسرا خانہ۔

پس مورخ یعقوبی کا یہ لکھنا کہ آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم آخر آیہ بروز غدیر خم جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کی شان مین نازل ہوا بالکل صحیح مطابق آگیا۔ (دیکھو نمبر (۱) ۲۱۱ تاریخ یعقوبی)

اور علامہ سبط ابن جوزی اپنے تذکرہ خواص الامۃ[۵۲] مین آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اختلاف نزول کا ذکر فرماکر بربنائے افادہ امام ازہری[۵۳] لکھتے ہین۔

فان روایۃ حبشون احتملت ان الآیۃ نزلت مرتان مرۃ بعرفۃ ومرۃ یوم الغدیر کما نزلت بسم اللہ الرحمن الرحیم

روایت حبشون اس بات پر محتمل ہے کہ آیت دو مرتبہ نازل ہوئی ایک مرتبہ بروز عرفہ اور دوسری مرتبہ بروز غدیر جس طرح بسم اللہ الرحمن الرحیم دو مرتبہ

---

[۱] توثیق (محمد ابن اسحاق) میزان الاعتدال فی نقد الرجال ذہبی مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ حصہ ثانی ص ۳۴۷ مین آخر ترجمہ کی یہ عبارت ہے
ابن اسحاق ثقہ مات ابن اسحاق سنہ ۱۵۱ احدی وخمسین ومائۃ وقیل بعد سنۃ فالذی یظہر لی ان ابن اسحاق حسن الحدیث قال احمد بن عبد اللہ العجلی صالح الحال صدوق وما انفرد بہ ففیہ نکارۃ فان فی حفظہ شیئاً وقد احتج بہ ائمۃ فاللہ اعلم وقد استشہد بہ مسلم بخمسۃ احادیث لابن اسحاق ذکرہا فی صحیحہ۔

[۵۲] شیخ ابن [illegible] اپنے صواعق مین اس تذکرہ سے اکثر روایتین اخذ فرمائی ہین از انجملہ جناب امام حسین علیہ السلام کے ذکر مین لکھتے ہین کہ حکی سبط ابن الجوزی عن ابی القاسم [illegible] شیخاً حضر قتلہ فقط فعمی فسئل عن سببہ فقال انہ رای النبی صلعم حاسراً عن ذراعیہ وبیدہ سیف وبین یدیہ نطع ورای عشرۃ من قاتلی الحسین [illegible] بین یدیہ ثم لعنہ وسبہ بتکثیرہ ثم اکحلہ بمرود من دم الحسین فاصبح اعمیٰ الخ "

[۵۳] مراۃ الجنان یافعی مین بوقایع سنہ ۳۷۰ھ یہ ہے۔
وفیہا الامام العلامہ صاحب المصنفات الجلیلۃ کتہذیب اللغۃ وغیرہ اللغوی والنحوی الشافعی ابو منصور محمد بن احمد بن الازہری الہروی الازہری الخ۔
اور طبقات امام تاج الدین سبکی مین ہے محمد بن احمد الازہر بن طلحۃ ابو منصور الازہری + + + سمع بہراۃ من الحسین بن ادریس ومحمد بن عبد الرحمن الشامی وطائفۃ ثم رحل الی بغداد فسمع ابا القاسم البغوی وابا بکر بن ابی داؤد + + + کان اماماً فی اللغۃ بصیراً بالفقہ عارفاً بالمذہب عالی الاسناد ثخین الورع کثیر العبادۃ والمراقبۃ۔ (طبقات امام سبکی)

مرتین مرة بمکة ومرة بمدینة — نازل ہوئی ایک مرتبہ مکہ مین اور دوسری مرتبہ مدینہ مین۔

حسب افادہ امام ازہری اور حسب تحقیق ابن واضح مورخ یعقوبی آیہ الیوم اکملت لکم دینکم غدیر خم مین نازل ہوا اور براء ابن عازب اور ابوہریرہ اور ابوسعید خدری کے بیان کے مطابق ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) یوم غدیر خم مین واقع ہوا جو ابن اسحاق اور واقدی اور ابن سعد کاتب واقدی کے بیان کے مطابق ہے۔ دیکھو نقشہ جنتری حرف (میم) کا دوسرا خانہ اور نیز نقشہ جنتری نمبر ایک کا دوسرا خانہ جس مین گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو وفات النبی جو اکیاسی ۸۱ شبون کے بعد اکیاسوین ۸۱ دن پر ختم ہے جسکے بعد حضرت ابوبکر کی خلافت دو برس تین مہینے دس راتین ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو بعد مغرب شب پنجشنبہ وفات ابوبکر ہے جس مین ۲۳ جمادی الثانی کو (جمعہ) کا دن ہے دیکھو نقشہ (دوم) صـ۱۸ کتاب ہذا۔

اور جس مین تیسری ماہ رمضان کو (سہ شنبہ) جسکی شب مین وفات جناب سیدہ سلام اللہ علیہا واقع ہونا حفاظ حدیث کو تسلیم ہے۔ پس وہ کل روایات یوم عرفہ جمعہ یا جمعرات کی قطعاً غلط اور باطل ہوگئین۔ کیونکہ یہی ۹ ذیحجہ عرفہ کا جمعہ یا جمعرات تیسری ماہ رمضان مین آتا ہے۔ دیکھو نقشہ سیوم صـ۲۳ اور نقشہ حرف (د) صـ۲۰ کتاب ہذا۔

امام ازہری نے جس روایت حبشون کا حوالہ دیکر آیہ موصوفہ کا نزول دو مرتبہ بیان کیا ہے یعنی ایک مرتبہ یوم عرفہ کو اور بار دیگر ۱۸ ذیحجہ غدیر خم مین جس سے ہفتہ عشرہ کی مدت مین آیہ اکمال دین کا دو مرتبہ نازل ہونا پایا جاتا ہے۔ اور عرفہ کے دن کا نزول یوم جمعہ یا جمعرات کے غلط ہونے سے صحیح نرہا۔ لیکن ۱۸ ذیحجہ کی روایت جو ابوہریرہ کی سند سے مروی ہے جس کو حافظ خطیب بغدادی اور حافظ ابن مردویہ اور حافظ ابن عساکر نے اخراج کی ہے وہ صحیح ہوگئی۔

حبشون والی حدیث یہ ہے جسکے اجزا تذکرہ خواص الامۃ اور تاریخ بدایۃ والنہایۃ حافظ ابن کثیر (یہ دونون قلمی نسخے کتبخانہ بانکی پور پٹنہ مین ہین) سے ملاکر نقل ہین۔

رواہ ابوبکر احمد بن ثابت الخطیب البغدادی عن عبد اللہ بن علی بن محمد بن بشر عن علی بن عمر الدارقطنی عن ابی بکر نصر حبشون بن موسیٰ بن ایوب الخلال واحمد بن عبد اللہ بن احمد الدیری (؟) قالا عن علی بن سعید الرملی عن ضمرۃ عن ابن شوذب عن مطر الوراق عن شہر بن حوشب عن ابی ہریرۃ قال لما اخذ رسول اللہ صلعم بید علی قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فانزل اللہ عز وجل الیوم اکملت لکم دینکم

باسناد مذکورہ ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جب پیغمبر خدا نے علی علیہ اسلام کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ جسکا مین مولا اور آقا ہون اوسکا یہ علی مولا اور آقا ہے پس خدا نے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل فرمایا۔

یہی حدیث تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی باب تفسیر سورہ مائدہ صـ۲۵۹ مطبوعہ مصر ۱۳۱۴ھ مین اس عبارت سے ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال لما کان یوم غدیر خم وھو یوم ثمانی عشر من ذی الحجۃ قال النبی صلعم من کنت مولاہ فعلی مولاہ فانزل

یعنی ابوہریرہ کہتے ہین کہ جب یوم غدیر خم ہوا اور وہ اٹھارہوین ذیحجہ تھی فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جسکا مین مولا ہون پس اوسکا علی مولا ہے پس

اللہ الیوم اکملت لکم دینکم | نازل فرمایا خدا نے الیوم اکملت لکم دینکم

یعنی کامل کیا مین نے آج کے دن تمھارے لئے تمھارا دین الخ۔

روایت مذکورہ اصح روایات سے ہے اسلئے کہ تبلیغ رسالت کی تکمیل پر آیہ اکمال دین نازل ہوا۔ اور تبلیغ رسالت کی تکمیل ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم مین بعد نزول آیہ تبلیغ کے واقع ہوئی۔

چنانچہ شیخ المسلمین قاضی القضاہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ اپنے تفسیر فتح القدیر مین لکھتے ہین۔

اخرج ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابن	ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابن عساکر
عساکر عن ابی سعید الخدری قال نزلت هذه	نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ آیہ یا
الآیة یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک علی	ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک رسول اللہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم غدیر خم فی علی	پر بروز غدیر خم علی بن ابیطالب کی شان مین نازل ہوا
واخرج ابن مردویہ عن ابن مسعود قال	اور ابن مردویہ نے ابن مسعود سے روایت
کنا نقرء علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ	کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
وسلم یا ایها الرسول بلغ ما	زمانہ مین آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل
انزل الیک من ربک۔	الیک من ربک کو یون پڑھتے تھے۔
ان علیاً مولی المومنین و ان	کہ یا ایہا الرسول یعنی اے رسول پہونچا دو اس
لم تفعل فما بلغت رسالته	امر کو جو ہم نے تم پر نازل کیا ہے یہ کہ علی کل مومنون
واللہ یعصمک من الناس۔	کا مولا ہے اور اگر اوسکا ابلاغ نہوا تو گویا تم نے خدا
	کی رسالت ہی ادا نہ کی اور خدا لوگون کے شر سے
	تمھین بچائیگا۔

(پ ۶ ع ۱۴ — حاشیہ)

آیہ یا ایہا الرسول بلغ اور آیہ الیوم اکملت لکم دینکم دونون آخر آیات سورہ مائدہ سے ہین اور ان دونون آیتون کا نزول ۱۸ ذی الحجہ غدیر خم کے روز نازل ہونا یکے بادیگرے ثابت و متحقق ہو گیا اور یہ امر بھی ثابت ہے کہ کل سورہ مائدہ ایک ہی تاریخ مین نازل ہوا بلکہ حجۃ الوداع مین درمیان مکہ و مدینہ کے نازل ہوا جس سے بھی روز مائدہ کے ساتھ

منقول از (امام شوکانی) مولوی صدیق حسن خان کے ابجد العلوم میں ہے۔ محمد بن علی بن محمد الشوکانی شیخنا الامام العلامہ الربانی والسہیل الطالع من القطر الیمانی امام الائمہ رحمہ اللہ و مفتی الامۃ بحر العلوم و شمس الفہوم سند المجتہدین الحفاظ فارس المعانی والالفاظ فرید العصر نادر الدہر شیخ الاسلام قدوۃ الانام علامۃ الزمان ترجمان الحدیث والقرآن علم الزہاد و احد العباد قامع المبتدعین آخر المجتہدین راس الموحدین تاج المتبعین صاحب التصانیف التی لم یسبق مثلہا۔ (الی ان قال) له تفسیر الکبیر المسمی فتح القدیر الجامع بین فنی الروایۃ والدرایۃ من التفسیر الخ بطولہ المتوفی سنہ ۱۲۵۰ھ۔

ایضاً۔ امام محمد بن علی یمنی شوکانی متاخرین اہل حدیث میں بہ علم یہی ایک بے مثل جامع و ماہر جمیع فنون اصول و فروع معقول و منقول اور مجتہد مطلق گزرے ہین انکی تصانیف انکے کمالات کی شاہد موجود ہین احکام حدیث مین انکی کئی مبسوط اور تحقیقات سے پر کتابین ہین مثلاً نیل الاوطار السیل الجرار وغیرہ اور انکی ایک تفسیر بسیط فتح القدیر ہے اور اصول مین ایک بے مثل کتاب ارشاد الفحول کے ہان کا ایک رسالہ القول المفید فی رد التقلید بھی ہے + + + + سنہ ۱۱۷۲ھ مین پیدا ہوئے اور سنہ ۱۲۵۰ھ مین انتقال کیا (منقول از کتاب الارشاد الی سبیل الرشاد فی امر التقلید والاجتہاد مولانا حافظ عبد الحکیم ابو یحیی محمد)۔

یوم غدیر خم ۱۸ ذی الحجہ کو آیہ بلغ کا نازل ہونا ثابت ہے۔

چنانچہ قاضی شوکانی اپنے تفسیر فتح القدیر میں بہ تفسیر سورہ مائدہ تحریر فرماتے ہیں۔

قال القرطبی ھی مدنیۃ بالاجماع واخرج ابن جریر وابن المنذر عن قتادۃ قال المائدۃ مدنیۃ واخرج احمد والنسائی وابن المنذر والحاکم وصححہ وابن مردویہ والبیھقی فی سننہ عن جبیر بن نفیر قال حججت فدخلت علی عائشۃ فقالت لی یا جبیر تقرء المائدۃ فقلت نعم فقالت اما انھا آخر سورۃ نزلت فما وجدتم فیھا من حلال فاستحلوہ وما وجدتم من حرام فحرموہ واخرج احمد والترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ وابن مردویہ والبیھقی فی سننہ عن عبد اللہ بن عمرو قال آخر سورۃ نزلت سورۃ المائدۃ والفتح واخرج احمد عنہ قال نزلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۃ المائدۃ وھو راکب علی راحلتہ فلم تستطع ان تحمل فنزل عنھا قال ابن کثیر تفرد بہ احمد قلت وفی اسنادہ ابن لھیعۃ واخرج احمد وعبد بن حمید وابن جریر ومحمد بن نصر فی کتاب الصلوۃ والطبرانی وابو نعیم فی الدلائل والبیھقی فی شعب الایمان

کہا امام قرطبی نے کہ سورہ مائدہ بالاجماع مدنیہ ہے اور ابن جریر و ابن المنذر نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ مائدہ مدنیہ ہے۔ اور امام احمد اور نسائی اور ابن المنذر اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی نے اپنے سنن میں جُبیر بن نفیر سے روایت کی ہے کہ ہم نے حج کیا اور حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے پوچھا کہ اے جبیر تم سورہ مائدہ پڑھتے ہو میں نے کہا کہ ہاں فرمایا کہ یہ سورۂ مائدہ از روی تنزیل قرآن کا آخری سورہ ہے اسکے حلال اور حرام کے مطابق حرام جانو اور امام احمد اور ترمذی اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی نے اپنے سنن میں عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی ہے کہ جو سورہ آخر میں نازل ہوا وہ سورہ مائدہ اور فتح ہے اور امام احمد نے بھی عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی ہے کہ سورۂ مائدہ رسول اللہ پر اوسوقت نازل ہوا کہ جب حضرت اپنے سواری پر تھے اور وہ سواری تحمل بار وحی کی نہو سکی حضرت اتر پڑے ابن کثیر نے کہا ہے کہ امام احمد اس روایت میں منفرد ہیں میں کہتا ہوں اوسکے سند میں ابن لھیعہ ہیں اور امام احمد اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور محمد بن نصر نے کتاب الصلوۃ میں اور طبرانی نے اور ابو نعیم نے دلائل میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں اسما بنت یزید سے مثل اسکے اور ابن ابی شیبہ نے اپنے مسند میں اور بغوی نے اپنے معجم میں اور ابن مردویہ اور بیہقی نے اپنے دلائل النبوۃ میں ام عمرو بنت عبسی سے اونہوں نے

۵۱ توثیق (جبیر بن نفیر) طبقات ابن سعد جلد ہفتم جبیر بن نفیر علیہ الرحمہ ویکنی ابا عبد الرحمن وکان جاہلیاً اسلم فی خلافۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ الصدیق وکان ثقۃ فیما روی من الحدیث ومات سنہ ثمانین فی خلافۃ عبد الملک بن مروان۔

عن اسماء بنت يزيد نحوه واخرج ابن ابي
شيبة في مسنده والبغوي في معجمه وابن
مردويه والبيهقي في دلائل النبوة
عن ام عمرو بنت عبس عن عمها نحوه ايضاً
واخرج ابو عبيدة عن محمد بن كعب
القرظي نحوه وزاد انها نزلت في حجة الوداع
فيما بين مكة والمدينة هكذا اخرج ابن جرير عن الربيع
بن انس بهذه الزيادة واخرج ابو عبيدة عن ضمرة بن حبيب
وعطية بن قيس قالا قال رسول الله المائدة من آخر القرآن
تنزيلا فاحلوا حلالها وحرموا حرامها وعن ابي ميسرة عمرو بن
شرحبيل قال لم ينسخ من المائدة شيء وكذا اخرج سعيد بن منصور وابن المنذر عنه

اپنے چچا سے مثل اسکے اور ابو عبید نے محمد بن کعب قرظی
سے مثل اسکے روایت کی ہے اور یہ زیادتی کی ہے کہ سورۂ
مائدہ حجۃ الوداع میں درمیان مکہ و مدینہ کے نازل ہوا
ایسے ہی ابن جریر نے ربیع[1] بن انس سے اسی زیادتی کے
ساتھ روایت کی ہے۔ اور ابو عبید نے ضمرہ[2] بن حبیب اور
عطیہ بن قیس سے روایت کی ہے کہا دونوں نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلعم نے کہ سورہ مائدہ از روی تنزیل قرآن کا
آخری سورہ ہے پس اوسکا حلال حلال ہے اور حرام
حرام ہے۔ ابو میسرہ عمرو بن شرحبیل نے کہا ہے کہ سورہ
مائدہ میں کچھ منسوخ نہیں ہے اور اسی طرح سعید بن منصور
اور ابن المنذر نے ابو میسرہ سے روایت کی ہے۔

کل سورہ مائدہ کا اجماع سے مدنیہ ہونا مسلّمات سے اور محمد بن کعب قرظی اور ربیع بن انس کی روایت سے سورۂ مائدہ کا درمیان مکہ و مدینہ کے حجۃ الوداع میں نازل ہونا یعنی ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم کو ثابت و متحقق ہو گیا۔ اور رسول اللہ نے آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کے تاکیدی حکم کے مطابق مقام غدیر خم پر ایک عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا یہی خطبہ الوداعی ہے جس میں آنحضرت صلعم نے حدیث ثقلین اور حدیث ولایت کو شرح اور بسط سے ارشاد فرمایا ہے اور آج ہی کے خطبہ کے بعد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیاسی شبانہ روز زندہ رہے۔ جس میں مسلم نے اپنے صحیح میں صرف حدیث ثقلین کو زید بن ارقم کی سند سے وارد کیا ہے حالانکہ زید بن ارقم اسی حدیث ثقلین کے بعد حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو بیان کیا ہے۔ اور اول مرتبہ زید بن ارقم بھی اس حدیث ولایت کے اخفا کنندگان میں سے ہیں۔

اور حدیث ثقلین صحیح مسلم کی یہ ہے۔

قال زيد بن ارقم قام رسول
الله صلعم يوماً فينا خطيباً بماء يدعى
خماً بين مكة والمدينة فحمد الله و

کہا زید بن ارقم نے کہ قیام فرمایا رسول خدا نے ایک روز
ہم میں در حالیکہ خطبہ پڑھا غدیر خم میں درمیان مکہ اور
مدینہ کے پس بعد حمد و ثنا کے خدا اور وعظ و پند کے فرمایا

---

[1] ربیع بن انس کی توثیق (از طبقات ابن سعد جلد ہفتم) الربيع بن انس اخبرنا عمار بن نصر الخراساني قال كان الربيع بن انس من بكر بن وائل من النسم وكان من اهل البصرة ولقي ابن عمر وجابر بن عبد الله وانس بن مالك × × مات الربيع بن انس في خلافة ابي جعفر۔
اور ملاحظہ ہو قرآن شریف مترجم بترجمہ مولوی ... کے صفحہ میں تفسیری حاشیہ ہے، جو بخاری نے روایت کیا ربیع سے کہ انس نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آئے ... داخل ہوئے ... میرے پاس مسند پر جیسا کہ تو بیٹھا ہے میرے پاس ... یہ بات ربیع نے ابی محالف کی یعنی اتنا فاصلہ اور ان کے درمیان تھا)
[2] ایضاً اور شواہد النبوۃ جامی میں ہے۔ ربیع بیان کرتا ہے کہ منصور کیسا ہی غضبناک ہوتا۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام زیر لب کچھ پڑھتے تو غضب اسکا دور ہو جاتا۔ ضمرہ بن حبیب (طبقات جلد ہفتم میں ہے) ضمرة بن حبيب كان ثقة اھ

اثنی علیہ ووعظ وذکر ثم قال اما
بعد الا یا ایہا الناس فانما انا بشر یوشک
ان یاتی رسول ربی فاجیب انا تارک
فیکم ثقلین اولہما کتاب اللہ
فیہ الہدی والنور فخذوا بکتاب
اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ
ورغب فیہ ثم قال واہل بیتی اذکرکم
اللہ فی اہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی
اذکرکم اللہ فی اہل بیتی فقال لہ
حصین ومن اہل بیتہ یا زید الیس نساؤہ
من اہل بیتہ قال نساؤہ من اہل بیتہ
ولکن اہل بیتہ من حرم الصدقۃ
بعدہ قال ومن ہم قال ہم آل علی و
آل عقیل وآل جعفر وآل عباس قال
کل ہؤلاء حرم الصدقۃ قال نعم
حدثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ ثنا محمد بن فضیل ح
وحدثنا اسحاق بن ابراہیم انا جریر
کلاہما عن ابی حیان بہذا الاسناد
نحو حدیث اسمعیل وزاد فی حدیث جریر
کتاب اللہ فیہ الہدی والنور من استمسک
بہ واخذ بہ کان علی الہدی ومن اخطاہ
ضل حدثنا محمد بن بکار بن الریان ثنا
حسان یعنی ابن ابراہیم عن سعید
ہو ابن مسروق عن یزید بن حیان عن زید
بن ارقم قال دخلنا علیہ فقلنا لہ
لقد رایت خیرا لقد صاحبت رسول اللہ
صلعم وصلیت خلفہ وساق الحدیث بنحو

آگاہ ہو ایہا الناس کہ ہمین ہون مین مگر بشر اور
قریب آیا چاہتا ہے رسول رب میرا یعنی (ملک الموت)
پس اجابت کرونگا مین اور مین چھوڑ جاتا ہون تم مین
ثقلین یعنی دو شئے نفیس کو اول اونمین سے کتاب اللہ
ہے کہ اس مین ہدایت اور نور ہے پس لو تم کتاب اللہ کو
اور تمسک و تابع ہو اوسکے پس ترغیب و تحریص دی
حضرت نے طرف کتاب اللہ کے بعد اسکے فرمایا کہ دوسرے
اہل بیت میرے ہین یاد دلاتا ہون تم سبکو اہل بیت اپنے
پس تین بار بتکرار اپنے اہل بیت اطہار کی یاد دلانی کی
اسپر حصین نے زید سے کہا کہ اسے (زید) اہل بیت
پیغمبر کون کون ہین اور کیا ازواج بھی اہل بیت سے
ہین کہا اہل بیت وہ ضرور ہین ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن اہل بیت
نبی صرف وہ لوگ ہین جنپر صدقہ حرام ہے حصین نے کہا
وہ کون کون صاحب ہین زید بولے وہ اولاد علی و اولاد
عقیل و اولاد جعفر و اولاد عباس ہین حصین نے کہا
ان سب پر صدقہ حرام ہے کہا کہ ہان ۔
مسلم نے کہا کہ حدیث کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا
اونسے حدیث کی ہم سے محمد بن فضیل نے اور کہا مسلم نے
حدیث کی ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے اور کہا کہ ہمکو جریر نے
مطلع کیا ہے اونکو ابی حیان سے یہ حدیث انہین اسناد کے
ساتھ پہونچی ہے بطرز حدیث اسمعیل (مذکورہ) روایت
کردہ جریر مین یہ الفاظ بڑھائے ہین یعنی کتاب خدا
جس مین ہدایت و نور بھرا ہوا ہے جسنے کتاب خدا کو
سنبھالا اور عمل کیا وہ ہدایت پا گیا اور جس نے اسمین
خطا کی وہ گمراہ ہو گیا حدیث کی ہم سے محمد بن بکار بن
ریان نے کہا حدیث کی ہم سے حسان بن ابراہیم نے سعید
بن مسروق سے اوس نے یزید بن حیان سے اوس نے

حدیث ابی حیان غیرانه
قال الا وانی تارک فیکم
الثقلین احدهما کتاب
الله هو حبل الله من اتبعه
کان علی الهدیٰ ومن
ترکه علی الضلالة وفیه
فقلنا من اهلبیته نساؤه
قال لا ایم الله ان المراة
تکون مع الرجل العصر
من الدهر ثم یطلقها فترجع
الی ابیها وقومها اهلبیته
اصله وعصبته الذین حرموا
الصدقة بعده۔

زید بن ارقم سے کہا اونسے داخل ہوئے ہم زید بن ارقم
کے پاس اور ہم نے اون سے کہا کہ تم نے بڑی سعادت
پائی کیونکہ تم نے جناب رسالتماب صلعم کی صحبت پائی ہے
اور اونکے پیچھے نماز پڑہی ہے تا آخر حدیث کہا (زید بن
ارقم نے) فرمایا حضرت نے ہوشیار ہو جاؤ کہ مین تمھارے
پاس الثقلین دو گرانقدر و نفیس چیزین چھوڑے
جاتا ہون اوس مین سے ایک تو خدائے عزوجل کی کتاب
ہے وہ حبل اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی رسی ہے جو اتباع
کریگا وہ ہدایت کی راہ پر ہوگا ورنہ گمراہ ہوگا دوسری
چیز میرے اہل بیت ہین پھر زید بن ارقم سے پوچھا گیا
کہ آپکے اہل بیت کون ہین انمین ازواج داخل ہین
یا نہین تو فرمایا کہ خدا کی تعالیٰ کی قسم (انکی عورات
اس مین شامل نہین ہین) کیونکہ زوجہ ایک خاص مدت
تک آدمی سے تعلق رکھتی ہے اور جب عورت کو طلاق
ہو جاتی ہے تو وہ اپنے والدین اور اپنے قوم مین چلدیتی
ہے اور کہ آنحضرت صلعم کے اہل بیت اونکی اولاد و نسل)
اور وہ لوگ ہین جن پر صدقہ حرام ہے۔

اوپر والی پہلی روایت (کل هؤلاء حرم الصدقه) تک زید بن ارقم کی سند سے امام احمد نے بھی اخراج کی ہے جسکو حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر مطبوعہ مصر کے جلد نہم صـ۱۲۲ مین (بہ تفسیر آیہ قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ (اے رسول) تم کہدو کہ مین اس (تبلیغ رسالت) کا اپنے قرابت دارون (اہل بیت) کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہین مانگتا) من وعن وارد کیا اور لفظ الثقلین سے ہے یعنی الف لام کے ساتھ ہے۔

اور مشکوۃ المصابیح مطبوعہ نظامی دہلی صـ۵۶۵ مین ہے۔

خرج احمد بن
حنبل فی مسنده عن
البراء بن عازب وزید
بن ارقم ان رسول
الله صلی الله علیه واله

مسند امام احمد بن حنبل مین براء بن عازب اور
زید بن ارقم سے مروی ہے کہ ہم لوگ جناب رسولخدا
کے ساتھ جب غدیر خم مین وارد ہوئے تو آنحضرت نے
علی کا ہاتھ پکڑ کر لوگون سے ارشاد کیا کہ کیا تم نہین
جانتے کہ مین مومنین کیلئے اونکے نفوس سے اولیٰ ہون

عربی	اردو
وسلم لما نزل بغدیر	سب نے کہا بیشک پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تم نہین
خم اخذ بید علی فقال	جانتے کہ مین ہر مومن کے لئے اوسکے نفس سے اولی
الستم تعلمون انی اولی بالمومنین	ہون سب نے عرض کیا کہ درحقیقت یا رسول اللہ
من انفسهم قالوا بلی قال الستم	آپ ہر مومن کے لئے اوس کے نفس سے اولی ہین
تعلمون انی اولی بکل مومن	تب آپ نے ارشاد کیا کہ جسکا مین مولا ہون علی بھی
من نفسه قالوا بلی فقال اللهم من	اوسکا مولا ہے الٰہی دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست
کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من	رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے اسکے
والاه و عاد من عاداه فلقیه عمر بعد ذلك	بعد حضرت عمر نے حضرت علی سے ملکر فرمایا کہ مبارک ہو
فقال له هنیئا لك یا ابن ابیطالب اصبحت	تمکو اے فرزند ابوطالب کہ آج تم ہر مومن اور مومنہ
وامسیت مولا کل مومن و مومنة۔	کے مولا ہوئے۔

اور کتاب معارج النبوۃ (مولانا معین الدین ہروی مطبوعہ مطبع نور لاہور ۱۲۹۲ھ) رکن چہارم صـ ۳۱۸ مین ہے۔

فارسی	اردو
آوردہ اند کہ بیشتر اصحاب تا بحدی کہ امہات	کہ اوس روز اکثر اصحاب یہانتک کہ امہات مومنین
مومنین امیرالمومنین علی را تہنیت بجا آوردند	نے حضرت علی کی خدمت مین مبارکباد عرض کی۔

ابوبکر بن ابی شیبہ شیخ حدیث جامع صحیح مسلم کی مخرجہ گذشتہ حاشیہ مین غدیر خم کی حدیث ولایت نقل ہو چکی۔ اور عرفہ کے روز کی حدیث ثقلین کو مرزا محمد بن معتمد خان نے مفتاح النجا مین ترمذی کی مخرجہ حضرت جابر کی روایت یوم عرفہ کے خطبہ کے بعد یہ حدیث لکھی ہے۔

عربی	اردو
اخرجه ابن ابی شیبة والخطیب فی المتفق	روایت کی ہے اسکو ابن ابی شیبہ اور خطیب نے
والمفترق عنه (یعنی عن جابر) [1] بلفظ	حضرت جابر سے اس لفظ کے ساتھ کہ حضرت نے فرمایا
انی ترکت فیکم مالن تضلوا بعدی ان	چھوڑتا ہون مین تم مین اوس چیز کو کہ ہرگز گمراہ نہو گے
اعتصمتم به کتاب الله وعترتی	بعد میرے اگر تم اوسکے ساتھ متمسک ہوگے وہ کتاب
اهل بیتی ۔	خدا ہے اور میری عترت جو میرے اہلبیت ہین۔

اور تفسیر حافظ ابن کثیر جلد نہم صـ ۱۱۵ الدٰ مین بذیل تفسیر آیہ مودت کے ہے۔

عربی	اردو
قال الترمذی حدثنا نصر بن	باسناد مذکورہ حضرت جابر کہتے ہین کہ مین نے

[1] سیرت شبلی حصہ ثانی صـ ۱۲۱ و صـ ۱۲۲ کے حاشیہ مین ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم (باب حجۃ النبی و باب الدیات) اور ابوداؤد (باب الاشہر الحرم و حجۃ النبی) وغیرہ مین یہ خطبہ حضرت ابن عباس حضرت ابن عمر حضرت ابوامامہ باہلی حضرت جابر حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ کی روایتون سے مذکور ہے ان روایتون مین بعض باتین مشترک ہین مثلاً ان دمائکم واموالکم حرام علیکم کحرمۃ الخ اور بعض باتین الگ ہین۔ مغازی و سیر کی کتابون مین کچھ اور باتین بھی مذکور ہین اصل یہ ہے کہ یہ ایک طویل خطبہ تھا ہر ایک شخص کو جو فقرہ یاد رہ گیا اوسی کو اسنے روایت کر دی اس بنا پر مختلف ماخذون سے ان ٹکڑون کو جمع کر لیا گیا روایتون مین ایک اور اختلاف ہے۔ حضرت جابر اپنی روایت مین اور ایک روایت مین حضرت ابن عباس خطبہ کا دن یوم عرفہ یعنی ۹ ذیحجہ اور حضرت ابوبکرہ اور حضرت ابن عباس دوسری روایتون مین یوم النحر یعنی ۱۰ ذیحجہ بتاتے ہین۔ بعض روایتین ایام التشریق کے خطبہ کی ہین۔ بقیہ حاشیہ صـ ۲۲۶ پر ہے

عبد الرحمن الکوفی حدثنا زید بن الحسن عن جعفر بن محمد عن ابیه عن جابر بن عبد الله قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فی حجته یوم عرفة وهو علی ناقته القصواء یخطب فسمعته یقول یا ایها الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلوا کتاب الله وعترتی اهل بیتی قال وفی الباب عن ابی ذر وابی سعید

پیغمبر خدا کو عرفہ کے دن اپنی اونٹنی قصوا پر خطبہ پڑھتے دیکھا اور مین نے آپ سے سنا کہ فرماتے تھے لے لوگو مین نے تم مین ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اسکو پکڑ لوگے تو گمراہ نہو گے ایک تو کتاب اللہ اور دوسرے عترت یعنی اہل بیت میرے اور اس باب مین ابوذر اور ابو سعید اور زید بن ارقم اور حذیفہ بن اسید سے روایت کی گئی ہے۔

پھر مسلم نے حدیث ثقلین کو ابن ابی شیبہ کے بعد محمد بن فضیل کی سند سے بھی ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اوسی تفسیر ابن کثیر مین اوسی آیہ مودة فی القربی کے تفسیر مین ہے۔

قال ابو عیسی الترمذی حدثنا علی بن المنذر الکوفی حدثنا محمد بن فضیل حدثنا الاعمش عن عطیة عن ابی سعید والاعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن زید بن ارقم قال قال رسول الله انی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوا بعدی احدهما اعظم من الآخر کتاب الله حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اهل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیهما۔

کہا ابو عیسی ترمذی نے حدیث کی ہم سے علی بن منذر کوفی نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن فضیل نے کہا حدیث کی ہم سے اعمش نے عطیہ سے اونسے ابو سعید سے اور اعمش نے حبیب بن ابی ثابت سے اونسے زید بن ارقم سے کہا اونسے کہ فرمایا رسول اللہ نے مین تم مین ایسی چیز چھوڑتا ہون کہ اگر تم اوسکے ساتھ تمسک کروگے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہوگے جو ایک دوسرے سے بڑا ہے کتاب اللہ تو ایک لمبی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک ہے اور عترت یعنی اہل بیت میرے اور یہ دونون ایک دوسرے سے ہرگز علیحدہ نہونگے یہان تک کہ حوض پر میرے پاس آئینگے پس دیکھو کہ میرے بعد ان دونون کے ساتھ کیونکر متمسک ہوتے ہو۔

یہ دونون حدیثین حجة الوداع کی ہین پہلی حدیث عرفہ کے روز کی پھر ۱۰ و ۱۲ ذی الحجہ کی ہین اور مسلم نے حدیث ثقلین مین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۵۔ بہرحال صحاح ستہ اور مسانید کی تمام روایات کو یکجا کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے اس حج مین تین دفعہ خطبہ دیا۔ ۹ ذی الحجہ یوم عرفہ کو، ۱۰ ذی الحجہ یوم النحر کو، اور تیسرا خطبہ ایام التشریق مین لایا ۱۲ ذی الحجہ کو، اور صفحہ ۱۳۱ مین ہے ابوداؤد در باب الخطبہ بمنی) مین ایک حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ۱۲ ذی الحجہ کو منی مین ایک خطبہ دیا تھا جسکے مختصر الفاظ وہی ہین جو پہلے خطبون مین گذر چکے " ہم کہتے ہین کہ منزد حضرت نے تین دفعہ خطبہ دیا۔ ۹ ذی الحجہ عرفہ کو ۱۰ ذی الحجہ حج اکبر قربانی کے دن اور ۱۲ ذی الحجہ جمعہ کو مقام منا مین۔ چنانچہ عرفہ اور حجة الوداع کے خطبون مین حدیث ثقلین کا اوپر ذکر صحیح ترمذی سے آچکا۔ جسکو خطبات مذکورہ مین کہین اشارہ بھی نہین ہے۔ حالانکہ حجة الوداع مین امام احمد نے اپنے مسند جلد چہارم صفحہ ۱۶۴ مین یہ حدیث وارد کی ہے۔ حدثنا عبد الله حدثنی ابی ثنا یحیی بن آدم وابن ابی بکیر قال ثنا اسرائیل عن ابی اسحاق عن حبشی بن جنادة قال یحیی ابن آدم وکان قد شهد حجة الوداع قال قال رسول الله صلعم علی منی وانا منه ولا یؤدی عنی الا انا او علی وقال ابن ابی بکیر لا یقضی دینی الا انا او علی "۔

محمد بن فضیل کے بعد اسحاق بن ابراہیم جو ابن راہویہ سے مشہور ہین ، روایت کی ہے -

چنانچہ کتاب ینابیع المودۃ جلد اول مطبوعہ اسلامبول صفحہ ۳۹ مین ہے

عن علی علیہ السلام ان رسول اللہ صلعم قال قد ترکنا فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ سبب طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم و اہلبیتی اخرجہ اسحاق بن راہویہ فی مسندہ من طریق کثیر بن زید عن محمد بن عمر بن علی بن ابیطالب عن ابیہ عن جدہ وہو سند جید روی الدولابی فی الذریۃ الطاہرۃ

علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا صلعم نے کہ ہین تم مین ایسی چیز چھوڑونگا کہ اگر تم اوس سے متمسک رہوگے تو ہرگز گمراہ نہوگے وہ ایک قرآن ہے جسکا ایک سرا خدائے تعالی کے دست قدرت مین ہے اور دوسرا خود تمھارے ہاتھ مین اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہین اسحاق ابن راہویہ یعنی اسحاق ابن ابراہیم نے اپنے مسند مین کثیر بن زید کے واسطے سے روایت کی ہے اور اوسکی سند جناب علی بن ابیطالب تک پہونچائی ہے جسکے راوۃ حدیث مین محمد بن عمر بن علی ہین

نیز کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۴۰۳ مطبوعہ حیدرآباد دکن مین ہے -

عن علی ان النبی صلعم اخذ بیدہ یوم غدیر خم فقال اللہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال فزاد الناس بعدہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ

(ابن راہویہ وابن جریر)

جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی صلعم نے میرا ہاتھ پکڑ کر بروز غدیر خم ارشاد کیا جس کا مین مولا ہون پس اوسکا علی مولا ہے پھر لوگون نے اسپر بڑہا دیا کہ اے ہمارے پروردگار دوست رکھو اوسے جو اوسے دوست رکھے اور دشمن رکھو اوسے جو اوسے دشمن رکھے۔

یہ ابن راہویہ وہی اسحاق بن ابراہیم ہین یہ بڑے شیوخ حدیث صحیح مسلم مین - نیز زید بن ارقم کے سند کی حدیث ثقلین مع حدیث غدیر کے ایک ہی دن اور تاریخ کی نمبر (۸۷) خصایص نسائی کی ہے جو آگے نقل ہوگی جسکو محمد بن المثنی شیوخ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

غرضکہ رسولخدا صلعم نے حدیث ثقلین مذکورہ کو کم سے کم چارمرتبہ ارشاد فرمایا چنانچہ کتاب ینابیع المودۃ شیخ سلیمان حنفی قندوزی بلخی کی جلد اول صفحہ ۳۲ مین یہ حدیث ہے۔

وفی المناقب فی کتاب سلیم بن قیس قال علی علیہ السلام ان الذی قال رسول اللہ صلعم یوم عرفۃ علی ناقۃ القصواء

سلیم کی کتاب مناقب مین منقول ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسولخدا نے عرفہ کے دن درآنحالیکہ ناقہ قصواء پر آپ سوار تھے۔ اور پھر مسجد خیف[1] مین اور پھر

[1] (رسالہ حج حاجی علیم الدین کے صفحہ ۵ و صفحہ ۱۵ مین ہی "مسجد خیف یہ مسجد منا مین واقع ہے یہ ایک قدیم مسجد ہے اسکے مقدس ہونے مین اہمیت سی روایتین بیان کی گئی ہین منجملہ اوسکے یہ ہے کہ ستر نبیون نے ایک ساتھ یہان نماز پڑھی ہے")

وفی مسجد خیف و یوم الغدیر و یوم قبض فی خطبۃ علی المنبر ایھا الناس انی ترکت فیکم الثقلین لن تضلوا ما ان تمسکتم بھا الاکبر منھما کتاب اللہ والاصغر عترتی اھلبیتی وان اللطیف الخبیر عھد الی انھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض کھاتین اشار بالسبابتین وان احدھما لیس افضل من الاخرۃ فتمسکوا بھما لن تضلوا ولا تقدموا منھم ولا تخلفوا عنھم ولا تعلموا فانھم اعلم منکم۔

یوم غدیر پر اور پھر اپ رحلت کے دن منبر پر فرمایا کہ ایھا الناس میں تم میں دو ثقلین گرانقدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں جب تک تم اون سے تمسک رکھوگے مطلق گمراہ نہوگے۔ ان میں سے ثقل اکبر کتاب اللہ ہے اور ثقل اصغر میری عترت اہل بیت ہیں اور خدا ے لطیف و خبیر نے عہد فرمایا ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہوں گے تا آنکہ میرے پاس حوض کوثر پر پہونچ جائیں۔ پھر اشارہ کیا آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی اونگلی کی طرف اور فرمایا کہ ان دونوں میں کوئی ایک دوسرے سے مقدم نہیں ہے پس تم ان دونوں سے متمسک رہو تاکہ تم گمراہ نہو اون سے پیشقدمی نکرو اور اون سے منہ نہ موڑو اور انکو سبق نہ پڑھاؤ کیونکہ وہ تم سے بہت زیادہ جاننے والے ہیں۔

چنانچہ حدیث مذکورہ عین وفات کے دن کی ارجح المطالب مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری باب سیوم صفحہ ۳۴۳ نمبر ۱۵ کی حدیث یہ ہے۔

عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی مرضہ الذی قبض فیہ وقد امتلأت الحجرۃ من اصحابہ ایھا الناس یوشك ان اقبض قبضا سریعا فینطلق وقد قدمت الیکم القول معذرۃ الیکم انی مخلف فیکم الثقلین کتاب ربی عزوجل وعترتی واھلبیتی ثم اخذ بید علی فقال ھذا مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض فاسئلھما ما خلفتم فیھما۔ (اخرجہ ابن عقدہ)

جناب ام المومنین ام سلمہ رضہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے اپنے مرض میں کہ جس میں حضور انتقال فرما گئے فرمایا۔ اور اوسوقت صحابہ سے حجرہ بھرا ہوا تھا۔ کہ اے لوگو میں بہت ہی جلدی دنیا سے انتقال کرنیوالا ہوں اور میں نے عذر کے ساتھ بات تمھیں سنادی ہے یعنی تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں اپنے رب جلیل کی کتاب اور اپنے عترت اہل بیت پھر علی کا ہاتھ پکڑکر فرمایا یہ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن اسکے ساتھ ہے۔ یہ دونوں جب تک حوض پر نہ پہونچیں ایک دوسرے سے جدا نہوں گے۔

اول حدیث ثقلین یوم عرفہ کی ناقہ قصواء کے اوپر والی جناب علی علیہ السلام کی سند کی از صحیح ترمذی سے جناب امام محمد باقر

کے طریق حضرت جابرؓ کے سند کی نقل ہو چکی۔ یہ حضرت جابرؓ صحابی کی مخرجہ حدیث یوم عرفہ والی وہی حدیث ہے جسکو اُنھون نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے واقعہ حجۃ الوداع مین بیان فرمایا تھا۔ اور جنکے ملاقات کا ذکر شیخ مسلم صاحب نے اپنے صحیح مسلم مین کیا ہے لیکن شیخ مسلم صاحب مثل یوم عرفہ کے یوم غدیر کی روایت حضرت جابرؓ کی مخرجہ (ذیل) کی روایت کا کوئی ذکر اپنے صحیح میں نہین لائے جسکو ہم بیان کرتے ہین اور تیسری روایت حضرت جابرؓ کی وفات انکے دن کی صفحہ ۳۳ مین لکھی گئی۔

امام قندوزی بلخی اپنی کتاب ینابیع المودۃ کے صفحہ ۴۰ و ۴۱ مین اور علامہ سخاوی نے اپنی کتاب استجلاب ارتقاب الغرف (منقول از عبقات الانوار ثقلین حصہ اول صفحہ ۱۷۵) مین وارد کیا ہے۔

رواہ ابوالعباس بن عقدۃ (فی الولایۃ	روایت کی ابن عقدہ[۵] نے (کتاب ولایت میں طریق یونس
من طریق یونس بن عبد اللہ بن ابی	بن عبداللہ بن ابی فروہ سے انھوں نے ابوجعفر محمد بن
فروۃ عن ابی جعفر محمد بن علی) عن	علی سے اُنھون نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ
جابر رضی اللہ عنہ قال کنّا مع رسول اللہ	ہم لوگ رسول خدا کیساتھ حجۃ الوداع مین تھے۔ جب مقام
صلعم فی حجۃ الوداع فلمّا رجع الی الجحفۃ	جحفہ تک پہونچے (تو بحکم حضرتؐ درختوں کے نیچے صفائی کیگئی)
(امر بشجرات فقم ما تحتھن) نزل ثم	آپ ٹھہر گئے پھر خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا اے گروہ مردم مین
خطب الناس (فقال اما بعد ایھا	اپنی حالت دیکھتا ہون کہ مین بلایا جاؤن اور مین اس کے حکم
الناس فانی لا ارانی یوشك ان ادعی	کو قبول کرون) اور کہا اے لوگو خدا تعالیٰ مجھسے بھی سوال فرمائیگا
فاجیب فقال ایھا الناس انی مسئول	اور تم سے بھی۔ پس تم کیا جواب دوگے۔ لوگون نے عرض کیا
وانتم مسئولون فما انتم قائلون قالوا	کہ ہم یہ شہادت دینگے کہ حضور نے تبلیغ احکام فرمائی اور ہم کو
نشھد انك بلغت ونصحت وادیت قال	نصیحت بھی کی اور حقوق بھی ادا فرمائے اسپر حضرت نے
انی لکم فرط وانتم واردون علی الحوض و	فرمایا مین اسوقت بھی تمھارے سامنے ہون اور یقیناً تم حوض پر بھی میرے
انی مخلف فیکم الثقلین ان تمسکتم بھما لن تضلوا	پاس آؤگے اور مین تمھارے پاس ثقلین چھوڑے جاتا ہون اگر تم
کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی وانھما لن	اس کی پیروی کروگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے (یہ دونون) کتاب خدا

[۵] توثیق (ابن عقدہ) زرقانی علی المواہب مجلد ہفتم صفحہ ۱۵ مطبوعہ مصر ۱۳۲۸ھ مین ہے حافظ العصر المحدث البحر ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید الکوفی مولی بنی ھاشم ابوہ نحوی صالح یلقب عقدۃ سمع ابنہ امما لا یحصون وکتب العالی والنازل حتی عن اصحابہ وکان الیہ المنتھی فی الحفظ وکثرۃ الحدیث وعنہ احفظ مائۃ الف حدیث باسنادھا واجیب فی ثلثمائۃ الف حدیث من حدیث اھل البیت وبنی ھاشم الف وجمع وحدث عنہ الدارقطنی وقال اجمع اھل الکوفۃ علی انہ لم یر بھا من زمن ابن مسعود الی زمنہ ولد تسع واربعین ومائتین۔

یعنی حافظ عصر محدث بحر ابوالعباس احمد بن محمد ابن سعید کوفی مولا بنی ہاشم باپ ان کے صالح نحوی تھے کہ جنکا لقب عقدہ تھا اسکے بیٹے نے گروہ ہائے کثیرہ سے سماعت حدیث کی جنکا شمار نہین ہوسکتا۔ سند عالی اور نازل دونون کو لکھا یہانتک کہ اپنے اصحاب سے بھی اور انکی طرف منتہی تھی حفظ اور کثرت حدیث مین اور ان سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مجھے ایک لاکھ حدیثین مع سندون کے یاد ہین اور تین لاکھ حدیثون مین احادیث اہل بیت اور بنی ہاشم سے۔ مین نے جواب دیا تالیف کی اور جمع کیا اور حدیث کی اُن سے دارقطنی نے اور اس نے کہا ہے کہ تمام اہل کوفہ کا اسپر اجماع ہے کہ کوفہ میں زمانہ ابن مسعود سے اسوقت تک کوئی شخص ایسا نہین دیکھا جو ان سے بڑھکر حافظ ہو سنہ ۲۴۹ھ مین ان کی ولادت ہوئی۔

یفترقا حتی یردا علی الحوض ثم قال الستم
تعلمون انی اولی بکم من انفسکم قالوا
بلیٰ فقال اخذ بید علی من کنت مولاہ فعلی مولاہ
ثم قال اللھم وال من والاہ وعاد
من عاداہ

اور عترت اہل بیت ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہانتک کہ
میرے پاس حوض پر آ پہونچیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ کیا تم نہین جانتے کہ
مین تمھارے نفسون سے بہتر ہون سنکے سبھون نے کہا کہ بیشک پھر حضور نے
حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جسکا مین مولا ہون اسکا علی مولا ہے۔ پھر دعا
فرمائی، یاالٰہی دوست رکھ اسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن
رکھے علی کو۔

حدیث مذکورہ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری کی مخرجہ علاقہ جحفہ یعنی غدیر خم کی معلوم کر چکے جسمین رسولخدا نے حدیث ثقلین اور حدیث ولایت کو بیکوقت بیان فرمایا ہے یہی خطبۃ الوداعی کا جزو ہے اسی تاریخ (۱۸ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ) سے رسولخدا کے آخر عمر کا حساب کیا جاتا ہے۔ محدثین نے بھی اسی غدیر خم کی حدیث ثقلین مخرجہ صحیح مسلم سے اپنی شرح مین بیان کیا ہے۔ چنانچہ کتاب نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض۔ ج۔ سیوم صفحہ ۴۵۲ مطبوعہ مصر ۱۲۶۷ھ مین صحیح مسلم کی حدیث ثقلین کا آخر عمر مین وارد ہونا لکھا ہے۔

رواہ مسلم فی فضائل آل البیت فی خطبۃ
خطبہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھو
راجع من حجۃ الوداع فی آخر عمرہ قال
فیہا اما بعد ایہا الناس انما انا بشر
مثلکم یوشک ان یاتینی رسول ربی
فاجیبہ وانی تارک فیکم الثقلین الخ

روایت کی ہے اسکو مسلم نے فضائل اہلبیت مین اُس خطبہ مین کہ جسکو
پڑھا رسول مقبول نے اُسوقت جب حضرت پلٹ رہے تھے حجۃ الوداع
سے اپنی آخر عمر مین فرمایا اس خطبہ مین اے گروہ مردم مین ایک بشر
ہون تمھارے ہی طرح قریب ہے کہ میرے پاس بھیجا ہوا میرے پروردگار
کا آوے اور مین اُسکو قبول کرون اور مین تمھارے درمیان
دو گرانقدر چیزین چھوڑتا ہون۔

روایت مذکورہ کی تائید مین علامہ ابن منظور افریقی اپنے لسان العرب مین امام ازھری کے تہذیب اللغۃ سے یہ حدیث وارد کرتے ہین

وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ
قال فی آخر عمرہ انی تارک فیکم الثقلین
کتاب اللہ وعترتی وقال الازھری رحمۃ اللہ
وفی حدیث زید بن ثابت قال قال رسول
اللہ صلعم انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ
وعترتی فانہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض
وقال قال محمد بن اسحاق وھذا حدیث صحیح
ورفعہ نحو زید بن ارقم وابو سعید الخدری
وفی بعضہا انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ
وعترتی اھل بیتی فجعل العترت اھل البیت

روایت کیگئی ہے نبی صلعم سے کہ حضرت نے اپنے آخر عمر مین فرمایا
کہ مین تم لوگون مین دو گرانقدر چیزین چھوڑتا ہون کتاب خدا اور
عترت اپنی اور کہا ہے امام ازھری نے کہ حدیث زید بن ثابت مین
ہے کہ انھون نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ مین تم لوگون مین اپنے
بعد دو گرانقدر چیزین چھوڑتا ہون کتاب خدا اور اپنی عترت یہ
دونون ہرگز جدا نہونگے یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آوین
اور کہا ہے امام ازھری نے کہ کہا ہے ابن اسحاق نے کہ یہ حدیث صحیح ہے
اور اسکو رفع کیا ہے حضرت زید بن ارقم اور ابو سعید خدری نے اور بعض
روایت مین ہے کہ مین تم لوگون مین دو گرانقدر چیزین چھوڑتا ہون کتاب
خدا اور اپنی عترت جو کہ میرے اہلبیت ہین پس عترت کو اہلبیت قرار دیا

حدیث مذکورہ جس کے مخرجین مین زید[۱] بن ثابت اور زید[۲] بن ارقم اور ابو[۳] سعید خدری تین صحابی ہین جنھون نے حدیث ثقلین کو کتاب اللہ اور عترتی یا عترتی اہلبیتی سے روایت کی ہے اور پھر صیغہ تثنیہ مین مثل لفظ ثقلین کے لفظ انھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض بھی لائے ہین جیسا کہ صحیح ترمذی کی روایت حجۃ الوداع کی صـ۲۱۶ مین ابو سعید خدری اور زید بن ارقم سے گذری جسمین ہر دو کا حبل اللہ ہونا بھی ہے لیکن شیخ مسلم صاحب نے زید بن ارقم کی اوس حدیث کو تلاش کرکے اپنے صحیح مین وارد کیا ہے جسکو زید بن ارقم نے اس حدیث کے عمدہ الفاظ اور مفید فقرات کو اخفا کیا ہے جسکو ہم نے آخر صـ۲۲۲ سے صـ۲۲۴ تک نقل کیا ہے۔ اس حدیث اور اُس حدیث زید بن ارقم منقولہ صـ۵۲ کتاب ہذا کو ملائیے تو شیخ مسلم صاحب اور زید بن ارقم کے اخفاے حدیث کا پورا انکشاف ہوجاتا ہے۔

غرضکہ صحیح مسلم کی حدیث ثقلین یوم غدیر خم (۱۸ ذیحجہ) والی آخر عمر کی معلوم ہوگئی جسمین حدیث ولایت مع دیگر الفاظ و فقرات کا اخفا کیا گیا ہے جیسا کہ احادیث سے آشکارا ہوتا ہے۔

فائدہ اسی یوم غدیر مابین مکہ و مدینہ یعنی ۱۸ ذیحجہ سے رسول اللہ صلعم کے آخر عمر کا حساب ۸۱ یوم والا صحیح مطابق ہوتا ہے اسی ۱۸ کو پلٹنے سے ۸۱ ہوتے ہین اگر اسی عدد ۱۸ کو عدد ۶۳ (رسولخدا کی عمر کی تعداد) مین جمع کیا جائے تو ۸۱ ہوتے ہین۔ اس حدیث غدیر خم یعنی حدیث ولایت کو شیخ مسلم صاحب ہی اخفا کنندہ نہین ہین بلکہ سب سے اول زید بن ارقم صحابی ہین۔

چنانچہ سیرت انسان العیون حلبی۔ ج۔ ثالث صـ۳۰۲ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۸ھ مین ہے۔

وعن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ممن	زید بن ارقم کہتے ہین کہ مین اول لوگون مین تھا جنھون نے
کتم فذھب اللہ ببصری وکان علی	چھپایا۔ خدا نے مجھکو اندھا کردیا اور علی کرم اللہ وجہہ نے چھپانے
کرم اللہ وجھہ دعا علی من کتم	والون پر بددعا فرمائی تھی۔

ایضاً ارجح المطالب خواجہ عبید اللہ بسمل امرتسری کے صـ۵۸۰ نمبر ۵ چوتھے باب مین یہ حدیث مرقوم ہے۔

وعن زید بن ارقم قال قال علی انشد اللہ	زید بن ارقم کہتے ہین کہ جناب امیر نے اُن لوگون سے قسم دیکر پوچھا
رجلاً سمع النبی صلے اللہ علیہ وسلم	جنھون نے آنحضرت صلعم کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جسکا مین
یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم	مولا ہون اسکا علی مولا ہے اور اے میرے پروردگار دوست رکھیو
وال من والاہ وعاد من عاداہ فقام	اُسے جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھیو اسکو جو علی سے دشمنی رکھے
اثنی عشر بدریا من جانب الایسر	پس بارہ[۱۲] اصحاب بدر کھڑے ہوگئے چھ داہنے طرف سے اور چھ
ومن جانب الایمن فشھدوا بذلک	بائین طرف سے۔ اُنھون نے گواہی دی۔ زید بن ارقم کہتے ہین کہ مین
قال زید بن ارقم فیمن سمع ذلک	بھی انھین مین سے تھا جن لوگون نے اس حدیث کو حضرت
لکنہ کتم فذھب اللہ ببصری کان	سے سُنا تھا لیکن مین نے چھپایا خدا تعالے میری بصارت لیگیا
یندم علی ما فاتہ من الشھادۃ ویستغفر	زید بن ارقم اس شہادت کے نہ دینے سے نادم رہا کرتے تھے اور
اخرجہ ابوبکر بن مردویہ والفقیہ المغازلی	استغفار کیا کرتے تھے۔
والطبرانی فی معجم الکبیر	

اور تاریخ معارف ابن قتیبہ صفحہ ۲۹۲ مطبوعہ یورپ مین انس کے لئے یہ روایت ہے جنکا نام نہین لکھا گیا نہ پوری حدیث لکھی گئی وذکر قوم ان علیاً رضی اللہ عنہ سألہ عن قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فقال کبرت سنی ونسیت فقال علی ان کنت کاذباً فضربک اللہ ببیضاء لا تواریھا العمامۃ (حاصل ترجمہ) ایک گروہ نے بیان کیا ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے اوس سے رسالتمآب صلعم کے اس قول کے متعلق سوال کیا اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ تو اوسنے جواب دیا کہ مین بڈھا ہوگیا ہون مجھے اُسکی بابت کچھ یاد نہین ہے پس امیر المومنین علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اگر تو جھوٹا ہے تو خداوندعالم تجھے ایسا برص کردے کہ اس برص کو عمامہ نہ چھپا سکے ان ہردو حدیثون سے حدیث غدیر یعنی حدیث ولایت کی عظمت اور اس کی منزلت روز روشن کیطرح معلوم ہوگئی اب یہ تیسری حدیث روضۃ الندیہ سید محمد بن اسمٰعیل امیر صنعانی کے صفحہ ۶ مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۲۲ھ سے نقل کیجاتی ہے جسکو سفیان ابن عیینہ نے اخراج کی ہے یہ وہ شخص ہے جسکی سند سے بخاری نے اپنے صحیح کی پہلی حدیث انکی روایت سے داخل کی ہے وفی تفسیر الثعلبی بقولہ تعالےٰ سال سائل بعذاب واقع قال وسئل سفیان بن عیینۃ عن قول اللہ عزّ وجل سال سائل بعذاب واقع فیمن نزلت فقال لقد سألتنی عن مسئلۃ ما سألنی بھا احد قبلک حدثنی جعفر بن محمد عن ابائہ قال لما کان رسول اللہ صلعم بغدیر خم ینادی الناس فاجتمعوا فاخذ بید علی علیہ السّلام فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فشاع ذلک وطار فی البلاد فبلغ ذلک الحارث بن النعمان الفہری فاتی رسول اللہ الخ

عـــ [illegible] جعفر بن محمد

امام ثعلبی اپنی تفسیر مین نقل کرتے ہین کہ سفیان بن عیینہ سے کسی نے سوال کیا کہ آیت سال سائل بعذاب واقع کس کے حق مین نازل ہوئی ہے سفیان بن عیینہ سائل سے کہنے لگے تو نے مجھے ایک ایسا سوال پوچھا ہے کہ تجھسے پہلے کسی نے نہین پوچھا مجھے امام جعفر صادق بن محمد باقر علیہما السلام روایتہ اپنے آباے کرام سے بیان فرماتے تھے کہ جب آنحضرت صلعم غدیر خم کے مقام پر پہونچے اور لوگون کو جمع کرکے سب کے سامنے جناب امیر کا ہاتھ پکڑکر ارشاد فرمایا جسکا مین مولا ہون اسکا علی مولا ہے اور یہ بات سب لوگون مین اور تمام جگہ مشہور ہوگئی پس یہ خبر حارث بن نعمان فہری کو پہونچی یہ خبر سنتے ہی رسول اللہ کے پاس آیا۔

پورا مضمون سیرت حلبی ج ثالث صفحہ ۳۰۲ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ سے نقل ہے۔

ولما شاع قول صلے اللہ علیہ وسلم من	اور جب شایع ہوا رسول اللہ کا قول من کنت مولاہ فعلی مولاہ
کنت مولاہ فعلی مولاہ فی سائر الامصار	تمام شہرون مین اور قریون مین اور پھیل گیا تمام زمین پر اور
وطار فی جمیع الاقطار بلغ الحارث بن	پہونچی حارث بن نعمان فہری کو یہ خبر پس آیا وہ مدینہ مین اور
النعمان الفہری فقدم المدینۃ واناخ	اور بٹھا دیا اُس نے اپنی اونٹنی کو مسجد کے دروازہ پر اور
راحلتہ عند باب المسجد فدخل والنبی	داخل ہوا اور نبی صلوات اللہ علیہ بیٹھے ہوے تھے اور گرد انکے
صلی اللہ علیہ وسلم جالس وحولہ اصحابہ	انکے اصحاب تھے۔ پس آیا وہ یہانتک کہ بیٹھ گیا سامنے حضرت
فجاء حتی جثی بین یدیہ ثم قال یا محمد	کے پھر کہا یا محمد آپ نے حکم دیا کہ گواہی دین اللہ کی وحدانیت
انک امرتنا ان نشھد ان لا الہ الا اللہ و	اور آپ کی رسالت کی آپ کے اس کہنے کو قبول کیا اور

انك رسول الله فقبلنا ذلك منك وانك	آپ نے حکم دیا رات اور دن میں پانچ نمازیں ادا کیا کریں
امرتنا ان نصلی فی الیوم واللیلۃ خمس	اور روزہ رکھیں ماہ رمضان کا اور زکوۃ دیں اپنے مالوں
صلوات ونصوم شھر رمضان ونزکی	کی اور حج کریں بیت اللہ کا پس یہ بھی قبول کیا ہم نے
اموالنا ونحج البیت فقبلنا ذلك منك	آپ اسپر بھی راضی نہ ہوئے یہانتک کہ بلند کیا آپ نے
ثم لم ترض بھذا حتی رفعت بضبعی	اپنے ابن عم (علی بن ابیطالب) کو انکو فضیلت دی اور
ابن عمك تفضلہ وقلت من كنت مولاہ	کہا آپ نے جسکا میں مولا ہوں اسکا یہ علی مولا ہے۔ آیا
فعلی مولاہ فھذا اشئی من الله او منك	یہ امر آپ کے جانب سے ہے یا اللہ کیطرف سے پس
فاحمرت عینا رسول الله صلعم وقال	سرخ ہوگئیں دونوں آنکھیں رسول اللہ کی اور فرمایا
والله الذی لا الہ الا ھو انہ من الله و	حضرت نے قسم وحدہ لاشریک کی یہ حکم اللہ ہی کی
لیس منی قالھا ثلاثا فقام الحارث وھو	طرف سے تھا اور نہ تھا میرے طرف سے اس کلمہ کو تین
یقول اللھم ان كان ھذا ھو الحق من	مرتبہ فرمایا پس یہ سنکر حارث کھڑا ہوگیا اور کہتا جاتا
عندك وفی روایۃ اللھم ان كان ما	تھا پروردگارا اگر یہ امر حق ہے تیرے پاس سے اور دوسری روایت
یقول محمد حقا فارسل علینا حجارۃ	میں یہ ہے اے خدا جو محمد کہتے ہیں اگر وہ حق ہے تو بھیج تو پتھر کو
من السماء او ائتنا بعذاب الیم فوالله ما	آسمان سے یا لاؤ ہم پر عذاب دردناک پس قسم خدا کی نہ
بلغ باب المسجد حتی رماہ الله بحجر من	پہونچا تھا وہ مسجد کے دروازہ پر یہانتک کہ ایک پتھر آسمان
السماء فوقع علی راسہ فخرج من دبرہ فمات	سے خدا نے پھینکا۔ پس اسکے سر پر گرا اور نکل گیا اوسکے
وانزل الله تعالی سأل سائل بعذاب	مبرز کے مقام سے پس وہ مرگیا اسی کے بارے میں خدا نے آیت نازل
واقع للکافرین لیس لہ دافع الایۃ	کی سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع الایۃ

اسی حدیث ولایت کو رسول خدا نے مع حدیث ثقلین واقع غدیر خم یعنے ۱۸ ذی الحجہ کو بوقت بیان فرمایا ہے اسی حدیث ولایت یعنی امامت کو سن کر بعض صحابہ نے جنمیں حارث بن نعمان فہری خدمت حضور صلعم میں نہایت بے ادبانہ داخل ہوکر اس امر کا اظہار کرکے کہ یہ امر (فضیلت) من کنت مولاہ فعلی مولاہ آپکی طرف سے ہے یا خدا کیجانب سے ہے جسپر رسول خدا نے قسم کے ساتھ تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ یہ امر خدا کے حکم سے تھا جسپر حارث عذاب کا طالب ہوکر واصل جہنم ہوا۔ دیکھو صفحہ ۹۶ تا ۹۸ کتاب ہذا۔ اسی مقام غدیر خم واقع ۱۸ ذی الحجہ سے گیارہ ربیع الاول تک اکاسی دن رسول خدا کے آخر عمر کی روایت ہے جسکو مسلم صاحب کے شیخ الشیوخ امام زہری اور امام ابن اسحاق نے بابت ۱۲ ربیع الاول وفات النبی کی روایت کی ہے اور علامہ نووی شارح مسلم نے اپنے شرح میں ذکر کیا ہے نیز اپنی کتاب تہذیب الاسماء واللغات۔ ج۔ اول صفحہ ۲۹ میں بھی اس عبارت سے لکھا ہے۔

توفی صلعم ضحی یوم الاثنین لثنتی عشرۃ	وفات رسول خدا دن چڑھے دوشنبہ کے دن جبکہ بارہ راتیں
لیلۃ خلت من شھر ربیع الاول سنۃ احدی	خالی ہوئیں ربیع الاول ۱۱ھ کے مہینہ کی واقع ہوئی اور

عشرۃ من الہجرۃ ودفن یوم الثلاثاء حین	دفن ہوئے رسولخدا سہ شنبہ کے دن بعد زوال شمس اور
زاغت الشمس وقیل لیلۃ الاربعاء	کہا گیا ہے کہ شب چہارشنبہ مین۔

ضحی یعنی دن بیڑھے کی وفات کو یہ روایت عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری باب مرض النبی ج۔ ۸ ص۴۳۷ سنہ ۱۳۰۸ھ کی باطل کرتی ہے

عن عروۃ توفی یوم الاثنین حین زاغت	یعنی عروہ نے وفات النبی دوشنبہ کے دن بعد زوال
الشمس۔	کے وقت کی روایت کی ہے۔

اس عروہ کی روایت کو صحیح بخاری کی وہ روایت انس صحابی والی باطل کرتی سے ہے جسمین آخر یوم دوشنبہ کے آخر وقت وفات کی نہایت صحیح روایت ہے اور وہ گیارہ ربیع الاول دوشنبہ کے دن واقع ہونے کی مؤید ہے کیونکہ بارہ ربیع الاول کے دوشنبہ سے یکم ربیع الاول کو پنجشنبہ کا دن ہوتا ہے جسکو امام ابن اسحاق اور واقدی اور ابن سعد ۲۹ صفر میں لاچکے ہین جس سے یکم صفر (پنجشنبہ) ۱۲ صفر (دوشنبہ) گذر چکا ہے پس یکم ربیع الاول (جمعہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) صریح ثابت ہوا جسمین ایک شب انتیسوین صفر کے شب کی شامل کرنے سے بارہ شبین خالی ہونے پر وفات النبی واقع ہوئی اور ۲۸ صفر (چہارشنبہ) سے گیارہ ربیع الاول دوشنبہ تک ۱۳ دن مدت مرض النبی صحیح حدیث کے مطابق اور شب بارہوین ربیع الاول سنہ ۱۱ھ سے بائیسوین ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ تک کل مدت دوسال تین مہینے دس راتون حضرت ابوبکر کے زندہ رہنے کی بعد وفات رسولخدا۔ حدیث مندرجہ ص۲۰۳ کے موافق ٹھیک ٹھیک ملگئی جسمیں ایک شبانہ روز امام زہری نے مدت خلافت میں غلط شمار کیا ہے جسکو ابن اسحاق نے دوسال تین مہینہ نو راتین کہا ہے۔ پس گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کے مراجعت سے یکم ربیع الاول (جمعہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) یکم صفر (پنجشنبہ) ۳۰ محرم چہارشنبہ ۲۹ و یکم محرم (سہ شنبہ) ۲۹ و ۸ و ۱۵ ذیحجہ (دوشنبہ) ۱۶ ذیحجہ (سہ شنبہ) ۱۷ ذیحجہ چہارشنبہ ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) تک یہ کل اکیاسی دن ہوگئے اور عرفہ ۹ ذیحجہ کو (سہ شنبہ) واقع ہوکر یوم عرفہ جمعہ کو دروغ اور کذب کر دیا۔ اسی ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم کے اکاسوین دن یوم احتضار کو رسولخدا نے پھر حدیث ثقلین کا اعادہ فرمایا ہے دیکھو ص۱۵۳ و ۱۵۵ و ۲۲۸ اور اسی احتضار کے دن حضرت نے طلب قرطاس فرمایا جسکی یہ روایت صحیح مسلم مجلد ثانی سے نقل ہے۔

قال مسلم حدثنی محمد بن رافع وعبد بن	کہا مسلم نے کہ حدیث کی مجھسے محمد ابن رافع اور عبد بن حمید نے
حمید قال ابن رافع نا عبد الرزاق قال نا معمر	کہا ابن رافع نے کہ حدیث کی ہمسے عبد الرزاق نے کہا حدیث کی
عن الزہری عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ عن	ہمسے معمر نے زہری سے اُسنے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ
ابن عباس قال لما حضر رسول اللہ صلعم	سے اُسنے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ کا یوم
فی البیت رجال فیہم عمر بن الخطاب قال النبی	احتضار ہوا تو دولتکدۂ نبوت مین عمر بن خطاب اور دیگر اصحاب
صلعم ہلم اکتب لکم کتابا لا تضلون بعدہ	مجتمع تھے فرمایا رسول مقبولؐ نے کہ آؤ مین تمھارے لئے کچھ (بطور وصیت)
فقال عمر ان رسول اللہ قد غلب علیہ الوجع	لکھدون تاکہ بعد ازان تم گمراہ نہو۔ پس حضرت عمر بولے کہ پیغمبر خدا پر
وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ فاختلف	علیہ مرض کیوجہ سے ایسا کہہ رہے ہین۔ تمھارے پاس قرآن موجود ہے
اہل البیت فاختصموا منہم من یقول قربوا	اور وہی ہمارے لئے کافی ہے۔ اس بات پر حضار جلسہ مین اختلاف

نکتب لکم رسول اللہ کتاباً لن تضلوں بعدہٗ	واقع ہوا بعض تو یہ کہتے تھے کہ رسول اللہ کے حکم کی تعمیل کرنا
ومنھم من یقول ما قال عمر فلما اکثر و اللغط	ضروری ہے تاکہ آنحضرت جو چاہین تمہارے لئے تحریر فرمائین
والاختلاف عند رسول اللہ قال رسول اللہ	اور بعض حضرت عمر کے ہمزبان تھے جب اس بات پر بہت شور و
صلعم قوموا عنی الخ	اختلاف ہونے لگا تو رسالتمآب نے فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ

لیکن بعض لوگون نے بخاری و مسلم کی اُس روایت کا ذکر کیا ہے جسمیں یوم احتضار (دوشنبہ) کے بجائے (پنجشنبہ) کا ذکر ہے چنانچہ سیرۃ النبی شبلی حاشیہ صفحہ ۱۳۰ میں ہے "مجکو احتیاط کرنی چاہئے کہ کتاب تاریخ کی حیثیت سے نکلکر علم کلام کے دائرہ مین نہ آجائے تاہم جو میری ذاتی تحقیق ہے مین الفاروق مین لکھ چکا ہون"

الفاروق صفحہ ۶۱ مطبوعہ کانپور ۱۸۹۹ء مین ہے کہ آپنے وفات سے تین روز پہلے قلم و دوات طلب کیا اور فرمایا کہ مین تمہارے لئے ایسی چیز لکھو نگا کہ تم آیندہ گمراہ نہ ہوگے اسپر حضرت عمر نے لوگون کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ آنحضرت کو درد کی شدت ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے۔ حاضرین سے بعضون نے کہا کہ رسول اللہ بہکی باتیں کر رہے ہین (نعوذ باللہ) روایت مین ھجر کا لفظ ہے جسکے معنی ہذیان کے ہین طرہ یہ ہے کہ بعض روایتون مین ہے کہ حضرت عمر ہی نے آنحضرت کے اس ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا تھا (نعوذ باللہ) دیکھو الفاروق صفحہ ۶۱

اور سیرۃ النبی شبلی کے حاشیہ صفحہ ۱۳۷ مین ہے جن صحابی نے قلم دوات لانے مین گفتگو کی۔ بخاری مین اُنکا نام نہین لیکن حدیث کی اور کتابون مین (مثلاً صحیح مسلم) بتصریح حضرت عمر کا نام ہے صحیح مسلم مین اُنکے یہ الفاظ ہین قد غلب علیہ الوجع وعندکم قران حسبنا کتاب اللہ (صحیح مسلم کی دوسری روایتون کے یہ الفاظ) قالوا ان رسول اللہ صلعم یھجر (لوگون نے کہا رسول اللہ (صلعم) بے حواسی (ھجر) کی باتین کرتے ہین۔

الفاروق کے صفحہ ۶۲ مین ہے۔ اس بحث کے لئے واقعات ذیل پیش نظر رکھنا چاہئے۔

(۱) آنحضرت کم و بیش ۱۳ دن تک بیمار رہے (۲) کاغذ و قلم طلب کرنے کا واقعہ جمعرات کے دن کا ہے جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم مین بتصریح مذکور ہے اور چونکہ آنحضرت نے دوشنبہ کے دن انتقال فرمایا اس لئے اس واقعہ کے بعد آنحضرت چار دن تک زندہ رہے (۳) اس تمام مدت بیماری مین آنحضرت کی نسبت اور کوئی واقعہ اختلال حواس کا کسی روایت مین کہین مذکور نہین" (۴) اس واقعہ کے وقت کثرت سے صحابہ موجود تھے لیکن یہ حدیث باوجود اس کے کہ بہت طریقون سے مروی ہے (چنانچہ صرف صحیح بخاری مین سات طریقون سے مذکور ہے) باین ہمہ بجز عبداللہ بن عباس کے اور کسی صحابی سے اس واقعہ کے متعلق ایک حرف بھی منقول نہین"

یہانتک ہم شبلی صاحب کی تحقیق کو قلمبند کرکے صحیحین کے ہر دو حدیثون پر نظر ڈالتے ہین۔

چند حدیثون مین واقعہ طلب قرطاس دوشنبہ کے دن یوم احتضار کا حضرت ابن عباس سے مروی ہے جیسا کہ حاشیہ صفحہ ۳۲ اور صفحہ ۱۹۸ و صفحہ ۱۹۹ مین ہے اور بعض حدیث مین ابن عباس سے پنجشنبہ کے دن کی ہے اس حدیث مین صرف بخاری مین حضرت عمر کا نام نہین ہے باقی صحیحین کے تمام روایات مین بالتخصیص حضرت عمر کا نام مذکور ہے جسکی تائید کی وہ روایت حضرت جابر صحابی کی یوم احتضار کی ہے جسکو امام احمد نے اپنی مسند مین اخراج کی ہے دیکھو نمبر (۹) صحیح بخاری صفحہ ۱۹۹ ۔

اور یہ امر قبول کیا گیا ہے کہ اختلال حواس کا ذکر کسی روایت مین کہین مذکور نہین۔ اور یہ بھی تسلیم ہے کہ آنحضرت کل ۱۳ دن بیمار رہے اور یہ بھی تسلیم ہے کہ آنحضرت چہارشنبہ کے دن بیمار ہوئے۔

اسی الفاروق کے صفحہ ۶ مین ہے سنہ ۱۱ھ ۶۳۳ء ماہ صفر میں آنحضرت نے رومیون کے مقابلہ کے لئے اسامہ بن زید کو مامور کیا اور تمام اکابر صحابہ کو حکم دیا کہ اُنکے ساتھ جائین۔ لوگ تیار ہو چکے تھے کہ اخیر صفر مین آنحضرت بیمار ہو گئے"

اور سیرت النبی۔ ج ثانی صفحہ ۱۳۴ مین ہے۔ آغاز علالت سے ایک روز پہلے اسامہ بن زید کو مامور کیا کہ وہ فوج لیکر جائین اور ان شریرون سے اپنے باپ کا انتقام لین"

یہ شبلی صاحب کا اخیر صفر (۲۸ صفر چہارشنبہ تھا) دیکھو وسیلۃ النجات مولوی محمد مبین صفحہ ۱۹ مطبوعہ گلشن فیض مولوی گنج لکھنؤ سنہ ۱۳۱۳ھ "روز چہارشنبہ بست و ہشتم ۲۸ ماہ صفر آنحضرت را مرض تپ و درد سر عارض گشت"

اور دیکھو تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی باب دہم صفحہ ۴۲۰ مطبوعہ ثمر ہند سنہ ۱۲۹۶ھ روز چہارشنبہ بست ہشتم ۲۸ صفر مذکور آنحضرت را مرض طاری شد"

اور دیکھو نمبر (۳) ابن اسحاق صفحہ ۱۱۵ تا ۱۱۶ جسمین ۲۸ صفر چہارشنبہ کو رسولخدا کا بیمار ہونا اور ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو حضرت ابوبکر و عمر وغیرہ کا اسامہ بن زید کی ماتحتی مین جنگ روم پر جانے کے لئے مامور ہونا ہے۔ پس شبلی صاحب کا اخیر صفر (چہارشنبہ) ۲۸ صفر اور اکابر صحابہ کا ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کو تعنات ہونا ہے۔ چنانچہ سیرت النبی ج ثانی حاشیہ صفحہ ۱۳۴ میں ہے۔ واقدی اور ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس غزوہ مین آنحضرت نے حضرت ابوبکر اور عمر کو بھی جانے کا حکم دیا تھا"

یہی پہلا حکم رسول اللہ کا ہے جو ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے دن دیا گیا تھا اور دوسرا حکم وفات سے دو دن پہلے سنیچر کے دن ہوا تھا دیکھو نمبر (۳) ابن اسحاق صفحہ ۱۱۵ جسکی تائید مین سیرت النبی شبلیؒ۔ ج ثانی صفحہ ۸ سطر ۹ مین ہے۔

"محرم سنہ ۱۱ھ زمانہ مرض الموت مین آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسامہ بن زید کے زیر افسری رومیون کے مقابلہ کیلئے پھر فوجین روانہ فرمائین"۔ یہی دوبارہ حکم ہے جو ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے دسوین دن بروز شنبہ وفات سے دو دن پہلے ہوا تھا۔ اسی تاریخ تک صحابہ اسامہ کی ماتحتی کی وجہ سے اور عدم امتثال امر سے منہ چھپائے ہوئے تھے اسی شنبہ کے دن رسولخدا نے لوگون کا طعن آمیز کلمہ سماعت فرماکر نہایت غیظ و غضب سے خطبہ فرمایا ہے اور اسی خطبہ مین کلمہ جہزوا جیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف عنہا سے جنگ روم پر جانے کا حکم دیا ہے۔

غرضکہ اس تیرہ ۱۳ دن مدت مرض النبی مین دو پنجشنبہ واقع ہوتے ہین ایک ۲۹ صفر کو دوسرا ۶ ربیع الاول کو یہ ظاہر ہے کہ حضرت کا بار دوم اسامہ بن زید کی زیر افسری صحابہ کی روانگی (جنگ روم) کا حکم دینا وفات سے دو دن پہلے تھا۔ پس واقعہ طلب قرطاس پنجشنبہ کے دن تین یا چار دن پہلے کا غلط اور دوشنبہ کے دن یوم احتضار کا صحیح ہے۔

چنانچہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اپنے تحفہ اثنا عشریہ باب دہم مین دربارہ طلب قرطاس عین وفات کے دن لکھتے ہین:۔

قبل ازین واقعہ سہ ماہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل شدہ بود	اس واقعہ طلب (قرطاس) سے تین ۳ مہینے پہلے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوا تھا۔

اور تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن مولوی صدیق حسن خان۔ ج ۳۔ صفحہ ۱۶ سطر ۲۰ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۱ھ مین ہے۔

قال ابن عباس فمکث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد نزول ھذہ الآیۃ احد وثمانین یوماً	ابن عباس سے مروی ہے کہ ٹھہرے رسول خدا بعد نازل ہونے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کے ۸۱ دن

پس طلب قرطاس فرمانے کی روایت گیارہ ربیع الاول دوشنبہ یوم احتضار کی صحیح ہے کیونکہ ۹ ذیحجہ عرفہ سے ۹۰ دنون پر اور ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم سے ۸۰ دنون پر گیارہ ربیع الاول دوشنبہ واقع ہوتا ہے جس سے طلب قرطاس کی روایت ابن عباس اور حضرت جابر کے سند والی یوم احتضار (وفات کے دن) کی صحیح اور تین دن یا چار دن پنجشنبہ کے دن کی قطعاً غلط ہے نیز کثرت سے صحابہ کا موجود ہونا اسی احتضار کے دن ہے دیکھو حدیث ام سلمہ صـ ۲۲۸ اور جبکہ حضرت حدیث ثقلین اور دیگر ارشاد و ہدایت بنیاد سے فارغ ہو چکے ۔ اور نافرمان صحابہ کو بلفظ قوموا عنی اپنے پاس سے اُٹھا چکے تو حضرت عباس اور جناب امیر علیہ السلام سے مخاطب ہو کر یہ ارشاد فرمایا ہے (جسکو کتاب مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی کے مودۃ سابع صـ ۲۴ و ۲۵ مطبوعہ مبئی سنہ ۱۳۱۰ھ سے نقل کیا جاتا ہے) جس سے بھی احتضار ہی کے دن صحابہ کا حجرہ مین بھرا ہونا ثابت ہے ۔

عربی	اردو
وعن ابی حمزہ الثمالی عن ابی جعفر الباقر	ابو حمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ امام ابو جعفر محمد باقر نے
عن آبائہ علیہم السلام قال لما مرض	علیؑ نے آبا ءِ کرام علیہم السلام کی زبانی مجھ سے
رسول اللّٰہؐ فی مرضہ الذی قبض فیہ کان	روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا مرض الموت مین مبتلا
راسہ فی حجر علی والعباس یذب عنہ و	تھے تو حضرت کا سرِ اقدس علی کی گود مین تھا اور عباسؓ آپکے
البیت غاص بالمہاجرین والانصار فقال	جسم کی حفاظت کر رہے تھے اور تمام گھر مہاجرین اور انصار
یا عم اتقبل وصیتی وتنجز عداتی فقال	سے پُر تھا اُسوقت آنحضرت نے عباس سے فرمایا اے
العباسؓ انا رجل کبیر السن وکثیر العیال	چچا آیا تم میری وصیت کو قبول کروگے اور میرے وعدون
فقال علیہ السلام یا علی تقبل وصیتی وتنجز	کو پورا کروگے ؟ عباسؓ نے جواب دیا یا رسول اللہ مین ایک
عداتی فخنق علی العبرۃ وما استطاع ان یجیبہ	بڈھا آدمی ہون اور کثیر العیال ہون ۔ بعد ازان حضرت نے
فاعادھا علیہ فقال علی بابی انت امی نعم	علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ اے علی میری وصیت قبول کرتے ہو
فقال رسول اللہ انت اخی ووصیی ووزیری	اور میرے وعدون کو وفا کروگے ؟ اول مرتبہ علی مرتضیٰ
وخلیفتی ثم قال یا بلال ھلم سیف رسول	بوجہ گریہ جواب پر قادر نہ ہو سکے حضرت نے دوبارہ اعادہ اس
اللہ ذوالفقار فجاء بہ بلال فوضع بین یدی	خطاب کا کیا اُسوقت جناب امیر علیہ السلام نے عرض کیا کہ میرے
رسول اللہ ثم قال یا بلال ھلم مغفر رسول اللہ	ماں باپ آپ پر فدا ہوں بہت اچھا پھر رسولخدا نے فرمایا
ذا الجبین فجاء بہ فوضعہ ۔	تو میرا بھائی اور میرا وصی ہے اور میرا وزیر ہے اور تو میرا خلیفہ ہے
ثم قال یا بلال ھلم درع رسول اللہ ذات الفضول فجاء بھا	بعد اس کے بلال کو حکم دیا کہ میری سیف ذوالفقار لاؤ بلال
ثم قال یا بلال ھلم فرس رسول اللہ	نے روبرو لا کر حاضر کر دی ۔ پھر فرمایا اے بلال مغفر رسول اللہ
المرتجز فاتی بہ فاو تمۃ	کہ جسکا نام ذو الجبین ہے لاؤ ۔ بلال نے وہ بھی حاضر کی اسیطرح

سـ۱ یہ وہی ذوالفقار (آسمانی) تلوار ہے جو رسولخدا کیلئے نازل ہوئی جبکہ یہ آیہ کریمہ وانزلنا الحدید یعنی ہم ہی نے لوہے کو نازل کیا۔ شاہد ہو اور تاریخ یعقوبی ابن واضح مجلد ثانی صـ۹۷ مین ہے وسیفہ الذی یلزمہ ذوالفقار وقد روی ان جبرئیل نزل بہ السماء وکان طولہ سبعۃ اشبار وعرضہ شبر وفی وسطہ کال یعنی تلوار ان جناب کی جو برابر اون کے پاس رہتی تھی ذوالفقار ہے اور مروی ہے کہ وہ تلوار جبرئیل آسمان سے لائے تھے جس کا طول سات بالشت اور عرض ایک بالشت تھا اور اس کے بیچ مین ایک اُبھار تھا ۔ اور حدیقہ حکیم سنائی صـ ۲۶۹ مطبوعہ نولکشور سنہ ۱۸۸۴ء مین ہے آمد رسیدرہ جبرئیل امین + لافتیٰ کردہ مرد را تلقین ۔ ذوالفقار کہ از بہشت عدا + بفرستادہ بود شرک زدا

ثم قال هلم ناقة رسول الله العضباء فجاء بها فاوثقها	اور پھر گھوڑا جسکا　درع ذات الفضول طلب کی
ثم قال یا بلال هلم بردة رسول الله السحاب	نام مرتجز تھا طلب کیا۔ پھر ناقہ عضبا اور بردہ سحاب
فجاء بها فوضعها۔	اور ممشوق وغیرہ وغیرہ طلب کئے
ثم قال یا بلال هلم قضیب رسول الله	یہانتک کہ وہ عصابہ کہ جس سے حرب مین رسول خدا
الممشوق فجاء به فوضعه فلم یزل یدعو	شکم باندھتے تھے طلب کیا
بشیئ بعد شیئ حتی بالعصابة التی کان	اور بلال نے سب اشیا حاضر کین۔
یعصب بها بطنه فی الحرب ثم نزع الخاتم	پھر جناب رسالتمآب نے انگشتری خاتم انگلی سے نکالکر حضرت علی کو عطا
فدفعه الی علی ثم قال یا علی اذهب بها	فرمائی (یہ مہر کی انگوٹھی بجز خلیفہ و قائمقام کے غیر کو نہین دیجاتی)
اجمع فاستودعها بیتك بشهادة المهاجرین	اور ارشاد فرمایا کہ اے علی ان اشیاء کو لیجاؤ اور اپنے گھر مین رکھو بشہادت
والانصار لیس لاحد ان ینازعك فیها	مہاجرین و انصار کے کسی کو ان اشیاء پر دعوی نہین پہونچتا کہ میرے
بعد فانطلق امیر المومنین حتی وضعها	بعد تم سے انکی بابت نزاع کرے چنانچہ حضرت امیرؑ ان سب اشیاء کو
فی منزله ثم رجع	اپنے گھر مین لیگئے اور وہان رکھکر اور اسی ناقہ کو بندھوا کر واپس تشریف لائے

حدیث مذکورہ مین جو الفاظ رسول اللہ نے اخی، وصی، وزیری و خلیفتی کے ارشاد فرمائے ہین یہ وہی الفاظ ہین جو اب سے ۲۰ بیس سال قبل یعنی بعثت سے تین سال بعد آیہ وانذر عشیرتک الاقربین کے نازل ہونے پر اول تبلیغ مین فرمائے تھے اسکا وعدہ اس امر کے اظہار پر فرمایا تھا کہ جو شخص اس امر (رسالت) مین ہمارا ساتھ دیگا وہی ہمارا وزیر، دراخی اور وصی اور خلیفہ ہوگا۔ اسوقت بجز علی مرتضی کے کسی نے جواب نہین دیا۔ اس لئے آج رسول مقبول نے کہ بیسوین سال کا آخر دن ہے اور تبلیغ رسالت کا آخر وقت ہے اور وفات کے چند لمحے باقی رہ گئے ہین اس وعدہ کا ایفا فرمادیا جسکے ساتھ وہ تمامی اشیاء منقولہ اپنے قائمقام و جانشین حقیقی کو بمواجہہ مہاجرین و انصار عطا فرمادین جیسا کہ مضمون حدیث سے ظاہر و ہویدا ہے۔ **(نمبر ۱۲) عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ صاحب تاریخ معارف المتوفی ۲۷۶ھ)**

اس تاریخ (معارف) مین بھی رسولخدا کا سفر حجۃ الوداع فرمانا ۲۵ ذوقعدہ سنہ ۱۰ھ ہے جبکہ ماہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین جس سے ذیقعدہ کامل ۳۰ دن کا ثابت ہے۔ یہ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۰ھ ہے اس سے قبل یورپ مین بھی طبع ہوچکی ہے۔

توثیق (امام محمد باقر علیہ السلام) صحیح مسلم مجلد ثانی باب حجۃ النبی صفحہ ۳۹۴/۳۹۵ حضرت جابرؓ اور امام محمد باقر علیہ السلام کی ملاقات کا ذکر۔ حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة واسحاق بن ابراهیم جمیعا عن حاتم قال ابو بکر حدثنا حاتم بن اسمٰعیل المدنی عن جعفر بن محمد عن ابیه قال دخلنا علی جابر بن عبد الله فسال عن القوم حتی انتهی الیّ فقلت محمد بن علی بن حسین فاهوی بیده الی راسی فنزع زری الاعلی ثم زر الاسفل ثم وضع کفه بین ثدیی وانا یومئذ غلام شاب فقال مرحبا بك یا ابن اخی سل عما شئت فسألته وهو اعمی وحضر وقت الصلوة فقام فی نساجة ملتحفا بها کلما وضعها علی منکبه رجع طرفاها الیه من صغرها ورداءه الی جنبه علی المشجب فصلی بنا فقلت اخبرنی عن حجة رسول الله صلی الله علیه وسلم

خلاصہ حدیث مذکورہ کا خلاصہ سیرت النبی شبلی نعمانی مجلد ثانی صفحہ ۱۱۹ مین یون مذکور ہے۔ ابو داؤد اور صحیح مسلم مین حجۃ الوداع کا واقعہ نہایت تفصیل سے مذکور ہے کہ حضرت امام باقرؑ نے حضرت جابرؓ سے جو نابینا ہوگئے تھے آنحضرت کے حج کا حال پوچھا حضرت جابر نے آل رسول کی محبت سے امام باقرؑ کے گریبان کے تکمے کھولے اور انکے سینہ پر محبت سے ہاتھ رکھکر کہا بھتیجے پوچھ کیا پوچھتا ہے پھر نہایت تفصیل سے حج نبوی کے تمام حالات بیان کئے (یہ ماہ دوم کی ملاقات کا ذکر ہے اول مرتبہ کی ملاقات کا ذکر آگے نمبر (۱۳) ترمذی مین آئے گا۔

خرج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لخمس لیال بقین من ذی القعدۃ واقام الناس حجھم ثم صدر الی المدینۃ واقام بھا بقیۃ ذی الحجۃ من سنۃ عشر والمحرم وصفر واثنی عشر لیلۃ من شھر ربیع الاول سنۃ احدی عشر ثم قبض اللہ عزوجل صلے اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین وکان مقامہ الی ان قبض عشر ستین کوامل وقد بلغ من السنین ثلاثا و ستین سنۃ (صفحہ ۵۶)

نکلے رسولخدا (حج کیلئے) ۲۵ ذیقعدہ کو جبکہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین اور لوگون کے ساتھ حج کیا۔ پھر مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی بقیہ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ اور ماہ محرم اور صفر اور بارہ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ تک ٹھہرے۔ پھر قبض کیا اللہ تعالے نے رسول اللہ کو دوشنبہ کے دن اور بوقت وفات دس برس کامل مدینہ مین اور ۶۳ سال عمر کے ہوئے تھے۔

اور صفحہ ۵۶ مین حضرت ابوبکر کی مدت خلافت اور تاریخ وفات مین ہے۔

قال ابن اسحاق توفی (ابوبکر) یوم الجمعۃ لتسع لیال بقین من جمادی الاخر سنۃ ثلاث عشرۃ وکانت خلافتہ سنتین و ثلاثۃ اشھر وتسع لیال

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر نے جمعہ کے دن رحلت کی جبکہ نو راتین جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ کی باقی تھین یعنی ۲۱ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ اور کل مدت خلافت دو سال تین مہینے نو راتین ہین۔

تنبیہ لیکن ابن اسحاق کا بیان یوم جمعہ اور سات راتون باقی یعنی ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ انتقال ابوبکر ہے اور جو ذیل کی عبارت سے ثابت ہے جس مین (سبع لیال) ہے جس کے بجائے (تسع لیال غلط طبع ہوگیا ہے۔ ایسی ہی عبارت سفر حج مین (خمس لیال بقین من ذیقعدہ) کی جگہ (خمس لیال بقین من ذی الحجۃ) ہر دو مطبوعہ (یورپ و مصر مین غلط طبع ہے۔

چنانچہ اسد الغابہ فی الصحابہ۔ ج۔۳۔ مطبوعہ سنہ ۱۲۸۶ھ ص ۲۲۳ مین ہے۔

قال ابن اسحاق توفی ابوبکر رض یوم الجمعۃ لسبع لیال بقین من جمادی الاخر سنۃ ثلاث عشرۃ

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ وفات پائی حضرت ابوبکر نے جمعہ کے دن ۲۳ جمادی الثانی کو جبکہ سات راتین جمادی الاخر سنہ ۱۳ھ کی باقی تھین۔

اس ۲۳ جمادی الثانی کی مؤید یہ روایت ہے جسکو ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ مین وارد کیا ہے دیکھو ص ۲۱۲۷ طبع یورپ

توفی ابوبکر لثمانی لیال بقین او سبع بقین من جمادی الاخر

وفات پائی ابوبکر نے ۲۲ یا ۲۳ جمادی الثانی کو ۸ یا ۷ جمادی الثانی کی باقی تھین۔

توثیق (ابن قتیبہ) تاریخ مراۃ الجنان یافعی مین ہے۔ عبداللہ بن مسلم بن قتیبۃ ابومحمد صاحب التصانیف صدوق قلیل الروایۃ روی عن اسحاق بن راھویہ وجماعۃ قال الخطیب کان ثقۃ دینا فاضلاً

ایضاً۔ (الفاروق شبلی مین ہے) عبداللہ بن قتیبہ المتولد سنہ ۲۱۳ھ المتوفی سنہ ۲۷۶ھ یہ نامور اور مستند مصنف ہے۔ محدثین بھی اسکے اعتماد اور اعتبار کے قائل ہین تاریخ مین اسکی مشہور کتاب معارف ہے جو مصر مین چھپکر شایع ہوچکی ہے۔ یہ کتاب اگرچہ نہایت مختصر ہے لیکن اسمین مفید معلومات ہین جو بڑی بڑی کتابون مین نہین ہین۔ کشف الظنون مین ہے۔ معارف فی التاریخ لابن قتیبۃ ابی محمد عبداللہ بن مسلم الدینوری المتوفی سنہ ۲۷۶ھ

نمبر(۱۳) ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ جامع صحیح ترمذی المتوفی ۲۷۹ھ

جامع صحیح ترمذی خلیفہ بخاری کہے جاتے ہیں۔ جنکی روایت تاریخ سفر حجۃ الوداع کی ہمکو نہیں ملی لیکن انکے شیخ محمد بن اسمٰعیل بخاری نے اپنے صحیح میں متعدد طرق سے تاریخ سفر حج فرمانے کی روایتیں کی ہیں۔

چنانچہ نمبر (ایک) زہری میں عروہ کے طریق حضرت عائشہ کے سند سے اور نمبر (۲) میں موسیٰ بن عقبہ کے طریق حضرت ابن عباسؓ کی سند سے اور نمبر (۴) امام مالک میں یحییٰ بن سعید نے عمرۃ کے واسطہ حضرت عائشہ کی سند سے اور نمبر (۹) صحیح بخاری اور نمبر (۱۱) صحیح مسلم میں یحییٰ بن سعید نے علاوہ عمرۃ کے واسطہ کے قاسم بن محمد کے طریق حضرت عائشہ کی سند سے ۲۵ ذیقعدہ کو جبکہ ماہ ذیقعدہ کے ختم کو پانچ شبیں باقی تھیں۔ سفر حج فرمانے کی روایت کی ہے۔ نیز ترمذی کے شیخ الشیوخ ابن اسحاق نے نمبر (۳) میں انھیں قاسم بن محمد کے واسطہ حضرت عائشہ کی سند سے اسی ۲۵ ذیقعدہ یعنی پانچ شبوں باقی ذیقعدہ کی روایت کی ہے۔

نیز ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ نے یحییٰ بن سعید انصاری کے طریق عمرۃ کے واسطہ حضرت عائشہ کی سند سے اسی ۲۵ ذیقعدہ کو سفر حج فرمانے کی روایتیں کی ہیں چنانچہ

تاریخ بدایۃ والنہایۃ حافظ ابن کثیر باب تاریخ خروجہ علیہ السلام من المدینۃ لحجۃ الوداع کی یہ ہے۔

وابن ماجۃ ومصنف ابن ابی شیبۃ من	اور ابن ماجہ اور مصنف ابن ابی شیبہ نے یحییٰ بن سعید
طرق عن یحییٰ بن سعید الانصاری عن	کے واسطہ عمرہ کے طریق حضرت عائشہ کے سند سے روایت
عمرۃ عن عائشۃ قالت خرجنا مع رسول اللہ	کی ہے کہ نکلے ہم لوگ رسولخدا کے ساتھ جبکہ پانچ راتیں ذیقعدہ
صلے اللہ علیہ وسلم لخمس بقین من ذی القعدۃ	کی باقی تھیں یعنی ۲۵ ذیقعدہ تھی۔

اس تاریخ کو حضرت کی روانگی نماز ظہر پڑھنے کے بعد ہوئی جسکی یہ حدیث دلالت کرتی ہے

صحیح ترمذی۔ج۔ اول۔ باب التقصیر فی السفر یعنی باب سفر میں قصر کرنے کے بیان میں۔

حدثنا قتیبۃ ثنا سفیان بن عیینۃ عن	کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے قتیبہ نے سفیان بن عیینہ سے
محمد بن المنکدر وابراھیم بن میسرۃ انھما	محمد بن منکدر اور ابراہیم بن میسرہ سے کہا ان دونوں نے کہ سنا ہم نے
سمعا انس بن مالک قال صلینا مع النبی صلعم	انس بن مالکؓ سے کہا انھوں نے ہم نے رسول اللہ کے ساتھ ظہر کی نماز مدینہ
الظھر بالمدینۃ اربعا وبذی الحلیفۃ رکعتین	میں چار رکعتیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں پڑھیں یہ حدیث
ھذا حدیث صحیح	صحیح ہے۔

حدثنا احمد بن منیع نا ھشیم نا یحییٰ بن ابی	کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے احمد بن منیع نے ہشیم سے کہا انھوں نے حدیث
اسحاق الحضرمی نا انس بن مالک قال خرجنا	کی ہم سے یحییٰ بن ابی اسحاق حضرمی نے انس بن مالکؓ سے کہا انھوں نے نکلے
مع النبی صلے اللہ علیہ وسلم من المدینۃ الی	ہم لوگ رسولخدا کیساتھ مدینہ سے طرف مکہ کے پس دو رکعتیں پڑھیں یحییٰ نے
مکۃ فصلی رکعتین قال قلت لانس کم اقام	انس کو پوچھا کہ کتنے دن رسول اللہ مکہ میں ٹھہرے۔ کہا انھوں نے

رسول الله بمكة قال عشراً و فی الباب عن ابن عباس و جابر قال ابوعیسی حدیث انس حسن صحیح

دس دن اور اس باب میں روایت ہے ابن عباس رض اور جابر سے کہا ابوعیسیٰ نے کہ حدیث انس کی حسن صحیح ہے۔

کل روایات سفر حجۃ الوداع کی تاریخون مین یوم سفر نہین بتا یاگیا نیز اس صحیح ترمذی کے ابواب الحج مین عرفہ اور یوم النحر کا دن بھی ندارد ہے یہانتک کہ ایام التشریق ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ ذیحجہ کے دن کا کوئی ذکر نہیں حالانکہ انھیں تاریخوں میں حضرت نے خطبہ دیا ہے اور ہم نے سیرت شبلی کے حوالے سے صفحہ ۲۲۵ و ۲۲۶ کے حاشیہ میں تواریخ مذکورہ میں حضرت کا خطبہ دینا لکھا ہے خود ترمذی نے اپنے صحیح باب بیان حرمت خون اور مال کے یوم الحج الاکبر میں خطبہ کے الفاظ عمرو بن احوص و ابوبکرہ و ابن عباس اور جابر اور حذیم بن سعد کی سند سے وارد کئے ہیں اور یوم عرفہ کا مشہور خطبہ جسکو رسولخدا نے ناقہ قصوا پر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کے مجمع میں کئی گھنٹہ تک دیا تھا اور جسکا ایک جزیہ ہے جسمیں بھی دن نہین ہے

قال الترمذی حدثنا نصر بن عبد الرحمن الكوفی نا زید بن الحسن عن جعفر بن محمد[ھ] عن ابیه عن جابر بن عبد الله قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فی حجته یوم عرفة وهو علی ناقته القصواء یخطب فسمعته یقول ایها الناس انی قد ترکت فیکم من ان اخذتم به لن تضلوا کتاب الله و عترتی اهل بیتی و فی الباب عن ابی ذر و ابی سعید و زید بن ارقم

کہا ترمذی نے کہ حدیث بیان کی ہم سے نصر بن عبد الرحمن کوفی نے کہا حدیث کی ہم سے زید بن حسن نے جعفر بن محمد سے انھوں نے اپنے پدر محمد باقر[ھ] سے اونھوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے۔ کہا جابر نے کہ مین نے رسول اللہ کو عرفہ کے دن حج مین اپنی اونٹنی قصوا پر خطبہ پڑھتے دیکھا سو مین نے آپ سے سُنا کہ فرماتے تھے اے لوگو مین نے تم مین ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اسکو پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک کتاب اللہ دوسرے عترت یعنی اہلبیت میرے اور اس باب میں روایت ہے ابوذر اور ابوسعید اور زید بن ارقم

ھ جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت جابر کی ملاقات کا ذکر حاشیہ صفحہ ۳۶ اور حاشیہ صفحہ ۲۳۸ مین صحیح مسلم کے حدیث سے آچکا ہے مضمون حدیث سے یہ ملاقات دوسرے یا تیسرے مرتبہ کی ہے جسمیں جناب امام محمد باقر علیہ السلام کا حضرت جابر سے حج نبوی کے حالات کا دریافت فرمانا ہے اور اسوقت حضرت جابر نابینا ہو چکے تھے۔ لیکن پہلی ملاقات اس ذیل کی حدیث سے ہے جسمیں حضرت جابر جناب امام زین العابدین علی بن حسین علیہما السلام کے حضور میں تشریف لے گئے ہین اور حضرت امام محمد باقر دفعتہ اندرون خانہ سے برآمد ہوئے چنانچہ ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی حنفی کے صفحہ ۴۹۵ مطبوعہ اسلامبول مطبع اختر ۱۳۰۲ھ سے یہ حدیث نقل ہے جو دو صحابہ سے مروی ہے۔

ع قال جابر الجعفی ان جابر بن عبد الله الانصاری دخل علی علی بن الحسین سلام الله علیهم اذ خرج محمد بن علی من عند نسائه فقال له جابر یا مولای ان جدک رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لی اذا لقیته فاقرءه منی السلام وقد اخبرنی انکم الائمة الهداة من اهل بیته من بعده احلم الناس صغاراً و اعلمهم کباراً وقال لا تعلموهم فانهم اعلم منکم قال الباقر ولقد اوتیت الحکم صبیاً ذلک بفضل الله و رحمته علینا اهل البیت (ترجمہ) جابر جعفی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جابر بن عبد اللہ انصاری امام زین العابدین علی بن حسین علیہما السلام کی خدمت مین حاضر ہوئے کہ یکایک امام محمد باقر علیہ السلام مکان کے اندر سے برآمد ہوئے آپکو دیکھکر جابر نے کہا۔ اے میرے آقا آپ کے جد بزرگوار رسولخدا نے مجھ سے فرمایا ہے کہ جب میں آپ سے ملوں تو آپکو آنحضرت کا سلام پہونچا دوں۔ نیز آنحضرت نے مجھکو خبر دی ہے کہ آپ حضرات اہلبیت جو آنحضرت کے بعد ائمہ ہدیٰ ہین کمسنی مین سب لوگوں سے زیادہ حلیم (بردبار) اور بڑے ہونے پر سب سے زیادہ عالم ہیں اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ تم انکو مت پڑھاؤ کیونکہ وہ تم سے بہتر جاننے والے ہین امام محمد باقر نے یہ سنکر فرمایا کہ مجھکو بلاشبہہ بچپن ہی مین حکم عنایت کیا گیا ہے یہ ہم اہلبیت پر خداوند عالم کا فضل اور اسکی رحمت ہے۔ اسوقت تک حضرت جابر کی بصارت قائم تھی۔

ع جابر جعفی صحابی کی توثیق (معارف ابن قتیبہ) میں ہے اسماء الغالیۃ من الرافضۃ ابو الطفیل صاحب الرایۃ المختار وکان آخر من رأی رسول الله صلی الله علیه وسلم موتاً والمختار و ابو عبد الله الجدلی وزرارہ بن اعین و جابر الجعفی (انساب سمعانی) مین ہے الجعفی بضم الجیم وسکون العین المهملة و فی آخرها الفاء هذه النسبة الی القبیلة وهی جعفی بن سعد العشیرة وهی من مذحج وکان وفد جعفة فی الایام التی توفی فیها النبی صلی الله علیه وسلم وقد نسب جماعة الی ولائهم —

وحذیفۃ بن اسید ھذا حدیث حسن	اور حذیفہ بن اسید سے یہ حدیث حسن غریب ہے اس وجہ سے
غریب من ھذا الوجہ وزید بن الحسن وقد	اور زید بن حسن نے سعید بن سلیمان اور کئی ایک اہل
روی عنہ سعید بن سلیمان وغیر واحد	علم سے روایت کی ہے۔
من اھل العلم

اس حدیث میں زید بن حسن انماطی واقع ہیں جنسے نصر بن علی جہضمی نے حدیث ثقلین غدیر خم کی حذیفہ بن اسید اور ابوالطفیل و صحابہ سے روایت کی ہے جو آگے گی اور ایک حدیث صفحہ ۱۹۳ تا ۱۹۵ مین نقل ہے یعنی نصر بن علی جہضمی سے بخاری اور ترمذی اور مسلم اور ابوداؤد ابن ماجہ اور نسائی اور ابو حاتم روایت کرتے ہیں جنھون نے بھی کسی خطبہ کا دن نہین بتایا اور دوسری حدیث ثقلین مخرجہ ترمذی جسکو رسولخدا نے یوم عرفہ کے بعد حجۃ الوداع مین فرمایا ہے جو ابو سعید خدری اور زید بن ارقم وغیرہ صحابیون سے مروی ہے دیکھو صفحہ ۲۲۶ اسمین بھی کوئی پتہ نہین ہے۔

البتہ ابواب تفسیر القرآن مین جب ہم سورہ مائدہ کی تفسیر مین پہونچے تو پہلی روایت حضرت عمر کی ملی جو اس طور سے منقول ہے۔

من سورۃ المائدۃ حدثنا ابن ابی عمرنا سفیان	یعنی تفسیر سورۂ مائدہ سے کہا ترمذی نے حدیث کی ہمسے
عن مسعر وغیرہ عن قیس بن مسلم عن طارق	ابن ابی عمر نے کہا حدیث کی ہمسے سفیان نے مسعر وغیرہ سے اُنھے
بن شہاب قال قال رجل من الیھود لعمر بن	قیس بن مسلم سے اس نے طارق بن شہاب سے کہ ایک یہودی نے
الخطاب یا امیر المومنین لو علینا انزلت ھذہ	عمر بن الخطاب سے کہا کہ اے امیر المومنین اگر یہ آیت الیوم اکملت
الآیۃ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم	لکم دینکم ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو یوم عید بنا لیتے پس
نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا لاتخذنا	فرمایا عمر بن خطاب نے مین جانتا ہون جس دن یہ آیت
ذلک الیوم عیدا فقال عمر انی لاعلم ای یوم	نازل ہوئی ہے۔ یوم عرفہ جمعہ کے دن مین یہ
نزلت ھذہ الآیۃ انزلت یوم عرفۃ فی یوم	حدیث حسن صحیح ہے۔
الجمعۃ ھذا حدیث حسن صحیح

حدیث مذکورہ جسکو ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے جسکی حقیقت اور قدح نمبر(۹) بخاری کے صفحہ ۱۷۳ اور صحیح مسلم کے صفحہ ۲۱۵ مین گذر چکی جسکے رواۃ حدیث میں مسعر اور قیس بن مسلم مرجیہ (خوارج) سے ثابت ہوچکے ہیں۔ جسکے بارے میں ترمذی نے اپنے صحیح باب فرقہ قدریہ مین یہ روایت وارد کی ہے۔

عن عکرمۃ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صنفان من امتی لیس لھما فی الاسلام نصیب المرجیۃ والقدریۃ وفی الباب عن عمر وابن عمر ورافع بن خدیج ھذا حدیث حسن غریب (ترجمہ) عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ میری اُمت مین دو گروہ ہین کہ اونکے واسطے کچھ حصہ اسلام مین نہین ہے ایک مرجیہ دوسرے قدریہ اس باب میں عمر و ابن عمر و رافع بن خدیج سے مروی ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تنبیہ یہ حسن غریب صحیح وغیرہ جو کچھ ترمذی نے لکھا ہے وہ اپنے نقطہ نظر سے لکھا اُسپر بھی کسی نسخہ مین کچھ کسی مین کچھ چنانچہ یہی حدیث مشکوۃ مین ترمذی کے حوالہ سے غریب لکھی ہے جیسے انا دار الحکمۃ وعلی بابھا ترمذی کے کسی نسخہ مین حسن غریب اور کسی مین غریب ریاض النضرہ میں یہی حدیث حسن غریب ہے

پس ایسی حدیث جسکے رواۃ حدیث میں دو دو خوارج مرجیہ ہوں جسکے بارے میں رسولخدا کی حدیث مذکورہ شاہد ہو وہ حسن صحیح لکھی جائے اور حضرت جابر جنکا شمار احسن الصحابہ میں ہو اور آل محمد امام محمد باقر علیہ السلام سے جس حدیث ثقلین عرفہ کو بیان فرمائیں اور جسکی تصدیق دیگر احادیث حجۃ الوداع صہ ۲۲۶ اور یوم غدیر وغیرہ متعدد طرق اور کثیر صحابہ سے ہو وہ حسن غریب لکھی جائے۔ العجب

علاوہ اس امر کے کہ حدیث مذکورہ کے رواۃ میں مرجیا ہیں یہ حدیث اخبار احاد سے ہے اور یہ کہ ۹ ذیحجہ عرفہ جمعہ کے مراجعت سے ۲۵ ذیقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع میں کہ پانچ راتیں ذیقعدہ کی باقی تھیں جمعہ آتا ہے جبکہ انس کی صحیح روایت سے جمعہ نہیں تھا پس یوم جمعہ عرفہ باطل ہوگیا۔ نیز یہی جمعہ آگے بارہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ میں پہونچتا ہے جسکی تاریخ وفات النبی یوم دوشنبہ کی ابن عمر سے مروی ہے دیکھو صہ ۱۱۹-۱۲۰ اسلئے بھی عرفہ جمعہ باطل اور یہ کہ ترمذی کے شیوخ حدیث محمد بن عبداللہ (ابن اخی الزہری) زہری اور عروہ اور عائشہ سے وفات النبی بارہ ربیع الاول دوشنبہ کی روایت ہے۔ دیکھو صہ ۹۸ و ۱۴۵ اور ترمذی نے اپنے صحیح میں ابن جریج کے واسطہ زہری اور عروہ اور حضرت عائشہ اور ابن اخی الزہری کے واسطے زہری اور عروہ اور حضرت عائشہ کی سند سے ۶۳ سال پر وفات النبی ہونا روایت کی ہے۔ دیکھو صہ ۹۸ و ۲۰۷ جس سے بارہ ربیع الاول کو ۶۳ سال ہوتے ہیں اور بارہ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ سے مراجعت کر کے ۹ ذیحجہ عرفہ کو ۱۳ ہفتہ (۹۱ دنوں) میں وہی دوشنبہ آتا ہے جس سے بھی یوم عرفہ جمعہ باطل ہے۔ ۹ ذیحجہ عرفہ جمعہ سے ۱۲ ربیع الاول پر جمعہ آتا ہے دیکھو نقشہ جنتری حرف (الف) کثیر الوقوع مرتبہ شبلی نعمانی صہ ۲۰ کا پہلا خانہ اور ابن جریج شیوخ حدیث ترمذی نے آیہ اکمال دین کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ کے آخر عمر کی مدت ۸۱ یوم کی روایت کی ہے اور عرفہ جمعہ ۹ ذیحجہ سے ۱۲ ربیع الاول جمعہ تک اکانوے ۹۱ دن ہوتے ہیں اس سے بھی عرفہ کا جمعہ باطل اور یہ کہ ۹ ذیحجہ عرفہ سے دوسری ربیع الاول تک ۸۱ دن ہوتے ہیں اور بارہ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے پلٹنے سے دوسری ربیع الاول کو (جمعہ) آتا ہے پس عرفہ والا جمعہ کذب اور دروغ۔ علاوہ وجوہ مذکورہ کے یوم جمعہ کا اکاسیواں دن (سہ شنبہ) ہوتا ہے اور بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں سفیان یوم عرفہ جمعہ میں شک کرتا ہے اور صحیح مسلم میں اوسی قیس بن مسلم نے لفظ لیلۃ جمع سے اور ابن جریر طبری نے لیلۃ الجمعہ سے روایت کی ہے جس سے یوم عرفہ کو پنجشنبہ آتا ہے پس یوم جمعہ عرفہ کے دن کا صحیح نہ رہا اور یہی پنجشنبہ بارہ ربیع الاول کو منتہی ہوتا ہے جسمیں دوشنبہ آنا چاہئے جسکا لانا ناممکن ہے اس نہج سے بھی عرفہ کا پنجشنبہ یا جمعہ باطل ہوگیا اور عرفہ کے نزول آیہ اکمال دین کی یہ روایت تفسیر حافظ ابن کثیر ج۔ ثالث صہ ۲۸۰ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۱ھ کی بھی قدح کرتی ہے۔

قال ابن جریر حدثنا سفیان ابن وکیع	کہا ابن جریر نے حدیث کی ہم سے سفیان ابن وکیع نے کہا
حدثنا ابن فضیل عن ہارون بن عنترہ	حدیث کی ہم سے ابن فضیل نے ہارون بن عنترہ سے
عن ابیہ قال لما نزلت الیوم اکملت	اس نے اپنے باپ عنترہ سے جبکہ نازل ہوا آیۂ الیوم
لکم دینکم وذلک یوم الحج الاکبر	اکملت لکم دینکم اور وہ دن حج اکبر کا تھا تو عمر نے
بکی عمر فقال لہ النبی صلعم ما یبکیک قال	گریہ کیا۔ رسول اللہ نے پوچھا کہ کیوں روئے کہا کہ ہم
ابکانی انا کنا فی زیادۃ من دیننا فاما	دین کی زیادتی میں تھے۔ مگر جب کامل ہوگیا تو کوئی چیز کامل
اذ اکمل فانہ لم یکمل شئ الا نقص قال	نہیں ہوتی مگر اس کے بعد نقصان شروع ہو جاتا
صدقت	ہے فرمایا کہ سچ کہا تم نے۔

حدیث مذکورہ میں آیہ موصوفہ کا نزول حج اکبر کے دن یعنی ۱۰ ذیحجہ یوم النحر کو کہا گیا ہے جس نے عرفہ کے دن آیہ موصوفہ کے نزول کو غلط کر دیا اور حج اکبر اور یوم النحر کے ثبوت کی یہ حدیث صحیح ترمذی سے نقل ہے۔

قال الترمذی حدثنا عبد الوارث بن عبد الصمد بن عبد الوارث نا ابی عن ابیہ عن محمد بن اسحاق عن ابی اسحاق عن الحارث عن علی قال سئلت رسول اللہ صلعم عن یوم الحج الاکبر فقال یوم النحر

کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے عبد الوارث بن عبد الصمد بن عبد الوارث نے کہا حدیث کی ہم سے میرے باپ نے اپنے باپ سے اُس نے محمد بن اسحاق سے اوسنے ابی اسحاق سے اُسنے حارث سے اُسنے حضرت علیؑ سے وہ فرماتے ہین کہ مین نے رسولخدا سے پوچھا کہ حج اکبر کون سا دن ہے فرمایا قربانی کا دن

اور صحیح نسائی مجلد ثانی کتاب الحج مین ۹ ذیحجہ سے لیکر ۱۳ ذیحجہ تک ایام عید ہین جسکی یہ حدیث ہے۔

عن عقبۃ بن عامر ان رسول اللہ صلعم قال ان یوم عرفۃ و یوم النحر و ایام التشریق عیدنا اھل الاسلام

عقبہ بن عامر نے رسول اللہ سے روایت کی ہے کہ یوم عرفہ اور قربانی کا دن اور ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ یہ خمس ایام عید اہالی اسلام ہے۔

پس تخصیص یوم عرفہ لفظ الیوم سے غلط و دروغ ہے۔ اصل مین یوم النحر یعنی حج اکبر کا دن جسکو عید الضحیٰ کہتے ہیں یوم عید ہے اسی ۱۰ ذیحجہ مین نماز عید کل اسلامی دنیا مین ہوتی ہے اسی تاریخ مین جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے لئے خاص فضیلت حاصل ہوئی ہے۔ جسکو وسیلۃ النجاہ مولوی محمد مبین کے صفحہ ۱۰ سے لکھا جاتا ہے۔

"وازانجملہ آنست چون حضرت حجۃ الوداع فرمودند حضرت علی مرتضیٰ در یمن بود وازانجا ارادہ حج نمود و پیش آنحضرت رسید و احرام باین مضمون منعقد ساخت کہ اھللت بما اھل بہ رسول اللہ صلعم و باھدی کثیر بمکہ قدوم نمود و جناب نبوی او را باخود در ھدی شریک ساختند (ترجمہ) اور فضائل مرتضوی سے ہے کہ جب جناب رسالتمآب نے حجۃ الوداع کیا حضرت ولایت مآب یمن میں تھے وہان سے ارادہ حج کا کیا اور آنحضرت کے پاس پہنچے اور احرام اس مضمون کے ساتھ باندھا کہ احرام باندھا مین نے ساتھ اوس چیز کے کہ احرام باندھا اُسکے ساتھ رسول اللہ نے اور بہت سے جانور زندہ بہ نیت قربانی ہمراہ لیکر مکہ مین داخل ہوئے اور نبی صلعم نے قربانی مین اپنے ساتھ شریک کیا۔

اخرج مسلم عن عبد اللہ بن الحارث الکندی قال شھدت رسول اللہ فی حجۃ الوداع و اتی المنحر فقال ادعوا لی اباحسن فدعی لہ علی فقال لہ خذ باسفل الحربۃ واخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ باعلاھا طعنا بھا البدن فلما فرغ رکب بغلتہ واردف علیا ھذا فی ازالۃ الخفا۔

اخراج کیا مسلم نے عبد اللہ بن حارث کندی سے کہا اُس نے دیکھا میں نے رسول اللہ کو حجۃ الوداع میں تشریف لائے قربانی کرنیکی جگہ اور فرمایا ابو الحسن کو بلاؤ پس بلایا حضرت علی کو فرمایا حضور نے اُن سے کہ تم ہتھیار کے نیچے پکڑو اور خود اُسکے اوپر سے پکڑا اور دونوں نے زخم پہونچایا اونٹ کو اس حربہ سے جب فراغت کی یعنی قربانی سے سوار ہوئے نبی کریم اپنے خچر پر اور اپنے پیچھے سوار کر لیا علی مرتضیٰ کو یہ ہے ازالۃ الخفا مین

پس اُس یوم الحج الاکبر کی تصدیق یوم النحر یعنی قربانی کے دن کی جناب علی علیہ السلام کی روایت مخرجہ ترمذی سے صحیح ہو گئی اسی

۱۰ ذیحجہ مین جناب موصوف نے سورۂ برأت کی تبلیغ اس آیۂ کریمہ سورۂ برأت کے مطابق فرمائی ہے

قولہ تعالیٰ ۔ واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریٔ من المشرکین ورسولہ یعنی خدا اور اسکے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن (تم) لوگون کو منادی کیجاتی ہے کہ خدا اور اسکا رسول مشرکون سے بیزار اور الگ ہے ۔

اسی حج اکبر یعنی قربانی کے دن جناب امیر علیہ السلام کا تبلیغ فرمانا موضح القران شاہ عبد القادر محدث دہلوی صفحہ ۱۷۳ مطبوعہ کانپور ۱۳۱۲ھ سے ہوتی ہے ۔ فائدہ روایت مین ہے کہ جسوقت یہ سورۃ نازل ہوئی آنحضرت نے چالیس آیتین اول اس سورہ کی حضرت ابو بکر کو دین اور امیر حاجیون کا کیا اور فرمایا کہ اوپر اہل موسم کے پڑھے بعد چند روز کے حضرت علی کو اوپر اونٹنی عضبا کے سوار کرکے پیچھے سے بھیجا اور فرمایا کہ آیتون کو ابو بکر سے لیکر اوپر اہل موسم کے پڑھے صحابون نے سبب پوچھا فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تھے اور کہا اس پیغام کو تو ادا کر یا جو کوئی تجھسے ہووے حضرت علی نے قربانی کے دن نزدیک جمرۂ عقبہ کے آیتون کو اوپر اہل موسم کے پڑھا ۔ عبارت مذکورہ مین لفظ بعد چند روز" کے صحیح نہین ہے ۔ دیکھو حدیث صحیح ترمذی (صفحہ ۴۴) اسی اسناد کی دوسری حدیث مخرجہ امام احمد دیکھو عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری للعلامہ عینی حنفی ج ۔ ۸ صفحہ ۲۳۷ قصہ سورۂ برأت ۔

قال الامام احمد حدثنا عفان حدثنا حماد	کہا امام احمد نے کہ حدیث کی ہم سے عفان نے کہا حدیث
عن سماک عن انس بن مالک عن	کی ہم سے حماد نے سماک سے اس نے انس بن مالک سے سُنے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	رسول مقبول سے روایت کی ہے بھیجا ساتھ (سورہ) براۃ
بعث براۃ مع ابوبکر فلما بلغ ذالحلیفۃ	ابو بکر کو پس جبکہ پہونچے ذوالحلیفہ مین فرمایا حضرت نے
قال لا یبلغھا الا انا او رجل من اھل بیتی	نہین تبلیغ کریگا مگر مین خود ہی یا کوئی مرد میرے اہلبیت
فبعث بھا مع علی ورواہ الترمذی	سے پس بھیجا اوس براۃ کو ہمراہ علی کے اور روایت کی ترمذی نے

"فارسی ترجمہ فتح الرحمن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مین ہے مترجم گوید سال نہم حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم علی مرتضیٰ را در موسم حج فرستاد تا عہود مشرکان را بر انداز د الا چہار ماہ ایشان را فرصت داد تا در امر خود تامل کنند × × × و اوائل سورہ براۃ بر ایشان خواند اور تفسیر حسینی مین ہے "

" در روز نحر علی رضی اللہ عنہ نزدیک جمرہ عقبہ آیتہا را بر اہل موسم خواند ۔ یعنی قربانی کے دن (۱۰ ذیحجہ) کو علی مرتضیٰ نے جمرہ عقبہ کے قریب آیتون کو اوپر اہل موسم کے پڑھا ۔

اور دوسری جگہ اسی تفسیر حسینی مین ہے قولہ تعالیٰ اربعۃ اشھر چہار ماہ از روز عید نحر کہ روز تبلیغ است تا دہم ربیع الاول یعنی چار مہینے ۱۰ ذیحجہ یوم نحر تبلیغ کے دن سے ۱۰ ربیع الاول تک مہلت دیگئی "

غرضیکہ یوم الحج الاکبر سے مراد روز عید قربان ہے دراصل یہی عید کا دن ہے جو تمام اسلامی دنیا مین منائی جاتی ہے چونکہ آیۂ اکمال دین کا نزول بعد عصر کے پنجشنبہ کے دن ہوا ہے جسکو عشیۂ جمعہ کہتے ہین اور جسکی اکاسوین شب شب دوشنبہ اور اکاسوان روز یوم دوشنبہ اور یوم جمعہ کا دوسرا وقت عشیۂ شنبہ جسکی اکاسوین رات شب سہ شنبہ اور اکاسوان دن یوم سہ شنبہ پس ترمذی کی مخرجہ حدیث یوم جمعہ والی قطعاً باطل ہوگئی ۔

چونکہ ترمذی نے سورۂ مائدہ کی آیتون سے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا ذکر کیا ہے لہذا سورہ مائدہ کے نزول کی تفسیر ابواب تفسیر القران

صحیح ترمذی سے بیان کیا جاتا ہے جسکو ترمذی نے اس باب کے خاتمہ پر بیان کیا ہے۔ حالانکہ اسکو ابتدا مین لکھنا چاہئیے تھا اور یہ حدیث صحیح شرط شیخین کے مطابق ہے جسکو حسن غریب لکھا ہے۔ نیز سورۂ مائدہ کے بعد سورہ فتح کو بھی شامل کیا ہے جسکا نزول واقعہ حدیبیہ مین ہوا۔

قال الترمذی حدثنا قتیبة نا عبد الله	کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے قتیبہ نے عبداللہ بن وہب
بن وهب عن حيى عن ابی عبد الرحمن	سے اُس نے حیی سے اُس نے ابی عبدالرحمن حبلی سے اُس
الحبلی عن عبد الله بن عمرو قال آخر سورة	نے عبداللہ بن عمرو سے کہا اُس نے سب سے پچھلی سورت جو نازل
انزلت سورة المائدة والفتح هذا حديث	ہوئی وہ سورہ مائدہ اور فتح ہے یہ حدیث حسن غریب ہے
حسن غريب وقد روى عن ابن عباس	اور ابن عباس سے مروی ہے کہ پچھلی سورت جو نازل
قال آخر سورة انزلت اذا جاء نصر الله والفتح	ہوئی وہ اذا جاء نصر اللہ والفتح ہے۔

حدیث مذکورہ کو امام احمد بن حنبل نے رواۃ مذکورہ کے ساتھ عبداللہ بن عمرو سے صرف سورہ مائدہ کا نزول ناقہ پر بحالت سفر وارد کیا ہے دیکھو صفحہ ۱۵۸ حدیث نمبر اول۔ جب ہم نے ابواب تفسیر القرآن مین سورہ فتح کی تفسیر دیکھی تو اسکا نزول سفر حدیبیہ مین ہونا ترمذی نے لکھا ہے۔

الفاروق شبلی۔ ج۔ اول واقعہ حدیبیہ ۶ھ مین ہے۔ غرض معاہدہ صلح لکھا گیا اور اسپر بڑے بڑے اکابر صحابہ کے جنمین حضرت عمر بھی داخل تھے دستخط ثبت ہوئے۔ معاہدہ کے بعد حضرت نے مدینہ منورہ کا قصد کیا۔ راہ مین سورہ فتح نازل ہوئی۔ آنحضرت نے عمر کو بلاکر فرمایا کہ مجھپر آج ایسی صورت نازل ہوئی ہے کہ مجھکو تمام دنیا کی چیزون سے محبوب ہے یہ کہکر آپ نے یہ آیتین پڑھین" انا فتحنا لک فتحا مبینا" اور سیرۃ النبی شبلی۔ ج۔ ثانی صہ۱۱۱ بذکر سورۂ اذا جاء نصر اللہ والفتح کے ہے" واحدی نے اسباب النزول مین لکھا ہے کہ یہ سورت آنحضرت کے وفات سے دو سال پہلے اتری۔ لیکن ابن القیم نے زاد المعاد مین لکھا ہے ۱۰ھ مین عین تشریق مین اُتری یہ دوسری روایت اصل مین بیہقی کی ہے اور ابن حجر اور زرقانی نے تصریح کی ہے کہ اسکی سند ضعیف ہے اس لئے واحدی کی روایت صحیح ہے۔"

صحیح ترمذی کی مخرجہ روایت مین تنقید کا پہلا لفظ (حسن) ہے جو سورۂ مائدہ کے لئے اور دوسرا لفظ (غریب) ہے وہ سورۂ فتح کیلئے جسکا نزول چار سال پہلے ہوا پس سورۂ مائدہ کا آخر عمر مین نازل ہونا محقق ہوا۔

چنانچہ مستدرک حاکم مجلد ثانی تفسیر سورہ مائدہ مین عبداللہ بن وہب کے واسطہ سے جن سے ترمذی نے حدیث مذکورہ اخراج کی ہے جنکے رواۃ وہی ہین جو ترمذی کے حدیث مین ہین اور جسکی مؤید دوسری روایت عبداللہ بن وہب کی مخرجہ حضرت عائشہ کے سند کی بھی لکھی جاتی ہے۔ یہ دونون حدیثین شرط شیخین (بخاری و مسلم) کے مطابق ہین۔

حدثنا ابو العباس محمد بن يعقوب	حدیث کی ہم سے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے کہا
حدثنا بحر بن نصر قال قرئ على عبد الله	حدیث کی ہم سے بحر بن نصر نے کہا کہ قراۃ کی میرے سامنے عبداللہ
بن وهب اخبرني حيى بن عبد الله	بن وہب کے خبر دی مجکو حیی بن عبداللہ نے کہا سنا مین نے
قال سمعت ابا عبد الرحمن الحبلی يحدث	ابو عبدالرحمن حبلی سے کہ وہ حدیث بیان کرتے تھے

عن عبد الله[۵] بن عمرو ان آخر سورة نزلت سورة المائدة هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

حدثنا ابو العباس محمد بن يعقوب ثنا بحر بن نصر الخولاني قال قرأ على عبد الله بن وهب اخبرني معاوية بن صالح عن ابي الزاهرية عن جبير بن نفير قال حججت فدخلت على عائشة فقالت لي يا جبير تقرء المائدة فقلت نعم فقال اما انها آخر سورة نزلت فما وجدتم فيها من حلال فاستحلوه وما وجدتم من حرام فحرموه هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

عبد اللہ بن عمرو سے نقل کرکے کہ آخر سورہ جو نازل ہوا وہ سورہ مائدہ ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے بنا بر شرط شیخین کے مگر ان دونوں نے اس حدیث کو نہیں نکالا۔ حدیث کی ہم سے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہا حدیث کی ہم سے بحر بن نصر خولانی نے اُسنے کہا کہ قراءۃ کی میرے سامنے عبد اللہ بن وہب نے کہا خبر دی مجھکو معاویہ بن صالح نے ابو الزاہریہ سے انھون نے جبیر بن نفیر سے انھون نے کہا کہ گیا مین حضرت عائشہ کے پاس جبکہ حج کے لیے گیا تھا تو اُنھون نے کہا کہ اے جبیر تم سورہ مائدہ پڑھتے ہو مین نے کہا کہ ہان کہا انھین عائشہ نے کہ آگاہ ہو کہ وہ آخری سورہ ہے جو نازل ہوا جو اسمین حلال پاؤ اسکو حلال سمجھو اور جو اُسمین حرام پاؤ اسکو حرام جانو یہ حدیث صحیح ہے بنا بر شرط شیخین کے مگر ان دونون نے اخراج نہین کیا۔

امام احمد اور عبد بن حمید ہر دو شیوخ حدیث ترمذی ہین جنھون نے بوے سورہ مائدہ کے نزول کی روایت کی ہے۔ دیکھو حدیث نمبر دوم صفحہ ۱۵۸ اور عبد بن حمید کی روایت دیکھو صفحہ ۲۲ کتاب ہذا اور تفسیر در منثور کے صفحہ ۲۵۲ سے یہ حدیث آخر عمر کی لکھی جاتی ہے۔

واخرج ابو عبيد عن محمد[۶] بن كعب القرظي

ابو عبید نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی ہے کہ

---

[۵] توثیق (عبد اللہ بن عمرو) کشف الظنون مین ہے عبد اللہ بن عمرو بن العاص المتوفی سنة ثلاث وستين وهو احد العبادلة الذين استقر عليهم امر العلم في آخر العهد لصحابہ۔ ۱۲

[۶] توثیق (محمد بن کعب قرظی) جسکے سند سے ابن سعد نے اپنے طبقات مین اور بخاری نے اپنی تاریخ صغیر مین اور جامع ترمذی نے اپنے صحیح میں حدیثین اخراج کی ہین چنانچہ طبقات جزء دوم قسم دوم صفحہ ۱۱۳ مطبوعہ لیدن سنہ ۱۳۲۳ھ مین ہے قال ابن سعد اخبرنا احمد بن محمد الازرقي نا مسلم بن خالد عن عبد الرحيم بن عمر عن محمد بن كعب القرظي قال جمع القرآن في زمان رسول الله صلعم خمسة من الانصار معاذ بن جبل وعبادة بن الصامت وابي بن كعب وابو ايوب وابو الدرداء ايضاً قال ابن سعد اخبرنا ابو بكر بن عبد الله بن اويس حدثني سليمان بن بلال عن سعد بن اسحق بن كعب بن عجرة عن محمد بن كعب القرظي جمع القرآن في زمان النبي صلعم خمسة من الانصار معاذ بن جبل وعبادة بن صامت وابي بن كعب وابو ايوب وابو الدرداء ايضاً۔ تاریخ صغیر بخاری جلد اول صفحہ ۲۲ مطبوعہ الہ آباد سنہ ۱۳۲۵ھ مین ہے۔ حدثنا اسمعيل حدثني اخي عن سليمان عن سعد بن اسحاق بن كعب بن عجرة عن محمد بن كعب القرظي جمع القرآن في زمن النبي صلعم خمسة من الانصار معاذ بن جبل وعبادة بن الصامت وابي بن كعب وابو ايوب وابو الدرداء ترمذی نے اپنے صحیح مین (محمد بن بشار اور قتیبہ بن سعید کہ ہر دو شیوخ بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن جریر طبری ہین۔) بکثرت حدیثین اخراج کی ہین چنانچہ جامع صحیح ترمذی ج ثانی مین یہ حدیث ہے حدثنا محمد بن بشار (بندار) نا ابو بكر الحنفي ثنا الضحاك بن عثمان عن ايوب بن موسى قال سمعت محمد بن كعب القرظي يقول سمعت عبد الله بن مسعود يقول قال رسول الله صلعم من قرا حرفا من كتاب الله تعالى فله حسنة بعشر امثالها لا اقول الم حرف ولكن الف حرف ولام حرف وميم حرف هذا حديث حسن صحيح غريب من هذا الوجه سمعت قتيبة بن سعيد يقول بلغني ان محمد بن كعب القرظي ولد في حياة النبي (حاصل ترجمہ)

کہا ترمذی نے حدیث کی ہم سے محمد بن بشار بندار نے کہا حدیث کی ہم سے ابو بکر حنفی نے کہا حدیث کی ہم سے ضحاک بن عثمان نے ایوب بن موسیٰ سے کہا اُنھون نے کہ سُنا مین نے محمد بن کعب قرظی سے کہتا تھا کہ سنا مین نے عبد اللہ بن مسعود سے کہتا تھا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی ایک حرف کتاب اللہ پڑھیگا تو اُسکے بدلے دس نیکیا ہین اور نیکی اُس کی دس حصون کے برابر ہے مین نہین کہتا کہ الم ایک حرف ہے لیکن الف حرف ہے لام حرف ہے میم حرف ہے یہ حدیث اس وجہ سے حسن صحیح غریب ہے، سُنا مین نے قتیبہ بن سعید سے کہ کہتا مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ محمد بن کعب قرظی رسول اللہ کے حیات مین پیدا ہوا۔

قال نزلت سورة المائدة علی رسول اللہ	سورہ مائدہ رسول اللہ پر حجۃ الوداع میں درمیان مکہ و
صلعم فی حجۃ الوداع فیما بین مکۃ والمدینۃ	مدینہ کے نازل ہوا اور وہ حضرت ناقہ پر تھے
وھو علی ناقتہ فانصدعت کتفھا فنزل	پس ناقہ کے کندھے درد کرنے لگے تو رسول اللہ
عنھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم	صلوات اللہ علیہ اتر پڑے ۔

اس حدیث سے سورہ مائدہ کا نزول حجۃ الوداع میں مابین مکہ و مدینہ کے جبکہ یوم غدیر ۱۸ ذیحجہ کہتے ہیں واقع ہوا جس کا ایک ایک جزو آیہ تبلیغ ہے جہاں یہ آیت تبلیغ کی اتری دریں سورہ مائدہ کا نزول ثابت ہے جسکے ثبوت میں یہ حدیث اسباب النزول امام واحدی صفحہ ۱۵۰ مطبوعہ مصر ۱۳۱۵ھ سے لکھی جاتی ہے ۔

اخبرنا ابو سعید محمد بن علی الصفار قال	خبر دی ہم کو ابو سعید محمد بن علی صفار نے کہا خبر دی
اخبرنا الحسن ابن احمد المخلدی قال اخبرنا	ہم کو حسن بن احمد مخلدی نے کہا خبر دی ہمکو محمد بن
محمد بن حمدون بن خالد قال حدثنا محمد	حمدون بن خالد نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن
ابن ابراھیم الخلوتی قال حدثنا الحسن بن	ابراہیم خلوتی نے ۔ کہا حدیث بیان کی ہم سے حسن
حماد سجادۃ قال حدثنا علی بن عابس	بن حماد سجادہ نے کہا حدیث بیان کی ہم سے علی بن
عن الاعمش و ابی حجاف عن عطیۃ عن	عابس نے اعمش اور ابی حجاف سے اُس نے عطیہ
ابی سعید الخدری قال نزلت ھذہ الآیۃ	سے اُسنے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ آیہ
یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک	یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک روز غدیر خُم
یوم غدیر خم فی علی بن ابیطالب ۔	علیؑ ابن ابیطالب کے بارے میں نازل ہوا

آیہ تبلیغ جسکو دو تابعی نے دو صحابی رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ سے یوم غدیر خم ۱۸ ذیحجہ میں اور جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہونے کی روایت کی ہے قولہ تعالےٰ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس (حاصل ترجمہ)

(اے رسول جو حکم تمھارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے پہونچا دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو سمجھ لو کہ تم نے اُسکا کوئی پیغام ہی نہیں پہونچایا اور تم ڈرو نہیں) خدا تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھیگا ۔)

اسی آیت کے بعد تبلیغ کے خاتمہ پر آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوا اور حضرت صلعم اکیاسی ۸۱ یوم زندہ رہکر وفات پائی ۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے فارسی ترجمہ قران موسومہ فتح الرحمن میں آیہ اکمال دین کے نزول میں تحریر فرماتے ہیں :۔

وایں آیت آخر آیات قرآن است بعد ازیں	یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم آخر آیات قرآن سے ہے
ہیچ آیت نازل نہ شد	جسکے بعد کوئی آیت نہیں اُتری ۔

اور مرزا محمد بن معتمد خان اپنے مفتاح النجا میں تحریر کرتے ہیں :۔

اخرج عبدالرزاق الرسعنی عن ابن عباس قال لما نزلت هذه الآیة یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک اخذ النبی صلی الله علیه وسلم بید علی فقال من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه واخرج ابن مردویه عن ابی سعید الخدری مثله وفی آخره فنزلت الیوم اکملت لکم دینکم الآیة فقال النبی الله اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمة ورضی الرب برسالتی والولایة علی بن ابیطالب

عبدالرزاق رسعنی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب نازل ہوئی یہ آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک پکڑا نبی صلوات اللہ علیہ نے ہاتھ علی کا اور فرمایا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ اور مثل اسکے ابن مردویہ نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے اور اسکے آخر میں یہ ہے پس نازل ہوا آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم پس فرمایا رسول خدا نے اللہ اکبر اوپر کامل کرنے دین اور تمام کرنے نعمت اور راضی ہونے رب کے ساتھ میری رسالت اور علی ابن ابیطالب کی ولایت کے۔

اور شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۵۲۸ مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور ۱۳۰۹ھ میں بذکر آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم کے لکھتے ہیں:۔

ثم مکث رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد نزولها احدی وثمانین یوما ثم قبضه الله تعالی الی رحمته ورضوانه مروی ذلک عن عبدالله بن عباس رضی الله عنه وغیره من المفسرین

پھر ٹھہرے رسول خدا اس آیت کے اترنے کے بعد اکیاسی دن۔ پھر قبض کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور رضامندی کی طرف عبداللہ بن عباس اور سوا اون کے مفسرون سے یہ روایت مروی ہے۔

تاریخ روضۃ الصفا ج ثانی صفحہ ۲۰ مطبوعہ بمبئی ۱۲۶۶ھ میں بذکر مدت خلافت ابوبکر کے ہے۔

قیل فی الغنیة وکانت خلافته مدت سنتین وثلاثة اشهر وعشر لیال

اور غنیہ (للشیخ عبدالقادر جیلانی) میں ہے کہ مدت خلافت (ابوبکر) دو سال تین مہینے دس راتیں ہیں۔

یہ مدت خلافت ابوبکر بارھوین شب ربیع الاول ۱۱ھ سے تا بائیسوین جمادی الثانی ۱۳ھ وفات ابوبکر تک پوری ہوتی ہے یعنی گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کو رحلت جناب رسالتمآب ہے یکم ربیع الاول جمعہ تک گیارہ دن ا صفر ۲۹ دن یکم صفر (پنجشنبہ) ۲۵ دن ا محرم ۳۰ کو چہارشنبہ ۲۹ و یکم محرم (سہ شنبہ) ۳۰ دن کامل ۲۹ (دیکھو ۸ و ۱۵ ذیحجہ) (دوشنبہ) ۱۶ ذیحجہ (سہ شنبہ) ۱۸ ذیحجہ (چہارشنبہ) ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) تک گیارہ دن یہ میزان اکیاسی دن کی ہوگئی اس میں ۹ دن عرفہ تک شامل کرلیے جائیں تو تین مہینے کی مدت ہوجاتی ہے اور عرفہ ۹ ذیحجہ کو (سہ شنبہ ہوتا ہے) شاہ عبدالقادر اپنے اردو ترجمہ موضح القرآن میں آیہ اکمال دین کے بارے میں لکھتے ہیں۔

فائدہ یہ جو فرمایا کہ آج پورا دین تمہارا دے چکا یہ آیت آخر کو اتری ہے کہ سب احکام اللہ کے نازل ہو چکے تھے اس کے بعد تین مہینے حضرت زندہ رہے (یہ ۹۰ دن بھی اسی گیارہ ربیع الاول پر ختم ہین) یہ مدت ابن عباس کی روایت کے معارض ہے۔ نیز شاہ عبدالقادر اور اُنکے پدر شاہ ولی اللہ کے پیر شیخ عبدالقادر جیلانی کی مخرجہ حدیث ابن عباس کے مخالف ہے پس ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ سے گیارہ ربیع الاول ۱۱ھ دوشنبہ تک اکیاسی ۸۱ یوم کی مطابقت صحیح ہے۔

نیز گیارہوین نامہ مصنفہ حسین پریس فتح پور مطبوعہ ۱۹۲۹ء مین ہے کہ جناب ملا نعیم اللہ بہرائچی معمولات مظہریہ کے حاشیہ پر لکھتے ہین کہ آپ (شیخ عبدالقادر) کی تاریخ (وفات) نوین ربیع الآخر ہے۔ چونکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فاتحہ شریف ہر مہینہ کی گیارہوین تاریخ کو کیا کرتے تھے۔ اسوجہ سے آپکا عُرس ہندوستان مین گیارہوین تاریخ مقرر و مشہور ہو گیا۔ اس مضمون سے بھی وفات النبی گیارہ ربیع الاول ہونا صحیح ہوتا ہے۔ دوسرے ایک روز قبل فاتحہ دینا کیسا ۱۸ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ کو آیۂ تبلیغ کے نازل ہونے پر رسولخدا نے سب سے پہلے جناب امیرالمومنین علی علیہ السلام کے سراقدس پر عمامہ باندھا ہے۔

چنانچہ مسند ابو داؤد الطیالسی[۱] المتوفی سنہ ۲۰۴ھ ج۔ اول۔ صـ ۲۳ مطبوعہ حیدرآباد دکن سنہ ۱۳۲۱ھ مین یہ حدیث ہے۔

حدثنا ابوداؤد قال۔ حدثنا الاشعث	حدیث کی ابوداؤد نے کہ حدیث بیان کی ہم سے اشعث بن سعید نے
بن سعید۔ حدثنا عبد اللہ بن بشر عن	وہ کہتا ہے کہ بیان کیا ہم سے عبداللہ بن بشر نے اور اُس نے روایت
ابی راشد الحبرانی عن علی قال عممنی رسول اللہ	کی ہے ابو راشد حبرانی سے اور اس نے حضرت علی سے کہ فرمایا اُن
صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم بعمامۃ	جناب نے میرے سر پر رسولخدا نے روز غدیر خم ایسا عمامہ باندھا
سدلہا خلفی ثم قال ان اللہ عزوجل امدنی	کہ جسکے گوشے میرے سر کے پیچھے لٹکا دیئے پھر فرمایا روز جنگ بدر و
یوم بدر وحنین بملائکۃ یعتمون ھذہ	حنین خدا نے جن ملائکہ سے میری مدد فرمائی تو وہ سب ایسے ہی عمامے
فقال ان العمامۃ حاجزۃ بین الکفر والایمان	باندھے تھے پھر فرمایا عمامہ ایک روک ہے درمیان کفر اور ایمان کے

اسی یوم غدیر خم مین رسولخدا نے ایک عظیم الشان خطبہ دیا ہے جسمین حدیث ثقلین اور حدیث ولایت کو شرح و بسط سے بیان فرمایا ہے لیکن شیخ ترمذی صاحب ایک مختصر فقرہ حدیث ولایت کا بیان کر کے خاموش ہو گئے اور مقام اور تاریخ اور دن کو چھپا گئے اور اپنی عادت کے مطابق صحیح و متواتر حدیث کو حسن غریب لکھ گئے۔ چنانچہ ابواب المناقب۔ ج ثانی مین ہے۔

حدثنا محمد بن بشار ثنا محمد بن جعفر	حدیث کی ہم سے محمد بن بشار نے کہا کہ حدیث کی ہم سے محمد بن
ثنا شعبۃ عن سلمۃ بن کہیل قال	جعفر نے شعبہ سے اُس نے سلمہ بن کہیل سے کہا اُس نے سُنا
سمعت ابا الطفیل یحدث ابی	مین نے ابو طفیل سے کہ حدیث کرتا تھا ابی سریحہ (حذیفہ بن
سریحۃ او زید بن ارقم شک شعبۃ	اسید) یا زید بن ارقم (شک شعبہ) نبی صلی اللہ علیہ و
عن النبی صلعم قال من کنت مولاہ	آلہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے جس کا مین مولا ہون اسکا

[۱] توضیح (ابو داؤد طیالسی) تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین ہے ابو داؤد الطیاسی ھو الحافظ الکبیر سلیمان بن داؤد بن الجارود الفارسی الاصل البصری سمع ابن عون وابن نابل والدستوای وشعبۃ وطبقتہم عنہ احمد والفلاس وبندار وابن الفرات وخلائق مات سنۃ اربع ومائتین۔

فعلی مولاہ حدیث حسن غریب وروی — علی مولا ہے۔ حدیث حسن غریب ہے اور روایت کیا
شعبۃ ھذا الحدیث عن میمون ابی — اس کو شعبہ نے میمون ابی عبداللہ سے اُس نے
عبد اللہ عن زید بن ارقم عن النبی — زید بن ارقم سے اُس نے نبی صلعم سے مثل اسکے اور
صلعم نحوہ و ابوسریحۃ ھو حذیفۃ بن — ابوسریحہ وہ حذیفہ بن اسید ہے جو صاحب
اسید صاحب النبی — النبی کا ہے۔

دوسری حدیث جسکا حوالہ ترمذی نے دیا ہے وہ مسند امام احمد سے صفحہ ۱۶۲ مین نقل ہے اور پہلی حدیث مذکورہ صفحہ ۱۹۳ تا ۱۹۵ نمبر (۹) بخاری مین ہے جسمین حدیث ثقلین اور حدیث ولایت ایک ساتھ مذکور ہے لیکن حکیم ابوعبداللہ محمد بن علی ترمذی المتوفی ۲۸۵ھ جو معاصر جامع صحیح ترمذی ہے اپنے نوادر الاصول مین صرف حدیث ثقلین کی روایت وارد کی ہے (منقول عبقات ثقلین ۔ ج۔ اول ص۱۳۵)

حدثنا نصر[۵] بن علی الجھضمی قال حدثنا — حدیث کی ہم سے نصر بن علی جہضمی نے کہا حدیث کی ہم سے
زید بن الحسن قال حدثنا معروف بن خربوذ — زید بن حسن نے کہا حدیث کی ہم سے معروف بن خربوذ کی
المکی عن ابی الطفیل[۶] عامر بن واثلۃ — نے ابی الطفیل عامر بن واثلہ سے انھوں نے حذیفہ
عن حذیفۃ بن اسید الغفاری قال — بن اسید سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسالتمآب
لما صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو خطبہ پڑھا اور
من حجۃ الوداع خطب فقال ایھا الناس — اس مین فرمایا کہ ایہا الناس مجھے خدائے لطیف و
انہ قد نبانی اللطیف الخبیر انہ لن یعمر — خبیر نے خبر دی ہے کہ کوئی نبی زندہ نہین رہا مگر
نبی الا مثل نصف عمر الذی یلیہ من — قریب بنصف عمر اُس نبی کے جو اس کے قبل تھا
قبل وانی اظن ان یوشک ان ادعی فاجیب — اور مجھے گمان یہ ہے کہ عنقریب مین داعی اجل
وانی فرطکم علی الحوض وانی سائلکم حین — کو لبیک کہونگا اور مین تم سے پہلے حوض (کوثر)
تردون علی عن الثقلین فانظروا کیف — پر جاکر تمہارا منتظر ہونگا۔ اور جب تم وہاں میرے
تخلفونی فیھما الثقل الاکبر کتاب اللہ — پاس آؤگے تو مین تم سے ثقلین کے بارے میں سوال کرونگا

---

[۵] توثیق (نصر بن علی) طبقات الحفاظ سیوطی مین ہے نصر بن علی بن نصر بن علی بن صہبان الجھضمی ابوعمر البصری الصغیر روی عن ابیہ وابن عیینۃ ویزید بن زریع وخلق وعنہ الائمۃ الستۃ وابوحاتم وخلق مات سنۃ خمسین ومائتین۔

[۶] توثیق (ابوالطفیل) اصابہ فی تمیز الصحابہ ابن حجر مین ہے۔ ابوالطفیل عامر بن واثلۃ بن عبد اللہ بن عمرو بن جحش ویقال جھیش بن جدی بن سعد بن لیث بن بکر بن عبد بن مناۃ بن علی بن کنانۃ الکنانی ثم اللیثی رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو شاب وحفظ عنہ احادیث قال ابن عدی لہ صحبۃ وروی ایضا عن ابی بکر وعمر وعلی ومعاذ وحذیفۃ وابن مسعود وابن عباس ونافع بن عبد الحارث وزید بن ارقم وعیرھم روی عنہ الزھری وابوالزبیر وقتادۃ وعبد العزیز بن رفیع وعکرمہ بن خالد وعمرو بن دینار ویزید بن حبیب ومعروف بن خربوذ وآخرون قال مسلم مات سنۃ مائۃ وھو آخر من مات من الصحابۃ وقال ابن البرقی مات سنۃ ۱۰۲ اثنتین ومائۃ وھو مشھور باسمہ وکنیتہ جمیعا وعن مبارک بن فضالۃ مات سنۃ سبع ومائۃ وقال وھب بن جریر بن حازم عن ابیہ کنت بمکۃ سنۃ عشر ومائۃ فرأیت جنازہ فسالت فقال لی ابوالطفیل وقال ابن السکن جاءت عنہ روایات ثابتۃ انہ رای النبی صلعم الخ

سبب طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم فاستمسکوا لا تضلوا ولا تبدلوا وعترتی اھل بیتی فانی قد نبانی اللطیف الخبیر انھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض

یہی حدیث حذیفہ بن اسید کی مثل صفحہ ۱۹۳ تا ۱۹۵ کے کتاب ینابیع المودۃ صفحہ ۳۷ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۲ھ مین بحوالہ جواہر العقدین مذکور ہے

کہ میرے بعد تم نے انکے ساتھ کیا برتاو کیا ثقل اکبر کتاب خدا ایک سبب ہے جسکا ایک کنارہ خدا کے ہاتھ مین ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھ مین ہے پس اس سے متمسک ہو گمراہ نہوگے اور اسکو تبدیل نکرو اور دوسرا ثقل میری عترت ہے جو کہ میرے اہلبیت ہین اور خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ان دونون مین جدائی نہ ہوگی یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونگے ۔

اور صاحب فصول المہمہ ابن صباغ مالکی صفحہ ۲۴ مطبوعہ طہران ۱۳۰۲ھ مین صحیح ترمذی کا حوالہ دیتے ہوئے یہ خطبہ وارد فرماتے ہین

رواہ الترمذی ایضاً عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ ھذا اللفظ بمجردہ رواہ الترمذی و لم یزد علیہ وزاد غیرہ وھو الزھری ذکر الیوم والزمان والمکان فقال لما حج رسول اللہ صلعم حجۃ الوداع وعاد قاصد المدینۃ قام بغدیر خم وھو مابین مکۃ والمدینۃ وذلک فی الیوم الثامن عشر من ذی الحجۃ الحرام فقال ایھا الناس انی مسئول وانتم مسئولون ھل بلغت قالوا نشھد انک قد بلغت ونصحت قال وانا اشھد قد بلغت ونصحت ثم قال ایھا الناس الیس تشھدون ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ قالوا

نیز ترمذی نے زید بن ارقم سے روایت کیا ہے کہ کہا انہون نے جسکا مین مولا ہون اسکا علی مولا ہے مجرد اس لفظ کو ترمذی نے روایت کی ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہین کہا مگر زہری نے دن اور زمانہ و مکان سب کی تفصیل کی ہے چنانچہ کہا ہے کہ حج کیا رسول اللہ نے (یعنی حجۃ الوداع) اور بحالت معاودت سوی مدینہ مقام غدیر خم مین جو مابین مکہ و مدینہ ہے ۱۸ ذیحجہ کو قیام فرما کر خطبہ ارشاد کیا پس فرمایا ایہا الناس مجھسے سوال کیا جائیگا اور تم سے بھی سوال ہوگا۔ آیا مین نے رسالت خدا کو پہونچایا۔ سب نے کہا ہان ۔ہم گواہی دیتے ہین کہ آپ نے رسالت خدا کو پہونچایا اور امت کو نصیحت کی۔ آپ نے فرمایا مین بھی اس کی گواہی دیتا ہون ۔ پھر فرمایا ! ایہا الناس آیا تم اس کی شہادت نہین ادا کرتے ہو کہ نہین معبود سوائے اللہ کے اور مین رسول اللہ ہون سب نے کہا

سہ یہ ترجمہ اس حدیث ثقلین کا ہے جسکو حاشیہ صفحہ ۳۳ مین بدون ترجمہ کے نقل کیا گیا ہے ۔ سید ابو الحسن یحیٰی نے اپنی کتاب اخبار المدینہ مین جابر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے اپنے مرض الموت مین علی اور فضل بن عباس کے سہارے سے منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ اے حاضرین مین تمہارے پاس ایسی چیز چھوڑتا ہون کہ اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوگے وہ کتاب خدا اور میری عترت ہین پس تم ان سے نفرت نہ کرنا اور انکے مراتب پر حسد نہ کرنا۔ اُن سے بغض نہ رکھنا اور حکم خدا کے بموجب آپسمین بھائی بھائی بنے رہنا۔ پھر تم کو اپنی عترت اہلبیت کے لئے وصیت کرتا ہون۔

نشهد ان لا اله الا الله وانك رسول
الله قال وانا اشهد مثل ما تشهدتم
ثم قال ايها الناس قد خلفت
فيكم ما ان تمسكتم به لن تضلوا
بعدي كتاب الله واهل بيتي الا
وان اللطيف الخبير اخبرني انهما لن
يتفرقا حتى يردا على الحوض وسعة
حوضي ما بين بصرى وصنعاء عدد
آنيته عدد النجوم ان الله سائلكم
كيف خلفتموني في كتابه وفي اهل بيتي
ثم قال ايها الناس من اولى الناس
بالمومنين قالوا الله ورسوله اولى
بالمومنين يقول ذلك ثلاث
مرات ثم قال في الرابعة واخذ
بيد علي من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم
وال من والاه وعاد من عاداه الا فليبلغ
الشاهد الغائب

بیشک ہم گواہی دیتے ہیں کہ نہیں کوئی معبود سوا
خدا کے اور آپ رسول اللہ ہیں اور آپنے فرمایا میں بھی
مثل تمہارے اسکی شہادت ادا کرتا ہوں ۔ پھر فرمایا
ایہا الناس میں نے تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑی
ہیں کہ اگر تم انکے ساتھ تمسک کروگے تو ہرگز میرے بعد
کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ ایک کتاب اللہ دوسرے میرے اہلبیت
آگاہ ہو کہ مجھے لطیف خبیر نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں کبھی جدا
نہ ہونگے حتی کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں اور وسعت اس
حوض کی بقدر فاصلہ مابین بصری وصنعا ہے اور اسمیں
ظروف ہم عدد ستارہائے آسمان ہیں خدا تم سے باز پرس کریگا
کہ تم نے اسکی کتاب اور میرے اہلبیت کیساتھ میرے بعد کیا سلوک کیا
پھر فرمایا ایہا الناس مومنوں کے لئے کون تمام لوگوں سے اولی ہے سب نے کہا
اللہ اور اسکا رسول اولی ہے تین مرتبہ حضرت نے اس قول
کی تکرار فرمائی چوتھی مرتبہ حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جسکا
میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے بار خدایا دوست رکھ اسکو جو علی
کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے پھر فرمایا آگاہ
ہو کہ حاضرین کو چاہئے کہ جو لوگ اس جلسہ میں حاضر نہیں ہیں انکو یہ
خبر پہونچا دیں۔

خطبہ مذکورہ میں امام زہری شیخ الشیوخ ترمذی سے ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم مابین مکہ اور مدینہ کی تصریح ہوگئی جسکو ترمذی کے شیخ صاحب صحیح مسلم نے غدیر خم مابین مکہ و مدینہ کی تصریح زید بن ارقم کی روایت سے کرچکے ہیں جسمیں انھوں نے صرف حدیث ثقلین اخراج کی ہے اور حدیث ولایت جسکے لئے رسولخدا سرراہ اعلان واظہار کے لئے امور ہوئے اسکو اخفا کرگئے ایسے ہی ترمذی بھی صرف حدیث ولایت کا ایک فقرہ لکھکر حدیث ثقلین واقع غدیر خم کو چھپا گئے دیکھو حدیث صـ۱۹۳ الغایت صـ۱۹۵ کتاب ہذا ۔ اسی واقعہ تبلیغ کے بعد آیہ اکمال دین نازل ہوا جسکا شکریہ رسول اللہ نے اعلان سے فرمادیا۔

چنانچہ کتاب اربعین جمال الدین محدث (منقول از عبقات الانوار ولایت صـ۵۷۵) میں (۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ) کے ساتھ شکریہ وارد ہے۔

رواه ابو سعيد الخدري وفيه الاستشهاد
بالشعر المذكور وفيه التاريخ وزيادة
البيان ما لم يروعن غيره فقال

روایت کیا ہے ابوسعید خدری نے اسمیں استشہاد شعر
مذکور کے ساتھ اور اسمیں تاریخ اور بیان کے اعتبار سے وہ
چیز ہے کہ نہیں روایت کیگئی اس کے غیر سے پس کہا

لما نزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بغدیر
خم یوم الخمیس ثامن عشر من ذی الحجۃ
دعا الناس الی علی فاخذ بضبعیہ فرفعہا
حتی نظر الناس الی بیاض ابطی
رسول اللہ صلعم فقال اللہ اکبر الحمد
للہ علی اکمال الدین و اتمام النعمۃ
و رضی الرب برسالتی والولایۃ لعلی
من بعدی من کنت مولاہ فعلی مولاہ

ابوسعید خدری نے جبکہ اترے رسولخدا غدیرخم مین پنجشنبہ
کے دن اٹھارہوین ۱۸ ذیحجہ کو تو بلایا لوگون کو علی کیطرف اور پکڑا علی
کے دونون بازو کو اور اتنا بلند کیا کہ لوگون نے آپکے زیربغل کی
سفیدی مشاہدہ کی پس فرمایا حضرت نے کہ اللہ اکبر
حمد خداوند عالم دین کے کامل کرنے اور نعمت کے پورا
کرنے پر اور راضی ہوا پروردگار میری رسالت اور
میرے بعد علی کی ولایت سے جسکا مین مولا ہون و صاحب
اختیار ہون اوسکا علی مولا و صاحب اختیار ہے۔

جمال الدین محدث کی کتاب اربعین سے بروایت ابوسعید خدری ۱۸ ذیحجہ یوم غدیرخم مین پنجشنبہ کا دن ہونا ثابت ہوگیا جو انھین جمال الدین محدث کے روضۃ الاحباب کے ماہ صفر کے آخری تاریخون سے مطابقت کرتا ہے چنانچہ روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۳۸۰ مطبوعہ انوار محمدی لکھنو سنہ ۱۳۱۰ھ اور مطبوعہ مطبع نامی منشی تیغ بہادر واقع امین آباد صفحہ ۵۴۲ سنہ ۱۲۹۷ھ مین ہے۔

روز دوشنبہ بست و ششم ۲۶ ماہ صفر سنہ ۱۱ھ مذکورہ
حضرت امر فرمود مردم را کہ ساختگی لشکر کنید
بہتہ حرب روم۔ روز دیگر اسامہ بن زید بن
حارثہ را طلبید و فرمود ترا امیر لشکر میگردانم برو
تا بنواحی ابنی بمقتل پدر خویش و بر سر ایشان
تاختن آور و متاع و دیار ایشان را بسوزد
و زود تر برو تا پیش از وصول خبر بدیشان رسی
در روز چہارشنبہ بست و ہشتم ۲۸ ماہ مذکور آنحضرت
را مرض طاری شد و روز دیگر با وجود مرض بدست
مبارک خود لواے برائے وے عقد فرمود۔
و اعوان مہاجر و انصار مثل ابوبکر صدیق و عمر فاروق
و عثمان ذو النورین و سعد بن ابی وقاص و
ابوعبیدہ بن الجراح و سعید بن زید و قتادہ بن
النعمان و سلمہ بن اسلم بن حریش مامور گشتہ باآنکہ
درآن لشکر ہمراہ اسامہ باشند۔

دوشنبہ کے دن ۲۶ صفر سنہ ۱۱ھ حضرت نے لوگون کو جنگ
روم پر جانے کے لئے تیاری کا حکم دیا دوسرے
دن (۲۷ صفر سہ شنبہ) اسامہ بن زید بن حارثہ کو
بلا کر ارشاد فرمایا کہ مین تجھکو امیر لشکر کرتا ہون جاؤ
نواحی ابنی اپنے باپ کے قتل گاہ کو اُن پر دوڑ
لے جاؤ اور مال و متاع انکے ملک کو جلا دو اور
جلد تر جاؤ تاکہ اس خبر کے شایع ہونے سے پہلے پہونچو
۲۸ صفر چہارشنبہ کے دن حضرت مرض مین مبتلا
ہوئے اور دوسرے دن (۲۹ صفر پنجشنبہ) باوجود
مرض کے اپنے دست مبارک سے اسامہ کے لئے ایک
علم جنگ بنایا اور اعوان مہاجر و انصار کو مثل ابوبکر صدیق
اور عمر فاروق اور عثمان ذو النورین اور سعد بن ابی
وقاص اور ابوعبیدہ بن الجراح و سعید بن زید و قتادہ
بن نعمان اور سلمہ بن اسلم بن حریش کو مامور فرمایا
کہ ہمراہ لشکر اسامہ کے رہین الخ

کتاب اربعین والا ۱۸ ذیحجہ کا پنجشنبہ جسکا چوتھا روز ۲۲ ذیحجہ (دوشنبہ) تو ۲۹ ذیحجہ (دوشنبہ) گیارہ روز یکم و ۲۹ محرم

(سہ شنبہ) ۳۰ محرم (چہار شنبہ) ۳۰ دن یکم و ۸ و ۱۵ و ۲۲ صفر (پنجشنبہ) ۲۳ صفر (جمعہ) ۲۴ صفر (شنبہ) ۲۵ صفر (یکشنبہ) ۲۶ صفر (دوشنبہ) ۲۷ صفر (سہ شنبہ) ۲۸ صفر (چہار شنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) یہانتک ستر دن ہوے جو روضۃ الاحباب کے ۲۶ صفر دوشنبہ سے ۲۹ صفر پنجشنبہ تک مطابق ہے یعنی یکم صفر (پنجشنبہ) بارہ صفر (دوشنبہ) ہوا یہی تاریخین ابن اسحاق نمبر (۳) اور واقدی نمبر (۵) ابن سعد نمبر (۷) مین ہین جسکے بعد پھر یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) بارہ ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) وفات النبی (غلط) لایا گیا ہے ۔

جب ہم تمام و کمال سورۂ مائدہ کا نزول ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) یوم غدیر خم مین اور اسکی آخری آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا کا نزول مقام غدیر خم پر روایات صحیحہ سے ثابت کرچکے اور حساب سے اکیاسی یوم کی مدت گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) تک مطابق کرچکے (درانحالیکہ ارباب سیر و حفاظ حدیث کا ۲۸ صفر چہار شنبہ ۲۹ صفر پنجشنبہ اپنی جگہ پر بحال ہے) تو سورہ مائدہ کی بارہوین آیت جو درباب خلافت ائمہ اثنا عشر علیہ السلام ہے ثابت کرتا ہے ۔

ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل و بعثنا منھم اثنی عشر نقیبا اور اسمین شک ہنین کہ خدا نے بنی اسرائیل سے (بھی ایمان کا) عہد و پیمان لے لیا تھا اور ہم (خدا) نے ان مین کے بارہ سردار (ان پر) مقرر کئے جسطرح بنی اسرائیل کے بارہ ۱۲ سردار تھے اسی طرح اس امت مین بارہ سردار و امام ہین چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم نیز اس صحیح ترمذی مین منقول ہے کہ حضرت رسول نے فرمایا کہ جب تک میرے بارہ خلیفہ نہ ہولینگے دنیا قائم رہیگی وہ بارہ سردار ائمہ اثنا عشر علیہم السلام جن کے اول جناب علی علیہ السلام ہین جسطرح اثنا عشر نقیباً کے اول سردار جناب یوشع وصی و خلیفہ حضرت موسیٰ ہوئے جسکے ثبوت مین آیہ موصوفہ کا ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر مین نازل ہونا ہے اور اسی تاریخ مین حضرت موسیٰ نے جناب یوشع کو اپنا جانشین اور بنی اسرائیل سے آپکی خلافت اور وصایت کا عہد قرار لیا

چنانچہ تقویم المحسنین مولفہ اخوند ملا محسن کاشی	قلمی کہنہ مین ہے
ثامن عشر (ذی الحجۃ) یوم الغدیر	۱۸ ذیحجہ غدیر خم کے دن رسولخدا نے صحابہ مین ایک
وفیہ اخی النبی صلعم بین اصحابہ	دوسرے کا بھائی قرار دیا اور کہا گیا ہے کہ بارہ ماہ
وقیل فی ثانی عشر رمضان و فیہ	رمضان مین ہوا اور اسی ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر
بویع لعلی و نجاۃ ابراھیم من النار	مین حضرت علیؑ کی بیعت ہوئی اور حضرت
و وصیۃ موسیٰ بیوشع و عیسیٰ بشمعون	ابراہیم نے آگ سے نجات پائی اور موسیٰؑ نے یوشع
الصفا و استخلاف سلیمان اصف بن	کو اور عیسیٰؑ نے شمعون الصفا کو اور سلیمان نے آصف
برخیا ۔	بن برخیا کو اپنا وصی کیا ۔

اور شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اپنے موضح القرآن مین آیہ اثنا عشر نقیباً کی تفسیر مین رقم طراز ہین :۔
یہ بیان فرمایا بنی اسرائیل سے عہد لینے کا حضرت موسیٰ کے آخر عمر مین یہ قرار لئے ہین یہ سورۃ (مائدہ) حضرت کے آخر عمر مین نازل ہوئی شاید ہم کو سنایا اسواسطے ہمکو بھی تقید ہے کہ ایک عہد اس امت سے تھا کہ جو رسول بعد پیدا ہون انکی مدد کرو اسکی بدل ہم سے یہ ہے کہ خلفا کی اطاعت کرو یہ مذکور بارہ ۱۲ سردارون کا بیان فرمایا اسی اشارہ کو حضرت نے بتایا ہے کہ میری امت مین بارہ خلیفہ ہونگے

قوم قریش سے اور فرمایا ہے جو خرابی ہوئی پہلے امت مین سو ہوگی تم مین جیسے وہ خراب ہوئے پیغمبرون کی مخالفت سے یہ اُمت خراب ہوئی خلیفہ پر خروج کر کے تفسیر موضح القرآن شاہ عبدالقادر سے سورہ مائدہ کا رسولخدا کے آخر عمر مین نازل ہونا معلوم کر چکے اس سے قبل نمبر (۱۱) صـ۲۲۲ مین قاضی شوکانی یمنی (المتوفی ۱۲۵۰ھ) جو مجتہد مطلق گذرے ہین جنھون نے محمد ابن کعب قرظی اور ربیع بن انس کی سند سے اسی سورہ مائدہ کا نزول حجۃ الوداع مین مابین مکہ و مدینہ کے ثابت کر چکے ہین جسکی آخری آیت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک الخ کو یوم غدیر خم مین وارد کر چکے ہین جسکی تائید تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن نواب صدیق حسن خان کے ج۔ثالث صـ۸۹ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ سے ہوتی ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال نزلت	ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ
ھذہ الآیۃ (یا ایھا الرسول بلغ ما	ما انزل الیک من ربک بروز غدیر خم علی ابن ابیطالب
انزل الیک من ربک) یوم غدیر خم فی علی	کے بارے نازل ہوا
ابن ابیطالب	

اسی تفسیر فتح البیان کے صـ۲ مین بتفسیر سورہ مائدہ مذکور ہے۔

وعن محمد ابن کعب القرظی قال انھا	محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ سورہ مائدہ حجۃ الوداع
نزلت فی حجۃ الوداع فیما بین مکۃ والمدینۃ	مین درمیان مکہ اور مدینہ کے نازل ہوا

یہ وہی مابین مکہ و مدینہ (غدیر خم کا دن ۱۸ ذیحجہ) ہے جسکی تصریح امام زہری شیوخ حدیث ترمذی نے کیا ہے اور امام مسلم صاحب اپنی صحیح مین زید بن ارقم کی روایت سے وارد فرمایا ہے دیکھو نمبر (۱۱) صـ۲۲۲

آیہ اثنا عشر نقیبا کی تفسیر سے صاف صاف واضح ہوگیا کہ جسطرح حضرت موسیٰ نے اپنے آخر عمر مین حضرت یوشع کی وصایت وخلافت کا عہد وقرار بنی اسرائیل سے لیا۔

اسی طرح جناب سرور عالم نے اپنی آخر عمر مین کہ ۸۰ دن باقی تھے حضرت علیؑ کی ولایت وخلافت کا عہد وپیمان حاضرین جلسہ سے عموماً قریش اور اپنے ازواج سے خصوصاً لیا۔ جیساکہ حضرت ابوبکر اور عمر وغیرہ صحابہ اور امہات مومنین کا موافق ارشاد پیغمبر خیمہ علی علیہ السلام مین جاکر مبارکباد دینا ہے۔

آیہ نقبا کی تعداد کے مطابق تعداد خلفا کی یہ روایت مسند امام احمد ج۔ اول صـ۴۰۶ مطبوعہ مصر ۱۳۱۴ھ سے نقل ہے۔

حدثنا ابو النضر ثنا ابو عقیل ثنا	حدیث کی ہم سے ابو النضر نے کہا حدیث کی ہم سے ابو عقیل نے
مجالد عن الشعبی عن مسروق قال کنا	کہا حدیث کی ہم سے مجالد نے شعبی سے اُس نے مسروق سے وہ
مع عبد اللہ جلوسا فی المسجد یقرئنا	کہتے ہین کہ ہم عبداللہ بن مسعود کے پاس مسجد مین بیٹھے ہوئے تھے کہ
فاتاہ رجل فقال یا ابن مسعود ھل	ایک شخص اُنکے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابن مسعود آیا آپ لوگون
حدثکم نبیکم کم یکون من بعدہ خلیفۃ	کو آپ کے نبی صلعم نے خبر دی ہے کہ میرے بعد کتنے خلیفہ ہونگے
قال نعم کعدۃ نقباء بنی اسرائیل	کہنے لگے ہان مثل بنی اسرائیل کے نقبا کی تعداد کے۔

دیکھئے امر مشابہت میں اشارہ کافی ہوتا ہے جسطرح نقبار موسیٰ من عند اللہ ہوئے اسیطرح خلفاء پیغمبر خدا من عند اللہ تعالیٰ منصوص و منصوب ہوئے۔

حافظ ابن کثیر اپنے تفسیر مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۱ھ کے صفحہ ۳۱ میں آیہ اثنا عشر نقیباً کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

وفی التوراة البشارة باسمعیل علیہ السلام ان اللہ یقیم من صلبہ اثنی عشر عظیماً وھم ھولاء الخلفاء الاثنا عشر المذکورون فی حدیث ابن مسعود وجابر بن سمرة

توریت کی بشارت جو اسمعیل علیہ السلام پر ہے کہ بتحقیق اللہ تعالیٰ قائم کرے گا اسمٰعیل علیہ السلام کے صلب سے بارہ بزرگ اور وہ بارہ خلیفہ ہونگے جو ذکر کیے گئے۔ حدیث میں ابن مسعود اور جابر بن سمرہ کے۔

جابر بن سمرہ والی حدیث صحیح ترمذی مجلد ثانی۔ باب خلفا کے بیان کی یہ ہے۔

حدثنا ابو کریب نا عمر بن عبید عن سماك بن حرب عن جابر بن سمرة قال قال رسول اللہ صلعم یکون بعدی اثنا عشر امیراً قال ثم تکلم لشیء لم افھمہ فسألت الذی یلینی فقال کلھم من قریش ھذا حدیث حسن صحیح۔

حدیث کی ہم سے ابو کریب نے کہا حدیث کی ہم سے عمر بن عبید نے سماک بن حرب سے اس نے جابر بن سمرہ سے کہا اُسنے فرمایا رسولخدا نے میرے بعد بارہؓ سردار ہونگے کہا جابر نے پھر آنحضرت نے کچھ بات کی کہ میں نہ سمجھا میں نے اپنے پاس والے ساتھی سے پوچھا اُس نے کہا کہ فرمایا حضرت نے کہ وہ سب سردار قریش سے ہونگے۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

لیکن امام قندوزی نے ینابیع المودة صفحہ ۴۴۵ میں مودة القربیٰ سید علی ہمدانی کے مودة عاشرہ کے حوالہ سے یہ حدیث لکھا ہے۔

عن عبد الملك بن عمیر عن جابر بن سمرة قال کنت مع ابی عند النبی فسمعتہ یقول بعدی اثنا عشر خلیفة ثم اخفی صوتہ فقلت لابی ما الذی اخفی صوتہ قال قال کلھم من بنی ھاشم وعن سماك بن حرب مثل ذلك۔

عبدالملک بن عمیر نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ میں تھا ساتھ اپنے باپ کے نزدیک رسولخدا کے پس سنا میں نے فرمایا حضرت نے میرے بعد بارہؓ خلیفہ ہونگے پھر آواز مخفی فرمایا۔ پس میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ بصوت مخفی کیا فرمایا پس میرے باپ نے کہا کہ فرمایا حضرت نے وہ کل بنی ہاشم سے ہونگے ایسے ہی سماک بن حرب سے مروی ہے۔

یہ بنی ہاشم والی حدیث ضرور صحیح ہے اسلئے کہ یہی اولاد اسمٰعیل علیہ السلام ہیں جس کی یہ حدیث صحیح ترمذی کی تائید کرتی ہے۔

قال الترمذی حدثنا محمد بن اسمٰعیل (بخاری) نا سلیمان بن عبد الرحمن الدمشقی نا الولید بن مسلم نا الاوزاعی نا شداد

کہا ترمذی نے حدیث کی ہم سے محمد بن اسمٰعیل بخاری نے کہا حدیث کی ہم سے سلیمان بن عبد الرحمن دمشقی نے کہا حدیث کی ہم سے ولید بن مسلم نے کہا حدیث کی ہم سے اوزاعی نے

ابو عمار ثنی واثلة بن الاسقع قال
قال رسول اللہ صلعم ان اللہ اصطفیٰ
کنانہ من ولد اسمعیل واصطفیٰ
قریشا من کنانہ واصطفیٰ ہاشما
من قریش واصطفانی من بنی ہاشم
ھذا الحدیث حسن غریب صحیح

شداد ابو عمار سے کہا اُس نے کہ حدیث کی مجھے
واثلہ بن اسقع نے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیق خدا نے حضرت اسمٰعیل
کی اولاد سے کنانہ کو برگزیدہ کیا اور کنانہ سے قریش
کو برگزیدہ کیا اور قریش سے ہاشم کو برگزیدہ
کیا اور بنی ہاشم سے مجھکو برگزیدہ کیا۔ یہ حدیث
حسن غریب صحیح ہے۔

یہی بنی ہاشم اولاد اسمعیل علیہ السلام ہیں جنکی شناخت حدیث اصطفیٰ سے ہویدا ہوگئی یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے بت پرستی نہیں کی۔ انھیں کے بارے میں صدہا برس قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی تھی۔

قولہ تعالےٰ اذ قال ابراھیم رب
اجعل ھذا البلد امنًا واجنُبنی و
بنیّ ان نعبد الاصنام

جب ابراہیم نے (خدا سے) عرض کی تھی کہ پروردگار اس
شہر (مکہ) کو امن و امان کی جگہ بنادے اور مجھے اور
میری اولاد کو بت پرستی سے بچالے۔

تفسیر حسینی میں بہ تفسیر آیہ مذکورہ کے ہے۔" سفیان ابن عیینہ فرمودہ کہ فرزندان اسمعیل علیہ السلام بجہت دعاء خلیل الرحمن علیہ السلام بت نہ پرستیدند" سفیان ابن عیینہ نے کہا ہے کہ فرزندان اسمٰعیل علیہ السلام دعاء ابراہیمؑ سے بت پرستی نہیں کی۔ یہ وہی منتخب شدہ حضرات ہیں جو مصطفےٰ ہوتے آئے یہی محمد وآل محمد علیہم السلام ہیں۔ انھیں کے بارے میں عمدة القاری شرح صحیح بخاری جلد نہم ص۳۷۳ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ میں اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے

وھو الذی خلق من الماء بشرًا فجعلہ نسبًا وصھرًا وکان ربک قدیرا

(اور وہی تو وہ (خدا) ہے جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا پھر اسکو خاندان اور سسرال والا بنایا اور (اے رسول) تمہارا پروردگار ہر چیز پر قادر ہے)

عن ابن سیرین ان ھذہ الآیة نزلت
فی النبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وعلی
بن ابیطالب زوج علیہ السلام فاطمة
علیًا وھو ابن عمہ وزوج ابنتہ و
کان نسبًا وکان صھرا

ابن سیرین نے روایت کی ہے کہ آیہ وھو الذی خلق من الماء بشرًا الخ
جناب رسولخدا صلی اللہ تعالےٰ وعلیہ وآلہ وسلم اور علی کے بارے میں نازل
ہوا ہے تزویج فرمائی حضرت نے فاطمہ علیہا السلام کی علی علیہ السلام
سے اور وہ چچا کے بیٹے تھے حضرت صلعم کے اور شوہر تھے حضرت کی صاحبزادی
کے پس حضرت علی علیہ السلام صاحب نسب اور صاحب مصاہرت دونوں ہوئے

یہی آل محمد ہیں جنپر آیہ تطہیر نازل ہوا جنپر درود بھیجنا فرض قرار دیا گیا ہے۔ دیکھو حدیث نمبر (۱۸) ص۱۶۸ و ص۱۶۹ کتاب ہذا جسکی تائید کی یہ روایت صحیح ترمذی ابواب المناقب سے لکھی جاتی ہے۔ ہر دو حدیث میں شہر بن حوشب نے ام سلمہ سے روایت کی ہے۔

قال الترمذی حدثنا محمود بن
غیلان ثنا ابو احمد الزبیری ثنا سفیان
عن زبید عن شھر بن حوشب عن

کہا ترمذی نے حدیث کی ہم سے محمود بن غیلان نے کہا
حدیث کی ہم سے ابو احمد زبیری نے کہا حدیث کی ہم سے سفیان نے
زبید سے اُسنے شہر بن حوشب سے اس نے ام سلمہ سے

ام سلمة ان النبی صلعم جلل علی الحسن والحسین وعلی وفاطمة کساء ثم قال اللهم هوء لاء اهل بیتی وحامتی اذهب عنهم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیرا فقالت ام سلمة و انا معهم یا رسول الله قال انك علی خیر هذا حدیث حسن صحیح وهو احسن شئ	کہ رسولخدا نے امام حسن اور امام حسین اور علی اور فاطمہ پر کپڑا ڈالا پھر فرمایا یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں اور خواص ہیں ان سے پلیدی دور کر اور اچھی طرح سے ان کو پاک کر بس کہا ام سلمہ نے اور میں بھی ان کے ساتھ یا رسول اللہ فرمایا آپ نے تو بہتری پر ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ سب سے اچھی ہے جو اس باب میں مروی ہے۔

ارجح المطالب مولوی عبید اللہ بسمل امرتسری ۳۴۲ مطبوعہ لاہور میں ہے:۔

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انا و علی من نور واحد قبل ان یخلق الله آدم باربعة الاف عام فلما خلق الله تعالی الخلق رکب ذلك النور فی صلبه فلم یزل فی شئ واحد حتی افترقا فی صلب عبد المطلب ففی النبوة وفی علی الخلافة (اخرجه الدیلمی)	دیلمی نے ابوسعد خدری سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ میں اور علی چار ہزار برس آدم سے پہلے ایک نور تھے جب اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کیا اس نور کو آدم کے پشت میں لا دیا وہ نور ہمیشہ ایک ہی شے میں رہتا چلا آیا یہاں تک کہ عبد المطلب کے صلب میں جدا ہوگیا پس مجھ میں نبوت اور علی میں خلافت تھی۔

یہی وجہ ہے کہ رسول مقبول نے متعدد مواقع پر فرمایا ہے کہ علی مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں یہانتک کہ صحیح بخاری۔ ج۔ ثانی۔ باب مناقب علی علیہ السلام میں ہے۔

علی بن ابیطالب القرشی الهاشمی ابی الحسن قال النبی لعلی انت منی و انا منك	علی بن ابیطالب قرشی ہاشمی ابوالحسن ہیں فرمایا رسولخدا نے واسطے علی کے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

اور اصابہ فی تمیز الصحابہ حافظ ابن حجر عسقلانی میں ہے۔

واخرج الترمذی باسناد قوی عن عمران بن حصین فی قصة قال فیها رسول الله صلعم ما تریدون من علی ان علیا منی وانا من علی و	ترمذی نے اپنے صحیح میں قوی اسناد کے ساتھ عمران بن حصین سے روایت کی ہے یہ واقعہ قصہ (یمن) میں فرمایا رسولخدا نے کیا ارادہ رکھتے ہو علی کے بارے میں۔ وہ مجھ سے ہے میں اُس سے ہوں۔

هو ولی کل مومن بعدی — اور وہ میرے بعد کل مومنین کا والی ہے۔

اور امام قندوزی اپنے ینابیع المودۃ صفحہ ۳۰۳ مطبوعہ اسلامبول سنہ ۱۳۰۲ھ میں لکھتے ہیں:۔

وقع لبریدۃ انہ کان مع علی فی الیمن	واقع ہوئی بریدہ سے یہ بات کہ وہ تھے ساتھ علی علیہ السلام
فقدم المدینۃ مغضبا علیہ واراد	کے یمن میں اوسکے بعد آئے مدینہ میں غضبناک اور ارادہ
شکایتہ بجاریۃ اخذھا من الخمس	کیا تھا شکایت کا اُس لونڈی کی جو لے لیا تھا علی نے خمس
فقالوا لہ اخبرہ لیسقط من عینیہ	سے پس لوگوں نے کہا کہ خبر دو رسول اللہ کو اس واقعہ کی
ورسول اللہ صلعم لیسمع من	تاکہ علی انکی نظر سے گر جائیں اور اس واقعہ کو رسولخدا پس
وراء الباب فخرج مغضبا فقال ما	در سے سن رہے تھے پس برآمد ہوئے غضبناک اور آکر
بال اقوام یبغضون علیا من ابغض	فرمایا کہ کیا ارادہ ہے قوم کا غضبناک کرنے میں
علیا فقد ابغضنی ومن فارق علیا	علی کے اور جو غضبناک کرے گا علی کو اُسنے مجھے غضبناک
فقد فارقنی ان علیاً منی وانا منہ	کیا اور جو شخص مفارقت کریگا علی سے اُس نے
خلق من طینتی وخلقت من طینۃ	مجھسے مفارقت کی بتحقیق علی مجھسے ہے اور میں علی سے
ابراھیم وانا افضل من ابراھیم ذریۃ	ہوں۔ علی پیدا کئے گئے میری مٹی سے اور میں پیدا کیا گیا
بعضھا من بعض واللہ سمیع علیم	ابراہیم کی مٹی سے اور میں افضل ہوں ابراہیم سے
یا بریدۃ اما علمت ان لعلی اکثر	اور قولہ تعالےٰ ذریۃ بعضھا من بعض کی تفسیر ہم ہی ہیں
من الجاریۃ التی اخذھا (اخرجہ الطبرانی)	اے بریدہ جانا تم نے اس بات کو کہ واسطے علی کے زیادہ حصہ کر
	اُس لونڈی سے جسکو علی نے لے لیا۔

حدیث مذکورہ سے حضرت علی کا طینت رسولخدا سے اور رسول اللہ کا طینت ابراہیم خلیل اللہ سے خلق کیا جانا اور حضرت ابراہیم سے افضل ہونا معلوم ہوگیا جسمیں آیہ شریفہ ان اللہ اصطفی آدم ونوحاً وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین ذریۃ بعضھا من بعض واللہ سمیع علیم کا آخری جز شامل ہے جس سے محمد وآل محمد کا مصطفےٰ ہونا اور حدیث اصطفیٰ اسی آیہ کریمہ کی تفسیر معلوم ہوگئی۔ آل ابراہیم ہی محمد وآل محمد ہیں جنپر درود بھیجنے کی یہ حدیث ہے

صحیح ترمذی ابواب تفسیر القرآن اور صحیح بخاری باب قولہ تعالےٰ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما میں ہے۔

عن ابی مسعود الانصاری انہ قال اتانا	ابی مسعود انصاری سے مروی ہے کہ ہمارے پاس رسولخدا
رسول اللہ صلعم ونحن فی مجلس سعد	صلعم آئے اس حالت میں کہ ہم سعد بن عبادہ کی مجلس میں
بن عبادۃ فقال لہ بشیر بن سعد	تھے۔ پس آپ سے بشیر بن سعد نے کہا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ
امرنا اللہ ان نصلی علیک فکیف نصلی	نے امر کیا ہے کہ آپ پر درود بھیجیں تو کس طرح آپ پر

علیک قال فسکت رسول اللہ صلعم	درود بھیجیں کہا اُس نے رسول اللہ چپ رہے یہانتک
حتی ظننا انہ لم یسئلہ ثم قال رسول	کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ سے اس نے سوال کیا ہی نہین
اللہ صلعم قولوا اللھم صل علی محمد و	پھر فرمایا رسول خدا نے کہو تم اللھم صلے علی محمد و علی آل محمد
علی آل محمد کما صلیت علی آل ابراھیم	کما صلیت علی آل ابراہیم و بارک علی محمد و علی آل
وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت	محمد کما بارکت علی آل ابراہیم فی العالمین انک حمید
علی آل ابراھیم فی العالمین انک حمید	مجید اور سلام اسی طرح ہے جیسا کہ تم سکھلائے
مجید والسلام کما علمتم ھذا حدیث	گئے ہو یہ حدیث حسن صحیح ہے ۔
حسن صحیح ۔	

واضح ہو کہ یہی بخاری اور مسلم اور ترمذی جنھون نے نوئین دسوئین و گیارہوین ائمہ اہل بیت کا زمانہ پایا ہے اور انکے معرفت سے محروم رہے اور باوجود درود و سلام کی روایت بیان کرنے کے صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے رہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لفظ (آلہ) کو ساقط و حذف کرکے اپنے صحاح ستہ مین وارد کیا ہے حالانکہ انھیں محمد و آل محمد کو امامت دگیئی ہے۔ قولہ

تعالےٰ واذا ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن	جب ابراہیم کو اُن کے پروردگار نے چند باتون مین
قال انی جاعلک للناس اماما و	آزمایا اور اُنھون نے پورا کردیا تو خدا نے فرمایا مین تمکو (لوگونکا)
قال من ذریتی قال لا ینال عھدی	پیشوا بنانیوالا ہون اور حضرت ابراہیم نے عرض کی اور میری اولاد
الظلمین	مین سے فرمایا (ہان مگر) میرے اس عہدہ پر ظالمون کی کوئی فائز نہین ہوسکتا۔

شاہ عبدالقادر محدث دہلوی موضح القرآن پر حاشیہ دیتے ہین ۔ بنی اسرائیل بہت مغرور اسپر تھے کہ ہم اولاد ابراہیمؑ مین ہین اور اللہ تعالےٰ نے ابراہیم کو وعدہ دیا کہ نبوت اور بزرگی (امامت) تیرے گھر مین رہیگی اور ہم ابراہیمؑ کے دین پر ہین اور اُس کا دین ہر کوئی مانتا ہے اب اللہ تعالےٰ سمجھاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ ابراھیمؑ کی اولاد کو ہے جو نیک راہ چلین اور اُسکے دو بیٹے تھے پیغمبر ایک مدت اسحاق کی اولاد مین بزرگی رہی اب اسمعیل کی اولاد مین پہونچی اور اسکی دعا ہے دونون کے حق مین اور فرماتا ہے دین اسلام ہمیشہ ایک ہے سب پیغمبر اور سب اُمتین اُسی پر گذرین " یہ اسمعیل کی اولاد محمد و آل محمد علیہم السلام ہین ۔

امام قندوزی ینابیع المودۃ آخر صفحہ ۶۲ و ۶۳ مطبوعہ اسلامبول مطبع (اختر) ۱۳۰۱ھ مین یہ حدیث وارد کرتے ہین ۔

وفی المناقب بالاسناد عن ابی الزبیر	مناقب مین ابی الزبیر مکی نے حضرت جابر سے روایت کی
المکی عن جابر بن عبد اللہ الانصاری	ہے کہ فرمایا رسول خدا نے بتحقیق کہ اللہ تعالےٰ نے برگزیدہ
قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ	کیا مجکو اور اختیار کیا مجکو اور قرار دیا مجکو رسول اور نازل
تبارک وتعالےٰ اصطفانی واختارنی	فرمایا میرے اوپر بزرگ ترین کتاب (قرآن مجید کو) پس
وجعلنی رسولا وانزل علی سید الکتب	کہا مین نے اے پروردگار اور سردار میرے

حققت الهی وسیدی وانك ارسلت	تحقیق کہ تو نے بھیجا تھا موسیٰ کو فرعون کیطرف پس سوال کیا
موسی الی فرعون فسئلك ان	موسیٰ نے تجھ سے کہ قرار دے انکے ساتھ انکے بھائی ہارون
تجعل معہ اخاہ هارون وزیرًا	کو وزیر کر کے سخت کرے تو ہارون ع کی وجہ سے انکے
یشد بہ عضدہ ویصدق بہ قولہ	بازو کو اور وہ (ہارون) تصدیق کریں انکے قول کی،
وانی اسئلک یا سیدی والهی	اور میں بھی تجھ سے سوال کرتا ہوں اے میرے خدا اور
ان تجعل من اهلی وزیرًا تشد بہ	میرے سردار یہ کہ قرار دے میرے اہل میں سے وزیر میرا
عضدی فاجعل لی علیا وزیرًا و	کہ اُس کے بوجھ سے میرا بازو مضبوط ہو پس قرار
اخا واجعل الشجاعۃ فی قلبہ والبسہ	دے علی کو وزیر اور بھائی میرا اور قرار دے تو شجاعت
الهیبۃ علی عدوہ وهو اول من اٰمن	کو انکے قلب میں اور لباس پہنا دے تو ہیبت کا انکے
بی وصدقنی واول من وحد اللہ معی	دشمن پر اور وہ علی اول اسمیں سے ہیں جو مجھ پر ایمان
وانی سئلت ذلک ربی عزوجلّ	لائے اور سب سے پہلے تصدیق میری کی اور سب سے پہلے اون
فاعطانیہ وهو سید الاوصیاء	لوگوں میں ہیں جنھوں نے خدا کی توحید میرے ساتھ اوا کی تحقیق
اللحوق بہ سعادۃ والموت فی طاعتہ	کہ میں نے سوال کیا اس امر کا اللہ جلشانہ سے پس اُس نے مجھے عطا
شهادۃ واسمہ فی التوراۃ مقرون	کیا وہ علی اوصیا کے سردار ہیں جو انکے ساتھ لاحق ہوگا اسکے لئے نیک
الی اسمی وزوجتہ الصدیقۃ الکبرٰی	بختی ہی اور انکی اطاعت میں مرنا شہادت ہے اور انکا نام توریت میں
ابنتی وابناہ سیدا شباب اهل	میرے نام کیساتھ ملا ہوا ہے اور انکی زوجہ صدیقہ کبرا فاطمہ زہرا
الجنۃ ابنای وهو وهما والائمۃ من	علیہا السلام ہیں جو میری بیٹی ہیں اور فرزند انکے سردار جوانان بہشت ہیں
بعدهم حجج اللہ علی خلقہ بعد النبیین	وہی میرے فرزند ہیں اور علی بن ابیطالب مع اپنے دونوں فرزندوں کے اور ائمہ کو
وهم ابواب العلم فی امتی من تبعهم	جو بعد انکے ہونگے وہ حجت ہیں خدا کے اُسکے مخلوق پر بعد نبیوں کے اور وہ سب
نجا من النار ومن اقتدی بهم هدی	دروازے علم کے ہیں میری امت کیلئے جو انکی پیروی کریگا وہ آتش جہنم سے
الی صراط مستقیم لم یهب اللہ محبتهم	نجات پائیگا جو پیروی کریگا ہدایت پاویگا صراط مستقیم کیطرف نہیں بخشیگا
لعبد الا ادخلہ اللہ الجنۃ	اللہ انکی محبت کو کسی بندہ کے لئے مگر یہ کہ اس بندہ کو خدا بہشت میں
	داخل کریگا۔

اسی ینابیع المودۃ کے صفحہ ۲۸۷ میں ہے۔

عن الاصبغ بن نباتہ عن ابن عباس	اصبغ بن نباتہ نے ابن عباس سے بسند مرفوع روایت کی ہے
رفعہ انا وعلی والحسن والحسین و	کہ حضرت نے فرمایا کہ میں اور علی اور حسن اور حسین اور نو فرزند
تسعۃ من ولد الحسین مطهرون معصومون	حسین علیہم السلام مطہر اور معصوم ہیں گناہوں سے۔

في در المنثور للسيوطي و فتح القدير للشوكاني اخرج ابن ابي حاتم عن ابن عباس في قوله تعالى والسابقون السابقون قال يوشع بن نون سبق الى موسى و مومن آل يسين سبق الى عيسى و علي بن ابيطالب سبق الى رسول الله صلعم

تفسیر در منثور سیوطی اور تفسیر فتح القدیر شوکانی میں ابن ابی حاتم نے والسابقون السابقون کی تفسیر میں عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ سابق اسلام تین بزرگ ہیں یوشع بن نون جنھوں نے حضرت موسیٰ کی نبوت پر ایمان لانے میں سبقت کی اور مومن آل یسین جنھوں نے حضرت عیسیٰ کی رسالت پر ایمان لانے میں سبقت کی اور علی بن ابیطالب جنھوں نے ہمارے رسول مقبول کی رسالت پر ایمان لانے میں سبقت کی۔

ارجح المطالب خواجہ عبید اللہ امرتسری کے صفحہ ۲۴ میں ہے۔

عن ابي سعيد الخدري عن سلمان الفارسي قال قلت يا رسول الله لكل نبي وصي فمن وصيك فقال هل تعلم من وصي موسى قلت نعم يوشع بن نون قال لم قلت كان اعلمهم قال فان وصيي وموضع سري وخير من اترك بعدي و ينجز عدتي و يقضي ديني علي بن ابيطالب۔

ابو سعید خدری سے سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہر ایک نبی کے لیے وصی ہوتا ہے حضور کا وصی کون ہے۔ فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ موسیٰ کا وصی کون تھا۔ عرض کیا کہ یوشع بن نون۔ حضرت نے فرمایا کیوں ہوئے گذارش کیا اس لئے کہ وہ حضرت موسیٰ کی امت میں سب سے زیادہ عالم تھے آپ نے فرمایا پس میرا وصی اور میرا رازدار اور جن لوگوں کو میں اپنے بعد چھوڑتا ہوں ان سب سے بہتر اور میرے وعدہ کا پورا کرنے والا اور میرے قرضوں کا ادا کرنے والا علی ابیطالب ہے۔

اور بحار الانوار ج ششم مطبوعہ طہران نصف آخر باب وفاتہ و غسلہ صفحہ ۱۰۳۷ میں یہ حدیث ہے۔

علي بن احمد الدقاق عن حمزة بن القاسم عن علي بن جنيد الرازي عن ابي عوانة عن الحسين بن علي عن عبد الرزاق عن ابيه عن مينا مولى عبد الرحمن بن عوف عن عبد الله بن مسعود قال قلت للنبي صلعم يا رسول من يغسلك اذا مت فقال يغسل كل نبي وصيه قلت فمن وصيك يا رسول الله قال علي بن ابيطالب فقلت كم يعيش

علی بن احمد دقاق نے حمزہ بن قاسم سے انھوں نے علی بن جنید رازی سے انھوں نے ابو عوانہ سے انھوں نے حسین بن علی سے انھوں نے عبد الرزاق سے انھوں نے اپنے پدر سے انھوں نے مینا مولا عبد الرحمن ابن عوف سے انھوں نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ کہا میں نے یا رسول اللہ آپ کو کون غسل دیگا جب آپ رحلت فرمائینگے ارشاد فرمایا کہ غسل دیتا ہے ہر نبی کو اسکا وصی کہا میں نے کون ہے وصی آپ کا یا رسول اللہ فرمایا وہ علی بن ابیطالب ہیں۔ پس کہا میں نے کتنے دنوں تک

بعدک یارسول اللہ قال ثلثین سنۃ
فان یوشع بن نون وصی موسیٰ عاش بعدہ
ثلثین سنۃ وخرجت علیہ صفراء بنت شعیب
زوجۃ موسیٰ فقالت انا احق بالامر منک فقاتلھا
فقتل مقاتلھا واسرھا فاحسن اسرھا
وفیھا انزل اللہ تعالےٰ وقرن فی بیوتکن
ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ

زندہ رہینگے بعد آپ کے یارسول اللہ حضرت نے فرمایا
تیس۳۰ سال اس لئے کہ یوشع بن نون وصی موسیٰ تیس۳۰ سال
زندہ رہے بعد موسیٰ اور خروج کیا تھا یوشع بن نون پر صفرا بنت
شعیب زوجہ موسیٰ نے کہ وصایت اور امامت مین مین تم سے زیادہ حق
ہون پس یوشع نے مقابلہ کیا اسی زوجہ موسیٰ سے پس قتل کیے گئے
معاون و مددگار اُسکے اور زوجہ موسیٰ کو اسیر کر لیا اور نیک سلوک کیا
اُنھین کے بارے مین خدا کا قول ہے اور اپنے گھر وںمین نچلی بیٹھی رہو
اور اگلے زمانہ جاہلیت کیطرح اپنا بناؤ سنگار نہ دکھاتی پھرو۔

روضۃ الاحباب۔ج۔اول۔صـ۳۹۳ مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ قرب وفات النبی کے حال مین ہے۔

حضرت چشم بکشاد وگفت اے عائشہ بمن نزدیک
شو با او فرمود کہ دیروز ترا وصیت کردم امروز
وصیت ہمان است باید کہ بآن موجب عمل نمائی
ودر روایتے آنکہ باتمام مطہرات پردہ عصمت و
طہارت گفت برشما باد کہ گوشہ خانہ بخود نگہدارید
وخود را از نظر نامحرم مصون ومحفوظ ومستور
دارید چنانکہ حق تعالےٰ فرمود وقرن فی بیوتکن
ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ

رسولخدا نے آنکھ کھولدیا اور فرمایا اے عایشہ نزدیک آؤ
اُس سے فرمایا کل جو وصیت کیگئی ہے آج بھی وہی وصیت
ہے اُسی پر عمل کرنا۔ایک روایت مین ہے کہ کل ازواج
سے مخاطب ہو کر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تمپر لازم ہے
کہ اپنے گوشہ خانہ کو نگاہ رکھتے ہوئے نظر نامحرم سے
پوشیدہ اور مخفی رہو جیسا کہ خدا نے تم لوگون کے
بارے مین فرمایا ہے (ترجمہ) اور قرار پکڑو اپنے گھروںمین
اور دکھاتی نہ پھرو جیسا دکھانا دستور تھا پہلے وقت نادانی کا

ناسخ التواریخ۔ج۔اول۔از کتاب اول مطبوعہ طہران مین ہے۔

صفورا دختر شعیبؑ کہ ضجیع موسیٰ بود در نبوت
با یوشع بر شورید وباغوای دو تن از منافقین در
مخالفت یوشع صدہزار تن با وے موافقت
نمود وپیوستگان خود را برداشتہ برزم آنحضرت
بیرون شد یوشع علیہ السلام نیز دفع متمردین میان
بربست وسپاہے بزرگ ساز کردہ بادیشان مصاف داد
وآنجماعت را بشکست وصفورا را باسیری بگرفت
وبا وے گفت چون با پیغمبر خدا ہم بالین بودہ من
از تو انتقام نخواہم کشید وکیفر ترا با موسیٰ گذاشتم

صفورا دختر حضرت شعیب جو حضرت موسیٰ کی زوجہ تھین
یوشع وصی موسیٰ سے ناخوش ہوگئین اور دو منافقون
کے بہکانے سے حضرت یوشع کے مخالف ہو کر ایک لاکھ آدمیون
سے کہ صفورا سے مل گئے تھے (صفورا) اپنے مددگارون اور
ہمراہیون کو لیکر حضرت یوشع سے لڑنے کیلئے نکلین یوشع
علیہ السلام بھی سرکشون اور نافرمانون کے دفعیہ کیلئے آمادہ
ہوگئے اور فوج کثیر جمع کر کے ان سے جنگ کی اور لوگونکو
شکست دی صفورا کو قید کر لیا اور اُن سے کہا چونکہ تم پیغمبر
خدا یعنی حضرت موسیٰ کی ہمخوابہ رہی ہو اسلئے مین تم سے انتقام

کہ در روز معاد با تو معمول فرماید

انتقام نہ لونگا اور تمہارے اعمال و افعال کا بدلہ حضرت موسیٰ پر چھوڑتا ہون تاکہ وہ روز قیامت تم سے مواخذہ فرمائین

تنبیہ جیسے صفورا زوجہ موسیٰ نے دو منافقون کے بہکانے سے حضرت یوشع پر خروج کیا ویسے ہی حضرت عایشہ کو بھی دو شخص ملینگے چنانچہ روضۃ الاحباب[۵] جمال الدین محدث ج ثالث ص ۱۹ تا ۲۱ مطبوعہ مطبع تیغ بہادر امین آباد لکھنؤ سنہ ۱۲۹۷ھ مین ہے۔

کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بمکہ بخانہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا رفت چہ وے نیز از مدینہ بعزم حج گذاردن بمکہ رفتہ بود وبعد از تقدیم مراسم تسلیم وتحیت باوے گفت اے دختر ابوامیہ بدرستیکہ تو اول ضعیفہ ہستی کہ در راہ خدا ورسول مہاجرت کردی وبواسطہ شرف ذات حضرت رسالت عظیم الشان ورفیع القدری واز میان امہات مومنین بخواص ومزایا ممتازی بر تو پوشیدہ نہ باشد کہ جماعتے از غوغائیان بدر امیر مومنان عثمان بن عفان خود را در انداختہ اورا بقتل آوردہ اند واکنون جمعے از ہواداران آن خلیفہ مقتول ومظلوم در صدد آن درآمدہ اند کہ از قاتلان او انتقام کشند وایشان را بقصاص رسانند ومرا اخبار کردند کہ عبداللہ بن عامر در بصرہ صد ہزار شمشیر معد ومہیا دارد کہ ہمہ ایشان برائے واقعہ عثمان غضبناک وہمہ طالب خون او گشتہ اند من می ترسم کہ میان مسلمانان برسر این قضیہ محاربہ ومقاتلہ واقع گردد چہ شود اگر در سیر بجانب بصرہ با ما موافقت فرمائی شاید کہ خدا تعالیٰ بسبب ما اصلاح این امر نماید راوی گوید پس ام سلمہ بسخن درآمد وگفت اے دختر ابوبکر تو بخون عثمان باز خواست میکنی وبخدا سوگند کہ از اشد مردمان تو

کہ بحالت قیام مکہ ایک دن حضرت عایشہ حضرت ام سلمہ سے ملنے گئین جو حج کیلئے گئی تھین بعد رسم سلام حضرت عائشہ نے حضرت ام سلمہ سے کہا کہ اے بنت ابوامیہ تم اول وہ بی بی ہو جنھون نے راہ خدا مین ہجرت کی اور بواسطہ شرف زوجیت تمھاری شان ومنزلت عظیم ہے اور تم امہات مومنین مین اپنے فضائل کی وجہ سے خصوصیت کے ساتھ ممتاز ہو غالباً تم پر پوشیدہ نہ ہوگا کہ بلوائیون کی ایک جماعت نے امیر المومنین عثمان کو انکے گھر مین گھسکر قتل کیا اب اس خلیفہ مقتول کے ہوادارون نے ارادہ کیا ہے کہ قاتلون سے انتقام لین اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبداللہ بن عامر نے بصرہ مین ایک لاکھ فوج مسلح فراہم کی ہے اور وہ سب حضرت عثمان کے واقعہ پر غضبناک اور طالب قصاص ہین۔ مین ڈرتی ہون کہ اس قضیہ کی وجہ سے مسلمانون مین محاربہ اور مقاتلہ واقع ہوگا۔ کیا اچھا ہو اگر سفر بصرہ مین تم بھی میرے ساتھ موافقت کرو شاید خدا ہم لوگون کے سبب سے اس امر کی اصلاح کردے اور خون عثمان کے قصاص کا عقدہ توفیق کھولدے۔ ام سلمہ نے کہا اے دختر ابوبکر تم خون عثمان کا بدلہ لینا چاہتی ہو حالانکہ قسم بخدا تم اون پر

---

[۵] توثیق (کتاب روضۃ الاحباب) حطہ فی ذکر الصحاح الستہ مولوی صدیق حسن خان مین ہے۔ وکتاب روضۃ الاحباب للسید جمال الدین المحدث احسن السیر لکن تیسرت نسخۃ صحیحۃ منہ خالیۃ عن الالحاق والتحریف ومدارج للشیخ عبدالحق الدہلوی والسیرۃ الشامیۃ والمواہب اللدنیہ من مبسوطات السیر۔

بودی از روئے قہر وغضب و او را بہیچ نام نمی
خواندی مگر بہ نعثل و می گفتی لعن اللہ نعثلا
وقتل اللہ نعثلاً دیروز او را سب وشتم می کردی
و بہ کفر منسوب می ساختی وامروز امیر المومنین
وخلیفہ مقتول میگوئی وخود را در قضیہ او بصورت
اہل تعزیت ومصیبت می نمائی وموافقت
میکنی با جماعتے کہ بر علی بن ابیطالب خروج
کنند چہ مناسب باتو دارد و در طلب خون عثمان
حالانکہ وے مردیست از بنی عبد مناف و تو
ضعیفہ از بنی تیم وتنگک اے عائشہ متفق با طائفہ
میشوی کہ خروج میکنند بر علی بن ابیطالب کہ میان
او وحضرت رسالت سلسلہ اخوت و مصاہرت
محکم است و پسر عم رسول و زوج بتول است
و مرتبہ خلافت و ریاست و وراثت درمیان
اہل روزگار وے را مسلم جمہور مہاجر و انصار
از حضار اصحاب مدینہ با او بیعت نمودہ بخلافت
و حکومت عامہ اہل اسلام او را قبول فرمودہ
اند و فضلے منبع از فضائل و کمالات وخصائل و
حالات علی بن ابیطالب بر عائشہ خواند عبد اللہ
بن زبیر بر در سرائے ام سلمہ ایستادہ بود جملہ
سخنان او را کہ با عایشہ می گفت بتفصیل می شنود
از بیرون سرائے بانگ برام سلمہ زد کہ اے دختر
ابو امیہ ما ترا نشناختہ بودیم عداوت ترا با آل
زبیر (الی ان قال) ام سلمہ از اندرون سرائے
بجواب عبد اللہ مشغول گشتہ گفت تو و پدر تو
مراد را می بریہ (الی ان قال) گمان می بری مہاجر
و انصار را کہ راضی وخوشنود شوند بہ پدر تو

سب سے زیادہ غضبناک تھین اور اُنکو نعثل کے نام
سے یاد کرتی تھین کہ خدا لعنت کرے نعثل کو اور قتل
کرے نعثل کو ۔ پس یہ عجیب بات ہے کہ کلہ تو تم
انکو سب وشتم کے ساتھ یاد کرکے کفر سے منسوب کرتی تھین
اور آج اُن کو امیر المومنین اور خلیفہ مقتول و
مظلوم کہتی ہو اور اسکے معاملہ مین اہل تعزیت ومصیبت
بنکر اُس جماعت کا ساتھ دیتی ہو جس نے علی پر خروج
کیا ہے سنو طلب خون عثمان کے متعلق تمہارا
خیال بالکل نامناسب ہے کیونکہ وہ بنی عبد مناف
سے تھے اور تم بنی تیم ہو اے عائشہ افسوس ہے
کہ تم اس گروہ سے موافقت کرتی ہو جس نے
علی بن ابیطالب پر لشکر کشی کی ہے حالانکہ علی رسول
مقبول کے بھائی اور داماد اور فاطمہ زہرا کے شوہر
ہین (اے عائشہ) علی کا مرتبہ خلافت و ریاست
و وراثت اہل روزگار کے نزدیک مسلم ہے اور اصحاب
مہاجر و انصار نے اُنکے مرتبہ خلافت کو قبول کرکے انکی
بیعت کی ہے اسکے بعد حضرت ام سلمہ نے حضرت علی کے
بعض فضائل وخصائل کا ذکر کیا ۔ عبد اللہ بن
زبیر گھر کے بیرون در پر کھڑے ہوئے یہ سب باتین
سُن رہے تھے ۔ وہین سے انھون نے آواز دی کہ
اے ام سلمہ تم کو جو آل زبیر سے عداوت
ہے اُس کو مین جانتا ہون اُم سلمہ نے اندر سے جواب
دیا کہ تم ہی باپ بیٹے تو عائشہ کے لے جانے
پر تُلے ہو ۔ کیا تمھارا گمان ہے کہ علی کی زندگی
مین مہاجرین والانصار تمھارے باپ زبیر
اور ان کے مصاحب طلحہ کو اختیار کرنے
پر راضی ہونگے

زبیر و مصاحب او طلحہ و علی در سلک احیا باشد
حالانکہ وے بقول پیغمبر علیہ افضل الصلوات و
اکمل التحیات ولی ہر مومن و مومنہ بود عبد اللہ
بن زبیر گفت ما این حدیث را از زبان آن
سرور در ہیچ ساعتے از ساعات نشنیدہ ایم
ام سلمہ گفت اگر تو نشنیدۂ خالۂ تو کہ عایشہ است
شنیدہ و اینک خالۂ تو (عائشہ) حاضر است
بپرس کہ شنیدۂ یا نے و تحقیق کہ ما شنیدہ ام
از پیغمبر صلعم کہ میفرمود علی خلیفتی علیکم فی
حیاتی وفی مماتی فمن عصاہ فقد عصانی
(اے عایشہ گواہی میدہی کہ از ان سرور چنین
شنیدۂ عائشہ گفت آرے آنگاہ ام سلمہ از
روئے نصیحت و نیک خواہی گفت اے
عایشہ بترس از خدا اے در نفس خود در
امرے کہ ترا رسول صلعم از ان ترسانیدہ و
مباش صاحبہ سگان حواب وگفت اے
عائشہ سوگند میدہم ترا بخدا کہ از پیغمبر صلعم
نہ شنیدی کہ فرمود کہ بسے نگذرد از شبہا و
روزہا کہ سگان آب حواب بر یکے از ازواج
من صیاح و نباح کنند و آن زن کہ این
واقعہ او را پیش آید در میان اہل بغی و فساد و
وفتنہ و عناد باشد و در آن زمان کہ حضرت
این می فرمود من انائے در دست داشتم
از غایت اضطراب و قلق از دست من بیفتاد و
آن سرور رو بجانب من کرد و التفاتے
فرمود و موجب اضطراب و افتادن آن
انائے آب از من پرسید گفتم یا رسول اللہ

حالانکہ بقول پیغمبر علیہ السلام علی ہر مومن و
مومنہ کے ولی ہین ۔ عبد اللہ بن زبیر
نے کہا کہ مین نے یہ حدیث رسول اللہ کی
زبان سے کبھی نہین سُنی ۔

ام سلمہ نے کہا اگر تم نے نہین سنی تو
تمہاری خالہ عائشہ نے سنی ہے اُن سے
پوچھ لو اور مین نے رسول مقبول کو
یہ فرماتے ہوے سنا ہے کہ علے
خلیفہ و نائب ہین میرے تم سب پر
میری حیات مین اور میری ممات
مین پس جو شخص نافرمانی کرے علی کی پس
تحقیق کہ نافرمانی کی اُس نے میری اے عائشہ
بولو تم نے یہ حدیث رسول اللہ سے سنی ہے
حضرت عائشہ نے کہا کہ ہان سُنی ہے ۔ پس حضرت
ام سلمہ نے حضرت عائشہ سے کہا کہ اے عائشہ جس
امر مین تم کو پیغمبر خدا نے خوف دلایا ہے اس سے
ڈرو اور صاحبہ کلاب حواب نہ ہو اے عائشہ مین قسم
دیکر پوچھتی ہون کہ کیا تم نے رسول خدا کو یہ کہتے
ہوئے نہین سُنا کہ عنقریب میری ایک بی بی پر چشمہ
حواب کے کتے شور کرینگے جو شریک اہل بغاوت و فساد
ہوگی اور جسوقت آنحضرت نے یہ ارشاد فرمایا اسوقت
جو ظرف میرے ہاتھ مین تھا غایت اضطراب کیوجہ سے گر گیا
آنحضرت نے مجھ سے سبب اضطراب دریافت
فرمایا تو مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
مین اس خیال سے مضطرب ہون کہ کہین
وہ بی بی مین نہ ہون ۔

اضطراب و قلق من از خوف آنست کہ مبادا
آں زن من باشم آں سرور تبسمے فرمود
بجانب تو نگاہے کردہ وگفت من گمان می برم
کہ آں زن تو باشی اے حمیرا عائشہ ام سلمہ
را در روایت این حدیث تصدیق نمود آنگاہ
اُم سلمہ با عائشہ گفت باید کہ فریب نہ یابی از
طلحہ و زبیر الخ

آپ نے تبسم فرما کر اور تمھاری طرف
دیکھکر ارشاد کیا کہ اے حمیرا
میرا گمان ہے کہ وہ میری بی بی تو ہے
حضرت عائشہ نے حضرت ام سلمہ
کے اس بیان کی تصدیق فرمائی حضرت
ام سلمہ نے کہا اے عائشہ طلحہ اور زبیر
کے فریب مین نہ آؤ

قال ابو الفدا و لما بلغ علیا مسیر عائشۃ
وطلحۃ والزبیر الی البصرۃ سار نحوھم
فی اربعۃ الاف من اھل المدینۃ فیھم
اربعمائۃ ممن بایع تحت الشجرۃ و
ثمان مائۃ من الانصار و رایتہ
مع ابنہ محمد ابن حنفیۃ وعلی میمنۃ
الحسن وعلی میسرۃ الحسین وعلی الخیل
عمار بن یاسر وعلی الرجالۃ محمد بن
ابی بکر الصدیق وعلی مقدمتہ عبداللہ
بن عباس ۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ جب حضرت علی کو اس بات
کی تصدیق ہو گئی کہ حضرت عائشہ اور طلحہ و زبیر نے بصرے
کی جانب خروج کیا ہے تو وہ بھی مع چار ہزار اہل مدینہ کے
اسطرف روانہ ہوئے (ان چار ہزار آدمیون مین آٹھ سو انصار
اور چار سو وہ لوگ تھے جنھون نے بیعت رضوان کا شرف
حاصل کیا تھا) اور حضرت علی نے فوج کی ترتیب اسطرح فرمائی
کہ علم لشکر محمد حنفیہ کو دیا میمنہ لشکر کی افسری امام حسنؑ کو
عطا کی میسرہ لشکر کی سرداری امام حسینؑ کو بخشی سوارون
کی عمار بن یاسر کو اور پیادون پر محمد بن ابی بکر کو امیر مقرر
فرمایا اور مقدمۃ الجیش عبداللہ بن عباس کو کیا ۔

انتباہ جناب امیر علیہ السلام ایسے خاتم الوصیین تھے کہ جنکو رسولخدا نے اپنے ازواج کے طلاق کا اختیار دید یا تھا خصوصاً حضرت عائشہ کے بارے مین اپنا وکیل کر دیا تھا ۔ یہ اختیار جناب یوشع وصی موسیٰ کو نہین تھا (دیکھو کتاب اکمال مولف صفحہ ۲۹)

(۱) جیسے جناب یوشعؑ سابق الی موسیٰؑ تھے
(۱) ویسے ہی جناب علیؑ سابق الی محمدؐ (صلعم) تھے

(۲) جیسے حضرت یوشع وصی موسیٰ چچا کے بیٹے ذرّیت ابراہیمؑ و اسحاقؑ تھے
(۲) ویسے ہی جناب علیؑ وصی محمد (مصطفےٰ صلعم) چچا کے بیٹے ذرّیت ابراہیمؑ و اسمعیلؑ تھے ۔

(۳) جناب یوشعؑ آیہ اثنی عشر نقیبًا کے اول نقیب تھے
(۳) تو جناب علیؑ اول امام ابو الائمۃ الطاہرین گیارہ امامون کے پدر تھے ۔

(۴) حضرت یوشع فتی (جوان) [۵۱] موسیٰ تھے ۔
(۴) تو جناب علیؑ فتی (جوان) [۵۲] محمد صلعم تھے

[۵۱] قولہ تعالیٰ و اذ قال موسیٰ لفتٰہ (جب موسیٰ (خضر کی ملاقات کو چلے تو) اپنے جوان (وصی یوشع) سے بولے)
[۵۲] غزوہ احد مین ہاتف غیبی سے کلمہ " لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذو الفقار " کا سُنا جانا ۔

(۵) جناب یوشعؑ ۱۸ ذی الحجہ کو آخر عمر موسیٰ مین خلیفہ و وصی حضرتِ موسیٰؑ قرار پائے

(۵) تو جناب علی بھی ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر خم کو آخر عمر رسولخدا مین کہ ۸۱ دن باقی تھے وصی و خلیفہ و امام و ولی قرار پائے۔

(۶) حضرت یوشع سورۂ مائدہ مین صاحب انعام ہین وہ آیت یہ ہے انعم الله علیهما (یوشعؑ اور کالب)

(۶) تو حضرت علی اسی سورۂ مائدہ مین صاحب انعام ہین وہ آیت یہ ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا

(۷) جناب یوشع بعد موسیٰ ۳۰ سال زندہ رہے

(۷) تو حضرت علی بعد رسولخدا ۳۰ سال زندہ رہے

(۸) جیسے حضرت یوشع وصی موسیٰؑ پر صفیرا زوجہ موسیٰ نے خلافت و وصایت کے بارے مین ایک لاکھ لشکر سے خروج کیا نتیجہ اسیری ہوا۔

(۸) تو حضرت علی وصی محمد (صلعم) پر حمیرا زوجہ رسولخدا نے ایک لاکھ لشکر سے خروج کیا اور وہی نتیجہ اسیری کا یہان بھی پیش آیا۔

(۹) جیسے جناب موسیٰ نے اپنی آخر عمر مین حضرت یوشعؑ کی وصایت و خلافت کا عہد و پیمان بحکم خدا بنی اسرائیل سے لیا

(۹) ویسے ہی رسولخدا نے اپنی آخر عمر مین حضرت علی کی وصایت و خلافت کا عہد و پیمان بحکم خدا قریش و ازدواج اور کل صحابۂ حاضرین غدیر سے لیا۔

(۱۰) حضرت یوشعؑ نے غسل میت جناب موسیٰؑ کو دیا اور جیسے حضرت یوشع[۱] قتل ہو کر ۲۱ ماہ رمضان مین فوت ہوئے

(۱۰) جناب علیؑ نے جسد اطہر کا غسل بعد وفات رسولخدا کو دیا اور ویسے ہی حضرت علیؑ[۲] ۲۱ ماہ رمضان قتل ہو کر فوت ہوئے

(۱۱) جناب یوشع اپنے موت کے قریب کل اسرار توریت مع الواح وغیرہ پسران ہارون کو جو امام تھے سپرد کیا

(۱۱) جناب علی مرتضیٰ نے کل اسرار امامت و ولایت جناب امام حسن مجتبیٰ پسر اپنے کے سپرد فرما کر اپنا وصی و خلیفہ فرمایا۔

(۱۲) جیسے حضرت یوشعؑ سے ردشمس ہوا یعنی آفتاب غروب ہو کر واپس آیا

ویسے ہی حضرت علیؑ کیلئے دو بار ردشمس[۱] ہوا ایکمرتبہ عہد پیغمبر مین بار دیگر بعہد خلافت

---

[۱] شواہد النبوۃ مولانا عبد الرحمٰن جامی مطبوعہ بمبئی ۱۸۸۶ء ص ۲۰۶ تا ص ۲۰۷ مین ہے۔
از انجملہ آنست کہ خدایتعالے برائے وے دوبار ردشمس کرد و آفتاب از مغرب باز گردانید یکے در عہد رسول اللہ صلعم دیگے بعد وفات وے ام سلمہ و اسماء بنت عمیس و جابر بن عبد اللہ انصاری و ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم روایت کردہ اند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے در خانہ بود و علی رضی اللہ عنہ پیش وے بود ناگاہ جبرئیل علیہ السلام بوے آمد و از گرانی وحی تکیہ بر ران علی رضی اللہ عنہ کرد و سر برنداشت تا آنزمان کہ آفتاب غروب کرد و علی رضی اللہ عنہ نماز عصر را نشستہ گزارد باشارت چون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحال خود باز آمد فرمود کہ اے علی عصر تو فوت شد گفت یا رسول اللہ باشارت گذاردم نشستہ رسول اللہ صلعم فرمود دعا کن کہ خدایتعالے آفتاب را بر گرداند تا تو نماز دیگر را در وقت بگذاری سر پای شد و علی رضی اللہ عنہ دعا کرد آفتاب بآن موضع کہ نماز دیگری باشد باز گشت و علی رضی اللہ عنہ نماز خود را در وقت بگذارد و اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا گوید کہ از آفتاب در وقت غروب آوازے می آمد ہمچو آواز ارہ آنچہ بعد از وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقع شد آن بود کہ در وقت توجہ ببابل چون خواست کہ از فرات بگذرد نماز دیگر بود با طائفہ از اصحاب خود نماز دیگر را در وقت بگذارد و سایر اصحاب بگذرانیدن چہارپایان خود مشغول بودند آفتاب غروب کرد و نماز دیگر از ایشان فوت شد در آن باب سخنان گفتند چون حضرت امیر کرم اللہ وجہہ آنرا شنید از حق تعالیٰ درخواست کہ آفتاب باز گرداند تا اصحاب وے ہمہ نماز را در وقت گذارند خدایتعالیٰ دعائے ویرا اجابت کرد و آفتاب بجائے نماز دیگر آمد چون قوم سلام باز دادند آفتاب غروب کرد و از وے آوازے سخت ہولناک می آمد خوف بر مردم غالب شد در تسبیح و تہلیل و استغفار اشتغال نمودند۔

[۲] کشف الظنون مین ہے۔ شواہد النبوۃ فارسی لمولانا نور الدین عبد الرحمٰن بن احمد الجامی اولہ الحمد للہ الذی ارسل رسلہ مبشرین

سہ تاریخ الرسل والملوک ابن جریر طبری ج۔ پنجم صفحہ ۳۴۷۶ مطبوعہ لیدن (یورپ) کی یہ حدیث ہی جو نمبر۱ صفحہ ۲۶۹ کے اُس شق کے ثبوت مین ہے جس کے ایک ہی شب مین حضرت یوشعؑ وصی موسیٰ اور علیؑ وصی محمد کا قتل واقع ہوا۔

حدثنی ابن سنان القزاز قال ثنا ابوعاصم قال ثنا سُکین بن عبدالعزیز قال ثنا حفص بن خالد قال حدثنی ابی خالد بن جابر قال سمعت الحسن یقول لما قتل علی علیہ السّلام وقد قام خطیباً فقال لقد قتلتم اللیلۃ رجلا فی لیلۃ فیها نزل القران وفیها رفع عیسیٰ بن مریم علیہما السّلام وقتل یوشع بن نون فتی موسیٰ علیہ السّلام واللہ ما سبقہ احد کان قبلہ ولا یدرکہ احد یکون بعدہ واللہ ان کان رسول اللہ صلعم لیبعثہ فی السریۃ وجبرئیل عن یمینہ ومیکائیل عن یسارہ فلا یرجع حتی یفتح اللہ علیہ (ترجمہ)

باسناد مذکورہ حضرت امام حسنؑ سے روایت ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام شہادت پا گئے تو خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور خدا کی ثنا اور صفت کے بعد فرمانے لگے اے لوگو! خدا کی قسم ہے تم نے آج ایسی رات مین ایک شخص کو قتل کیا ہے جسمین کہ قرآن اُترا ہے اور جس رات مین عیسیٰ بن مریم آسمان پر اُٹھائے گئے اور جس رات مین جناب موسیٰ کے جوان یوشع بن نون قتل ہوئے جس سے پہلے لوگ سبقت نہین لے گئے اور پچھلے اوس تک نہین پہونچ سکینگے جب نبی صلعم اُنکو اپنی فوج کا سردار بنا کر بھیجا کرتے تھے تو جبرئیلؑ اون کے داہنے طرف اور میکائیل اُنکے بائین طرف ہوتے تھے جب تک کہ خدا ی تعالےٰ انکو فتح نہین دیتا تھا وہ واپس نہین ہوتے تھے۔

نمبر۱۴۰- ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی الحافظ صاحب سنن وخصائص المتوفی سنہ ۳۰۳ھ

یہ امام نسائی صحاح ستہ سے چھٹے ہین جنھون نے بھی تاریخ سفر حجۃ الوداع ۲۵ ذو قعدہ کی روایت کی ہے۔ چنانچہ سنن نسائی کتاب مناسک الحج سے یہ دو حدیثین نقل کیجاتی ہین جو حضرت جابر اور حضرت عائشہ سے مروی ہین۔ کہا خبر دی ہمکو یعقوب بن ابراہیم نے کہا حدیث کی مجھسے یحیی بن

اخبرنا یعقوب بن ابراھیم قال حدثنی	سعید نے کہا حدیث کی ہم سے جعفر بن محمد نے کہا حدیث کی
یحییٰ بن سعید حدثنا جعفر بن محمد	مجھسے میرے پدر امام محمد باقرؑ نے کہ مین جابر بن عبداللہ
حدثنی ابی قال اتینا جابر بن عبد اللہ	کے پاس گیا اور اُن سے رسول اللہ کے حج کا حال دریافت کیا
فسألناہ عن حجۃ النبی صلعم فحدثنا ان	انھون نے کہا کہ آپ نو سال تک مدینہ مین حج کے زمانہ مین رہے
رسول اللہ صلعم مکث بالمدینۃ تسع	پھر لوگون کو اطلاع کیگئی کہ رسول اللہ اس سال حج کو تشریف
حجج ثم اذن فی الناس ان رسول اللہ صلعم	لیجاوینگے تو بہت کثرت سے لوگ مدینہ مین آئے اس
حاج فی ھذا العام فنزل المدینۃ بشر	خیال سے کہ آپکی پیروی کرین حج کے کامون
کثیر کلھم ملتمس ان یاتم رسول اللہ صلعم	مین پھر آپ نکلے ۲۵ ذی قعدہ کو جبکہ ذیقعدہ

عہ پہلی ملاقات کرنا حضرت جابر کا امام محمد باقر علیہ السلام سے دیکھو حدیث حاشیہ نمبر(۱۳) صفحہ ۲۲۱۔ اس کے بعد جبکہ حضرت جابر نابینا ہو گئے تھے تو امام محمد باقر علیہ السلام ادن سے ملکر حج نبوی کے تمام حالات دریافت فرمائے جو مضمون حدیث سے ہویدا ہے۔

ویفعل ما یفعل فخرجہ رسول اللہ صلعم لخمس بقین	کی پانچ راتین باقی تھین تو ہم لوگ بھی
من ذی القعدۃ وخرجنا معہ	آپ کے ساتھ ہوئے ۔
اخبرنا ھناد بن السّری عن ابن ابی زائدۃ	کہا خبر دی ہم کو ہناد بن سّری نے ابن ابی زائدہ سے
قال حدثنی یحییٰ بن سعید قال اخبرتنی	کہا اوس نے حدیث کی مجھسے یحییٰ بن سعید نے کہا خبر دی
عمرۃ انھا سمعت عائشۃ تقول خرجنا	مجکو عمرہ نے کہ تحقیق سُنا مین نے حضرت عائشہ سے کہ نکلے ہم لوگ
مع رسول اللہ صلعم لخمس بقین من ذی القعدۃ	رسولخدا کے ساتھ ۲۵ ذیقعدہ کو جبکہ پانچ راتین ذیقعدہ کی باقی تھین

اس ۲۵ ذیقعدہ کو رسولخدا بعد نماز ظہر کے روانہ ہوئے اور ذوالحلیفہ مین شب بسر فرماکر ۲۶ ذیقعدہ کو بعد نماز ظہر کے مکہ معظمہ کی روانگی ہے ۔ دیکھو نمبر ۱۱ صحیح مسلم صہ ۲۱۲ اور نمبر (۹) بخاری صہ ۱۷۱

اس ذیل کی حدیث سے ۲۶ ذیقعدہ کو بعد نماز ظہر کے روانگی مکہ معظمہ کے جانب کی ہے ۔

اخبرنا اسحٰق بن ابراھیم اخبرنا النضر	خبر دی ہمکو اسحاق بن ابراہیم نے کہا خبر دی ہمکو نضر نے
قال حدثنا اشعث عن الحسن عن انس	کہا حدیث کی ہم سے اشعث نے حسن سے اُسنے انس سے کہ تحقیق
ان رسول اللہ صلعم صلی الظھر بالبیداء	رسولخدا نے نماز ظہر بیدا مین پڑھی پھر سوار ہوئے
ثم رکب وصعد لجبل البیداء واھل	اور بیدا مین پہاڑ پر تشریف لیگئے اور لبیک حج اور عمرہ
بالحج والعمرۃ حین صلی الظھر ۔	کی نماز ظہر پڑھ کر فرمائی ۔

اس حدیث حضرت جابر سے ۲۶ ذیقعدہ بعد ظہر کے روانگی سے آٹھ شبون کے گذرنے پر چوتھی ذیحجہ صبح کو داخلہ مکہ معظمہ ہے

اخبرنا عمران بن یزید قال اخبرنا	کہا نسائی نے کہ خبر دی ہمکو عمران بن یزید نے
شعیب عن ابن جریج قال عطاء	کہا خبر دی ہمکو شعیب نے ابن جریج سے کہا عطا
قال جابر قدم النبی صلعم مکۃ	نے کہا جابر نے کہ داخل ہوئے رسولخدا مکہ مین صبح
صبیحۃ رابعۃ مضت من ذی الحجۃ	کے وقت چوتھی ذیحجہ کو ۔

اوسی سنن نسائی ۔ ج ۔ ثانی کتاب مناسک الحج مین یہ حدیث بھی ہے ۔

اخبرنا اسحاق بن ابراھیم قال اخبرنا عبد اللہ	کہا کہ خبر دی ہمکو اسحاق بن ابراہیم نے کہا کہ خبر دی ہم کو عبداللہ

سہ ۵ ترجمہ (عبداللہ بن ادریس) تقریب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے ۔ عبداللہ بن ادریس بن یزید بن عبدالرحمٰن الاودی ابومحمد الکوفی ثقۃ فقیہ عابد من الثامنۃ مات سنۃ اثنتین وتسعین ولہ بضع وسبعون سنۃ وفی تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر ۔ ج ۔ ۵ صہ ۱۴۴ مطبوعہ حیدرآباد وقال العجلی ثقۃ ثبت صاحب سنۃ زاہد صالح وکان عثمانیا الخ عثمانی وہ ہین کہ جو کھلم کھلا دشمن جناب امیر تھے تاریخ کامل ۔ ج ۳ صہ ۷۸ مین ہے وبایعت الانصار الا نفرا یسیرا منھم حسان بن ثابت وکعب بن مالک ومسلمۃ بن مخلد وابوسعید الخدری ومحمد بن مسلمۃ والنعمان بن بشیر وزید بن ثابت ورافع بن خدیج وفضالہ بن عبید وکعب بن عجرۃ وکانوا عثمانیۃ فاما حسان بن ثابت فکان شاعرا لا یبالی ما یصنع واما زید بن ثابت فولاہ عثمان الدیوان وبیت المال فلما حصر عثمان قال یا معشر الانصار کونوا انصار اللہ مرتین فقال لہ ابو ایوب ما تنصرہ الا انہ اکثر لک من العبید ان واما کعب بن مالک فاستعملہ علی صدقۃ مزینۃ وترک لہ ما اخذ منھم الخ یعنی انصار سے سب نے بیعت کی جناب امیر سے مگر ان لوگون نے جو عثمانی تھے حسان بن ثابت تو مرد شاعر تھے وہ لاابالی تھے ۔ زید بن ثابت کو عثمان نے دیوان حوالہ کیا تھا اور بیت المال جب عثمان محاصرہ مین آگئے تو انھین زید بن ثابت نے کہا اے انصار تم انصار خدا ہو جاؤ دو مرتبہ تو ابوایوب الانصاری نے کہا تو اسوجہ سے نصرت عثمان کرنا چاہتا ہے کہ بہت مالدار کر دیا ہے جس سے اسقدر لونڈی غلام خرید لئے ہین ہے کعب بن مالک تو عثمان نے انکو صدقات مزینہ کا عامل بنایا تھا اور جو کچھ صدقات سے لیا تھا سب اسکو چھوڑ دیا تھا اور کچھ اس سے نہین لیا ۔

بن ادریس عن ابیہ عن قیس بن	بن ادریس نے اپنے باپ سے اُس نے قیس بن مسلم سے
مسلم عن طارق بن شہاب قال قال یہودی	اُس نے طارق بن شہاب سے کہ کہا ایک یہودی نے عمر سے
لعمر لو علینا نزلت ھذہ الآیۃ لاتخذناہ	اگر ہم پر یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوتی
عیدا الیوم اکملت لکم دینکم قال عمر	تو ہم اس دن کو عید قرار دیتے عمر نے کہا کہ میں جانتا ہوں
قد علمت الیوم الذی انزلت فیہ واللیلۃ	جس دن یہ آیت نازل ہوئی اور وہ شب جسمیں
التی انزلت لیلۃ الجمعۃ ونحن مع	نازل ہوئی وہ شب جمعہ تھی اور ہم تھے رسول اللہ کیساتھ
رسول اللہ صلعم بعرفات	عرفات میں ۔

واضح ہو کہ یہی حدیث نمبر (۱) صحیح مسلم مین حدیث دوم ہے جسکو ابو بکر بن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن ادریس کے واسطہ قیس بن مسلم کی سند سے لیلۃ جمع کے لفظ کے ساتھ بیان کیا ہے اور حدیث مذکورہ مین اسحاق بن راہویہ نے عبد اللہ بن ادریس اور قیس بن مسلم کے واسطہ طارق بن شہاب سے لیلۃ الجمعہ کے لفظ سے کہا ہے جسکو علامہ نووی نے لیلۃ المزدلفہ یعنی شب دہم ذی الحجہ مانا ہے پس عرفات مین پنجشنبہ ہوا یعنی ۹ ذیحجہ عرفہ (پنجشنبہ) آنے والی شب دھم ذیحجہ شب جمعہ جن سب کا ابطال اور اسکا اختلاف بخاری و مسلم و ترمذی مین بوجوہ کامل گذر چکا ہے عبد اللہ بن ادریس عثمانی ہے جو حضرت امیر کا مخالف تھا اور قیس بن مسلم مرجیہ (خارجی) ہے جسکے بارے مین رسول اللہ کی حدیث ہے کہ اون کے واسطے کچھ حصہ اسلام مین نہین جسکے راوی ابن عباس عمر بن خطاب ابن عمر رافع بن خدیج ہین دیکھو صـ ۲۴۲

علاوہ ان وجوہ کے نمبر (۹) بخاری صـ ۱۸۳ مین طبری کی مخرجہ حدیث ابن لہیعہ کے طریق ابن عباس کے سند سے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا دوشنبہ کے دن نازل ہونے کی جو روایت نقل ہے اس کو اسحاق بن راہویہ نے محمد بن حرب کے واسطہ ابن لہیعہ کے طریق ابن عباس سے سورہ مائدہ الیوم اکملت لکم دینکم کا دوشنبہ کے دن نازل ہونا روایت کی ہے اور امام نسائی نے سورہ مائدہ حضرت کے آخر (عمر) مین نازل ہونے کی روایت اخراج کی ہے دیکھو صفحہ ۲۲۱ کتاب ہذا

پس اسحاق کی ایک روایت آیہ موصوفہ کے نازل ہونے کی عرفہ (پنجشنبہ) کی دوسری روایت دوشنبہ کے دن کی ہے جس نے عرفہ کی روایت کو خود اپنی ہی روایت سے غلط کر دیا ۔

تیسری روایت جو ربیع بن انس کی سند سے حجۃ الوداع مین اہین کہ و مدینہ کے درمیان وہ بھی اسحاق نے عبد اللہ بن ابی جعفر کے واسطہ ربیع بن انس سے حجۃ الوداع مین سفر کی حالت مین سورہ مائدہ کے نازل ہونے کی روایت اخراج کی ہے جس کی تفصیل آگے نمبر (۱۵) طبری مین آئیگی ۔ پس آیہ موصوفہ کا نزول یوم عرفہ مین ہر صورت اور ہر شکل سے باطل ہوگیا ۔

صـ ۱۹۳ مین آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک کا نزول واقعہ غدیر مین حدیث ولایت (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) کے اعلان و اظہار کیلئے امام محمد باقرؑ کی سند سے علامہ عینی حنفی اپنے عمدۃ القاری شرح بخاری مین وارد کر چکے ہین انھین امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت آیہ اکمال دین کے نزول کی واقعہ غدیر مین تفسیر مجمع البیان طبرسی سے صـ ۱۷۰ مین مذکور ہے جسکے بعد ۸۱ یوم رسول اللہ صلوات اللہ علیہ زندہ رہے یہی مدت ابن جریج سے جو شیوخ حدیث سنن نسائی مین وارد ہے ۔

اب ہم محمد بن المثنی کی مخرجہ حدیث ثقلین اور حدیث غدیر کو بیان کرتے ہین جنسے شیخ مسلم صاحب نے حدیث آیہ اکمال دین کی عرفہ مین نازل ہونے کی وارد کی ہے اور جس مین یوم جمعہ مشکوک کہا گیا ہے ۔

چنانچہ خصایص نسائی صـ۶۶ـ حدیث نمبر ۷۸ مطبوعہ کلکتہ مطبع مظہر العجائب ۱۳۰۳ھ ۱۸۸۶ء لکھی جاتی ہے ۔

ابنا نا محمد بن المثنی قال حد ثنا یحیی	خبر دی ہم کو محمد بن مثنی نے کہا حدیث کی ہم سے یحیی
بن حماد قال اخبرنا ابو عوانۃ عن	بن حماد نے کہا خبر دی ہم کو ابو عوانہ نے سلیمان (اعمش)
سلیمان قال حد ثنا حبیب بن ابی ثابت	سے کہا حدیث کی ہم سے حبیب بن ابی ثابت نے ابی طفیل
عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم قال	سے اُس نے زید بن ارقم سے وہ کہتے ہین جبکہ
لما رجع رسول اللہ صلعم من حجۃ الوداع	رسول خدا حجۃ الوداع سے واپس ہوئے اور
و نزل غدیر خم امر بدوحات فقمن	غدیر خم مین اترے تو منبر کے رکھنے کا حکم دیا
ثم قال کانی قد دعیت فاجبت انی	سو منبر رکھا گیا۔ پھر فرمایا گو کہ مین بلایا گیا ہون
قد ترکت فیکم الثقلین احدہما اکبر	اور مین نے قبول کیا ہے سو مین تم مین دو گرانقدر
من الاخر کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی	چیزین چھوڑتا ہون ایک دوسرے سے بڑی ہے۔ ایک قرآن
فانظروا کیف تخلفونی فیہما فانہما	مجید دوسرے عترت میری جو میرے اہلبیت ہین پس
لن یفترقا حتے یردا علے الحوض ثم	نظر کرو کہ کسطرح معاملہ کروگے تم بعد میرے بیچ اُنکے کہ وہ
قال ان اللہ مولای و انا ولی کل	ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہانتک کہ آوین میرے پاس
مومن ثم اخذ بید علے فقال من	حوض پر پھر فرمایا کہ خدا میرا ولی ہے اور مین ولی ہر مومن کا پھر
کنت ولیہ فہذا ولیہ اللہم وال	آپ نے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جسکا مین ولی ہون اُسکا یہ
من والاہ وعاد من عاداہ فقلت	بھی ولی ہے۔ الہی دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے
لزید سمعتہ من رسول اللہ صلعم قال	اور دشمن رکھ اسکو جو علی کو دشمن رکھے۔ ابو طفیل کہتے ہین
ما کان فی الدوحات احد الا راہ بعینیہ	کہ مین نے زید بن ارقم سے کہا کہ تمنے رسولخدا سے یہ حدیث سُنی ہے
و سمعہ باذنیہ	اُسنے کہا کہ منبر کے پاس کوئی نہ تھا مگر کہ اسکو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سُنا

نمبر (۴۹) کی یہ حدیث ہے

عن المہاجر بن مسمار عن عائشۃ بنت	مہاجر بن مسمار نے عائشہ بنت سعد اور عامر بن سعد سے
سعد و عامر بن سعد عن سعد ان رسول	انھون نے سعد سے روایت کی ہے کہ رسولخدا نے خطبہ پڑہا
اللہ صلعم خطب فقال اما بعد ایہا الناس	بعد حمد و صلوٰۃ کے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو مین تمھارا ولی
فانی ولیکم قالوا صدقت ثم	ہون ۔ اصحاب نے عرض کیا کہ آپ نے سچ کہا پھر حضرت
اخذ بید علی فرفعہا ثم قال ھذا ولیی	نے جناب علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور بلند کیا پھر فرمایا یہ میرا ولی ہے

والمؤدی عنی وال اللھم من والاہ وعاد	اور میری طرف سے احکام پہونچانے والا ہے الہی دوست رکھ
اللھم من عاداہ	اسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اُس شخص کو جو دشمن رکھے علی کو

اسی حدیث کی مؤید یہ روایت ہے جبکو حضرت نے حجۃ الوداع مین فرمایا ہے امام احمد نے لفظ حجۃ الوداع کے ساتھ ترمذی اور نسائی[سلہ] نے بدون لفظ حجۃ الوداع کے اخراج کی ہے۔

عن ابی اسحاق عن حبشی بن جنادۃ	ابی اسحاق نے حبشی بن جنادہ سے روایت کی ہے کہ
السلولی قال قال رسول اللہ صلعم علی	فرمایا رسولخدا نے کہ علی مجھسے ہے اور مین علی سے ہون
منی وانا منہ ولا یؤدی عنی الا انا او	اور نہ ادا کرے میری طرف سے کوئی مگر
علی۔	مین یا علی۔

نمبر(۱۵) امام محمد ابن جریر طبری المتوفی سنہ ۳۱۰ھ

تاریخ الرسل والملوک مطبوعہ (لیڈن۔ یورپ) اور تفسیر جامع البیان طبری مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۱ھ بار ثانی مطبوعہ سنہ ۱۳۲۶ھ یہ ابن جریر طبری بھی اپنی تاریخ مذکورہ کے ج۔ اول حصہ چہارم صفحہ ۱۷۵۱ مین اسی ۲۵ ذیقعدہ کی روایت کی ہے جبکہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین

قال ابن جریر فلما دخل ذوالقعدۃ من	کہا ابن جریر طبری نے جبکہ داخل ہوا مہینہ ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ تو
ھذہ السنۃ اعنی (۱۰) تجھز النبی الی الحج	رسولخدا نے حج کے لئے تیاری فرمائی اور لوگون کو بھی
فامر الناس بالجھاز لہ فحدثنا ابن حمید	تیاری کا حکم دیا پس حدیث بیان کی ہم سے ابن حمید
ثنا سلمۃ عن ابن اسحاق عن عبد الرحمن	نے کہا حدیث کی ہم سے سلمہ نے ابن اسحاق سے اُسنے عبدالرحمن
بن القاسم عن ابیہ عن عائشۃ زوج النبی	بن قاسم سے اُس نے اپنے پدر قاسم سے اُسنے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم قالت خرج النبی صلعم الی	عائشہ زوجہ رسول خدا سے کہ نکلے رسولخدا حج کے ارادے سے
الحج لخمس[سلہ۲] لیال بقین من ذی القعدۃ	۲۵ ذیقعدہ[سلہ۲] کو جبکہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین۔

سلہ النسائی ابو عبد الرحمن بن شعیب بن علی الخراسانی ثم المصری الحافظ احد الائمۃ المبرزین والاعلام الطوائفین والحفاظ المتقنین حتی قال الذھبی ھو احفظ من مسلم مات سنۃ ثلاث وثلثمائۃ۔ (از زرقانی علی المواہب) کشف الظنون مین ہے خصائص فی فضل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ للامام ابی عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی الحافظ المتوفی ثلاث وثلثمائۃ سنہ ۳۰۳ فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر مین ہے واوعب من جمع مناقبہ (ای مناقب علی) من الاحادیث الجیاد النسائی فی الخصائص

سلہ۲ اہل تنجیم بھی قمری مہینے کو ایک مہینہ ۳۰ اور ایک ۲۹ سے کثیر الوقوع اور سال مین ۲ مہینے یکے بادیگرے ۳۰ سے ممکن الوقوع قرار دیا ہی مثلاً محرم ۳۰ صفر (۲۹) سے کل بارہ مہینے ۳۵۴ دن پر ختم ہین جبکو اصطلاح مین بسیطہ اور ۳۵۵ دنون کو کبیسہ کہتے ہین جیسا کہ مفتاح الرشاد مسیح الدین خانبہادر صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ آفتاب عالمتاب کلکتہ سنہ ۱۲۶۴ھ مین ہے ۔ ارباب ربع از اہل اسلام مقرر کردند کہ از محرم تا آخر بسبیل تعاقب اول سی روزہ و دوم لبست و نہ روزہ گرفتند درین سال ہم بسیطہ وکبیسہ باعتبار آوردند کہ بسیطہ سیصد و پنجاہ و چہار یوم باشد و کبیسہ سیصد و پنجاہ و پنج یوم و آن چنان است کہ ہر سی سال را قرنے قرار دادند و در ہر قرن نوزدہ سال کبیسہ است یعنی بفرض آنکہ اول نہ سی روزہ و دوم لبست و نہ روزہ باشد می باید کہ ذیحجہ ہمیشہ لبست و نہ روزہ باشد لکن در ہر قرن یازدہ سال ذیحجہ را سی روزہ گیرند۔

حدیث مذکورہ مین حضرت عائشہ نے تاریخ سفر (۲۵ ذیقعدہ) کا دن نہین بتایا عرفہ ۹ ذیحجہ جمعہ کی روایت سے مراجعت مین ۲۵ ذیقعدہ کو (جمعہ) آتا ہے اور رسول خدا نے بعد نماز ظہر کے سفر فرمایا ہے اس لئے بعض لوگون نے ۲۶ ذیقعدہ تاریخ سفر کی قرار دی ہے جس سے چار راتون باقی پر سفر فرمانا واقع ہوتا ہے۔

چنانچہ علامہ عینی حنفی اپنے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج۔۳ صفحہ ۵۲۷ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ مین لکھتے ہین۔

فکان خروجہ من المدینۃ الی مکۃ لاربع	پس نکلے رسولخدا مدینہ سے طرف مکہ کے حبکہ چار راتین
بقین من ذی القعدۃ	ذیقعدہ کی باقی تھین۔

اسی ۲۶ ذیقعدہ کو علامہ شبلی نعمانی نے اپنے سیرت النبی۔ ج۔ ثانی مین اور مولانا امین اللہ نے اپنی کتاب قصیدۂ عظمی مین اختیار کرکے ۹ ذیحجہ عرفہ کو (جمعہ) کا دن لائے ہین دیکھو صفحہ ۲۸ و ۳۵ کتاب ہذا جس سے ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم کو یکشنبہ لایا گیا ہے جیسا کہ تاریخ بدایہ والنہایۃ ورق ۲۳۹ رحبکا قلمی نسخہ ۹۲ھ کا نوشتہ کتبخانہ خدابخش خان وکیل واقع بانکی پور (پٹنہ) مین ہے

لما تفرغ علیہ السلام من بیان المناسك	جب رسالتمآب صلوات اللہ علیہ بیان مناسک حج سے
رجع الی المدینۃ بین ذلك فی اثناء	فارغ ہوئے اور مدینہ کیجانب پلٹے تو اثنا رراہ مین ۱۸
الطریق فخطب خطبۃ عظیمۃ فی الیوم الثامن	ذیحجہ (سنہ ۱۰ھ کو خطبہ عظیم الشان پڑہا اور حضرت بروز یکشنبہ
عشر من شہر ذی الحجۃ عامئذ وکان یوم الاحد	غدیر خم مین ایک درخت کے نیچے جو وہان تھا مقیم ہوئے
بغدیر خم تحت شجرۃ ھناك فبین	پس بیان کیا اس خطبہ مین چند چیزون کو اور
فیھا اشیاء وذکر من فضل علی وامانتہ	ذکر کیا فضیلت اور امانت اور عدالت علیؑ کو
وعدلہ وقربہ الیہ ما ازاح بہ ما کان فی	اور زایل کر دیا اون باتوں کو جو اکثر لوگون کے دلون
نفوس کثیر من الناس منہ ونحن نورد	مین علی علیہ السلام کے نسبت پیدا ہو گئے تھے اور
عیون الاحادیث الواردۃ فی ذلك ونبین	ہم اُن حدیثون کو جو اس باب مین وارد ہوئی ہین
فیھا من صحیح وضعیف بحول اللہ وقوتہ و	بعینہ لکھتے ہین اور انمین جو صحیح وضعیف ہین خدا کی
عونہ وقد اعتنی بامر ھذا الحدیث	قوت اور قدرت سے بیان کرتے ہین اور اس حدیث

سلہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مجلد ۳۔ صفحہ ۵۳۷ مین ہے بات بہ لیلۃ الاربعاء وھو صبیحۃ رابع عشرۃ واقام عشرۃ ایام کما ذکر فی حدیث انس ثم نھض الی المدینۃ یعنی رسولخدا نے شب چہارشنبہ ۱۴ ذیحجہ ابطح مین شب بسر فرمائی وہ صبح ۱۴ ذیحجہ تھی کہ دس دن مکہ معظمہ مین قیام کے حدیث انس کے مطابق ہوئے کہ حضرت نے مدینہ کیجانب مراجعت فرمائی۔ یہی مضمون سیرۃ النبی شبلی صفحہ ۱۳۱ مین ہے کہ "رسولخدا نے مکہ معظمہ سے ۱۴ ذیحجہ کو نماز صبح کے بعد مراجعت فرمائی اسیوقت قافلہ اپنے اپنے مقام سے روانہ ہو گیا" پس ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم پانچوین دن دوپہر کے بعد پہونچے۔ ابھی صرف تین منزلون کی مسافت ۸۲ میلوں کا راستہ طے ہوا ہے تقریباً دو حصہ مسافت کا ذو الحلیفہ تک پہونچنے کو باقی ہے جسکے ثبوت مین (کتاب چہار باب شاہ اہل اللہ برادر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صفحہ ۲۳ مطبوعہ مصطفائی محمود نگر لکھنؤ ۱۲۵۸ھ مین ہے کہ جحفہ بر سہ منزل از مکہ میقات شامیان است اور ذو الحلیفہ دہ منزل از مکہ میقات مدنیان است ۱۲

حاجی حلیم الدین اپنے رسالہ حج مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ ۱۹۲۱ء صفحہ ۷ مین لکھتے ہین "مدینہ منورہ کا سفر اکثر گیارہ دن مین طے ہوتا ہے بعض منزلین بہت سخت ہین ظہر سے سوار ہوتے ہین اور تمام رات چلتے ہین اور دوسرے دن آٹھ ۹ بجے جائے قیام پر پہونچتے ہین" غالباً انھین سخت منزلون کی وجہ سے یہ تین منزلین مکہ سے جحفہ تک پانچوین دن ۱۸ ذیحجہ کو دوپہر گذرنے پر طے ہو سکین باقی سات منزلین ذو الحلیفہ تک طے ہونے کے لئے باقی ہین جہان سے مدینہ منورہ چھ میل پر واقع ہے۔

ابو جعفر محمد بن جرير الطبري صاحب التفسير و التاريخ فجمع فيه مجلدين

کی طرف ابو جعفر محمد بن جریر طبری صاحب تفسیر و تاریخ نے خاص توجہ کی ہے اور دو جلدین مرتب کی ہین۔

عبارت مذکورہ مین ۱۸ر ذیحجہ کو یکشنبہ ۹ ذیحجہ عرفہ (جمعہ) یکم ذیحجہ (پنجشنبہ) ۲۹ ذیقعدہ (چہارشنبہ) ۲۵ ذیقعدہ (شنبہ) سے یعنی چار شبون باقی سے سفر حج فرمانا ۲۵ر ذیقعدہ سے قرار دیا ہے جسکی تفصیل مین حافظ ابن حجر عسقلانی اپنے فتح الباری شرح صحیح بخاری مجلد ۱۸۔ باب حجۃ الوداع صـ۸۵ مطبوعہ انصاری دہلی ۱۳۰۷ھ مین لکھتے ہین۔

من حديث ابن عباس ان خروجه من المدينة كان لخمس بقين من ذي القعدة اخرجه المصنف في الحج واخرجه هو و مسلم من حديث عائشة مثله وجزم ابن حزم بان خروجه كان يوم الخميس وفيه نظر لان اول ذي الحجة كان يوم الخميس قطعا لما ثبت و تواتر ان وقوفه بعرفة كان يوم الجمعة فتعين ان اول الشهر يوم الخميس فلا يصح ان يكون خروجه يوم الخميس بل ظاهر الخبر ان يكون يوم الجمعة لكن ثبت في الصحيحين عن انس صلينا الظهر مع النبي صلى الله عليه وسلم بالمدينة اربعا وبذي الحليفة ركعتين فدل على ان خروجهم لم يكن يوم الجمعة فما بقي الا ان يكون خروجهم يوم السبت ويحمل قول من قال لخمس بقين اي ان كان الشهر ثلاثين فاتفق ان جاء تسعا وعشرين فيكون يوم الخميس اول ذي الحجة بعد مضي اربعة ليال لا خمس وبهذا تتفق الاخبار هكذا جمع الحافظ

حدیث ابن عباس مین ہے کہ حضرت کا مدینہ سے روانہ ہونا اسوقت ہوا جبکہ ذیقعدہ کی پانچ راتین باقی تھین اور بخاری نے اس حدیث کو حج مین ذکر کیا ہے اور بخاری و مسلم نے حدیث عائشہ سے بھی مثل اسکے روایت کی ہے اور ابن حزم نے یقین کیا ہے کہ حضرت کی روانگی روز پنجشنبہ تھی مگر اس مین نظر (تامل) ہے اس لئے کہ اس سال پہلی ذیحجہ یقیناً پنجشنبہ کو تھی وہ بتواتر ثابت ہے کہ حضرت کا وقوف عرفہ فرمانا بروز جمعہ تھا تو معین ہوگیا کہ ذیحجہ کی پہلی پنجشنبہ تھی لہذا حضرت کی روانگی بروز پنجشنبہ نہین ہوسکتی بلکہ ظاہر خبر یہ ہے کہ حضرت کی روانگی بروز جمعہ ہوئی لیکن صحیحین مین انس نے روایت کی ہے کہ ہم لوگون نے نماز نبی صلوات اللہ علیہ کے ساتھ مدینہ مین چار رکعت ذوالحلیفہ مین دو رکعت پڑھی یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان حضرات کی روانگی بروز جمعہ نہ تھی لہذا اب کوئی بات باقی نہ رہی بجز اس کے کہ ہم قائل ہون کہ ان حضرات کی روانگی بروز شنبہ ہوئی اور انلوگون کا قول جنھون نے کہا ہے کہ پانچ راتین باقی رہی تھین اس سے مراد یہ ہو کہ اگر ۳۰ دن کا مہینہ ہو (تب پانچ راتین باقی رہینگی) مگر اتفاق یہ ہوا کہ ۲۹ کو چاند نکلا لہذا یوم پنجشنبہ پہلی ذیحجہ ہوئی چار راتون گذرے پر نہ پانچ راتون پر اور اس تقریر سے موافقت ہوجائیگی اخبار مین اور اسیطرح جمع کیا ہے۔

عماد الدین بن کثیر بین الروایات وقوی
هذا الجمع بقول جابر انه خرج لخمس
بقین من ذی القعدة او اربع وکان
دخوله صلی الله علیه وسلم مکة صبح رابعة
كما ثبت فی حدیث عائشة وذلك یوم
الاحد وهکذا ایؤید ان خروجه من
المدینة کان یوم السبت کما تقدم
فیکون مکثه فی الطریق ثمان لیال وهی
المسافة الوسطی

عماد الدین ابن کثیر نے روایات مین اور اس جمع کرنے
کی تقویت اس قول جابر سے کی ہے کہ انھون نے کہا ہے کہ حضرت
اسوقت روانہ ہوئے کہ پانچ راتین ذیقعدہ کی یا چار راتین
باقی تھین اور حضرت صلعم مکہ مین چوتھی ذیحجہ صبح
کو داخل ہوئے جیسا حدیث عائشہ مین ہے اور یہ
دن یکشنبہ تھا۔ یہ مؤید ہے اس بات کا کہ حضرت کی
روانگی بروز شنبہ ہوئی جیسا کہ گذرا اس بنا پر راستہ
مین حضرت کو آٹھ راتین گذرین یہ مسافت
وسطی ہے۔

عبارت مذکورہ حافظ ابن حجر سے ابن عباسؓ اور حضرت عائشہ کی روائتین جو متعدد طریقہ کی یحیٰی بن سعید کے واسطہ سے صحیحین (بخاری اور مسلم) مین مذکور ہین۔

نیز حضرت جابر کی روایت وہ بھی یحیٰی بن سعید کے واسطہ سے مروی ہے اور حضرت جابر کی دوسری روایت چوتھی ذیحجہ کے داخلہ کی ہے دیکھو صفحہ ۲۷۱

یہ سب کی سب ۲۵ ذیقعدہ یعنی پانچ شبون باقی ذیقعدہ کی ہین جس سے چوتھی ذیحجہ کی صبح داخلہ مکہ معظمہ تک کل ۹ راتین ہوئین جسکی ایک شب ۶ میل مدینہ سے باہر ذوالحلیفہ مین بسر فرمانے کی گذری اور ۲۶ ذیقعدہ کو ظہر کے بعد سے روانگی مسلسل ہے جسکی آنے والی شب ۲۷ ذیقعدہ و ۲۸ ذیقعدہ و ۲۹ ذیقعدہ و ۳۰ ذیقعدہ تا چوتھی ذیحجہ صبح ۸ راتین ہوئین۔

لیکن ۲۹ ذیقعدہ سے کل سات راتین ہوتی ہین جو دس منزلون کے طے کرنیکو بالکل ناممکن ہین اس لئے ۲۹ کی روایت چار شبون باقی ذیقعدہ کی تاریخ ہرگز صحیح نہین ہے اور نہ ہوسکتی ہے۔ ایسے ہی ۲۶ ذیقعدہ کی تاریخ سفر قرار دینا بھی صحیح نہین ہے اور جو حضرت جابر کی روایت مین پانچ باقی تھے یا چار کا فرضی پردہ ڈالا گیا ہے وہ بھی صحیح نہین ہے دیکھو صفحہ ۲۷۱-۲۷۰

کیونکہ یہ روایت اور صحیحین والی کل روایتین یحیٰی بن سعید کے واسطہ والی سب پانچ شبون باقی ذیقعدہ کی ہین۔ یہ سب روایتین صحاح ستہ کی ہین جنکی روایتون کو غیر صحاح ستہ کی فرضی روایت باطل نہین کرسکتی جبکہ اسکا وجود بھی نہ ہو۔ حضرت جابر کی روایت کو علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ مین اسی پانچ باقی ذیقعدہ پر سفر حج فرمانے کی وارد کی ہے اس مین کوئی ذکر پانچ یا چار باقی کا نہین ہے اور اگر ایسا ہوتا بھی تو اُس سے ۲۵ یا ۲۶ ذیقعدہ مراد لیا جاتا جیسا کہ بعض لوگون نے اختیار کیا ہے۔ ہم نے حاشیہ گذشتہ صفحہ ۲۷۵ مین ثابت کیا ہے کہ مکہ سے ذوالحلیفہ تک ۱۰ منزلین ہین جسمین صرف تین منزلین مکہ سے جحفہ غدیر خم تک پانچ دن مین طے ہوئین اور سات منزلین ابھی باقی ہین۔ اس لحاظ سے ماہ ذیقعدہ پانچ شبون باقی والی روایت سے کمی کی ترمیم ناممکن ہے ہم نے صحیحین کی روایت کو اور صحابہ کے بیان سے پانچ شبون باقی کی روایت صحیح مان لیا ہے ورنہ اس مدت مین بھی بالکل کلام ہے یہ منزلین آٹھ شبانہ روز مین ہرگز طے نہین ہوسکتین لوگون نے اسمین تصرف کرکے پانچ شبون کو بیان کیا۔

اور علاوہ اسکے صحیح مسلم اور سنن نسائی اور تفسیر جامع البیان طبری کی روایت سے ۹ر ذیحجہ عرفہ کو پنجشنبہ کہا گیا ہے جس سے یکم ذیحجہ (چہارشنبہ) ۲۹ر ذیقعدہ (سہ شنبہ) ۲۸ر ذیقعدہ (دوشنبہ) ۲۷ر ذیقعدہ (یکشنبہ) ۲۶ر ذیقعدہ (شنبہ) ۲۵ر ذیقعدہ (جمعہ) کا دن ہوتا ہے۔ جس جمعہ کو انکی روایت باطل کر چکی ہے پس ۲۹ر کی رویت ۴ شبون والی بالکل دروغ اور باطل ہے جس جمعہ عرفہ ۹ر ذیحجہ کی صحیح ہو جانے کے لئے یہ تمام کارروائیاں کی گئی ہین وہ یوم جمعہ اور شب جمعہ کی اختلاف روایت سے حدیث مضطرب مین داخل ہونا چاہیئے۔

انھین صحاح ستہ کی روایات ۲۵ر ذیقعدہ (۵ شبون باقی) سفر حجۃ الوداع سے یوم عرفہ جمعہ باطل ہو چکا ہے جسکو حافظ ابن کثیر ۲۵ر ذیقعدہ کو یوم شنبہ قرار دیکر ۴ شبون باقی سے یعنی ۲۹ر ذیقعدہ (چہارشنبہ) سے یکم ذیحجہ (پنجشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (جمعہ) کا دن ٹھہرا لائے ہین جسکو اہالی مکہ کے رویت پر حوالہ کرتے ہین۔ حالانکہ اس سفر حج مین رسول خدا کے ہمرکاب ایک لاکھ سے زائد صحابی تھے جو مدینہ سے مکہ یعنی شمال سے جنوب کی طرف سفر کر رہے تھے جس سے مغرب کے رُخ نظر پڑنا آسان تھا بلکہ لازمی طور سے ۲۹ تاریخ کو مطلع پر نظر ڈالنا اسلامی فرض تھا جو ضرور ہوا لیکن ۲۹ کی رویت نہین ہوئی جسکے لئے اہالی مکہ (گمنام) کے ۲۹ ذیقعدہ کی رویت سے عرفہ جمعہ کو حج کیا گیا اور مراجعت پر اہالی مدینہ کے ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ کی رویت سے یکم ذی الحجہ (جمعہ) جو حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ اور حضرت جابر کے پانچ شبون گذرے پر واقع ہوا یہ صحابہ حجۃ الوداع کے سفر مین ہمراہ رسول خدا تھے۔

چونکہ دروغ بات کبھی بنائے نہیں بنتی اس لئے حافظ ابن کثیر کو مجبوراً ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ سے یکم ذیحجہ جمعہ (۹ ذیحجہ عرفہ کو (شنبہ) ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو دوشنبہ) لانا پڑا۔

چنانچہ اسی فتح الباری شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی جلد ۱۸ صفحہ ۹۸ باب مرض النبی مین امام سہیلی کے جواب مین یکم ذیحجہ کو جمعہ کا دن ہونا قبول کرنا پڑا۔

وقد استشكل ذلك السهيلي ومن	لیکن امام سہیلی اور انکے تابعین نے اس قول پر کہ حضرت کی وفات
تبعه اعنى كونه مات يوم الاثنين ثانى	دوشنبہ کے دن بارہ ربیع الاول کو ہوئی بڑا بھاری اشکال
عشر شهر ربيع الاول وذلك انهم	وارد کیا ہے کیونکہ اسپر توسب کا اتفاق ہے کہ غرہ ذی الحجہ
اتفقوا على ان ذى الحجة كان اوله يوم	پنجشنبہ تھا اگر تینون مہینے پورے تیس ۳۰ دن کے ہون یا انتیس ۲۹
الخميس فمها فرضت الشهور الثلاثة	یا بعض تیس ۳۰ کا بعض انتیس ۲۹ کا تو کسی صورت سے
توام او نواقص او بعضها لم يصح و	تاریخ و دن ٹھیک نہین ہوتا اور علامہ بارزی اور حافظ
هو ظاهر لمن تامله واجاب البارزى	ابن کثیر نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ تینون
وابن كثير باحتمال وقوع الاشهر الثلاثة	مہینے پورے ۳۰ دن کے ہون مگر اہل مکہ و مدینہ مین
كوامل وكان اهل مكة والمدينة	اختلاف ہوا ہو باین طور کہ اہل مکہ نے ۲۹ ذیقعدہ
اختلفوا فى رويت هلال ذى الحجة	چہارشنبہ کی شام شب پنجشنبہ مین ذیحجہ کا چاند
فراه اهل مكة ليلة الخميس لم يراه	دیکھا ہو اور اہل مدینہ نے ۳۰ ذیقعدہ پنجشنبہ کی

اهل المدينة الا ليلة الجمعة فحصلت	شام شب جمعہ میں ذی حجہ کا چاند دیکھا ہو تو بسبب
الوقفة برويت اهل مكة ثم رجعوا	رویت اہل مکہ تردد ہوا جب مدینہ آئے تو
الى المدينة فارخوا برويت اهلها	یہاں کی رویت سے جمعہ پہلی ذی الحجہ قرار پائی
فكان اول ذی الحجة الجمعة واخره	(۱۰ ذالحجہ جمعہ ۹ ذیحجہ عرفہ شنبہ ۱۸ ذیحجہ دوشنبہ) ۲۹ ذیحجہ
السبت واول المحرم الاحد واخره	جمعہ ۳۰ ذیحجہ شنبہ اول محرم یکشنبہ ۳۰ محرم دوشنبہ
الاثنين واول الصفر الثلاثاء و	اور اول صفر سہ شنبہ ۳۰ صفر چہارشنبہ اول
اخره الاربعاء اول ربيع الاول	ربیع الاول پنجشنبہ ہیں ۱۲ ربیع الاول
الخميس فيكون ثانی عشر الاثنين	(دوشنبہ) ہوا۔

بالآخر ابن کثیر کو ۳۰ ذیقعدہ کامل سے یکم ذیحجہ (جمعہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (شنبہ) ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر (دوشنبہ) لانا پڑا جسکی وجہ سے تینوں مہینے ذیحجہ، محرم، صفر سے یکم ربیع الاوّل پنجشنبہ ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ ہوا۔

یہ جواب ابن کثیر کا خلاف اصول کے صحیح نہیں ہے جمہور ارباب سیر ابن اسحاق[1]، واقدی[2]، ابن سعد[3]، ابو عمر[4] صاحب استیعاب، ابن اثیر صاحب اسد الغابہ فی الصحابہ، صاحب تاریخ مراة الزمان سبط ابن جوزی[6] (سیرت) دمیاطی[11] و صاحب عیون[8] الاثر، اور صاحب المنتقی[9] کازرونی، و مغلطائی[10] وغیرہ میں ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) یعنی یکم صفر (پنجشنبہ) ۱۲ صفر (دوشنبہ) آچکا ہے اور جواب مذکورہ میں ۳۰ صفر (چہارشنبہ) یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) لائے ہیں جسکی وجہ سے ۹ ذیحجہ عرفہ یوم شنبہ سے ۳۰ صفر چہارشنبہ تک ۸۱ دن ہوتے ہیں لیکن ماہ صفر اور اسکے ساتھ یوم چہارشنبہ واقع ہوا پھر بھی ۹ ذیحجہ عرفہ کو شنبہ اور ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو دوشنبہ آیا جو تاریخ بدایۃ والنہایۃ ابن کثیر میں یکشنبہ لایا گیا ہے اور بارہ[12] ربیع الاول تک ۹۳ دن ہوتے ہیں اسی مدت کو ۱۴ ربیع الاوّل پر صاحب سیرۃ حلبی نے اختیار کیا ہے دیکھو صفحہ ۱۲۷ کتاب ہذا۔

اور سیرت انسان العیون حلبی جلد ۳ صفحہ ۳۸۲ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ اور صفحہ ۳۹۱ مطبوعہ بار ثانی ۱۳۲۹ھ میں ہے۔

توفی رسول الله صلی الله عليه وسلم وهو فی	وفات فرمائی رسول اللہ صلوات اللہ علیہ نے صدر عائشہ
صدر عائشة وذلك يوم الاثنين حين زاغت	پر اور یہ دوشنبہ کا دن تھا بوقت ترچھے ہوجانے آفتاب
الشمس لاثنتی عشرة ليلة خلت من ربيع الاول	کے جبکہ بارہ راتیں خالی ہوئیں ربیع الاول کی ایسے ہی ذکر
هكذا ذكر بعضهم وقال السهيلی لايتصور ان يكون	کیا ہے بعضوں نے اور سہیلی نے کہا ہے نہیں صحیح ہے یہ
وفاته يوم الاثنين الا فی ثالث عشرة اورابع	کہ ہو وفات دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول مگر ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول
عشرة لاجماع المسلمين	اجماع مسلمین سے۔

[11] توثیق (دمیاطی) تذکرۃ الحفاظ ذہبی میں ہے الدمیاطی شیخنا الامام العلامۃ الحافظ الحجۃ الفقیہ النسابۃ شیخ المحدثین شرف الدین ابو محمد عبد المومن بن خلف بن ابی الحسن الیونی الدمیاطی الشافعی الخ

ایضاً کشف الظنون حصہ اول میں بذکر سیرت مذکور ہے وصنف فیہ الحافظ الکبیر عبد المومن بن خلف الدمیاطی المتوفی خمس وسبعمائۃ ۷۰۵ھ

ایضاً سیرۃ النبی (شبلی) ج۔ اول میں ہے۔ سیرۃ دمیاطی حافظ عبد المومن دمیاطی المتوفی ۷۰۵ھ کی تصنیف ہے اس کتاب کا نام المختصر من سیرۃ سید البشر ہے۔

امام سہیلی بارہ ربیع الاول دوشنبہ کے وفات سے انکار کرکے آگے تجاوز کرگئے اور ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) وفات اجماع مسلمین سے کہتے ہین حالانکہ خود انکا قول ۲۸ صفر (چہارشنبہ) ۲۹ صفر (پنجشنبہ) جس سے یکم صفر (پنجشنبہ) بارہ صفر (دوشنبہ) آتا ہے دیکھو حاشیہ صـ۳۳ کتاب ہذا۔

پھر اسکے بعد یکم ربیع الاول (پنجشنبہ) ۱۲ ربیع الاول (دوشنبہ) نہین آسکتا۔ خود امام سہیلی اور ابن اسحاق سے (جن کے سیرۃ کے شارح ہین) ۲۹ صفر پنجشنبہ سے یکم صفر (پنجشنبہ) ۱۲ صفر (دوشنبہ) ہے بلکہ کل ارباب سیر اسی مغالطہ مین آگئے جس کے بعد یکم ربیع الاول (جمعہ) بارہ ربیع الاول (سہ شنبہ) ہوتا ہے یعنی گیارہ ربیع الاول دوشنبہ (وفات النبی) صحیح صحیح برآمد ہوئی لیکن امام سہیلی اپنے زعم مین ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) عرفہ ۹ ذی الحجہ جمعہ کے خیال مین لاتے ہوئے سمجھے ہوئے ہین جو انکا خیال غلط ہے کیونکہ ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) سے مراجعت مین ۲۵ صفر (دوشنبہ) یکم ربیع الاول (سہ شنبہ) ۱۴ ربیع الاول دوشنبہ کثیر الوقوع بسیطہ سے ہوا۔ دیکھو نقشہ جنتری نمبر ایک ابن سعد کا پہلا خانہ صـ۱۹ جسمین ۱۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۹ ذیحجہ شنبہ ہے اگر ماہ صفر ۳۰ کا لیا جائے تو یکم صفر (چہارشنبہ) ۱۳ ربیع الاول (دوشنبہ) ممکن الوقوع کبیسہ سے ہوتا ہے دیکھو نقشہ جنتری حرف (ب) ممکن الوقوع کا دوسرا خانہ صـ۲۱ اس مین بھی ۱۸ ذیحجہ (دوشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ کو (شنبہ) ہوا۔

واضح ہو کہ حافظ ابن کثیر کے اوس قول سے جو اوپر گذرا ۹ ذیحجہ عرفہ سے بارہ ربیع الاول تک ترانوے ۹۳ دن اور سہیلی کے ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول اجماع مسلمین سے ترانوے ۹۳ دن ہوتے ہین۔ چونکہ آیہ اکمال دین کے نازل ہونے کے بعد رسولخدا اکاسی دن زندہ رہے اس لئے ۹ ذیحجہ عرفہ کی روایت دروغ ثابت ہوگئی اور ۱۸ ذیحجہ سے ۱۴ ربیع الاول تک ۸۴ دن اور گیارہ ربیع الاول پر اکیاسی دن ہوتے ہین۔ جس سے چار دن کا فرق گیارہ سے چودہ ربیع الاول تک ہوتا ہے، از روے حدیث اکیاسی ۸۱ یوم کی مدت صحیح ملجاتی ہے اور ۹۳ دن والی مدت صحیح نہین ہوتی جس سے بارہ دن کا تفاوت ہوجاتا ہے۔ اگر اجماع مسلمین والے ۱۳ یا ۱۴ ربیع الاول (دوشنبہ) قرار دیا جائے تو اس سے ۱۸ ذیحجہ کو دوشنبہ کا دن اور عرفہ کو سنیچر کا دن ہے اور سنیچر کے دن کی کوئی روایت نہین اور دوشنبہ کے دن کی یہ روایت ہے جسکو حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری۔ ج۔ ۱۸ صـ۱۶۸ باب قولہ الیوم اکملت لکم دینکم مین (جس روایت مین سفیان نے عرفہ کے دن جمعہ ہونے مین شک کیا) وارد کیا ہے۔

ما اخرجہ الطبری بسند فیہ ابن لھیعۃ عن ابن عباس ان ھذہ الآیۃ نزلت یوم الاثنین ۔	ابن جریر طبری نے ابن لہیعہ کے طریق ابن عباس کی سند سے کہا ہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم بروز دوشنبہ نازل ہوا۔

حافظ ابن حجر نے جس روایت مذکورہ کا طبری کی سند سے ابن لہیعہ کے واسطہ ابن عباس سے روایت کی ہے وہ سورۂ مائدہ کے ساتھ ہے جسکو حافظ موصوف نے چھوڑکر صرف آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کو بیان کیا ہے۔

اور حافظ مغلطائی نے اپنی سیرت المصطفی مین صرف سورہ مائدہ کا ذکر کیا ہے۔ دیکھو صـ۱۸۲ کتاب ہذا جس کی پوری حدیث تفسیر جامع البیان طبری۔ ج۔ ۶ صـ۴۷ مطبوعہ سنہ ۱۳۲۱ھ سے نقل کیجاتی ہے۔

(۱)

قال ابن[۱] جریر حدثنی المثنی ثنا اسحاق	کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی مجھ سے مثنی نے کہا حدیث
قال اخبرنا محمد[۲] بن حرب قال ثنا ابن لهیعة[۳]	کی ہم سے اسحاق نے کہا خبر دی ہم کو محمد بن حرب نے کہا حدیث
عن خالد[۴] بن ابی عمران عن حبیش عن	کی ہم سے ابن لہیعہ نے خالد بن ابی عمران سے اس نے
عن ابن عباس انزلت سورة المائدة یوم	حبیش سے اُسنے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ
الاثنین، الیوم اکملت لکم دینکم	الیوم اکملت لکم دینکم روز دوشنبہ نازل ہوا۔

اس حدیث سے سورہ مائدہ کے بعد ہی آیہ اکمال دین کا نزول ایک ہی دن میں ثابت ہوا۔ پس ۱۸ ذی الحجہ یوم غدیر کو کامل سورہ نازل ہونا واضح ہوگیا۔ اس حدیث میں مثنی لکھا ہے جو ابن المثنی محقق ہوتا ہے کتب رجال سے ابن جریر طبری کا محمد بن المثنی اور محمد بن بشار سے سماعت حدیث کرنا پایا جاتا ہے جیسا کہ ترجمہ ابن جریر (حاشیہ) میں ہے۔

ابن جریر آخر ۲۲۴ھ میں پیدا ہوا ۳۱۰ھ میں رحلت کی اور ابن المثنی و محمد بن بشار ایک ہی ۱۶۷ھ میں متولد ہوئے اور ایک ہی ۲۵۲ھ میں فوت ہوئے اور اسحاق بن راہویہ ۱۶۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۳۸ھ میں فوت ہوئے جنھوں نے محمد بن حرب المتوفی ۱۹۲ھ سے روایت کی ہے اور محمد بن حرب نے ابن لہیعہ المتوفی ۱۷۴ھ سے۔ پس یہ روایت صحیح ترین روایتوں سے ہے۔ ابن المثنی کل صحاح ستہ کی رواۃ سے اور اسحاق بن راہویہ (بخاری ومسلم وترمذی وابوداؤد اور نسائی) ۵ صحاح کے رواۃ سے ہیں جنھوں نے محمد بن حرب ثقہ صالح الحدیث اور خیار الناس سے انھوں نے ابن لہیعہ قاضی صدوق سے

---

[۱] (ترجمہ ابن جریر طبری) تہذیب الاسماء واللغات علامہ محی الدین نووی صفحہ ۷۸ مجلد اول طبع مصر میں ہے (ابن جریر) محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری وهو فی طبقة الترمذی والنسائی سمع عبد الملك بن ابی الشوارب واحمد بن منیع البغوی ومحمد بن حمید الرازی والولید بن شجاع وابا کریب محمد بن العلاء ویعقوب بن ابراهیم الدورقی وابا سعید الاشج وعمرو بن علی ومحمد بن المثنی ومحمد بن بشار وغیرهم من شیوخ البخاری ومسلم حدث عنه احمد بن کامل ومحمد بن عبد الله الشافعی ومخلد بن جعفر وخلائق الخ [۲] توثیق (محمد بن حرب) تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر میں ہے محمد بن حرب الخولانی ابو عبد الله الحمصی المعروف بالابرش کاتب محمد بن الولید الزبیدی روی عن الاوزاعی وابن جریج ومحمد بن زیاد الالهانی وعمر بن رؤبة التغلبی وابی مهدی سعید بن سنان وابی سلمة سلیمان بن سلیم الکنانی وعبید الله بن عمر العمری وغیرهم روی عنه ابو مسهر وخالد بن خلی وحیوة بن شریح وعیسی بن المنذر الحمصی ومحمد بن وهب بن عطیة وابراهیم بن موسی الرازی ویحیی بن عبد ربه الحمصی وهارون الحمال وحاجب بن الولید المنبجی وداود بن رشید واسحاق بن راهویه وکثیر بن عبید ومحمد بن مصفی وهشام بن عمار وابو التقی هشام بن عبد الملك الیزنی وابو الربیع سلیمان بن داود العبادی الاحول وموسی بن مروان الرقی ومحمد بن صدقة الجبلانی وعمرو بن عثمان بن سعید بن کثیر بن دینار وآخرون قال ابن سعد ولی قضاء دمشق قال المروزی عن احمد لیس به باس وقدمه علی بقیة وقال عثمان الدارمی قلت لابن معین فبقیة کیف حدیثه قال ثقة قلت هو احب الیك او محمد بن حرب قال ثقة وثقة وقال عثمان هو الابرش الحمصی ثقة وقال العجلی ومحمد بن عوف والنسائی ثقة قال ابو حاتم صالح الحدیث وقال هشام بن الصدیق محمد بن حرب الخولانی وکان خیار الناس ذکره ابن حبان فی الثقات وقال مات (۱۹۲) وقال یزید بن عبد ربه وعمرو بن عثمان مات سنة اربع وتسعین ومائة (۱۹۴) [۳] توثیق ابن لهیعة تقریب التہذیب حافظ ابن حجر میں ہے عبد الله بن لهیعة بفتح اللام وکسر الهاء ابن عقبة الحضرمی ابو عبد الرحمن المصری القاضی صدوق من السابعة خلط بعد احتراق کتبه ورایة ابن مبارك وابن وهب عنه اعدل من غیرهما وله فی مسلم بعض شیء مقرون مات سنة اربع وسبعین وقد ناف علی الثمانین۔ [۴] توثیق (خالد) اسی تقریب التہذیب میں ہے خالد بن ابی عمران التجیبی ابو عمر قاضی افریقیة فقیه صدوق من الخامسة مات سنة خمس ویقال سنة تسع وعشرین للضعفاء ثقات ابن سعد میں ہے خالد بن ابی عمران من اهل تونس عن افریقیة وکان ثقة ان شاء الله کان لا باس به

[۵] توثیق (حبیش) تہذیب التہذیب ابن حجر میں ہے حبیش بن شریح الحبشی ابو حفصة ویقال ابو حفص الشامی روی عن الاشعث بن قیس وعبادة بن الصامت ومعاویة وعنه ابراهیم بن ابی عبلة وعلی بن ابی حملة قال دحیم ادرك عبادة وحفظ عنه روی له ابو داود حدیثاً واحداً اول ما خلق الله القلم وفی اسناده اختلاف قلت ذکره ابو نعیم فی الصحابة وصحح انه تابعی وذکره ابن حبان فی ثقات التابعین وقال کان من اهل القدس۔

انھون نے خالد بن ابی عمران فقیہہ صدوق ثقہ سے اُنھون نے حبیش صحابی یا تابعی ثقہ کے واسطہ ابن عباس حبر امت سے روایت کی ہے کہ سورۂ مائدہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم بروز دوشنبہ نازل ہوا جو ابن کثیر کے یکم ذیحجہ (جمعہ) سے ۹ ذیحجہ عرفہ کو (شنبہ) اور ۱۹ ذیحجہ یوم غدیر کو دوشنبہ اور مراجعت مین ۲۵ ذیقعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع مین جبکہ پانچ راتین ذیقعدہ کی باقی تھیں یوم (شنبہ) واقع ہوتا ہے۔

پس اس حدیث نے یوم عرفہ (جمعہ) یا پنجشنبہ والی کل روایتوں کو عموماً اور امام نسائی کی مخرجہ وہ روایت جسکو انھون نے اسحاق بن ابراہیم یعنی ابن راہویہ سے صلہ۲۷ و ۲۸ مین روایت کی ہے باطل کر دیا کیونکہ ابن راہویہ کا اُس روایت مین پنجشنبہ کہنا اور اس روایت مین دوشنبہ لانا معارض ہوتا ہے۔

جب ہم عرفہ والی روایت کے ابطال سے کماحقہ فارغ ہو چکے تو ہمکو ۱۸ ذیحجہ کے دن کے متعلق تحقیق کرنا ہے کیونکہ اس تاریخ مین دوشنبہ کے متعلق کلام ہے اس لئے کہ ابن عباس کی روایت سے آیہ اکمال دین کے نازل ہونے کے بعد رسول خدا ۸۱ دن زندہ رہے یعنی اکیاسیوان[۸۱] دن دوشنبہ ہونا چاہئے اور پنجشنبہ کا اکیاسیوان[۸۱] دن دوشنبہ اور بیاسیوان[۸۲] دن سہ شنبہ ہوتا ہے اور ۱۸ ذیحجہ کا اکیاسیوان دن ۱۱ ربیع الاول اور بیاسیوان[۸۲] بارہ ربیع الاول ایسے ہی ۹ ذیحجہ عرفہ سے نوّے[۹۰] دون پر ۱۱ ربیع الاول اور اکیانوّے[۹۱] دون پر بارہ ربیع الاول ہر نقشہ جنتری کثیر الوقوع بسیطہ سے ملیگا۔

پس ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر خم کو پنجشنبہ کا دن ہوا جسکی تائید کی روایت براء بن عازب کی نمبر ۹ بخاری کے صـ۱۷۹ مین نقل ہے اور ابو سعید خدری کی روایت صـ۶۴ و ۶۸ و صفحہ ۲۵۴ کتاب ہذا مین ہے۔

اور ابن جریج کی مخرجہ روایت اکیاسی[۸۱] شبوں والی جسکو ابن جریر طبری نے اخراج کی ہے۔ دیکھو صـ۱۷۶ کتاب ہذا ابن جریر طبری کی مخرجہ روایت ابن اسحاق کی سند کی جسمین رسول خدا کا آخری ماہ صفر یعنی ۲۸ صفر مین بیمار ہونا وارد ہے

"تاریخ الرسل والملوک صفحہ ۱۷۹۴ مین یہ حدیث ہے

قال ابن جریر حدثنا ابن حمید قال ثنا سلمہ	کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی ہم سے ابن حمید نے کہا حدیث کی ہم سے
عن محمد بن اسحاق[۱] عن عبد الرحمن بن الحارث	سلمہ نے ابن اسحاق سے اُسنے عبد الرحمن بن حارث بن عیاش

[۱] توثیق (ابن اسحاق) یہ ابن اسحاق تابعی ہین انکا یہ رتبہ ہے کہ شعبہ بن الحجاج (جنکو بخاری نے امیر المومنین فی الحدیث کہا ہے) نے امیر المومنین فی الحدیث کہا ہے چنانچہ تاریخ دول الاسلام ابو عبد اللہ ذہبی مین ہے وفی سنہ خمسین ومائۃ (وفیہا) مات محمد بن اسحاق بن یسار المدنی صاحب السیرۃ الذی یقول فیہ شعبۃ کان ابن اسحاق امیر المومنین فی الحدیث"۔ پس اس نہج سے ابن اسحاق بخاری کا امیر المومنین فی الحدیث ہوا جامع الترمذی نے اپنے صحیح مین ابن اسحاق سے بہت روایتین نکالی ہین اور ذیل کی حدیث خود بخاری کی سند احمد بن خالد کے واسطہ سے ابن اسحاق کے سند سے ابو ہریرہ تک اپنے صحیح مین وارد کی ہے چنانچہ صحیح ترمذی جلد ثانی باب ثقیف اور بنی حنیفہ کے بیان مین ہے قال الترمذی حدثنا محمد بن اسمعیل نا احمد بن خالد[۲] الحمصی نا محمد بن اسحاق عن سعید بن ابی سعید المقبری عن ابیہ عن ابی ہریرۃ قال اہدی رجل من بنی فزارۃ الی النبی صلعم ناقۃ من قبلہ الذی کانوا اصابوا بالغابۃ فعوضہ منہا بعض العوض الخ وہذا اصح من حدیث یزید بن ہارون

[۲] تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی مین ہے احمد بن خالد بن موسیٰ ویقال ابن محمد الوہبی الکندی ابو سعید ابن ابی خالد الحمصی روی عن محمد ابن اسحاق وشیبان ویونس بن ابی اسحاق وغیرہم روی عنہ البخاری فی جزء القرأۃ وغیرہ والذہلی وعمرو ابن عثمان الحمصی ومحمد ابن عوف ومحمد بن مصفی وعمران بن بکار وابو زرعۃ الدمشقی ونقل عن یحیی بن معین انہ ثقۃ وقال ابن ابی عاصم مات سنہ ۲۱۴ھ۔

بن العیاش بن ابی ربیعۃ ابتداء شکوٰہ صلعم — بن ابی ربیعہ سے کہ شکایت مرض النبی صلعم کی جس میں

شکوہ النبی قبضہ اللہ عزوجل فیھا — خدا نے اپنے جوار رحمت میں لیا وہ ماہ صفر کے

ما اراد بہ من رحمتہ وکرامتہ فی لیال — باقی شبوں میں واقع ہوئی۔

بقین من صفر

مؤیدات

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری للامام عینی حنفی۔ ج ۸ ص۴۳۷ باب مرض النبی مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۸ھ کے ہے۔

قال الواقدی قالوا بدئ برسول — کہا ہے واقدی نے کہ شروع ہوا مرض النبی بروز چہارشنبہ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاربعاء — (۲۸ صفر) جبکہ دو راتیں صفر کی باقی تھیں۔

للیلتین بقیتا من صفر

اور اسی جلد کے ص۵۴۴ باب بعث النبی اسامۃ بن زید میں یہ حدیث ہے

قال ابن اسحاق لما کان یوم الاربعاء — کہا ہے ابن اسحاق نے جبکہ چہارشنبہ کا دن (۲۸ صفر)

للیلتین بقیتا من صفر بدئ برسول — ہوا کہ دو راتیں ماہ صفر کی باقی رہیں تو رسول خدا

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجعہ وصدع — کو درد اور تپ اور درد سر شروع ہوا۔

اور خود ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ مذکورہ کے ص۱۷۹۵ میں واقدی کی سند کی یہ روایت کی ہے

قال الواقدی بدئ رسول اللہ صلی اللہ — واقدی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلوات اللہ علیہ وآلہ

علیہ وسلم وجعہ للیلتین بقیتا من صفر — کو درد شروع ہوا جبکہ دو راتیں صفر کی رہ گئیں۔

یہ تیسری حدیث ابن جریر طبری کی مخرجہ ابن حمید کے واسطہ ابن اسحاق کے سند کی تاریخ مذکورہ کے ص۱۸۳۴ سے نقل کی جاتی ہے۔

قال ابن جریر ثنا ابن حمید[1] قال ثنا سلمۃ — کہا ابن جریر طبری نے حدیث کی ہم سے ابن حمید نے کہا

---

[1] توثیق ابن حمید) تہذیب التہذیب ج۹ لابن حجر میں ہے محمد بن حمید بن حیان التمیمی الحافظ ابو عبد اللہ الرازی روی عن یعقوب بن عبد اللہ القمی وابراہیم بن المختار وجریر بن عبد الحمید وابن المبارک ومہران بن ابی عمر وھارون بن المغیرۃ وابی تمیلۃ یحیی بن واضح وسلمۃ بن الفضل وعبد اللہ بن عبد القدوس وابی زہیر عبد الرحمن ابن المغراء والفضل بن موسی السینانی ونعیم بن میسرۃ النحوی وحکام بن سلم والحکم بن بشیر بن سلمان وزید بن حباب وابی داؤد الطیالسی وعلی بن ابی بکر الاسفذنی ویحیی بن حریس وجماعۃ وعنہ ابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ واحمد بن حنبل ویحیی ابن معین ومانا قبلہ وعبد اللہ بن عبد الصمد بن ابی خداش وھو من اقرانہ ومحمد بن اسحاق الصاغانی ومحمد بن یحیی الذھلی وصالح بن محمد الاسدی واحمد بن علی الابار وجعفر بن احمد بن نصر الحافظ وحسن بن علی المعمری وعبد اللہ بن احمد بن حنبل وابو بکر بن ابی الدنیا ومحمد بن ھارون الرویانی والقاسم بن زکریا المطرزی ومحمد بن جریر الطبری وعبد اللہ بن محمد البغوی قال ابو زرعۃ الرازی من فاتہ ابن حمید یحتاج الی ینزل فی عشرۃ الاف حدیث وقال عبد اللہ بن احمد عن ابیہ لا یزال بالری علم مادام محمد بن حمید حیا × × × × قال ابن خیثمۃ سئل عنہ ابن معین ثقۃ لا باس بہ رازی کیس قال علی بن الحسین بن الجنید عن ابن معین ثقۃ وقال ابو العباس بن سعید سمعت جعفر بن ابی عثمان الطیالسی یقول ابن حمید ثقۃ الخ بطولہ قال البخاری مات سنۃ ثمان واربعین ومائتین سنہ ۲۴۸ھ

عن محمد بن اسحاق عن صالح بن کیسان	حدیث کی ہم سے سلمہ نے محمد ابن اسحاق سے اُس نے صالح
عن الزهری عن عبید الله بن عبد الله	بن کیسان سے اُس نے زہری سے اُس نے عبید اللہ
بن عتبۃ عن عائشۃ قالت و توفی	بن عبد اللہ بن عتبہ سے اس نے حضرت عائشہ سے
رسول الله صلعم لاثنتی عشر لیلۃ	روایت کی ہے کہ وفات فرمائی رسول اللہ صلعم نے جبکہ
مضت من شهر ربیع الاول فی الیوم	بارہ راتیں گذریں مہینہ ربیع الاول کی اُس دن
الذی اقدم فیه المدینۃ مهاجرًا	میں کہ داخل ہوئے تھے رسول خدا ہجرت کرکے
فاستکمل فی هجرۃ عشر سنین	مدینہ میں پس دس سال کامل ہوئے۔

چونکہ حضرت مدینہ منورہ میں بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کے دن داخل ہوئے اس لئے بارہ ربیع الاول وفات بھی لکھ گیا ہے ابن اسحاق کی یہ روایت بارہ ربیع الاول دوشنبہ کے داخلہ مدینہ کی تاریخ معارف ابن قتیبہ صد ۵ سے لکھی جاتی ہے

واما محمد ابن اسحاق دخل رسول الله	اور محمد ابن اسحاق سے روایت ہے کہ رسول خدا
صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرہ لیلۃ	صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ کے دن
خلت من ربیع الاول	جبکہ بارہ راتیں خالی ہوئیں (مدینہ منورہ) میں داخل ہوئے

یہ داخلہ مدینہ منورہ کا دس سال وفات سے پہلے بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو ہوا جسکی پہلی تاریخ کو (پنجشنبہ) تھا اور دس سال بعد بارہ ربیع الاول کو جو ۲۸ صفر کا چودھواں دن تھا یعنی چہارشنبہ کا چودھواں روز سہ شنبہ ہوا اور ۲۹ صفر پنجشنبہ سے یکم صفر پنجشنبہ بارہ صفر دوشنبہ خود ابن اسحاق کے قول کے مطابق آچکا تھا۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ماہ صفر کا پنجشنبہ و دوشنبہ بکر یکم ربیع الاول و بارہ ربیع الاول میں آجائے جس سے سنہ ۱۱ھ کا سال گیارہ مہینہ کا قرار پاتا ہے اور یہ محال ہے

پس یکم ربیع الاول (جمعہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ کو ۱۰ برس کامل ہوگئے۔

ابن جریر طبری نے ابن حمید کے واسطہ سے تین حدیثیں وارد کی ہیں جن سب میں ابن اسحاق واقع ہے جس کی پہلی روایت تاریخ سفر حجۃ الوداع اور دوسری تاریخ مرض النبی اور تیسری تاریخ وفات النبی۔ لیکن تاریخ مرض النبی اور وفات النبی میں ایک دن کا فرق ہے دونوں باہم مطابق ہوکر ایک ساتھ نہیں چلتے اس لئے ساتواں نقشہ جنتری کثیر الوقوع یعنی بسیطہ کا حرف (طا و طبری) کے نام سے دو دو خانوں کا مرتب کیا گیا جسکا پہلا خانہ بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) کی مراجعت سے ۲۵ ذو قعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع تک کی (دوشنبہ) واقع ہوتا ہے جو بارہ ربیع الاول (دوشنبہ) پر منتہی ہے۔

اور دوسرا خانہ ۲۸ صفر (چہارشنبہ) کے مراجعت سے ۲۵ ذو قعدہ تاریخ سفر حجۃ الوداع تک کہ (سہ شنبہ) پڑتا ہے جو بارہ ربیع الاول (سہ شنبہ) پر منتہی ہوا۔

انھیں ہر دو خانوں کا ایک ایک نقشہ ۲۵ ذو قعدہ سنہ ۱۰ھ تاریخ سفر حجۃ الوداع سے ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ تاریخ وفات ابوبکر تک مرتب کیا گیا ہے۔ پہلے خانہ کا تائیدی نقشہ (چہارم) ہے دیکھو صد ۲۴

اور دوسرے خانہ کا تائیدی نقشہ (دوم) ہے دیکھو صفحہ (۱۸)

تنبیہ ان ہر دو نقشون سے اس امر کا انکشاف ہوتا ہے کہ جو دن ۲۵ ذوقعدہ سنہ ۱۰ھ مین پڑیگا وہی دن ۹ ذیحجہ عرفہ سنہ ۱۰ھ اور تیسری ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ وفات جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا مین اور جو دن اٹھارہ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ مین واقع ہوگا وہی دن ۲۲ و ۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ اور ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ وفات ابوبکر مین پڑیگا۔

چنانچہ نقشہ (دوم) صفحہ ۱۸ ملاحظہ ہو جسمین تیسری ماہ رمضان سنہ ۱۱ھ (سہ شنبہ) خود تاریخ طبری کے مطابق صحیح پڑتا ہے چنانچہ تاریخ الرسل والملوک کے صفحہ ۱۸۶۹ مین بذکر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے مذکور ہے۔

ماتت فاطمةؑ ابنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ	وفات جناب سیدہ فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ شب سیوم
وسلم لیلة الثلاثاء لثلث خلون من شهر رمضان	سہ شنبہ ماہ رمضان میں واقع ہوئی۔

جو کہ ابن جریر طبری نے ابن اسحاق کی سند سے تینوں حدیثین (تاریخ سفر حج و مرض النبی و وفات النبی) اخذ کی ہین جنھون نے ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ یوم جمعہ کی روایت کی ہے دیکھو نمبر (۱۲) صفحہ ۳۲۹ کتاب ہذا۔

جسکا یہ مطلب ہے اگر ۲۲ جمادی الثانی کو رحلت ہے تو پنجشنبہ اگر ۲۳ جمادی الثانی کو وفات ہے تو جمعہ کا دن واقع ہوا دیکھو نقشہ (دوم) صفحہ ۱۸ جسمین ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ اور ۲۲ و ۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ پنجشنبہ اور ۲۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳ھ پنجشنبہ ۲۳ جمادی الثانی جمعہ پڑتا ہے۔ پس ساتوان نقشہ جنتری کثیر الوقوع بسیطہ (طار طبری) کا دوسرا خانہ صحیح ہوگیا۔ یہی ثابت کرنا تھا۔

اب یہان سے تفسیر جامع البیان طبری جلد ۶ سے سورۂ مائدہ اور اسکی آخری آیتونکے بارےمین تحقیق کیجاتی ہے

(۲)

قال ابن جریر حدثنا ابن حمید قال ثنا	کہا ابن جریر نے حدیث بیان کی ہم سے ابن حمید نے کہا
جریر عن لیث عن شهر بن حوشب	حدیث کی ہم سے جریر نے لیث سے اُسنے شہر بن حوشب سے
عن اسماء بنت یزید قالت نزلت	اُسنے اسما بنت یزید سے روایت کی ہے نازل ہوا سورۂ
سورة المائدة جمیعًا وانا آخذة بزمام	مائدہ کامل اور اسوقت مین مہار ناقہ عضباء رسول اللہ کو
ناقة رسول اللہ العضباء فکادت تنقلها	پکڑے ہوئی تھی وہ کہتی ہین کہ اسوقت بارے اس سورہ
ان یدق عضد الناقة	کے قریب تھا کہ شانۂ ناقہ کے چور چور ہوجاہین۔

مؤیدات

تفسیر مجمع البیان طبرسی[1] صفحہ ۲۷۸ مطبوعہ طہران مین ہے۔

---

[1] توثیق (صاحب تفسیر مجمع البیان طبرسیؒ) منہج المقال صفحہ ۲۶۹ مطبوعہ طہران مین ہے الشیخ الامام امین الدین ابو علی الفضل بن الحسن الفضل الطبرسی ثقة فاضل دین عین له تصانیف منها مجمع البیان فی تفسیر القرآن عشر مجلدات × × × قال ابن شهر آشوب علیه الرحمه فی معالم العلماء شیخی ابو علی الطبرسی له مجمع البیان فی معانی القرآن الخ مات سنہ ۵۴۸ھ

عن ابی حمزۃ الثمالی قال سمعت ابا عبد اللہ یقول نزلت المائدۃ کملاً و نزل معہا سبعون الف ملک

ابی حمزہ ثمالی نے ابوعبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ کامل نازل ہوا جسکے ساتھ ستر ہزار فرشتے آئے تھے۔

ایضاً العیاشی[۱] باسنادہ عن عیسی بن[۲] عبد اللہ[۳] عن ابیہ عن جدہ عن علی قال کان القرآن ینسخ بعضہ بعضاً انما یوخذ من امر رسول اللہ صلعم باخذہ وکان من اٰخر ما نزل علیہ سورۃ المائدۃ نسخت ما قبلہا ولم ینسخہا شیٔ

عیاشی نے اپنے اسناد کے ساتھ عیسی بن عبد اللہ سے روایت نقل کی ہے اُس نے اپنے باپ عبد اللہ سے اُسنے اپنے باپ (محمد) سے اُسنے اپنے باپ (عمر) سے انھوں نے علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ قرآن کی بعض آیتیں ناسخ ہیں اور منسوخ آخر سورۃ جو رسول خدا پر نازل ہوئی وہ سورہ مائدہ ہے اور یہ سورہ ناسخ اپنے ماقبل کی ہے اور کوئی آیت اسکی ناسخ نہیں۔

اور تفسیر در منثور سیوطی مجلد ثانی صفحہ ۲۵۲ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۱۴ھ میں ہے

واخرج احمد وعبد[۴] بن حمید وابن جریر ومحمد بن نصر فی الصلوۃ والطبرانی وابو نعیم فی الدلائل والبیہقی فی شعب الایمان عن اسماء بنت یزید قالت انی لاٰخذۃ بزمام العضباء ناقۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذ نزلت المائدۃ کلہا فکادت من ثقلہا تدق عضد الناقۃ

امام احمد نے اور عبد بن حمید نے اور ابن جریر نے اور محمد بن نصر نے اور طبرانی نے اور ابو نعیم نے اور بیہقی نے اسماء بنت یزید سے روایت کی ہے کہ میں مہار ناقہ عضبا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکڑے ہوئے تھی کہ رسولخدا پر پورا سورۃ مائدہ نازل ہوا۔ وہ کہتی ہیں کہ اُس وقت بارے اُس سورہ کے قریب تھا کہ شانے ناقہ کے چورچور ہوجائیں۔

---

[۱] (عیاشی رح) کتاب فہرست ابن الندیم صفحہ ۱۹۴ مطبوعہ یورپ میں ہے۔ ابو النضر محمد بن مسعود العیاشی من اہل سمرقند وقیل انہ من بنی تمیم من فقہاء الشیعۃ الامامیۃ اوحد دہرہ و زمانہ فی غزارۃ العلم ولکتبہ بنواحی خراسان شان من الشان کتب حید بن محمد بن نعیم ویکنی ابا احمد الی ابی الحسن علی بن محمد العلوی کتابا فی اخرہ نسختہ ما صنفہ العیاشی وقد ذکرۃ علی مارسمہ صاحبہ ہذا الخ بطولہ

[۲] توثیق (عیسی) رجال نجاشی صفحہ ۲۰۹ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۳۱۷ھ میں ہے عیسی بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب علیہ السلام لہ کتاب یرویہ جماعۃ × × یعد قد جمع ابوبکر محمد بن سالم الجعانی روایات عیسی عن ابائہ اخبرنا محمد بن عثمان عنہ

[۳] توثیق (عبد اللہ) تہذیب التہذیب جلد ۶ فط ابن حجر عسقلانی میں ہے عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب ابو محمد العلوی المدنی وامہ خدیجۃ بنت علی بن الحسین ولقبہ دافن روی عن ابیہ وعمہ ابی جعفر وعاصم بن عبد اللہ واسحاق بن سالم وعنہ ابنہ عیسی والدراوردی وابن المبارک × × × ذکرہ ابن حبان فی الثقات توفی فی خلافۃ ابی جعفر

[۴] توثیق (عبد بن حمید) بستان المحدثین شاہ عبد العزیز میں ہے کہ کنیت او ابو محمد و نام او عبد الحمید بن حمید بن نصر است مردم تخفیف کردند بر عبد اکتفا نمودند عبد بن حمید مشہور شد از سر قند بسالی ہجری از وطن خود رحلت نمود و شوق طلب علم حدیث او را در جوانی پیدا گشت از یزید بن ہارون و عبد الرزاق و محمد بن بشر و دیگر ائمہ فن حدیث استفادہ نمودہ مسلم صاحب صحیح و ترمذی و دیگر محدثین از وے روایات بسیار دارند و بخاری بطریق تعلیق از وے در دلائل النبوۃ از صحیح خود روایت دارد و نام او ہمی گفتہ از ائمہ فن بود خیلے ثقہ و معتبر سابقاً کشف الظنون میں ہے تفسیر عبد بن حمید بن نصر الکشی المتوفی سنۃ تسع واربعین و مائتین سنہ ۲۴۹ھ

واخرج ابن ابی شیبة[۱] فی مسنده والبغوی	ابن ابی شیبہ نے مسند میں اور ابو القاسم عبد اللہ بن
فی معجمه[۲] وابن مردویه والبیهقی فی	محمد بغوی نے معجم میں اور ابن مردویہ نے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ
دلائل النبوة عن اُم عمرو بنت عیسی	میں اُم عمرو بنت عیسیٰ سے انھوں نے اپنے چچا سے
عن عمها انه کان فی مسیر مع رسول الله	روایت کی ہے کہ وہ حضرتؐ کے سفر میں ہمراہ تھا
صلی الله علیه وسلم فنزلت	کہ حضرت پر سورہ مائدہ نازل ہوا تو گرانی سورہ کی
علیه سورة المائدة فاندقت کتف	وجہ سے (قریب تھا کہ) شانے ناقہ (عضباء)
راحلته العضباء من ثقل السورة	کے شکستہ ہو جائیں۔ اھ
اخرج احمد وابو عبید فی فضائله والنحاس	امام احمد نے اور ابو عبید نے اور نحاس نے اور
فی ناسخه والنسائی وابن المنذر والحاکم	امام نسائی نے اور ابن المنذر اور حاکم اور ابن
وصححه وابن مردویه والبیهقی فی سننه	مردویہ اور بیہقی نے جبیر بن نفیر سے روایت کی ہے
عن جبیر بن نفیر قال حججت فدخلت علی	کہ میں نے حج کیا اور حضرت عائشہ کے حضور میں حاضر ہوا
عائشة فقالت لی یا جبیر تقرء المائدة	تو انھوں نے مجھ سے کہا اے جبیر تم سورہ مائدہ پڑھتے ہو؟ میں نے کہا کہ
فقلت نعم فقالت اما انها اخر سورة نزلت	ہاں۔ فرمایا کہ از روئے تنزیل یہ مائدہ قرآن کا آخر سورہ ہے
اخرج ابو داؤد والنحاس	ابو داؤد اور نحاس نے ابو میسرہ عمرو بن شرجبیل
کلاهما فی الناسخ عن ابی میسرة عمرو بن	سے روایت کی ہے کہ سورہ مائدہ میں کچھ
شرجیل قال لم ینسخ من المائدة شیء	منسوخ نہیں ہے۔
اخرج عبد بن حمید وابو داؤد	اور عبد بن حمید اور ابو داؤد اور ابن المنذر
فی ناسخه وابن المنذر عن ابن	نے ابن عون سے روایت کی ہے کہا (ابن عون) نے
عون[۲] قال قلت للحسن نسخ المائدة	کہ میں نے حسن البصری سے پوچھا کہ سورہ مائدہ میں کچھ منسوخ
شیء فقال لا	ہے تو انھوں نے کہا نہیں۔
واخرج فریابی[۳] وابو عبید وعبد	اور فریابی اور ابو عبید اور عبد بن حمید اور ابن المنذر

[۱] توثیق (ابن ابی شیبہ) کشف الظنون میں ہے۔ تفسیر ابن ابی شیبہ الامام الحافظ ابی بکر عبد اللہ بن محمد الکوفی المتوفی خمسۃ ثلاثین وثلثمائۃ (مائتین) صحیح ہے [۲] توثیق البغوی تاریخ دول الاسلام ذہبی میں ہے واحتذ (سنۃ سبع وعشر وثلثمائۃ) وفیہ مات مسند الدنیا المعمر الحافظ المصنف ابو القاسم عبد اللہ بن محمد البغوی ببغداد وعمر مائۃ واربع سنین (۱۰۴) برس

[۲] توثیق (ابن عون) طبقات ابن سعد میں ہے عبد اللہ ابن عون بن ارطبان ویکنی ابن عون مولیٰ عبد اللہ بن درۃ بن سراق المزنی وکان اکبر من سلیمان التیمی وکان عثمانیا وکان ثقۃ کثیر الحدیث ورعا اخبرنا بکار بن محمد قال سمعت ابن عون رأیت انس بن مالک مات سنۃ ۱۵۱ھ

[۳] توثیق (فریابی) وافی الوفیات صفدی میں ہے۔ محمد بن یوسف بن واقد ابو عبد اللہ الفریابی۔ ولد سنۃ عشرین ومائۃ کان عالما زاهدا ورعا من الطبقۃ السادسۃ روی عنہ الامام احمد وغیرہ قال البخاری کان فریابی من افضل اهل زمانہ وکان ثقۃ صدوقا مجاب الدعوۃ توفی سنۃ ۲۱۲ھ یا ۲۱۳ھ

بن حمید وابن المنذر[۵۱] وابو الشیخ[۵۲] عن ابی میسرۃ[۵۳] قال فی المائدۃ ثمان عشرۃ فریضۃ لیس فی سورۃ القران غیرھا ولیس فیھا منسوخ

اور ابو الشیخ نے ابو میسرہ سے روایت کی ہے کہ سورۂ مائدہ میں اٹھارہ فریضہ (احکام) ہیں قرآن میں سوائے اس سورہ مائدہ کے اور کسی سورہ میں یہ فریضہ نہیں ہیں اور اسمیں کچھ منسوخ نہیں ہے

اور تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی سورہ مائدہ کی تفسیر ص۳۸۸ مطبوعہ مصر میں ہے

روی عن ابن مسعود قال انزل اللہ تعالی فی ھذہ السورۃ ثمانیۃ عشر حکما لم ینزلھا فی غیرھا۔

ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نازل کیا اس سورہ مائدہ میں اٹھارہ احکام ہیں نازل کیا خدا نے یہ احکام دوسرے سورہ میں بجز اس سورہ (مائدہ) کے

اسی تفسیر جامع البیان طبری ج۔۶ ص۴۲ میں سورہ مائدہ کا مدینہ ہونا

(۳)

قال ابن جریر[۵۴] حدثنی المثنی قال ثنا حجاج[۵۵] بن المنھال قال ثنا ھمام عن قتادۃ قال المائدۃ مدنیۃ وقال اٰخرون نزلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسیرہ فی حجۃ الوداع

کہا ابن جریر نے حدیث کی مجھسے مثنی نے کہا حدیث کی ہم سے حجاج بن منہال نے کہا حدیث کی ہم سے ہمام نے قتادہ سے کہ سورہ مائدہ مدنیۃ ہے اور دوسروں نے کہا ہے کہ سورہ مائدہ رسول خدا پر حجۃ الوداع میں چلتے سواری پر نازل ہوا۔

---

[۵۱] توثیق (ابن المنذر) کشف الظنون میں ہے کہ۔ ابن المنذر ھو الامام ابو بکر محمد بن ابراھیم بن المنذر النیسابوری المتوفی ثمان عشرۃ وثلثمائۃ (۳۱۸ھ) [۵۲] توثیق (ابو الشیخ) طبقات الحفاظ سیوطی میں ہے۔ ابو الشیخ حافظ اصبھان مسند زمانہ الامام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن حیان الاصبھانی صاحب المصنفات ولد ۲۷۴ھ وسمع ابو یعلی والخلیفۃ ولقی الکبار وکان مع سعۃ علمہ وغزارۃ حفظہ احد الاعلام صالحین خیرا صدوقا مامونا ثقۃ متقنا صنف التفسیر وغیرہ مات ۳۶۹ھ [۵۳] توثیق (ابی میسرہ) تقریب التہذیب ابن حجر میں ہے عمرو بن شرحبیل الھمدانی ابو میسرۃ الکوفی ثقۃ عابد مات ۶۳ھ [۵۴] ابن جریر کا محمد بن المثنی سے روایت کرنا دیکھو آخر حاشیہ صفحہ ۱۵۴۔ اور تاریخ الرسل والملوک جلد اول حصہ چہارم ص۱۴۳۴ و ۱۴۳۵ میں ہے کہ قال ابن جریر حدثنا ابن المثنی قال ثنا حجاج بن المنھال قال ثنا حماد یعنی ابن سلمۃ عن ابی جمرۃ عن ابن عباس قال اقام رسول اللہ بمکۃ ثلث عشرۃ سنۃ یوحی الیہ وبالمدینۃ عشرا ومات وھو ابن ثلث وستین سنۃ قال ابن جریر ثنا ابن المثنی ثنا حجاج بن المنھال قال ثنا حماد عن ابی جمرۃ عن ابیہ قال عاش رسول اللہ صلعم ثلثا وستین سنۃ قال ابن جریر ثنا ابن المثنی قال ثنا عبد الوھاب قال ثنا یحیی بن سعید قال سمعت سعید بن المسیب یقول انزل علی رسول اللہ وھو ابن ثلاث واربعین سنۃ فاقام بمکۃ عشرا وبالمدینۃ عشرا وتوفی وھو ابن ثلاث وستین۔ (ابن المثنی کو ابو موسی بھی کہتے ہیں۔ اور محمد بن بشار کو بندار۔

[۵۵] توثیق (حجاج بن منہال) تہذیب التہذیب ابن حجر میں ہے۔ حجاج بن المنھال الانماطی ابو محمد السلمی قیل البرسانی ومولاھم البصری روی عن جریر بن حازم والحمادین وشعبۃ وعبد العزیز الماجشون وھمام وبرید بن ابراھیم التستری وغیرھم وعنہ البخاری روی لہ الباقون بواسطۃ الدارمی وبندار وابو موسی وصاعقۃ والحلال والذھلی وعبد بن حمید واسحاق الکوسج والجوزجانی وعمرو بن منصور وعبد اللہ بن الھیثم وعبد القدوس الحبحابی ومحمد داود بن صبیح والفضل بن العباس الحلبی وھلال بن العلاء روی عنہ الفلاس وابو سعود وابن وارۃ والرازیان ویعقوب بن شیبۃ ویعقوب بن سفیان وابو مسلم الکجی وعلی بن عبد العزیز وغیرھم قال احمد ثقۃ ما اری بہ باسا وقال ابو حاتم ثقۃ فاضل قال العجلی ثقۃ رجل صالح قال النسائی ثقۃ وقال خلف بن محمد کردوس مات سنۃ (۲۱۷ھ) وکان صاحب سنۃ یظھرھا وقال ابن سعد کان ثقۃ کثیر الحدیث مات فی شوال سنۃ (۲۱۷) وکذا ارخہ البخاری قلت وابن قانع وقال ثقۃ مامون وقال الفلاس ما رأیت مثلہ فضلا ودینا وقال ابو داود اختلفوا فیمن دخل احفظ حجاج افضل الرجلین ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال ابن مندۃ ثنا علی بن الحسن ثنا ابو حاتم ثنا حجاج بن المنھال وکان خیار الناس۔

اس روایت میں بھی ابن جریر کا ابن المثنی کے بجائے المثنی مذکور ہے در اصل یہ محمد بن المثنی ہے جنکو ابو موسیٰ بھی کہتے ہیں جنھوں نے حجاج بن المنہال سے روایت کی ہے جسکا ذکر حاشیہ میں حجاج بن منہال کے ترجمہ سے نیز دیگر اغلاط احادیث کے گذرا۔ حدیث مذکورہ سے سورہ مائدہ کا مدنیہ ہونا معلوم کر چکے جس کی دوسری روایت سے حجۃ الوداع میں چلتے سواری پر نازل ہونا وارد ہے یہ روایت اولی الذکر کے بعد بلا فاصلہ واقع ہے۔ اسمیں بھی ابن المثنی کی جگہ المثنی مذکور ہے۔

(۴)

قال ابن جریر[۱] حدثنی المثنی قال ثنا اسحاق[۲]	کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی مجھ سے مثنی نے کہا حدیث
قال ثنا عبد الله[۳] بن ابی جعفر[۴] عن ابیہ	کی ہم سے اسحاق نے کہا حدیث کی ہم سے عبد اللہ بن ابی جعفر
عن الربیع[۵] بن انس قال نزلت سورة المائدة	نے اپنے پدر ابی جعفر سے اس نے ربیع بن انس سے روایت
علی رسول الله صلی الله علیہ وسلم فی	کی ہے کہ سورہ مائدہ رسول خدا پر حجۃ الوداع میں
المسیر فی حجة الوداع وھو راکب راحلتہ	چلتے سواری پر نازل ہوا اور وہ حضرت اپنے راحلہ پر تھے
فبرکت بہ راحلتہ من ثقلہا	پس وہ راحلہ اس سورہ کے بار سے بیٹھ گیا۔

حدیث نمبر (۱) و نمبر (۳) اور حدیث مذکورہ نمبر (۴) میں ابن المثنی کی جگہ المثنی واقع ہے حدیث نمبر (۱) کے حاشیہ میں ابن جریر طبری کا ترجمہ لکھا گیا اب اس حاشیہ میں بھی انساب سمعانی سے ابن جریر کا ابن المثنی سے سماعت حدیث کرنا ثابت کیا جاتا ہے۔ اس حدیث میں بھی مثل حدیث نمبر (۱) کے اسحاق بن راہویہ واقع ہیں جنھوں نے محمد بن حرب سے سماعت حدیث کی ہے

---

[۱] توثیق (ابن جریر طبری) انساب سمعانی چھاپہ عکسی یورپ ورق 367 میں ہے۔ ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری من ساکنی بغداد استوطنہا الی حین وفاتہ وکان احد الائمۃ العلماء یحکم بقولہ ویرجع الی رأیہ لمعرفتہ وفضلہ وکان قد جمع من العلوم ما لم یشارکہ فیہ احد من اہل عصرہ وکان حافظا لکتاب اللہ عارفا بالقرأت بصیرا بالمعانی فقیہا فی احکام القرآن عالما بالسنن وطرقہا وصحیحہا وسقیمہا وناسخہا ومنسوخہا عارفا باقوال الصحابۃ والتابعین ومن بعدہم من المخالفین فی الاحکام ومسائل الحلال والحرام عارفا بایام الناس واخبارہم ولہ الکتاب المشہور فی تاریخ الامم والملوک وکتاب فی التفسیر لم یصنف احد مثلہ وکتاب سماہ تہذیب الآثار لم یر سواہ فی معناہ الا انہ لم یتممہ ولہ فی اصول الفقہ وفروعہ کتب کثیرۃ واختیار من اقاویل الفقہاء وتفرد بمسائل حفظت عنہ ولہ رحلۃ الی الحجاز والشام ومصر وسمع محمد بن عبد الملک بن ابی الشوارب واسحاق بن ابی اسرائیل واحمد بن منیع البغوی ومحمد بن حمید الرازی وابا ہمام الولید بن شجاع وابا کریب محمد بن العلاء ویعقوب بن ابراہیم الدورقی وابا سعید الاشج وعمرو بن علی ومحمد بن بشار ومحمد بن المثنی المصریین وخلقا کثیرا نحوہم روی عنہ قاضی ابو بکر احمد بن کامل الشجری وابو بکر محمد بن عبد اللہ الشافعی ومخلد بن جعفر وابو عمر محمد بن ابی الحیری وغیرہم الخ توفی سنۃ عشر وثلثمائۃ۔ [۲] توثیق (اسحاق) تقریب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی میں ہے۔ اسحاق بن ابراہیم بن مخلد الحنظلی ابو محمد بن راہویہ المروزی ثقۃ حافظ مجتہد قرین احمد بن حنبل ذکر ابو داؤد انہ تغیر قبل موتہ بیسیر مات سنۃ ثمان وثلثین ومائتین۔ [۳] توثیق (عبد اللہ) تقریب التہذیب مذکورہ میں ہے۔ عبد اللہ بن ابی جعفر الرازی صدوق یخطی من التاسعۃ [۴] توثیق (ابی جعفر) طبقات ابن سعد میں ہے۔ ابو جعفر الرازی واسمہ عیسی ابن ماہان وکان اصلہ من اہل مرو من قریۃ یقال لہا بوز وھی القریۃ التی نزلہا الربیع بن انس ثم تحول بعد ذلک الی الری فمات بہا فقیل لہ الرازی وکان ثقۃ وکان یقدم بغداد والکوفۃ للحج فیسمعون

ایضاً کشف الظنون میں ہے۔ ابو جعفر الرازی عن الربیع بن انس عن ابی العالیۃ وھذا اسناد صحیح

[۵] توثیق (ربیع) تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر میں ہے۔ الربیع بن انس البکری ویقال الحنفی البصری ثم الخراسانی روی عن انس بن مالک وابی العالیۃ والحسن البصری وصفوان بن محرز وحدث یزید بن زیاد وارسل عن ام سلمۃ وعنہ ابو جعفر الرازی والاعمش وسلیمان التیمی وسلیمان بن عامر المروزی وعیسی بن عبید الکندی ومقاتل بن حیان وابن المبارک وغیرہم قال العجلی بصری صدوق وقال ابو حاتم صدوق وھو احب الی فی ابی العالیۃ من ابی خلدۃ وقال النسائی لیس بہ باس وذکرہ ابن حبان فی الثقات وذکر الذہبی انہ توفی سنۃ ۱۳۹ او سنۃ ۱۴۰ھ

جنکی توثیق حاشیہ صہ ۲۸۱ مین گذر چکی -

اس حدیث سے سورہ مائدہ کا رسول اللہ پر اور چلتے ہوئے سواری پر حجۃ الوداع مین نازل ہونا ثابت و محقق ہوگیا - یعنی حجۃ الوداع سے پلٹتے ہوئے راستہ مین حضرت ؐ کا راحلہ بوجہ ثقل وحی کے بیٹھ گیا اور رسول اللہ کو اُترنا پڑا جسکی تائید مین محدثین اور محققین کی مخرجہ حدیث نیز حدیث مذکورہ کی تفسیری عبارت مع حدیث لکھی جاتی ہے - اور قبل اسکے صحیح حدیث سے سورہ موصوفہ کا نزول لفظ (جمیعاً) و (کاملاً) و (کُلّہا) سے ثابت کیا جاچکا ہے

مؤیّدات

تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی صہ ۲۵۲ مطبوعہ مصر مین بہ تفسیر سورہ مائدہ کے ہے

اخرج ابوعبید عن محمد بن کعب القرظی نزلت سورۃ المائدۃ علی رسول اللہ صلعم فی حجۃ الوداع فیما بین مکۃ والمدینۃ وھو علی ناقتہ فانصدعت کتفھا فنزل عنھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	ابوعبید نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی ہے کہ سورۂ مائدہ رسول اللہ پر حجۃ الوداع مین درمیان مکہ و مدینہ کے نازل ہوا وہ حضرت ؐ اپنے ناقہ پر سوار تھے جب اُسکے شانے درد کرنے لگے تو رسولخدا اُتر پڑے -
واخرج ابن جریر عن الربیع بن انس قال نزلت سورۃ المائدۃ علی رسول اللہ صلعم فی المسیر فی حجۃ الوداع	اور ابن جریر (طبری) نے ربیع بن انس سے روایت کی ہے کہ سورۂ مائدہ رسولخدا پر حجۃ الوداع مین چلتے سواری پر نازل ہوا -

اور تفسیر فتح القدیر للشوکانی جسکا قلمی نسخہ نوشتہ سنہ ۱۲۴۸ھ عہد مصنف کا بجواہر علما ہے جسکو نواب صدیق حسن خان یمن سے لائے تھے اُسمین بہ تفسیر سورۂ مائدہ مرقوم ہے - دیکھو صہ ۲۲۲ کتاب ہذا

اخرج ابوعبید عن محمد بن کعب القرظی نحوہ وزاد انھا نزلت فی حجۃ الوداع فیما بین مکۃ والمدینۃ ھکذا اخرجہ ابن جریر عن الربیع بن انس بھذہ الزیادۃ	ابوعبید نے محمد بن کعب قرظی سے سورۂ مائدہ کا نزول حجۃ الوداع مین درمیان مکہ و مدینہ کے روایت کی ہے اور ایسی ہی ابن جریر نے ربیع بن انس سے ساتھ اسی زیادتی کے روایت کی ہے -

اور اتقان فی علوم القرآن - ج - اول صہ ۱۰ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۶ھ مین ہے -

واللہ یعصمک من الناس فی صحیح ابن حبان عن ابی ھریرۃ انھا نزلت فی السفر	آیہ واللہ یعصمک من الناس صحیح ابن حبان مین ابوہریرہ کی سند سے سفر مین نازل ہوا -

اور تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی صہ ۲۹۸ مین ہے

واخرج عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم	عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور

والوالشیخ عن مجاهد قال لما نزلت بلغ
ما انزل الیك من ربك قال یا ربك
انما انا واحد کیف اصنع یجتمع علی الناس
فنزلت وان لم تفعل فما بلغت رسالة

ابو شیخ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ جب نازل ہوا
آیہ بلغ ما انزل الیک تو رسول خدا نے عرض کیا کہ مین
اکیلا ہون کیا کرونگا مین جمع ہو جائینگے لوگ میرے
ضرر پر پس خدا نے نازل کیا کہ اگر اس رسالت کو نہ پہونچایا
تو تم نے کچھ رسالت نہ پہونچائی۔

اور تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی جلد اول صفحہ ۳۱۸ مطبوعہ مصر بہ تفسیر آیہ واللہ یعصمك من الناس کے ہے

(واللہ یعصمك من الناس) ای حفظك و
یمنعك الی ان قال وقیل نزلت هذه
الآیة بعد ما شج راسه کان سورة المائدة
من اخر ما نزل من القرآن وروی
اسحاق بن راهویه فی مسنده عن
النبی صلعم انه قال بعثنی اللہ برسالة
فضقت بها ذرعا فاوحی اللہ الی ان
تبلغ رسالاتی عذبتك وضمن لی العصمة
فقویت

یعنی حفاظت کریگا اللہ اور آپ کو اُن سے بچائیگا
اور کہا گیا ہے کہ نازل ہوئی یہ آیت بعد سر مبارک
کے زخم لگنے کے اس لئے کہ سورہ مائدہ ازروے تنزیل
قرآن کا آخری سورہ ہے اور اسحاق بن راہویہ نے
اپنے مسند مین رسول خدا سے روایت کی ہے کہ خدا
نے مجھکو اپنے پیغام (بلغ ما انزل الیک) کیساتھ بھیجا
پس اسکی وجہ سے تنگ دل ہوا اور عالم نے میری طرف وحی کی
کہ اگر تم میرے پیغامونکو نہ پہونچاؤگے تو مین تمپر عذاب کرونگا
اور میرے لئے حفاظت کا ضامن ہوا پس مین قوی ہو گیا

فصول المہمہ[1] ابن صباغ مالکی صفحہ ۲۷ مطبوعہ طہران سنہ ۱۳۰۲ھ مین ہے

روی الامام ابو الحسن الواحدی فی
کتابه المسمی باسباب النزول یرفعه
بسنده الی ابوسعید الخدری قال نزلت
هذه الآیة یا ایها الرسول بلغ ما
انزل الیك من ربك الآیة یوم غدیر خم فی علی بن ابیطالب

ابوالحسن واحدی نے اپنی کتاب مسمی باسباب النزول
مین بسند مرفوع ابوسعید خدری سے روایت کی
ہے کہ آیا۔ یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك
وان لم تفعل فما بلغت رسالته واللہ یعصمک من الناس بروز
غدیر خم علی بن ابیطالب کی شان مین نازل ہوا

اور تفسیر کبیر فخر الدین رازی جلد ثالث صفحہ ۴۳۸ سطر ۳۲ تا ۳۵ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۸ھ مین ہے۔

(العاشر) نزلت الآیة فی فضل علی بن
ابیطالب علیه السلام و لما نزلت هذه
الآیة اخذ بیده قال من کنت مولاه

(دسوین) یہ آیت حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام
کی فضیلت مین نازل ہوئی ہے جب اس کا نزول
ہوا تو پیغمبر صاحب نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا من کنت

[1] توثیق (فصول المہمہ) کشف الظنون ج ثانی صفحہ ۶۸ مین ہے (الفصول المہمة فی معرفة الائمة وفضلهم ومعرفة اولادهم ونسلهم) للشیخ نور الدین علی بن محمد بن الصباغ المالکی المکی المتوفی سنہ ۸۵۵ھ خمس وخمسین وثمانمائة

اللهم وال من والاه وعاد من عاداه	مولاه فعلی مولاه جس کا میں مولا ہوں اسکا علی مولا ہے۔
فلقیہ عمر رضی الله عنہ فقال هنیئاً لك	خداوندا جو علی کو دوست رکھے اُسکو دوست
یا ابن ابیطالب اصبحت مولائی ومولا	رکھ اور جو علیؑ سے دشمنی رکھے اس سے دشمنی رکھ پس عمرؓ
کل مومن ومومنة وهو قول ابن	حضرت علیؑ سے ملے اور کہا کہ اے فرزند ابوطالب تمکو مبارک ہو کہ تم
عباس والبراء بن عازب ومحمد بن علی	تمام مومنین اور مومنات کے مولا ہوئے روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن عباس براء بن عازب اور حضرت محمد بن علیؑ نے

تفسیر ثعلبیؒ الکشف والبیان قلمی کہنہ بخط عرب از کتب خانہ جناب ممتاز العلما سید تقی صاحب جنت مآب لکھنوی ورق ۲۲۷ کے صفحہ دوم میں ہے۔

	حضرت ابوجعفر محمد بن علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ
وقال ابوجعفر محمد بن علی معناه	آیہ یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک کے معنی یہ ہیں کہ
بلغ ما انزل الیك فی فضل علی	اے رسول پہونچا دو اس امر کو جو تمہارے رب نے علی بن ابی طالبؑ
بن ابیطالب فلما نزلت هذه الآیة	کے فضل میں نازل فرمایا ہے چنانچہ جب یہ آیۃ نازل
اخذ رسول الله صلی الله علیہ وسلم	ہوئی تو پیغمبر صاحب نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا
بید علی من کنت مولاه فعلی مولاه	جسکا میں مولا ہوں۔ اس کا علی مولا ہے
اخبرنا ابو القاسم یعقوب بن	خبر دی ہم کو ابو القاسم یعقوب بن احمد بن سری نے
احمد بن السری نا ابو بکر محمد بن	کہا خبر دی ہم کو ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن محمد نے
عبد الله بن محمد حدثنا ابو مسلم	کہا خبر دی ہمکو ابو مسلم ابراہیم بن عبد اللہ کجی
ابراهیم بن عبد الله الکجی نا حجاج	نے حجاج بن منہال سے اُسنے حماد سے اُسنے علی
بن المنهال نا حماد عن علی بن زید	بن زید سے اُس نے عدی بن ثابت سے
عن عدی بن ثابت عن البراء	اس نے براء بن عازب سے روایت کی ہے کہ جب
قال لما نزلنا مع رسول الله	ہم ہمراہ رسولخداؐ کے حجۃ الوداع سے مراجعت کر کے
صلی الله علیہ وسلم فی حجة الوداع	مقام غدیر خم پر پہونچے تو بحکم آنحضرت الصلوۃ جامعہ
کنا بغدیر خم فنادی الصلوة	کی ندا دی گئی اور پیغمبر صاحب کے لئے دو درختوں کے
جامعة وکسح للنبی صلی الله علیہ	نیچے زمین صاف کیگئی پس آنحضرت بعد نماز علی بن
وسلم تحت شجرتین فاخذ بید علی	ابیطالب کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے ارشاد کیا کہ ایها الناس
فقال الست اولی بالمومنین من	کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنین کے لئے اُنکے نفوس
انفسهم قالوا بلی یا رسول الله قال	سے اولی ہوں سب نے کہا درحقیقت یا رسول اللہ آپ

۵ توثیق ثعلبی) مراۃ الجنان یافعی میں ہے ابو اسحق الثعلبی احمد بن محمد بن ابراہیم النیسابوری المفسر المشهور کان حافظا واعظا راسا فی التفسیر والعربیة والدین والدیانة فاق تفسیره الکبیر صاحب التفسیر

البیت اولیٰ بکل مومن من نفسہ قالوا
بلیٰ قال ھذا مولیٰ من انا مولاہ اللھم
وال من والاہ وعاد من عاداہ
قال فلقیہ عمر فقال ھنیأً لک
یا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت
مولیٰ کل مومن ومومنۃ ××××
عن ابی صالح عن ابن عباس فی قولہ
تعالیٰ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل
الیک الآیۃ قال نزلت فی علی امر
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان
یبلغ فیہ فاخذ رسول اللہ صلعم
بید علی فقال من کنت مولاہ فعلی
مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد
من عاداہ

ہر مومن کے لئے اُس کے نفس سے اولیٰ ہیں تب آپ
نے ارشاد کیا کہ جس کا میں مولا ہوں اُسکا یہ علی مولا
ہے اے خدا دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے
اور دشمن رکھ اُسکو جو دشمن رکھے علی کو پس ملاقات کی
حضرت عمر نے جناب علیؑ سے اور کہا کہ اے ابن ابوطالب
مبارک ہو تم کو کہ آج تم ہر مومن و مومنہ کے مولا ہوئے
ابوصالح نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیہ یا
ایہا الرسول بلغ علی بن ابیطالب کے بارے میں نازل
ہوا یعنی حکم کئے گئے رسول اللہ صلوات اللہ علیہ کہ
تبلیغ رسالت کریں جو علی کے بارے میں نازل ہوئی
ہے پس لیا رسولخدا نے دست علی علیہ السلام کو اور فرمایا
جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ الہی
دوست رکھ اُسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ
اسکو جو علی کو دشمن رکھے۔

یہ تینوں حدیثین جو محمد بن علیؑ اور برار بن عازب اور ابن عباس سے درباب تفسیر آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیہ کے نقل کیگئیں بعینہ انہین حضرات کا حوالہ صفحہ ۷۴ تا ۷۵ مین ترجمہ تفسیر کبیر فخر الدین رازی سے لکھا گیا اور یہی حوالہ اُس حدیث مین بھی ہے جو تفسیر غرائب القرآن نظام نیشاپوری سے صفحہ ۱۷۸ و ۱۷۹ مین دیا جاچکا ہے۔

اور جسمین خاص طور سے برار بن عازب سے اسی آیہ تبلیغ و تاکید کے سلسلہ مین حدیث غدیر وارد ہے دیکھو صفحہ ۵۹ جسکو سید علی ہمدانی نے اپنی کتاب مودۃ القربیٰ مین ذکر کیا ہے۔ امام ثعلبی نے اس حدیث برار بن عازب کو پورے اسناد سے نقل کیا ہے جسکے اسناد مین حجاج بن منہال رواۃ حدیث سے ہے جسکا ترجمہ حاشیہ صفحہ ۲۸۸ مین مرقوم ہے جو بخاری کا شیوخ حدیث ہے جس نے سورہ مائدہ کا مدنیہ ہونا روایت کی ہے جس کے نازل ہونے پر رسول اللہ صلوات اللہ علیہ نے حدیث ولایت مذکورہ کو شرح وبسط سے ارشاد فرمایا ہے اسی حدیث مین حضرت عمر کا جناب علی علیہ السلام کے مولائیت کا عہد و پیمان مذکور ہے جو مبارکبادی کے سلسلہ مین لیا گیا جسکے اخفا کے لئے آیہ اکمال دین کے نزول کو ۹ ذیحجہ عرفہ مین وفات سے تین مہینہ قبل لایا گیا ہے حالانکہ حضرتؐ اکیاسی روز آیہ اکمال دین کے بعد زندہ رہے جسکی تفصیل آخر صفحہ ۱۷۶ تا ۱۷۸ گذر چکی۔

علاوہ اس حدیث برار بن عازب کے جسمین واقعہ تہنیت حضرت عمر مذکور ہے خود حضرت عمر کی ذیل کی روایت سے اس امر کا انکشاف ہوتا ہے کہ یہ واقعہ غدیر خم صرف مبارکبادی و تہنیت کا نہ تھا بلکہ صحابہ سے عموماً قریش اور حضرت عمر سے خصوصاً عہد و قرار کا تھا چنانچہ کتاب مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی کے مودۃ پنجم کی یہ حدیث شاہد بین ہے۔

وعن عمر ابن الخطاب قال نصب رسول الله عليا علما فقال من كنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه واخذل من خذله وانصر من نصره اللهم انت شهيدی عليهم ثم قال يعنی عمر وكان فی جنبی شاب حسن الوجه طيب الريح فقال لی يا عمر لقد عقد رسول الله لابن عمه عقدا لا يحله الا منافق فاحذر ان تحله قال عمر فقلت يا رسول الله انك حيث قلت فی علی كان فی جنبی شاب حسن الوجه اطيب الريح وقال كذا وكذا قال النبی نعم يا عمر انه ليس من ولد آدم لكنه جبرئيل اراد ان يؤكد عليكم ما قلته فی علی

اور عمر بن خطاب سے مروی ہے کہ رسول خدا نے علیؑ کو بطور نشان ہدایت کے نصب کیا اور ارشاد فرمایا کہ جس کسی کا کہ میں مالک و مختار ہوں علی بھی اس کا مالک و مختار ہے اے خدا جو کوئی اسکو دوست رکھے تو بھی اسکو دوست رکھ اور جو کوئی اس سے دشمنی رکھے تو بھی اُس سے دشمنی کر اور چھوڑ دے اس کو جو اُسے چھوڑ دے اور نصرت کر اسکی جو اسکی نصرت کرے اے میرے پروردگار تو میرا ان پر گواہ ہے۔ عمر کہتے ہیں میرے پہلو میں ایک نوجوان نہایت خوبرو اور پاکیزہ خوشبو تھا اور اس نے مجھے کہا اے عمر البتہ رسول خدا نے اپنے چچازاد بھائی کے لئے ایک ایسی گرہ باندھی ہے کہ منافق کے سوا اسکو کوئی نہیں کھولے گا پس تو اس کے کھولنے سے ڈرتا رہ۔ حضرت عمر کا بیان ہے کہ پھر میں نے آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب کہ حضور نے علی علیہ السلام کے حق میں ارشاد کیا تھا تو میرے پہلو میں ایک نوجوان خوبصورت پاکیزہ بو تھا اُس نے مجھ سے ایسا اور ایسا کہا۔ حضرت نے فرمایا اے عمر وہ شخص آدم کی اولاد میں سے نہیں تھا وہ جبرئیل علیہ السلام تھے اور میرے کہنے کی تاکید کیلئے آئے تھے جو کچھ میں نے تم سے علی کے بارے میں کہا تھا

اسی واقعہ غدیر کے بعد رسول خدا اکاسی دن زندہ رہے اور برا بن عازب کی روایت میں یوم غدیر کو پنجشنبہ تھا دیکھو صفحہ ۱۷۹ اور ابو سعید خدری کی روایت ۱۸ ذی الحجہ پنجشنبہ کیلئے دیکھو صفحہ ۲۵۴ اسی روایت میں رسول خدا کا اکمال دین اور اتمام نعمت کا شکریہ مذکور ہے لیکن حافظ ابن کثیر باوجود دو صحابہ کے روایت کرنے کے اور ۱۸ یوم حضرت کے آخر عمر کے اقرار کرنے کے وہی عرفہ جمعہ والی وضعی روایت کا روڑا اٹکائے جا رہے ہیں۔

جیسا کہ تفسیر حافظ ابن کثیر جلد ثالث صفحہ ۲۸۱ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ میں ہے۔

وقد روی ابن مردويه من طريق ابی هارون العبدی

روایت کی ہے ابن مردویہ نے ابو ہارون کے واسطہ ابو سعید خدری کی سند سے کہ یہ آیت

عن ابو سعید الخدری انھا	نازل ہوئی ہے رسول خدا پر غدیر خم کے دن جبکہ
نزلت علی رسول اللہ صلی اللہ	کہا تھا رسول خدا نے واسطے علی کے
علیہ وسلم یوم غدیر خم	کہ جس کا مین مولا ہون اس کا علی مولا
حین قال لعلی من کنت مولاہ	ہے۔ روایت کی ہے ابو ہریرہ سے
فعلی مولاہ ثم رواہ عن ابی	اور اس روایت میں ہے کہ وہ اٹھارہوین
ھریرۃ وفیہ انہ الیوم الثامن	ذیحجہ تھی یعنی جب رسولخدا حجۃ الوداع سے
عشر من ذی الحجۃ یعنی مرجعہ	لوٹے تھے (ابن کثیر کہتے ہین) اور نہ
علیہ السلام من حجۃ الوداع	یہ صحیح ہے اور نہ وہ صحیح ہے بلکہ بہتر
ولا یصح لا ھذا ولا ھذا بل الصواب	یہ ہے کہ جس مین شک نہیں ہے کہ یہ
الذی لا شک فیہ ولا مریۃ	آیت نازل ہوئی ہے عرفہ کے دن اور وہ
انھا نزلت یوم عرفہ وکان	جمعہ کا دن تھا۔
یوم الجمعۃ۔	

روایت مذکورہ کو ابن کثیر نے ناقص نقل کیا ہے کیونکہ حافظ ابن مردویہ نے آیہ اکمال دین کا نزول (۱۸ ذیحجہ یوم پنجشنبہ مین) رسولخدا کے تکبیر وشکریہ کے ساتھ ابو ہارون عبدی کے طریق ابوسعید خدری کی سند سے وارد کیا ہے اسی تاریخ سے اکاسی یوم کی مدت بالکل صحیح مطالقت کرتی ہے۔

حافظ ابن مردویہ اس رتبہ کے ہین کہ ابن کثیر نے انکی مدح اپنی تفسیر جلد ثالث سورۃ النساء کے صہ۱۸۵ مین تفسیر صلوٰۃ الخوف ان الفاظ سے کی ہے جسین ابن مردویہ کا حافظ حدیث ہونا اور جن کے مثل ابن جریر طبری کو بھی کہا ہے وہ مضمون یہ ہے:۔

قد اجاد الحافظ ابوبکر ابن مردویہ فی سرد طرقہ والفاظہ وکذا ابن جریر لنحررہ فی کتاب الاحکام الکبیر (یعنی حافظ ابن مردویہ نے اپنے طرق کے نظم اور الفاظ کو بہت جیّد کیا ہے اور اسی طرح ابن جریر بھی جسکو ہم کتاب الاحکام مین لکھین گے) اور جن کے بارے مین علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین، جسکا ترجمہ لکھا جاتا ہے اصل عبارت کسی دوسری جگہ نقل ہے:۔

"ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ حافظ ثبت علامہ ۳۲۳ھ مین پیدا ہوئے انھون نے ایک تاریخ اور تفسیر اور مسند اور المستخرج علی البخاری تصنیف کی ہے۔ امر تصنیف کو شایستگی اور اعتدال کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ رواۃ کے بصر اور صاحب دستگاہ اور صاحب تصنیف لطیف تھے سنہ ۴۱۰ھ مین انھون نے رحلت کی۔"

عرفہ جمعہ کی روایت کا ابطال حدیث نمبر (۱) صفحہ ۲۸۱ سے جو اسحاق بن راہویہ و محمد بن حرب کے واسطہ ابن لہیعہ کے طریق ابن عباس سے سورہ مائدہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول یوم دوشنبہ سے ہوچکا ہے۔

لیکن اب ہم پوری روایت ابوسعید خدری کی جسمین ابوہارون عبدی واقع ہے جس مین یوم غدیر کو پنجشنبہ کا دن اور شکریہ کی عبارت ہے مع اشعار حسان بن ثابت جو عین جلسہ غدیر مین برمحل نظم کرکے پڑھی گئی لکھتے ہین کتاب مستطاب عبقات الانوار حدیث غدیر جلد ثانی صفحہ ۵۶۷ مین یہ عبارت افضل المتکلمین جناب مولوی سید حامد حسین صاحب طاب ثراہ کی ہے اما روایت ابوالمؤید موفق بن احمد بن اسحاق المعروف باخطب خوارزم اشعار حسان را پس اخطب درمناقب جناب امیر المومنین علیہ السلام بعد تلاش وتفحص کثیر بعنایت رب قدیر یک نسخہ آن در ارض اقدس کربلاے معلے بخوردم وبعد ازان یک نسخہ اش از دہلی بتفحص بعض اعلام کرام بدست آمد گفتہ :-

اخبرنی سید الحفاظ ابو منصور شهر	خبر دی مجھکو سید الحفاظ ابو منصور شہر دار بن سیرویہ بن
دار بن شیرویہ بن شهر دار الدیلمی فیما	شہر دار دیلمی نے منجملہ اون چیزون کے جو ہمیں
کتب الی من همدان قال اخبرنا ابو الفتح	پاس شہر ہمدان سے لکھ بھیجا کہا کہ خبر دی ہمکو ابو الفتح
عبدوس بن عبد الله بن عبدوس الهمدانی	عبدوس بن عبد اللہ بن عبدوس ہمدانی نے کتابت
کتابة قال حدثنا عبد الله بن اسحاق البغوی	کی حیثیت سے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد اللہ بن
قال حدثنا الحسن بن عقیل الغنوی قال	اسحاق بغوی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حسن بن عقیل
حدثنا محمد بن عبد الرحمان الذارع قال حدثنا	غنوی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن عبد الرحمن
قیس بن حفص قال حدثنی علی بن الحسین	دارع نے کہا حدیث بیان کی ہم سے قیس بن حفص نے کہا حدیث
بن الحسن العبدی عن ابی هارون العبدی	بیان کی مجھسے علی بن حسین بن حسن عبدی نے ابو ہارون عبدی سے
عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی الله	انھون نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جناب
علیه وسلم یوم دعا الناس الی غدیر خم	رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس روز لوگونکو غدیر خم
امر بما کان تحت الشجرة من الشوك فقم و	کیطرف بلایا تو حکم دیا کہ جو کچھ درختونکے نیچے کانٹے وغیرہ
ذلك یوم الخمیس ثم دعا الناس الی علی	تھے وہ صاف کر دیے گئے اور یہ پنجشنبہ کے دن ہوا بعد اسکے
فاخذ بضبعیه فرفعهما حتی نظر الناس	آپنے لوگون کو علی کیطرف دعوت کی اور انکا شانہ پکڑکے بلند کیا اسقدر
الی بیاض ابطه ثم لم یتفرقا حتی نزلت	کہ لوگون نے آپکے بغل کی سفیدی شاہدہ کی بعد اسکے لوگ ابھی
هذه الآیة الیوم اکملت لکم دینکم واتممت	متفرق نہین ہوئے تھے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت
علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا	علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوئی

سلہ توثیق (ابو المؤید خوارزمی) کشف الظنون مین بعد ذکر اختصار اسمٰعیل بن عیسیٰ اوغانی جامع مسانید خوارزمی کے ہے واختصره ایضا الامام ابو البقا احمد بن ابی الضیاء محمد القرشی العدوانی المکی ۔۔۔ وھذا مختصر مسند الامام الاعظم الذی جمعه الامام ابو المؤید الخوارزمی حذفت الاسانید ۔۔۔ وسمیته المستند فی مختصر المسند اور کشف الظنون حرف المیم مین ہے ۔ مناقب علی ابن ابیطالب للامام احمد بن حنبل ذکرها فی فضائل العشرة ولابی المؤید موفق بن احمد الخوارزمی المتوفی سنة ۵۶۸ھ

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	پس فرمایا رسولخدا نے کہ اللہ اکبر واسطے کامل کرنے دین
اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ	کے اور تمام کرنے نعمت کے اور راضی ہونے پروردگار
ورضی الرب برسالتی والولایۃ	کے ساتھ میری رسالت اور علی ابن ابیطالب کی
لعلی بن ابیطالب ثم اللھم وال	ولایت کے بعد۔ اسکے فرمایا کہ بارخدایا دوست
من والاہ و عاد من عاداہ وانصر	رکھ اسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن
من نصرہ و اخذل من خذلہ	رکھے علی کو اور مدد کر تو اس شخص کی جو مدد کیے اسکی اور
فقال حسان بن ثابت یا رسول اللہ	چھوڑ دے اس شخص کو جو چھوڑ دے اسکو پس حسان بن
ائذن لی ان اقول ابیاتاً قال	ثابت نے کہا کہ رسولخدا مجھکو اجازت دیجئے کہ مین اشعار کہون
قل علی برکۃ اللہ تعالیٰ فقال حسان	آپنے فرمایا اوپر برکت اللہ تعالے کے پس کہا حسان بن
بن ثابت یا معشر مشیخۃ قریش	ثابت نے کہ اے گروہ بندگان قریش
اسمعوا شہادۃ رسول اللہ صلی اللہ	سنو تم گواہی کو رسول خدا کی :-
علیہ وسلم	

ابیات

ینادیھم یوم الغدیر نبیّھم	بخمّ واسمع بالرسول منادیا
ندا کرتے تھے انلوگون کو بروز غدیر انکے نبی	مقام خم مین اور کسقدر قابل سننے کے ہین کل جبکہ ندا کریں وہ رسول
بانی مولاکم نعم و ولیکم	فقالوا ولم یبدوا ھناک التّعامیا
ساتھ اس بات کے کہ تحقیق مین مولا تمہارا ہون اور ولی تمہارا ہون	پس انلوگون نے کہا ایسی حالت مین کوئی اہانت یعنی ناواقف ظاہر نہین ہوتا
الھک مولانا و انت ولیّنا	فلا تجدنّ فی الخلق للامر عاصیا
کہ اے نبی ترا معبود ہمارا مولی ہے اور تو ہمارا ولی ہے	پس نہ پائیگا تو خلق مین واسطے حکم کے کسی شخص کو نافرمان
فقال لہ قم یا علی فاننی رضیتک	من بعدی اماماً وھادیا
پس فرمایا رسولخدا نے کہ اٹھو اے علی کہ تحقیق مینے پسند کیا تجھکو	اپنے بعد امام اور ھادی

صـــ ۲۹۵ کی روایت ابن مردویہ کی مخرجہ ابو ہارون عبدی کے طریق ابو سعید خدری کے سندکی جسکو حافظ ابن کثیر نے نہایت مختصر الفاظ مین لکھا تھا اس کی تائید و تفصیل مناقب اخطب خوارزم سے ہوگئی جسمین یوم غدیر کو پنجشنبہ کا دن اور عبارت شکریہ اکمال دین و اتمام نعمت مذکور ہے نیز اشعار حسان بن ثابت سے رسول خدا کے بعد جناب علی علیہ السلام کا ولی اور امام اور ہادی ہونا حاضرین صحابہ کے مواجہہ مین روز روشن کیطرح ظاہر و عیان ہو چکا ہے اور دوسری حدیث ابن مردویہ کی مخرجہ ابو ہریرہ کے سندکی جسمین تاریخ ۱۸ ذی الحجہ کہ واقعہ غدیر خم مذکور ہے اسکے اول اخراج کنندہ حافظ ابن مردویہ انکے بعد ابو بکر احمد بن ثابت خطیب بغدادی ہین۔ (دیکھو صـــ ۲۱۹) ان ہر دو حفاظ کی

کی روایت سے حدیث ولایت و نزول آیۂ اکمال دین جو ابن عباس کی حضرت کے آخر عمر کی اکیاشی دن والی روایت کے مطالبت مین ہے بالکل صحیح ہے۔ پس ابن کثیر یا دیگر حضرات کی تاویل ہرگز سماعت پذیر نہین ہوسکتی۔

جب یہ امر کماحقہ ثابت ہوگیا کہ کل سورۂ مائدہ جس مین آیہ تبلیغ وتاکید یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الآیۃ یوم غدیر ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ کے دن نازل ہوا اور یہ واقعہ دوپہر سے پہلے گذرا کیونکہ رسول خدا نے ظہر کی نماز بمقام غدیر خم ادا فرمائی جب حضرت تبلیغ و رسالت سے فارغ ہوچکے تو آخر دن مین آیہ اکمال دین نازل ہوا جیسا کہ اوپر گذرا۔

لیکن جسقدر اہتمام وانتظام اور مجمع عام جناب خیر الانام نے مقام غدیر خم مین تبلیغ حکم الٰہی کے لئے فرمایا ثابت نہین ہوتا کہ ابتداے بعثت سے آخر ایام رسالت یعنی زمانہ انتقال و رحلت تک کسی حکم کی تبلیغ کی بابت اسقدر اہتمام فرمایا ہو جس سے صریح ثابت ہوگیا کہ یہ حکم جمیع احکام شرعیہ سے اہم واشد ضروری تھا۔

اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی حکم جمیع احکام شرعیہ سے زیادہ ضروری اور اہم نہین ہوسکتا سوائے تقرر و تعین حاکم کے کیونکہ قامت جمیع احکام شرعیہ اس سے متعلق ہوتی ہے اور بعد رسول وہی حاکم و قائم مقام رسول اور امام امت ہے۔ پس ثابت ہوگیا کہ یہ حکم آیہ تبلیغ و تاکید کا تبلیغ خلافت و امامت شاہ ولایت کا تھا۔

اب رہا اہتمام و انتظام اُسپر چند واقعات دلالت کرتے ہین جسکے لئے یہ دو امر خاصکر قابل توجہ ہین۔

اوّل جب آپ حجۃ الوداع سے فارغ ہوکر چودہ ذی الحجہ کی صبح کو روانہ ہوئے تو پانچوین دن ۱۸ ذیحجہ کو قریب جحفہ (ما بین مکہ مدینہ) پہونچے ہین جہان سورہ مائدہ اور آیہ تبلیغ و تاکید کا نزول بحالت سواری ناقہ پر ہوا تو رسول خدا کو وہین اترنا پڑا یہان سے ۳-۴ میل پر غدیر خم کا وسیع میدان ہے حضرت نے آگے گئے ہوئے قافلہ کو واپس بلوایا اور آتے ہوئے قافلہ کا انتظار فرمایا جس کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار کی تھی جو کوسون کے گرد مین قیام پذیر ہوئی۔

چنانچہ تذکرہ[1] خواص الآئمہ فی معرفۃ الائمہ سبط ابن جوزی مین ہے:-

اتفق علماء السیر علیٰ ان الغدیر کانت بعد رجوع النبی صلے اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع فی الثامن عشر من ذی الحجہ جمع الصحابۃ وکانوا مائۃ وعشرین الفاً وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث نص صلے اللہ علیہ وسلم علی ذلک بصریح العبارۃ دون التلویح والاشارۃ

یعنی اتفاق کیا ہے علماء سیر نے اس بات پر کہ قصہ غدیر کا جناب رسول خدا کے حج آخری سے مراجعت کرنیکے بعد ہوا تھا اٹھارہوین ذیحجہ مین آپنے جمع کیا صحابہ کو اور وہ ایک لاکھ بیس ہزار تھے اور فرمایا جس کا مین مولا ہون اس کا علی مولا ہے۔ نص کردی جناب رسول خدا نے ساتھ صریح عبارت کے کچھ کنایہ و اشارہ نہین کیا۔

[1] توثیق (تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی) تاریخ ابن الوردی مین ہے:- وفی ۶۵۴ھ توفی الشیخ شمس الدین یوسف سبط ابن الجوزی واعظ فاضل لہ مرآۃ الزمان تاریخ جامع و لہ تذکرۃ الخواص من الامہ فی مناقب الائمہ؛

ثانیاً ۔ یہ مقام نہایت گرم تھا نیز اُس روز بہت شدت کی گرمی تھی جسکے ثبوت مین یہ حدیث مستدرک (علی الصحیحین) حاکم سے نقل کیجاتی ہے (از عبقات الانوار حدیث غدیر جلد ثانی صفحہ ۱۹)

عربی	ترجمہ
اخبرنی محمد بن علی الشیبانی بالکوفۃ	خبر دی ہم کو محمد بن علی شیبانی نے کہ حدیث بیان
ثنا احمد بن حازم الغفاری ثنا	کی ہم سے احمد بن حازم غفاری نے کہ حدیث کی ہم سے
ابونعیم ثنا کامل ابو العلا قال	ابونعیم نے کہا حدیث کی ہم سے کامل ابو العلا نے کہ
سمعت حبیب بن ابی ثابت یخبر	انھون نے کہا مین نے حبیب بن ابی ثابت سے کہ
عن یحیی بن جعدۃ عن زید بن	خبر دی اسکو یحیی بن جعدہ نے زید بن ارقم سے وہ
ارقم رضی اللہ عنہ قال خرجنا	کہتے ہین کہ ہم رسول خدا کے ساتھ باہر نکلے یہانتک
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	کہ غدیر خم مین پہونچے ۔ پس آپ کے حکم سے درختون
حتی انتھینا الی غدیر خم فامر	کے نیچے جھاڑو دیگئی ایسے دن مین کہ اُس
بدوح فکسح فی یوم ما اتی علینا	سے زیادہ گرمی کی شدت کا کوئی دن ہمارے
یوم کان اشد حراً منہ فحمد اللہ	اوپر نہین آیا پس آپ حمد وثنائے الٰہی بجا
واثنی علیہ وقال ایھا الناس	لائے اور فرمایا اے گروہ مردم کوئی نبی
انہ لم یبعث نبی قط الا عاش	نہین مبعوث ہوا ہے مگر یہ کہ اس نے اپنے
نصف ما عاش الذی کان قبلہ	نبی سابق سے نصف عمر پائی ہے اور قریب
وانی اوشک ان ادعی فاجیب	ہے کہ مین آخرت کیطرف بلایا جاؤن پس جاتا قبول
وانی تارک فیکم ما لن تضلوا	کرون اور مین تملوگون مین ایسی چیز چھوڑتا ہون کہ
بعدہ کتاب اللہ عز وجل ثم قام	تم لوگ اسکے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے وہ کتاب اللہ
فاخذ بید علی رضی اللہ عنہ فقال	کی ہے بعد اسکے آپ کھڑے ہوئے اور علیؑ کا ہاتھ پکڑا
یا ایھا الناس من اولی بکم من	اور فرمایا کہ اے گروہ مردم کون ہے اولیٰ ساتھ تمہاری
انفسکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم	تمہاری جانون سے سب نے جواب دیا کہ اللہ اور اسکا
قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ ھذا	رسول اسبات کو زیادہ جانتا ہے آپ نے فرمایا جسکا
حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ	کہ مین مولا ہون پس اسکے علی مولا ہے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور دونون نے اخراج کیا اسکو

(مستدرک حاکم)

واضح ہو کہ ترمذی نے اپنے صحیح مین حدیث ولایت (غدیر خم والی) نقل کی ہے جو صفحہ ۲۵۰ نمبر ۱۳ صحیح ترمذی مین درج ہے اسمین میمون ابی عبداللہ کے طریق سے زید بن ارقم کی حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے چونکہ اس حدیث کو ابن جریر طبری نے بھی اخراج کی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ وہ یہان لکھی جائے اور صحیح ترمذی مین مقام غدیر خم کا ذکر نہین کیا گیا اور اس حدیث مین مقام غدیر خم مذکور ہے اسیوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جامع ترمذی نے محض حوالہ پر اس حدیث (غدیر) کو

ٹالا ہے کیونکہ اُس مین صرف من کنت مولاہ فعلی مولاہ پر اکتفا کیا گیا ہے ۔
چنانچہ کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۰ مطبوعہ حیدر آباد ۱۳۱۵ھ مین ہے :۔

عربی	اردو
عن میمون ابی عبد اللہ قال کنت	ابن جریر نے میمون ابی عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ
عند زید بن ارقم فجاء رجل فسأل	مین زید بن ارقم کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا اور
عن علی فقال کنا مع رسول اللہ	اُسنے علیؑ کے متعلق سوال کیا زید بن ارقم نے کہا کہ ہم سب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر بین	کے ہمراہ درمیان مکہ و مدینہ کے سفر مین تھے پس ہم لوگ ایک مقام
مکۃ والمدینۃ فنزلنا مکاناً یقال	پر اترے جسکو غدیر خم کہا جاتا ہے پس اعلان کیا گیا کہ یہان نماز
لہ غدیر خم فاذن الصلوۃ جامعۃ	جماعت ہوگی ۔ پس لوگ مجتمع ہوئے (بعد نماز) حضرت نے
فاجتمع الناس فحمد اللہ واثنی علیہ	حمد و ثنائے الہی کے بعد فرمایا کہ اے گروہ مردم کیا مین
ثم قال ایہا الناس الست اولی	ہر مومن کیلئے اُسکے نفس سے اولی نہین ہون ہم سبنے کہا یا
بکل مومن من نفسہ قلنا بلی یا	رسول اللہ ضرور آپ اولی ہین ۔ ہم گواہی دیتے ہین کہ
رسول اللہ نحن نشہد انک اولی	آپ ہر مومن کے لئے اُسکے نفس سے زیادہ اولی ہین ۔
بکل مومن من نفسہ قال فان	فرمایا حضرت نے پس جس کسی کا مین مولا ہون اسکے یہ (علی)
من کنت مولاہ فہذا مولاہ واخذ	مولا ہین اور دست مبارک علی علیہ السلام کا اپنے ہاتھ
بید علی ولا اعلمہ الا قال اللہم	مین لیا اور مین کچھ نہین جانتا کہ حضرت نے فرمایا کہ الہی دوست
وال من والاہ وعاد من عاداہ	رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسکو جو علی سے
(ابن جریر)	دشمنی رکھے ۔

حدیث غدیر اتنی بڑی اور مشہور حدیثون سے ہے کہ ابن جریر طبری نے دو جلدین مرتب کی ہین جیسا کہ تاریخ ابن کثیر سے ص ۲۷۶ مین گذرا ۔ جسکو انھون نے پچھتر ۷۵ طریقون سے اخراج کی ہے ۔
چنانچہ امام قندوزی اپنے ینابیع المودۃ کے ص ۳۶ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۱ھ مین لکھتے ہین :۔

عربی	اردو
وفی المناقب اخرج ابن جریر الطبری	مناقب مین ابن جریر طبری صاحب تاریخ نے
صاحب التاریخ خبر غدیر خم	حدیث غدیر خم کو پچھتر ۷۵ طریقون سے اخراج
من خمس وسبعین طریقاً وافرد	کی ہے اور اس کو مستقل کتاب مین جمع کیا
لہ کتاباً سماہ کتاب الولایۃ	نام اسکا کتاب الولایت رکھا

اور علامہ محمد بن اسمٰعیل امیر صنعانی اپنی کتاب روضۃ الندیہ شرح تحفۃ العلویہ ص ۶۷ مطبوعہ الضاری دھلی ۱۳۲۲ھ مین فرماتے ہین :۔

عربی	اردو
وحدیث الغدیر متواتر عند اکثر	حدیث غدیر اکثر ائمہ حدیث کے نزدیک متواتر ہے

ائمۃ الحدیث قال حافظ الذھبی فی تذکرۃ
الحفاظ فی ترجمۃ الطبری من کنت
مولاہ فعلی مولاہ الف محمد بن جریر
فیہ کتابًا قال الذھبی وقفت علیہ
فاندھشت لکثرۃ طرقہا انتھی۔

حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں تذکرہ ابن جریر طبری میں
فرماتے ہیں کہ محمد بن جریر نے ایک مستقل کتاب حدیث
من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے طرق میں تالیف کی
ذہبی کہتے ہیں میں نے اس کتاب کو دیکھا تو حدیث
مذکور کی کثرت طرق پر نظر کر کے میرے ہوش اڑ گئے۔

اب ہم حدیث غدیر کو ابن جریر طبری کی مخرجہ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۰ مطبوعہ نظامیہ حیدر آباد سے لکھتے ہیں۔ یہ وہی مستند اور صحیح حدیث ہے جسکو امام نسائی نے محمد بن المثنی کی سند سے اخراج کی ہے ہم نے صفحہ ۲۷۳ میں نقل کیا ہے۔ چونکہ ابن جریر طبری بھی ابن المثنی سے روایت کرتے ہیں اس سے یہ حدیث ذیل انھیں ابن المثنی کی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس حدیث کے الفاظ وہی ہیں جو امام نسائی کے روایت میں ہیں:۔

(مسند زید بن ارقم) عن ابی الطفیل
عامر بن واثلۃ قال لما رجع رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع
فنزل غدیر خم امر بدوحات
فقممن ثم قام فقال کانی قد دعیت
فاجبت انی قد ترکت فیکم الثقلین
احدھما اکبر من الاخر کتاب اللہ
حبل ممدود من السماء الی الارض و
عترتی اھلبیتی فانظروا کیف تخلفونی
فیھما فانھما لن یتفرقا حتی یردا علی
الحوض ثم قال ان اللہ مولائی انا
ولی کل مومن ثم اخذ بیدہ علی
فقال من کنت ولیہ فعلی ولیہ
اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ
فقلت لزید انت سمعتہ من رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما
کان فی الدوحات احد الا راہ بعینیہ
وسمعہ باذنیہ (ابن جریر)

ابو الطفیل نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا
کہ جب مراجعت کی رسولخدا نے حجۃ الوداع سے اور نازل
ہوئے غدیر خم میں تو حکم دیا پس درختوں کے نیچے صاف
کیا گیا بعد اسکے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ گویا میں بلایا گیا
ہوں پس میں نے جانا قبول کیا ہے تحقیق میں نے چھوڑا
ہے تم میں دو گرانقدر چیزوں کو ایک ان میں سے بڑی ہے دوسرے
سے کتاب خدا کی ہے جو ایک رسی ہے لٹکی ہوئی آسمان سے
زمین تک اور عترت میری جو میرے اہلبیت ہیں پس دیکھو کہ
کیا کروگے تم لوگ میرے بعد ان دونوں کے حق میں پس تحقیق
وہ دونوں ہرگز نہ جدا ہونگے ایک دوسرے سے یہاں تک کہ
وارد ہوں میرے پاس حوض (کوثر) پر پھر ارشاد فرمایا کہ
تحقیق اللہ میرا مولا ہے اور میں ہر مومن کا ولی ہوں بعد اسکے
علی کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا کہ جسکا میں ولی ہوں پس علی اسکا ولی ہے
بار خدایا دوست رکھ تو اس شخص کو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن
رکھ تو اس شخص کو جو دشمن رکھے علی کو ابو الطفیل کہتے ہیں کہ پس
میں نے زید سے کہا کہ تم نے رسولخدا سے سنا ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ
کوئی شخص درختوں کے گرد ایسا نہیں تھا کہ جس نے اپنی
آنکھوں سے نہ دیکھا ہو اور اپنے کانوں سے نہ سنا ہو۔

یہ حدیث بہمہ وجوہ مطابق ہے اس حدیث کے کہ جو مین نے خصائص نسائی سے ابن المثنی کی مخرجہ نقل کی ہے البتہ لفظ کتاب اللہ اور عترتی اہلبیتی کے درمیان حبل ممدود من السماء الی الارض۔ اس حدیث مخرجہ ابن جریر مین زاید ہے جو دیگر حدیثون مین یہ فقرہ وارد ہے غرضیکہ اس حدیث کی نقل سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

فائدہ اول[۱] یہ ہے کہ زید بن ارقم نے حدیث ثقلین اور حدیث ولایت کو مقام غدیر مین ایک ساتھ بیان کیا ہے۔

فائدہ ثانیہ[۲] یہ ہے کہ جناب رسول خدا نے اپنے بعد جس طرح قران کے باب مین وصیت کی ہے اسی طرح اپنی عترت کے باب مین وصیت کی ہے اور ایک دوسرے مین کچھ فرق نہین کیا۔

فائدہ ثالثہ[۳] یہ ہے کہ عبارت حدیث سے معلوم ہوا کہ مولیٰ اور ولی کے اس حدیث مین ایک ہی معنی ہین جن معنون مین کہ اللہ جل شانہ جناب رسول خدا کا مولیٰ ہے انھین معنون مین جناب رسولخدا ہر مومن کے ولی ہین اور جن معنون مین کہ جناب رسول خدا ہر مومن کے ولی ہین انھین معنون مین حضرت علی ہر مومن کے ولی ہین۔ اس سبب سے کہ لفظ حدیث مین کوئی فارق نہین ہے پس اس بات سے ثابت ہوگیا کہ سوائے اولیٰ بالتصرف کے اور کوئی معنی لفظ مولی اور ولی کے اس حدیث مین مراد نہین ہوسکتے۔ پس خدا کیجانب جو اس لفظ کی نسبت ہے اس سے مراد الوہیت ہے اور جناب رسول خدا کے اوپر جو اس لفظ کا اطلاق ہے اس سے مراد نبوت ہے اور حضرت علی کے اوپر جو اس لفظ کا اطلاق ہے اس سے مراد امامت ہے اس سبب سے کہ سوا اللہ اور اسکے رسول اور امام کے جو نائب رسول ہے اور کوئی شخص مومنین کے لئے اولی بالتصرف نہین ہوسکتا۔

فائدہ رابعہ[۴] یہ ہے کہ خود زید بن ارقم کے قول سے معلوم ہوا کہ مقام غدیر خم مین جس قدر لوگ موجود تھے جناب رسولخدا اور جناب علی کو اپنی آنکھون سے دیکھا اور اس حدیث مبارک کو اپنے کانون سے سُنا۔

فائدہ خامسہ[۵] یہ ہے کہ ابو طفیل صحابی کا زید بن ارقم سے بہ نظر استعظام یہ سوال کرنا کہ کیا واقعی رسول اللہ نے مقام غدیر مین ایسا ایسا ارشاد کیا ہے؟ صریح ثابت کرتا ہے کہ خطبۂ غدیر خم قطعیت کے ساتھ جناب امیر علیہ السلام کے اولیٰ بالتصرف ہونے پر یعنی خلافت و امامت پر ناطق ہے۔

اور اس اولیٰ بالتصرف کے معنی کی وہ حدیث تصریح کرتی ہے جسکو عبد القادر ابن المحب طبری نے کتاب حسن السیرۃ[۱] فی حسن السیرۃ مین اور سید علی ہمدانی نے اپنے مودۃ القربیٰ کے مودۃ خامسہ کی پہلی حدیث مین وارد کیا ہے آخر اس روایت طویلہ کا یہ ہے۔

فقال الست اولیٰ بکم من انفسکم امرکم وانہاکم وما لکم علی امر ولا نہی قالوا بلی یا رسول اللہ فقال من کان اللہ وانا مولاہ فھذا علی مولاہ یامرکم وینہاکم وما لکم علیہ امر ولا نہی الحدیث

فرمایا رسول خدا نے کہ آیا مین نہین ہون اولی بتصرف تم سب پر تمھارے نفسون سے مین حکم کرتا ہون تم سب پر اور مین نہی کرتا ہون

---

[۱] توثیق (حسن السیرہ) کتاب وسیلۃ المآل احمد بن الفضل بن محمد باکثیر کے صدر کتاب مین ہے۔ وکتاب حسن السیرۃ فی حسن السیرۃ لصاحبنا وعمدتنا سیبویہ زمانہ معزد وقتہ واوانہ محقق العصر ونادر الدھر خلاصۃ ذوی الفخر الغنی عن الاطناب بتعداد الالقاب والصفات بما خصہ اللہ تعالیٰ بہ من نعوت الکمال وجزیل الہبات مولانا الامام العلامۃ عبد القادر بن محمد الطبری الحسینی الخطیب الامام بالمسجد الحرام۔

تم پر اور تم کو کوئی حکومت مجھ پر نہیں ہے نہ بامر اور نہ بنہی۔ سب نے کہا بلیٰ یا رسول اللہ۔ پس فرمایا حضرت نے جس شخص کا خدا اور میں مولیٰ اور ولی امر ہوں بس یہ علی ہیں مولیٰ اور ولی امر اسکے حکم کریں گے علی تم سب پر اور نہی کریں گے تم سب پر اور کوئی حکومت تم کو نہیں ہے علی پر نہ حکومتِ امر اور نہ منصب نہی۔

مؤیّدات

حدیث زید بن ارقم مخرجہ حاکم جو شرط صحیحین کے مطابق ہے جسکو ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صـ۲۹۳ مطبوعہ مطبع صدیقی بریلی ۱۲۸۶ھ سے نقل کی جاتی ہے:۔

اخرج الحاکم من طریق سلیمان	حاکم نے اعمش کے واسطہ حبیب بن ابی ثابت سے اُسنے
الاعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن	ابوالطفیل صحابی سے انہوں نے زید بن ارقم سے روایت کی
ابی الطفیل عن زید بن ارقم قال	ہے کہ جب رسولخدا نے حجۃ الوداع سے مراجعت کی اور
لما رجع رسول اللہ صلے اللہ علیہ	غدیر خم میں وارد ہوئے تو حکم دیا کہ درختوں کے نیچے صاف
وسلم من حجۃ الوداع ونزل غدیر خم	کیا گیا۔ فرمایا کہ گویا میں لایا گیا ہوں۔ بس میں
امر بدوحات فقمن قال کانی قد	نے جانا قبول کیا ہے تحقیق میں نے تم میں دو چیزیں
دعیت فاجبت انی قد ترکت فیکم	گرانقدر چھوڑی ہیں ایک انمیں کی بڑی ہے دوسرے
الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب	سے کتاب خدا کی اور عترت میری بس دیکھو کہ کیا کروگے
اللہ تعالےٰ وعترتی فانظروا کیف تخلفونی	تم میرے بعد ان دونوں کے حق میں بس تحقیق وہ دونوں
فیھما فانھما لن یتفرقا حتی یردا	ہرگز جدا نہوں گے ایک دوسرے سے یہانتک کہ وارد ہوں
علی الحوض ثم قال ان اللہ عزوجل	میرے پاس حوض کوثر پر بعد اسکے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
مولائی وانا ولی کل مومن ثم	میرا مولا ہے اور میں ولی ہوں ہر مومن کا۔ بعد اسکے علی کا
اخذ بید علیؓ فقال من کنت ولیہ	ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں جسکا ولی ہوں بس یہ علی بھی
فھذا ولیہ اللّٰھم وال من والاہ و	اسکا ولی ہے۔ بارخدایا دوست رکھ اس شخص کو جو دوست
عاد من عاداہ وذکر الحدیث بطولہ	رکھے علی کو اور دشمن رکھ اُس شخص کو جو دشمن رکھے علی کو اور ذکر کیا راوی نے
واخرج الحاکم من طریق سلمۃ بن	اور حاکم نے طریق سلمہ بن کہیل سے اُسنے اپنے باپ سے
کھیل عن ابیہ عن ابی الطفیل انہ	اسنے ابوطفیل سے روایت کی ہے اُسنے زید بن ارقم سے
سمع زید بن ارقم یقول نزل	سُنا کہ کہا انھوں نے کہ نازل ہوئے رسولخدا درمیان
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بین	مکہ اور مدینہ کے سمرہ کے درختوں کے پاس
مکۃ والمدینۃ عند سمرات خمس	جو پانچ بڑے درخت تھے بس لوگوں نے زیر
دوحات عظام فکنس الناس ما تحت السمرات	درختان مذکورہ جھاڑو دی پھر قیام کیا

حدیث کو طولاً

عربی	ترجمہ
ثم راح رسول الله صلی الله علیہ وسلم	رسولخدا نے اسی جگہ پس نماز پڑھی بعد اسکے کھڑے ہوئے آپ
عشیتہ فصلی ثم قام خطیبا فحمد الله	درانحالیکہ خطبہ ارشاد فرماتے تھے پس حمد وثنائے الہی بجالائے اور
واثنی علیہ وذکر ووعظ فقال	نصیحت وعظ کی اور کہا کہ جو کچھ کہ خدا نے چاہا کہ آپ کہیں بعد
ماشاء الله ان یقول ثم قال	اسکے فرمایا کہ اے گروہ مردم مین تم مین چھوڑنے والا ہون
ایھا الناس انی تارک فیکم امرین	دو امر کہ ہرگز نہ گمراہ ہوگے تم اگر پیروی کروگے اُن دونون کی
لن تضلوا ان اتبعتموھما وھما	اور وہ دونون کتاب خدا اور میری عترت ہین جو میرے اہلبیت
کتاب الله واھل بیتی عترتی ثم	ہین بعد اسکے تین مرتبہ ان لفظون کی تکرار فرمائی کہ آیا جانتے ہو
قال اتعلمون انی اولی بالمومنین	تم لوگ کہ تحقیق مین اولیٰ ہون ساتھ مومنون کے انکے نفسون سے
من انفسھم ثلاث مراة قال نعم	سب نے کہا ہان جانتے ہین۔
فقال رسول الله صلی الله علیہ وسلم	پس فرمایا رسول خدا نے کہ جس شخص کا مین مولا ہون
من کنت مولاہ فعلی مولاہ	اُس کا علی مولا ہے۔

انتباہ واضح ہو کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حاکم کی اخراج کردہ حدیث اوّل کے بعد اور حدیث ثانیہ کے درمیان کی عبارت ترک کردی ہے چنانچہ اصل حدیث مستدرک حاکم مین لفظ (وذکر الحدیث بطولہ) کے بعد یہ عبارت ہے: ـ ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ بطولہ شاھدہ حدیث سلمۃ بن کھیل عن ابی الطفیل ایضا صحیح علی شرطھما۔

اور ذکر کیا راوی نے ساتھ طول اُسکی کے حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے شرط شیخین (بخاری ومسلم) پر اور نہین اخراج کیا انھین دونون نے اس حدیث کو (یعنی بخاری اور مسلم نے اس حدیث کو اپنے اپنے صحیح مین درج نہین کیا) ساتھ اسکے طول کے شاہد اسکی حدیث سلمہ بن کہیل کی ہے کہ اُس نے بھی ابو طفیل سے روایت کی ہے اور وہ بھی صحیح ہے شرط شیخین پر اور وہ دوسری حدیث وہی ہے جسکو سلمہ بن کہیل نے اپنے باپ کے واسطہ ابو طفیل سے اُنھون نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے۔

اس حدیث منقولہ مین جو حدیث اوّل ہے وہ بہمہ وجوہ موافق ہے اس روایت سے کہ جو مین نے کنز العمال جلد ۶ کے صفحہ ۳۹۰ سے ابن جریر کی مخرجہ نقل کی ہے۔ پس جو فوائد اس حدیث کے نقل کے بعد مین نے لکھے ہین وہی اس سے بھی حاصل ہین اور اسکے علاوہ چند فوائد اور اس کے نقل سے حاصل ہوے۔

فائدہ[۱] اوّل یہ کہ اُس روایت کی اِس روایت سے تاکید وتشئید ہوگئی اور یہ دونون ایک دوسرے کے تصحیح کی شاہد ہین

فائدہ[۲] دوم بعد اس حدیث کے جو حاکم کی عبارت ہے اس سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور جو شرائط بخاری اور مسلم نے استخراج حدیث کی مقرر کئے ہین وہ سب اسمین موجود ہین لیکن ان دونون نے اس حدیث کو اپنے نقطہ نظر کے خلاف تصوّر کرکے ایسی صحیح اور متواتر حدیث کو درج کرنے سے گریز کیا ہے البتہ شیخ مسلم صاحب (صحیح) نے جنکی صحیح کو بعض حضرات صحیح بخاری پر ترجیح دیتے ہین اُنھون نے زید بن ارقم کی حدیث مقام غدیر خُم مابین مکہ ومدینہ کی صرف حدیث ثقلین ناقص وناتمام بیان کی ہے اور

حدیث ولایت کو جسکے اعلان کے لئے یہ اہتمام و انتظام اور کثرت ازدحام صحابہ جنکی تعداد سوا لاکھ تک ثابت ہوچکی ہے اور جس کے لئے خداوند عزوجل نے آیہ تبلیغ و تاکید کو اپنے رسول پر نازل فرمایا اور باوصف اسکے کہ انھین شیخ مسلم صاحب نے سیخ حدیث ابن المثنی جو زید بن ارقم سے حدیث ثقلین کے ساتھ ساتھ بیک وقت حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ بحدیث کے ... ذکر ... وغیرہ الفاظ مخصوصہ عترتی اہلبیتی وغیرہ کے شیخ مسلم صاحب حدیث غدیرخم کو حذف و اسقاط کر گئے۔

فائدہ سوم یہ کہ حاکم نے اس حدیث طویلہ کا ذکر تو کیا مگر کچھ عبارت طویلہ نقل نہین کی صرف چند الفاظ حدیث پر اکتفا کی

فائدہ چہارم۔ یہ کہ حاکم نے اس حدیث شریف کے تصحیح پر اکتفا نہین کی بلکہ اسکی صحت پر ایک دوسری حدیث انھین ابوطفیل ور زید بن ارقم صحابی کی شاہد بھی لائے ہین اور اسکو بھی کہا ہے کہ یہ بھی صحیح ہے شرط شیخین پر۔

فائدہ پنجم یہ کہ اس دوسری روایت زید بن ارقم مین جو شاہد ہے اس مین لفظ ثقلین کی جگہ امرین ہے جو "لن تضلوا" کے ساتھ ہے جسکی مؤید وہ حدیث مخرجہ ابو سعید خدری ہے جسکو امام احمد اور ابن سعد کاتب واقدی نے لفظ "لن تضلوا بعدی امرین الخ" سے اخراج کی ہے دیکھو صفحہ ۱۵۳۔

جب یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا کہ غدیرخم کے خطبہ مین رسول خدا نے حدیث ثقلین وامرین و حدیث ولایت کو ایک ساتھ بیان فرمایا ہے اور حدیث ثقلین و امرین مین لفظ بعدی بھی وارد ہے جیسا کہ اوپر ابو سعید خدری کی روایت سے حوالہ دیا گیا لہذا ذیل کی روایت سے لفظ بعدی کا حدیث ولایت مین وارد ہونا ثابت کیا جاتا ہے:۔

چنانچہ حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ بدایۃ والنہایۃ ورق صفحہ ۲۴۰ (واقع کتب خانہ بانکی پور پٹنہ) مین زیر حدیث غدیر مخرجہ ابن ماجہ عن براء بن عازب و کذلک رواہ عبدالرزاق عن معمر عن علی بن زید بن جدعان عن عدی عن البراء پر ختم کی ہے اسکی پوری حدیث عبقات الانوار جلد ثانی حدیث غدیر حصہ اول صفحہ ۷۵ سے لکھی جاتی ہے اور جسکی ابتدا مین یہ عبارت مرقوم ہے:۔

اما روایت معمر بن راشد حدیث غدیر را پس حافظ عماد الدین اسمعیل بن عمر الدمشقی المشتہر بابن کثیر در تاریخ خود در بیان طرق حدیث غدیر گفتہ:۔

قال عبدالرزاق[1] انا معمر[2] عن علی　　عبدالرزاق نے معمر سے انھون نے علی بن زید بن جدعان
بن زید بن جدعان عن عدی بن　　سے انھون نے عدی بن ثابت سے انھون نے براء
ثابت عن البراء بن عازب قال　　بن عازب سے روایت کی ہے کہ ہم اُترے ساتھ
نزلنا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ　　رسول خدا کے نزدیک غدیر خم
وسلم عند غدیر خم فبعث منادیًا　　کے۔

---

[1] توثیق (عبدالرزاق) شبلی صاحب سیرۃ النبی مین لکھتے ہین عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری ثقات محدثین مین انکا شمار ہے مزاج مین کسی قدر تشیع تھا ابن معین کہتے ہین کہ عبدالرزاق مرتد ہوجائے تب بھی ہم اس سے روایت حدیث ترک نہین کر سکتے۔

[2] توثیق (معمر) تاریخ دول الاسلام ذہبی مین بوقائع سنہ ثلاث وخمسین ومایۃ لکھا ہے:۔ وشیخ الیمن معمر بن راشد الازدی البصری وکان من اوعیۃ العلم وصنف التصانیف۔

یادی فلما اجتمعنا قال الست اولیٰ
بکم من ابائکم قلنا بلیٰ یا رسول
اللہ قال اَلَسْتُ اَلَسْتُ قلنا بلیٰ یا
رسول اللہ قال من کنت مولاہ فان
علیًّا بعدی مولاہ اللھم وال من
والاہ وعاد من عاداہ فقال عمر
بن الخطاب ھنیئًا لک یا ابن ابیطالب
اصبحت الیوم[۱] ولی کل مومن

پس آپ نے ایک منادی کو مقرر کیا کہ ندا کرے پس ہم لوگ مجتمع
ہوئے تو فرمایا کہ کیا نہیں ہوں میں اولیٰ ساتھ تمہارے تمہارے آبا سے
ہمنے کہا کہ سچ ہے یا رسول خدا آپ ایسے ہی ہیں اسکو رسولخدا نے مکرر
ارشاد فرمایا اور ہم نے تصدیق کی فرمایا کہ جس شخص کا میں مولا ہوں پس
تحقیق علی بھی بعد میرے اُس شخص کا مولیٰ ہے بارخدایا دوست رکھ
تو اُس شخص کو کہ جو اسکو دوست رکھے اور دشمن رکھ تو اُس شخص کو کہ
جو اسکو دشمن رکھے پس کہا عمر بن خطاب نے کہ مبارک ہو آپ کو اے
بیٹے ابوطالب کے کہ آج کے روز آپ ہر مومن کے ولی ہوئے۔

حدیث مذکورہ میں حضرت عمر نے جناب امیرؑ کو لفظ ولی سے مبارکباد دی ہے۔ اسی لفظ ولی سے ابوبکر اور عمر دونوں نے اپنے اپنے تئیں ولی رسول اللہ کہکر خلیفہ رسول بتایا تھا اور اسی لفظ ولی سے اظہار خلافت ہر ایک نے اپنا اپنا کیا تھا چنانچہ صحیح مسلم جلد ثانی صـ۹۱ مطبوعہ دہلی میں بمقام منازعہ حضرت عباسؓ و علی مرتضیٰ مرقوم ہے۔ قال عمر فلما توفی رسول اللہ قال ابوبکر انا ولی رسول اللہ فجئتما تطلب میراثک من ابن اخیک و یطلب ھذا میراث امرأتہ من ابیھا فقال ابوبکر قال رسول اللہ ما نورث ما ترکناہ صدقۃ فرایتماہ کاذبًا اثمًا غادرًا خائنًا واللہ یعلم انہ صادق بار راشد تابع للحق فلمّا توفی ابوبکر وانا ولی رسول اللہ و ولی ابوبکر فرایتمانی کاذبًا

---

[۱] اس حدیث میں حضرت عمر نے جو لفظ الیوم ولی کل مومن فرمایا ہے یہ وہی الیوم ہے جو آیہ جلیلہ الیوم اکملت لکم دینکم اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا میں وارد ہے۔ اسی ولایت کے عہد و پیمان کے بعد جو حضرت ابوبکر اور عمر اور ازواج سے رسول اللہ نے جناب امیرالمومنین کے خیمہ میں بٹھکر مبارکباد دی اور تہنیت دلوایا اور آیہ موصوفہ نازل ہوا جسکا شکریہ تکبیر کے ساتھ ادا فرمایا ہے پھر اسکے بعد اکیاسی یوم رسول اللہ زندہ رہے جو ۱۸ ذیحجہ پنجشنبہ سے ۲۹ صفر پنجشنبہ سنہ ۱۱ھ تک ۷۰ دن اور گیارہ ربیع الاول پر اکیاسی دن ہوتے ہیں اور اسی آیت کے نزول کو حضرت عمر کا یوم عرفہ (جمعہ) ۹ ذیحجہ کو واقعہ تہنیت کے اخفا کرنے کی غرض سے بیان کرنا قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ ۹ ذیحجہ عرفہ (جمعہ) سے ۱۲ ربیع الاول کو اکانوے دن پر (جمعہ) ہوتا ہے اور ابن عمر کی روایت سے بارہ ربیع الاول کو دوشنبہ تھا۔ پس یہ پہلا دروغ ہوا علاوہ اسکے خود ابن عمر کا بارہ ربیع الاول دوشنبہ اس روایت عمر بن علی بن ابیطالب عن ابیہ سے سہ شنبہ ہوتا ہے جسمیں عمر نے اپنے پدر جناب علیؑ سے رسول خدا کا شکایت مرض میں مبتلا ہونا ۲۸ صفر چہارشنبہ بیان کیا ہے دیکھو صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶۔ کتاب ہذا۔ جسکا چودھواں دن ۱۲ ربیع الاول (سہ شنبہ) یوم دفن رسولخدا ہے جسکے مراجعت میں ۱۸ ذیحجہ (پنجشنبہ) ۹ ذیحجہ عرفہ (سہ شنبہ) ۲۵ ذیقعدہ سہ شنبہ ہوتا ہے۔ ابن عمر کا بیان ۱۲ ربیع الاول کو بیعت ابوبکر کی شام تک ہونا صحیح ہو سکتا ہے لیکن دوشنبہ کا دن ہرگز صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت کیا گیا۔

ایسے ہی عمر بن خطاب کی یہ روایت روز وفات رسول خدا بیعت ابوبکر اور وفات کے دوسرے دن سہ شنبہ کو جناب فاطمہؑ اور حضرت علیؑ کا طلب میراث میں ابوبکر کے پاس جانا روایتاً و درایتاً دروغ و کذب ہے وہ روایت طبقات ابن سعد جزو دوم قسم دوم صـ۸۶ مطبوعہ لیدن سنہ ۱۳۳۰ھ کی یہ ہے قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر نا ھشام بن سعد عن زید بن اسلم .. عن ابیہ قال سمعت عمر یقول لما کان الیوم الذی توفی فیہ رسول اللہ صلعم بویع لابی بکر فی ذلک الیوم فلما کان من الغد جاءت فاطمۃؑ الی ابی بکر معھا علی فقالت میراثی من رسول اللہ ابی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر من الرثۃ او من العقد قالت فدک وخیبر وصدقاتہ بالمدینۃ ارثھا کما یرثک بناتک اذامت۔

کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے ہشام بن سعد سے اونے زید بن اسلم سے اُسنے اپنے باپ سے کہا اوسنے کہ میں نے عمر کو کہتے ہوئے سُنا ہے کہ روز وفات رسولخدا ابوبکر کی بیعت ہوئی جب دوسرا دن ہوا تو جناب فاطمہؑ ابوبکر کے پاس مع حضرت علی تشریف لیگئیں اور فرمایا میرے باپ کی میراث مجھے ملنی چاہئے پس ابوبکر نے کہا کہ بطور ترکہ یا بطریق عقد (ہبہ) جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ فدک اور خیبر اور آنحضرت کے صدقات جو مدینہ میں ہیں میں اُنکی اسی طرح وارث ہوں جسطرح تیرے مرنے کے بعد تیری لڑکیاں

اثماً غادراً خائناً واللہ یعلم انی لصادق بار راشد تابع للحق فولیتھا حتی جئتنی انت وھذا وانتما جمیع وامر کما واحد۔ پس کہا عمر نے کہ جس گاہ پیغمبر خدا نے وفات فرمائی کہا تھا ابوبکر نے مین ہون ولی رسول اللہ پس آئے تھے تم دونون طلب کرتے تھے تم اے عباس میراث کو اپنے برادر زادہ کی طرف سے اور طلب کرتے تھے یہ علی میراث زن کو اپنے جانب پدر انکے سے پس ابوبکر نے کہا تھا کہ جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ ہم میراث نہین چھوڑتے ہین جو کچھ متروکہ ہے سب صدقہ ہے۔ پس یقین کیا تھا تم دونون نے ابوبکر کو کاذب و آثم و غادر و خائن۔ اور خدا جانتا ہے کہ وہ راستگو اور نیکوکار و صاحب رشد و تابع حق تھے۔ پس جب ابوبکر مر گئے تو مین اُنکی جگہ پر بیٹھا اور مین ولی رسول اللہ اور ولی ابوبکر ہون اور تم مجھ کو بھی کاذب۔ آثم و غادر و خائن یقین کرتے ہو اور اللہ تعالےٰ جانتا ہے کہ مین صادق، نیکوکار و تابع حق ہون۔ پس متولی خلافت ہوا مین تا آنکہ تم دونون آئے ہو حالانکہ تم باہم کوئی اختلاف و نزاع نہین رکھتے ہو اور امر تم دونون کا ایک ہے۔

عبارت مذکورہ سے صاف صاف خود زبان عمر سے جزماً معلوم ہو گیا کہ جناب امیر علیہ السلام شیخین کو کاذب، آثم و غادر و خائن یقیناً جانتے تھے ورنہ قول عمر پر حضرت امیر علیہ السلام سکوت نہ فرماتے بلکہ یہ کہتے کہ تم دونون کو ایسا نہین جانتا ہون تم مجھپر کیون تہمت لگاتے ہو مگر حضرت امیرؑ کا سکوت فرمانا دلیل ہے تسلیم قول عمر کی کہ ہان اے عمر تم دونون کو ہم ایسا ہی جانتے ہین۔ پس اگر حضرت عمر اس کلام مین سچے تھے تو حضرت امیرؑ صاحب تطہیر کے جاننے سے انکا متصف باوصاف اربعہ خلافت شیخین بے اصل محض ہو گئی اور اگر اس کلام خوش انجام مین حضرت عمر جھوٹے تھے پھر تو خلافت شیخین بالبدیہہ باطل ہو گئی اس لئے کہ اقرار العقلاء علیٰ انفسہم مقبول سند جید موجود ہے یعنی اقرار عقلا کا اپنے ضرر پر مقبول ہے۔ اس روایت صحیح مسلم سے دعویٰ کرنا بھی جناب امیر علیہ السلام کا میراث پیغمبرؐ کو از جانب فاطمہ زہرا عہد ابی بکر اور ہم عہد عمر مین ثابت ہوا اور بدونون عہد مین محروم پھرنا بھی بمصداق حدیث علی مع الحق والحق مع علی کا اپنے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۶۔ وارث ہونگی ختم ہوا ترجمہ۔ اس حدیث سے حضرت فاطمہؑ اور جناب امیر کا تشریف لیجانا مزدہ ہوگا لیکن وفات کے دوسرے دن جانا ہرگز صحیح نہین ہے۔ یہ دوسرا دروغ ہے۔ اب ہم دوسری روایتین بھی لکھتے ہین جسمین جناب امیرؑ کا احتجاج فرمانا وارد ہے چنانچہ اسی طبقات ابن سعد کے صفحہ ۸۶ مین ہے قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر حدثنی ھشام بن سعد عن عباس بن عبد اللہ بن معبد عن جعفر قال جاءت فاطمۃ الی ابی بکر تطلب میراثھا وجاء العباس بن عبد المطلب یطلب میراثہ وجاء معھما علی فقال ابوبکر قال رسول اللہ لا نورث ما ترکنا صدقۃ وما کان النبی یعول فعلی فقال علی ورث سلیمان داؤد وقال زکریا یرثنی ویرث من آل یعقوب قال ابوبکر ھو ھکذا وانت واللہ تعلم مثلما اعلم فقال علی ھذا کتاب اللہ ینطق فسکتوا وانصرفوا (ترجمہ) کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو محمد بن عمر نے کہ حدیث کی مجھ سے ہشام بن سعد نے عباس بن عبد اللہ بن معبد سے اس نے جعفر سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ جناب فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا ابوبکر کے پاس طلب میراث کے لئے تشریف لے گئین اور عباس بن عبد المطلب بھی اپنی میراث طلب کرنیکو انکے پاس گئے اور حضرت علی علیہ السلام ان دونون کے ساتھ ابوبکر کے پاس تشریف لیگئے پس ابوبکر نے کہا کہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑین وہ صدقہ ہے اور آنحضرت کے متعلق جن جن کا خرچ تھا وہ میرے ذمہ ہے پس حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے ورث سلیمان داؤد یعنی حضرت سلیمان حضرت داؤد کے وارث ہوئے اور جناب زکریا علیہ السلام اپنے دعا مین فرماتے ہین (یرثنی ویرث من آل یعقوب) یعنی بار الٰہا مجھے ایک لڑکا عطا فرما جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔ ابوبکر نے کہا اسیا ہی ہے اور بخدا آپ جانتے ہین وہ چیز جو مین جانتا ہون۔ پس حضرت امیر نے فرمایا کہ یہ کتاب خدا تو میراث انبیا پر ناطق ہے پس ابوبکر اور انکے معاون چپ ہو گئے اور یہ حضرات واپس تشریف لائے سیرۃ النبی شبلی جلد ثانی حاشیہ صفحہ ۱۶۷ کے ہندسہ ۲ مین ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے باغ فدک سادات کو واپس دیدیا تھا۔ اور اسی طبقات ابن سعد کے صفحہ ۸۶ میں ہے قال ابن سعد اخبرنا محمد بن عمر حدثنی معمر عن الزھری عن عروۃ عن عائشۃ قالت ان فاطمۃ بنت رسول اللہ ارسلت الی ابی بکر تسألہ میراثھا من رسول اللہ صلعم مما افاء اللہ علی رسولہ وفاطمۃ حینئذ تطلب صدقۃ النبی التی بالمدینۃ وفدک وما بقی من خمس خیبر فقال ابوبکر ان رسول اللہ قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ (الی ان قال) قال ابوبکر ان ید فع الی فاطمۃ منھا شیئاً فوجدت فاطمۃ علیہا السلام علی ابی بکر فھجرتہ فلم

حق سے مانند آفتاب نصف النہار ظاہر و آشکار ہو گیا ہم نے ایک حدیث حاشیہ گذشتہ مین طبقات ابن سعد سے نقل کی ہے جسمین اول ہی مرتبہ جناب امیر علیہ السلام نے صدقہ والی روایت کو جسکے تنہا راوی ابوبکر صاحب ہین قرآن مجید کی آیت سے باطل کر دیا ہے کیونکہ جو حدیث چاہے کسی صحابی سے ہو اگر وہ قرآن کے موافق ہوگی تو صحیح ورنہ دروغ جیسا کہ تفسیر حسینی سورۂ روم مین تفسیر آیۂ کریمہ "واقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین (اور پابندی سے نماز پڑھو اور مشرکین سے نہ ہوجانا)" مذکور ہے ۔

در تیسیر شیخ محمد بن اسلم طوسی قدس سرہٗ نقل میکند کہ حدیثے بمن رسیدہ کہ از ہر چہ از من روایت کنند عرض کنید بر کتاب خدا اگر موافق بود از من باشد۔ (ترجمہ) تیسیر مین شیخ محمد بن اسلم طوسی سے مروی ہے کہ ایک حدیث مجھ تک پہونچی ہے رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھسے روایت کرے اسکے لئے قرآن دیکھو اگر موافق پاؤ تو وہ حدیث مجھسے ہے) پس صدقہ والی روایت کو آیۂ جلیلہ "ورث سلیمان داؤد" یعنی وارث ہوے حضرت سلیمان حضرت داؤد کے "وقال زکریا" (سورۂ نمل) "یرثنی ویرث من آل یعقوب" اور جناب زکریا اپنی دعا مین فرماتے ہین کہ بارالٰہا مجھے ایک ولی عطا فرما جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔ (سورۂ مریم) اور پھر عمر بن عبدالعزیز نے فدک سادات کو واپس کر کے صدقہ والی روایت کو قطعی باطل کر دیا۔

اب ہم پھر اپنے سلسلۂ بیان پر آگئے یہ حدیث ابن جریر نے جناب امیر علیہ السلام کے ولی رسول ہونے کی اخراج کی ہے جسکو ہم تاریخ ابن کثیر (واقع کتب خانہ بانکی پور پٹنہ) سے لکھتے ہین :-

قال ابن جریر حدثنا احمد بن عثمان	کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی ہم سے احمد بن عثمان ابوجوزا
ابوالجوزا ثنا محمد بن خالد بن عثمۃ ثنا	نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن خالد بن عثمہ نے کہا حدیث کی ہمسے
موسیٰ بن یعقوب الربعی وھو صدوق	موسیٰ بن یعقوب ربعی نے اور وہ سچا ہے کہ حدیث کی مجھ کو
حدثنی مہاجر بن مسمار عن عائشۃ	مہاجر بن سمار نے عائشہ بنت سعد سے کہ سنا مین نے
بنت سعد سمعت اباھا یقول	اپنے باپ سے وہ کہتے تھے کہ سُنا مین نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۷ ۔ فکلمۃ حتی توفیت وعاشت بعد رسول اللہ ستۃ اشھر (حاصل ترجمہ) کہا ابن سعد نے کہ خبر دی ہم کو محمد بن عمر نے کہ حدیث کی مجھسے معمر نے زہری سے اُسنے عروہ سے اُسنے حضرت عائشہ سے ، ، ،،، ، ، کہ حضرت فاطمہ نے کسی کو بھیجکر حضرت ابوبکر سے اُس جائداد کا سوال کیا جو انکو مدینہ اور فدک اور خمس خیبر مین رسول اللہ سے بطور میراث پہونچی تھی حضرت ابوبکر نے کہا کہ رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہین جو کچھ ہم چھوڑین وہ صدقہ ہے نیز حضرت فاطمہ کے سوال کی منظوری سے انکار کیا اور انکو مطلوبہ جائداد مین سے کچھ نہ دیا پس حضرت فاطمہ علیہا السلام اس بات پر ایسی ناخوش اور رنجیدہ خاطر ہوئین کہ مرتے دم تک حضرت ابوبکر سے کلام نہین کیا اور فاطمہ رسول اللہ کے بعد ۶ ماہ زندہ رہین ۔

اور طبقات ابن سعد جلد ۸ مطبوعہ ۱۳۲۱ھ صفحہ ۱۸ مین اور مسند امام احمد جلد اول صفحہ ۶ مطبوعہ مصر ۱۳۱۳ھ مین "جنکے کل رواۃ ایک ہی ہین" مذکور ہے ۔ قال ابن سعد اخبرنا یعقوب بن ابراھیم بن سعد الزھری عن ابیہ عن صالح بن کیسان عن ابن شھاب قال اخبرنی عروۃ بن الزبیر ان عائشۃ زوج النبی صلعم اخبرتہ ان فاطمۃ بنت رسول اللہ سألت ابابکر بعد وفات رسول اللہ ان یقسم لھا میراثھا مما ترک رسول اللہ مما افاء اللہ علیہ فقال لھا ابوبکر ان رسول اللہ صلعم لا نورث ما ترکنا صدقۃ فغضبت فاطمۃ وعاشت بعد وفات رسول اللہ صلعم ستۃ اشھر (مسند امام احمد میں اسقدر زیادہ ہے) فغضبت فاطمۃ علیہا السلام فھجرت ابابکر فلم تزل مھاجرتہ حتی توفیت قال وعاشت بعد وفات رسول اللہ صلعم ستۃ اشھر (حاصل ترجمہ) ابن سعد اور امام احمد نے یعقوب بن ابراہیم بن سعد زہری سے اُنھوں نے اپنے باپ سے اُنھوں نے ابن شہاب زہری سے اُسنے عروہ بن زبیر سے اُسنے عائشہ سے روایت کی ہے کہ بعد وفات رسول خدا حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ نے حضرت ابوبکر سے اپنی اسی میراث کا سوال کیا جو رسول مقبول سے انکو پہونچی تھی اور جو آنحضرت کو بلا حرب و ضرب خدا نے عطا فرمائی تھی ابوبکر نے کہا کہ رسول خدا کا ارشاد ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہین جو کچھ ہم چھوڑ جائین وہ صدقہ ہے یہ سنکر حضرت فاطمہ علیہا السلام ایسی غضبناک ہوئین کہ مرتے دم تک اُنسے صاحب سلامت گوارا نہین کی اور حضرت فاطمہ بعد وفات رسول اللہ ۶ مہینہ زندہ رہین

سمعت رسول اللہ صلعم یوم الجحفۃ
واخذ بید علی فخطب ثم قال ایھا الناس
انی ولیکم قالوا صدقت فرفع ید
علی فقال ھذا ولیّی والمؤدّی عنّی
وان اللہ موال من والاہ و معاد
من عاداہ قال شیخنا الذھبی
وھذا حدیث حسن غریب

رسول خدا سے جحفہ (ایک موضع ہے درمیان مکہ و مدینہ کے)
دن جناب سالتمآب نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر خطبہ ارشاد کیا اور
فرمایا اے لوگو میں تمہارا ولی ہوں حاضرین نے عرض کیا کہ آپ
سچ فرماتے ہیں تب حضرت نے جناب علی کا ہاتھ بلند کرکے ارشاد کیا کہ یہ میرا ولی ہے
اور میری جانب سے احکام پہونچانیوالا ہے تحقیق خدا دوست رکھنے والا ہے
اسکو جو اسکو دوست رکھے اور دشمن رکھنے والا ہے اسکو جو اسکو دشمن رکھے ابن کثیر
کہتے ہیں ہمارے شیخ ذہبی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے

حدیث مذکورہ کی مؤیّد وہ حدیث ہے جو امام نسائی سے صفحہ ۲۷۳ میں عائشہ بنت سعد اور عامر بن سعد سے بالفاظ مذکورہ مروی ہے۔ پس اظہر من الشمس ہے کہ حدیث میں لفظ ولیّی سے مراد ولیعہد رسول خدا ہے کہ جو امام و خلیفہ ہے بقرینہ قول مخبر صادق علیہ السلام المؤدّی عنّی اس سبب سے کہ بعد رسول سوا اسکے نائب اور خلیفہ کے اور کون شخص ایسا ہو سکتا ہے کہ جو احکام الٰہی کو اسکے جانب سے ادا کرے اور اُمت کو پہونچائے۔

اسی کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جسکو حافظ ابن کثیر نے حدیث مذکورہ کے بعد بلا فاصلہ امام احمد بن حنبل سے وارد کی ہے جو حجۃ الوداع کی ہے:—

قال الامام احمد حدثنا یحیی بن
اٰدم وابن ابی بکیر قال ثنا اسرائیل
عن ابی اسحاق عن حبشی بن جنادۃ
قال یحیی بن اٰدم السلولی وکان قد
شھد حجۃ الوداع قال قال رسول اللہ
صلعم علی منی وانا منہ ولا یؤدّی
عنی الا انا او علی وقال ابن ابی بکیر
لا یقضی دینی الا انا او علی۔

کہا امام احمد نے کہ حدیث کی ہم سے یحییٰ بن آدم اور ابن ابی
بکیر نے کہا کہ حدیث کی ہم سے اسرائیل نے ابی اسحاق سے اُنہنے
حبشی بن جنادہ سے کہا یحییٰ بن آدم سلولی
نے کہ حبشی بن جنادہ حجۃ الوداع میں موجود
تھے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسولخدا نے کہ علی مجھسے
ہے اور میں علی سے ہوں نہ پہونچائیگا احکام الٰہی کو میرے
طرف سے مگر میں خود ہی یا علیؑ اور کہا ابن ابی بکیر نے کہ
نہ ادا کریگا میرے قرض کو مگر میں خود ہی یا علی۔

اسی حدیث حبشی بن جنادہ کو امام احمد نے ابو احمد زبیری کے واسطے سے اسی حجۃ الوداع کی وارد کی ہے جسکو حافظ محب الدین طبری نے اپنے ریاض النضرہ جلد ثانی میں حافظ سلفی کے حوالے سے وارد کیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۴۳ و ۳۴۴ کتاب ہذا۔ نیز ترمذی نے اپنے صحیح جلد ثانی ابواب المناقب میں لفظ حجۃ الوداع کو حذف کرکے حدیث مذکورہ اخراج کی ہے۔

قال الترمذی حدثنا اسمعیل بن موسی
نا شریک عن ابی اسحاق عن حبشی بن
جنادۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے اسمٰعیل بن موسیٰ نے کہا حدیث
کی ہم سے شریک نے ابی اسحاق سے اُنھوں نے حبشی بن جنادہ سے
کہا اُنھنے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

علی منی وانا من علی ولا یؤدی عنی الا انا او علی هذا حدیث حسن غریب صحیح

علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور نہیں ادا کرتا مجھ سے مگر میں خود ہی یا علی یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

اور جبکہ ابو احمد زبیری اس حدیث حبشی بن جنادہ کے لفظ حجۃ الوداع کے ساتھ راوی ہیں جنکی توثیق ترمذی نے اپنے صحیح میں کی ہے دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۶۴-۱۶۵ کتاب ہذا۔ پس حدیث مذکورہ صحیح ترین احادیث حجۃ الوداع سے ثابت ہوگئی۔

چونکہ حدیث مذکورہ کا فقرہ لا یؤدی عنی الا انا او علی ایک سال قبل سنہ ۹ھ واقعہ تبلیغ سورہ برأت میں بھی حضرت نے ارشاد فرمایا ہے اس لئے ترمذی اور نسائی نے لفظ حجۃ الوداع کو ساقط کرکے لکھا ہے تاکہ حبشی بن جنادہ والی روایت سورہ برأت کے تبلیغ کی سمجھی جائے۔ جیسا کہ بعض لوگوں نے یہی گمان کرکے اسی واقعہ (سورۂ برارت) میں لکھا ہے۔

امام نسائی نے سورہ برات کے موقع کی یہ حدیث اپنے خصائص میں وارد کی ہے:—

عن سعد بن ابی وقاص قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا بکر ببراءۃ اذا کان ببعض الطریق ارسل علیا فاخذها منہ ثم سار بها فوجد ابو بکر فی نفسہ قال فقال لہ رسول اللہ صلعم انہ لا یؤدی عنی الا انا او رجل منی

سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ سرور کائنات نے ابوبکر کو برارت کے ساتھ بھیجا یہانتک کہ جب کچھ راہ گئے تو حضرت صلعم نے علی علیہ السلام کو بھیجا سو علی نے اُن سے سورہ برارت لے لی اور اُسکو مکہ کیطرف لیگئے ابوبکر کو اپنے دل میں رنج ہوا سو حضرت صلعم نے اُسکو فرمایا یہ ندا ادا کرے گا میری طرف سے مگر میں یا کوئی مرد میرے اہلبیت سے۔

وفی تفسیر درمنثور سیوطی ج۳ صفحہ ۲۰۹ مطبوعہ مصر میں ہے:—

اخرج ابن ابی شیبۃ و احمد والترمذی وابو الشیخ وابن مردویہ عن انس قال بعث النبی صلعم ببراءۃ مع ابی بکر ثم دعاہ فقال لا ینبغی لاحد ان یبلغ هذا الا رجل من اهلی فدعا علیا واعطاہ ایاہ۔

ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور ترمذی اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے انس سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے سورہ براۃ کے ساتھ حضرت ابوبکر کو مکہ میں بھیجا پھر حضرت نے ابوبکر کو بلا لیا اور فرمایا کہ کسی کو لائق نہیں ہے کہ اسکی تبلیغ کرے سوائے اُس مرد کے جو میرے اہل سے ہے پس بلایا حضرت علی کو تو اُنکو وہ سورت دیدی

نیز تاریخ حبیب السیر[۱] جزو سیوم از جلد اول صفحہ ۲ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۸۵۷ء اور تاریخ روضۃ الصفا ج ثانی صفحہ ۱۶۷ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۲۶۶ھ میں ہے۔ کہ چون امیر المومنین ابی بکر ملازمت حضرت رسول علیہ الصلوۃ والسلام رسید از آنحضرت پرسید کہ یا رسول اللہ

---

[۱] توثیق (حبیب السیر) کشف الظنون میں ہے۔ حبیب السیر فارسی لغیاث الدین بن ھمام الدین المدعو بخواند میر وھو تاریخ کبیر لخصہ من تاریخ والدہ المسمی بروضۃ الصفاء وھو ثلث مجلدات کبار من الکتب الممتعۃ المعتبرۃ الخ المتوفی سنہ ۹۴۲ھ اور تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۱۱۱ مطبوعہ لکھنؤ قصہ تجہیز اسامہ بن زید میں یہ عبارت موجود ہے آنچہ در روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب و حبیب السیر و دیگر تواریخ معتبرہ شیعہ و سنی موجود است۔

از من چہ صادر شدہ کہ از قرارت سورہ برارت ممنوع گشتم۔ رسول خدا صلعم فرمود کہ ہیچ منقصتے بحال تو راہ نیافتہ ولکن الامین ہبط
الیٰ عن اللہ عز وجل بانہ لا یؤدی عنک الا انت او رجل منک وعلی منی وھو اخی ووصی ووارثی وخلیفتی
فی اھلی وامتی من بعدی یقض دینی وینجز وعدی ولا یؤدی عنی الا علی۔ (حاصل ترجمہ) جب امیر المومنین ابوبکر
حضور نبوی مین پہونچے تو آنحضرت سے دریافت کیا کہ مجھ سے کیا صادر ہوا کہ سورہ برارت کی تبلیغ یعنی اُسکے اعلان سے ممنوع قرار دیا گیا
حضرت نے ارشاد کیا کہ کوئی نقصان تمھاری وجہ سے نہین پہونچا۔ مگر جبرئیل امین رب العزت کے جانب سے نازل ہوکر یہ حکم لائے کہ نہین
پہونچا سکتا اسکو مگر تم خود یا وہ مرد جو تم سے ہو اور علی مجھ سے ہے اور وہ میرا بھائی اور وصی اور وارث اور میرا خلیفہ میرے اہلبیت
اور میری امت کا میرے بعد ہے جو میرے قرض کو ادا کریگا اور میرے وعدون کو وفا کرے گا اور نہ ادا کرے گا کوئی مجھ سے یعنی میری
طرف سے مگر علی:۔

واضح ہو کہ یہ روایتین واقعہ سورہ برارت سنہ ۹ھ والی جو اوپر گذرین یہ اوّل **حکم امتناعی** خاص سورہ برارت کے
تبلیغ کی ہے اسکے بعد دوسرا **حکم امتناعی** عام ہے جو حجۃ الوداع سنہ ۱۰ھ کا ہے جسکو حبشی بن جنادہ صحابی نے روایت کی ہے
جسکی مؤید[1] وہ روایت ہے جسکو عائشہ بنت سعد اور عامر بن سعد نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے بلفظ یوم الجحفہ (یوم غدیر خم
واقع حجۃ الوداع کی روایت کی ہے جبکہ سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب علی علیہ السلام کا ہاتھ بلند فرما کر ارشاد فرمایا
کہ۔ ھذا ولیی والمؤدی عنی الحدیث یعنی یہ علی میرا ولی ہے اور میرے طرف سے احکام پہونچانے والا ہے۔

جو کہ سورہ مائدہ اسی یوم غدیر ۱۸ ذیحجہ مین نازل ہوا جسمین اٹھارہ احکام ہین جن احکام کی تبلیغ یا نفاذ یا انکا اجرا
رسول خدا کے بعد سوائے علی علیہ السلام کے کوئی دوسرا نہین کر سکتا اور اگر کوئی ایسا کریگا تو اُسنے رسول خدا کی نافرمانی کی
کیونکہ اس حدیث غدیر کے خطبہ مین رسول خدا نے بالفاظ ثقلین وخلیفتین وامرین لن تضلوا ان اتبعتموا ھما
وھما کتاب اللہ واھل بیتی عترتی یا عترتی اھل بیتی وانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ارشاد فرمایا ہے
جو ثقلین کے ایک ثقل اور خلیفتین کے ایک خلیفہ اور امرین کے ایک امر عترتی اھل بیتی کے اوّل جناب علی علیہ السلام ہین جنکے

---

[1] تاریخ الانبیا جلد ثالث مؤلفہ مولوی شیخ احمد صاحب دیوبندی صفحہ ۹۱ مطبوعہ لکھنؤ سنہ ۱۳۱۶ھ مین ہے۔ کہ ایکدن بحکم امیر المومنین علی بن ابیطالب مسجد نبوی مین ندا کیگئی کہ جسکا قرضہ ذمہ
پیغمبر صلعم ہو مسجد مین حاضر ہو بہت لوگ بطلب قرضہ حاضر ہوئے حضرت مرتضیٰ نے بغیر طلب شہادہ وحجت ہر ایک کو جو اُنسے طلب کیا ادا کر دیا جب خبر شیخین کو پہونچی اس خبر سے انکو بہت تردد ہوا دوسرے روز ابوبکر نے
بصلاح حضرت ابن الخطاب منادی کو حکم دیا کہ ندا کرے کہ جس شخص کیساتھ رسول صلعم نے وعدہ کیا ہو یا قرضہ اسکا ذمہ رسول صلعم واجب ہو اسکو چاہیے کہ حضور مین ابوبکر کے حاضر ہو دوسرے
روز ایک اعرابی آیا اور کہا کہ پیغمبر صلعم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ ایک سو شتر سرخ رنگ سیاہ چشم تجھکو دونگا اب حضرت صلعم نے وفات پائی اور آپ دعوی انکی خلافت کا کرتے ہیں امیدوار
ہون کہ ایک سو شتر اسی صفت کے مجھکو عطا ہون شیخین اول تو سوال اعرابی سنکر ایک لمحہ کو ساکت ہوئے بعدہٗ اس سے شہادت وبینہ طلب کیا اعرابی نے دقیقہ جو اسکے پاس تھا اُنکے حوالہ کیا
اور مالآخر بعذر عدم دستیابی شتران اعرابی کو اپنے یہاں سے نکالدیا اعرابی دروازہ مسجد پر متحیر بیٹھا ہوا تھا حضرت سلمان فارسی اسکو حضرت علی مرتضیٰ کے پاس لیگئے اور کیفیت واقعہ عرض کی حضرت
امیر علیہ السلام نے اسکے دعوے کی تصدیق کرکے امام حسن علیہ السلام کو ایک جماعت مومنین کے ہمراہ وادی قرہ مین بھیجا امام حسن علیہ السلام نے وہان پر نزدیک ٹیلہ بلند تشریف لیجا کر کچھ
پڑھا کہ رسن مہار ٹیلہ مین سے باہر نکل آئی امام حسن علیہ السلام نے جو رسی کھینچی تو ایک سو مہار شتر اسی صفت کے کہ اعرابی نے دعوی کیا تھا اُس ٹیلہ سے باہر آئے اور وہ حوالہ اعرابی کئے گئے
(شیخ احمد صاحب موصوف لکھتے ہین) یہ روایت تحائف رشیدی سے مین نے نقل کی ہے اور وہ بڑی کتاب ہے کہ مولانا عبد الرشید کرانوی نے تالیف فرمائی ہے اور مین نے ایک نسخہ قدیم قلمی دستخطی
مؤلف کہ اونکی اولاد میں ابھی تک موجود ہے اور اسکو بطریق تبرک اپنے پاس رکھتے ہین انکے پوتے کے پاس کہ شیخ بدر الدین قادری ہین پڑھا اور دیکھا ہے اور اس نسخہ سے اس روایت
کو نقل کیا ہے مولانا عبد الرشید اکابر علماء اہلسنت والجماعت اور سرگروہ اولیاء اللہ اپنے زمانہ مین تھے۔

صلہ پشتہ بھی رہیں ملند

شناخت کے لئے غدیر خُم کے موقع پر سوا لاکھ کے مجمع مین خطبہ فرماتے ہوئے منبر پر کھڑے ہو کر اور علی علیہ السلام کو بلند فرما کر کہ جناب موصوف کے قدم مبارک حضرت صلعم کے زانوے اقدس تک پہونچ گئے تھے کل حاضرین جلسہ قریب و بعید کو اپنے اولیّت کے اقرار کے ساتھ من کنت مولاہ فعلی مولاہ والِ من والاہ وعاد من عاداہ الا فلیبلغ الشاھد الغائب کا اظہار فرمایا ہے یعنی جس کا مین مولا ہون اُس کا یہ علی مولا ہے بار خدایا دوست رکھ اُسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن رکھے علی کو پھر فرمایا آگاہ ہو کہ حاضرین کو چاہئے کہ جو لوگ اس جلسہ مین نہین ہین انکو یہ خبر پہونچا دین۔

اسی جلسہ غدیر مین رسول خدا نے منزلت ہارون والی حدیث دسوین بار ان الفاظ سے ارشاد کی ہے جسکو تاریخ وفیات الاعیان قاضی ابن خلکان سے لکھا جاتا ہے:۔

لما رجع النبی صلعم من مکۃ شرفہا	جب رسول خدا حجۃ الوداع سنہ ۱۰ھ سے واپس ہو کر (غدیر خم)
اللہ تعالےٰ عام حجۃ الوداع و وصل	مین پہونچے تو حضرت علی کو اپنی اخوت کا شرف عطا
الیٰ ھذا المکان و اخی علی بن	کرکے ارشاد فرمایا کہ علی میرے لئے اُسی منزلت پر مین جس
ابی طالب قال علی منی کہارون من	منزلت پر موسیٰ کے لئے ہارون تھے آلٰہی دوست رکھ
موسیٰ اللھم وال من والاہ وعاد	اُسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسکو جو دشمن
من عاداہ و انصر من نصرہ و	رکھے علی کو اور نصرت فرما اُسکی جو نصرت کرے علی
اخذل من خذلہ۔	کی اور چھوڑدے اُسکو جو چھوڑدے علی کو۔

تفصیل کے لئے دیکھو صفحہ ۷۹ کتاب ہذا

اور ریاض النضرہ ج ثانی صـ ۱۶۲ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۷ھ مین ہے:۔ عن البراء بن عازب قال قال رسول اللہ صلعم علی منی بمنزلۃ راسی من جسدی (حرجہ الملاء) براء بن عازب سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ علی مجھ سے بمنزلہ میرے سر کے ہے میرے بدن سے۔

یہ حدیث اصابہ فی تمیز الصحابہ مطبوعہ کلکتہ سنہ ۱۸۸۸ع کے صـ ۱۲۱۱ مین ہے:۔

قال النبی صلعم غزوۃ تبوک انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انک لست بنبی انہ لا ینبغی ان اذھب الا وانت خلیفتی (ترجمہ) کیا راضی نہین ہے تو اس بات سے کہ ہووے مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے مگر یہ کہ تو نبی نہین ہے تحقیق کہ مجھکو سزاوار نہین ہے یہ امر کہ مین جاؤن مگر یہ کہ تو میرا خلیفہ ہو (یعنی بغیر تجھکو خلیفہ کئے ہوئے مین نہین جا سکتا) انتہی کیونکہ حضرت موسیٰ جب کوہ طور پر جانے لگے تو بغیر خلیفہ کئے حضرت ہارون کو نہین گئے۔

اور مورخ حبیب السیر اپنی تاریخ جزو سیوم از جلد اول صـ ۶۹ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۸۵۷ع مین لکھتے ہین۔

روایت است کہ در وقت عزیمت غزوہ تبوک	روایت مین ہے کہ غزوۂ تبوک کے ارادہ کرتے وقت
بر ضمیر انور حضرت اقدس نبوی ظاہر گشت کہ دران	قلب انور سرور عالم پر یہ امر ظاہر ہو گیا تھا کہ اس سفر
سفر با اعداء دین مقاتلہ وقوع نخواہد یافت	مین اعداء دین سے قتال واقع نہ ہوگا اسوجہ سے

بنابرآن شاہ مردان را در مدینہ برسر
اہل وعیال گذاشتہ بخلافت خویش تعین
نمودہ امہات مومنین را گفت از سخن وصوابدید
امام المسلمین اصلاً تجاوز جائز نہ دارند

شاہ مردان علی علیہ السلام کو مدینہ مین اپنے اہل وعیال
پر اپنا جانشین متعین فرمایا اور ازواج سے تاکید فرمائی
کہ امام المسلمین علی علیہ السلام کے حکم کے مطابق عمل کرنے
مین ہرگز تجاوز نہ کرین (جو وہ کہین وہی کرین)

تاریخ روضۃ الصفا۔ ج۔ اول ص۹۷ مطبوعہ نولکشور ۱۸۹۱ء مین حضرت ہارون کی امامت وخلافت کا حال یون مذکور ہے۔

چون صباح روز ہشتم کہ غرہ نیسان[1] بود طالع
شد حضرت موسیٰ ہارون را طلب کردہ امامت
وخلافت خود بدو تفویض فرمود و آن شغل
را بحسب وصایت در نسل او بطنا بعد بطن مقرر
گردانیدہ و انارہ قندیل و تبخیر بخور و تولیت
قربان والبسہ معینہ جہت اصحاب مناصب
وغیر ذلک برائے وے مفوض ساخت و تمامت
بنی اسرائیل را برین معنی گواہ گرفتہ مخالفت
او و اولادش برایشان حرام کردہ خون
کسانے کہ خلاف ہارون و فرزندان او نمایند
مباح گردانید وبعد ازانکہ قربانی نمودند آتشے
از آسمان فرود آمد ہمہ را بخورد یہود این روز
را تعظیم کنند و فضائل بسیار گویند کہ روز یکشنبہ
است کہ ابتدائے خلقت عالم درین روز بودہ
واول ہفتہ وعشرہ ماہ اول سال است و اول روزے
است کہ مردم اجتماع نمودہ بزیارت بیت المقدس
حاضر آمدند و اول روزے است کہ جہت ولایت
وخلافت ہارون قربانی کردند و آتش فرود آمدہ
برہمہ قربانی ہا احاطہ کرد

جب نیسان مہینہ کی آٹھوین تاریخ ہوئی حضرت موسیٰ
نے حضرت ہارون کو بلایا اور اپنی امامت وخلافت
سپرد کی اور انکو اپنا وصی مقرر کرکے اُس کام یعنی
امامت وخلافت کو اُنکی نسل مین بطناً بعد بطن مقرر
کر دیا اور قندیلون کا روشن کرنا خوشبو کی دھونی
دینا قربانی کی تولیت اور اعلیٰ درجہ کے لوگون کے
لئے مقررہ لباس اُنکے اختیار مین دیدیا اور ان امور
کے لئے تمام بنی اسرائیل کو گواہ کر لیا اور حضرت
ہارون اور اُنکی اولاد کی مخالفت حرام کر دی اور
اُنکے اور اُنکے فرزندون کے مخالفون کا خون وقتل
مباح کر دیا اسکے بعد جب لوگون نے قربانی کی آسمان
سے آگ نازل ہوئی سب کو کھا گئی۔ یہودیون کو چاہئے
کہ اس دن کی تعظیم کرین اور اسکی فضیلتین بہت
بیان کرین کیونکہ وہ اتوار کا دن ہے اور وہ ایسا
دن ہے کہ دنیا کی پیدائش اس دن ہوئی ہے اور
وہ سال کے پہلے مہینہ کا پہلا ہفتہ اور عشرہ ہے اور وہ ایسا پہلا دن
ہے جس دن لوگ جمع ہو کر بیت المقدس کی زیارت کو گئے اور وہ ایسا
پہلا دن ہے جس دن لوگون نے حضرت ہارون کی ولایت وخلافت کیواسطے قربانی کی
اور آگ نازل ہوئی اور اُسنے تمام قربانیون کو گھیر لیا۔

چونکہ حضرت ہارون کا انتقال سامنے حضرت موسیٰ کے ہوگیا اسلئے موسیٰ پیغمبر نے جناب یوشع بن نون اپنے عزیز قریب کو اپنی وفات کے
قریب اپنا خلیفہ وجانشین کیا چنانچہ تاریخ روضۃ الصفا مذکورہ جلد اول صفحہ ۱۰۴ مین ہے:۔

[1] نیسان ماہ رومی ہے جو انگریزی میں ماہ اپریل ہے

و در روز ہفتم آذر قوم را احضار کردہ مجلس عظیم	حضرت موسیٰ نے آذر مہینہ کی ساتوین تاریخ قوم کو
ساخت و یوشع را خلیفہ و وصی گردانید و بنی اسرائیل	حاضر ہونیکا حکم دیا ایک بڑا مجمع جمع کرکے حضرت یوشع کو اپنا
را بعد از حوالہ بضمان حفظ الہٰی بوے سپرد	خلیفہ اور وصی کیا اور بنی اسرائیل کو خدا کی حفاظت
و بہ تدبیر و رعایت مہات ایشان وصیت کرد	اور ضمانت مین دیکر حضرت یوشع کے سپرد کیا اور وصیت کی
اسباط را بمطاوعت و انقیاد او حجت گردانید فرمود	کہ انکے کامون مین تدبیر و عقل سے رعایت کرنا اتی پوتون
کہ امروز ہفتم ماہ آذر است و سن من بصد و بست	سے انکی اطاعت و فرمانبرداری کا وعدہ اقرار لیکر فرمایا کہ آج آذر
سال رسیدہ و زمان رحلت نزدیک شدہ	مہینہ کی ساتوین تاریخ ہے اور میری عمر ایکسو بیس سال کی ہوگئی
اکنون بندہ از بندگان خدای کہ بخلوص نیت	موت کا زمانہ قریب ہے اسوجہ سے مین نے بندگان خدا مین سے
از شما ممتاز است برشما خلیفہ ساختم و خداوند	ایک خاص بندہ کو جو خلوص نیت مین تم سب لوگون سے افضل و برتر ہے
تعالیٰ و فرستگان زمین و آسمان را بایں معنی	تمپر خلیفہ کردیا اور خدا کے برتر اور زمین و آسمان کے فرشتون کو اسبات پر
گواہ گرفتم کہ در وصیت من تقصیر و تہاون نکنید	گواہ کرلیا ہے تاکہ تم کو چاہئے کہ میری وصیت پر عمل کرتے رہنا کچھ کوتاہی اور سستی نکرنا

چونکہ سورۂ مائدہ یوم غدیر ۱۸ ذیحجہ مین نازل ہوا جسمین آیہ کریمہ ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل و بعثنا منھم اثنی عشر نقیبا (یعنی اور اسمین بھی شک نہین کہ خدا نے بنی اسرائیل سے (بھی ایمان کا) عہد و قرار لے لیا تھا اور ہم (خدا) نے انہین کے بارہ سردار (او نہرا) مقرر کئے جس کے اول نقیب جناب یوشع وصی اور خلیفہ حضرت موسیٰ ہین۔

آیہ موصوفہ کی تفسیر مین حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر جلد ثالث صفحہ ۳۱ مطبوعہ مصر ۱۳۰۲ھ مین لکھتے ہین:۔

وفی التوراۃ البشارۃ باسمعیل علیہ السلام و ان اللہ یقیم من صلبہ اثنی عشر عظیما وھم ھؤلاء الخلفاء الاثنی عشر المذکورون فی حدیث ابن مسعود و جابر بن سمرۃ (ترجمہ) توریت کی بشارت جو اسمعیل علیہ السلام پر ہے بالتحقیق کہ اللہ تعالےٰ قائم کریگا اسمعیل علیہ السلام کے صلب سے بارہ بزرگ اور وہ بارہ خلیفہ ہونگے جو ذکر کئے گئے حدیث مین ابن مسعود اور جابر بن سمرہ کے۔

اولاد صلبی حضرت اسمعیل علیہ السلام کی شناخت اس حدیث اصطفیٰ سے ہوتی ہے جسکو ترمذی نے اپنے صحیح مین اخراج کی ہے۔

قال الترمذی حدثنا خلاد بن اسلم	کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے خلاد بن اسلم بغدادی نے کہا
البغدادی نا محمد بن مصعب نا	حدیث کی ہمسے محمد بن مصعب نے کہا حدیث کی ہم سے اوزاعی نے ابی
الاوزاعی عن ابی عمار عن واثلۃ بن	عمار سے انہون نے واثلہ بن اسقع سے کہا انہون نے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ مصطفیٰ
اسقع قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ	کیا خدا نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے اسمعیل علیہ السلام کو اور
اصطفیٰ من ولد ابراہیم اسمعیل و اصطفیٰ من ولد اسمعیل	مصطفیٰ کیا اسمعیل کی اولاد سے بنی کنانہ کو اور مصطفیٰ
بنی کنانۃ و اصطفیٰ بنی کنانۃ قریشا	گردانا بنی کنانہ سے قریش کو اور مصطفیٰ کیا

سلہ آذر رومی مہینہ جو مطابق انگریزی ماہ مارچ کے ہے۔

واصطفی من قریش بنی هاشم و	قریش سے بنی ہاشم کو اور مصطفےٰ کیا مجھکو بنی ہاشم
اصطفانی من بنی هاشم هذا حدیث صحیح	سے یہ حدیث صحیح ہے۔

تمام محدثین امام احمد بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی وغیرہ نے رسول خدا کا وہ قول کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اپنے اپنے صحیح و مسانید میں وارد کیا ہے جسکو ہم لکھ آئے ہیں نیز حدیث طینت میں رسول خدا کا یہ ارشاد کہ علی بن ابیطالب میری مٹی سے اور میں حضرت ابراہیمؑ کی مٹی سے پیدا ہوا اور میں ابراہیمؑ سے افضل ہوں دیکھو کتاب ہذا صفحہ ۶۶

پس رسول خدا اور علی ابن ابیطالب اولاد صلبی حضرت ابراہیمؑ و اسمعیل سے مصطفےٰ ہوئے یعنی محمد مصطفےٰ رسول خدا ہوئے اور علی مرتضیٰ اور انکی گیارہ اولاد وبطناً بعد بطن امام ہوئے جیسے حضرت ہارون اور انکی اولاد بطناً بعد بطن امام قرار پائے۔

چنانچہ شاہ عبد القادر اپنے اردو ترجمہ موضح القرآن صفحہ ۱۵۶ مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور سنہ ۱۳۴۴ھ میں سورۂ اعراف کے آیۂ کریمہ ولما رجع موسیٰ الی قومہ الآیۃ کی تفسیر میں لکھتے ہیں "حضرت ہارون اور انکی اولاد حضرت موسیٰ کی اُمت میں امام تھے"۔ جبکہ حضرت ہارون جناب موسیٰ کی حیات میں رحلت کر گئے تو جناب موسیٰ نے حضرت یوشع پیغمبر کو اپنا وصی گردانا۔ اور یہ قرار دیا کہ اپنے وفات کے قریب اسرار توریت و الواح کو اولاد ہارونؑ کے سپرد کر دیں:۔

جسکے متعلق امام محمد بن عبد الکریم شہرستانی اپنی کتاب ملل ونحل کے صفحہ ۱۲۴ مطبوعہ مصر سنہ ۱۲۶۳ھ میں فرماتے ہیں:۔

قالوا کان موسیٰ قد افضیٰ باسرار	کہا انھوں نے تھے موسیٰ علیہ السلام کہ اُنھوں نے سپرد کیا
التوراۃ والالواح الی یوشع بن نون	توراۃ اور الواح کے اسرار طرف یوشع بن نون وصی کو اپنے
وصیہ من بعدہ لیفضی الی اولاد	بعد کے لئے تاکہ پہونچا دیں اوس امانت کو حضرت ہارونؑ
ھارون لان الامر کان مشترکاً	کی اولاد کو اسلئے کہ امر (امامت) مشترک تھا درمیان موسیٰ
بینه و بین اخیه هارون اذ قال	اور انکے بھائی ہارون کے جبکہ کہا تھا موسیٰ نے خدائے
واشرکه فی امری وکان	تعالیٰ سے (شریک کردے تو ہارون کو میرے امر میں)
هو الوصی فلما مات هارون	اور تھے وہی ہارون وصی موسیٰ جبکہ مرگئے ہارون موسیٰ
فی حال حیاتہ انتقلت الوصایۃ	کی حیات میں منتقل ہوگئی وصایت طرف یوشع بن
الی یوشع بن نون ودیعۃ فلیوصلها	نون کے از روئے امانت کے چاہیئے کہ پہونچا دیں
الی شبر وشبیر ابنی هارون	شبر و شبیر پسران ہارون کو از روئے
قراراً وذلک ان الوصیۃ و	قرار کے اور یہ اس لئے کہ وصیت
الامامۃ بعضها مستقر وبعضها	اور امامت بعض اوس کا مستقر ہے اور
مستودع	بعض امانت ہے۔

ریاض النضرہ حافظ محب طبری ج ثانی باب رابع صفحہ ۱۷۸ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۲۷ھ

اور تذکرہ خواص الامہ فی معرفۃ الائمہ سبط ابن جوزی صفحہ ۳۶ مطبوعہ طہران اور ارجح المطالب خواجہ عبید اللہ بسمل امرتسری صفحہ ۲۵

مطبوعہ لاہور مین ہے :۔ قال احمد فی الفضائل عن انس قال قلنا لسلمان الفارسی سل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وصیہ فسأل سلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال من کان وصی موسی بن عمران فقال یوشع بن نون قال ان وصیی و وارثی ومنجز وعدی علی بن ابیطالب علیہ السلام

یعنی تذکرۂ خواص الامۃ مین منقول ہے کہ کہا احمد نے کتاب فضائل مین بروایت انس کہ کہا ہم سب نے سلمان فارسی سے کہ تم سوال کرو جناب رسولخدا سے کہ کون ہے وصی اُنکا پس سوال کیا سلمان نے جناب سالتمآب سے۔ پس فرمایا حضرت نے کہ کون ہے وصی موسیٰ بن عمران پس سلمان نے عرض کی یوشع بن نون وصی موسیٰ تھے فرمایا حضرت نے وصی میرا اور وارث میرا اور وفا کرنے والا وعدہ کا میرے علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے۔ اس حدیث شریف سے صاف اور صراحۃً ظاہر ہو گیا کہ جسطرح یوشع بعد موسیٰ خلیفہ بلافصل تھے یقیناً اُسی طرح جناب علی مرتضیٰ بھی بعد رسول اللہ خلیفہ بلافصل ہین حتماً وجزماً لاریب فی ذلك۔

اسی ریاض النضرہ صفحہ ۱۷۸ جلد مذکورہ اور کتاب ینابیع المودۃ صفحہ ۲۰۷ اور صفحہ ۲۳۲ مین یہ حدیث ہے :۔ عن بریدۃ مرفوعاً لکل نبی وصی و وارث وان علیاً وصیی ووارثی (اخرجہ الحافظ ابوالقاسم البغوی فی معجم الصحابۃ) بریدۃ رضی اللہ عنہ نے بسند مرفوع روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے ہر ایک نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے میرا وصی و وارث علی ہے۔

اور کتاب مطالب السئول فی مناقب آل رسول مصنفہ کمال الدین محمد بن طلحۃ القرشی الشافعی صفحہ ۴۳ مطبوعہ مطبع جعفری لکھنؤ سنہ ۱۳۰۲ھ مین ہے :۔

روی الامام الحافظ المذکور بسندہ فی حلیتہ[1]	روایت کی ہے حافظ مذکور (یعنی حافظ ابونعیم) نے اپنی سند سے
عن انس بن مالك قال قال رسول	کتاب حلیہ مین انس بن مالک سے کہ انس نے کہا کہ فرمایا رسولخدا نے کہ اے انس
اللہ یا انس اسکب لی وضوء ثم قام	پانی دے مجکو وضو کا پھر آپ بعد وضو کے کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز
فصلی رکعتین ثم قال یا انس اول	پڑھی بعد اسکے فرمایا کہ اے انس پہلے جو شخص کہ تیرے اوپر داخل ہوگا
من یدخل علیك فی ھذا الباب	اس دروازہ سے وہ امیر المومنین ہے اور سردار ہے مسلمانون کا
امیر المومنین و سید المسلمین	اور لیجانیوالا ہے اُن لوگونکا جنکے منہ اور ہاتھ اور پاؤن نورانی
وقائد الغر المحجلین وخاتم الوصیین	ہونگے بہشت کیطرف اور خاتم ہے وصیونکا انس نے کہا کہ مین نے
قال انس قلت اللھم اجعلہ رجلا من	دعا کی کہ بارخدایا گردان تو اسکو مرد انصار مین سے اور اس بات
الانصار وکتمتہ اذ جاء علی فقال من	کو مین نے پوشیدہ کیا کہ ناگاہ علی آئے پس پوچھا رسول خدا نے
ھذا یا انس فقلت علی فقام مستبشرا	کہ یہ کون ہے اے انس پس مین نے کہا علی ہین پس کھڑے ہوگئے
فاعتنقہ ثم جعل یمسح عرق وجھہ	جناب رسولخدا خوش ہوکے اور انکو گلے سے لگا لیا بعد اسکے اپنے منہ
بوجھہ ومسح عرق وجہ علی بوجھہ فقال	کے پسینہ کو علی کے منہ پر ملتے تھے اور علی کے منہ کے پسینہ کو

[1] قوله (کتاب حلیہ) کشف الظنون مین ہے۔ حلیۃ الاولیاء فی الحدیث للحافظ ابی نعیم الاصبہانی المتوفی سنہ ۴۳۰ھ وھو کتاب حسن معتبر

عربی	ترجمہ
علی یا رسول اللہ لقد رایتك فی شیئاً	اپنے منہ پر ملتے تھے پس کہا علی نے کہ یا رسول خدا تحقیق میں نے آپکو دیکھا کہ
ما صنعت فی قیل قال و ما یمنعنی و	جو کچھ اس وقت آپنے میرے ساتھ کیا وہ اسکے پیشتر کبھی نہیں کیا تھا آپنے جواب میں
انت تؤدی عنی و تسمعھم صوتی	فرمایا کہ اسبات سے کونسی چیز مجھکو روک سکتی ہے حالانکہ تو ادا کریگا میری طرف سے
و تبیّن لھم ما اختلفوا فیہ بعدی	میرا پیغام اور سنائیگا لوگونکو میری آواز اور بیان کریگا تو ان لوگونکے واسطے
	اس چیز کو جسمین وہ لوگ اختلاف کرینگے میرے بعد ۔

اس حدیث شریف کے نقل سے چند فوائد برآمد ہوئے ۔ اوّل یہ کہ علامہ محمد بن طلحہ شافعی نے یہ حدیث کتاب حلیۃ الاولیا مصنفہ حافظ ابو نعیم سے نقل کی ہے پس دو عالمون کی تصدیق اس حدیث کی بابت ثابت ہو گئی ۔ دوّم یہ کہ لفظ امیر المومنین ہے جس لفظ سے بروز غدیر لوگون نے السلام علیک یا امیر المومنین کہکر سلام کیا ہے دیکھو صفحہ ۶۳ وہ لفظ اس حدیث مین بھی ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ یہ خطاب خود جناب رسالتمآب نے دیا ہے۔ مثل عیرون کے امت سے علی مرتضی نے یہ خطاب نہین پایا۔ سوّم یہ کہ فقط لفظ وصی نہین ہے بلکہ لفظ خاتم الوصیّین ثابت ہوئی اور اس سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ ہر نبی نے اپنا وصی مقرر کیا چونکہ رسول خدا خاتم النبیّین ہین لہذا علی خاتم الوصیّین ہین۔ چہارم یہ کہ لفظ سید المسلمین جو لفظ امام المسلمین کے مرادف ہے جسکو حضرت نے غزوۂ تبوک جاتے وقت فرمایا تھا اور لفظ امیر المومنین کے ساتھ ہے اس سے ثابت ہو گیا کہ جبکو خود حضرت نے سب مومنون کا امیر اور سب مسلمانونکا سردار فرمایا اسپر کوئی دوسرا امیر اور سردار نہین ہو سکتا ۔ پنجم یہ کہ جو الفاظ اس حدیث مبارک کے اخیر مین ہین اُس سے بھی خلافت اور امامت بلافصل جناب امیر باحسن وجوہ ثابت ہے۔ اس سبب سے کہ جو شخص رسول کے بعد احکام خدا کو اسکی جانب سے ادا کرے اور لوگون کو رسول کی آواز سُنائے اور امت کے اختلاف کی حالت مین جو امر حق ہو اسکو بیان کردے وہی بیشک شبہہ خلیفہ برحق ہے ۔

اب یہ خاکسار آیہ "اثنی عشر نقیباً" کے حرف اثنی عشر یعنی بارہ عدد کے چند معارف و حقایق و دقایق بقدر اپنی فہم و وسعت مقام کے بیان کرتا ہے کیونکہ احادیث مین بارہ خلفا کی تعداد معین ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے بارہ نقیب اور حضرت عیسیٰ کے بارہ حواری ہوئے

اثنا عشر نقیباً ۱۲	واشرکہ فی امری ۱۲	امیر المومنین ۱۲	امام المسلمین ۱۲
صالح المومنین ۱۲	مولی المومنین ۱۲	اثنا عشر عظیماً ۱۲	اثنا عشر امیراً ۱۲
اثنا عشر شریفاً ۱۲	اثنا عشر خلیفۃ ۱۲	عترت رسول اللہ ۱۲	عترتی اہل بیتی ۱۲

یہ چوتھی حدیث ابن جریر کی مخرجہ ابن حمید کے سند کی تاریخ الرسل و الملوک جلد اول حصہ سوم صفحہ ۱۷۱ سے نقل ہے ۔

عربی	ترجمہ
قال ابن جریر ثنا ابن حمید قال	کہا ابن جریر نے حدیث کی ہم سے ابن حمید نے کہا حدیث کی
ثنا سلمۃ[۵] قال حدثنی محمد بن اسحاق	ہم سے سلمہ نے کہا حدیث کی مجھ سے محمد ابن اسحاق نے

۵ توثیق (سلمہ) خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال مین ہے کہ سلمۃ بن الفضل الابرش مولاہم ابو عبد اللہ الرازی الازرق القاضی عن ابن اسحاق و حجاج بن ارطاۃ و عنہ عثمان بن ابی شیبۃ و ابن معین و قال ثقۃ و قال مرۃ لیس بہ باس یتشیع قال البخاری عندہ مناکیر و قال ابو حاتم محلہ الصدق قال ابن سعد کان ثقۃ صدوقا و ھو صاحب مغازی ابن اسحاق مات بعد التسعین و مائۃ ایضاً ۔ سیرۃ شبلی جلد اول صفحہ ۲۳ مین ہے ۔ سلمہ بن الفضل الابرش الانصاری المتوفی سنہ ۱۹۱ھ ابن اسحاق کے شاگرد اور انکی سیرۃ کے راوی مین رے کے قاضی تھے اہل نقد کے نزدیک قابل احتجاج نہین لیکن ابن معین جو اسماء رجال کے بڑے ماہر مین مغازی مین انکی توثیق کرتے ہین اور انکی سیرۃ کو بہترین سیرۃ بائے جوی کہتے ہین ۔ طبری مین انکے واسطے سے اکثر روائتیں مروی ہیں ۔

عن عبد الغفار بن القاسم عن
المنهال بن عمرو عن عبد الله
بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن
عبد المطلب عن عبد الله بن عباس
عن علي بن ابي طالب قال لما نزلت
هذه الآية على رسول الله صلى الله عليه
وسلم وانذر عشيرتك الاقربين
دعاني رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقال لي يا علي ان الله امرني ان انذر
عشيرتي الاقربين فضقت بذلك
ذرعا وعرفت اني متى اباديهم بهذا
الامر اري منهم ما اكره فصمت عليه
حتى جاءني جبرئيل فقال يا محمد انك
الا تفعل ما تؤمر به يعذبك فاصنع
لنا صاعا من طعام واجعل عليه رجل
شاة واملأ لنا عسا من لبن ثم اجمع
لي بني عبد المطلب حتى اكلمهم وابلغهم
ما امرت به ففعلت ما امرني به ثم
دعوتهم له وهم يومئذ اربعون رجلا
يزيدون رجلا او ينقصونه فيهم اعمامه
ابو طالب وحمزة والعباس وابو لهب
فلما اجتمعوا اليه دعاني بالطعام
الذي صنعت لهم فجئت به فلما
وضعته تناول رسول الله صلعم جذبة
من اللحم فشقها باسنانه ثم القاها
في نواحي الصحفة ثم قال خذوا باسم الله
فاكل القوم حتى ما لهم بشئ حاجة

عبد الغفار بن قاسم سے اوس نے منہال بن عمرو
سے اوس نے عبد اللہ بن حارث بن نوفل
بن حارث بن عبد المطلب سے اُسنے
عبد اللہ بن عباس سے اُس نے جناب
علی مرتضی بن ابی طالب سے روایت کی ہے
جبکہ آیہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو
رسول خدا نے علیؑ کو بلا کر فرمایا کہ اے علی رب العزت
نے مجھے حکم دیا ہے کہ اپنے قرابتمندونکو
(عذاب الہی سے) ڈراؤن لیکن
(قوم کی حالت دیکھکر) مین نے معلوم کیا کہ
جب اون لوگون کے سامنے یہ امر پیش
کرون گا تو اُن سے حرکات نا ملائم دیکھونگا
اس لئے مین نے سکوت اختیار کیا حتی کہ خداوند
تعالےٰ کا حکم تاکیدی صادر ہوا لہذا تم ایک صاع
طعام اور ایک ران بکری کی اور پیالہ دودھ کا
مہیا کرو اور بنی عبد المطلب کو جمع کرو تاکہ
مین اون سے کلام کرون اور اُن کو
وہ چیز پہونچا دون جس کے پہونچانے کیلئے
مامور ہوا ہون حضرت علی نے تعمیل ارشاد کی اور بنی
عبد المطلب جو ایک کم یا ایک زیادہ چالیس مرد تھے اور
جنمین آپکے اعمام ابوطالب وحمزہ وعباس اور ابولہب
بھی تھے جمع کیا جب سب لوگ آگئے اور کھانا حاضر
کیا گیا تو رسول خدا نے ایک ٹکڑا گوشت کا
لے کر اپنے دانتون سے پارہ پارہ کیا پھر اطراف
ظرف مین ڈالدیا اور فرمایا شروع
کرو بسم اللہ۔ سب نے سیر ہو کر کھایا
پیا اور باوجودیکہ طعام اور شیر اس مقدار

وما اری الا موضع ایدیهم وایم
الله الذی نفس علی بیده وان کان
الرجل الواحد منهم لیاکل ما
قدمت لجمیعهم ثم قال اسق القوم
فجئتهم بذلک العس فشربوا منه حتی
رووا منه جمیعا وایم الله ان کان
الرجل الواحد منهم لیشرب مثله
فلما اراد رسول الله صلعم ان یکلمهم
بدره ابولهب الی الکلام فقال لقد ما سحرکم صاحبکم
فتفرق القوم ولم یکلمهم رسول الله صلی الله علیه وسلم
فقال الغد یا علی ان هذا الرجل سبقنی الی ما قد
سمعت من القول فتفرق القوم قبل ان اکلمهم
فعد لنا من الطعام بمثل ما صنعت ثم
اجمعهم الی قال ففعلت ثم جمعتهم
ثم دعانی بالطعام فقربته لهم ففعل
کما فعل بالامس فاکلوا حتی ما لهم
بشیء حاجة قال اسقهم فجئتهم بذلک
العس فشربوا حتی رووا منه جمیعا
ثم تکلم رسول الله صلعم فقال یا
بنی عبد المطلب انی والله ما اعلم
شابا فی العرب جاء قومه بافضل
مما قد جئتکم به انی قد جئتکم بخیر
الدنیا والآخرة وقد امرنی الله تعالی
ان ادعوکم الیه فایکم یوازرنی علی
هذا الامر علی ان یکون اخی ووصیی
وخلیفتی فیکم قال فاحجم القوم عنها
جمیعا وقلت وانی لاحدثهم سنا وارمصهم

مین تھا کہ ایک آدمی کو کافی ہوتا لیکن
سب آدمیون نے کھایا پیا اور کمی نہ
ہوئی۔ جب کھانے پینے سے فراغت
ہوئی تو آنحضرت نے کلام کرنے
کا ارادہ کیا لیکن ابو لہب نے
سبقت کی اور کہا تم
پر تمہارے صاحب نے جادو
کیا ہے اس فقرے کو سنکر
سب لوگ پراگندہ ہوگئے اور
آنحضرت اون سے کلام نہ کرسکے
دوسرے دن آنحضرت نے پھر حضرت
علی سے فرمایا کہ تم نے سنا ابولہب
نے کلام مین مجھپر سبقت کی اور قبل اس کے
کہ مین اون لوگون سے کلام کرون
سب کو پراگندہ کردیا اب کل کیطرح
پھر میرے پاس سب کو جمع کرو حضرت علی نے کر
سب چیزین بدستور سابق مہیا کین اور پھر سب کو
جمع کیا۔ کھانا حاضر کیا گیا اور آنحضرت نے پہلے
دن کی طرح آج بھی عمل فرمایا اور سب نے سیر ہو کر کھایا
پیا بعدہ پیغمبر صاحب نے فرمایا اے بنی عبد المطلب
قسم ہے خدا کی مین کسی ایسے جوان کو عرب مین
سے نہین جانتا جو اپنی قوم کے لئے مجھسے بہتر کوئی چیز
لایا ہو مین تمہارے لئے دنیا وآخرت کی نیکی لایا ہون اور
اللہ جلشانہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمھین اسکی طرف بلاؤن لہذا
تم مین سے کون شخص اس امر مین میری وزارت کریگا اس
شرط پر کہ وہ میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ ہو۔ تو قوم مین سے
کسی نے کچھ جواب نہ دیا لیکن علی علیہ السلام نے باوجود

عینا واعظمهم بطنا واحمشهم ساقا
انا یا نبی الله اکون وزیرک
علیه فاخذ برقبتی ثم قال ان
هذا اخی ووصیّی وخلیفتی فیکم[سلہ]
فاسمعوا له واطیعوا قال فقام
القوم یضحکون ویقولون لابی طالب
قد امرک ان تسمع
لابنک وتطیع

کمسنی کے عرض کیا کہ یا نبی اللہ میں آپ کا
وزیر ہوں گا یہ سُنکر آنحضرت صلعم
نے حضرت علی کی گردن پر ہاتھ رکھا اور فرمایا بیشک
یہ میرا بھائی میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے تم سب اس کا
حکم سنو اور اس کی اطاعت کرو سب لوگ
ہنستے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ابوطالب
سے کہنے لگے کہ تم کو حکم دیا ہے کہ اپنے
بیٹے کی اطاعت کرو ۔

سلہ واضح ہو کہ حدیث صدر کے الفاظ اخی ووصیی وخلیفتی حسکو تاریخ کبیر طبری مطبوعہ یورپ سے نقل کیا گیا چھاپہ مصر میں الفاظ مذکورہ کے بجائے کذا وکذا لکھدیا گیا شبلی صاحب بھی باوجود حدیث مذکورہ مطبوعہ یورپ کے دیکھنے کے لفظ اخی ووصیی وخلیفتی کو نظر انداز کر گئے چنانچہ سیرۃ النبی حصہ اول صفحہ ۱۵۲ مطبوعہ کانپور میں لکھتے ہیں۔ "تین برس تک آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہایت رازداری کے ساتھ فرض تبلیغ ادا کیا لیکن آفتاب رسالت اب بلند ہو چکا تھا صاف حکم آیا فاصدع بما تومر اور تجھکو جو حکم دیا گیا ہے واشگاف کہدے پھر حکم آیا وانذر عشیرتک الاقربین اور اپنے نزدیک کے خاندان والوں کو خدا سے ڈرا صفحہ ۱۵۳ میں ہے "حیدر ور کے بعد حضرت علی سے کہا کہ دعوت کا سامان کرو یہ درحقیقت تبلیغ اسلام کا پہلا موقع تھا۔ تمام خاندان عبد المطلب مدعو کیا گیا حمزہ ابوطالب عباس سب شریک تھے آنحضرت نے کھانے کے بعد کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں وہ چیز لیکر آیا ہوں جو دین و دنیا دونوں کی کفیل ہے اس بار گراں کے اٹھانے میں کون میرا ساتھ دیگا تمام مجلس میں سناٹا تھا دفعتہً حضرت علی نے اٹھکر کہا گو مجھکو آشوب چشم ہے۔ گو میری ٹانگیں پتلی ہیں اور گو میں سب سے کم عمر ہوں تاہم میں آپکا ساتھ دونگا قریش کے لئے یہ حیرت انگیز منظر تھا کہ دو شخص (جنمیں ایک سیزدہ سالہ نوجوان ہے) دنیا کی قسمت کا فیصلہ کر رہے ہیں۔ حاضرین کو بیساختہ ہنسی آگئی لیکن آگے چلکر زمانے نے بتا دیا کہ یہ سراپا سچ تھا" لیکن بخاری اور ترمذی نے جناب امیرؑ کا نام ہی اڑا دیا ہے یہانتک کہ اس واقعہ تبلیغ کے اصلی مفہوم کو بدل کر کے سراپا دروغ در دروغ روایت کو بیان کیا ہے۔ قال البخاری حدثنا ابو الیمان اخبرنا شعیب عن الزهری قال اخبرنی سعید بن المسیب وابو سلمة بن عبد الرحمن ان ابا هریرة قال قام رسول الله صلعم حین انزل الله وانذر عشیرتک الاقربین قال یا معشر قریش او کلمة نحوها اشتروا انفسکم لا اغنی عنکم من الله شیئا یا بنی عبد مناف لا اغنی عنکم من الله شیئا یا عباس بن عبد المطلب لا اغنی عنک من الله شیئا ویا صفیة عمة رسول الله صلعم لا اغنی عنک من الله شیئا یا فاطمة بنت محمد صلی الله علیه وسلم سلینی ما شئت من مالی لا اغنی عنک من الله شیئا کہا بخاری نے حدیث کی ہم سے ابو الیمان نے کہا خبر دی ہمکو شعیب نے زہری سے اُسنے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے انھوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا اسوقت کھڑے ہوئے جبکہ آیہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو رسول اللہ نے معشر قریش (یا کوئی دوسرا کلمہ مثل اسکے فرمایا) خرید کر لو اپنے نفسوں کو میں تمھیں خدا سے مستغنی اور بے پروا نہیں کر سکتا۔ اے بنی عبد مناف میں تمھیں خدا کے مواخذہ سے بچا نہیں سکتا۔ اے عباس بن عبد المطلب میں تمھیں خدا سے بچا نہیں سکتا۔ اے پھوپھی صفیہ میں تمھیں خدا سے بے پروا نہیں کر سکتا اور اے بیٹی فاطمہ میرے مال سے جو چاہو مانگ لو میں تمھیں خدا سے نہیں بچا سکتا وقال الترمذی حدثنا ابو الاشعث احمد بن المقدام العجلی نا محمد بن عبد الرحمن الطفاوی نا هشام بن عروة عن ابیه عن عائشة قالت لما نزلت هذه الآیة وانذر عشیرتک الاقربین قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا صفیة بنت عبد المطلب یا فاطمة بنت محمد یا بنی عبد المطلب انی لا املک لکم من الله شیئا سلونی من مالی ما شئتم هذا حدیث حسن صحیح۔ کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہم سے ابو اشعث احمد بن مقدام عجلی نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن عبد الرحمن طفاوی نے کہا حدیث کی ہم سے ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے اُسنے حضرت عائشہ سے جب یہ آیت نازل ہوئی وانذر عشیرتک الاقربین یعنی اور ڈرا قبیلہ اپنے نزدیک والوں کو تو فرمایا رسول خدا نے اے صفیہ بنت عبد المطلب اے فاطمہ بنت محمد اے بنی عبد مطلب میں تمہارے لئے اللہ تعالےٰ سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میرے مال سے جو تم چاہو مانگ لو یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ واضح ہو کہ اوپر کی ہر دو حدیثیں ویسی ہی حسن صحیح کے لفظ سے لکھی گئی ہیں جیسے آیہ اکمال الدین کی طارق بن شہاب کے واسطہ عمر بن خطاب کی وہ جسمیں مانا ہے کہ بخاری ومسلم وترمذی میں وارد ہیں جنکی حقیقت اور قدح وصاحت سے گذر چکی اور ہر دو حدیث مذکورہ کے اصل راوی ابو ہریرہ اور حضرت عائشہ ہیں جس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں حدیث مذکورہ بیان کی اسوقت ہر دو کا وجود نہ تھا یعنی ابو ہریرہ صوبہ یمن کے باشندہ اور مدینہ میں اسلام لائے اور حضرت عائشہ بعثت سے چار سال بعد پیدا ہوئیں سنہ ۵ نبوی میں چھ سالہ تھیں تو حضرت کیساتھ عقد ہوا سنہ ۱۳ نبوی میں ہجرت کیوقت ۵ سالہ تھیں سنہ ۱ھ میں دسویں سال حضرت کے پاس آئیں اور حضرت فاطمہ اُن سے ایک سال چھوٹی تھیں جنکا عقد حضرت علی کے ساتھ دسویں سال سنہ ۲ھ میں رتع ہوا پہلے ہم ابو ہریرہ کی حقیقت فتح الباری شرح بخاری حافظ ابن حجر سے لکھتے ہیں۔

باقی حاشیہ بر صفحہ ۳۲۱

اور انسان العیون فی سیرۃ الامین والمامون المعروف بہ سیرۃ الحلبیہ علی بن ابراہیم حلبی جلد اول صفحہ ۳۰۴ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ میں یہ ہے۔

وروی انہ لما نزل (وانذر عشیرتک الاقربین) جمع بنی عبد المطلب فی دار ابی طالب وھم اربعون وفی الامتاع خمسۃ و اربعون رجلا وامرأتان فصنع لھم علی طعاما الی ان قال) فلما اراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتکلم بادرہ ابولھب بالکلام فقال لقد سحرکم صاحبکم سحرا عظیما

مروی ہے کہ جب آیہ (وانذر عشیرتک الاقربین) نازل ہوا ہے تو آنحضرت صلعم نے ابوطالب کے مکان میں اولاد عبد المطلب کو جمع کیا جو کہ چالیس[۱] مرد تھے اور امتاع میں ہے کہ پنتالیس[۲] مرد اور دو عورتیں تھیں پس آپ نے اونکے واسطے کھانا پکوایا پس جب بعد طعام کچھ کہنا چاہا تو ابولہب نے آپ پر سبقت کی اور کہا کہ اس شخص نے تم پر سحر عظیم کیا ہے۔

وفی روایۃ محمد وفی روایۃ ما رأینا کالسحر الیوم فتفرقوا ولم یتکلم رسول اللہ صلعم فلما کان الغد قال یا علی عد لنا بمثل ما صنعت بالامس من الطعام والشراب قال علی ففعلت ثم جمعتھم لہ صلی اللہ علیہ وسلم فاکلوا حتی شبعوا وشربوا حتی نھلوا ثم قال لھم یا بنی عبد المطلب ان اللہ قد بعثنی الی الخلق کافۃ وبعثنی الیکم خاصۃ فقال

اور روایت ابن اسحاق میں اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے آج کا سا سحر کبھی نہیں دیکھا پس جب وہ متفرق ہوگئے اور حضرت کو بات کرنے کا موقع نہ ملا جب دوسرا دن ہوا تو حضرتؐ نے علی سے فرمایا کہ علی کل کی طرح آج بھی کھانے پینے کا سامان کرو جناب امیر فرماتے ہیں کہ میں نے تعمیل حکم کی پھر اون سب کو جمع کیا پس جب وہ کھا پی کر فارغ ہوئے تو حضرتؐ نے فرمایا اے اولاد عبد المطلب خدا نے مجھے عام طور سے تمام خلق پر اور تم پر خاص طور سے مبعوث فرمایا ہے پھر آیہ مذکورہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲۰) (ھذا من مراسیل الصحابۃ وبذلک جزم بہ الاسمعیلی لان ابا ھریرۃ انما اسلم بالمدینۃ وھذا القصۃ وقعت بمکۃ) یعنی یہ حدیث مراسیل صحابہ سے ہے اسمعیلی نے اسکے ساتھ یقین کیا ہے کیونکہ ابو ہریرہ اسکے بہت دنوں بعد مدینہ میں اسلام لائے اور یہ واقعہ مکہ میں ہوا۔ غلط بیانی اس درجہ تک پہونچی۔ قریش اور بنی عبد مناف تک شامل کئے گئے لیکن ابوطالب جنکے مکان میں یہ مجمع ہوا اونکا نام تک نہیں لیا گیا نیز جناب فاطمہ بنت اسد مادر جناب علی علیہ السلام بھی اوس گھر میں علاوہ دیگر مخدرات کے ضرور رہی ہونگی مگر حضرت فاطمہ جنکی ولادت بعثت سے پانچ برس بعد ۵ نبوی میں ہوئی جس سے کہ مکہ میں آٹھ سال کی تھیں اونکا ذکر لایا گیا چنانچہ روضۃ الشہدا حسین بن علی واعظ کاشفی کے باب چہارم صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ نولکشور ۱۸۷۳ء میں ہے۔ شیخ ابو محمد بن الخشاب در کتاب موالید ائمہ امام محمد باقر علیہ السلام نقل کردہ کہ ولادت فاطمہ بعد از بعثت بودہ بہ پنج سال۔ اور تاریخ حبیب السیر اور تاریخ خمیس دیار بکری کے لئے دیکھو صفحہ ۱۳۶ کتاب ہذا اور روضۃ الندیہ محمد بن اسمعیل امیر صنعانی یمنی صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ دہلی میں ہے۔ ذکر الامام ابوبکر احمد بن نصر بن عبد اللہ انہ رای فی کتاب تاریخ موالید اہل البیت علیہم السلام انہا (فاطمہ) توفیت وہی ابنۃ ثمان عشرۃ سنۃ وخمس وسبعین یوما منہا بمکۃ ثمان سنین وباقی بالمدینۃ وکانت ولادتہا بعد النبوۃ بخمس سنین یعنی امام ابوبکر احمد بن نصر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے کتاب تاریخ موالید اہل بیت علیہم السلام میں دیکھا ہے کہ حضرت فاطمہ کی عمر اٹھارہ سال پچھتر دنوں کی ہوئی جس میں آٹھ سال مکہ میں باقی مدینہ میں گذرے
(باقی حاشیہ صفحہ ۳۲۲)

وانذر عشیرتک الاقربین و انا ادعوکم	وانذر عشیرتک الاقربین تلاوت فرما کے ارشاد کیا کہ مین تم کو
الی کلمتین خفیفتین علی اللسان	دو کلمون کی طرف دعوت دیتا ہون کہ جو زبان پر بہت سبک
ثقیلتین فی المیزان شہادۃ ان لا الہ	اور میزان عمل مین نہایت گران ہین وہ شہادت توحید خدا
الا اللہ و انی رسول اللہ فمن یجیبنی	اور میری رسالت کی گواہی ہے پس کون شخص تم لوگون
الی ہذا الامر و یوازرنی اسے یعاوننی	مین اسکو قبول کرتا ہے اور کون اس امر مین میری مدد کرتا
علی القیام بہ قال علی انا یا	ہے پس جناب امیر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین موجود
رسول اللہ و انا احدثہم سنا و سکت	ہون حالانکہ مین سب مین کم سن تھا اور سب چپ رہے
القوم زاد بعضہم فی الروایۃ یکن	اور بعض روایتون مین یہ بھی ہے کہ جو اس امر کو قبول کریگا
اخی و وزیری و وارثی وخلیفتی من	وہ میرا بھائی میرا وزیر میرا وارث میرا خلیفہ میرے
بعدی فلم یجبہ احد منہم فقام علی وقال انا یا	بعد ہوگا پس کسی نے جواب نہ دیا پس حضرت علی کھڑے
رسول اللہ فقال اجلس	ہوگئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مین حاضر ہون حضرت
ثم اعاد القول علی القوم ثالثا	نے فرمایا بیٹھ جاؤ پھر دوسرے مرتبہ سب سے اپنے
فلم یجبہ احد منہم فقام	کلام کی تکرار فرمائی پس سب خاموش رہے اور حضرت
علی فقال انا یا رسول اللہ	علی نے کھڑے ہو کر پھر عرض کیا کہ مین حاضر ہون

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲۱) اور ولادت اون معظمہ کی بعثت کے پانچ سال بعد ہوئی۔ اسی کو مرزا محمد بن معتمد خان حارثی نے اپنے مفتاح النجا مین اختیار کیا ہے چنانچہ حاشیہ صفحہ کتاب استقصاء الافحام حصہ اول فی نقص منتہی الکلام مین مفتاح النجا کے حوالہ سے ہے۔ قال الشیخ الادیب ابو محمد عبد اللہ بن احمد المعروف بابن خشاب البغدادی ان فاطمۃ ولدت بعد البعثۃ بخمس سنین یعنی جناب فاطمہ بعثت سے پانچ سال بعد پیدا ہوئیں " جب یہ امر کما حقہ ثابت ہوگیا کہ آپ موصوفہ کے نازل ہونے اور حضرت کے تبلیغ اول کے وقت حضرت عائشہ اور جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کا وجود نہین تھا پس ہر دو حدیث یعنی بخاری اور ترمذی کے رواۃ کاذب و مفتری ہوئے اور طرفہ اس روایت میں یہ ہے کہ حضرت صفیہ اور جناب فاطمہ کا ذکر جس عنوان سے قریب قریب ہر دو حدیثوں مین ہے ویسے ہی وفات النبی کے دن کی یہ حدیث طبقات ابن سعد جزء وفات صفحہ مطبوعہ لیدن یورپ سنہ ۱۳۲۳ھ مین ہے۔ قال ابن سعد اخبرنا یزید بن ہارون نا یحیی بن سعید عن ابی بکر بن ابی ملیکۃ عن عبید بن عمیر اللیثی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی توفی فیہ۔ فقال انی لا یمسک الناس علی بشیء لا احل الا ما احل اللہ فی کتابہ ولا احرم الا ما حرم اللہ فی کتابہ ثم قال یا فاطمۃ بنت محمد و یا صفیۃ عمۃ رسول اللہ اعملا لما عند اللہ فانی لا اغنی عنکما من اللہ شیئا ثم قام من مجلسہ ذلک فما انتصف النہار حتی قبضہ اللہ۔ کہا ابن سعد نے خبر دی ہمکو یزید بن ہارون نے یحیی بن سعید سے اونسے ابو بکر بن ابو ملیکہ سے اوسے عبید بن عمیر لیثی سے کہ رسولخدا نے اپنے مرض الموت کے دن جس مین وفات فرمائی (منجملہ کے) یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حلال و حرام کی نسبت میری طرف نہ کی جاوے مین نے وہی چیز حلال کی ہے جو خدا نے اپنی کتاب مین حلال کی ہے اور اے پیغمبر کی بیٹی اور اے پیغمبر کی پھوپھی خدا کے ہان کے لئے کچھ کر لو مین تمھین خدا سے نہین بچا سکتا یہ حضرت اوس جگہ سے اوٹھے اوسی دن دوپہر کو وفات فرمائی۔ یہی پورا مضمون (مین تمھین خدا سے نہین بچا سکتا) شبلی صاحب نے اپنے سیرۃ النبی جلد ثانی صفحہ ۱۲۲ مین اسی طبقات جزء وفات اور کتاب الام امام شافعی سے بسند حسن لکھا ہے۔ انتہی۔ پس بخاری اور ترمذی کی مخرجہ حدیثین قطعی غلط و دروغ و کذب ثابت ہوگئین جنھون نے جناب رسالتمآب کے اصل حدیث تن کو بدل کر وضعی حدیث کو داخل کتاب کر کے امت کو دھوکے مین ڈالا اور کتمان حق کے باعث ہوئے۔

۵ توثیق (ابو محمد ابن خشاب) وفیات الاعیان مین ہے۔ ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن احمد المعروف بابن الخشاب البغدادی العالم المشہور فی الادب والنحو والتفسیر والحدیث والنسب والفرائض والحساب وحفظ القرآن العزیز بالقرات الکثیرۃ وکان متضلعا من العلوم ولہ فیہا الید الطولی وکان خطہ فی نہایۃ الحسن ذکرہ العماد الاصفہانی فی الخریدۃ وعدد فضائلہ ومحاسنہ توفی سنہ ۵۶۷ھ۔

فقال اجلس فانت اخی ووزیری ووصیی ووارثی وخلیفتی من بعدی

حضرت نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور تیسرے مرتبہ پھر اپنے کلام کا اعادہ فرمایا اور کسی نے آپکو جواب نہ دیا اور حضرت امیر نے پھر اوٹھکر عرض کیا کہ مین حاضر ہون حضرت نے فرمایا بیٹھ جاؤ پس تم میرے بھائی اور میرے وزیر اور میرے وصی اور میرے وارث اور خلیفہ ہو بعد میرے ۔

اب ہم بیان پر حضرت عمر اور عبداللہ بن عباس کا وہ مکالمہ نقل کرتے ہین جس سے حضرت عمر اور اونکے ہمساز صحابہ کا جناب علی علیہ السلام کے خلافت مین رخنہ اندازی کرنا آشکارا ہوتا ہے جس کے لئے عہد پیغمبر ہی مین یہ امر طے کر لیا گیا تھا کہ خلافت اہل بیت پیغمبر مین نہ جانے پائے اور جناب امیر خلیفہ نہون یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر خلافت کو بنی امیہ مین دے گئے ۔

تاریخ الرسل والملوک طبری جلد ۵ صفحہ ۲۷۶۹ لغایت صفحہ ۲۷۷۰ واقعہ ۲۳ھ مین ہے ۔

قال ابن جریر حدثنی ابن حمید قال ثنا سلمة عن محمد ابن اسحاق عن رجل عن عکرمة عن ابن عباس قال بینا عمر بن الخطاب وبعض اصحابه یتذاکرون الشعر فقال بعضهم فلان اشعر وقال بعضهم بل فلان اشعر قال فاقبلت فقال عمر قد جاءکم اعلم الناس بها فقال عمر من شاعر الشعراء یا ابن عباس قال فقلت زهیر بن ابی سلمی فقال عمر هلم من شعره ما نستدل به علی ما ذکرت فقلت لو کان یقعد فوق الشمس من کرم قوم باولهم او مجدهم قعدوا الی الاخر قال احسن وما اعلم احدا اولی بهذا الشعر فقال یا ابن عباس اتدری ما منع قومکم منهم بعد محمد فکرهت ان اجیبه فقلت ان لم اکن

کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی مجھسے ابن حمید نے کہا حدیث کی ہم سے سلمہ نے محمد ابن اسحاق سے اوس نے ایک رجل سے اوس نے عکرمہ سے اونے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایکدن عمر بن خطاب اور اونکے بعض اصحاب شعر و سخن کا ذکر کر رہے تھے کوئی کسی کا مداح تھا کوئی کسی کا اس اثنا مین مین بھی وہان پہونچا حضرت نے مجھے دیکھکر فرمایا کہ لو اس فن کے سب سے بڑے ماہر آگئے پھر مجھسے ارشاد کیا کہ اے ابن عباس تم کسکو ملک الشعرا سمجھتے ہو مین نے کہا زہیر بن ابی سلمی کو حضرت عمر نے فرمایا کہ اوسکا کوئی شعر استدلالاً پڑھو مین نے چند شعر پڑھے حضرت عمر نے فرمایا کہ بہت خوب کہا ہے میرے علم مین ان سے اچھے اشعار کسی کے نہین ہین ۔ اسکے بعد مجھسے پوچھا کہ اے ابن عباس تم جانتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کس بات نے تم کو امر خلافت سے محروم رکھا مین نے اسکا جواب دینا خلاف مصلحت سمجھکر کہا کہ اگر مین نہین جانتا تو آپ ہی مجھے آگاہ کرین ۔

ادری فامیر المومنین یدرینی فقال
عمر کرهوا ان یجمعوا لکم النبوۃ و
الخلافۃ فتبجحوا علی قومکم بجحا بجحا
فاختارت قریش لانفسها فاصابت
ووفقت فقلت یا امیر المومنین
ان تاذن لی فی الکلام وتمط عنی الغضب
تکلمت فقال تکلم یا ابن عباس
فقلت اما قولک یا امیر المومنین
اختارت قریش لانفسها فاصابت
ووفقت فلو ان قریشا اختارت
لانفسها حیث اختار اللہ عزوجل لها
لکان الصواب بیدها غیر مردود
ولا محسود اما قولک انهم کرهوا ان
تکون لنا النبوۃ والخلافۃ فان اللہ
عزوجل وصف قوما بالکراهیۃ
فقال ذلک بانهم کرهوا ما انزل
اللہ فاحبط اعمالهم فقال عمر هیهات
واللہ یا ابن عباس قد کانت تبلغنی
عنک اشیاء کنت اکرہ ان افرک عنها
فتزیل منزلتک منی فقلت و
ماهی یا امیر المومنین فان کانت حقا
فما ینبغی ان تزیل منزلتی وان
کانت باطلا فمثلی اماط الباطل
عن نفسه فقال عمر بلغنی انک تقول
انما صرفوها عنا حسدا وظلما فقلت
اما قولک یا امیر المومنین ظلما تبین للجاهل
والحلیم واما قولک حسدا فان ابلیس حسد

حضرت عمر نے فرمایا کہ قوم نے اس بات سے کراہت کی
کہ نبوت اور خلافت دونوں تم مین جمع ہون اور تم اسپر
خوش ہوکر اتراتے پھرو چنانچہ قوم اس کے اختیار
کرنے مین مصیب ور موفق ہوی۔ مین نے کہا اے
امیر المومنین اگر آپ اجازت دین اور خفا نہون تو
مین بھی کچھ عرض کرون۔ اونہون نے فرمایا کہ ہان کہو
مین نے کہا کہ آپکا یہ فرمانا قابل نظر ہے کہ قوم خلافت
کے اختیار کرنے مین مصیب اور موفق ہوی اس لئے
کہ اگر قوم خلافت کو خدا کے مرضی کے موافق اختیار
کرتی تو بلاشبہ مصیب ہوتی۔

نیز آپکا یہ فرمانا بھی قابل نظر ہے کہ قوم نے
ہم مین نبوت اور خلافت کے جمع ہونے سے کراہت کی
دیکھئے اللہ تعالیٰ قوم کی کراہت کا وصف اپنے
کلام مین ان الفاظ سے فرماتا ہے۔ ذلک بانہم کرہوا
ما انزل اللہ فاحبط اعمالہم (یعنی چونکہ حکم خدا سے
اونہون نے کراہت کی لہذا اونکے اعمال حبط ہوگئے
یعنی اکارت گئے) یہ سنکر حضرت عمر بولے افسوس لے
ابن عباس خدا کی قسم تمہاری نسبت مجھے باتون کی
خبرین پہونچائی گئی ہین جنکو کرید کر تمہاری منزلت
اپنے دل سے زائل کرنا پسند نہین کرتا مین نے عرض
کیا اے امیر المومنین آپ فرمائین تو سہی اگر در حقیقت
وہ باتین حق پر مبنی ہین تو میری منزلت ضائع ہونے
کی کوئی وجہ نہین ہے حضرت عمر نے فرمایا۔ کہ مین نے
سنا ہے کہ تم کہتے ہو کہ خلافت ہم سے بہ ظلم و حسد لی گئی
ہے مین نے کہا اے امیر المومنین ظلم کا مفہوم تو ہر جاہل
اور حلیم پر روشن ہے رہا حسد پس ابلیس نے
حضرت آدم پر حسد کیا اور ہم آدم ہی کی اولاد ہین

ادم فنحن والله المحسودون فقال عمر هيهات ابت والله قلوبكما يا بني هاشم الا حسدا ما يحول وضغنا وغشا ما يزول فقلت مهلاً يا امير المومنين لا تصف قلوب قوم اذهب الله عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا بالحسد والغش فان قلب رسول الله من قلوب بني هاشم فقال عمر اليك عني يا ابن عباس فقلت افعل فلما ذهبت لاقوم استحيا مني فقال يا ابن عباس مكانك والله اني لراع لحقك محب لما سرك فقلت يا امير المومنين ان لي عليك حقا وعلى كل مسلم فمن حفظه فحظه اصاب ومن اضاعه فحظه اخطأ ثم قام فمضى

محسود ہوا چاہیں حضرت عمر نے کہا افسوس اے بنی ہاشم تمھارے قلوب میں حسد اور کینہ کے سوا کچھ نہیں ہے اور حسد و کینہ بھی ایسا جو مٹ نہیں سکتا، میں نے کہا بس اے امیر المومنین ان لوگوں کے قلوب کو کینہ اور حسد کے ساتھ منسوب نہ کیجئے جنکو بمصداق آیہ تطہیر خدا نے ہر برائی اور خباثت سے پاک اور صاف فرمایا ہے اور غور کیجئے کہ خود رسول اللہ کا قلب بھی قلوب بنی ہاشم میں سے ہے۔ حضرت عمر نے (بگڑ کر) کہا اے ابن عباس میرے پاس سے ہٹ جاؤ، جب میں نے اوٹھنے کا قصد کیا تو اونہوں نے بمقتضائے شرم مجھے بٹھایا اور فرمایا اے ابن عباس واللہ میں تمھارے حقوق کی رعایت ملحوظ رکھونگا اور تمھاری خوشی کا خواہاں رہونگا۔ میں نے کہا اے امیر المومنین تم پر اور کل مسلمانوں پر میرا حق ہے جس نے اوسکو ملحوظ رکھا مصیب ہوا اور جس نے اوسکو ضایع کیا خطا کی (اسکے بعد ابن عباس اوٹھے اور چلے گئے)

اسی مکالمہ کا ذکر شبلی صاحب نے اختصار کے ساتھ الفاروق حصہ اول ص۲۰۱ بحوالہ طبری ص۲۷۶۹ تا ص۲۷۷۲ کے دیا ہے انہیں حضرت عمر کے بارے میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا عین خطبہ کی حالت میں منبر سے اتارنا مروی ہے اور ایسے ہی امام حسن علیہ السلام کا حضرت ابوبکر کے بارے میں بھی وارد ہوا ہے۔ وفی تاریخ الخلفا للسیوطی اخرج ابن عساكر عن ابي البختري قال كان عمر بن خطاب يخطب على المنبر فقام اليه الحسين بن علي فقال انزل عن منبر ابي فقال منبر ابيك لا منبر ابي من امرك بهذا فقام علي فقال والله ما امره بهذا احد (اسنادہ صحیح) اور تاریخ الخلفا سیوطی میں بروایت ابن عساکر بسند صحیح منقول ہے کہ حضرت عمر منبر پر خطبہ ارشاد کر رہے تھے ناگہاں جناب امام حسین علیہ السلام نے کھڑے ہو کر کہا کہ میرے باپ کے منبر پر سے نیچے اترو حضرت عمر نے فرمایا بیشک یہ تمھارے باپ ہی کا منبر ہے میرے باپ کا نہیں ہے بھلا صاحبزادے یہ تبلاؤ کہ تم نے کس کے حکم سے ایسا کہا یہ سنکر حضرت علی بولے واللہ کسی نے حسینؑ کو اس بات کے کہنے کا حکم نہیں دیا۔

یہ امام حسین علیہ السلام جنکا سن ۳۱ سنہ ھجری مین نو برس کا تھا یہ حجت خدا ہین اور نو حجج اللہ کے پدر ہین یہی وہ آل ابراہیم ہین جو صلب اسمعیل علیہ السلام مین اپنے جد امجد احمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ تھے انہین کے سبب حضرت اسمعیل علیہ السلام کی قربانی بعد کے آنیوالون مین اوٹھالی گئی تھی یہی قولہ تعالی وفدینہ بذبح عظیم و ترکنا علیہ فی الاخرین۔ کے مصداق ہین۔ یہی آیہ تطہیر اور آیہ مباہلہ اور آیہ مودۃ فی القربی مین مذکور ہین جنکی مودت کل امت پر واجب کی گئی ہے یہی رسولخدا کے ساتھ پانچ باتون مین شریک کئے گئے ہین۔

چنانچہ ابن حجر مکی صواعق محرقہ مین فخر رازی کے حوالہ سے لکھتے ہین وہ شرکت پانچ باتون مین یہ ہے۔

فی السلام و فی الصلوٰۃ و فی الطہارۃ و فی تحریم الصدقہ و فی المحبۃ

اور کتاب مودۃ القربی سید علی ہمدانی کے مودۃ دہم مین ہے۔

وعن اصبغ بن نباتہ عن عبد اللہ بن عباس قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول انا و علی والحسن والحسین وتسعۃ من ولد الحسین مطہرون معصومون اور اصبغ بن نباتہ نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہین کہ سنا مین نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ مین اور علی اور حسن و حسین اور نو اولاد امام حسین علیہ السلام سے پاک پاکیزہ اور گناہون سے معصوم و محفوظ ہین۔ اصبغ بن نباتہ ایسے تابعی ہین جنکی روایت کو شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے اپنے کتاب سر الشہادتین مین حافظ ابو نعیم کے سند سے وارد کیا ہے اونہون نے جناب علی علیہ السلام کو اسی لفظ علیہ السلام سے روایت کی ہے دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۰۷ کتاب ہذا۔

یہ دوسرا مکالمہ حضرت عمر اور عبد اللہ بن عباس کا کتاب نظم درر السمطین فی نظم (قصاید) المصطفے والمرتضی والبتول والسبطین شیخ جمال الدین محدث الحرم (جسکو کتاب استقصار الافحام جناب مولوی سید حامد حسین صاحب طاب ثراہ جلد اول صفحہ ۴۲۵) سے لکھا جاتا ہے۔

عن نبیط بن شریط قال خرجت مع علی بن ابی	نبیط بن شریط راوی ہے کہ ایک روز ہم اور
طالب کرم اللہ وجہہ ومعنا عبد اللہ بن عباس	ابن عباس جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ ساتھ مدینہ
فلما صرنا الی بعض حیطان الانصار	کے باغون کی طرف جا رہے تھے کہ عمر بن خطاب کو
وجدنا عمر بن الخطاب جالساً وحدہ ینکت	دیکھا کہ ایک جگہہ بیٹھے ہوئے زمین کرید رہے ہین،
فی الارض فقال لہ علی ابن ابیطالب رضی	جناب امیر نے پوچھا تنہا کیا کر رہے ہو حضرت عمر نے
اللہ عنہ ما اجلسک یا امیر المومنین ھاھنا	کہا کہ ایک فکر نے ہمکو پریشان کیا ہے جناب امیر نے
وحدک قال لامر ھمنی فقال لہ علی افترید	کہا کیا ہم لوگون سے کسی کو چاہتے ہو عمر نے ابن عباس کی
احدنا فقال عمر ان کان فعبد اللہ قال فخلا معہ	خواہش کی وہ وہان رہگئے اور بہت دیر کے بعد واپس آئے

لہ توثیق (نبیط) خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال مین ہے۔ نبیط بن شریط بفتح المعجمہ ابن انس بن مالک بن ہلال الاشجعی صحابی لہ احادیث ولہ ابنہ سلمۃ و نعیم بن ابی ہند۔

عبد اللہ ومضیت مع علی وابطأ علینا ابن
عباس ثم لحق بنا فقال لہ علی ما
وراءک فقال یا ابا الحسن اعجوبۃ من
عجائب امیر المومنین اخبرک بہا واکتم
علی قال ہیہم قال لما ان ولیت رایت
عمر ینظر الیک والی اثرک ویقول اٰہ اٰہ
فقلت مم تأوہ یا امیر المومنین
قال من اجل صاحبک یا ابن عباس
وقد اعطی ما لم یعط احد من آل رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولولا ثلث ہن
فیہ ما کان بہذا الامر یعنی الخلافۃ
احد سواہ قلت یا امیر المومنین
وما ہن قال کثرۃ دعابۃ وبغض قریش لہ
وصغر سنہ فقال لہ علی فما رددت
قال داخلنی ما ید اخل ابن العم لابن
عمہ فقلت یا امیر المومنین اما کثرۃ
دعابۃ فقد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یداعب ولا یقول الا حقا ویقول
للصبی ما یعلم انہ یستمیل بہ
قلبہ او یسہل علی قلبہ
واما بغض قریش لہ فو اللہ ما یبالی
ببغضہم بعد ان جاہدہم فی اللہ حتی
اظہر اللہ دینہ فقصم اقرانہا وکسر
الہتہا واثکل نساءہا فی اللہ لامہ و
اما صغر سنہ فلقد علمت ان اللہ تعالٰی
حیث انزل علی رسول اللہ صلعم براءۃ
من اللہ ورسولہ وجہ بہا صاحبہ لیبلغ عنہ

جناب امیر نے پوچھا کہو کیا خبر ہے ابن عباس
نے کہا کہ ایک اعجوبہ ہے عجائب خلیفہ دوم سے جسکو
ہم آپ سے بیان کرتے ہین مگر اسکو پوشیدہ رکھیگا وہ
یہ ہے کہ جب آپ وہان سے آگے بڑھے تو عمر آپکی
طرف دیکھ رہے تھے۔ اور آہ آہ کرتے تھے ہم نے کہا
کیون آہ آہ کہتے ہو کہا بہ سبب تمہارے ساتھی
(جناب امیر) کے کہ جو باتین اونکو خدا نے دی ہین
وہ کسی کو نہین ملین اگر تین باتین اون مین نہو تین
تو اون سے بڑھ کر کوئی بھی اس خلافت کا مستحق نہ تھا
ابن عباس نے کہا وہ تین باتین کیا ہین جن سے
وہ خلافت سے محروم ہوئے عمر نے کہا۔
ایک تو بہت مزاح کرنا۔
دوسرے قریش کی عداوت۔
تیسرے صغر سنی۔ جناب امیر نے پوچھا پھر تم نے
کیا جواب دیا۔ ابن عباس ہمکو اس کلام سے وہی غصہ ہوا
جو ایک ابن عم کو ہوتا ہے مین نے کہا کہ اے امیر المومنین
آپکا دعوی یہ ہے کہ جناب امیر مین مزاح بہت ہے
تو رسول اللہ بھی اسی طرح مزاح فرماتے تھے مگر
خلاف حق نفرماتے لڑکون سے اس قسم کی باتین کرتے
جس سے وہ خوش ہون۔ رہا قریش کا بغض تو اسکی
اونکو کب پرواہ ہے جبکہ اون سے اچھی طرح جہاد
کیا کہ دین خدا ظاہر ہوا اونکے شاخونکو توڑ ڈالا اور
اونکے بتونکو شکستہ کر دیا اور عورتون کو اونکے بیوہ
کر دیا پھر خدا کی راہ مین اونکو کیا خوف ہو سکتا ہے
رہا تمہارا یہ کہنا کہ وہ صغیر السن ہین تو تمکو معلوم ہے
کہ جب خدا نے سورۂ براءۃ رسولخدا پر نازل کیا اور
ابوبکر کو اوسکے تبلیغ کے لئے روانہ کیا تو خدا نے

فامره الله تعالیٰ ان لا یبلغ عنہ الا
رجل منه فوجهه فی اثره وامره
ان یودن ببراءة فهل استصغر الله تعالیٰ
سنه فقال عمر امسك علی واکتم اکتم

حکم بھیجا کہ اس کام کو وہی کر سکتا ہے جو تم سے ہو جسپر
حضرت نے جناب علیؑ کو ابوبکر کے بعد بھیجا آپ نے جاکر
اوسکی تبلیغ کی تو کیا خدا نے حضرت کو کم سن جانا تھا۔
عمر نے کہا اچھا اس بات کو پوشیدہ رکھنا

واقعات اور احادیث ماسبق کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ حدیث ذیل کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۵ مطبوعہ نظامیہ حیدر آباد سے نقل کیجاتی ہے۔

عن ابن عباس قال قال عمر بن الخطاب
فی ذکر علی فانی سمعت رسول الله صلعم
یقول فی علی ثلث خصال لان تکون واحدة
منهن احب الی مما طلعت علیه الشمس
کنت انا و ابوبکر و ابو عبیدة بن
الجراح ونفر من اصحاب رسول الله صلی الله
علیه وسلم متکئا علی علی حتی
ضرب بیده علی منکبیه ثم
قال انت یا علی اول المومنین
ایمانا و اولهم اسلاما ثم قال
انت منی بمنزلة هارون
من موسیٰ وکذب علی زعم
انه یحبنی و یبغضك

ابن عباس سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب
کہنے لگے کہ مین نے جناب رسالتمآب کو فرماتے ہوئے
سنا ہے کہ علی مین ایسی تین باتین ہین کہ اگر ایک بھی
مجھے حاصل ہوتی تو سب اون چیزون سے جن پر آفتاب
طلوع ہوتا ہے مین اسکو بہتر سمجھتا۔ مین اور ابوبکر
اور ابو عبیدہ بن الجراح اور چند نفر اصحاب رسول
مقبول کے حضور مین تھے اور حضرت صلعم علی علیہ السلام
کے سینہ کے ساتھ تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے
حضرت نے جناب علی کے کندھے پر ہاتھ مار کر ارشاد
فرمایا کہ اے علی تو سب مومنون سے ایمان لانے مین
پہلا[۱] اور سب مسلمانون سے اسلام لانے مین مقدم[۲]
ہے تو مجھسے بمنزلہ[۳] ہارون کے ہے موسیٰ سے وہ شخص
جھوٹھ بولتا ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ مجھسے محبت رکھتا
ہے درآنحالیکہ تجھسے بغض رکھتا ہو۔

اس امر کا ثبوت کہ یہی اصحاب ثلاثہ جنگ روم پر اسامہ بن زید کے ماتحت جانے کے لئے ۲۹ صفر (پنجشنبہ) کے دن تعنات کئے گئے اور نہ جانے پر دسوین[۱] دن ۹ ربیع الاول (رشنبہ) کو حضرت نے سخت تاکید کے ساتھ بلکہ کلمہ لعن الله من تخلف عنها کا ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ کتاب وسیلة النجاة ملا محمد مبین حنفی انصاری لکھنوی فرنگی محلی المتوفی سنہ ۱۲۲۵ھ صفحہ ۱۹ مطبوعہ گلشن فیض مولوی گنج لکھنؤ سنہ ۱۳۱۳ھ مین ہے۔

ودرین سال سریہ اسامہ بن زید است۔
کہ آخر غزوات سرایا است کہ اورا روز دوشنبہ بست و ششم[۲۶]
ماہ صفر سنہ یازدہم[۱۱] از ہجرت بجانب اُبنیٰ بضم ہمزہ وسکون

اسی سال مین سریہ اسامہ بن زید کا کہ آخر غزوات
اور سرایا ہے دوشنبہ کے دن چھبیسوین[۲۶] صفر ہجرت
کے گیارھوین[۱۱] برس جانب اُبنیٰ بضم ہمزہ دسکون

موحدہ کہ از دیار روم است و مقتل پدر او بود در سریہ موتہ امیر ساخت و حکم فرمود کہ در رفتن تعجیل نماید کہ روز چہارشنبہ بست و ہشتم ماہ صفر آنحضرت را مرض تپ و دردسر عارض گشت روز دیگر باوجود مرض بدست مبارک خود لوائے برائے او عقد نمود و فرمود بسم اللہ فی سبیل اللہ فقاتل من کفر باللہ پس اسامہ لوا را گرفت و بیرون رفت و حکم آنحضرت چنان صادر شد کہ اعیان مہاجرین مثل ابوبکر و عمر و عثمان و سعد بن ابی وقاص و ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہم رضی اللہ عنہم ہمراہ اسامہ باشند مگر علی مرتضی را فرمود کہ ہمراہ نگردد این معنی بر خاطر بعضے مردم گران آمد خاطر مبارک سوئخدا رنجیدہ شد و بغضب در آمد و بعضے روایات آمدہ کہ گفت لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامہ روز یکشنبہ یازدہم اسامہ برائے رخصت نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمد و مرض آنحضرت چنان غلبہ داشت کہ مجال تکلم نداشت و اسامہ لشکرگاہ رفت صباح روز دوشنبہ باز آنحضرت را خفتے در مرض حاصل شدہ بود اسامہ را وداع نمود۔

موحدہ کہ دیار روم سے ہے وہ مقتل ہے اونکے باپ سریہ موتہ مین اونکو امیر کیا اور حکم دیا کہ جانے مین عجلت کرین تاکہ اٹھائیسوین صفر چہارشنبہ حضور کو مرض تپ لاحق ہوا اور دردسر پیدا ہوا دوسرے روز (۲۹ صفر پنجشنبہ) باوجود مرض کے آپ نے اپنے دست مبارک سے اونکے واسطے علم بنایا اور فرمایا بسم اللہ خدا کی راہ مین لڑو کافرون سے اسامہ نے علم لیا اور باہر گئے اور آپ نے حکم فرمایا کہ سرداران مہاجرین مثل ابوبکر و عمر و عثمان و سعد بن ابی وقاص و ابو عبیدہ بن جراح وغیرہ ہمراہ اسامہ کے ہون۔ مگر علی مرتضی کو فرمایا کہ ہمراہ نجاوین یہ بات یعنی حکومت اسامہ بعض لوگونکو ناگوار ہوئی اور آنحضرت کو ملال ہوا اور غصہ آیا اور بعض روایت مین ہے کہ لعنت کرے اللہ اوسپر جو اسامہ کے لشکر مین نہ جاوے۔ دوسرے دن (۱۱ ربیع الاول یوم یکشنبہ ۱۱ھ) مین اسامہ حضور سے رخصت ہونے کو آئے مرض حضور کا اسقدر غالب تھا کہ بات نکرسکتے تھے اسامہ اپنی لشکرگاہ مین چلے گئے صبح (گیارہ ربیع الاول) دوشنبہ حضور کو کچھ تخفیف ہوئی اسامہ کو رخصت کیا۔

واضح ہو کہ ماہ صفر ۱۱ھ مین ۲۶ صفر (دوشنبہ) تھا جس سے ۱۹ صفر و ۱۲ صفر و ۵ صفر (دوشنبہ) ہوا اور ۲۸ صفر ۱۱ھ (چہارشنبہ) تھا اسلئے ۲۱ صفر ۱۴ صفر و ۷ صفر (چہارشنبہ) ہوا۔ اور ۲۹ صفر ۱۱ھ (پنجشنبہ) تھا اسلئے ۲۲ صفر ۱۵ صفر و ۸ صفر و یکم صفر (پنجشنبہ) ہوا۔

لیکن ارباب سیر ابن اسحاق، و اقدی، ابن سعد یہی تاریخین بقید دن کے لاکر انھین دنون کو پھر یکم ربیع الاول ۱۱ھ (پنجشنبہ) بارہ ربیع الاول ۱۱ھ (دوشنبہ) مین لائے ہین جن کا داخلہ محال ہے حالانکہ یکم ربیع الاول (جمعہ) گیارہ ربیع الاول (دوشنبہ) آتا ہے یہی صحیح ہے پس نو ربیع الاول یوم شنبہ کو رسولخدا نے لوگون کے کلمات طعن آمیز در باب سرداری اسامہ سماعت فرماکر غیظ و غضب سے خطبہ فرمایا ہے اوسی مین کلمہ مذکورہ ارشاد کیا ہے۔ یہی کلمہ کتاب حج الکرامہ فی آثار القیامہ

ص۱۰۱ نواب صدیق حسن خان مطبوعہ شاہجہانی بھوپال ۱۲۹۱ھ مین۔

اور یہی کلمہ ملل [۵۱] و نحل محمد بن عبد الکریم شہرستانی ص۹ مطبوعہ مصر ۱۲۹۲ھ اور مطبوعہ جرمن ص۱۱ کما فی تشیید المطاعن ص۹۹ مین ہے، اور کتاب مراۃ [۵۲] الاسرار (عبد الرحمن بن عبد الرسول بن قاسم) مین " من تخلف عن جیش اسامۃ فھو ملعون" یعنی جس نے جیش اسامہ سے مخالفت کی وہ ملعون مرقوم ہے۔ دیکھو تشیید المطاعن جلد اول ص۲۷ مطبوعہ لودھیانہ ۱۲۹۳ھ۔

وفرمود اغز علی برکۃ اللہ واسامہ بلشکر گاہ رفت	اور فرمایا جہاد کرو اللہ کی برکت پر اسامہ لشکر
و ارادہ کوچ کرد و خواست کہ سوار شود و در شام مین	گاہ مین آئے اور کوچ کا ارادہ کیا چاہا کہ سوار ہون
پیغام فرستاد کہ رسولخدا در نزع است اسامہ بازگشت	اونکی والدہ ام ایمن نے اطلاع دی کہ رسولخدا کو نزع ہے
وصحابہ نیز مراجعت نمودند و ابوبکر و عمر و امثال ایشان	اسامہ پلٹ گئے اور صحابہ نے بھی مراجعت کی اور ابوبکر و عمر
خود در مدینہ بودند۔	امثال اونکے مدینہ ہی مین تھے۔ (وسیلۃ النجاۃ)

یہی مضمون بہمہ وجوہ مدارج النبوہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی مین ہے۔ انہین دو کتابون مین ابوبکر اور عمر کے بعد عثمان و سعد بن ابی وقاص پھر ابو عبیدہ بن جراح کا نام مذکور ہے اور انہین دونون مین ابوبکر و عمر وغیرہ کا مدینہ ہی مین موجود رہنا لکھا ہے۔ لیکن ابن اسحاق اور واقدی و ابن سعد نے ابوبکر و عمر کے بعد ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہ کی ترتیب سے نام بنام گنایا ہے اور اسامہ کے واپسی کے ساتھ عمر اور ابو عبیدہ کو لکھا ہے۔ دیکھو نمبر(۳) ابن اسحاق ص۱۱۱ اور نمبر(۵) واقدی ص۱۳۱۔

یہ امر ظاہر ہے کہ حالت مرض الموت مین کوئی موقع باہر لشکر بھیجنے کا اور صحابہ کو اپنے پاس سے علیحدہ کرنے کا نہ تھا جب تک کہ کوئی مطلب عمدہ اور اہم پر مشتمل نہو اور وہ یہی تھا کہ آپ نے چاہا کہ سب مفسد مدینہ منورہ سے باہر چلے جائین کہ میرے بعد خلافت علی بن ابیطالب مین کسی طرح کی نزاع اور فساد نہو کیونکہ رسولخدا اس امر سے واقف تھے کہ حاسدین و مفسدین میرے وفات کے بعد جناب امیر المومنین کو خلافت نہ پہونچنے دینگے اور خود مدعی اوسکے ہو جائینگے۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود حضرت کے تاکید شدید کے جیسا کہ مضمون ماسبق سے گذرا۔ یہان تک کہ موت کے دو روز قبل لوگون کے کلمات طعن آمیز سماعت فرما کر کلمہ جھزوا جیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف عنہا کا ارشاد فرمایا مگر لوگ مدینہ ہی مین موجود رہے جب حضرت کو عین احتضار کے دن معلوم ہو گیا کہ یہ سب کے سب موجود ہین تو پھر حضرت نے طلب قرطاس فرمایا ہے جسکی سخت مخالفت کی گئی یہان تک حضرت کے جانب صریح الفاظ مین ہذیان کی نسبت دیگئی اور اسقدر شور و غل باہم صحابہ مین ہوا کہ بالآخر رسولخدا کو اپنے بارگاہ سے اوٹھا دینا پڑا چونکہ حضرت حدیث ثقلین ارشاد فرما چکے تھے اور اپنی حجت ہر طرح سے فرما چکے تھے لوگون نے اور خاصکر حضرت عمر نے خوب سمجھ لیا تھا کہ اب یہ تحریر بھی اونھین علی بن ابیطالب کے بارے مین لکھی جائیگی تو حضرت عمر نے یہ کلمات کہے جسکو اوسی وسیلۃ النجاۃ سے نقل کیا جاتا ہے۔

---

[۵۱] توثیق (الملل والنحل شہرستانی) کشف الظنون مین ہے۔ الملل والنحل صنف فیہا جماعۃ منہم ابو الفتح الامام محمد بن عبد الکریم الشہرستانی المتوفی ۵۴۸ھ فقد قال (تاج الدین السبکی) فیہ ہو عندی خیر کتاب صنف فی ہذا الباب الخ۔ [۵۲] توثیق (مراۃ الاسرار) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رسالہ انتباہ سلاسل الاولیا مین کتاب مراۃ الاسرار سے نقل فرماتے ہین۔ در مراۃ الاسرار مذکور است کہ حضرت گنج شکر در راحت القلوب میفرماید کہ من میخواستم کہ نعمت سجادہ ملک ہندوستان را بکسے دیگر دہم ہاتف از غیب آواز داد کہ شیخ نظام الدین در راہ است بدار تا وے برسد۔"

کہ عمر بن الخطاب گفت مرد در شدت مرض چیزہا میگوید
کہ از دایرہ اختیار بیرون است شاید کہ این
سخنان نیز مثل ہمان سخنان باشد و اختلاف میان
صحابہ افتاد و آوازہا بلند شد پس آنحضرت فرمود
برخیزید از پیش من کہ منازعت در رفع اصوات حضور
رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ مناسب نیست۔

عمر بن خطاب نے کہا کہ انسان شدت مرض مین
ایسی باتین بھی کرتا ہے جو دایرہ اختیار سے
باہر ہے شاید کہ یہ باتین بھی ویسے ہی ہون اور
اختلاف صحابہ مین ہوا اور آوازین بلند ہوئین
آنحضرت نے فرمایا کہ میرے پاس سے اوٹھ جاؤ کہ
جھگڑا اور آواز بلند کرنا پیغمبر کے سامنے مناسب نہین ہے

اوسی کتاب وسیلۃ النجاۃ کے صفحہ ۲۲۳ و ۲۲۴ مین ہے۔

بعد ازان فرمود برادر من علی را بیارید علی بیامد
و بر سر بالین آنحضرت بنشست و سر مبارک را
بزانوے خویش نہاد و آن سرور صلعم فرمود اے علی
فلان یہودی پیش من چندین مبلغ داد کہ از وے
برائے لشکر تجہیز اسامہ بقرض گرفتہ بودم زنہار کہ
قرض او را از ذمہ من ادا کنی و فرمود اے علی تو اول
کسے خواہد بود کہ در لب حوض کوثر من برسی و بعد از
من مکروہات بتو خواہد رسید باید کہ دل تنگ
نشوی و صبر کنی و چون بینی کہ مردم دنیا اختیار کنند
باید کہ تو آخرت اختیار کنی۔

فرمایا میرے بھائی علی کو بلاؤ تو حضرت
امیر حاضر ہوئے اور آپ کے سرہانے بیٹھے اور
سر مبارک اپنے زانو پر رکھ لیا آپ نے ارشاد کیا
کہ اے علی فلان یہودی سے اسقدر روپیہ مین نے
لشکر اسامہ کے سامان کرنے کے واسطے قرض لیا
تھا ضرور میرے ذمہ سے اوسکو ادا کر دینا۔ اور فرمایا
اے علی تم اول سب سے نہر کوثر پر مجھسے ملوگے اور
میرے بعد مکروہات تمکو پیش آوینگے دل تنگ
نہونا اور صبر کرنا جب دیکھنا کہ لوگون نے دنیا اختیار
کی تو تم آخرت کو اختیار کرنا۔

اور اسد الغابہ فی الصحابہ ابن اثیر جزری جلد چہارم صفحہ ۳۱ مین یہ حدیث ہے۔ (مطبوعہ ۱۲۸۰ھ)

عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت منی بمنزلۃ الکعبۃ تؤتی ولا تاتی فان اتاک ہؤلاء القوم وسلموہا الیک یعنی الخلافۃ فاقبل منہم وان لم یاتوک فلا تاتہم حتی یاتوک (حاصل ترجمہ)

حضرت علی سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب نے مجھسے ارشاد فرمایا ہے کہ اے علی تم بمنزلہ کعبہ کے ہو کہ اوسکے حضور مین سب حاضر ہوتے ہین اور وہ کسی کے پاس نہین جاتا پس اگر قوم کے لوگ تمہارے پاس حاضر ہو کر بیعت خلافت کرین تو قبول کرو ورنہ اونکے پاس نہ جاؤ یہان تک کہ وہ خود تمہارے پاس آئین۔

کتاب تاریخ المختصر فی اخبار البشر یعنی تاریخ ابی الفدا جلد دوم صفحہ ۲۰۷ تا صفحہ ۲۱۰ مطبوعہ لیڈن مین ہے۔

وبادروا سقیفۃ بنی ساعدۃ
فبایع عمر ابابکر و انثال الناس

اور لوگ بعجلت سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف
روانہ ہوئے پس بیعت کی عمر نے ابوبکر کی اور ازدحام کیا

یبایعونہ فی العشر الاوسط من	لوگون نے کہ بیعت کرنے تھے سب اوسی ابوبکر کی بیچ
ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ	عشرہ اوسط ربیع الاول سنہ ۱۱ھ مین سوا ایک جماعت
خلا جماعۃ من بنی ہاشم و الزبیر	کے کہ وہ بنی ہاشم اور زبیر اور عتبہ بن ابی لہب اور
وعتبۃ بن ابی لہب وخالد بن سعید	خالد بن سعید بن عاص اور مقداد بن عمرو اور سلمان
بن العاص و المقداد بن عمرو	فارسی اور ابوذر اور عمار یاسر اور براء بن عازب اور
وسلمان الفارسی و ابی ذر وعمار	ابی بن کعب تھے مائل ہوئے یہ لوگ ساتھ علی ابن ابیطالب
بن یاسر والبراء بن عازب وابی بن	کے اور کہا اس باب مین عتبہ بن ابی لہب نے ۔
کعب مالوا مع علی بن ابیطالب و	نہین گمان کرتا تھا مین کہ تحقیق امر خلافت منصرف ہوجائیگا
قال فی ذلک عتبۃ بن ابی لہب	بنی ہاشم سے بعد اوسکے اونہین سے ابوالحسن سے
ما کنت احسب ان الامر منصرف + عن	وہ ایسے ہین کہ جو اول ہین سب آدمیون کے ایمان مین اور سابق
ہاشم ثم منہم عن ابی حسن + عن اول الناس	ہین اونکے اور سب آدمیون سے زیادہ جاننے والے ہین قرآن کے اور
ایماناً وسابقۃ + واعلم الناس بالقرآن والسنن	سنتون کے اور آخر مین سب آدمیون سے از روی عہد کے ساتھ
واخر الناس عہدا بالنبی ومن + جبرئیل	نبی صلعم کے اور وہ شخص ہین کہ جبرئیل مددگار تھے اونکے غسل اور کفن مین
عون لہ فی الغسل والکفن + من فیہ ما	جناب رسولخدا کے وہ شخص ہین کہ انمین سب فضائل ہین کہ جو اون لوگون مین
فیہم لا یمترون بہ + ولیس فی القوم ما	ہین وہ لوگ وسمین کچھ شک نہین کرسکتے اور نہین ہین قوم مین خوبیان
فیہ من الحسن	اور اسی طرح باز رہا بیعت ابوبکر سے ابوسفیان
وکذلک تخلف عن بیعۃ ابی بکر ابوسفیان	بنی امیہ مین سے بعد اسکے تحقیق ابوبکر نے بھیجا عمر بن خطاب
من بنی امیۃ ثم ان ابابکر بعث عمر بن	کو طرف علی کے اور اون لوگون کے جو علی کے ساتھ تھے تاکہ
الخطاب الی علی و من معہ لیخرجہم من بیت فاطمۃ رضی اللہ عنہا الخ	باہر نکالے اون لوگون کو گھر سے فاطمہ علیہا السلام کے ۔

مورخ حبیب السیر نے اشعار مذکورہ کو حضرت عباس کی طرف منسوب کیا ہے اور اس طرح ترجمہ کیا ہے ۔

ندانم خلافت چرا منصرف شد از ہاشم و انگاہ از بوالحسن
نہ او بین مقبل قبلہ بود نہ او بود اعلم بفرض و سنن
نہ اقرب بعہد نبی بود و بود معین جبرئیلش بغسل و کفن
نہ او مجمع حسن اوصاف گشت نہ قدر علیؑ و ز خلق حسن

اور شبلی صاحب الفاروق حصہ اول صلہ مین لکھتے ہین کہ ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور علامہ طبری نے تاریخ کبیر مین روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے فاطمہؑ کے گھر کے دروازہ پر کھڑے ہوکر کہا کہ یا بنت رسول خدا کی قسم آپ ہم سب سے زیادہ محبوب ہین تاہم آپکے یہان اس طرح لوگ مجمع کرتے رہے تو مین اون لوگون کے وجہ سے گھر مین آگ لگا دونگا ۔

حاشیہ: [illegible]

اگرچہ سند کے اعتبار سے اس روایت پر ہم اعتبار ظاہر نہین کرسکتے کیونکہ اس روایت کے رواۃ کا حال ہکو نہین معلوم ہو سکا تاہم درایت کے اعتبار سے اس واقعہ کے انکار کی کوئی وجہ نہین حضرت عمر کی تندی اور تیز مزاجی سے یہ حرکت بعید نہین ؎

اور تاریخ رسل والملوک طبری ص۱۸۱۸ مین یہ بھی ہے ۔

قال ابن جریر ثنا ابن حمید قال	کہا ابن جریر نے کہ حدیث کی ہم سے ابن حمید نے
ثنا جریر عن مغیرۃ عن زیاد بن	کہا حدیث کی ہم سے جریر نے مغیرہ سے اونسے زیاد بن
کلیب قال اتی عمر بن الخطاب منزل	کلیب سے کہ آیا عمر بن خطاب گھر پر علی کے اور اوسمین
علی وفیہ طلحۃ والزبیر ورجال	طلحہ اور زبیر و نیز لوگ مہاجرین مین سے تھے پس کہا
المہاجرین فقال واللہ لاحرقن علیکم	عمر نے کہ واللہ مین تمہارے اوپر اس گھر کو جلادونگا
اولتخرجن الی البیعۃ فخرج علیہ	یا باہر نکلو بیعت کرنے کے لئے پس زبیر عمر کے ارنے
الزبیر مصلتا بالسیف فعثر	کے لئے تلوار کھینچے ہوئے باہر نکلا پس اوسنے ٹھوکر کہائی
فسقط السیف من یدہ فوثبوا	اور تلوار اوسکے ہاتھ سے گر پڑی لوگون نے دوڑکر
علیہ فاخذوہ	اوسکو پکڑ لیا ۔

اب مفصل واقعات کتاب امامت والسیاست[51] ابی محمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ[52] کے ص۱۲ لغایت ص۲۱ مطبوعہ مصر ۱۳۲۲ھ سنہ ۱۹۰۴ عیسوی سے لکھے جاتے ہین ۔

ان ابابکر رضی اللہ عنہ تفقد قوما	ابوبکر نے اون لوگون کی خبر دریافت کی جنہون
تخلفوا عن بیعتہ عند علی کرم اللہ وجہہ	نے اونکی بیعت سے تخلف کیا تھا کہ علی علیہ السلام کے
فبعث الیہم عمر بن الخطاب فجاء فناداہم	پاس ہین بھیجا ابوبکر نے اونکی طرف عمر بن خطاب کو پس
وہم فی دار علی فابوا ان یخرجوا	آیا وہ اور پکارا اونکو اور وہ لوگ حضرت علی کے گھر مین
فدعا عمر بالحطب وقال والذی نفس	تھے پس اون لوگون نے باہر نکلنے سے انکار کیا پس عمر
عمر بیدہ لتخرجن اولاحرقنہا علیکم	نے لکڑی منگوائی اور کہا کہ قسم ہے اوسکی کہ جان عمر کی
علی ما فیہا فقیل لہ یا ابا حفص ان +	جس کے ہاتھ مین ہے اگر تم لوگ نہ نکلوگے تو مین اس
فخرجوا فبایعوا الا علیا فانہ زعم انہ قال	گھر کو تمہارے اوپر جلادونگا مع اون لوگون کے جو

+ فیہا فاطمۃ فقال وان

---

[51] توثیق (کتاب امت والسیاست) (مقدمہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ (محمود رافعی) طبع مصر مین ہے ۔ کتاب الامامۃ والسیاسۃ لابن قتیبۃ الدینوری وحیدۃ فریدا فی بابہ حسنا فی اسلوبہ لم یکن فی موضوعہ مثلہ فقد جمع فیہ مولفہ رحمہ اللہ من طرائف الاخبار ونوادر التاریخ فیما یتعلق بمسائل الامامۃ وما وقع ایام الصحابۃ رضوان اللہ اور اتحاف الوری باخبار ام القری (ابن فہد مکی) مین ہے ۔ قال ابو محمد ابن قتیبۃ فی کتاب الامامۃ والسیاسۃ کان مسلمۃ بن مروان موالیا علی اہل مکہ الخ ۔

[52] توثیق (ابن قتیبہ) میزان الاعتدال جلد ثانی ص۸ طبع انوار محمدی لکھنؤ ۱۳۰۱ھ مین ہے ۔ عبداللہ بن مسلم بن قتیبۃ ابو محمد صاحب التصانیف صدوق قلیل الروایۃ روی عن اسحاق بن راہویہ وجماعۃ قال الخطیب کان ثقۃ دینا فاضلا ۔

حلفت ان لا اخرج ولا اضع ثوبی علی
عاتقی حتی اجمع القرآن فوقفت فاطمۃ
علی بابہا فقالت لا عہد لی لقوم
حضروا اسوا محضر منکم ترکتم
جنازۃ رسول اللہ بین ایدینا وقطعتم
امرکم بینکم لم تستامرونا ولم
تروا لنا حقا فاتی عمر ابا بکر فقال
لہ الا تاخذ ہذا المتخلف عنک بالبیعۃ
فقال ابوبکر یا قنفذ وھو مولی لہ
اذھب فادع علیا قال فذھب قنفذ
الی علی فقال ما حاجتک قال یدعوک
خلیفۃ رسول اللہ قال علی
لسریع ما کذبتم علی رسول اللہ
فرجع قنفذ فابلغ الرسالۃ
قال فبکی ابوبکر طویلا
فقال عمر الثانیۃ الا تضم
ہذا المتخلف عنک بالبیعۃ
فقال ابوبکر لقنفذ عد الیہ
فقل امیر المومنین یدعوک
لتبایع فجاء قنفذ فادی
ما امر بہ فرفع علی
صوتہ فقال سبحان اللہ لقد
ادعی ما لیس لہ فرجع قنفذ
فابلغ الرسالۃ قال فبکی
ابوبکر طویلا ثم قام عمر فمشی و
معہ جماعۃ حتی اتوا باب فاطمۃ فدقوا
الباب فلما سمعت اصواتہم

اوس مین ہین۔ پس لوگون نے اوس سے کہا کہ اے
ابو حفص تحقیق اس گھر مین فاطمہ ہین پس عمر نے کہا کہ
اگرچہ ہون پس وہ لوگ باہر نکلے اور بیعت کی سوا حضرت
علی کے اس سبب سے کہ آپ نے قسم کھائی تھی کہ مین
باہر نہ نکلونگا اور اپنے کپڑے کو اپنے کندھے پر نہ ڈالونگا
یہان تک کہ قرآن کو جمع کر لون پس کھڑی ہوئین حضرت
فاطمہ اپنے دروازہ پر اور کہا کہ نہین عہد ہے واسطے
میرے ساتھ ایسے لوگون کے کہ حاضر ہوئے ہین بہت
بُرا حاضر ہونا تم مین سے چھوڑ دیا تمنے لاش جناب سو نخدا
کو ہمارے آگے اور فیصلہ کر لیا اپنے کام کا اپنے درمیان
مین نہ تم نے ہمکو امارت دی اور نہ تمنے ہمارے لئے کوئی
حق تجویز کیا پس آیا عمر ابوبکر کے پاس اور اون سے کہا کہ
کیون نہین گرفتار کرتا ہے تو اس باز رہنے والے کو اپنی
بیعت سے پس کہا ابوبکر نے اے قنفذ اور وہ اوسکا غلام
تھا کہ جا تو پس علی کو بلا لا راوی کہتا ہے کہ پس گیا قنفذ
حضرت علی کے پاس پس اونہون نے کہا تیری کیا حاجت
ہے کہا قنفذ نے تمھین خلیفہ رسول اللہ بلاتے ہین کہا علی
نے کہ کسقدر جلد جھوٹ باندھ لیا تم نے رسو نخدا پر پس
پھر آیا قنفذ ابوبکر کے پاس اور حضرت علی کا پیغام اون
سے بیان کیا راوی کہتا ہے کہ پس رویا ابوبکر دیر تک
پس کہا عمر نے دوسری دفعہ کہ کیون نہین شامل کر لیتا
ہے تو اس باز رہنے والے کو تجھسے ساتھ بیعت کے پس
کہا ابوبکر نے قنفذ کو کہ پھر جا علی کے پاس اور کہہ کہ امیر المومنین
تجکو بلاتا ہے تاکہ تو بیعت کرے پس آیا قنفذ اور ادا کیا
اوس پیغام کو کہ جسکا ابوبکر نے اوسکو حکم دیا تھا پس
حضرت علی نے بآواز بلند کہا کہ سبحان اللہ تحقیق دعوی
کرتا ہے ابوبکر اوس چیز کا کہ جو اوسکے واسطے نہین ہے

نادت باعلى صوتها باكية
يا رسول الله ماذا لقينا بعدك
من ابن الخطاب وابن
ابي قحافة فلما سمع القوم
صوتها وبكاءها انصرفوا
باكين فكادت قلوبهم تنصدع
واكبادهم تنفطر وبقي عمر
معه قوم فاخرجوا عليا
ومضوا به الى ابي بكر فقالوا
له بايع فقال ان لم افعل
فمه قالوا اذا والله الذي
لا اله الا هو نضرب عنقك
قال اذا تقتلون عبد الله و
اخا رسوله قال عمر اما
عبد الله فنعم واما اخو
رسوله فلا وابوبكر ساكت
لا يتكلم فقال له عمر الا تامر
فيه بامرك فقال لا اكرهه
على شيء ما كانت فاطمة
الى جنبه فلحق علي بقبر
رسول الله يصيح ويبكي و
ينادي يا ابن ام ان القوم
استضعفوني وكادوا
يقتلونني

پس پھرا قنفذ اور پہونچا دیا پیغام راوی کہتا ہے کہ
پس رویا ابوبکر دیر تک بعد اسکے کھڑا ہوا عمر پس
چلا اور ہمراہ اوسکے ایک جماعت تھی یہان تک
کہ آئے دروازہ پر فاطمہ کے پس کھٹکھٹایا دروازہ کو
پس جس وقت کہ فاطمہ نے اونکی آوازین سنین تو زور
سے پکار کر کہا اور آنحالیکہ وہ روتی تھین کہ اے رسولخدا
کیا مصیبت پہونچی ہمکو بعد آپ کے ابن خطاب اور
ابن ابی قحافہ سے پس جسوقت سنی لوگون نے آواز اونکی
اور رونا اونکا تو روتے ہوئے چلے گئے اور قریب تھا کہ
دل اونکے شق ہو جائین اور کلیجے اونکے پھٹ جائین
اور باقی رہگیا عمر ایک گروہ کے ساتھ پس نکالا اون لوگون
نے حضرت علی کو اور لائے اونکو ابوبکر کے پاس اور کہا
اون سے کہ بیعت کرو پس آپنے کہا نہ بیعت کرونگا
مین تو کیا ہوگا اون لوگون نے کہا کہ اوسوقت قسم اللہ
کی کہ سوائے اوسکے کوئی معبود نہین ہم تیری گردن
مارینگے آپ نے کہا کہ اوسوقت قتل کروگے تم خدا کے
بندے کو اور رسول کے بھائی کو کہا عمر نے کہ تم خدا کے
بندے ہو لیکن رسول کے بھائی نہین ہو اور ابو بکر
چپ تھا کچھ بولتا نہین تھا پس کہا اوس سے عمر نے کہ
کیون نہین حکم کرتا ہے تو اوسکے باب مین ساتھ اپنے
حکم کے پس کہا ابوبکر نے کہ نہین مجبور کرونگا مین اوسکو
کسی بات پر جب تک فاطمہ اوسکے پہلو مین ہے پس
حضرت علی جناب رسولخدا کے قبر سے لپٹ گئے در آنحالیکہ
چلاتے تھے اور روتے تھے اور پکارتے تھے یا ابن ام ان القوم
استضعفونی وکادوا یقتلوننی یعنی اے میری ماں کے بیٹے
تحقیق کہ قوم نے ضعیف کر دیا مجکو اور قریب تھا کہ
مار ڈالین مجھکو

اور اوسی کتاب امامت وسیاست کے مضامین ہے -

ثم ان علیا کرم الله وجهه اتی به
الی ابی بکر وهو یقول انا
عبد الله واخو رسوله فقیل
له بایع ابابکر فقال انا
احق بهذا الامر من الانصار
واحتججتم علیهم بالقرابة من
النبی صلی الله علیه وسلم و
تاخذونه منا اهل البیت
غصبا الستم زعمتم للانصار انکم
اولی بهذا الامر منهم لما کان
محمد منکم فاعطوکم المقادة
وسلموا الیکم الامارة فاذا احتج
علیکم بمثل ما احتججتم علی الانصار
نحن اولی برسول الله حیا ومیتا
فانصفونا ان کنتم تؤمنون والا
فبوءوا بالظلم وانتم تعلمون فقال له عمر انك
لست متروکا حتی تبایع فقال له علی احلب
حلبا لك شطره واشدد له الیوم یرده
علیك غدا ثم قال والله یا عمر لا اقبل قولك
ولا ابایعه فقال له ابوبکر فان لم تبایع فلا
اکرهك فقال ابوعبیدة بن الجراح لعلی کرم
الله وجهه یا ابن عم انك حدیث السن
وهؤلاء مشیخة قومك لیس لك مثل تجربتهم
ومعرفتهم بالامور ولا اری ابابکر اقوی علی
هذا الامر منك واشد احتمالا واستطلاعا فسلم
لابی بکر هذا الامر فانك ان تعش ویطل بك

حضرت علیؓ کو ابوبکر کے پاس لائے حالانکہ حضرت
کہہ رہے تھے ہم بندہ خدا اور برادر رسول ہین کہا گیا کہ
بیعت کرو ابوبکر کی کہا کہ ہم زیادہ مستحق ہین تم سے اس امر
کے لئے ہم نہ بیعت کرینگے تمکو ہماری بیعت کرنی چاہیئے تم نے
اس امر کو انصار سے اس دلیل سے لیا ہے کہ تم قرابت
مند رسول ہو تو ہم اہل بیت سے کیون ازراہ غصب
لیتے ہو کیا تم نے انصار سے یہ نہین کہا تھا چونکہ محمد ہم لوگون
مین سے ہین لہذا ہم تم سے زیادہ مستحق ہین جسپر انصار نے
قبول کرلیا اور خلافت تمہارے حوالہ کردی وہی دلیل
ہم پیش کرتے ہین کہ ہم زیادہ اولی ہین رسول اللہ کے
ساتھ حالت حیات مین بھی اور حالت ممات مین بھی تو
انصاف کرو اگر ہو تم ایمان والے نہین تو جو چاہو ظلم
کرو اوسکا مزہ چکھوگے اسپر عمر نے کہا تم چھوڑے نہین
جاسکتے جب تک کہ بیعت نہ کروگے حضرت علی نے کہا
دوہ لے کہ تجکو بھی حصہ ملے گا آج اوس کے لئے مضبوط کر
کل وہ تجھے لوٹا ہی دیگا - ہرگز ہم تیرا قول نہ مانینگے نہ بیعت
کرینگے ابوبکر نے کہا اگر بیعت نہین کرتے تو ہم بھی مجبور
نہین کرتے ابوعبیدہ نے کہا اے پسر عم تم ابھی کم سن ہو
اور یہ تمہاری قوم کے بوڑھے ہین تم کو ابھی وہ تجربہ
نہین ہے جو اونکو ہے ابوبکر کو ہم اس بارے مین تم سے
زیادہ قوی جانتے ہین اور قوت وتحمل واستطلاع اونکو
زیادہ ہے تم قبول کرو اونکی خلافت کو اگر زندہ رہوگے
تو تم بیشک اس امر کے لائق اور قابل ہو بسبب اپنے
فضل ودین وعلم وفہم وسابقہ وقرابت ودامادی
رسول کے پس فرمایا حضرت علی نے اللہ اللہ اے گروہ
مہاجرین محمد کی سلطنت کو عرب مین اونکے خاندان سے

نقار فاست بهذا الامر حلیق حقیق فی فضلك ودینك وعلمك وفهمك وسابقتك ونسبك وصهرك فقال علی کرم الله وجهه الله الله یا معاشر المهاجرین لا تخرجوا سلطان محمد فی العرب من داره وقعر بیته الی دورکم وقعور بیوتکم وتدفعون اهله من مقامه فی الناس وحقه والله یا معاشر المهاجرین لنحن احق الناس به لانا اهل البیت ونحن احق بهذا الامر منکم ما کان فینا القاری لکتاب الله الفقیه فی دین الله العالم لسنن رسول الله المتطلع لامر الرعیة المدافع عنهم الامور السیئة القاسم بینهم بالسویة والله انه لفینا فلا تتبعوا الهوی فتضلوا عن سبیل الله فتزدادوا من الحق بعدا فقال بشیر بن سعد الانصاری لو کان هذا الکلام سمعته الانصار

نکالکر اپنے گھروں میں نہ لیجاؤ اور اہل بیت محمد کو اونکے حق اور مقام سے نہ نکالو قسم خدا کی اے مہاجرین ہم سب سے زیادہ مستحق ہیں اس امر خلافت کے ساتھ کیونکہ ہم ہی ہیں قاری کتاب اللہ فقیہ فی دین اللہ عالم بسنن رسول اللہ مطلع ہیں امر رعیت پر امور بیہ کے دافع ہیں تقسیم بالسویہ کرنے والے ہیں قسم خدا کی یہ خلافت ہم لوگوں کا حق ہے تو تم اپنے نفسانی خواہشوں کی پیروی نکرو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے اور راہ حق سے روز بروز دور ہوتے جاؤ گے۔

بشیر بن سعد انصاری نے کہا کہ اگر یہ کلام تمہارا انصار نے ہوتے قبل بیعت ابو بکر کے تو ایک شخص بھی تم سے خلاف نکرتا۔

* بیان علی قبل بیعتی لابی بکر ما اخرجه [illegible]

اور روضۃ الاحباب میں بشیر بن سعد کا قول اور جناب امیر کا جواب

بشیر بن سعد گفت اے ابوالحسن چون در خانہ نشستی گمان شد کہ تو از خلافت کنارہ میکنی، علی فرمود اے بشیر تو روا میداری کہ من جسد اطہر و قالب انور سید عالم را غسل نا دادہ تجہیز و تکفین نہ نمودہ از دفن وے فراغت حاصل نکردہ دم در خلافت و حکومت زدمے با مردم در منازعت و خصومت شدمے ابو بکر صدیق چون دید کہ کلمات علی جملہ محکم و استوار و ہر یکے از آنہا مقابل صد کلمہ بل ہزار است از راہ رفق و مدارا در آمد و گفت اے ابوالحسن مرا گمان این بود کہ ترا با من درین امر مضائقہ نباشد و اگر میدانستم از بیعت من تخلف خواہی کرد ہرگز آن را قبول نمیکردم اکنون کہ مردم با من اتفاق نمودہ اند اگر تو نیز با ایشان موافقت نمائی ظن مرا مطابق واقعہ ساختہ باشی و اگر حالا توقف کنی و خواہی کہ درین امر تفکر و تامل

بشیر بن سعد نے کہا کہ اے ابوالحسن تمہارے گھر میں بیٹھ رہنے کے باعث سے یہ گمان ہوا کہ شاید تمکو امر خلافت سے کنارہ کشی منظور ہے حضرت علی نے فرمایا کہ اے بشیر کیا تم لوگ اس بات کو روا رکھتے ہو کہ میں رسول اللہ کے قالب انور اور جسد اطہر کو بلا تجہیز و تکفین و تدفین چھوڑ کر طلب خلافت کیلئے منازعت و مخاصمت میں مشغول ہوتا جب یہ باتیں حضرت ابو بکر نے سماعت کیں اور دیکھا کہ انمیں سے ہر بات ہزار باتوں کے مقابل میں محکم و استوار ہے تو نہایت نرمی سے ارشاد کیا کہ اے ابوالحسن میں نے خیال کیا تھا کہ تمکو میری بیعت میں مضائقہ نہو گا اگر میں جانتا کہ تم میری بیعت سے تخلف کرو گے تو میں اسکو ہرگز قبول نکرتا چونکہ لوگ میری بیعت کر چکے ہیں چاہو تو میرے خیال کے مطابق تم بھی اون سبھی سے موافقت کرو۔ اور اگر اس باب میں

نمائی ایچ جرمے بر تو نیست پس علی از مجلس برخاست ومتوجہ خانہ خویش گشت ۔

تمکو کچھ توقف و تامل ہو تو الزام نہین ہے پس حضرت علیؓ وہان سے اوٹھے اور اپنے گھر چلے گئے ۔

تنبیہ بشیر بن سعد یہ وہی صحابی ہے جنکا ذکر اوس حدیث مخرجہ ترمذی ص۲۱۶ مین نقل کیا گیا ہے اور جس مین اوسنے رسول اللہ سے درود شریف پڑھنے کے بارے مین سوال کیا تھا کہ ہم آپ پر درود کس طرح بھیجین تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہو تم اللّٰھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی آل ابراھیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی آل ابراھیم فی العالمین انک حمید مجید انہین آل محمد کے رول جناب علی علیہ السلام ہین اور عورتون مین جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام اور لڑکون مین سبطین جناب حسنین علیہما السلام دیکھو حدیث نمبر (۱۸) صفحہ ۶۸ و ۶۹ کتاب ہذا ۔ جن پر بدون درود بھیجے ہوئے نماز اور کوئی عبادت مقبول نہین اس لئے ان سب پر اس آیہ کریمہ کا اطلاق ہوتا ہے ۔ قولہ تعالیٰ یعرفون نعمت اللہ ثم ینکرونہا ۔ لوگ خدا کی نعمت کو پہچانتے ہین پھر دیدہ و دانستہ مُکر جاتے ہین ۔

فی اسنی المطالب شمس الدین الجزری عن ام کلثوم بنت فاطمۃ ان فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت انسیتم قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ وقولہ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ

اسنی المطالب شمس الدین جزری مین بروایت ام کلثوم بنت فاطمہ مروی ہے کہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ نے ارشاد کیا کہ آیا تم لوگ رسول اللہ کا وہ قول بھول گئے جو آنحضرت نے بروز غدیر خم علی کے باب مین فرمایا تھا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ نیز فرمایا تھا انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ ۔

اور سبط ابن جوزی نے اپنے تذکرہ خواص الامۃ کے باب چہارم مین ایک شخص کی حکایت نقل کرنیکے بعد جسکو وہ مجنون سمجھتے تھے حالانکہ وہ عاقل تھا اس کلام کو نقل کیا ہے

وذکر ابو حامد الغزالی فی کتاب سرّ العالمین وکشف ما فی الدارین الفاظا تشبہ ھذا فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بن الخطاب بخ بخ یا ابا الحسن صبحت مولائی ومولی کل مومن ومومنۃ قال وھذا

اور ذکر کئے ہین ابو حامد غزالی نے کتاب سرّ العالمین وکشف ما فی الدارین مین ایسے الفاظ کہ جو مشابہ ہین اسی شخص کے قول کے (یعنی جس شخص کی حکایت پہلے نقل کی ہے اور جسے کلمات حق کہنے کے اوسکو مجنون بنایا ہے) پس کہا ہے ابو حامد غزالی نے کہ فرمایا رسول خدا نے واسطے علیؓ کے بروز غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ پس عمر بن خطاب نے کہا مبارک ہو آپکو اے ابو الحسن کہ آپکو صبح ہوئی در آنحالیکہ آپ

ملہ توثیق (کتاب سرّ العالمین غزالی) کتاب میزان الاعتدال فی نقد الرجال ابو عبد اللہ ذہبی جلد اول صفحہ ۲۳۰ مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ ۱۳۰۱ھ مین الحسن بن الصباح الاسماعیلی کے ترجمہ مین امام ذہبی کی یہ عبارت ہے ۔ قال ابو حامد الغزالی فی کتاب سر العالمین شاہدت قصۃ الحسن بن الصباح لما تزھد تحت حصن الموت فکان اہل الحصن تیمنون بصعوده الیہم ۔ توثیق (امام غزالی) کشف الظنون مین حرف الالف مین ہے ۔ ذکر العالمین للامام حجۃ الاسلام ابی حامد محمد بن محمد الغزالی المتوفی خمس وخمسمائۃ ۵۰۵ھ ۔

تسلیم و رضاء و تحکیم ثم بعد هذا
غلب الهوی بحب الریاسة و
عقد البنود و خفقان الرایات
و ازدحام الخیول فی
فتح الامصار و سقی
الخلافة و فیها فحملهم
علی الخلاف فنبذوه وراء
ظهورهم واشتروا به ثمنا
قلیلا فبئس ما یشترون

ہمارے اور کل مومن اور مومنہ کے مولی ہوئے بعد اس کے
امام غزالی بیان فرماتے ہیں کہ ایسا کہنا عمر کا خلافت علی کو مان لینا ہے
اور ان کے استخلاف پر رضی ہونا ہے۔ وہ حضرت علی کو حاکم
سمجھنا ہے مگر بعد اس سمجھنے کے خواہش نفسانی نے
واسطے حاصل کرنے ریاست اور حکومت فانی کے غلبہ
کیا ایک اسب عظیم کا اٹھانا اور خلافت کے نشان کا بندھنا
و امتداد زمین گرد جانا اور پھریرے نشانات کے ہوا مین اڑنا اور ہوا کا
پیرون سے لپٹنا اور سوارونکا دونون حرب جلوس مین چلنا اور
گھوڑونکے ٹاپون کا مثل جال کے معلوم ہونا اور ملکون و شہرون کا
فتح ہونا ان سب خیالات نے ان لوگونکو جام خواہش نفسانی پلا کر مخمور
کر دیا اور اسی مدہوشی نے انکو خلیفہ کر دیا اور جیسے قبل اسلام کے
تھے ویسے ہی ہوگئے اور اس عہد مبارک کو ان لوگون نے پس پشت
ڈالدیا اور اس عہد شکنی کے ساتھ ادنی چیز کو خرید کیا پس کیا بری چیز
ان لوگون نے خریدی۔

اس مضمون حجۃ الاسلام امام غزالی کے نقل کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس آیہ مبارکہ سورہ احزاب کو نقل کریں جس مین یہ امر مذکور ہے کہ جس امر کو خدا اور اوسکا رسول طے کر دے تو پھر اوس مین کسی شخص کو دخل در معقولات کرنے کا کوئی حق نہین ہے۔

قولہ تعالے وما کان لمومن ولا مومنة اذا قضی الله ورسوله امرا ان یکون لهم الخیرة من امرهم ومن یعص الله ورسوله فقد ضل ضلالا مبینا۔ اور نہ کسی ایماندار مرد کو یہ مناسب ہے اور نہ کسی ایماندار عورت کو کہ جب خدا اور اوسکے رسول کسی کام کا حکم دین تو اون کو اپنے (اس) کام (کے کرنے نہ کرنے) کا اختیار ہو اور یاد رہے کہ جس شخص نے خدا اور اوسکے رسول کی نافرمانی کی وہ یقیناً کھلم کھلا گمراہی مین مبتلا ہو چکا۔

اوّلاً واقعہ تبلیغ سورہ براۃ ۹ھ مین یہ امر خدا نے اپنے رسولؐ کے پاس حضرت جبرئیلؑ کو بھیجکر حضرت ابوبکر کے بجائے جناب امیر علیہ السلام کو مامور کر کے طے فرما دیا دیکھو صفحہ ۳۱۰ و ۳۱۱

دوسرے واقعہ تبلیغ یوم غدیر ۱۸ ذی الحجہ ۱۰ھ ہے جس مین خود حضرت عمر کے بیان سے ظاہر و آشکارا ہو گیا کہ جب حضرتؐ نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث ارشاد فرمایا تو میرے پہلو مین ایک نوجوان نہایت خوب رو و پاکیزہ و خوشبو نے مجھسے کہا اے عمر البتہ رسول خدا نے اپنے عم زاد بھائی کے لئے ایک ایسی گرہ باندھی ہے کہ منافق کے سوا اوسکو کوئی نہ کھولیگا پس تو اس کھولنے سے ڈرتا رہ جسکو حضرت عمر نے رسول خدا سے بیان کیا اوس پر حضرت صلوات اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر وہ شخص حضرت آدم کی اولاد سے نہین تھا بلکہ وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے جو میرے اس کہنے کے تاکید کے لئے آئے تھے جو مین نے تم سے علی ابن ابیطالب کے بارے مین کہا تھا۔ دیکھو صفحہ ۲۷۶ و ۲۷۷ کتاب ہذا۔

اور دیکھو رسولخدا نے جو مدینہ منورہ میں دو سو اسی ۲۸۰ صحابہ کو جمع کر کے تبلیغ کی ہے جس میں ایک صحیفہ پر سب کے دستخط و مہر کرا لئے ہیں دیکھو صفحہ ۹۹ و ۹۰ کتاب ہذا۔

لیکن رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفات پاتے ہی اکثر صحابہ جناب امیر علیہ السلام سے منحرف ہوگئے یہاں تک کہ جناب علی علیہ السلام کو رسولخدا کے بھائی ہونے سے منکر ہوئے حالانکہ ہر دو حضرات کے پدر یعنی حضرت عبداللہ اور ابوطالب حقیقی بھائی اور دونوں صاحبوں کی والدہ جو رسولخدا اور علی مرتضی کی دادی تھیں پس جناب علی علیہ السلام رسولخدا کے حقیقی چچا زاد بھائی ہوئے۔

سیرت النبی شبلی حصہ اول صفحہ ۱۲۸ میں ہے عبدالمطلب کے دس بیٹے مختلف ازواج سے تھے انمیں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ اور ابوطالب ماں جائے بھائی تھے۔ اسلئے عبدالمطلب نے آنحضرت صلعم کو ابوطالب ہی کے آغوش تربیت میں دیا۔

صحیح ترمذی میں ابن عمر سے حدیث مواخاۃ میں رسولخدا کا ارشاد ہذا اخی فی الدنیا والآخرۃ مذکور ہے۔

اور کتاب مودۃ القربی سید علی ہمدانی کے مودۃ ششم حدیث نمبر چہارم میں خود عمر بن الخطاب سے حدیث مواخاۃ میں ہے۔

ھذا علی اخی فی الدنیا والآخرۃ وخلیفتی فی اھلی ووصیی فی امتی ووارث علمی وقاضی دینی مالہ منی مالی منہ وضرہ ضری من احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی۔ عمر بن خطاب سے مروی ہے کہ جب آنحضرت نے اپنے اصحاب میں مواخات (یعنی دو دو بھائی چارا) کرائی تو فرمایا میرا یہ علی دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے اور میرے اہل بیت میں میرا جانشین ہے اور میری امت میں میرا وصی ہے اور میرے علم کا وارث اور میرے دین کا ادا کرنے والا (یا میرے دین کا حاکم) ہے اسکا مال میرا مال ہے اسکا نفع میرا نفع ہے اسکا نقصان میرا نقصان ہے جس نے اسکو دوست رکھا اوسنے مجکو دوست رکھا جس نے اس سے بغض رکھا اوس نے مجھسے بغض رکھا لیکن دنیا طلب لوگوں نے خدا و رسول کے آیات و حدیث کو پس پشت ڈالکر اپنے خواہش نفس کے لئے جو کچھ کیا وہ کتب تاریخ سے ظاہر و آشکارا ہوگیا۔

اسی پر رسولخدا نے اپنے سفر آخرت کے قریب حضرت علی سے فرمایا تھا کہ میرے بعد تمکو مکروہات پیش آوینگے اون سے تنگدل نہونا اور صبر کرنا جب دیکھنا کہ لوگوں نے (یعنی صحابہ نے) دنیا اختیار کیا تو تم آخرت اختیار کرنا۔

اور وہ واقع ہوکر رہا۔ ایک گروہ صحابہ نے دنیا اختیار کیا۔

چونکہ جناب علی علیہ السلام موافق ارشاد پیغمبر خدا کی مضبوط رسی تھے جو رسولخدا کے ارشاد کے مطابق ثابت قدم رہے یعنی دین ابراہیمی پر قائم رہے جیسکے بارے میں رسولخدا کی پیشین گوئی کہ میرے بعد میری امت تہتر ۷۳ فرقوں پر متفرق ہوگی جس کے بہتر فرقے ناری صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا وہ ایک فرقہ دین ابراہیمی پر قائم رہنے کے باعث ناجی ہونا قرار پایا۔

چنانچہ تفسیر درمنثور سیوطی جلد ثانی صفحہ ۶۰ سورہ آل عمران کے آیہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کے تفسیر میں پہلے حصہ آیہ موصوفہ کے تفسیر کی دو حدیثیں ہیں جس میں ایک حدیث زید بن ثابت سے ہے دیکھو حاشیہ صفحہ ۲ اور دوسری حدیث ابوسعید خدری سے ہے دیکھو صفحہ ۱۵۴ کتاب ہذا۔ اسی آخر حدیث کی شاہد دوسری حدیث زید بن ارقم کی ہے دیکھو صفحہ ۱۵۵۔

ہر دو حدیثوں میں رسول اللہ نے انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ حبل ممدود ما بین السماء والارض وعترتی اہل بیتی الحدیث وانی تارک فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا بعدی امرین احدہما اکبر من الآخر کتاب اللہ حبل ممدود ما بین السماء والارض وعترتی اہل بیتی وانہما لن یتفرقا

حتی یردا علیّ الحوض۔ ارشاد فرمایا ہے یہ آخری نقرہ اس حدیث کا ہر دو مین ہے۔

اور یہی حدیث جلیل لفظ ثقلین اور الثقلین سے بھی ہے اور عین وفات کے دن بھی فرمایا ہے دیکھو ص ۱۵۴ و ۱۵۵

یہ الفاظ خلیفتین و امرین و ثقلین و الثقلین یہ سب بصیغہ تثنیہ او ربلفظ انہما سے مذکور ہین۔

یہی حبل اللہ (خدا کی رسی) ہین ایک قرآن مجید دوسرے عترت رسول اللہ جو بارہ حروف پر مشتمل ہے ایسے ہی امرین الثقلین اور خلیفتین ثقلین یہ بھی بارہ بارہ حرفون پر مطابق ہین۔

اسی کی تائید اس حدیث کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۳ مطبوعہ نظامیہ حیدرآباد اور کتاب وسیلۃ النجاۃ مولوی محمد مبین ص ۹۲ مطبوعہ لکھنؤ سے ہوتی ہے۔

اخرج الحاکم عن ام سلمۃ سمعت	حاکم نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ سنا مین نے
رسول اللہ صلعم یقول علی مع القران	رسولخدا سے کہ علی ساتھ قرآن کے اور قرآن ساتھ علی کے
والقران مع علی لن یتفرقا حتی	ہے ہرگز جدا نہونگے دونون ایک دوسرے سے یہان تک
یردا علی الحوض	کہ میرے پاس حوض پر وارد ہون۔

یہی حدیث رسولخدا نے اپنے مرض موت مین ارشاد کی ہے چنانچہ صواعق محرقہ ابن حجر[1] مکی باب تاسع حدیث اربعون مین ہے۔

وفی روایۃ انہ صلعم قال فی مرض	اور ایک روایت مین یہ حدیث حضرت نے اپنے
موتہ کذا ثم اخذ بید علی فرفعها	مرض موت مین فرمائی پھر حضرت علی کے ہاتھ کو پکڑکر
فقال ھذا علی مع القران القران مع	بلند کیا اور فرمایا علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے
علی لا یفترقان حتی یردا علی	ساتھ ہے یہ ایک دوسرے سے جُدا نہونگے یہان تک
الحوض۔	کہ میرے پاس حوض (کوثر) پر وارد ہون۔

اور اوسی تفسیر درمنثور سیوطی ص ۶۰ مین آیہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا کے بعد و لا تفرقوا کے تفسیر مین یہ حدیثین ہین۔

* ان امتی ستفترق علی اثنین و سبعین فرقۃ

واخرج ابن ماجہ و ابن جریر و ابن	ابن ماجہ اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے انس
ابی حاتم عن انس قال قال رسول اللہ صلی	سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل اکہتر[۷۱] فرقون پر اور
اللہ علیہ وسلم افترقت بنو اسرائیل علی	میری امت بہتر فرقون پر متفرق ہوگی کل ناری ہونگے
احدی وسبعین فرقۃ کلھم فی النار الا واحدۃ	مگر ایک فرقہ کہا گیا یا رسول اللہ یہ واحد فرقہ کون ہے
قالوا یا رسول اللہ ومن ھذا الواحدۃ قال الجماعۃ	فرمایا جماعت ہے۔

اس روایت مین لفظ جماعت کا تصرف آگے حدیث صحیح ترمذی سے باطل ہوجائیگا نیز اکہتر[۷۱] اور بہتر[۷۲] کی تصحیح ہوجائیگی اس بارے مین صحیح ترمذی جلد ثانی باب افتراق ہذہ الامۃ سے دو حدیثین نقل کیجاتی ہین۔

[1] توثیق و ابن حجر مکی م تعلیقات السنیہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی مین ہے۔ ابو احمد بن محمد بن علی بن حجر کان بحر انی الفقہ اماما اقتدی بہ الائمۃ مصنفاتہ فی العصر انجم ایضاً۔ کشف الظنون مین ہے۔ الصواعق المحرقۃ للشیخ شہاب الدین احمد بن حجر الہیتمی مفتی الحجاز المتوفی سنہ ۹۷۳ھ

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قال تفرقت الیهود علی احدی وسبعین فرقة او اثنین وسبعین فرقة والنصاری مثل ذالك وتفرق امتی علی ثلث وسبعین فرقة وفی الباب عن سعد و عبد الله بن عمرو وعوف بن مالك حدیث ابو هریرة صحیح

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ متفرق ہوگئے یہود اکہتر یا بہتر فرقون پر اور نصاری مثل اسکے اور میری امت تہتر فرقون پر متفرق ہوجائیگی اور اس باب مین روایت ہے سعد اور عبداللہ بن عمرو اور عوف بن مالک سے حدیث ابوہریرہ صحیح ہے۔

عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیاتین علی امتی ما اتی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منهم من اتی امه علانیة لکان فی امتی من یصنع ذلك وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وتفرق امتی علی ثلاث وسبعین ملة کلهم فی النار الا ملة واحدة قالوا من هی یا رسول الله قال ما انا علیه واصحابی حدیث حسن غربب

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے ضرور آئیگا میری امت پر وہ وقت کہ آیا بنی اسرائیل پر جیسے جوتا جوتے کے برابر ہوتا ہے یہانتک کہ اگر اون مین سے اپنے ماں کے پاس علانیہ آیا ہوگا تو ضرور میری امت مین سے بھی ایسا ہی شخص ہوگا جو یہ کام کریگا اور بنی اسرائیل بہتر مذہب پر متفرق ہوگئے ہین اور میری امت تہتر فرقون پر متفرق ہوگی سب کے سب ناری ہونگے مگر ایک مذہب کہا لوگون نے وہ مذہب کون ہے یا رسول اللہ فرمایا آپ نے جسپر مین ہون اور میرے اصحاب یہ حدیث حسن غریب ہے۔

اس حدیث مین اصحابی کا لفظ ہے جو خود ترمذی کے مخرجہ حدیث ثقلین یوم عرفہ حجۃ الوداع سے جس کے راوی حضرت جابر (احسن الصحابہ کما فی الزرقانی) اور زید بن ارقم اور ابوسعید خدری وغیرہ صحابی ہین نیز رسول اللہ ملت ابراہیمی پر تھے اور مذہب صحابہ بعد وفات رسول ملت ابراہیمی کے خلاف فرمان نبوی کے مخالف ہوکر متفرق ہوگیا۔ سو لخدا نے حبل اللہ کو کتاب اللہ اور عترتی اہل بیتی پر منحصر فرمایا ہے جنکے اول جناب علی علیہ السلام اور دوسرے امام حسن علیہ السلام اور تیسرے امام حسین علیہ السلام چوتھے علی بن الحسین پانچوین محمد بن علی یعنی امام باقر علیہ السلام چھٹے امام جعفر صادق علیہ السلام بن امام باقر علیہ السلام وغیرہ جنکے سند کی یہ حدیث وسیلۃ النجاۃ مولوی محمد مبین کے صفحہ ۱۴۵ سے لکھی جاتی ہے۔

واخرج الثعلبی فی تفسیرہ واعتصموا بحبل الله جمیعًا ولا تفرقوا عن جعفر الصادق انہ قال نحن حبل الله

(ترجمہ) امام ثعلبی نے اپنے تفسیر مین آیہ واعتصموا بحبل اللہ الآیہ کی تفسیر مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حبل اللہ ہم ہین۔

یہ امام جعفر صادق علیہ السلام لفظ عترتی اہل بیتی یا عترت رسول اللہ کے جو بارہ ہین جنکے چھٹے ہین شمار کرلو۔

آخر سورہ حج مین لفظ اجتبٰکم ہی جسکے بارے مین تفسیر عمدۃ البیان صفحہ ۴۲۰ مطبوعہ دہلی مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا تعالی کا خطاب اجتبٰکم ہماری طرف ہے خدا نے ہمکو برگزیدہ کیا ہے۔

اور قولہ تعالی ملۃ ابیکم ابراہیم ہو سمٰکم المسلمین من قبل وفی ہذا۔ تمہارے باپ ابراہیم کے مذہب کو (تمھارا) مذہب بنادیا

اُسی (خدا) نے تمہارا پہلے ہی سے مسلمان (فرمان بردار بندے) نام رکھا قبل اسکے (یعنی توریت و انجیل مین) اور اس قرآن مین تفسیر عمدۃ البیان ص۴۰۵ مین یہ تفسیر ہو سمیکم المسلمین من قبل و فی ہذا مین منقول ہے من قبل پہلے اس قرآن سے پہلی کتابون مین حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہین کہ یہ خطاب بھی ہماری طرف ہے چنانچہ بشارت توریت باسمٰعیل علیہ السلام اثنی عشر عظیماً کی حدیث ص۳۲۵ مین گذری۔

یہ سمیکم المسلمین تیرہ حرفون پر مشتمل ہے یہ کل تیرہ اشخاص ہین جنکے اول رسولخدا ہین دیکھو آخر سورۂ انعام حضرت عالم زمین فرماتے ہین قولہ تعالیٰ و انا اول المسلمین باقی بارہ حروف سے اثنا عشر عظیماً جو صلب اسمٰعیل علیہ السلام سے ہین اور لفظ فی ہذا سے اس قرآن (مین) مراد ہے سے اشارہ اس آیہ کریمہ سورہ بقر سے ہے قولہ تعالیٰ۔ واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسمٰعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ربنا واجعلنا مسلمین لک و من ذریتنا امۃ مسلمۃ لک اور جب ابراہیم و اسمعیل خانہ کعبہ کی بنیادین بلند کر رہے تھے (اور دعا مانگتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے پروردگار ہماری (یہ خدمت) قبول کر بیشک تو ہی (دعا کا) سننے والا اور نیت کا جاننے والا ہے (اور) اے ہمارے پالنے والے تو ہمین اپنا فرمانبردار بندہ بنا اور ہماری اولاد سے ایک گروہ (پیدا کر) جو تیرا فرمانبردار ہو۔

آیہ مبارکہ مین جو و من ذریتنا امۃ مسلمۃ لک ہے اوسکی تفسیر مین حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اوس ذریت سے اولاد ہاشم بن عبد مناف ہے دیکھو تفسیر عمدۃ البیان ص۶۰ مطبوعہ یوسفی دہلی۔

انہین کے بارے مین حدیث اصطفی ص۲۵۶ مین نقل ہے جسکو ترمذی نے بخاری سے روایت کی ہے اور محمد بن اسمٰعیل بخاری نے اسی حدیث اصطفی ہاشم کو اپنی تاریخ صغیر مین اخراج کی ہے یہ سب محمد و آل محمد ہین یہی سب کے سب سورۂ حج مین مجتبیٰ کئے گئے ہین جو صیغہ جمع سے ہے نیز سمیکم المسلمین جمع سے ہے جو تیرہ ۱۳ اشخاص ہین۔

یہی تیرہ اشخاص منعم علیہم یعنی صاحبان انعام ہین جن پر اتمام نعمت کی گئی ہے۔

اس اتمام نعمت سے مراد نبوت اور امامت ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے انعم اللہ علیہم من النبیین من ذریۃ آدم و ممن حملنا مع نوح و من ذریۃ ابراھیم و اسرائیل (ترجمہ) جنہین خدا نے اپنی نعمت دی آدم کی اولاد سے اور اونکی نسل سے جنھین ہم نے (طوفان کے وقت) نوح کے ساتھ (کشتی پر) سوار کر لیا تھا اور ابراہیم اور یعقوب کی اولاد سے ہین۔ و ممن ہدینا و اجتبینا یعنی اور اون لوگون مین سے ہین جنکی ہم نے ہدایت کی اور مجتبیٰ کیا اور سورہ یوسف مین ہے وکذلک یجتبیک ربک و یعلمک من تاویل الاحادیث و یتم نعمتہ علیک و علی آل یعقوب کما اتمہا علی ابویک من قبل ابراھیم و اسحاق ان ربک علیم حکیم (ترجمہ) یعنی حضرت یعقوب نے حضرت یوسف سے فرمایا کہ جس طرح تجھکو یہ خواب دکھلایا ہے اوسی طرح برگزیدہ کریگا تجکو تیرا پروردگار اور سکھلائیگا تجکو تاویلِ باتونکی (یعنی علم تعبیر خواب) اور تمام کریگا اپنی نعمت کو تجھپر اور اولاد یعقوب پر جس طرح کہ تمام کیا اوسکو تیرے دو جد امجد پر مجھسے پیشتر کہ وہ ابراہیم و اسحاق ہین تحقیق پروردگار تیرا علیم و حکیم ہے (یعنی اس بات کو وہی جانتا ہے کہ کون نبوت و امامت کے قابل ہے) حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب کو نبوت کے بعد امامت بھی دیگئی ہے حضرت ابراہیم کے امامت کا ذکر آیہ کریمہ قال انی جاعلک للناس اماما مین مذکور ہے

دیکھو سورہ بقرا اور حضرت اسحاق و یعقوب کے امامت کا ذکر اس آیت مین ہے۔ وہبنا لہ اسحاق و یعقوب نافلۃ وکلا جعلنا صٰلحین وجعلنٰھم ایمۃ یہدون بامرنا اور ہمنے ابراہیم کو انعام مین اسحاق (جیسا بیٹا) اور یعقوب جیسا پوتا) عنایت کیا ہم نے سب کو صالح گردانا اور ان سب کو (لوگون کا) امام بنایا کہ ہمارے حکم سے اونکی ہدایت کرتے تھے۔ جو کہ نبی اسمٰعیل مین رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم ہے امامت جو ظل رسالت ہے وہ آل محمد یعنی آئمہ اثنا عشر مین عطا ہوئی جسکی یہ آیت دلالت کرتی ہے قولہ تعالی انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین۔ آیہ منعم علیہم مین پہلا لفظ النبیین ہے جس سے خاتم المرسلین یا خاتم النبیین مراد ہین جس مین کچھ کلام نہین جنکے بعد جماعت صدیقین اور شہدا اور صالحین کی منعم علیہم مذکور ہے پس لفظ صدیقین سے جناب علی علیہ السلام اور لفظ شہدا سے حسین مجتبیٰ علیہما السلام اور لفظ والصالحین سے نو اولاد امام حسین علیہ السلام جس سے کل ائمہ اثنا عشر اولاد اسمٰعیل علیہ السلام ثابت ہوگئے۔

اس آخر لفظ والصالحین مین نو حرف ہین اور لفظ ولد الحسین مین بھی نو حرف ہین پس یہ نو اولاد جناب امام حسین علیہ السلام سب صالحین ہین جو سورہ حج مین قولہ تعالی ہو اجتبٰکم اوسی نے تمکو مجتبیٰ کیا ضمیر جمع سے ہین اسی آیہ کریمہ سے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام لفظ مجتبیٰ سے مخاطب ہین پس یہ نو اولاد امام حسین علیہ السلام مجتبیٰ ہو کر صالحین سے گردانے گئے ہین اور صالحین سے پہلے مجتبیٰ ہونا لازمی ہے جسکے لئے یہ آیت سورہ نون والقلم کی شاہد ہین ہے فاجتبٰہ ربہ فجعلہ من الصالحین اولاً مجتبیٰ سے انتخاب کیا پھر صالحین سے بنادیا پس نو اولاد امام حسین علیہ السلام صالحین سے ثابت ہوگئے یہی سب عترتی اہلبیتی حبل اللہ ہین انہین کے پیرو ملت ابراہیم پر ہین۔

کتاب ینابیع المودۃ قندوزی حنفی کے صفحہ ۴۴۵ مین یہ حدیث مرقوم ہے۔ عن سلیم بن قیس الہلالی عن سلمان الفارسی قال دخلت علی النبی صلعم فاذا الحسین علی فخذیہ وھو یقبل عینیہ ویلثم فاہ ویقول انت سید ابن سید اخو سید وانت امام ابن امام اخو امام وانت حجۃ ابن حجۃ اخو حجۃ ابو حجج تسعۃ تاسعہم قائم المہدی۔ سلیم بن قیس ہلالی نے سلمان فارسیؓ سے روایت کی ہے کہ مین رسولخدا کی خدمت مین حاضر ہوا کیا دیکھتا ہون کہ حسین آنحضرت کے زانو پہ بیٹھے ہین آپ کبھی اونکے آنکھون کے بوسہ لیتے ہین اور کبھی مُنہ چومتے ہین اور فرماتے ہین تو سید ہے اور سید کا بیٹا ہے اور سید کا بھائی ہے اور تو امام ہے اور امام کا بیٹا ہے اور امام کا بھائی ہے اور تو حجۃ ہے اور حجۃ کا بیٹا ہے اور حجۃ کا بھائی ہے اور نو حجج اللہ کا پدر ہے انکا نوان قائم علیہ السلام ہونگے۔ انہین حجج اللہ کا ذکر حضرت جابر کی حدیث مندرجہ صفحہ ۲۹ مین ہے انہین کی پیروی اُمت پر واجب کی گئی ہے یہی حضرات ملت ابراہیم پر ہین انہین کے بارے مین قولہ تعالی ملۃ ابیکم ابراہیم ہو سمٰکم المسلمین یعنی تمھارے باپ ابراہیم کے مذہب کو (تمھارا مذہب بنادیا ہے) اوسی (خدا) نے تمھارا پہلے ہی سے مسلمان (فرمانبردار بندے) نام رکھا۔

لیکن رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفات پاتے ہی لوگون نے عمر بن خطاب کی پیروی کی یہ وہی صحابی ہین جن سے مع کثیر صحابہ سے مخاطب ہوکر سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حدیث ثقلین کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی الحدیث اور حدیث ولایت من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث ارشاد فرماکر تہنیت کے پیرایہ سے خیمہ علی علیہ السلام مین بھیجکر عہد و پیمان لے لیا تھا نیز عین وفات کے دن بھی حضرت نے حدیث ثقلین فرماکر امت اور حاضرین صحابہ کو ہدایت فرمائی تھی اور طلب قرطاس فرماکر چاہا کہ کچھ بطور وصیت لکھکر مزید ہدایت فرمادین جو انہین حضرت عمر کے رخنہ اندازی سے نہین لکھی جاسکی جیسا کہ اپنے مقام پر

شرح و بسط سے تمام واقعات لکھے گئے نیز رسولخدا کے وفات سے انکار کر کے اوس وقت تک ایک ہنگامہ آرائی رہی جب تک اپنے خواہش کے مطابق اوسکا موقع نہین آیا اسی کے بعد واخلہ سقیفہ بنی ساعدہ ہے۔

غرضکہ حسب تحریر شبلی صاحب جیسا کہ الفاروق حصہ دوم مین رقمطراز ہین "فقہ کے جسقدر مسائل حضرت عمر سے بروایت صحیحہ منقول ہین اونکی تعداد کئی ہزار تک پہونچتی ہے انمین سے تقریباً ہزار مسئلے ایسے ہین جو فقہ کے مقدم اور اہم مسائل ہین ائمہ اربعہ نے انکی تقلید کی ہے"

پھر شاہ ولی اللہ کے حوالہ سے لکھتے ہین "ہم چنین در درس مسائل فقہ تابع مذہب فاروق اعظم اند و این تقریب ہزار مسئلہ باشد" اور دوسری جگہ الفاروق مین ہے۔ فقہ کا بہت بڑا حصہ جو منقح ہوا اور جو فقہ عمری کہلاتا ہے ان ہی مجلسون کی بدولت ہوا اس مجلس کے بڑے ارکان ابی بن کعب۔ زید بن ثابت۔ عبداللہ بن مسعود۔ عبداللہ بن عباس۔ عبدالرحمن بن عوف۔ حر بن قیس تھے"

اس مجلس کے ابی بن کعب اول رکن ہین جنھون نے اول بیعت خلیفہ اول نہین کی اور بنی ہاشم و دیگر صحابہ کے ساتھ جناب امیر علیہ السلام کے طرف تھے۔ زید بن ثابت حدیث ثقلین و خلیفتین کے راوی ہین۔ عبداللہ بن مسعود اور ابن عباس آیہ تبلیغ و تاکید کے جناب امیر علیہ السلام کی شان مین نازل ہونے کے راوی ہین جن سب کے اجتماعی مسائل کا نام فقہ عمری رکھا گیا یہی وہ مسائل ہین جنکی پیروی بنی امیہ وغیرہ نے کی ہے یہ مذہب ملت ابراہیمی نہین ہے سوائے مذہب علی مرتضیٰ کے جو رسولخدا کے ساتھ ساتھ ملت ابراہیمی کے پیرو رہے جسکا خدا نے اپنے رسول کو حکم دیا تھا۔ قولہ تعالیٰ فاتبعوا ملۃ ابراہیم حنیفا۔ ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراہیم حنیفا۔ شاہد بین ہے

ازالۃ الخفا کے ص۲۸۵ مین شاہ ولی اللہ فرماتے ہین۔

شک نیست کہ صدیق اکبر و فاروق اعظم و ذوالنورین	اس مین شک نہین ہے کہ صدیق اکبر اور فاروق
مسلط شدند بر روی ارض و روم فارس را فتح کردند	اعظم اور ذوالنورین زمین پر مسلط ہوگئے اور روم و
و قرآن را جمع نمودند ہمان قرآن در تمام عالم شایع شدہ	فارس کو فتح کیا قرآن کو جمع کیا وہی قرآن تمام
است و مسائل اجماعیہ ایشان در جمیع آفاق منتشر گشتہ	دنیا مین شایع ہوا اور اونہین کے جمع کردہ مسائل
و اکثر اہل اسلام بمذہب سنت متمذہب شدہ اند چہ محدثین	دنیا مین پھیل گئے۔ اور اکثر مسلمانون نے خواہ وہ محدثین
چہ فقہا و قرا و چہ مفسرین و چہ بادشاہان روی زمین	و فقہا اور قاری و مفسرین ہون یا روی زمین کے
و بر سادات اہل بیت کا ہے خلافت منتظم نشد الا خلافت	بادشاہ ہون سنی المذہب اختیار کر لیا ہے۔ اور حضرت
حضرت مرتضیٰ فقط و معلوم است کہ حضرت مرتضیٰ	علی مرتضیٰ کے سوا اہل بیت نبوی کے کسی امام اور انکی
در ایام خلافت خود چہ دید و چہ کشید و ایام خلافت	اولاد کو خلافت (ظاہری بھی) کبھی نہین ملی اور سب لوگ

سلہ روضۃ الاحباب جمال الدین شیرازی جلد ثانی ص۶۵ مطبوعہ ۱۲۹۷ھ ہے۔ و محمد بن سعد کاتب واقدی از زہری روایت کردہ کہ گفت بما رسیدہ کہ اہل کتاب اول وی را فاروق خواندند و مسلمانان متابعت ایشان کردند از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم درین باب چیزے نرسیدہ واللہ اعلم قال ابن جریر فی تاریخہ عن صالح بن کیسان قال قال ابن شہاب بلغنا ان اہل الکتاب کانوا اول من قال لعمر الفاروق وکان المسلمون یاثرون ذالک من قولہم ولم یبلغنا ان رسول اللہ ذکر من ذالک شیئا۔ یعنی صالح بن کیسان نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر کو اولاً اہل کتاب نے فاروق کہنا شروع کیا تھا اونکو سنکر اہل اسلام بھی کہنے لگے ہمکو یہ تحقیق نہین ہوا کہ اس باب مین رسول اللہ نے کچھ فرمایا ہو۔ (تاریخ احمدی الشیخ احمد حسین خان)

حضرت مرتضیٰ بمذہب شیعہ ایام ابتلا و ایام تقیہ و خوف بودہ است و بعد از چہل سال (ہجری) کہ وے رضی اللہ عنہ بدار البقا انتقال فرمود بنو امیہ در اخفا و استیصال امراد چہ کوشش ہا نمودہ اند۔

جانتے ہین کہ حضرت علی مرتضیٰ نے اپنے ایام خلافت مین کیسے کیسے مصائب و نوائب دیکھے اور سے از روی مذہب شیعہ حضرت مرتضیٰ کے خلافت کا زمانہ بلا مصیبت تقیہ اور خوف مین گذرا۔ اور چالیس سال (ہجری) کے بعد جب اونہون نے انتقال فرمایا تب بنی امیہ نے اونکے احکام کے چھپانے اور نیست و نابود کرنے مین کسقدر جان توڑ کوششین کی ہین۔

پس یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر و آشکار ہو گیا کہ آئمہ اربعہ (ابو حنیفہ المتوفی سنہ ۱۵۰ھ اور امام مالک المتوفی سنہ ۱۷۹ھ اور امام شافعی المتوفی سنہ ۲۰۴ھ اور امام احمد بن حنبل المتوفی سنہ ۲۴۱ھ) نے اوسی فقہ عمری کی پیروی کی ہے جو ملت ابراہیمی نہین ہے جسکا ذکر قرآن مین ہے۔ دیکھو سورہ یوسف واتبعت ملۃ آبائی ابراہیم واسحاق ویعقوب اور مین تو اپنے باپ دادا ابراہیم و اسحاق و یعقوب کے مذہب کا پیرو ہون جنکے بارے مین خدا کا قول وجعلنہم ائمۃ یہدون بامرنا صفحات قبل نقل ہو چکا دیکھو سورہ انبیا مثل حضرت یوسف علیہ السلام کے جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے خطبہ مین آیہ موصوفہ کی تلاوت فرمائی ہے جیسا کہ جواہر العقدین سمہودی (منقول از عبقات الانوار غدیر جلد چہارم صفحہ ۲۵) مین ہے۔

عن ابی الطفیل قال خطبنا الحسن بن علی بن ابیطالب فحمد اللہ واثنی علیہ واقتصر الخطبۃ (الی ان قال) ثم قال من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا الحسن بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثم تلی ہذہ الآیۃ واتبعت ملۃ آبائی ابراہیم و اسحاق ویعقوب ثم اخذ فی کتاب اللہ ثم قال انا ابن البشیر انا ابن النذیر انا ابن النبی انا ابن الداعی الی الحق باذنہ وانا ابن السراج المنیر وانا ابن الذی ارسل رحمۃ للعالمین فانا من اہل بیت الذین اذہب اللہ عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا وانا من اہلبیت الذین افترض اللہ مودتہم وولایتہم فقال فیما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ

ابو طفیل کہتے ہین کہ خطبہ پڑھا ہم مین حسن بن علی بن ابیطالب نے پس خدا کی حمد و ثنا کی اور مختصر کیا خطبہ کو یہانتک کہ کہا حضرت نے جو شخص پہچانتا ہے مجکو وہ مجھے پہچانتا ہی ہے اور جو شخص نہین پہچانتا مجھے پس مین حسن ابن محمد ہون پھر پڑھا حضرت نے اس آیت کو واتبعت ملۃ آبائی ابراہیم واسحاق ویعقوب پھر لیا کتاب اللہ کو تب حضرت نے کہا کہ مین فرزند ہون بشیر کا مین فرزند ہون نذیر کا مین فرزند ہون نبی کا مین فرزند ہون داعی الی الحق باذنہ مین فرزند ہون سراج منیر کا مین فرزند ہون اوسکا جو بھیجا گیا ہے رحمت کر کے عالم کیلیے مین اون اہل بیت سے ہون جنکے بارے مین خدا نے آیہ تطہیر نازل کی ہے اور مین اون اہل بیت مین سے ہون کہ فرض کیا ہے اللہ نے اونکی مودت اور ولایت (امامت) کو پس کہا ہے خدا نے اوس قرآن مین جو نازل ہوا ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کہدے..... اے رسول کہدو کہ مین تم سے اس (تبلیغ رسالت) کا کوئی اجر نہین مانگتا سوائے میرے ذوی القربیٰ کی مودت کے

زرقانی جلد ۷ صفحہ میں تفسیر قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ کے ہے بعند ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابن عباس انہا لما نزلت قالوا یا رسول اللہ من قرابتک ہولاء الذین نزلت فیہم الآیۃ قال علی و فاطمہ وابناہما۔

خطبہ موصوفہ سے صاف صاف آئمہ اثنا عشر علیہم السلام کا ملت ابراہیمی پر ہونا معلوم ہو گیا اسی ملۃ ابراہیمی کے لئے خدا کا صریح حکم اس آیہ کریمہ سے ہویدا ہے۔

قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور صاحبان امر کا اس آیت میں رسول اور اولوالامر کی اطاعت میں کچھ فرق نہیں کیا۔

یہی اولوالامر وہی لوگ ہیں جو رسول کے شریک فی الامر ہیں رسول اللہ کے شریک فی الامر جناب علی علیہ السلام ہیں جیسے حضرت موسیٰ کے شریک فی الامر حضرت ہارون ہیں دیکھو قولہ تعالیٰ رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی واجعل لی وزیرا من اہلی ہارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری الآیہ۔ موسیٰ نے عرض کی تو میرے لئے میرے سینہ کو کشادہ فرما (دیر ینا) اور میرا کام میرے لئے آسان کر دے اور میری زبان سے لکنت کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات سمجھیں اور میرے کنبہ والوں میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا دے جسکے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کر دے اور میرے کام میں میرا شریک بنا۔ اسی آیہ کی تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۴ صفحہ ۲۹۵ میں ہے۔ ابن مردویہ خطیب اور ابن عساکر نے اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت رسول کو ثبیر (مکہ میں ایک پہاڑ ہے) کے مقابلہ میں دیکھا کہ آپ فرما رہے تھے کہ خداوندا میں بھی تجھ سے وہی سوال کرتا ہوں جو میرے بھائی موسیٰ نے کیا تھا کہ میرے سینہ کو کشادہ فرما اور میرا کام میرے لئے آسان کر اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھیں اور میرے اہلبیت سے میرے بھائی علی کو میرا وزیر بنا اور اسکے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کر اور میرے کام میں اسکو شریک بنا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت نے خطبہ حجۃ الوداع میں ثقلین و خلیفتین اور امرین بھی فرمایا ہے۔

پس رسول خدا کے بعد جن اولوالامر کی اطاعت واجب کی گئی وہ علی علیہ السلام اور ان کی اولاد ہے۔

چنانچہ امام قندوزی ینابیع المودۃ باب سیوم میں رقمطراز ہیں۔

وفی المناقب عن ہشام[1] بن حسان قال — مناقب میں ہشام بن حسان سے مروی ہے کہ امام حسن

خطب الحسن بن علی علیہ السلام بعد — بن علی نے لوگوں سے اپنی بیعت لینے کے بعد خطبہ پڑھا اور

---

[1] (توثیق) ہشام بن حسان یہ خاص رواۃ بخاری و ترمذی ہے چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱ مطبوعہ انصاری دہلی اور صحیح ترمذی جلد ثانی باب بعث النبی میں ہشام بن حسان واقع ہے۔ قال الترمذی حدثنا محمد بن اسمعیل نا محمد بن بشار نا ابن عدی عن ہشام بن حسان عن عکرمہ عن ابن عباس لبث بمکۃ ثلث عشرۃ وبعث اربعین ومات ہو ابن ثلث وستین۔

ایضاً اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ میں ہے۔ ہشام ابن حسان بتشدید سین ثقہ است واز ائمہ است اور جسکا ابن امام

ہشام بن حسان کا تلمیذ حسن بصری ہونا تاریخ دول الاسلام ابو عبداللہ ذہبی میں ابن عون پیشوا یا امام ہے۔ ص ۴۷ شیخ البصرۃ وعالمہا وزاہدہا عبداللہ بن عون قال ابن مہدی ما کان بالعراق اعلم بالسنۃ منہ وقال ہشام بن حسان تلمیذ الحسن البصری لم تر عینای کہ ابن عون

اس خطبہ کی تائید کا خطبہ تاریخ مسعودی سے نقل ہے قال المسعودی فی مروج الذہب من خطب الحسن قال نحن حزب اللہ المفلحون وعترۃ رسول صلعم واہلبیتہ الطاہرون والطیبون واحد الثقلین الذین خلفہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والثانی کتاب اللہ فیہ تفصیل کل شئ لا یخطئنا تاویلہ بل نتیقن حقایقہ فاطیعونا فاطاعتنا مفروضۃ اذ کانت لطاعۃ اللہ والرسول وما ولی الامر مقرونۃ (ترجمہ) (دیکھو حاشیہ صفحہ ۳۴۸)

بیعۃ الناس لہ بالامر فقال نحن حزب
اللہ الغالبون ونحن عترۃ رسولہ الاقربون
ونحن اھل بیتہ الطیبون ونحن احد الثقلین
الذین خلفہما جدی صلی اللہ علیہ وآلہ فی
امتہ ونحن ثانی کتاب اللہ فیہ
تفصیل کل شئ لا یاتیہ الباطل من بین
یدیہ ولا من خلفہ فالمعول علینا
تفسیرہ ولا نظنبا تاویلہ بل نتیقنا
حقائقہ فاطیعون فان طاعتنا مفروضۃ اذ کانت
بطاعۃ اللہ عزوجل وطاعۃ رسولہ مقرونۃ قال
جل ثنائہ یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و
اطیعوا الرسول واولی الامر منکم وقال عزو
جل فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ
والی الرسول وقال عزوجل ولو ردوہ الی
الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ
منہم واحذروا الاصغاء لہتاف الشیطان
فانہ لکم عدو مبین ۔

فرمایا کہ ہم حزب اللہ الغالبون ہیں یعنی ہم اللہ تعالے
کے لشکر ہیں اور یہی لشکر غالب ہے اور ہم ہی اسکے رسول کے
آل اور قریبی رشتہ دار ہیں اور ہم ہی وہ طیب وطاہر ہیں
جو اہلبیت کے نام سے موسوم ہیں اور ہم ہی اون دو وزندار
اشیا میں سے ایک ہیں جنکو ہمارے جد صلوات اللہ علیہ نے
اپنی امت کے سپرد کیا اور ہم ہی خدائے تعالی کے دوسری
کتاب ہیں یعنی قرآن ناطق جس میں ہر شی کی تفسیر موجود ہے
اور ہم ہی وہ ہیں کہ کوئی باطل امر نہ تو ہم پر سامنے سے آتا ہے
اور نہ پس پشت سے پس تفسیر قرآن مجید ہمارا کام ہے اور
ہم قیاس سے تفسیر قرآن شریف نہیں کرتے بلکہ ہم وہی تفسیر
بیان کرتے ہیں جو واقعی خدا تعالی کا مطلب ہے پس
ہماری اطاعت کر کیونکہ ہماری اطاعت خدا ورسول
کی اطاعت کے ساتھ ساتھ ہے جیسا کہ اللہ تعالی قرآن
مجید میں فرماتا ہے اطیعوا الرسول واولی الامر ان احکام کے
صادر ہونے کی یہ وجہ ہے تاکہ لوگ جانیں کہ تفسیر قرآن شریف
ہم سے حاصل کرنی چاہیے اور اے لوگو شیطان کی آواز پر
کان نہ لگاؤ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے ۔

ابن ماجہ جو صحاح ستہ سے ہیں اپنے سنن باب طاعۃ الامام صفحہ ۲۱۱ مطبوعہ نظامی دہلی سنہ ۱۳۲۲ھ میں یہ حدیث وارد کرتے ہیں۔

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ وعلی بن محمد
قالا ثنا وکیع ثنا اعمش عن ابی صالح
عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من اطاعنی فقد
اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ
ومن اطاع الامام فقد
اطاعنی ومن عصا الامام
فقد عصانی

حدیث بیان کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ اور علی
بن محمد نے کہا دونوں نے حدیث بیان کی ہم سے وکیع نے کہا حدیث
بیان کی ہم سے اعمش نے ابی صالح سے اوسنے ابوہریرہ
سے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جس نے اطاعت کی میری
اوس نے اطاعت کی اللہ کی اور جسنے نافرمانی کی میری
اوسنے نافرمانی کی اللہ کی اور جسنے اطاعت کی امام کی
اوسنے اطاعت کی میری اور جسنے نافرمانی کی امام کی
اوس نے نافرمانی کی میری۔

اور روایت مذکورہ کی تائید بمصداق الحدیث یفسر بعضہ بعضاً اس حدیث شریف سے ہوتی ہے کتاب وسیلۃ النجاۃ مولوی

محمد مبین کے صفحہ ۹۲ مین لکھا ہے کہ ابن ابی شیبہ نے اپنے سنن مین اور ابو یعلی نے اپنے مسند مین یہی روایت وارد کی ہے۔ اور مستدرک حاکم (قلمی) جلد سیوم اور ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ صفحہ ۲۹۴ مطبوعہ صدیقی سنہ ۱۲۸۶ھ سے بمضمون واحد نقل کیجاتی ہے۔

اخرج الحاکم عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاع علیا فقد اطاعنی ومن عصا علیا فقد عصانی هذا صحیح الاسناد ولم یخرجاه واخرج الحاکم عن ابی ذر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا علی من فارقنی فقد فارقک ومن فارقک یا علی فارقنی

حاکم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ جس شخص نے اطاعت کی میری اوسنے اطاعت کی اللہ کی اور جس شخص نے نافرمانی کی میری اوس نے نافرمانی کی اللہ کی اور جس شخص نے اطاعت کی علی کی اوسنے اطاعت کی میری اور جسنے نافرمانی کی علی کی اوسنے نافرمانی کی میری یہ حدیث صحیح السند ہے نہیں اخراج کیا بخاری و مسلم نے اور حاکم نے ابوذر صحابی سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے اے علی جسنے فرق کیا مجھ مین اوسنے فرق کیا تجھسے اور جسنے فرق کیا اے علی تجھسے اوسنے فرق کیا مجھسے۔

روایات مذکورہ آیہ وافی ہدایہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کی پوری پوری مؤید ہوگئی پہلی حدیث مین لفظ امام ہے دوسری حدیث مین خود جناب علی علیہ السلام کی اطاعت مثل رسولخدا کے اطاعت کے واجب کی گئی ہے بعض حدیث مین لفظ امام کے بجاے لفظ امیر ہے وہ بھی جناب امیر علیہ السلام ہی پر مطابق ہے نیز حدیث ثقلین کی جگہ خلیفتین اور امرین بھی ہے جس امر سے بھی جناب امیر علیہ السلام ہی مراد ہین قبل اسکے واقعہ تبوک مین گذر چکا کہ رسولخدا نے جناب امیر کو لفظ امام المسلمین سے خطاب فرمایا ہے - دیکھو ص ۳۱۴

اور کتاب مودۃ القربی سید علی ہمدانی کے مودۃ پنجم مین جناب فاطمہ صدیقہ کبری سے جو غدیر کے موقع پر موجود تھین یہ حدیث وارد ہے۔

عن فاطمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من کنت ولیہ فعلی ولیہ ومن کنت امامہ فعلی امامہ

حضرت فاطمہ صدیقہ کبری سے مروی ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ جس کا مین ولی ہون علی بھی اوسکا ولی ہے اور جسکا مین امام یعنی پیشوا ہون اوسکا یہ علی پیشوا یا امام ہے۔

اور آیہ مباہلہ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین .... کے تفسیر مین شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اپنے اردو ترجمہ موضح القرآن مین لکھتے ہین۔ اللہ تعالی نے حکم فرمایا کہ نصاری اسقدر سمجھانے پر بھی

اگر نہ قائل ہون تو اونکے ساتھ قسم کر دیہ بھی ایک صورت فیصلہ کی ہے کہ دو نون طرف اپنی جان سے اور اولاد سے حاضر ہون اور دعا کرین کہ جو کوئی ہم مین جھوٹا ہے اوسپر لعنت اور عذاب پڑے پھر حضرت آپ اور حضرت فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین اور حضرت علی کو لیکر گئے اون نصارا مین جو دانا تھے اونہون نے مقابلہ نکیا اور جزیہ دنیا قبول رکھا۔

اور تفسیر فتح العزیز سورہ عم ترجمہ اردو صفحہ ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۶۷ بہ تفسیر سورہ والشمس والضحیٰ مطبوعہ مصطفائی لکھنؤ ۱۲۶۷ھ مین ہے۔ النظر الی المصحف عبادۃ یعنی دیکھنا قرآن کے حرفون کی طرف عبادت ہے اوسی طرح حضرت علی کے حق مین آپ نے فرمایا ہے کہ النظر الی وجہ علی عبادۃ یعنی دیکھنا حضرت علی کے منہ کی طرف عبادت ہے سو اوسوقت مین وجود شریف حضرت علی کا مثل وجود شریف نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا۔

اور اس خاکدانی ظلمانی سے فردوس برین کو انتقال فرمایا اکیسوین رات رمضان کی جسد مبارک کو آپ کے نجف الحیرہ مین ایک جگہ کا نام ہے کوفے سے نزدیک مسجد جامع سے ایک فرسنگ حیرہ النعمان کی راہ مین وہان مدفون کیا۔

یہ قصہ ۴۰ھ مین واقع ہوا اور آپکی شہادت سے نبوت کی خلافت منقطع ہوگئی اور کوئی قائم مقام اس رتبہ کا نرہا اور نور اس ولایت کا جسکے آپ حامل تھے نسلاً بعد نسلاً آپکی اولاد مین پیدا ہوتا رہا اور امام اپنے وقت کا ہوتا رہا۔ ایک سوانحہ عجیبہ سے آپکی شہادت کے یہ ہے کہ اوسدن بیت المقدس مین کوئی پتھر نہ تھا جس کے نیچے سے خون جوش نہ مارتا تھا پس کماحقہ ثابت و متحقق ہو گیا کہ وہ تہتر فرقونکا ایک فرقہ وہی ہے جو بعد رسولخدا جناب امیر علیہ السلام کا پیرو رہا اور وہی ملت ابراہیمی پر رہا اور وہی ناجی ہے۔ اسی ملت ابراہیمی کے ترویج کے لئے خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مامور فرمایا تھا اور جنکی امداد علیؑ سے کرائی تھی جو تیئیس سال کامل مین تیار ہوا اور رسولخدا کے وفات پاتے ہی بدل گیا۔ جسکے بارے مین علی علیہ السلام کی تقریر دربار خلافت والی تصریح کرتی ہے۔

حضرت ابوبکر کے بارے مین رسولخدا نے صاف صاف فرمادیا تھا کہ مین نہین جانتا کہ تم میرے بعد کیا احداث کر دگے چنانچہ کتاب کشف الغطا ترجمہ کتاب مؤطا صفحہ ۳۰۱ تا صفحہ ۳۰۲ مطبوعہ مطبع مرتضوی دہلی سنہ ۱۲۹۶ھ مین یہ حدیث ہے عن ابی النضر مولی عمر بن عبید اللہ انہ بلغہ ان رسول اللہ صلعم قال لشہداء احد ھولاء اشھد علیھم فقال ابوبکر الصدیق یا رسول اللہ السنا باخوانھم اسلمنا کما اسلموا وجاھدنا کما جاھدوا فقال رسول اللہ بلی یا ادری ما تحدثون بعدی قال فبکی ابوبکر ثم بکی قال ائنا لکائنون

(ترجمہ کشف الغطا ترجمہ مؤطا) موطا مین ابو النضر مولی عمر بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ رسولخدا نے جنگ احد کے شہیدون کے لئے فرمایا یہ وہ لوگ ہین جنکا مین گواہ ہون بعض اون مین سے ایسے تھے جنھون نے نوبیٹیان چھوڑین اور خوشی سے شہید ہوئے جنکا مین گواہ ہون بعض نے کھجورین ہاتھ سے پھینکدین و بعضون نے یہ آرزو کی کہ ہم لوٹ کر گھر نجاوین بعضون کو حضرت بڑھاپے کے وجہ سے چھوڑ گئے تھے مگر وہ شہادت کے آرزو مین چلے آئے ف ابوبکر صدیق نے کہا کیا ہم انکے بھائی نہین ہین مسلمان ہوئے ہم جیسے وہ مسلمان ہوئے اور جہاد کیا ہم نے جیسے اونہون نے جہاد کیا آپ نے فرمایا ہان مگر مجھے معلوم نہین کہ بعد میرے تم کیا احداث کر دگے تو رونے لگے ابوبکر پھر رونے لگے اور فرمایا کیا ہم زندہ رہینگے بعد آپ کے"

روایت مذکورہ کے تائید کی یہ روایت کتاب وفاء الوفا باخبار دار المصطفےٰ سید سمہودی جلد ثانی ص۱۱۱ مطبوعہ مصر ۱۳۲۶ھ سے نقل کیجاتی ہے۔

(وروی) یحییٰ[1] انہ لما انکشف الناس یوم احد وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مصعب بن عمیر فقال من المومنین رجال الی قولہ وما بدلوا تبدیلا۔ اللھم ان عبدک نبیک یشھد ان ھؤلاء شھداء فاتوھم وسلموا علیھم فلن یسلم علیھم أحد ما قامت السموات والارض الا ردوا علیہ ثم وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موقفاً اٰخر فقال ھؤلاء اصحابی الذین اشھد لھم یوم القیامۃ فقال ابوبکر فما نحن باصحابک فقال بلیٰ ولکن لا ادری کیف تکونون بعدی انھم خرجوا من الدنیا خماصا

یحییٰ نے روایت کی ہے جبکہ روز جنگ احد لوگ مرگئے تو رسولخدا لاش مصعب بن عمیر کے قریب ایستادہ ہوکر یہ آیت تلاوت فرمائی من المومنین رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ پھر آپ نے فرمایا خدایا یہ تیرا بندہ اور نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ شہدا ہیں اے مسلمانوں تم ان کے مزاروں کے پاس آنا اور ان پر سلام کرنا پس جو شخص آسمان و زمین کے قیام تک ان شہدا پر سلام کریگا یہ لوگ اوسکو جواب سلام دینگے پھر رسول اللہ نے دوسری جگہ قیام کرکے ارشاد کیا یہ میرے صحابہ ہیں جنکے متعلق میں بروز قیامت گواہی دونگا حضرت ابوبکر نے عرض کیا آیا ہم آپ کے اصحاب نہیں ہیں فرمایا ہاں لیکن میں نہیں جانتا کہ تم میرے بعد کیسے رہوگے بیشک یہ شہدا ایسے حال میں دنیا سے نکلے ہیں کہ شکم اونکے خالی تھے۔

حضرت عمر کے بارے میں جناب امام حسین علیہ السلام کا منبر پر سے اتارنا پہلے معلوم کر چکے اب حضرت امام حسن علیہ السلام کا حضرت ابوبکر کو منبر سے اتارنا یوں مذکور ہے۔

وفی تاریخ الخلفا للسیوطی قال جاء الحسن ابن علی الی ابی بکر وھو علی منبر رسول اللہ فقال انزل عن مجلس ابی فقال صدقت انہ مجلس ابیک واجلسہ فی حجرہ وبکی فقال علی واللہ ما ھذا عن امری فقال واللہ ما اتھمک۔

تاریخ الخلفا سیوطی میں ہے کہ حسن بن علی علیہ السلام حضرت ابوبکر کی طرف ہوکر گزرے اور اونکو رسول کے منبر پر دیکھکر کہنے لگے کہ میرے باپ کے منبر سے نیچے اترو حضرت ابوبکر بولے تم نے سچ کہا درحقیقت یہ منبر تمہارے ہی باپ کا ہے یہ کہکر حضرت ابوبکر نے حضرت حسنؑ کو گود میں بٹھالیا اور رونے لگے حضرت علی نے ابوبکر سے فرمایا کہ جو کچھ تم سے حسن نے کہا وہ واللہ میرے حکم سے نہ تھا ابوبکر بولے ......

---

[1] یحییٰ ہذا ہو السید ابو الحسن یحییٰ بن الحسین بن جعفر صاحب اخبار المدینۃ قال السمہودی فی جواہر العقدین فی اوائل الذکر الرابع عشر من قسم الثانی بعد ذکر حدیث عن علی علیہ السلام یتضمن ذکر اخبار جبرئیل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بان اھل بیتہ قتلی ومصارعھم شتی رواہ السید ابو الحسین بن یحییٰ بن الحسین بن جعفر فی اخبار المدینۃ رواہ ابن ابنہ الحسین بن محمد بن یحییٰ عنہ و ایضاً قال السمہودی فی اوائل الذکر السادس من القسم الثانی بعد ذکر روایۃ عن الدارقطنی قلت ویحییٰ بن الحسین شیخ الدارقطنی فی ھذا الحدیث ھو صاحب اخبار المدینۃ کان فقیہا محدثا نسابۃ الخ منقول از عبقات الانوار منزلت ص۵۵۶

تاریخ الرسل والملوک جلد اول حصہ چہارم صفحہ ۲۱۴۰ سطر ۱۱ و ۱۵ مطبوعہ لیڈن مین یہ عبارت مذکور ہے۔

ان ابابکر الصدیق قال فی مرضہ الذی مات فیہ لوددت انی لم اکشف بیت فاطمة عن شئی وان کانوا قد غلقوہ علی الحرب ووددت انی یوم سقیفة بنی ساعدة کنت قذفت الامر فی عنق احد الرجلین یرید عمر وابا عبیدة (ماحصل ترجمہ) حضرت ابوبکر نے وقت وفات (بہایت حسرت وافسوس کے ساتھ) ارشاد کیا کہ کاش مین فاطمہ بنت رسول کے مکان کو نہ کھولتا گو وہ جنگ ہی کے قصد سے کیون نہ بند کیا گیا ہوتا۔ اور کاش بروز بیعت سقیفہ بنی ساعدہ مین خود امر خلافت کو اختیار نکرتا بلکہ خلافت کا قلادہ عمر یا ابوعبیدہ کے گلے مین ڈالدیتا۔ انتہی

تتمہ کتاب تکمیل ہذا

یہان تک لکھکر ہم اپنی تحقیق کو ختم کرتے ہین اسکے بعد جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے سند سے اوس خطبہ عظیم الشان کے بعضے اقتباسات نقل کئے دیتے ہین جس خطبہ عظیمہ کو لوگون نے مثل حافظ ابن کثیر وغیرہ کے اوسکا بہت بڑا خطبہ ہونا قبول کیا ہے۔ لیکن جسقدر خطبہ لکھا گیا ہے وہ پندرہ بیس سطور سے زیادہ کا نہین حالانکہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے اس خطبہ مبارکہ کو کئی گھنٹہ تک بڑے عظیم الشان پیمانہ پر بیان فرمایا ہے اسکی وجہ آیہ تبلیغ وتاکید کا سورہ مائدہ کے ساتھ آخر مین نازل ہونا اور سرراہ خداوند عالم کا جناب رسولخدا کو مع ناقہ کے روکدینا اور حضرت کو جو کچھ اس مین تامل ہو رہا تھا اوسکی بابت اپنی ضمانت کرلینا ہے جسکی آیہ وانی ہدایہ واللہ یعصمک من الناس شاہد ہے یعنی اللہ تمکو لوگون کے شر سے بچالیگا۔

اس خطبہ جلیلہ کو علامہ طبرسی نے اپنی کتاب احتجاج مین وارد فرمایا ہے۔ اور ملا باذل نے اپنے مشہور کتاب حملہ حیدری مین نظم کیا ہے جس کے دیکھنے سے یہ امر بخوبی واضح وآشکارا ہوجاتا ہے کہ سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام نے اس خطبہ عظیم المنزلت مین تبلیغ کے تمامی مفہوم اور مقصود کو جو خداوند عالم کا منشا تھا ظاہر اور اعلان فرمادیا ہے اور کوئی امر ارشاد ہدایت بنیاد کا باقی نہین چھوڑا۔ اسی آیہ تبلیغ وتاکید کو امام محمد باقر علیہ السلام کے سند سے امام ثعلبی نے اپنی تفسیر کشف والبیان مین اور امام رازی نے اپنے تفسیر مفاتیح الغیب المشہور بہ تفسیر کبیر مین اور علامہ نظام نیشاپوری نے اپنے تفسیر غرائب القران مین اور علامہ عینی حنفی نے اپنے کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین اور امام قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ مین وارد فرمایا ہے۔ لیکن ان سب مین نفظ خطبہ کا صرف ایک فقرہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے سوا اور کچھ نہین ہے لیکن یہ خطبہ جسکے اقتباسات کو ہم لکھتے ہین اوسکے آغاز ہی سے رسولخدا نے اپنے تبلیغ رسالت کا تذکرہ اور وجہ نزول اس آیہ تبلیغ وتاکید کی اور چند مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا اس معاملہ خاص کے لئے خدا کے جانب سے تشریف لانا مع دیگر وجوہات کے سب کچھ فرمایا ہے جو درایت سے ایسا ہی ہونا پایا جاتا ہے لیکن صحابہ نے اخفا کیا اور خلافت وسلطنت کے اثر نے اونکو لکھنے سے باز رکھا۔ اوسپر بھی حق ظاہر ہو کر رہا۔ یہ اقتباسات کتاب احتجاج طبرسی صفحہ ۲۸ مطبوعہ طہران سے نقل ہین سب سے پہلے اسناد لکھنا ضروری ہے وہ یہ ہے۔

حدثني السيد العالم العابد ابو جعفر مهدي
ابن ابي حرب الحسيني رضي الله عنه قال اخبرنا الشيخ
ابو علي الحسن بن الشيخ السيد ابي جعفر محمد بن الحسن
الطوسي رض قال اخبرني الشيخ السعيد الوالد ابو جعفر قدس
الله روحه قال اخبرني جماعة عن ابي محمد هارون بن
موسى التلعكبري قال اخبرنا ابو علي محمد بن همام قال اخبرنا
علي السوري قال اخبرنا ابو محمد العلوي من ولد الافطس
وكان من عباد الله الصالحين قال حدثنا محمد بن موسى
الهمداني قال حدثنا محمد بن خالد الطيالسي قال
حدثنا سيف بن عميرة وصالح بن عقبة جميعا
عن قيس بن سمعان عن علقمة بن محمد
الحضرمي عن ابي جعفر محمد بن علي عليهما
السلام

+ + + + + + + + + +

بسم الله الرحمن الرحيم

يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك
من ربك في علي وان لم تفعل فما
بلغت رسالته والله يعصمك من الناس
معشر الناس ما قصه هست

کہا حدیث کی مجھسے سید عالم عابد ابو جعفر مہدی
ابن ابی حرب حسینی رضی اللہ عنہ نے کہا خبر دی ہمکو شیخ ابو علی
حسن بن شیخ سید ابی جعفر محمد بن حسن طوسی رضی اللہ عنہ
نے کہا خبر دی ہمکو شیخ سعید والد ابو جعفر قدس اللہ
روحہ نے کہا خبر دی مجھکو ایک گروہ نے ابی محمد ہارون
بن موسی تلعکبری سے کہا خبر دی ہمکو ابو علی محمد بن ہمام
نے کہا خبر دی ہمکو علی سوری نے کہا خبر دی ہمکو ابو محمد علوی
نے اولاد افطس سے اور وہ خدا کے بندگان صالحین
سے تھے کہا حدیث بیان کی ہمسے محمد بن موسی ہمدانی
نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن خالد طیالسی نے کہا
حدیث بیان کی ہم سے سیف بن عمیرہ اور صالح بن
عقبہ سب نے قیس بن سمعان سے اوس نے علقمہ بن
محمد خضری سے اوس نے جناب ابو جعفر محمد بن علی
علیہما السلام سے روایت کی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے رسول پہونچا دے تو اوس چیز کو کہ نازل کی گئی
ہے طرف تیرے پروردگار کی جانب سے علی کی باب
مین اور اگر نہ کریگا تو تو نہین پہونچایا تو نے اوسکی
رسالت کو اور اللہ بچائیگا تجکو آدمیون کے شر سے

---

۵۱ (جناب امام محمد باقر علیہ السلام) شواہد النبوۃ ملا عبد الرحمن جامی مطبوعہ بمبئی ۱۸۸۶ء صفحہ ۲۲۵ مین ہے محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب رضی اللہ تعالی عنہم وے امام پنجم است کنیت وے ابو جعفر است ولقب وے باقر سمی بذلک لتبقرہ فی العلم وہو توسعہ فیہ ومادر وی فاطمہ بود بنت الحسن بن علی رضی اللہ عنہما ولادت وے در مدینہ بود روز جمعہ سوم ماہ صفر سنہ سبع وخمسین من الہجرۃ بیش از قتل امیر المومنین حسین رضی اللہ عنہ بسہ سال ووفات وے در سنہ ۱۱۴ھ اربع عشر ومائۃ بود وسن وے آنوقت پنجاہ وہفت بود وقبر وی در بقیع است نزدیک پدر وے وے گفتہ است کہ بہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ در آمدم وبروے سلام گفتم در وقتیکہ چشم وے پوشیدہ شدہ بود سلام مرا جواب داد وگفت تو کیستی گفتم من محمد بن علی بن الحسین گفت اے فرزند من بیشتر آی بیشتر آمدم دست مرا بوسید پس میل کرد تا پاے مرا بوسد من دور شدم گفت ان رسول اللہ صلعم یقرئک السلام من گفتم وعلی رسول اللہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پس گفتم این چون بودہ است اے جابر گفت روزے با رسول اللہ بودم صلی اللہ علیہ وسلم مرا گفت اے جابر شاید کہ تو بمانی تا آن وقتے کہ ملاقات کنی با یکے از فرزندان من کہ وے را محمد بن علی بن الحسین گویند خداے تعالی وے را نور وحکمت خواہد داد وے را از من سلام برسان

۵۲ آیۂ تبلیغ مین جیسے امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت سے حضرت علی کا نام ہے ویسے ہی تفسیر در منثور سیوطی مین ابن مسعود کی روایت مین اسم علی موجود ہے دیکھو صفحہ ۶ و صفحہ ۲۲۰ ـ

ترجمہ	متن
اے گروہ مردم نہیں قصور کیا مین نے پہونچانے مین اوس	ما انزل الله تعالیٰ الیّ وانا
حکم کے کہ جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف نازل کیا ہے اور مین بیان	مبیّن لکم سبب نزول هذه
کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جبرئیلؑ تین مرتبہ میرے پاس	الآیة ان جبرئیل هبط الیّ
آئے ہر مرتبہ بعد سلام کے میرے پروردگار کے جانب	مرارًا ثلثا یامرنی عن السلام
سے کہ وہ ہمیشہ زندہ وسلامت ہے مجھکو حکم کرتے تھے کہ مین	ربی وهو السّلام ان اقوم
اس مجمع مین کھڑا ہوں اور آگاہ کروں ہر ایک گورے	فی هذا المشهد فاعلم
اور کالے کو یعنی سب آدمیوں کو اس بات سے کہ علی بن	کل ابیض واسود ان علی بن
ابیطالب میرا بھائی اور میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے میرے	ابیطالب اخی[1] ووصیی وخلیفتی
بعد امام ہے ایسا امام کہ مرتبہ اوسکا مجھسے مثل ہارون	والامام[2] من بعدی الذی محلہ منّی
کے ہے موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہین ہو سکتا	محلّ هارون من موسیٰ الّا انہ لا نبی
اور وہ تمھارا ولی ہے بعد اللہ کے اور بعد اوسکے رسول	بعدی وهو ولیکم من بعد الله ورسولہ و
کے اور تحقیق نازل کی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے	قد انزل الله تبارک وتعالیٰ علیّ بذلک اٰیة
اوپر اسکی ایک آیت اپنی کتاب مین ترجمہ آیت سوا اسکے	من کتابہ انّما[3] ولیکم الله ورسولہ
نہین ہے کہ ولی تمھارا اللہ اور اوسکا رسول ہے اور وہ	والذین اٰمنوا الذین یقیمون
مومن ہین کہ جو قائم رکھتے ہین نماز کو اور دیتے ہین زکوۃ کو	الصلوة ویؤتون الزکوة وهم
حالت رکوع مین انتہی۔ اور علی بن ابیطالب نے قائم رکھا	راکعون وعلی بن ابیطالب اقام
نماز کو اور دی زکوۃ در آنحالیکہ وہ رکوع کرنے والا تھا	الصلوة واتی الزکوة وهو راکع
چاہتا تھا اللہ عزوجل کی خوشنودی کو ہر حال مین اور مین نے	یرید الله عزوجل فی کل حال وسألت
سوال کیا جبرئیل سے اس بات کا کہ معاف رکھے	جبرئیل ان یستعفی لی عن تبلیغ
مجکو اللہ پہونچانے سے اس حکم کے تمھاری طرف	ذلک الیکم ایها الناس لعلمی
اے لوگو اس سبب سے کہ مین واقف تھا ساتھ قلت	بقلة المتقین وکثرة المنافقین
متقین کے اور کثرت منافقین کے اور مخالفت کرنے	وادغال الاثمین وختل
گنہگاروں کے اور فریب دینے مضحکہ کرنے والون کے	المستهزئین بالاسلام الذین
ساتھ اسلام کے کہ جنکی کیفیت اللہ نے اپنی کتاب مین	وصفهم الله فی کتابہ

۱؎ جیسے خطبہ مین لفظ اخی ووصیی وخلیفتی ہے دیکھو اول تبلیغ صفحہ ۳۳

۲؎ اور لفظ والامام من بعدی کے لئے دیکھو اشعار ملک الشعراء حسان بن ثابت صحابی صفحہ ۴۹ جو عین غدیر خم پر پڑھا گیا جس مین ہے فقال لہ قم یا علی فانّنی رضیتک من بعدی اماماً وہادیاً۔

۳؎ تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۷۱ مین ہے۔ وروی ابن مردویہ من طریق سفیان الثوری عن ابی السنان عن الضحاک عن ابن عباس قال کان علی بن ابیطالب قائماً یصلی فمر سائل وہو راکع فاعطاہ خاتمہ فنزلت انما ولیکم اللہ ورسولہ الآیۃ۔ اور روضۃ الندیہ سید محمد بن اسمٰعیل امیر صنعانی کے آخر صفحہ ۱۱۳ مین ہے وکفاہ شرفاً نزول آیۃ الولایۃ۔

يقولون بالسنتهم ما ليس في قلوبهم
ويحسبونه هينا وهو عند الله
عظيم وكثرة اذاهم لي غير
مرة حتى سموني اذنا وزعموا
اني كذلك لكثرة ملازمته اياي
واقبالي عليه حتى انزل الله عز
وجل في ذلك قرآنا ومنهم
الذين يؤذون النبي ويقولون
هو اذن قل اذن على الذين
يزعمون انه اذن خير لكم يؤمن
بالله ويؤمن للمؤمنين
ولو شئت ان اسمي باسمائهم
لسميت وان اومى اليهم
باعيانهم لاومات وان
ادل عليهم لدللت ولكني
والله في امورهم قد تكرمت
وكل ذلك لا يرضى الله مني
الا ان ابلغ ما انزل الله
الي ثم تلا عليه السلام
يا ايها الرسول بلغ
ما انزل اليك من
ربك في علي وان لم تفعل
فما بلغت رسالته والله
يعصمك من الناس

بیان فرمانی ہے اس طرح پر ترجمہ آیت کہتے ہین وہ لوگ
ساتھ اپنی زبانوں کے جو کچھ ونکے دلون مین نہین ہے انتہی
اور جانتے ہین وہ لوگ اس بات کو آسان حالانکہ وہ
خدا کے نزدیک گناہ عظیم ہے اور ان لوگون نے
اکثر مجکو اذیت دی ہے یہانتک کہ میرا نام اذن رکھا
اور گمان کیا کہ مین ایسا ہون بسبب کثرت ملازمت
علی کے میرے ساتھ اور میرے متوجہ ہونے کے اوسکی
طرف یہان تک کہ نازل کیا اللہ تعالی نے اس باب
مین قرآن ترجمہ آیت اور بعضے اونہین منافقون
مین سے اذیت دیتے ہین نبی کو اور کہتے ہیں کہ وہ
کان ہے یعنی لوگون کا کہنا مان لیتا ہے کہہ اے محمد
اذن بنا بر اون لوگون کے کہ گمان کرتے ہین کہ وہ
اذن ہے بہتر ہے واسطے تمھارے ایمان لاتا ہے ساتھ
اللہ کے اور یقین کرتا ہے مومنون کی بات کا انتہی
اور اگر مین چاہتا کہ اون لوگون کا نام بتا دون تو
البتہ بتا دیتا اور اگر مین چاہتا کہ اون اشخاص کی
طرف اشارہ کرون تو البتہ اشارہ کرتا اور اگر مین
چاہتا کہ اون لوگون سے آگاہ کرون تو البتہ آگاہ
کرتا واللہ اون لوگون کے کام مین مین نے بزرگی
کی یعنی اون لوگون کے نام کا اظہار نہین کیا بہر حال
اللہ مجھسے راضی نہوگا سوائے اس بات کے کہ پہونچا
دون مین اوس حکم کو کہ نازل کیا ہے اللہ نے
میری طرف بعد اس کے حضرت نے یہ آیت پڑھی ترجمہ
آیت اے رسول جو پہنچا وے تو وہ حکم کہ نازل کیا گیا ہے
تیری طرف تیرے پروردگار کے جانب سے علی کے باب
مین اور اگر نہ کریگا تو نہین پہونچا ئی ہے تو نے رسالت
اوسکی اور اللہ بچائیگا تجھکو لوگون کے شر سے انتہی

فاعلموا یا معشر الناس
ان اللہ قد نصب لکم ولیّا
و اماماً مفترضاً طاعتہ علی
المہاجرین والانصار و
علی التابعین لہم باحسان وعلی
البادی والحاضر وعلی الاعجمی
والعربی والحر والمملوک والصغیر
والکبیر وعلی الابیض والاسود و
علی کل موحد ماض حکمہ جایز
قولہ نافذ امرہ ملعون من خالفہ مرحوم
من تبعہ مومن من صدقہ فقد غفر اللہ
لہ ولمن سمع منہ واطاع لہ

پس آگاہ ہوائے گروہ مردم کہ تحقیق اللہ نے نصب
کیا ہے اوسکو واسطے تمھارے ولی اور امام کہ فرض
ہے طاعت اوسکی اوپر مہاجرین کے اور انصار کے
اور اوپر تابعین کے واسطے اون کے ساتھ احسان
کے اور اوپر بادیہ نشین کے اور حاضر کے اور اوپر عجمی
کے اور عربی کے اور اوپر آزاد کے اور غلام کے اور اوپر
چھوٹے کے اور بڑے کے اور اوپر گورے کے اور کالے
کے اور اوپر ہر موحد کے جاری ہے حکم اوسکا جایز ہے
قول اوسکا نافذ ہے امر اوسکا لعنت کیا گیا ہے وہ
شخص کہ اوسکی مخالفت کرے رحم کیا گیا ہے وہ شخص
کہ جو اوسکی متابعت کرے مومن ہے وہ شخص کہ اوسکی
تصدیق کرے پس تحقیق بخشدیا اللہ نے اوسکو اور
اوس شخص کو کہ جو اوسکی بات سنے اور اوسکی اطاعت
کرے۔

نمبر (۵)

معاشر الناس انہ آخر مقام
اقومہ فی ہذا المشہد
فاسمعوا واطیعوا وانقادوا
لامر ربکم فان اللہ عزوجل ہو
مولیکم والہکم ثم من دونہ
رسولہ محمد ولیکم القائم
المخاطب لکم ثم من بعدی علی ولیکم
و امامکم بامر ربکم ثم الامامۃ
فی ذریتی من ولدہ الی یوم تلقون
اللہ ورسولہ لاحلال الا ما
احلہ اللہ ولا حرام الا ما حرمہ
اللہ عرفنی الحلال والحرام
وانا افضیت بما علمنی

اے گروہ مردم تحقیق یہ اخیر کھڑا ہونا ہے کہ کھڑا
ہوں میں اس مجمع میں پس سنو تم اور اطاعت کرو
تم اور انقیاد کرو تم واسطے اپنے پروردگار کے حکم کے
اس سبب سے کہ تحقیق اللہ عزوجل تمھارا مولی ہے
اور تمھارا معبود ہے پھر اوسکے بعد رسول محمد تمھارا
ولی ہے کہ قائم ہے خطاب کرنے والا ہے واسطے تمھارے
پھر میرے بعد علی تمھارا ولی ہے اور امام ہے تمھارے
پروردگار کے حکم سے بعد اوسکے امامت میری
ذریت میں ہے کہ جو اولاد سے علیؑ کے ہے اوسدن تک
کہ ملاقات کروگے تم اللہ کو اور اوسکے رسول کو یعنی
قیامت تک نہیں ہے کوئی حلال مگر جو کچھ کہ حلال
کیا ہے اوسکو اللہ نے اور نہیں ہے کوئی حرام مگر جو کچھ
کہ حرام کیا ہے اوسکو اللہ نے بتادیا ہے مجکو اللہ نے

ربی فی کتابہ وحلالہ وحرامہ الیہ

حلال اور حرام اور مین نے پہونچا دیا جو کچھ سکھلایا تھا مجھکو میرے پروردگار نے اپنی کتاب سے اور حلال اور

معاشر الناس ما من علم الا وقد احصاہ اللہ فیّ وکلّ علم علمت فقد احصیتہ فی امام المتقین وما من علم الا علمتہ علیا وهو الامام المبین

حرام سے طرف اوسی علی کے اے گروہ مردم نہین ہے کوئی علم مگر یہ کہ تحقیق احاطہ کیا ہے اوسکو اللہ نے مجھ مین اور ہر علم کہ مین سکھلایا گیا ہون پس تحقیق احاطہ کر دیا ہے مین نے اوسکو بیچ امام متقین کے اور نہین ہے کوئی علم مگر سکھلا دیا ہے مین نے وہ علی کو اور وہی علی امام مبین ہے۔

معاشر الناس لا تضلّوا عنہ ولا تنفروا منہ ولا تستنکفوا من ولایتہ فهو الذی یهدی الی الحق ویعمل بہ ویزهق الباطل وینهی عنہ ولا تاخذہ فی اللہ لومة لائم ثم انہ اول من آمن باللہ ورسولہ وهو الذی فدی رسولہ بنفسہ وهو الذی کان مع رسول اللہ ولا احد یعبد اللہ مع رسولہ من الرجال غیرہ

اے گروہ مردم نہ بہکو اوس سے اور نہ بھاگو اوس سے اور نہ سرکشی کرو تم اوسکی ولایت سے پس وہ ایسا ہے کہ ہدایت کریگا طرف حق کے اور عمل کریگا ساتھ اوسکے اور دفع کریگا باطل کو اور منع کریگا اوس سے اور نہ روکے گی اوسکو اللہ کے باب مین ملامت ملامت لانے والے کی بعد اوسکے آگاہ ہو کہ علی پہلے سب سے ایمان لایا ہے ساتھ اللہ کے اور اوسکے رسول کے اور وہی ایسا ہے کہ فدا کیا اوس نے رسول پر اپنے نفس کو یعنی شب ہجرت اور وہی ایسا ہے کہ رسول خدا کے ساتھ تھا جبکہ کوئی نہ تھا کہ عبادت کرتا اللہ کی ساتھ اوسکے رسول کے مردون سے سوا اوسی علی کے

معاشر الناس فضّلوہ فقد فضّلہ اللہ واقبلوہ فقد نصبہ اللہ

اے گروہ مردم فضیلت دو اوسکو پس تحقیق فضیلت دی ہے اوسکو اللہ نے اور قبول کرو تم اوسکو پس تحقیق نصب کیا ہے اوسکو اللہ نے۔

معاشر الناس انہ امام من اللہ ولن یتوب اللہ علی احد انکر ولایتہ ولن یغفر اللہ حتما علی اللہ ان یفعل ذلک بمن خالف امرہ فیہ وان یعذبہ عذابا نکرا ابد الآباد و

اے گروہ مردم تحقیق وہ امام ہے اللہ کی جانب سے اور ہرگز نہ توبہ قبول کریگا اللہ کسی شخص کی کہ جو اوسکی ولایت کا انکار کرے اور نہ بخشے گا اللہ اوس انکار کرنیوالے کو حتماً واجب ہے اللہ پر کرنا اونکا واسطے اوس شخص کے

دهرا لدهور فاحذروا
ان تخالفوا فتصلوا نارا
وقودها الناس والحجارة
اعدت للكافرين × ×
× × × ×
× × × ×

کہ جو اوسکے حکم کی مخالفت کرے علی کے باب مین اور
یہ کہ عذاب کرے اوس مخالفت کرنے والے کو
عذاب سخت ہمیشہ اور ہمیشہ پس ڈرو تم لوگ اس
بات سے کہ مخالفت کرو تم اوسکی پس داخل ہوگے
تم ایسی آگ مین کہ ایندھن اوسکا آدمی ہین اور
پتھر ہین مہیا کی گئی ہے وہ آگ واسطے کافرون کے

ايها الناس لي والله بشّر
الاولون من النبيّين والمرسلين
وانا خاتم الانبياء و
المرسلين والحجة على جميع
المخلوقين من اهل السموات
والارضين ومن شك في ذلك
فهو كافر كفر الجاهلية الاولى
ومن شك في شيء من قولي فقد شك
في كلّ منه والشاك في ذلك فله النار

اے لوگو میرے ساتھ واللہ بشارت دیئے گئے
ہین پہلے لوگ نبیون سے اور رسولون سے اور
مین خاتم الانبیا والمرسلین ہون اور حجت ہون
تمام مخلوقات پر خواہ آسمانون کے رہنے والے ہون
خواہ زمینون کے اور جو شخص کہ شک کرے اس باب
مین پس وہ کافر ہے مثل کفر زمانۂ جاہلیت کے کہ جو
پہلے تھا اور جو شخص کہ شک کرے کسی شے مین میرے
اس قول سے پس تحقیق شک کیا اوسنے کل مین
اوسی امر نبوت سے اور شک کرنے والا اس مین جو ہے
اوسکے لئے آتش دوزخ ہے۔

معاشر الناس حباني الله بهذه
الفضيلة منا منه عليّ واحسانا
منه اليّ ولا اله الا هو له الحمد
منّي ابد الآبدين ودهر
الداهرين على كل حال

اے گروہ مردم عطا فرمائی ہے مجکو اللہ نے یہ
فضیلت در آنحالیکہ منت ہے اوسکے جانب سے
اوپر میرے اور احسان ہے اوسکے جانب سے میری
طرف اور نہین ہے کوئی معبود سوا اوسکے اوسی کے
واسطے حمد ہے میری جانب سے ہمیشہ اور ہمیشہ
اوپر ہر حال کے۔

معاشر الناس فضّلوا عليا
فانه افضل الناس بعدي من
ذكر وانثى بنا انزل الله الرزق
وبقي الخلق ملعون ملعون مغضوب
مغضوب على من ردّ قولي هذا

اے گروہ مردم فضیلت دو تم علی کو اس سبب
سے کہ وہ افضل ہے سب آدمیون سے میرے بعد
خواہ مرد ہون خواہ عورت ہمارے ہی سبب سے
نازل کرتا ہے رزق کو اور ہمارے ہی سبب سے
باقی ہے خلق لعنت کی گئی ہے لعنت کی گئی ہے

وان لم يرووا فقد الا ان جبرئيل
خبّرنی عن الله تعالىٰ بذلک
ویقول من عادی علیا و لم
یتولـه فعلیه لعنتی وغضبی
فلتنظر نفس ما قدّمت لغد
و اتقوا الله ان تخالفوه فتزلّ
قدم بعد ثبوتها ان الله خبیر
بما تعلمون

× × × × ×
× × × × ×
× × × × ×

معاشر الناس انه جنب
الله الذی ذکر فی کتابه
فقال تعالیٰ ان تقول یا
حسرتیٰ علیٰ ما فرطت فی
جنب الله ۔ معاشر الناس
تدبروا القرآن و افهموا آیاته
وانظروا الیٰ محکماته ولا
تتبعوا متشابهه فوالله لن یبیّن
لکم زواجره ولا یوضح لکم تفسیره
الّا الذی انا اخذ بیده ومصعده
الیّ وشائل بعضده ومعلمکم
انّ من کنت مولاه فهذا علی
مولاه وهو علی بن ابیطالب اخی
ووصیی وموالاته من الله عزّ و
جل انزلها علی
معاشر الناس ان علیا والطیّبین

غضب کیا گیا ہے غضب کیا گیا ہے اوس شخص پر
کہ جو میرے اس قول کو رد کرے اور اوس سے موافقت
نکرے آگاہ ہو تحقیق جبرئیل نے خبر دی ہے مجھکو اللہ تعالیٰ
کی طرف سے ساتھ اس بات کے کہ اللہ فرماتا ہے کہ جو
شخص دشمن رکھے گا علی کو اور نہ دوست رکھیگا
اوسکو پس اوسکے اوپر لعنت میری ہے اور غضب
میرا ہے پس چاہیئے کہ نظر کرے ہر نفس یعنی ہر شخص
کہ کیا آگے بھیجتا ہے واسطے کل کے یعنی واسطے روز
قیامت کے اور ڈرو تم اللہ کو اس بات سے کہ مخالفت
کرو تم اوسکی پس لغزش کھائیگا قدم بعد اوسکے ثابت
ہونے کے تحقیق اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ تم کرتے ہو۔
اے گروہ مردم تحقیق وہی علی جنب اللہ ہے کہ
کہ جسکا ذکر کیا ہے اللہ نے اپنی کتاب مین پس فرمایا
ہے (ترجمہ) ایسا نہو کہ کہے کوئی نفس کہ کیا افسوس
ہے اس بات پر کہ تقصیر کی مین نے جنب اللہ مین۔
اے گروہ مردم غور سے دیکھو قرآن کو اور سمجھو اوسکی
آیتون کو اور نظر کرو اوسکے محکمات کی طرف اور نہ پیروی
کرو اوسکے متشابہات کی پس واللہ نہ بیان کریگا واسطے
تمہارے اوسکے حکمون کو اور نہ واضح کریگا واسطے
تمہارے اوسکی تفسیر کو مگر یہ شخص کہ مین اوسکے ہاتھ
کو پکڑے ہوئے ہون اور اوسکو بلند کئے ہوئے ہون
اپنی طرف اور اوسکے بازو کو اوٹھائے ہوئے ہون اور
تمکو اس بات کا بتلانے والا ہون کہ مین جسکا مولیٰ ہون پس
علی بھی اوسکا مولی ہے اور یہ علی بن ابیطالب میرا بھائی ہے
اور میرا وصی ہے اور ولایت اوسکی اللہ عزوجل کی طرف
سے ہے کہ اوسنے میرے اوپر نازل کی ہے۔
اے گروہ مردم تحقیق علی اور پاکیزہ لوگ میری

من ولدي هم الثقل	اولاد مین سے وہی ثقل اصغر ہین اور قرآن ثقل اکبر
الاصغر والقرآن الثقل الاكبر	ہے پس ہر ایک خبر دینے والا ہے اپنی ساتھی سے موافق
فكل واحد منهم منبئ	ہے واسطے اوسکے یعنی قرآن اہلبیت کے مراتب کی خبر دینے
عن صاحبه موافق له لن	والا ہے اور اہل بیت قرآن کے معنی بیان کرنے والے
يفترقا حتى يردا علیّ الحوض	اور یہ دونون ایک دوسرے سے موافق ہین ہرگز نہ جدا
هم امناء الله في خلقه و	ہونگے یہ دونون یہانتک کہ وارد ہون میرے پاس
حكمائه في ارضه الا وقد اديت الا	حوض کوثر پر یہ لوگ امین ہین خدا کے اوسکی خلق مین اور
وقد بلغت الا وقد اسمعت الا	حکیم ہین اوسکی طرف سے اوسکی زمین مین آگاہ ہو کہ تحقیق
وقد اوضحت الا وان الله عزّ وجلّ	کہ ادا کیا مین نے رسالت کو آگاہ ہو کہ تحقیق پہونچا دیا مین نے
قال وانا قلت عن الله عز و	آگاہ ہو کہ تحقیق سنا دیا مین نے آگاہ ہو کہ تحقیق واضح
جل الا انه ليس امير المومنين	کر دیا مین نے آگاہ ہو کہ تحقیق اللہ عز وجل نے فرمایا ہے
غير اخي هذا ولا تحلّ امرة	اور مین کہتا ہون اللہ عز وجل کے جانب سے کہ آگاہ ہو کہ
المومنين بعدي لاحد غيره	تحقیق نہین ہے کوئی امیر المومنین سوا میرے اس بھائی کے
ثم ضرب بيده الى عضده	اور نہین حلال ہے امارت مومنون کی بعد میرے واسطے
فرفعه وكان منذ اول	کسی شخص کے سوا اوسکے (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے
ما صعد رسول الله صلى الله عليه	ہین کہ) بعد اوسکے رسولخدا نے اپنے ہاتھ سے علی علیہ السلام کا
وآله وسلم شال عليا حتى	بازو پکڑا پھر اونکو بلند کیا اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ
صارت رجله مع ركبة رسول الله	وآلہ جب سے کہ منبر پر تشریف لے گئے تھے علی کو اوٹھائے ہوئے
صلى الله عليه وآله وسلم قال معاشر الناس هذا علي اخي	تھے یہانتک کہ آپ کے پانون رسولخدا کے زانو کے برابر ہوگئے[1]
ووصيي وواعي[2] علمي وخليفتي على امتي و	بعد اوسکے فرمایا رسولخدا نے کہ اے گروہ مردم یہ علی ہے میرا
على تفسير كتاب الله عز وجل والداعي	بھائی اور میرا وصی اور یاد رکھنے والا میرے علم کا اور خلیفہ میرا

[1] جیسے اس خطبہ مین حضرت علی کے پاے مبارک رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زانوی اقدس تک پہونچ گئے تھے ویسے ہی دیکھو خطبہ تاریخ روضۃ الصفا صفحہ کتاب ہذا ۱۲۔

[2] اس خطبہ مبارکہ مین واعی علمی ہے یعنی علی یاد رکھنے والا میرے علم کا ہے۔ اور اس لفظ مبارک کے ثبوت مین خود کلام الٰہی ناطق ہے جیسا کہ سورہ الحاقہ مین ہے وتعیہا اذن واعیۃ یعنی تاکہ یاد رکھین اوس نصیحت کو ایسے کان کہ جو سننے والے اور یاد رکھنے والے ہین اکثر تفاسیر مین آیہ مبارکہ سے مراد گوش مبارک علی علیہ السلام ہین چنانچہ تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۶ صفحہ ۲۶۰ مین ہے اخرج سعید بن منصور وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ عن مکحول قال لما نزلت وتعیہا اذن واعیۃ قال رسول اللہ صلعم سالت ربی ان یجعلہا اذن علی قال مکحول فکان علی یقول ما سمعت من رسول اللہ صلعم فنسیتہ الہ وحفاظ حدیث نے مکحول سے روایت کی ہے کہ جسوقت نازل ہوئی یہ آیت وتعیہا اذن واعیہ فرمایا رسولخدا نے کہ مین نے سوال کیا ہے اپنے پروردگار سے اس بات کا کہ گردانے اون کانون کو کہ جنکی صفت اس آیت مین ہے کان علی کے مکحول نے کہا ہے کہ علی کہتے تھے کہ مین نے رسولخدا سے کوئی بات نہین سنی کہ جسکو بھول گیا ہون۔

الیہ والعامل بما یرضاہ والمحارب
لاعدائہ والموالی علی طاعتہ و
الناھی عن معصیتہ خلیفۃ رسول اللہ
وامیر المومنین[له] وامام الھادی
وقاتل الناکثین والقاسطین
والمارقین بامر اللہ اقول
ما یبدل القول لدیّ بامر
ربی اقول اللھم وال من
والاہ وعاد من عاداہ والعن
من انکرہ واغضب علی
جحد حقہ اللھم انک انزلت علی
ان الامامۃ بعدی لعلی ولیّک
عند تبیانی ذٰلک ونصبی ایّاہ
بما اکملت لعبادک من
دینھم واتممت علیھم بنعمتک
ورضیت لھم الاسلام دینا
فقلت ومن یبتغ غیر الاسلام
دینا فلن یقبل منہ وھو فی
الاخرۃ من الخاسرین اللھم انی
اشھدک وکفی بک شھیدا
انی قد بلغت

میری امت پر اور تفسیر کتاب اللہ عزوجل پر اور بلانے
والا طرف اوسکے اور عمل کرنیوالا ساتھ اوس چیز کے کہ اللہ کو
راضی رکھے اور لڑنے والا دشمنان خدا سے اور یاری کرنے
والا طاعت خدا پر اور منع کرنے والا اوسکی معصیت سے
خلیفہ رسولخدا کا اور امیر مومنون کا اور امام ہدایت
کرنے والا اور قتل کرنے والا ناکثین اور قاسطین و مارقین
کا بحکم خدا کہتا ہون مین کہ نہین بدلی جاتی ہے بات میرے
پاس ساتھ حکم پروردگار میرے کے کہتا ہون مین کہ اے
اللہ دوست رکھ اوسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن
رکھ اوسکو جو دشمن رکھے علی کو اور لعنت کر اوس شخص
پر جو انکار کرے اوسکا اور غضب نازل کر اوس شخص پر
جو انکار کرے اوسکے حق کا اے اللہ تحقیق تونے نازل کیا
اوپر میرے یہ امر کہ امامت بعد میرے واسطے علی کے ہے کہ
جو تیرا ولی ہے قریب بیان کرنے میرے کے اس بات کو اور
نصب کرنے میرے کے اوسکو بہ سبب اسکے کہ کامل کیا تونے
واسطے اپنے بندون کے اونکے دین کو اور تمام کیا تونے
اون پر اپنی نعمت کو اور راضی ہوا تو اون سے از روی
دین اسلام کے پس فرمایا تونے ترجمہ آیت اور جو شخص کہ
طلب کرے سوا اسلام کے کوئی دین تو نہ قبول کیا جائیگا
اوس سے اور وہ شخص آخرت مین ہے نقصان پانے
والا اے میرے اللہ مین تجھکو گواہ کرتا ہون اور
تو کافی گواہ ہے کہ تحقیق پہونچا دیا مین نے تیری رسالت کو

معاشر الناس انما اکمل اللہ

اے گروہ مردم سوا اسکے نہین ہے کہ کامل کیا ہے

[له] مودۃ القربی سید علی ہمدانی کے مودۃ رابعہ مین حدیث ششم مین ہے۔ وعن حذیفۃ قال قال رسول اللہ لو علم الناس ان علیاً متی سمی امیر المومنین ما انکروا فضلہ سمی امیر المومنین وآدم بین الروح والجسد۔ اور حذیفہ سے مروی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ اگر لوگون کو معلوم ہو کہ علی کب امیر المومنین کے نام زد ہوئے تو کبھی انکی فضیلت کا انکار نکرین علی اوسوقت امیر المومنین کے نام سے نام زد ہوئے جبکہ آدم علیہ السلام روح اور بدن کے درمیان تھے۔

[۵۲] قال ابن الاثیر فی النہایہ الناکثین اصحاب الجمل والقاسطین اہل صفین والمارقین الخوارج ابن اثیر نہایہ مین لکھتے ہین کہ ناکثین سے اہل جمل اور قاسطین سے اہل صفین اور مارقین سے خوارج مراد ہین۔

عزوجل دينكم بامامته فمن لم يأتم به وبمن يقوم مقامه من ولدى من صلبه الى يوم القيامة والعرض على الله عزّ وجلّ فاولئك الذين حبطت اعمالهم وفى النار هم خالدون لا يخفف عنهم العذاب ولا هم ينظرون

اللہ عزوجل نے تمہارے دین کو بسبب اوسکے امامت کے پس جو شخص نہ امام سمجھے اوسکو اور اوس شخص کو کہ جو اوسکا قائم مقام ہو میری اولاد مین سے کہ جو علی کے پشت سے ہوگی قیامت تک اور اوس دن تک کہ سامنے ہونگے لوگ اللہ عزوجل کے پس یہ لوگ کہ جو علی اور اوسکی اولاد کو امام نہ سمجھین ایسے لوگ ہین کہ برباد ہوگئے اعمال اونکے اور آتش جہنم مین وہ لوگ ہمیشہ رہنے والے ہین نہ کم کیا جائیگا اون سے عذاب اور نہ وہ مہلت دیئے جائینگے۔

معاشر الناس هذا على انصركم لى واحقكم بى واقربكم الىّ واعزّكم علىّ والله عزوجل وانا عنه راضيان وما نزلت آية رضى الّا فيه وما خاطب الله الذين آمنوا الا بدأ به ولا نزلت آية المدح فى القرآن الّا فيه ولا شهد الله بالجنة فى هل اتى[1] على الانسان الّا له ولا انزلها فى سواه ولا مدح بها غيره

اے گروہ مردم یہ علی ہے کہ تم سے زیادہ میری مدد کرنے والا ہے اور تم سے زیادہ میرے اوپر اوسکا حق ہے اور تم سے زیادہ میرا قریب ہے اور تم سے زیادہ مجھکو عزیز ہے اور اللہ عزوجل اور مین دونون اوس سے راضی ہین اور نہین نازل ہوی کوئی آیت رضامندی کی مگر اوسکے باب مین اور نہین خطاب کیا اللہ نے مومنون سے مگر ابتدا کے ساتھ اوسکے اور نہین نازل ہوی کوئی آیت مدح کی قرآن مین مگر اوسی کے باب مین اور نہین گواہی دی اللہ نے ساتھ جنت کے بیچ سورہ ھل اتی کے مگر واسطے اوسکے اور نہین نازل کیا اللہ نے اس سورہ کو سوا اوسکے اور کسی کے باب مین اور نہین مدح کی اللہ نے ساتھ اس سورہ کے اوسکے غیر کے۔

معاشر الناس سيكون من بعدى ائمة يدعون الى النار ويوم القيامة لا ينصرون معاشر الناس

اے گروہ مردم عنقریب ہونگے میرے بعد ایسے امام کہ بلائینگے طرف آتش دوزخ کے اور بروز قیامت نہ مدد کئے جائینگے وہ لوگ اے گروہ مردم تحقیق اللہ اور مین اون لوگونسے

---

[1] یہ سورہ ہل اتی علی الانسان جسکی آیت ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا واقع ہے۔ شبلی صاحب اپنے سیرت النبی حصہ اول صفحہ ۱۴۴ مین صرف اسقدر لکھتے ہین "قرآن مجید مین جہان خدا نے بندگان خاص کے اوصاف بتلائے ہین وہان فرمایا ہے (ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا) چونکہ یہ سورۂ مبارکہ خاص جناب امیر المومنین علی علیہ السلام کے شان مین اترا ہے اسلئے شبلی صاحب بندگان خاص لکھکر رہگئے حالانکہ عقد الفرید مین جہان اوس مشہور مناظرہ کا ذکر ہے جس مین مامون الرشید ایک طرف اور چالیس فقہا مشاہیر کا مد مقابل تھا اوس مین سورہ ہل اتی کا جناب علی علیہ السلام کے شان مین نازل ہونا قبول کیا گیا ہے۔ اور تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۶ صفحہ ۲۹۹ مطبوعہ مصر مین یہ حدیث ہے واخرج ابن مردویہ عن ابن عباس فی قولہ ویطعمون الطعام علی حبہ الآیۃ قال نزلت ہذہ الآیۃ فی علی بن ابیطالب وفاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم یہی مضمون تفسیر فتح القدیر شوکانی حصہ چہارم مین ہے اور دیکھو تفسیر ابی سعود حاشیہ جلد ۸ صفحہ ۳۶۵ و تفسیر فخر الدین رازی صفحہ ۱۹۵ جلد ۸ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ اور تفسیر اسباب النزول واحدی صفحہ ۳۳۱ مطبوعہ مصر ۱۳۱۵ھ۔

ان اللہ وانا بریئان منہم ۔	دونون بری ہین ۔
معاشر الناس ان اللہ قد امرنی	اے گروہ مردم تحقیق اللہ نے مجھکو امر فرمایا اور نہی
ونہانی وقد امرت علیا و	فرمائی اور مین نے علیؑ کو امر کیا اور نہی کی پس جان لیا اوسنے
نہیتہ فعلم الامر والنہی من	امر و نہی کو اپنے پروردگار عزوجل کی طرف سے پس سنو تم لوگ
ربہ عزوجل فاسمعوا لامرہ تسلموا	اوس کے حکم کو تاکہ سالم رہو تم اور اطاعت کرو تم اوسکی
واطیعوہ تہتدوا وانتہوا لنہیہ	تاکہ ہدایت پاؤ تم اور باز رہو تم بسبب اوسکے منع کرنے
ترشدوا وصیروا الی مرادہ	کے پس رشد پاؤ تم اور جاؤ تم طرف اوسکے مراد کے اور نہ
ولا تتفرق[1] بکم السبل عن سبیلہ	متفرق کردین تمکو راستے اوسی علی کی راہ سے مین صراط مستقیم
انا الصراط المستقیم الذی	ہون کہ حکم کیا ہے اللہ نے میری پیروی کرنے کا پھر علی میرے
امرکم باتباعی ثم علیؑ من	بعد صراط مستقیم ہی پھر میری اولاد ہے جو علی کی پشت سے
بعدی ثم ولدی من صلبہ ائمۃ	ہے وہ لوگ ایسے امام ہین کہ ہدایت کرینگے ساتھ حق کے اور
یہدون الی الحق وبہ یعدلون	ساتھ اوسی حق کے عدل کرینگے بعد اوسکے پڑھا حضرت نے
ثم قرأ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	الحمد للہ رب العالمین آخر سورہ تک اور فرمایا کہ میرے باب
الحمد للہ رب العلمین الی اخرہا وقال	مین یہ سورہ نازل ہوا ہے اور اونہین آئمہ کے باب مین
فیّ نزلت وفیہم نزلت ولہم عمّت و	نازل ہوا ہے اور اونکے واسطے عام ہے اور اونہین کیلئے
بایّاہم خصّت اولئک اولیاء اللہ لا	مخصوص ہے وہ لوگ دوست ہین خدا کے کہ نہ خوف
خوف علیہم ولا ہم یحزنون الا ان	ہے اون پر اور نہ وہ لوگ غمگین ہونگے یعنی قیامت مین
حزب اللہ ہم الغالبون + + + + +	آگاہ ہو کہ تحقیق گروہ اللہ کا جو ہے وہی لوگ غالب ہین
معاشر الناس القران یعرفکم	اے گروہ مردم قرآن بتاتا ہے تمکو کہ تحقیق ائمہ بعد
ان الائمۃ من بعدہ ولدہ وعرفتکم انہ	اوسکے اوسکی اولاد سے ہونگے اور مین نے بھی تمکو بتا
منی وانا منہ حیث یقول اللہ عزوجل	دیا ہے کہ وہ یعنی علی مجھسے ہے اور مین اوس سے ہون

[1] یہ حصہ خطبہ مبارکہ کا آخر آیہ کریمہ سورہ انعام کے اس آیت کی تفسیر مین ہے ۔ وان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ اور یہ (یعنی علی) کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے تو اوسی پر چلے جاؤ اور دوسرے راستون پر نہ چلو کہ وہ تمکو خدا کے راستے سے جدا کرکے تتر بتر کردینگے چنانچہ تفسیر فتح البیان مولوی صدیق حسن خان ص۲۴۳ جلد سیوم مین ہے ۔ اخرج احمد وابن حمید والبزار والنسائی وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ والحاکم وصححہ وابن مردویہ عن ابن مسعود قال خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطا بیدہ ثم قال ہذا سبیل اللہ مستقیما ثم خط خطوطا عن یمین ذلک الخط وعن شمالہ ثم قال وہذہ السبل لیس منہا سبیل الا علیہ شیطان یدعو الیہ ثم قرأ ہذہ الآیۃ وقال ابن عباس السبل الضلالات ۔ یعنی امام احمد وابن حمید والبزار والنسائی وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ اور حاکم اور ابن مردویہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم نے ایک سیدھا خط کھینچا اور فرمایا کہ یہ راہ خدا ہے جو سیدھی ہے پھر کچھ خطوط داہنے بائین کھینچے اور فرمایا کہ یہ وہ راستے ہین کہ جن پر شیطان مسلط ہے اور اونکی طرف دعوت دیتا ہے پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی ابن عباس نے کہا ہے کہ اس سے گمراہی کے راستے مراد ہین ۔ اور اسی آیت کی تفسیر مین امام قندوزی حنفی اپنے ینابیع المودۃ ص۱۱۱ مطبوعہ اسلامبول سنہ ۱۳۰۱ مین لکھتے ہین فی المناقب عن محمد الباقر وجعفر الصادق علیہما السلام قالا الصراط المستقیم الامام ولا تتبعوا السبل یعنی غیر الامام فتفرق بکم عن سبیلہ دکن سبیلہ ۔

وجعلها کلمۃً[1] باقیۃً فی عقبہ وقلت لن تضلوا ما تمسکتم بھما ++++

جس جگہ کہ فرمایا ہے اللہ عزوجل نے کہ گردانا ابراہیم نے اوسکو ایسی بات کہ جو باقی رہنے والی ہے اوسکی اولاد مین اور کہہ چکا ہون مین کہ نہ گمراہ ہوگے تم لوگ جب تک کہ تمسک کروگے تم ساتھ اونہین دو نون کے یعنی ساتھ قرآن اور اہل بیت کے

معاشر الناس من یطع اللہ و رسولہ و علیاً والائمۃ الذین ذکرتھم فقد فاز فوزا عظیما۔

اے گروہ مردم جو شخص اطاعت کرے اللہ کی اور اوسکے رسول کی اور علی کی اور ان امامون کی کہ ذکر کیا ہے مین نے اونکا پس تحقیق رستگاری پائی اوسنے رستگاری عظیم۔

جس طرح رسولخدا نے حضرت علی کے بارے مین فرمایا ہے کہ علی مجھسے ہے اور مین علی سے ہون ویسے ہی حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے مین بھی وارد ہے چنانچہ صحیح ترمذی ابواب المناقب مین ہے۔

قال الترمذی حدثنا الحسن بن عرفۃ نا اسمعیل بن عیاش عن عبداللہ بن عثمان بن خیثم عن سعید بن راشد عن یعلی بن مرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط ھذا حدیث حسن (ترجمہ) کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہمسے حسن بن عرفہ نے اسمٰعیل بن عیاش سے کہا اوس نے حدیث کی ہمسے عبداللہ بن عثمان بن خیثم نے سعید بن راشد سے اوس نے یعلی بن مرہ سے کہ فرمایا رسولخدا نے حسین مجھسے ہے اور مین حسین سے ہون دوست رکھتا ہے اللہ اوسکو جو حسین کو دوست رکھتا ہے حسین ایک سبط ہے اسباط سے یہ حدیث حسن ہے اسباط جمع ہے یعنی نو فرزند[2] حسین کے اسباط ہین اور حضرت امام حسینؑ ایک سبط ہین یہ دسؔ ہوئے اور اون جناب کے بڑے بھائی حضرت حسن علیہ السلام یہ سبط اکبر ہین جو مع اپنے پدر جناب علی علیہ السلام ابو السبطین کے اثنا عشر ائمہ ہوگئے یہی سب کے سب صراط مستقیم ہین جیسا کہ حضرت پیغمبر صلوات اللہ علیہ وآلہ نے خطبہ مین ارشاد فرمایا ہے۔

چنانچہ ملا باذل رحمہ اللہ نے جو خطبہ مبارکہ کو نظم کیا ہے اس موقع کی یہ نظم نقل کیجاتی ہے۔

منم ایہا الناس آن مستقیم صراطی کہ پروردگار علیم	بہ تبعیت آن شدہ رہنمائے بود از پئے من علی پیشوائے
چنین از پئے او ہمان چندتن کہ از صلب وبند اولاد من	بتحقیق باشند امامان دین بحق رہنمائے عدالت گزین
وزان بعد الحمد را با تمام بخواند و بفرمود خیر الانام	کہ نازل شد این سورہ در شانشان بشان ہمان جانشینان من
ور ایشان بود عام وازبہرشان بود خاص بے شرکت دیگران	کہ ایشان بوند اولیائے خدا بر آن سرور آن خوف نبود روا
نباشند خود نیز اندوہناک کہ بودند در حکم یزدان پاک	بدانید اے مردمان آشکار کہ غالب بود لشکر کردگار

ارشاد پیغمبر سے خود حضرت کا صراط مستقیم ہونا اور بعد رسولخدا جناب علی اور اونکی اولاد کا صراط مستقیم ہونا یعنی سورۂ فاتحہ کا محمد وآل محمد کے شان مین نازل ہونا اور اونہین کے لئے عام اور خاص ہونا حدیث پیغمبر سے معلوم کرچکے۔

---

[1] اور آیہ کریمہ جعلها کلمۃ باقیۃ فی عقبہ کی تفسیر مین ینابیع المودۃ صـ مین ہے فی المناقب الثابت الثمالی عن علی بن الحسین عن ابیہ عن جدہ امیر المومنین علی علیہم السلام قال فینا نزل قول اللہ عزوجل وجعلها کلمۃ باقیۃ فی عقبہ ای جعل الامامۃ فی عقب الحسین الی یوم القیمۃ۔

چنانچہ روی الثعلبی فی تفسیرہ قال مسلم بن حیان سمعت ابا بریدۃ یقول صراط محمد و آلہ یعنی امام ثعلبی نے اپنی تفسیر مین مسلم بن حیان سے روایت کی ہے کہ ابا بریدہ نے کہا ہے کہ صراط المستقیم سے مراد محمد اور آل محمد ہین۔

اور تفسیر معالم التنزیل البغوی مین ہے قال ابو العالیۃ والحسن رسول اللہ و آلہ وصاحباہ یعنی صاحب معالم التنزیل البغوی نے لکھا ہے کہ ابو العالیہ اور حسن بصری نے روایت کی ہے کہ صراط مستقیم رسول اللہ اور اونکے آل اور اصحاب مراد ہین۔

وقال عبد الرحمن بن زید ان رسول اللہ واہل بیتہ اور عبد الرحمن بن زید نے کہا ہے کہ صراط المستقیم رسول خدا اور اونکے اہل بیت ہین۔

یہ سورۂ فاتحہ سہ ترجمہ قرآن مجید سے نقل ہے۔ اول ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی دوسرا شاہ رفیع الدین تیسرا ترجمہ شاہ عبد القادر ہے۔

سورۃ الفاتحۃ مکیۃ وھی سبع آیات

بسم اللہ الرحمن الرحیم (۱)

بنام خدای بخشایندہ مہربان

شروع کرتا ہون ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

الحمد للہ رب العلمین (۲)	الرحمن الرحیم (۳)	ملک یوم الدین (۴)
ستایش خدا راست پروردگار عالمہا	بخشایندہ مہربان	خداوند روز جزا
سب تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالمون کا	بخشش کرنے والا مہربان	خداوند دن جزا کا
سب تعریف اللہ کی ہے جو صاحب سارے جہان کا ہے	بہت مہربان نہایت رحم والا	مالک انصاف کے دن کا

ایاک نعبد و ایاک نستعین (۵)	اھدنا الصراط المستقیم (۶)
ترا می پرستیم و از تو مدد می طلبیم	بنما ما را راہ راست
تجھی کو عبادت کرتے ہین ہم اور تجھی سے مدد چاہتے ہین ہم	دکھا ہمکو راہ سیدھی
تجھی کو ہم بندگی کرین اور تجھی سے مدد چاہین	چلا ہمکو راہ سیدھی

صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین (۷)

راہ آنانکہ اکرام کردۂ بر ایشان بجز آنانکہ خشم گرفتہ شد بر آنہا و بجز گراہان ۔ [۱] فتح الرحمن

راہ اون لوگون کی کہ نعمت کی ہے تونے اوپر اونکے سوای اون کے جو غصہ کیا گیا اوپر اونکے اور نہ گمراہون کی

راہ اونکی جن پر تونے فضل کیا نہ جن پر غصہ ہوا اور نہ بہکنے والے ۔ [۲] موضح القرآن

[۱] فتح الرحمن شاہ ولی اللہ مین ہے۔ مراد از آنانکہ اکرام کردہ شد بر آنہا چار فرقہ اند نبیین صدیقین شہدا و صالحین و مراد از آنکہ خشم گرفتہ شد بر آنہا یہود اند و گمراہان نصاریٰ الہین قبول کن دعا ما را (فتح الرحمن ۱۲) [۲] موضح القرآن شاہ عبد القادر۔ جن پر تونے فضل کیا اون سے چار فرقے مراد ہین نبیین اور صدیقین اور شہدا و صالحین جن پر غصہ ہوا اون سے یہود اور گمراہون سے نصاریٰ مراد ہین یہ سورت اللہ صاحب نے بندون کے زبان سے فرمائی کہ اس طرح کہا کرین۔

شاہ ولی اللہ اور انکے بیٹے شاہ عبد القادر سورہ فاتحہ کے منعم علیہم کو چار فرقے مراد لیتے ہین یہ چار فرقے نہین ہین بلکہ یہ ایک جماعت ہے اور وہ محمد و آل محمد علیہم السلام ہین جو آل ابراہیم و اسمعیل علیہم السلام ہین جن پر نماز مین درود بھی ہے اور سلام بھی ہے درود

اللھم صل علیٰ محمد و اٰل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و اٰل ابراھیم انک حمید مجید

پھر السلام علینا و علیٰ عباد اللہ الصالحین اس دوسرے سلام مین جو لفظ عباد اللہ الصالحین ہے یہ بھی آل محمد ہین جسکے لفظ عباد اللہ کے لئے دیکھو سورہ ہل اتیٰ۔

چنانچہ کتاب منصب امامت مولوی محمد اسمعیل شہید نبیرہ شاہ ولی اللہ ص۱۴۲ مطبوعہ فاروقی دہلی سورہ ہل اتیٰ کے اس آیہ مبارکہ کی تفسیر مین ہے۔

ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجھا کافورا عینا یشرب بھا عباد اللہ یفجرونھا تفجیرا

بیشک نیکوکار لوگ شراب کے وہ ساغر پئین گے جسمین کافور کی آمیزش ہوگی یہ ایک چشمہ ہے جسمین خدا کے خاص بندے پئین گے اور جہان چاہینگے بہا لے جائینگے مراد عباد اللہ درین مقام حضرت مرتضیٰ و حضرت زہرا و امامین شہیدین علیہم السلام اند (منصب امامت ص۱۴۲)

اور (سورہ ہل اتیٰ کے لئے) دیکھو تفسیر عزیزی فارسی ملقب بہ فتح العزیز پارہ ۲۹ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور جسکی تفسیر صفحہ ۲۳۰ سے شروع ہے۔

واز ہمین مقام گفتہ اند کہ حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ ملک دنیا را بسنان خود گرفتہ اند و ملک عقبیٰ را بسہ نان خریدہ اند۔	اسی مقام مین کہا گیا ہے کہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے دنیا کو اپنے سنان سے اور عقبیٰ کو سہ نان سے خرید لیا ہے۔

اور صالح کے لئے دیکھو آیہ سورہ تحریم صالح المومنین جس سے مراد خاص جناب امیر علیہ السلام ہین دیکھو تفسیر ثعلبی و حسینی در فتح البیان مولوی صدیق حسن خان در فتح القدیر شوکانی وغیرہ۔ عن اسماء بنت عمیس قالت سمعت النبی صلعم یقول صالح المومنین علی بن ابی طالب اخرجہ ابن مردویہ۔ فتح البیان جلد ۹ ص۲۴۲

ایک جماعت ہونے کا ثبوت شاہ عبد القادر سے

قولہ تعالیٰ و من خلقنا امۃ یھدون بالحق و بہ یعدلون۔ اور جن لوگون سے پیدا کیا ہم نے ایک جماعت ہے کہ راہ دکھاتے ہین ساتھ حق کے اور ساتھ اوسکے عدل کرتے ہین جسکی تفسیر مین شاہ عبد القادر لکھتے ہین یعنی شرع پر (۱۲ موضح القرآن)

اسی شرع پر رسولخدا نے بروز غدیر خم جناب علی علیہ السلام کو امیر مقرر کیا دیکھو کتاب حدیقۃ الحقیقۃ[۱] حکیم سنائی[۲] ص۲۹۹ کا ساتوان شعر مطبوعہ نولکشور ۱۳۰۴ھ ۱۸۸۶ء

نائب مصطفیٰ بروز غدیر — کرد بر شرع خود مراد امیر

اور ایک جماعت ہونے کا ثبوت شاہ ولی اللہ سے۔ ازالۃ الخفا ص۹ مطبوعہ صدیقی بریلی ۱۲۸۶ھ مین ہے۔

واین جماعت کہ بوضع طبعی خلفای انبیا اند در شریعت مسمی اند بصدیقین و شہدا و صالحین و این مضمون مستفاد میشود ازین دو آیہ کریمہ قال اللہ تعالیٰ علیٰ لسان عبادہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم

[۱] تو ضیح (حدیقہ) کشف الظنون مین ہے۔ حدیقۃ الحقیقۃ و شریعۃ الطریقۃ المعروف بفخری نامہ فارسی منظوم لابی المجد مجدود بن آدم الشہیر بالحکیم السنائی المتوفی فی خمس و خمسین و خمسمائۃ ۵۵۵ھ۔
[۲] مدح حکیم سنائی مثنوی مولوی روم مین ہے۔ بشنو از قول سنائی حرمہ مرزہ معنی تا واقف کسی بر گزیدہ آن حکیم غزنوی شیخ کبیر و گفتہ است این پند نیکو یاد گیر۔

وقال الله تبارک وتعالی اولٰئک مع الذین انعم الله علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا اور یہ جماعت یعنی صدیقین وشہداء صالحین کی جو وضع طبعی سے خلفاء انبیا ہین جنکا نام شریعت مین الفاظ مذکورہ سے ہے یہ مضمون ان دو آیتون سے فائدہ دیتا ہے۔

پہلی آیت بندون کے زبان سے خدا نے ارشاد فرمایا ہے جیسا کہ ترجمہ سورہ فاتحہ مین گذرا۔ اور دوسری آیت کا حاصل ترجمہ یہ لوگ ساتھ اون لوگون کے ہین کہ نعمت کی ہے اللہ نے اوپر اون کے پیغمبرون سے صدیقون سے اور شہیدون سے اور صالحون سے اور اچھے ہین یہ لوگ رفیق۔

عبارت مذکورہ سے پہلے لفظ جماعت کے ثبوت کی یہ عبارت ہے۔

ازمیان امت جمعے ہستند کہ جوہر نفس ایشان قریب بجوہر نفوس انبیا مخلوق شدہ و این جماعت دراصل فطرت خلفاء انبیا اند یعنی اس امت مین ایک ایسی جماعت ہے کہ جنکی خلقت جوہر نفوس انبیا کے قریب خلق کی گئی ہے اور یہی جماعت اصل فطرت مین خلفاء انبیا ہین۔ (صہ ۹ ازالۃ الخفا)

جب یہ امر متحقق ہوگیا کہ سورہ فاتحہ مین جو جماعت منعم علیہم ہے وہ نبیین سے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہین جو خاتم النبیین ہین جنکے بعد تین فرد ین خلفاء انبیا کی ہین پس سورہ فاتحہ مین نبوت کے بعد خلافت یعنی امامت ہے اور اونکی تعداد بارہ کی ثابت ہے پس وہ ائمہ اثناعشر علیہم السلام ہین۔

جنکو شاہ ولی اللہ نے چار فرتے قرار دیکر لکھا تھا اونہین کی عبارت (مذکورہ) مین لفظ جماعت لکھا ہے جس سے یہ امر واضح ومبیّن ہوگیا۔ کہ اس امت مین ایک جماعت ایسی ہے جو جوہر نفوس انبیا کے قریب پیدا کی گئی ہے اور وہی اصل وحقیقت مین خلفاء انبیا ہین پس وہی منعم علیہم ہین اور وہ آل محمد علیہم السلام ہین جنکے اول جناب علی علیہ السلام صدیقین سے اور بعدہٗ جناب حسنین مجتبیٰ علیہما السلام شہداء سے اور باقی نو اولاد جناب امام حسین علیہ السلام صالحین سے یہ سب اثنا عشر ائمہ ہوگئے۔ دیکھنا یہ ہے کہ بعد رسول خدا اصحاب یہ سورہ فاتحہ کو نماز مین پڑھتے ہوئے کس کی راہ پر چلنے یا ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے تھے نیز تابعین کسکی راہ پر چلنا تصور کرتے تھے۔

تفسیر معالم التنزیل بغوی مین عکرمہ کا قول مذکور ہے قال عکرمۃ النبیون ھہنا محمد والصدیق ابوبکر والشہداء عمر وعثمان وعلی والصالحین سایر الصحابۃ یعنی عکرمہ کہتا ہے کہ نبیین سے مراد محمد رسول اللہ اور صدیق سے ابوبکر اور شہدا مین عمرو عثمان اور علیؑ اور صالحین مین کل صحابہ ہین۔

عکرمہ کا یہی طریقہ تھا جسکا وہ راوی ہے جبکی حقیقت کلام الٰہی کے خلاف ہے کیونکہ حضرات منعم علیہم آل ابراہیم واسمٰعیل علیہما السلام سے ہین کیونکہ انہین کو نبوت وامامت دیگئی ہے۔

خود کلام مجید مین لفظ صدیق وصدیقہ جن کے لئے آیا ہے مثل حضرت ادریسؑ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یوسفؑ پیغمبران کے اور حضرت مریم صدیقہ غیر انبیا مین یہ سب کے سب مصطفےٰ ومجتبیٰ اور منعم علیہم ہین یہی وجہ ہے کہ رسالتمآب نے جناب امیرؑ کو صدیق اکبر اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کو صدیقہ کبریٰ ارشاد فرمایا ہے (دیکھو صہ ۲۹۲ سطر ۱۵۔ کتاب ہذا)

ایسے ہی لفظ شہدا ہے چنانچہ آخر سورہ حج مین شہداء علی الناس اونہین کے لئے مخصوص ہے جو مجتبیٰ ہو چکے ہین -
نیز صالحین وہی لوگ ہین جو مجتبیٰ کئے جا چکے ہین جسکی یہ آیت دلالت کرتی ہے دیکھو (سورہ نون والقلم) فاجتبٰہ ربہ فجعلہ
من الصالحین - پس برگزیدش پروردگار او پس ساخت از جملہ صالحان (فتح الرحمن)
اس آیہ کریمہ نے عکرمہ کے سایر الصحابہ کو داخلہ صالحین سے خارج کر دیا پس آیہ منعم علیہم مین جو لفظ صدیقین ہے اوس سے
جناب علی مرتضیٰ اور لفظ شہدا سے حضرت حسنین مجتبیٰ اور لفظ صالحین سے نو اولاد امام حسین علیہ السلام اسباط پیغمبر سے مراد
ہین یہ کل بارہ اشخاص ہوئے یہی آل محمد ہین جو اصل و حقیقت مین خلفا انبیا ہین جنکی خلقت جوہر انبیا سے خلق کی گئی ہے -
یہی حضرات مصطفیٰ اور مجتبیٰ اور مرتضیٰ اور مختار کے الفاظ سے منتخب ہو کر آیہ تطہیر مین داخل ہین مثال کے لئے دیکھو آیہ تطہیر مریم
(سورہ آل عمران) -

یامریم ان اللہ اصطفٰک وطہرک	اے مریم تمکو خدا نے مصطفیٰ کر کے طاہرہ قرار دیا اور سارے
واصطفٰک علےٰ نساء العالمین	دنیا وجہان کی عورتون مین سے تمکو منتخب کیا -

دیکھو پہلی آیت جس مین لفظ اجتبیٰ مقدم ہے صالحین پر اور اس آیہ مریم مین اصطفیٰ مقدم ہے طہارت پر اس رتبہ کے بعد
حضرت مریم صدیقہ قرار پائین قولہ تعالیٰ وامہ صدیقۃ اور اونکی ماں (یعنی حضرت عیسیٰ کی) صدیقہ تھین دیکھو (سورہ مائدہ) -
یہ انتخاب خدا نے اپنے ہی اختیار مین رکھا ہے چنانچہ بمصداق القران یفسر بعضہ بعضاً یہ آیت سورہ قصص کی لکھی جاتی ہے -

وربک یخلق ما یشاء ویختار وما کان	اور تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور
لہم الخیرۃ ط	جسے چاہتا ہے انتخاب کرتا ہے یہ انتخاب لوگون کے اختیار مین نہین ہے

چنانچہ خدا نے جب حضرت ابراہیمؑ کو صراط مستقیم اور ہادی قرار دیا تو سب سے پہلے مجتبیٰ گردانا - دیکھو آیہ (سورۃ النحل)

ان ابراہیم کان امۃ قانتاً للہ حنیفاً	اس مین شک ہی نہین کہ ابراہیم (لوگون کے) پیشوا خدا کے
ولم یک من المشرکین شاکراً	فرمان بردار بندے اور باطل سے کترا کے چلنے والے اور مشرکین سے
لانعمہ اجتبٰہ وھدٰہ الےٰ	(ہرگز) نہ تھے اسکی نعمتون کے شکر گذار اونکو خدا نے منتخب کر لیا تھا
صراط مستقیم	اور اپنی سیدھی راہ کی اونہین ہدایت کی تھی -

دوسری جگہ سورہ انعام مین ذریت ابراہیمؑ کے لئے جس مین سترہ انبیا مذکور ہین جنکے شمول مین جناب موسیٰ و ہارون بنی اسرائیل
سے ہین خدا فرماتا ہے -

واجتبینٰہم وھدینٰہم الےٰ صراط مستقیم	اور اونکو منتخب کیا اور اونہین سیدھے راہ کی ہدایت کی

اور سورہ والصافات مین صرف حضرت موسیٰ و ہارون کے لئے خدا کا یہ قول ہے -

وھدینٰہما الصراط المستقیم و	اور دو نون کو سیدھی راہ کی ہدایت کی اور بعد کے
ترکنا علیہما فی الاخرین سلام علےٰ	آنے والون مین اونکا ذکر خیر باقی رکھا (ہر جگہ) موسیٰ اور
موسیٰ وھارون	ہارون دونو پر سلام (ہی) سلام ہے -

دیکھو حضرت ابراہیم کا ذکر ضمیر واحد سے اور ذریت ابراہیم کا ضمیر جمع سے اور موسی و ہارون کا تذکرہ صیغہ تثنیہ سے خدا نے اپنے قول مین فرمایا ہے۔

آیات موصوفہ سے صراط مستقیم ہونا اونہین حضرات کا ثابت ہوگیا جنکا انتخاب خدا نے مصطفے المجتبی سے کرچکا ہے۔ پس سورۂ فاتحہ مین منعم علیہم محمد وآل محمد علیہم السلام ہین جن پر بدون درود بھیجے ہوئے نماز مقبول نہین ویسے ہی سورہ فاتحہ جس مین سات آیتین ہین بدونکامل سورۂ فاتحہ کے نماز نہین ہوتی دیکھو صحیح ترمذی کی یہ حدیث عن عبادۃ بن الصامت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب وفی الباب عن ابی ہریرۃ وعائشۃ وانس وابی قتادۃ وعبد اللہ بن عمرو قال ابو عیسی حدیث عبادۃ بن صامت حدیث حسن صحیح عبادہ بن صامت نے رسولخدا سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت نے نہین نماز ہوتی اوس شخص کی جو فاتحۃ الکتاب نہ پڑھے اور اس باب مین روایت ہے ابوہریرہ اور عائشہ اور انس اور ابو قتادہ اور عبد اللہ بن عمرو سے کہا ابو عیسی ترمذی نے کہ حدیث عبادہ بن صامت حسن صحیح ہے۔

اور صحیح ترمذی ابواب تفسیر القرآن مین بہ تفسیر آیہ کریمہ سبعًا من المثانی والقرآن العظیم کے وارد ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم الحمد للہ ام القرآن وام الکتاب والسبع المثانی ہذا حدیث حسن صحیح ابوہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے الحمد للہ ام القرآن وام الکتاب اور سات آیتین ہین کہ دہرائی جاتی ہین یہ حدیث حسن صحیح ہے

اور تفسیر بیضاوی مطبوعہ اسلامبول صلا مین ہے۔ روی ابوہریرۃ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال فاتحۃ الکتاب سبع آیات اولہن بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یعنی ابوہریرہ نے رسولخدا سے روایت کی ہے کہ فاتحۃ الکتاب مین سات آیات ہین پہلی آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے

اور شاہ ولی اللہ اپنے فارسی ترجمہ موسومہ فتح الرحمن مین آیہ کریمہ ولقد آتینٰک سبعًا من المثانی والقرآن العظیم کا ترجمہ لکھتے ہین ہر آئینہ دادیم ترا ہفت آیت ازانچہ در نماز مکرر خواندہ میشود یعنی سورہ فاتحہ ودادیم ترا قرآن بزرگ (فتح الرحمن مطبوعہ ہاشمی پریس)

اور اردو تفسیر موضح القرآن شاہ عبد القادر مین ہے۔ سات آیتین وظیفہ کما سورہ فاتحہ کو اور بڑے درجہ کا قرآن بھی کہا سکو۔

اور تفسیر فتح العزیز سورہ بقر شاہ عبد العزیز صٿ مطبوعہ چاپہ محمدی حاجی ولی محمد ۱۲۶۴ھ مین ہے۔

واعمال محسوسہ در نماز ہفت رکن وآیات این سورہ نیز ہفت ارکان سبعہ نماز قیام۱ ورکوع۲ وقومہ۳ وسجدہ اولی۴ وجلسہ۵ بین السجدتین وسجدہ ثانیہ۶ وقعدہ۷ است۔ پس بسم اللہ الرحمن الرحیم را مقابل قیام تصور باید نمود وقیام ابتدائے اعمال نماز است الحمد للہ رب العالمین مقابل رکوع است الخ اور صڥ مین ہے وازانجملہ است سبع المثانی یعنی ہفت آیتے کہ تکرار کردہ میشود در ہر نماز وآن ہفت آیت این است بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ مفتاح باب ذکر است والحمد للہ رب العالمین کہ مفتاح باب شکر است الخ اور ص۹ مین ہے۔ پس قسم اول انچہ متعلق بہ تسمیہ است این ست کہ جمیع علوم در چہار کتاب الٰہی مندرج است وقرآن مجید حاوی آن جمیع علوم ست وعلوم قرآن در سورہ فاتحہ وعلوم سورہ فاتحہ در بسم اللہ الرحمن الرحیم وعلوم بسم اللہ در حرف با از ترجمہ پس پہلی قسم جو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے متعلق ہے یہ ہے کہ تمام علوم خدا چار کتابون (توریت زبور انجیل اور قرآن) مین سموئے ہوئے ہین اور قرآن مجید اون کل علوم پر حاوی ہے اور کل علوم اوس مین موجود ہین اور قرآن کے کل علوم سورہ فاتحہ مین ہین اور سورہ فاتحہ کے سارے علوم بسم اللہ الرحمن الرحیم مین اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے سب علوم بائے بسم اللہ مین ہین —

(یہان تک لکھ کر شاہ عبدالعزیز خاموش ہوگئے) لیکن امام سلیمان قندوزی حنفی اپنے کتاب ینابیع المودۃ صفحہ ٦٩ مطبوعہ اسلامبول ١٣٠١ھ مین لکھتے ہین۔

وفی الدر المنظم اعلم ان جمیع
اسرار الکتب سماویۃ فی القرآن
وجمیع ما فی القرآن فی الفاتحۃ
وجمیع ما فی الفاتحۃ فی البسملۃ
وجمیع ما فی البسملۃ فی الباء البسملۃ وجمیع
ما فی باء البسملۃ فی النقطۃ التی ھی تحت الباء
قال الامام علی کرم اللہ وجہہ انا النقطۃ التی تحت الباء

اور در منظوم مین ہے کہ تمامی کتب سماویہ کے
اسرار قرآن مین جمع ہین اور جمیع علوم قرآن سورہ فاتحہ
مین اور سورہ فاتحہ کے اسرار بسم اللہ مین ہین اور کل
اسرار بسم اللہ کے بار بسم اللہ مین اور بار بسم اللہ کے
اسرار اوسکے نقطہ مین ہے امام علی کرم اللہ وجہہ سے
مروی ہے کہ فرمایا آپ نے کہ مین وہ نقطہ ہون جو بار بسم اللہ
کے نیچے ہے۔

وفی المناقب و لما ارادا اھل الشام ان یجعلوا القرآن حکماً بصفین قال الامام علی رضی اللہ عنہ انا القرآن الناطق ۔ اور مناقب مین ہے کہ جب اہل شام نے چاہا کہ قرآن کو حکم بنائین تو امام علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا مین قرآن ناطق ہون

جب ہم سورہ فاتحہ اور اوسکی سات آیتون کے ثبوت سے جسکی پہلی آیت بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے فارغ ہو چکے اور یہ بھی دکھلا چکے کہ بدون سورہ فاتحہ (یعنی سات آیتون کے) پڑھے ہوئے نماز نہین ہوتی تو اب ہمکو یہ دکھلانا ہے کہ حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان نماز مین سورہ فاتحہ کی ابتدا کہان سے کرتے تھے نیز منعم علیہم کے جماعت کے بارے مین رسولخدا اور رسولخدا کے بعد کس کی راہ پر چلنے کی یا ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے تھے کیونکہ رسولخدا نے حجۃ الوداع مین پھر مکرر غدیر خم مین قرآن اور عترتی اہل بیتی کو حبل اللہ اور ثقلین وخلیفتین وامرین کے الفاظ سے صحابہ مذکورین سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا تھا کہ جو ان ہر دو سے متمسک ہوگا وہ ہرگز گمراہ نہوگا اور یہ دونون ایک دوسرے سے حوض (کوثر) تک علٰحدہ نہونگے۔ اسکے بعد حضرت علی علیہ السلام کے بازو کو پکڑ کر منبر پر کھڑے ہوکر بلند فرماکر حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث ارشاد فرمایا ہے جسکو ہم شرح و بسط سے ثابت کر چکے ہین دیکھو حدیث ثقلین وحدیث غدیر جس ہین ابو عوانہ نے سلیمان اعمش کے واسطہ ابو طفیل اور زید بن ارقم سے روایت کی ہے دیکھو ص٢٩٣ ـــ

لیکن حدیثون سے حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان کا نماز مین سورہ فاتحہ کی چھ آیتون کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم کو ترک کرکے الحمد للہ سے شروع کرتے تھے۔

چنانچہ صحیح بخاری ۔ جلد اول ص٨٣ باب ما یقول بعد التکبیر مطبوعہ مصر ١٣٢٠ھ مین ہے۔

حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا شعبۃ　　　　کہا بخاری نے کہ حدیث کی ہمسے حفص بن عمر نے کہا حدیث کی

۵؎ یہ شہاب الدین محمود بن عبداللہ بغدادی الوسی زادہ اپنے تفسیر روح المعانی مین بذکر بحث لوح محفوظ لکھتے ہین یہ ثمرات الامکان مالا نزاع فیہ ولیس الکلام الافی الوقوع و ورود ذلک عن النبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم واجلۃ اصحابہ کالصدیق والفاروق وذی النورین وباب مدینۃ العلم والنقطۃ تحت الباء رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین (منقول عبقات الانوار مدینہ ج۔ اول ص٥٠٢٠)

عن قتادة عن انس ان النبی صلعم وابابکر	ہم سے شعبہ نے قتادہ سے اونسے انس سے روایت کی ہے
وعمر کانوا یفتتحون الصلوٰة بالحمد للہ رب العلمین	کہ نبی صلعم اور ابوبکر اور عمر افتتاح نماز الحمد سے کرتے تھے۔

اور صحیح ترمذی۔ جلد اول۔ باب افتتاح القرأة بالحمد للہ رب العالمین یعنی باب شروع کرنے قرات ساتھ الحمد للہ رب العالمین کے ہے۔

قال الترمذی حدثنا قتیبة نا ابوعوانة عن	کہا ترمذی نے کہ حدیث کی ہمسے قتیبہ نے کہا حدیث
قتادة عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ	کی ہم سے ابوعوانہ نے قتادہ سے اونسے انس سے کہا
علیہ وسلم و ابوبکر و عمر و عثمان	اونسنے کہ رسول اللہ اور ابوبکر اور عمر اور عثمان قرات
یفتتحون القرأة بالحمد للہ رب العالمین	کو ساتھ الحمد للہ رب العالمین کے شروع کرتے تھے
قال ابوعیسیٰ هذا حدیث حسن صحیح والعمل	کہا ابوعیسیٰ (ترمذی) نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور عمل
علی هذا عند اهل العلم من اصحاب	اہل علم کے نزدیک نبی صلعم کے صحابہ اور تابعین اور
النبی والتابعین من بعدهم کانوا	من بعدہم سے اسی پر ہے یہ لوگ قرأت کو ساتھ
یفتتحون بالحمد للہ رب العالمین	الحمد للہ رب العالمین کے شروع کرتے تھے۔

تنبیہ:۔ حدیث مذکورہ مین انس نے رسول مقبول کو بھی شامل کیا ہے جنکا شمول اس حدیث ابن عباسؓ مخرجہ ترمذی سے بالکل غلط اور باطل ہے۔

باب من رای الجهر ببسم اللہ الرحمن الرحیم۔	باب جس شخص نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو جہر سے پڑھنا جائز رکھا
قال الترمذی حدثنا احمد بن عبدة نا المعتمر	کہا ترمذی نے حدیث کی ہمسے احمد بن عبدہ نے کہا
بن سلیمان قال حدثنی اسمعیل بن حماد	حدیث کی ہمسے معتمر بن سلیمان نے کہا حدیث کی مجھسے اسمعیل
عن ابی خالد عن ابن عباس قال	بن حماد نے ابی خالد سے اونسے ابن عباس سے روایت کی
کان النبی صلعم یفتتح صلوٰته	ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کو ساتھ بسم اللہ
ببسم اللہ الرحمن الرحیم	الرحمن الرحیم کے شروع کرتے تھے۔

جسکے تائید کی یہ حدیث جناب امیر المومنین علیہ السلام کے سند کی جنھون نے صحابہ سے سات[1] سال پہلے رسول اللہ کے ساتھ ساتھ نماز پڑھتے رہے لکھی جاتی ہے چنانچہ (سیرت حلبیہ انسان العیون فی سیرة الامین والمامون جلد اول ص۲۳۲ مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ھ مین ہے۔

عن علی کرم اللہ وجهه کما فی اسباب النزول للواحدی انها نزلت بمکة من کنز تحت العرش وبها عنه لما قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکة فقال بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین (ترجمہ) سیرت حلبیہ مین جناب علی کرم اللہ وجہہ سے جیسا کہ امام واحدی نے اپنے اسباب نزول مین وارد کیا ہے۔ روایت کی ہے کہ آیہ کریمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم مکہ مین خزانہ تحت العرش سے نازل ہوا اور اوسی مین حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ جب رسول مقبول مکہ مین (نماز کے لئے) کھڑے ہوئے تو

[1] ینابیع المودة ص۲۰ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۲ھ مین ہے ابن ماجه القزوینی واحمد فی مسنده وابونعیم الحافظ والثعلبی والحموینی اخرجا جمیعا باسانیدهم عن عباد بن عبد اللہ قال قال علی انا عبد اللہ واخو رسول اللہ وانا الصدیق الاکبر لا یقولها بعدی الا کذاب لقد صلیت قبل الناس سبع سنین۔

آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین کہا جسکے تائید کی یہ روایت کتاب معارج النبوۃ مولانا معین الدین کے رکن ثالث صلا۲۱ مطبوعہ مطبع نور لاہور ۱۲۹۲ھ سے لکھی جاتی ہے۔

اما اول سورہ از روایات متقدمہ چنان	لیکن اگلی روایتون سے یہ معلوم ہوا کہ پہلا سورہ
معلوم شد کہ سورہ اقرا بودہ و در روایتے	سورہ اقرا تھا اور ایک روایت یہ ہے کہ (پہلا سورہ)
آنست کہ یا ایہا المدثر بودہ و در روایتے	سورہ یا ایہا المدثر تھا اور دوسری روایت لوگون نے
دیگر از خدیجہ رض آوردہ اند کہ سورہ فاتحۃ	حضرت خدیجہ کے زبانی یہ بیان کی ہے کہ (سورہ اول)
الکتاب بودہ و در روایت آنست کہ پیغمبر صلوات اللہ	سورہ فاتحہ یعنی الحمد تھا اور ایک روایت یہ ہے کہ
وسلامہ علیہ با وے فرمود بدرستیکہ چون	پیغمبر صلوات اللہ وسلامہ نے حضرت خدیجہ سے
تنہا میشوم آوازے می شنوم کہ یا محمد یا	ارشاد فرمایا کہ جسوقت مین اکیلا ہوتا ہون ایک آواز
محمد و ہیچ گوئیندہ نمی بینم خوف بر من	غیبی سنتا ہون اور کوئی کہتا ہے یا محمد یا محمد اور کہنے والا
غالب میشود و ازانجا می گریزم	مجکو دکھائی نہین دیتا مین ڈرجاتا ہون اور وہان سے
خدیجہ آنحضرت را بنزد ورقہ برد	چلا جاتا ہون یہ سنکر حضرت خدیجہ آنحضرت کو
تا صورت واقعہ را تقریر فرمود	ورقہ کے پاس لے گئین اور اون سے واقعہ مذکور
ورقہ گفت دیگر چنین مکن ہر وقت	بیان کیا ورقہ نے کہا آیندہ ایسا کرنا جب وہ آواز
کہ آن ندائے شنوی در محل خود قرار	سنتا تو اپنے مقام پر ٹہرے رہنا (وہان سے نہ ہٹنا)
گیر تا دیگر چہ میگوید آنحضرت کہ این	اور دیکھنا کہ کہنے والا کیا کہتا ہے اسکے بعد جب
نوبت ندا شنید بر جائے خود بالیستاد	آنحضرت نے وہ آواز سنی اپنی جگہ پر کہڑے رہے
جواب داد کہ لبیک ندا کنندہ گفت	اور اوس آواز کے جواب مین لبیک فرمایا منادی
بگوئی اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان	نے کہا کہو اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد
محمد رسول اللہ بعد ازان گفت بگو	رسول اللہ اسکے بعد ندا دینے والے نے کہا کہو
بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین	بسم اللہ الرحمن الحمد للہ رب العالمین تا اینکہ
تا آخر سورہ فاتحۃ الکتاب بخواند۔	کل سورہ فاتحہ پڑہا۔

اور اسباب النزول واحدی کے صلا مطبوعہ مصر ۱۳۱۵ھ مین ہے۔

عن عبد اللہ بن نافع عن ابیہ عن ابن	عبد اللہ بن نافع نے اپنے پدر (نافع) سے اوسنے
عمر قال نزلت بسم اللہ الرحمن الرحیم	ابن عمر سے روایت کی ہے کہ آیہ بسم اللہ الرحمن الرحیم
فی کل سورۃ۔	کل سورہ مین نازل ہوا ہے۔

شرح وقایہ ترجمہ اردو نور الہدایہ صلا۹۶ مطبوعہ رزاقی کانپور سے صحیح مسلم اور صحیح نسائی کی روایتین مع دیگر

روایتوں کے لکھی جاتی ہیں۔

اور روایت مسلم کی ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان کے پس نہ سنا میں نے کسی کو ان میں سے کہ پڑھتا ہو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم "

امام شافعی کے نزدیک تسمیہ آواز بلند پڑھے کہ جزء فاتحہ ہے اونکے نزدیک اور بہت سی حدیثیں صحیح وارد ہوئی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین قرات کو الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے "

صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان اور نسائی میں ہے نعیم مجمر سے کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے ابوہریرہ کے سو پڑھی اونہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پھر پڑھی فاتحہ یہاں تک کہ پہونچے ولا الضالین تک پھر کہی آمین پھر سلام پھیر کر کہا قسم ہے اوس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تحقیق میری نماز مشابہ تر ہے ساتھ نماز رسول اللہ کے۔ کہا ابن خزیمہ نے نہیں شک ہے اسکی صحت میں اہل معرفت کے نزدیک اور یہ حدیث مستلزم جہر کو نہیں۔ کیونکہ جایز ہے سننا نعیم مجمر کا باوجود آہستہ پڑھنے ابوہریرہ کے کیونکہ جب تک مبالغہ نکرے اخفا میں تب تک سنائی دیتا ہے خصوصاً پاس والے مقتدی کو اور صحیح ہے عبد اللہ بن عباس سے کہ رسول اللہ جہر کرتے تھے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو کہا حاکم نے صحیح ہے بغیر علت کے اور صحیح کیا اسکو دار قطنی نے "

پس صحیح ترمذی والی روایت ابن عباس کی روایتاً و درایتاً صحیح ہوگئی نیز ابوہریرہ کی روایت صحیح نسائی کی جناب سرور عالم علیہ الصلوۃ والسلام کا پہلی آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے سورہ فاتحہ یا سبع المثانی کا قرات فرمانا کتاب اللہ کے مطابق ثابت ہوگیا۔ جس نے انس کی روایت مخرجہ بخاری و مسلم و ترمذی کے اول شق کو کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم چھوڑ کر سورہ فاتحہ پڑھتے تھے مطلقاً باطل و دروغ کر دیا۔ پس خلفاء ثلاثہ کا صرف چھ آیتوں سے قرات کرنا صحیح ہوگیا جسپر بقول ترمذی صحابہ اور تابعین اور اونکے بعد کے عمل کرتے رہے۔

اور روایت جناب امیر علیہ السلام کی اوپر گذری کہ رسولخدا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین تا آخر سورہ نماز میں پڑھتے تھے اور فخر الدین رازی نے اپنے تفسیر کبیر میں بعد ذکر اس امر کے کہ جناب علی علیہ السلام جہر کرتے تھے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو اور کہا ہے

ومن اقتدی فی دینہ بعلی فقد اهتدی	اور جس شخص نے اپنے دین میں علی کی اقتدا کی اوسنے
واصاب الحق والدلیل علیہ قولہ صلعم	بیشک ہدایت پائی کیونکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ
اللهم ادر الحق معہ حیثما دار	خداوندا پھیر دے حق کو جدھر علی پھریں۔

پس خلفاء ثلاثہ اور اونکے متبعین صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا یہانتک کہ بخاری اور مسلم اور ترمذی کا عمل قرآن اور رسولخدا کے خلاف صرف چھ آیتوں سے قرات کرنا غلط راستہ کے چلنے کو ثابت کرتا ہے نیز نماز کا سبع مثانی یعنی سات آیتوں کے خلاف ناقص اور ناتمام ہونا اور آیہ کریمہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر کے مخالف ہونے کو ظاہر کرتا ہے جس سے بھی رسول اللہ کے بعد جناب امیر علیہ السلام باب مدینۃ العلم ونقطہ تحت الباء اور ہادی اور مہدی اور مہتدی کا اولوالامر ہونا روز روشن کی طرح ثابت ہے پس سورہ فاتحۃ الکتاب میں جو نبی صلوات اللہ علیہ کے بعد منعم علیہم کی جماعت صدیقین و شہدا و صالحین کی ہے وہی اولوالامر یعنی امام ہے وہ آل محمد علیہم السلام ہیں جنکی تعداد بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہ میں اثنا عشر امیراً اثنا عشر خلیفۃ و اثنا عشر

عظیماً کی جابر بن سمرہ و ابن مسعود کے حدیثون مین ہے

اور شاہ عبد العزیز نے اپنے تفسیر فتح العزیز سورہ بقر کے صـ۳۰ـ مین ساتوین آیت سورہ فاتحہ کے بارے مین یہ تفصیل و تشریح لکھکے بیان کیا ہے۔

نیز منعم علیہ را مقابلے آوردہ اند کہ مغضوب	یعنی منعم علیہ کو مغضوب علیہ کے مقابل مین
علیہ است و ضالین کہ در مقابل مہتدین است	لائے اور ضالین کے مقابلہ مین جسکا مقابلہ مہتدین سے
مناسب مقابلہ منعم علیہم می نماید لیکن چون	ہونا چاہئے منعم علیہم سے اسکا مقابلہ مناسب نہین مگر
منعم علیہم بالیقین مہتدین بلکہ ہادین اند چہ راہ	چونکہ معلوم ہے کہ منعم علیہم بالیقین مہتدی ہین بلکہ ہادی
آنہا طلب می کند و ہدایت بآن راہ میخواہد ناچار	ہین کیونکہ ہدایت اونکو طلب کرتی ہے اور اونکو چاہتی
ضالین نیز در مقابل منعم علیہم افتادند۔	ہے مجبوراً ضالین مقابلہ منعم علیہم مین پڑا۔

اور فتاوائے شاہ عبد العزیز سے جناب علی مرتضیٰ کا ہادی مہتدی ہونا کہ تلقیب ایشان بذو القرنین و یعسوب الدین و صدیق و فاروق و سابق و یعسوب الامۃ و یعسوب قریش و بیضۃ البلد و امین و شریف و ہادی و مہتدی و ذو الاذن الواعی مروی و ثابت کے الفاظ سے اور تفسیر عزیزی پارہ سورہ الحاقہ مین امیر المومنین کو یعسوب المومنین سے قبول کرچکے ہین دیکھو کتاب الکمال مولف صـ۹۵ـ اور دیکھو صـ۳۰ و ۳۱ کتاب اکمال مذکورہ۔

پس سورہ فاتحۃ الکتاب مین خاتم النبیین کے بعد جماعت منعم علیہم مین اول منعم علیہ جناب امیر علیہ السلام خاتم الوصیین بالیقین ہین۔

اور اسی سورہ فاتحۃ الکتاب یا سبع المثانی کو قرآن عظیم بھی کہا ہے اور قرآن علی کے ساتھ اور علی قرآن کے ساتھ مشہور حدیث ہے جسکی آخری حدیث ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی حنفی کے نمبر ۶۲ کی لکھی جاتی ہے۔

اخرج ابن عقدۃ عن طریق عروۃ بن	ابن عقدہ نے عروہ بن خارجہ کے طریق حضرت
خارجۃ عن فاطمۃ الزہراء قال سمعت	فاطمہ زہرا سے روایت کی ہے کہ مین نے اپنے پدر رسولخدا
ابی صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی	صلعم سے مرض الموت مین یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اور اوسوقت
قبض فیہ یقول وقد امتلأت الحجرۃ من	حضرت کا حجرہ صحابہ سے بھرا ہوا تھا کہ اے لوگو مین بہت
اصحابہ ایہا الناس یوشک ان اقبض	جلد دنیا سے رخصت ہونے والا ہون اور تمکو جتلائے دیتا
قبضاً سریعاً وقد قدمت الیکم القول	ہون تاکہ میرے گردن پر بار نرہے کہ مین تمھارے پاس دو
معذرۃ الیکم انی مخلف فیکم کتاب	چیزین چھوڑتا ہون ایک تو اپنے خدا کی کتاب اور ایک اپنی
ربی عزوجل و عترتی اہل بیتی ثم	عترت اہل بیت یہ فرماکر علی کا ہاتھ پکڑا اور ارشاد فرمایا کہ یہ علی
اخذ بید علی فقال ہذا علی مع القرآن	ہے قرآن کے ساتھ اور قرآن اسکے ساتھ یہ دونون ایک دوسرے
والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا	سے جدا نہونگے تا آنکہ میرے پاس حوض پر ہونچین وہان تم سے
علی الحوض فاسئلکم ما تخلفونی فیہما۔	پوچھونگا کہ تم نے میرے بعد انکے ساتھ کیا سلوک کیا۔

جیسے حضرت ابن عباس اور ابوہریرہ کی روایت سے کامل سورہ فاتحہ یعنی سات آیتوں سے رسولخدا کا قرأت فرمانا انس کی روایت مخرجہ صحیحین و ترمذی کے اول شق کو باطل کر دیا ویسے ہی ابوہریرہ نے حضرت عمر کی اوس روایت صحیحین و ترمذی کو جس مین آیہ اکمال دین کا نزول بروز عرفہ جمعہ مذکور ہے اوس صحیح اسناد حدیث مندرجہ صفحہ ۲۱۹ سے غلط اور باطل کر دیا جس مین ابوہریرہ نے ۱۸ ذیحجہ یوم غدیر کو رسولخدا کے ارشاد حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے بعد آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا کا نازل ہونا وارد کیا ہے جو ابن عباس کی روایت آیہ تبلیغ وتاکید کے نزول ۱۸ ذیحجہ اور ۱۸ یوم آخری مدت رسولخدا کے عمر کے مطابقت مین ہے ۔

اور جسکی تائید ابوسعید خدری کے روایت مندرجہ صفحہ ۲۰۰ سے ہو چکی ہے جبکہ رسولخدا غدیر خم مین جناب علی علیہ السلام کو نصب کرکے اونکے ولایت یعنی خلافت و امامت کی ندا کی تو جبرئیل علیہ السلام آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا لیکر نازل ہوئے ۔ اسی لایت یا امامت کا سوال روز حشر امت سے عموماً اور صحابہ اور امہات مومنین سے خصوصاً ہوگا جنکو رسولخدا نے غدیر خم کے مقام مین خیمہ علی علیہ السلام مین بھیجکر تہنیت ولایت کے سلسلہ مین عہد و پیمان لے لیا تھا ۔ چنانچہ اونہین ابوسعید خدری سے یہ روایت مروی ہے ۔

جسکو امام قندوزی حنفی نے اپنے کتاب ینابیع المودۃ کے صفحہ ۲۹۶ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۲ھ مین اور سید علی ہمدانی نے اپنے مودۃ القربی کے مودۃ نہم مین وارد کیا ہے ۔

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله	ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ آنحضرت نے آیہ وقفوہم
صلی الله علیه وسلم فی قوله تعالیٰ وقفوهم	انہم مسئولون (اور ٹھہراؤ اونکو اون سے سوال کیا جائیگا) کی تفسیر
انهم مسئولون عن ولایة علی و	مین فرمایا ہے کہ اون سے علی علیہ السلام کے ولایت کا سوال کیا
کان هذا مراد الواحدی بقوله انهم	جائیگا اور یہی مراد واحدی کی ہے آیت انہم مسئولون مین کہ
مسئولون عن ولایة علی واهل البیت	ولایت علی اور اہل بیت کی ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے مودۃ فی القربیٰ
لان الله افترض المودة فی القربی فکون علیهم المطالبة	کو واجب گردانا ہے اور اسی کا مطالبہ کیا ہے ۔

روایت مذکورہ کی مؤید یہ روایت ہے جسکو اوسی کتاب ینابیع المودۃ صفحہ ۹۱ مطبوعہ بمبئی ۱۳۱۱ھ سے نقل کیا جاتا ہے ۔

فی تفسیر قوله تعالیٰ لتسئلن یومئذ عن	تم سے اوس دن نعمتوں کے بابت ضرور باز پرس ہوگی
النعیم فی ینابیع المودة ابو نعیم الحافظ	ینابیع المودۃ مین آیہ موصوفہ کی تفسیر مین حافظ ابونعیم نے
بسنده عن جعفر الصادق رضی الله عنه فی	حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ
هذه الایة قال النعیم ولایة امیر المومنین	نعیم سے ولایت جناب امیر المومنین علی علیہ السلام
علی بن ابیطالب کرم الله وجهه	مراد ہے ۔

یہ ہین ائمہ اہلسنت کے احادیث و تصریحات جسکے بعد کوئی شبہہ باقی نہین رہتا اور مطلب آفتاب سے زیادہ روشن ہوجاتا ہے ۔

تمت کلمت ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلماته ۔

احقر سید مرتضیٰ حسین
(ایرایاں ضلع فتحپور) ۲ تاریخ شعبان ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۳ء

قطعۂ تاریخ طبع کتاب "تکمیل"

سخن سنج رفیع المنزلت ادیب والا مرتبت وحید الزمن عالیجناب مولانا سید مرتضیٰ حسین صاحب المتخلص بہ اشہر متوطن "بہیرہ سادات ضلع فتح پور" ہیڈ مولوی گورنمنٹ ہائی اسکول فتح پور

مرتضیٰ آنکہ حسین است بہ پیش
ہست ذی فہم و خبردار و عقیل

موبد نبض شناس بہ بخور
بغرض درد دوائے ز علیل

چون بتصحیح وفاتِ احمدؐ
کس نپرداخت محقق نہ نبیل

یوم فوت نبوی آنچہ صحیحست
ثابتش کرد ببرہان و دلیل

مرتضیٰ صاحبِ تکمیل آن را
می‌نویسد بنگر زین تفصیل

کار تبلیغ بانجام رسید
آیہ آمد ز خداوند جلیل

روزکے چند چو از خمِ غدیر
رفت شادی بالم شد تبدیل

بُد دہ و یک ز ربیع الاوّل
یازدہ سال بُدہ کن تعویل

گوید این سانحہ زین نوع حکیم
کان ندان بہ پیمبر تمہیل

تا بتاریخ دہ و یک کہ بُن
روز دوشنبہ بد و تیرہ چو ہیل

روز ہشتاد و یک آید بشمار
گر شماری چو خردمند جلیل

در پژشکیست یزشک حاذق
گو ندارد بمداوات مثیل

جان بلب آید اگر بیمارے
گردد تن درست شفابخش کفیل

کرد تالیف حکیم اکمل
در ہمان باب کتاب تکمیل

جانشینی علیؑ ہم ضمناً
کرد ثابت باسانید جزیل

ہجدہم یوم خمیس از ذی الحجہ
داد خم راچو محمدؐ تفضیل

دینِ حق گشتہ زکلمت عزیز
دو دلی بغض حسد گشت ذلیل

ارتحال نبوی را ہنگام
در رسیدہ ز قضا گشت علیل

روز دوشنبہ رسول مقبول
حیف بگزشت ازین دار رحیل

گر ز ہجدہ مہ ذی الحجہ کہ بود
پنجشنبہ لشماری چو عقیل

در چہ مہ ماہ ربیع الاولے
در سن یازدہم بے تسویل

در ہمین روزکِ ہشتاد و یکم
روز دوشنبہ نبی شد تحلیل

سال ہجری و مسیحی بنویس
اشہرا بیش مکن زین تطویل

گفت اشہر بشنو تاریخش
بعدیل است سراپا تکمیل ۱۳۵۱ھ

سال طبعش دگر اشہر اینست
جلوہ آرائے صداقت تکمیل ۱۳۵۱ھ

بے شش و پنج بگو گفت سروش
فارقے جان حق شد تکمیل ۱۳۵۱ھ

سال از سر انس شد این سال مسیح
نام مرغوب طبائع تکمیل ۱۹۳۲ع

عیسوی سال دگر باز شنو
سرفراز است کتاب تکمیل ۱۹۳۲ع

آخری سال مسیحی اینست
رافع لمع مضامین تکمیل ۱۹۳۲ع

۲۱۰۳۷
۸/

ناظرین بلاحظہ سے پہلے کتاب ہذا کو غلطنامہ سے درست کرلیں

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
٢	٢٦	ح	تحویز	تجویز	٢٢	٢	م	سہیلی	ابن کثیر	٣٩	٢٢	ح	الایتہ	الآیتہ	٥٦	٣	م	خذیقہ	حذیفہ
٤	٢١	〃	الثلاتہ	الثلاثہ	٢٥	١٠	م	کمی	کمي	〃	〃	〃	ص١٤٣	ص٤٣	〃	٧	〃	باجبفتہ	بالجفتہ
〃	٣١	〃	ساختنگی	ساختگی	〃	١٩	〃	وجہیہ	وجہہ	〃	〃	〃	لیدن	لیڈن	〃	١٠	〃	تجتھن	تحتھن
٥	٢٥	م	غلیہ	علیہ	٢٧	٣	م	متعارقہ	متعارفہ	〃	٢٣	〃	بالیاقر	بالباقر	〃	١١	〃	اغدا	غدا
٦	١١	م	کیے	کئے	〃	١٢	〃	کتبب	کتب	〃	٢٧	〃	رکف	وکف	〃	١٥	〃	نبألی	تبأنی
〃	١٨	ح	لیے	لئے	〃	١٤	〃	مجی	محیی	〃	〃	〃	رروی	وروی	〃	١٩	〃	تقول	نقول
〃	٢٩	ح	مطبوعہ	مطبع	〃	٢٤	〃	غظیم	عظیم	٤	٧	م	خدیفہ	حذیفہ	〃	٢٠	〃	مجزاک	فجزاک
〃	٣٠	〃	بفسیر	تفسیر	٢٨	١٠	م	وسے	وے	〃	٢٠	〃	ولحہ	ولن	〃	٢٥	〃	الآ	الا
〃	〃	〃	مبسرہ	میسرہ	〃	٢٠	ح	نودی	نووی	٤٤	٢	م	مشھد	مستشھد	〃	〃	〃	اکا	الا
〃	٣٢	〃	١٦١	٢٦١	〃	٢٦	〃	حن	من	٤٨	٨	م	عذیر	غدیر	٥٧	١	م	فرفعا	فرفعھا
٧	٦	م	نیب	انیب	〃	〃	〃	نہین	تہین	〃	١٣	〃	بکتر	بکثر	〃	٥	〃	صفا	صنفا
〃	١٨	〃	سفر	صفر	〃	٢٨	〃	ع٥	ع١٥	٥٠	٣	م	حذری	خدری	〃	١٤	〃	الخنیز	الخبیر
〃	٣٠	ح	الکلت	الکملت	٢٩	٢	م	کردمہ	کہ دمہ	〃	١٠	〃	جمفہ	جحفہ	٥٨	٧	م	لعذیر	لغدیر
٨	٣	م	پیدرھواں	پندرھواں	〃	٦	〃	خرف	حرف	〃	٢٣	〃	منسوح	منسوخ	٥٩	٨	م	کہ	کی کہ
〃	١٢	〃	س٥	س١٥	〃	١٢	〃	زود	زود	〃	٢٥	〃	جیانچہ	چنانچہ	٦٠	٢	م	دسے	دے
〃	١٨	〃	ہے	۔	〃	٢٠	ح	خطبیا	خطیبا	٥١	٢	م	عیاس	عیاش	٦١	٩	م	حذری	خدری
〃	٢٣	〃	شنبہ	دوشنبہ	〃	〃	〃	عنیتہ	غنیتہ	〃	٢٢	〃	عذیر	غدیر	〃	١٢	〃	نودی	نووی
〃	٢٦	〃	آنجاز	آغاز	٣٠	٤	م	دوشانہ	دوستانہ	٥٢	١٢	م	بیہ	بید	٦٢	١١	م	ص١٤٣	ص٤٣
٩	١١	م	الکحاز	الحجاز	〃	١٥	ح	ادر	اور	〃	١٤	〃	وال	وال	〃	٢٢	〃	تخشو	تحشو
〃	٢	〃	ع٥٢	س٥٣	〃	١٨	〃	دودن	دودن	〃	٢٤	م	مین حضرت	مین نے حضرت	٦٤	٦	م	حذری	خدری
١١	٥	م	مصنت	مصنف		٢٢		سنہ	سنتہ	〃	٢٥	〃	نے	سے	〃	١٠	〃	الخمس	الخمیس
١٢	١٥	م	لو	لو	〃	٣٠	〃	ابتی	ابنی	〃	〃	〃	مخظب	محطب	〃	١٤	〃	الملت	الملکت
〃	٢٠	ح	روضہ	روض	٣١	٢٥	ح	٣٤	١٣٤	٥٣	١	م	واثنئی	واثنی	٦٥	١٠	م	شودب	شوذب
															〃	٢٠	ح	طبقات	طبقات ابن سعد
〃	٢٣	〃	عشر	عشرۃ	〃	٢٩	〃	سنہ ١٤٢	سنہ ١٤٧	〃	١٦	〃	حجفہ	جحفہ	٦٦	١٣	م	الحیینی	الحسینی
〃	٢٨	〃	القعدہ	القعدۃ	〃	٣٠	〃	ہوگئی	رہ گئی	〃	〃	〃	عذیر	غدیر	〃	١٤	〃	الحذری	الخدری
١٣	١	م	مفیسرین	مفسرین	٣٢	٥	م	رجانی	رجحانی	〃	٢٦	〃	ھی	فی	٦٨	٥٧	ح	سیر	پر
١٤	٣	م	پچیسوین	پچیسوین	〃	٦	〃	پامالی	پایانی	٥٤	١	م	بعضہ	بعضہ	٦٩	١	م	حذری	خدری
〃	٨	م	سرایامہ	سریۃ اسامۃ	〃	٧	〃	حیرانی	جیرانی	〃	٣	〃	الفرف	الفرق	٧١	نہ	م	ازنکم	ازکم
〃	〃	〃	قریہ	قریۃ	〃	١١	〃	موئیذ	مؤیّد	〃	١٣	〃	خم	م	〃	٢٥	ح	شکر	لشکر
〃	٩	〃	حارثہ	حارثۃ	٣٤	١٢	ح	روایۃ	روایۃ	〃	٢٥	〃	الا	لا	٧٣	٩	م	ھ	۶
〃	١٢	〃	لاسامہ	لاسامتہ	〃	١٧	〃	لودی	نووی	〃	٢٦	〃	تردوا	تردوا	〃	٢٠	〃	والل	وال
〃	٢٤	〃	عبدریہ	عبدربہ	٣٧	٢	م	خاجّ	حاجّ	٥٥	١١	م	غادل	فاذل	〃	〃	〃	النقر	النصر
١٥	١٩	م	نشان	شنبہ	〃	١٦	ح	الحمد سلام	الحمد للہ سلام	〃	١٣	〃	احمہ	امۃ	〃	٢٣	〃	تیا	تبا
١٦	١٦	م	کے سے	سے	〃	٣٤	〃	نباتہ	نباتۃ	〃	١٥	〃	ثغل	ثقل	٧٤	٥	〃	الاکمال	اکمال
〃	〃	〃	دوشنبہ	دوشنبہ	٣٨	٣٨	ح	ابن جریج	ابن جریج	〃	١٨	〃	جہیر	غبیر	〃	٢٦	ح	مخضہ	مخمصۃ
٢٢	١	م	چاردن	چاردن	٣٩	٤٩	م	غذیفہ	حذیفہ	〃	٢٤	〃	واال	وال	٧٥	٣	م	ترسے	ترجمہ

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۷۶	۱۲	م	دال	وال	۱۰۳	۱۸	م	کی	کے	۱۳۶	۷	م	روی	روی	۱۵۵	۱۵	〃	بھوپال	بریلی
۷۸	۲۹	ح	سبب	سب	۱۰۵	۱۴	〃	آلاحرہ	الآخرہ	〃	۱۱	〃	ذربہ	دریۃ	〃	۱۷	〃	وکرہ	ذکرہ
۷۹	۶	م	سب	شب	〃	۱۶	〃	کی	کے	〃	۱۳	〃	اونکے	اوسکے	〃	۲۴	〃	لصلوا	تصلوا
۸۰	۱۱	م	اسول	رسول	۱۰۶	۲	م	مامورن	مامورین	〃	۲۵	〃	دوسرے	دوسری	۱۵۶	۱	ح	سنہ ۲۲۰ھ	سنہ ۲۲۱ھ
〃	۲۱	م	للدما	للدعا	۱۰۹	۲۳	م	حنش	حیس	۱۴۲	۳	م	سرواد	سردار	〃	۴	م	امین	مین
〃	۲۶	〃	استخلصہ	استخلعہ	〃	۲۴	〃	〃	〃	۱۴۳	۸	م	نافع ابن عمر	نافع بن عمر	۱۵۹	۲۹	ح	النجاری	البخاری
۸۱	۲۵	〃	ذلد	ولد	〃	۲۷	〃	سے	کے	〃	۵	〃	لیدن	لیڈن	۱۶۰	۱۴	م	مومنہ	مومنۃ
۸۲	۶	م	صدیق	صدق	۱۱۲	۱۴	م	لیدن	لیڈن	〃	۲۲	ح	ناریخ	تاریخ	۱۶۱	۲	م	رو	دو
〃	۱۰	م	متوید	مؤید	〃	۲۴	ح	المخرومی	المخزومی	〃	۲۵	〃	عنیہ	عیینہ	〃	۴	〃	یلایا	بلایا
۸۳	۳	م	فغلی	فعلی	۱۱۳	۲	م	مصت	مضت	۱۴۴	۹	م	لیدن	لیڈن	۱۶۵	۲۹	م	سبلع	سبع
〃	۴	〃	دالل	دال	〃	۱۲	ح	عالستہ	عائشۃ	〃	۱۳	〃	بیذ	جلد	۱۶۶	۵	م	ذ	و
۸۴	۴	〃	ولال	وال	〃	۲۷	〃	النحعی	النخعی	۱۴۵	۱۲	م	معنبت	معت	〃	۲۳	ح	النحفی	النخعی
〃	۲۳	〃	ندعو	ندعوا	۱۱۴	۱۹	〃	یقول	بقول	۱۴۶	۲	م	حرزی	جزری	〃	۲۴	ح	التعذیب	التہذیب
۸۶	۱۱	م	یابند	پابند	〃	۲۶	〃	یڑھے	پڑھے	〃	۲۶	ح	الخاف	اتحاف	〃	۲۵	〃	النخفی	النخعی
〃	۲۵	ح	النجرین	النحریر	〃	۲۷	〃	ھروسہ	بھروسہ	〃	۳۲	〃	پورب	یورپ	〃	۳۱	〃	طائقۃ	طائفۃ
〃	۲۹	〃	وحمہ	رحمہ	〃	〃	〃	اتھاریٹی	اتھارٹی	〃	۳۳	〃	لیدن	لیڈن	۱۶۸	۶	م	نبتی	ابنتی
۸۸	۱۵	م	دحل	دخل	〃	۲۸	〃	لیدن	لیڈن	۱۴۷	۱۴	م	لیدن	لیڈن	۱۷۰	۲۴	ح	صنعہ	صنعۃ
۸۹	۱۲	م	انقا	انفا	۱۱۵	۱۶،۱	م	تجار	بخار	〃	۱۶	〃	ازوجہ	زوجہ	〃	۲۶	〃	الحضم	الخصم
۹۰	۴	م	حصرت	حضرت	۱۱۶	۱۰	〃	قطیفہ	قطیفۃ	۱۴۹	۱	م	وکین	دکین	۱۷۱	۹	م	عمرۃ	عمرۃ
۹۰	۷	〃	نغسہ	نفسہ	〃	۲۰	ح	سند	سند	〃	۴۲	〃	مین	بن	〃	〃	〃	بتا	بنت
〃	〃	〃	اقراردن	اقرارین	〃	۳۲	〃	اورادر	اور	۱۵۰	۵	م	او	و	〃	۱۰	〃	یحمس	یخمس
〃	〃	〃	دابس	واپس	۱۱۹	۷	م	لقاسم	القاسم	〃	۹	〃	قالوا	قال	〃	۱۳	〃	الخلیفۃ	الحلیفۃ
〃	۱۰	〃	تلاوہ	تلاوۃ	۱۲۱	۲	م	اولیں	اولین	〃	۱۴	〃	بوتہ	نبوتہ	۱۷۲	۲۲	ح	لیدک	لیڈن
〃	〃	〃	نعد	بعد	〃	۵	〃	کے	کیلئے	〃	۱۷	〃	لیبدن	لیڈن	۱۷۳	۶	م	د	و
〃	۱۳	〃	نقی	نفی	〃	۱۹	〃	تعطنون	تطعنون	〃	۲۳	ح	اذی	اری	〃	۲۴	ح	لرتا	کرتا
۹۲	۶	م	ذاخل	داخل	۱۲۴	۵	م	اشا	اسامہ	۱۵۱	۲۷	〃	علبھا	علیہا	〃	۲۸	〃	حدثیا	حدثنا
〃	۹	〃	رور	روز	۱۲۶	۱۹	م	یقولی	بقول	۱۵۲	۷	م	کے	کا	〃	۳۲	〃	البیشدی	السدوسی
۹۳	۲۲	〃	عیاسی	عباسی	〃	〃	〃	الفدوا	انفدوا	۱۵۳	۱۷	م	خذری	خدری	۱۷۴	۴	م	بلکم	لکم
۹۴	۱۰	〃	دالام	والامام	۱۲۷	۱۳	م	یعنی	نعی	〃	۲۶	ح	زیاض	ریاض	۱۷۵	۳۰	ح	بھی	بھی
〃	۱۱	〃	جدزی	جزری	〃	۲۷	ح	بتر	نیز	〃	۲۷	〃	النفرۃ	النضرۃ	۱۷۶	۲۷	م	ان	ابن
〃	۲۶	〃	ملحاقظ	ملحافظ	۱۳۳	۱۹	م	ومارنکری	دیاربکری	۱۵۴	۴	م	کا	اور	۱۷۷	۷	م	اذا منقی	اذا ستسقی
۹۸	۱۶	م	لیدن	لیڈن	〃	〃	〃	لیدن	لیڈن	〃	۲۳	ح	غیر	عیر	〃	۹	〃	غلیہ	علیہ
〃	۱۹	〃	یرند	یزید	〃	۲۵	ح	ینجم	پنجم	〃	۲۵	〃	یربد	یرید	〃	۲۰	〃	مطالق	مطابق
۹۹	۱۴	م	گذربن	گذرین	۱۳۴	۳	م	لیدن	لیڈن	〃	۲۶	〃	الطرای	الطری	〃	۲۳	ح	جحاج	حجاج
〃	۱۵	〃	قاسکل	فاسکل	〃	۸	〃	ویاربکری	دیاربکری	〃	۲۸	〃	خمسہ	حمسۃ	〃	۲۷	〃	سلاعلام	الاعلام
〃	۱۸	〃	لیدن	لیڈن	۱۳۵	۲۷	ح	روضۃالشہدا	روضۃ الشہدا	۱۵۵	۳	م	تحقیق	سحیق	۱۷۸	۱۵	م	دال	وال
۱۰۳	۸	م	خلاقتہ	خلافتہ	〃	۲۸	〃	ماہ	سماہ	〃	۸	〃	فالنظروا	فانظروا	〃	۱۷	ح	رباج	رباح

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۱۸۱	۱	م	صما	ھما
//	۲	//	حریرۃ	ھریرۃ
//	//	//	اکھا	انھا
//	۳	//	حذری	خدری
۱۸۳	۹	م	یس	یٔس
//	۱۳	//	نجتۃ	حجتہ
//	۱۵	//	کاذران	کافران
۱۸۴	۷	م	المسلب	المستیب
//	۱۸	/	نحمد	محمد
۱۸۵	۳	م	ماتی ہیں	باقی رہیں
۱۸۵	//	//	بطین	یطفیں
۱۸۶	۲۶	ح	جتلاف	اختلاف
//	۲۸	//	ثلثمائتہ	ثلثمائتہ
//	۲۹	//	۵۵۷ھ	۵۷۵ھ
۱۸۸	۹	م	ممہر	نمبر
۱۹۰	۹	م	حذری	خدری
//	۲۴	//	تجمت	حجت
//	۲۶	//	لغم	لعم
۱۹۱	۴	م	المضباء	العضباء
۱۹۲	۵	//	تال	قال
۱۹۴	۱۶	//	الّہی	الٰہی
۱۹۵	۶	//	خدیفہ	حذیفہ
//	۷	//	خدیفہ	حذیفہ
//	۱۹	//	تو	•
۱۹۶	۹	//	تہنیت	تہنیت
۱۹۹	۹	//	کتہ	کثر
۲۰۱	۱۱	م	دکر	ذکر
//	۱۲	//	سنطاقا	ستنطاقا
//	۱۴	//	لاشتعالہ	لاشتغالہ
//	//	//	نامر	بامر
۲۰۴	۴	//	لیدن	لیڈن
۲۰۶	۸	//	سمہ ۳	سنہ ۱۳
۲۰۷	۱۴	م	حیریح	جریج
۲۰۹	۲۲	//	ام معید	ام معبد
۲۱۰	۲۷	//	۲۵ھ	۲۸ھ
۲۱۱	۲	//	لیدن	لیڈن
//	۲۱	ح	//	//

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۲۱۳	۱۵	م	کہ	-
۲۱۴	۱۹	ح	بقدیر	بتقدیر
//	۲۲	//	وارو	وارد
۲۱۵	۱	م	یہوٹولون	یہوٹویون
//	۵	//	لنلم	لنعلم
//	۲۴	ح	لیدن	لیدلیں
۲۱۶	۲۴	//	لیلتہ	للیلتہ
۲۱۷	۶	م	کنا نکم	کنا بکم
//	۲۶	ح	پسند	بسند
۲۱۸	۳	م	زاعمت	غمت
//	۲۱	ح	خسین	سمبس
۲۲۰	۲۳	//	توثق	توثیق
//	۲۶	//	یہ	یہ
//	۲۸	//	ہے	ہے
۲۲۱	۲	م	فراتے	فرماتے
//	۸	//	تحجمت	حجحت
۲۲۲	۸	م	ضمرہ	ضمرۃ
//	۹	//	شرجیل	شرجبیل
۲۲۴	۹	م	الرحل	الرجل
۲۲۵	۲۵	ح	جُملہ	جملہ
۲۲۷	۱۳	م	علی	علی انّ
//	۲۶	//	ڈال	دال
//	۴	//	حیف	خیف
۲۲۸	۴	م	منغفا	منھا
//	۲۱	//	تصبن	تحصین
۲۳۰	۷	//	جحفہ	جحفہ
//	۲۰	//	عترتی	عترتی
//	۵	//	اینی	اینی
۲۳۱	۱۸	//	تھاتھا	تھا
۲۳۳	۱۹	//	ذی لحجہ	ذی حجہ
۲۳۴	۲	//	زاعت	زاعمت
۲۴۰	۱۳	//	عمرہ	عمرۃ
//	۱۸	//	عبیتہ	عیینتہ
۲۴۱	۵	//	النشیرتی	التشریق
۲۴۲	۱	//	خذیفہ	حذیفہ
۲۴۶	۳۱	//	مندرک	مستدرک

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۲۴۶	۲۱	م	مجلد	جلد
۲۴۷	۷	م	حجبت	حجت
//	۲۳	ح	الضامت	الصامت
۲۴۹	۱۷	م	رحمتر	رحمتہ
۲۵۰	۲۶	ح	الطیاسی	الطیالسی
۲۵۱	۱۸	م	لبئیک	لبیک
//	۲۲	ح	عبنر	عنہ
۲۵۴	۲۰	م	طمازی	طاری
۲۵۸	۳	م	دل	ولد
۲۵۹	۱۳	م	ملا د با	ملا دیا
//	۱۴	/	عبد المطلب	عبدالمطلب
۲۶۰	۱۱	م	انا	انّ
۲۶۱	۱۲	//	نیتلی	ایتلی
//	۱۴	//	لٹیال	بیال
//	//	//	عہد	عہدی
۲۶۲	۱	م	الہی	آہی
//	۱۸	//	حج	حج
//	۲۵	//	بناتتر	نباتہ
۲۶۳	۱۸	//	بحارالانوار	بحارالانوار
//	۲۵	//	دیٹا	دیتا
۲۶۴	۱۲	//	وصیت	وصیت
//	۱۹	//	صبجیع	ضجیع
۲۶۶	۱۰	//	دیکھک	ڈیکھک
۲۶۹	۲۰	ح	میئی	بمبئی
//	۲۲	م	الضاری	انصاری
۲۷۰	۱	//	لیدن	لیڈن
//	۱۹	//	اینیا	اتیا
۲۷۱	۱۰	//	النصر	النضر
//	//	//	نصر	نضر
//	۲۴	ح	نفوا	نفرا
۲۷۳	۴	م	ابنانا	انبانا
//	۲۷	//	فرفھا	فرعھا
۲۷۴	۱	م	دعاد	وعاد
//	۶	//	الشبکونی	الشکونی
//	۲۲	ح	الخضائص	الخصائص
۲۷۵	۹	م	بدایہ	بدایۃ

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۲۷۵	۲۵	ح	جحفہ	جحفہ
۲۷۶	۵	م	مجلد	جلد
//	۸	//	بخاری	نخاری
۲۸۱	۱۴	ح	حرطبری	جریرطبری
//	۲۷	//	افریقتہ	افریقیۃ
//	۲۹	//	عنیتہ	عیینۃ
۲۸۲	۲۰	ح	بخاری	نجاری
//	۲۷	//	البوزرعتہ	الوزرعۃ
۲۸۳	۲	م	البنبی	النبی
/	۶	//	بسر	بمر
۲۸۴	۲۲	م	کی	کہ
۲۸۵	۵	م	تیسری	تیسری
//	۱۰	//	۳۲۹	۲۳۹
۲۸۶	۸	م	آتیتن	آتیتین
//	۱۲	//	مجلد	جلد
//	۱۳	//	آتضر	نصر
//	۱۵	//	شعبہ	شعبۃ
//	۲۰	ح	پورپ	یورپ
//	۲۱	//	الامامیتہ	الامامیۃ
//	//	//	جبید	جنید
//	۲۶	//	اد	او
۲۸۸	۲۷	//	ابضا	ایضاً
۲۸۹	۱۵	//	غالبً	غالب
//	//	//	ساکتی	ساکنی
//	۱۹	//	دکتاب	وکتاب
//	//	//	کثبرۃ	کثیرۃ
//	۳۲	//	اوہ	او
۲۹۰	۳	م	مسحقق	متحقق
//	۴	//	المدنیۃ	المدینۃ
۲۹۱	۲۶	ح	۲ھ	۵ھ
۲۹۲	۱	م	،	فعلی مولانا
۲۹۳	۱	//	البیت	الست
۲۹۴	۱۸	//	لغم	نعم
۲۹۵	۳	//	غدیرحم	غدیرخم
۲۹۶	۷	//	سیرویہ	شیرویہ
۲۹۷	۳	//	ابیطالب	ابیطالب

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۲۹۷	۱۵	م	التعاسا	التعامیا
〃	۱۶	〃	اوز	اور
۲۹۸	۲۶	ح	ونی	وفی
۲۹۹	۱	م	مستدرک	مستدرک
〃	۲۳	〃	نجاری	بخاری
۳۰	۱۲	م	لستھد	نشھد
〃	۲۰	〃	قندوری	قندوزی
۳۰۴	۱	م	تم	ثم
۳۰۶	۲۵	ح	لیدن	لیڈن
۳۰۷	۳۱	〃	قا.لی	فابلی
۳۰۸	۲	م	صاحب	صاحب
۳۰۹	۱	〃	الجفتہ	الجفتۃ
۳۱۲	۱۷	〃	حرجہ	خرجہ
۳۱۵	۸	〃	اغراف	اعراف
۳۱۶	۱۹	〃	دروازہ	دروازہ
۳۱۷	۲۷	ح	اضاری	انصاری
۳۱۰	۳	م	بنج	بنا
۳۲۰	۲۳	ح	بے پروا	بے پرواہ
۳۲۱	۳	م	عشیرتک	عشیرتک
〃	۷	〃	تے	نے
۳۲۲	۱	م	ادعولہ	ادعوکہ

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۳۲۲	۲۰	ح	لیدن	لیڈن
〃	۳۰	〃	ذکرد	ذکرہ
۳۲۴	۲	م	یحیعوا	یجمعوا
۳۲۶	۲۰	〃	سرنا	صرنا
〃	〃	〃	الضفار	انصار
۳۲۸	۲۷	〃	اُینی	اُبنی
۳۳۴	۸	〃	عذا	ھذا
〃	۱۱	〃	قفد	فنفذ
۳۳۵	۲۵	م	کادوا	کادوا
۳۳۸	۷	〃	اجتجتم	احتجتم
۳۴۱	۱۶	〃	غلے	علے
۳۴۳	۳	〃	بتارت	بشارت
〃	۶	م	ص۳۴۵	ص۳۱۴
〃	۱۴	〃	ص۲۵۴	ص۲۵۷
〃	۱۵	〃	تاریخ	تاریخ
۳۴۴	۲۰	〃	ص۲۶۰	ص۲۶۲
۳۴۵	۱۶	〃	ررم	روم
〃	۱۸	〃	مغشر	منتشر
〃	۴۴	ح	تاقی	تانی
۳۴۶	۲۶	م	سے	اُسی
۳۴۷	۵	〃	ابہام الدین	ایہاالذین
〃	۱۸	〃	لیسرل	لیسرلی

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۳۴۸	۱	ح	حاسیہ	حاشیہ
〃	۳	م	طیب	طیب
〃	۶	〃	است	اُست
〃	۱۱	〃	راقعی	واقعی
〃	۱۲	〃	کر	کرو
۳۴۹	۶	م	ناقرمانی	نافرمانی
〃	۱۷	〃	نقظ	لفظ
۳۵۱	۵	〃	فلن	فلن
۳۵۲	۲	〃	لوددت	لوددت
〃	۱۴	〃	یاذل	باذل
۳۵۳	۱۰	م	عقبہ	عقبۃ
۳۵۴	۹	م	والاام	والامام
۳۵۶	۲۶	〃	حرام	حرام
۳۵۷	۱۹	〃	کی	کے
۳۵۸	۱۵	〃	ونشاک	والشاک
〃	۱۷	〃	حبافی	حبانی
۳۶۵	۲۲	〃	لغمت	انعمت
〃	۲۷	ح	الامین	الامین
۳۶۶	۱۸	م	ابن دوبہ	ابن مردویہ
〃	۲۲	〃	ادما	اورا
〃	۲۵	〃	المستقم	المستقیم

صفحہ	سطر	متن یا حاشیہ	غلط	صحیح
۳۶۷	۱۲	م	خلافت	خلافت
۳۶۹	۵	م	بدو	بدون
〃	〃	〃	البلی	النبی
〃	۶	〃	اکتاب	الکتاب
〃	〃	〃	نی	فی
۳۷	۷	م	البسنملۃ	البسملۃ
۳۷۱	۱	م	الس	انس
〃	۲	〃	الحمد	الحمدللہ
〃	۲۳	م	نمکۃ	بمکۃ
〃	۲۴	〃	حیرت	سیرت
〃	۲۷	ح	ماجہ	ماجۃ
〃	〃	〃	الجبوینی	الحموینی
〃	۲۸	〃	لا	لا
〃	〃	〃	صلت	صلیت
۳۷۳	۴	م	سے	ہے
〃	۸	〃	تخقیق	تحقیق
〃	۹	〃	کبونکہ	کیونکہ
۳۷۴	۱۲	〃	ص۱۹۵	ص۹۵
۳۷۵	۴	〃	س	من
〃	۲۶	〃	اہلبیت	اہلسنت

کتاب ہٰذا میرزا محمد جواد صاحب کے نظامی پریس میں طبع ہوکر رہنمائے خاص و عام ہوئی

عاجز

سید مرتضیٰ حسین